بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبیلِ سکینہؑ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد۔(پاکستان)

محترم جناب ____________________

السلام علیکم

کتاب کوئی بھی ہو ہر آدمی کی دسترس میں نہیں ہوتی۔ یا تو اس کی قیمت اتنی ہوتی ہے کہ اس مہنگائی کے دور میں عام آدمی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ ان کتابوں کو خرید کر اپنے گھروں میں رکھے تا کہ ان کے بچوں کی صحیح تربیت ہو سکے۔ اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔ اگر عام طالبعلم کتابیں پڑھ کر ڈاکٹر یا انجینیر بن سکتا ہے تو وہ اپنی ہی زبان میں دینی کتابیں پڑھے تو اسے کیوں کر سمجھ نہیں آسکتیں اور وہ ان کتابوں کو پڑھ کر دین حق کو سمجھ سکتا ہے چاہے وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتا ہو۔ اور پھر علم حاصل کرنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی حدیث رسولؐ کی روشنی میں ہم کو یہ موقع ملا کہ ہم دینِ حق کی بہتر خدمت کر سکیں۔ اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے ہم تقریباً ۵۰۰ کتب پر مشتمل ایک اسلامی ڈیجیٹل لائبریری پیش کر رہے ہیں۔ ان DVD's پر لکھ دیا گیا ہے کہ

NOT FOR COMMERCIAL USE

ہم علماء دین واہلِ نظر سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ تمام مومنوں و مومنات کو دورِ حاضر کے جدید تکنیکی تقاضوں کی ضرورت سے ہم آہنگی کی طرف توجہ دلائیں۔ سبیلِ سکینہؑ اُن تمام حضرات کی شکر گزار ہے جنھوں نے ہماری کاوش میں بھر پور ساتھ دیا خصوصاً ziaraat.com جس کے ذریعے سے مزید اسلامی ویب سائٹس نے اس ڈیجیٹل لائبریری کو اپنی ویب سائٹس پر جگہ دی یعنی ہم سب کی یہی کوشش ہے کہ علم حاصل کرنے کیلئے ہر اس ضروری قدم کی طرف بڑھیں جس سے محمد و آلِ محمدﷺ کی خوشنودی حاصل ہو۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ محمد و آلِ محمدﷺ کے فضل سے ہمارے علم میں اضافہ کرے اور ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ تا کہ ہم علم کے ہتھیار سے شیطانی تباہ کاری و موجودہ دہشتگردی کا مقابلہ کر سکیں۔

ہم ایک بار پھر اسلامی معاشرے کے علمی شخصیات سے گزارش کرتے ہیں کہ قولِ رسول کے مطابق
تمام مسلمانوں کو علم حاصل کرنے کی شدید ضرورت پر توجہ دلائیں۔

نوٹ۔(اسلامی ڈیجیٹل لائبریری www.ziaraat.com پر online دستیاب ہے۔)

(دعا گو ۔سید نذر عباس و ممبران سبیل سکینہؑ ۔ ۱۵ شعبان ۱۴۲۹ھ)

email: sabeelesakina@gmail.com

ابوالفدا حافظ ابن کثیر دمشقی

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ

تاریخ ابن کثیر

شہرۂ آفاق عربی کتاب

اَلْبِدَايَة وَالنِّهَايَة

کا اردو ترجمہ

جلد نمبر ۱۱

۲۴۸ھ سے ۴۰۵ھ کے حالات پر مشتمل ہے اس میں خلیفہ مستعین باللہ کی خلافت سے خلیفہ قادر باللہ کی خلافت اور اس عرصے میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات ہیں۔ جن میں خلفائے بنی عباسیہ' بنی فاطمہ' ترکوں' دیالمہ بنی بویہ' قرامطہ' زنگی' حبشی وغیرہم کے عروج و زوال کا تذکرہ شامل ہے۔ ساتھ ہی خارجیوں اور شیعوں کے فتنوں کے اسباب و حالات بھی قلمبند ہوئے ہیں۔

تصنیف ❋ عَلّامَہ حَافِظ اَبُوالفِدَا عِمَادُ الدِّین اِبْنِ کَثِیْر (۷۰۱ھ-۷۷۴)

ترجمہ ❋ مولانا انوار الحق قاسمی (فاضل دارالعلوم دیوبند) سابق استاذ حدیث مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

نفیس اکیڈمی

اردو بازار، کراچی

البدایة والنهایة

نام کتاب	....	تاریخ ابنِ کثیر (جلد نمبر ۱۱)
مصنف	....	علامہ حافظ ابوالفدا عماد الدین ابن کثیر
ترجمہ	....	مولانا انوار الحق قاسمی
ناشر	....	نفیس اکیڈمی۔ کراچی
طبع اوّل	....	فروری ۱۹۸۹ء
ایڈیشن	....	آفسٹ
ضخامت	....	۶۰۸ صفحات
ٹیلیفون	....	۰۲۱۔۷۷۲۲۰۸۰

تعارف ۔ البدایہ والنہایہ (جلد ۱۱)

حَامِدًا وَ مُصَلِّيًا وَّ مُسَلِّمًا

کتاب ''البدایہ والنہایہ'' مصنفہ ابوالفداء الحافظ ابن کثیر الدمشقی متوفی ۷۷۴ھ فن تاریخ اسلامی میں مقبول اور مسلم ہے' اس کتاب کے کل چودہ حصے ہیں۔ جن میں گیارہویں حصہ کا یہ ترجمہ ہے' اور ۲۴۸ھ سے ۴۰۵ھ تک کل ۱۵۷ برسوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں خلیفہ مستعین باللہ کی خلافت سے خلیفہ قادر باللہ تک کی خلافت اور اس عرصہ میں وقوع پذیر واقعات کے تذکرے ہیں جن میں خلفائے بنی عباسیہ' بنی فاطمہ' ترکوں' دیالمہ' بنی بویہ' قرامطہ' زنگی' حبشی' وغیرہم کے عروج و زوال کا بیان ہے۔ ساتھ ہی خارجیوں' شیعوں کے فتنوں کے اسباب اور حالات بھی قلمبند ہوئے ہیں۔

اس طویل عرصہ میں جو ڈیڑھ سو سال سے کچھ زائد عرصے کا دور ہے' سیاسی لحاظ سے یہ سارے ہی ادوار انتہائی شرمناک اور ناقابل ذکر ہیں۔ باستثناء چند ان کے سارے خلفاء آپس میں دست و گریباں رہے ان میں خانہ جنگیاں ہوتی رہیں ان میں مرکزیت مفقود تھی۔ ہر شخص خود مختار بننے کی کوشش میں تھا۔ اس کے مطالعہ سے ہر اسلام پسند اور دین و مذہب سے عقیدت رکھنے والے کا سر جھک جاتا ہے اور اس کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔ پھر ایسا خیال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اے کاش ان منحوس ادوار کو نہ کوئی جمع کرتا اور نہ ہم ان کا مطالعہ کرتے۔ مگر سچی تاریخ تو آئینہ حقیقت ہوتی ہے کہ کوئی اسے جمع کرے یا نہ کرے اور ہم اسے جانیں یا نہ جانیں وہ چھپ نہیں سکتی۔ جس طرح دوپہر کے وقت آنکھیں بند کر لینے سے آفتاب ناپید نہیں ہو جاتا ہے اسی بنا پر خود صاحب کتاب بھی ۳۳۰ھ کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ابن اثیر نے اس موقع پر وضاحت کی ہے کہ میں نے یہ باتیں اتنی تفصیل سے صرف اس لیے ذکر کی ہیں تاکہ ظالموں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے اعمال نامے اور ان کے کردار چھپے نہیں رہتے بلکہ آہستہ آہستہ لوگوں میں مشہور ہو جاتے ہیں اور کتابوں میں لکھے بھی جاتے ہیں' تاکہ دنیا والے ان کو اچھی طرح سمجھیں اور جس قدر ہو سکے برے الفاظ میں انہیں یاد کرتے رہیں' یہی ان کے لیے دنیا کی رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ سے ہوگا اس طرح ممکن ہے کہ لوگ ان باتوں میں غور کر کے ہمیشہ کے لیے بدنامی سے بچنے کے خیال سے اپنے ظلم سے باز رہیں' اگر اللہ کے ڈر سے وہ باز بھی نہ آئیں۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارُ. اسی دور کے ۳۵۲ھ میں کسی اندلسی شاعر نے ۶۹ اشعار پر مشتمل قصیدہ ارمینیہ کے نام سے ایک قصیدہ شاہ ارمن دمشق کی طرف سے لے کر خلیفۃ المسلمین کے پاس بھیجا۔ جس میں اس وقت کے مسلمانوں کے حالات کا کچا چٹھا ظاہر کیا اور تمام مسلمانوں کی توہین کی جو اگرچہ ایک حد تک حقیقت بھی تھی۔ پھر بھی اس کے جواب میں اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہوئے ان کے ہر ایک الزام کا معقول جواب دیا ہے یہ دونوں ہی قصیدے اپنی جگہ عمدہ ہیں اس لیے علماء کرام کی دلچسپی کے خیال سے ان دونوں کو اصل عربی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں' اس حصہ میں ۳۱۷ھ کا وہ

انتہائی دلخراش اور افسوس ناک واقعہ بھی مذکور ہے جس میں قرامطہ خانہ کعبہ سے اس کے در و دیوار کو توڑ پھوڑ کر حجر اسود کو وہاں سے نکال کر اپنے علاقہ میں لے گئے اور پورے ۲۲ برس اپنے پاس رکھ کر ۳۳۹ھ میں اپنی جگہ پر رکھ گئے۔ اس طرح اس عرصہ میں کوئی بھی حاجی حجر اسود کی نہ زیارت کر سکا اور نہ ہاتھ لگا سکا اور نہ بوسہ دے سکا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس موقع پر ایک علمی نقطہ بیان کیا گیا ہے کہ ہاتھیوں والے ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھا دینے کی کوشش کی تو اسے فوراً پرندوں کے ذریعے تباہ و برباد کر دیا گیا' مگر ان قرامطہ کو پوری ڈھیل دی گئی حالانکہ یہ بھی جرم میں ان کے مساوی تھے؟ بلاشبہ خلفاء برائیوں میں ڈوب گئے تھے پھر بھی ہمیں ان میں کچھ خوبیاں ہی نظر آتی تھیں جو اس دور میں بھی مفقود ہیں۔ مثلاً ۲۸۹ھ میں خلیفہ معتضد کے زمانہ میں جب مؤذن کی اس دھمکی سے کہ حقدار کا حق ادا کر دو ورنہ میں اذان دے دوں گا کہ اس دھمکی سے بڑے بڑے سرکش امراء اور وزراء بھی تھرا جاتے تھے اور حق ادا کرنے میں ذرہ برابر سستی نہیں کر سکتے تھے۔

اسی حصہ میں علماء اور صوفیاء کرام کے درمیان کی مختلف فیہ شخصیت ''منصور حلاج'' تحقیق اور طویل مبحث بھی ہے اسی دور میں تدوین علم حدیث پر پورا کام ہوا' اور آئمہ صحاح ستہ کے علاوہ دوسرے تمام محدثین بڑے صوفیائے کرام' ان کے علاوہ جاحظ متکلم معتزلی' شیخ المعتزلہ ابوعلی الجبائی ۳۰۴ھ اساتذہ فن نحو' سیبویہ ۲۸۰ھ' المبرد' نحوی ۲۸۵ھ' نفطویہ نحوی ۳۲۳ھ اور مشہور شعراء ادب میں سے البحتری شاعر ۲۸۴ھ' المتنبی شاعر ۳۵۴ھ' البلاذری مورخ ۲۷۹ھ وغیرہم کے حالات ہماری نظروں سے گزرتے ہیں۔

آخر میں اپنی علمی بے بضاعتی کے اعتراف کے ساتھ اس مجبوری کا بھی اظہار ہے کہ ترجمہ کے لیے جو کتاب میرے پیش نظر ہے وہ مکتبۃ المعارف بیروت کی مطبوعہ ہے' اس کی طباعت میں مجھے کئی جگہ غلطیاں نظر آئیں اور مشکلات سامنے آئیں مگر بعض جگہ کسی بھی دوسرے نسخہ کے میسر نہ ہونے کے سبب میں انہیں حل نہ کر سکا' اس لیے اس کے مطالعہ کے وقت علماء کرام غلطیوں اور کوتاہیوں پر مطلع ہونے کی صورت میں ہمیں مطلع فرما دیں تاکہ آئندہ ان کی اصلاح کی جا سکے۔

ان اجرکم الاعلی اللّٰہ ، وما توفیقی الا باللّٰہ.

انوار الحق قاسمی ٦/٢/٨٨

کراچی ۔ پاکستان

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مستعین باللہ کی خلافت

نام ونسب:

ابوالعباس' احمد بن محمد المعتصم' عوام الناس نے ان کی خلافت کے لئے اسی دن بیعت کر لی' جس دن المنتصر باللہ کی وفات ہوئی تھی' لیکن ترکوں کی ایک تھوڑی اس جماعت نے ان کی خلافت سے بغاوت کی اور اے معتز! اے منصور! کے نعرے لگائے' تو مزید کچھ لوگوں نے ان کا ساتھ دیا۔ ادھر مستعین باللہ کی مدد میں ان کی فوج آ گئی' دونوں گروہوں میں کچھ دنوں تک سخت لڑائی رہی' ہر طرف سے کافی انسان مارے گئے' بغداد کے بہت سے گھرانے لوٹے گئے' مختلف قسم کے بہت سے فتنے کھڑے ہوئے' بالآخر مستعین کی خلافت قائم ہوگئی' انہوں نے ملکی انتظام سنبھالا' سرکاری عہدوں سے ناپسندیدہ لوگوں کو نکالا گیا' اور مرضی کے مطابق لوگوں کو عہدوں پر فائز کیا گیا اور کچھ لوگوں سے تعلقات ختم کیے گئے اور کچھ لوگوں سے قائم کیے گئے' اور کرنے اور نہ کرنے کے متعلق جاری کیے گئے' یہ سلسلہ تھوڑے دنوں تک جاری رہا۔

بغا کبیر کی وفات اور اس کی جگہ موسیٰ ابن بغا کی بحالی:

اسی سال ماہ جمادی الاخری میں بغا الکبیر کی وفات ہوگئی' اس لئے خلیفہ وقت نے اس کے بیٹے موسیٰ بن بغا کو ان کی جگہ بحال کر دیا' جو بہت باہمت اور اونچے خیال کا تھا' چنانچہ مشرق ومغرب کے علاقوں میں پے در پے اس نے حملے کئے اور اس طرح اس کے پاس مختلف اور کافی جائیداد' دس لاکھ دیناروں کی قیمت جمع ہوگئی' اور دس اصلی موتی دانے ایسے جمع ہو گئے تھے جن کی قیمت لاکھ دینار تھی' اور تین جبے اور سونے چاندی کا ایک بکس بھی اسے مل گیا تھا۔

حمص والوں کی بغاوت:

اسی سال حمص والوں نے اپنے حاکم کے خلاف بغاوت کی اور اپنے علاقہ سے اسے نکال دیا' تب خلیفہ وقت نے ان کے سرکردہ لوگوں کو گرفتار کر کے ان کے مکانات ڈھا دینے کا حکم دیا۔

اس سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

مخصوص لوگوں میں اس سال ان لوگوں نے وفات پائی' احمد بن صالح' حسین بن علی الکرابیسی' عبدالجبار بن العلاء'

عبدالملک بن شعیب' عیسیٰ بن حماد' محمد بن حمید الرازی' محمد بن زینور' محمد بن العلاء' ابوکریب' محمد بن یزید' ابو ہاشم الرفاعی اور ابوحاتم السجستانی.

نام سہل بن محمد بن عثمان بن یزید الجشمی ہے ابوحاتم النحوی اللغوی' بڑی بڑی کتابوں کے مصنف اور علم لغت کے ماہر تھے' جسے انہوں نے ابوعبید اور اصمعی سے حاصل کیا اور ابوزید انصاری سے بہت سی روایتیں بیان کیں' پھر ان سے مبرد اور ابن درید وغیرھما جیسی شخصیتوں نے سیکھا' اخلاق کے اعتبار سے بہت نیک' بہت زیادہ صدقہ دینے والے اور تلاوتِ قرآن کریم کرنے والے تھے' ہر روز ایک دینار صدقہ کرتے اور ہر ہفتہ قرآن پاک کا ایک ختم کرتے' انہوں نے اشعار بھی بہت سے کہے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں ۔

① ابرزوا وجهه الجميل ولاموا من افتتن

② ولو ارادوا صيانتي ستروا وجهه الحسن

① ''لوگوں نے اس کے خوبصورت رُخ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اور ان لوگوں کی برائیاں بیان کیں جو فتنے میں پڑے ہیں''۔

② ''اگر یہ لوگ میری حفاظت کا خیال کرتے' تو یہ لوگ اس کے خوبصورت چہرے کو (مجھ سے) چھپا کر رکھتے''۔

واقعات ــــــ ۲۴۹ھ

وسط ماہِ رجب روز جمعہ مسلمانوں کی ایک جماعت اور رومیوں کے درمیان ملطیہ کے قریب مقابلہ ہوا اور سخت لڑائی ہوئی' جس میں دونوں فریق کے کافی لوگ مارے گئے' ان ہی لوگوں میں امیر المسلمین عمر بن عبداللہ بن الاقطع قتل کر دیے گئے' ان کے ساتھ ہی دو ہزار مسلمان مارے گئے' اسی طرح علی بن یحییٰ ارمنی بھی قتل کر دیے گئے' کہ وہ بھی مسلمانوں کی ایک جماعت کے امیر تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دونوں حضرات اکابر صوفیاء میں سے تھے۔

فتنہ بغداد:

ابتداء ماہ صفر میں بغداد میں فتنہ برپا ہوا' وجہ یہ ہوئی کہ عوام الناس ان امراء سے نفرت کرنے لگے تھے' جنہوں نے خلافت پر زبردستی قبضہ کرنے کی کوشش کی اور خلیفہ المتوکل کو قتل کر ڈالا۔ پر منتصر باللہ اور ان کے بعد مستعین باللہ کو بھی کمزور کر دیا تھا۔ اس لیے انہوں نے مل کر جیل خانہ پر حملہ کر دیا اور تالہ توڑ کر اس کے تمام قیدیوں کو نکال لیا۔ اس کے بعد وہ لوگ شہر کے کنارے کے دونوں پلوں کی طرف گئے' ان میں سے ایک کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور دوسرے کو آگ سے بالکل جلا دیا اور عوام الناس کو آواز دی' اس طرح عوام الناس کو بہت بڑی جماعت اور بھیڑ اکٹھی ہوگئی' اور بہت سے علاقوں کو لوٹ لیا۔ یہ سارے واقعات بغداد کے مشرقی جانب میں ہوئے' پھر روساء نے ان مسلمانوں کی مدد کے لیے جو سرحدوں پر دشمنانِ اسلام سے قتال کر رہے تھے' بغداد والوں سے بہت مال واسباب اکٹھے کیے' ان مسلمانوں کا بدلہ لینے کی غرض سے' جنہیں دشمنوں نے قتل کر دیا تھا' چنانچہ پہاڑیوں کے کناروں سے اور اہواز وفارس وغیرہ کے علاقوں سے نکل کر رومیوں سے جہاد کرنے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔

فتنہ اور اس کی وجہ:

یہ ہوئی تھی کہ خلیفہ اور ملک کی فوج روم کے علاقوں میں نہ گئی' اور نہ مسلمانوں کے دشمنوں سے جہاد کیا' اس طرح خلافت کا مقصد کمزور پڑ گیا' کیونکہ خلفاء اپنی ذمہ داریوں کو بھلا بیٹھے' اور لونڈیوں اور گانے بجانے والوں کی مجلسوں میں مشغول رہنے لگے' وہاں کی رعایا ان حرکتوں سے سخت ناراض ہو کر مذکورہ ہنگامے کھڑے کرنے اور لوٹ مار میں لگ گئی' جن کا تذکرہ ذرا پہلے ہوا۔

پھر ماہ ربیع الاول کی اکیسویں تاریخ سامرا کے عوام نے قید خانہ کی طرف جا کر وہاں کے قیدیوں کو بھی جیل خانوں سے نکال دیا' جیسا کہ بغداد سے نکالا تھا۔ اس وقت وہاں کے سپاہی عوام کے مقابلہ میں آئے' جنہیں زرافہ کہا جاتا تھا' مگر عوام نے ان سپاہیوں کو شکست دے دی۔ اس ہنگامے کو فرو کرنے کے لیے وصیف اور بغا صغیر اور عموماً ترکی کے باشندے اکٹھے ہو کر سامنے آئے اور مقاتلہ شروع کیا۔ اور عوام کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا' یہ فتنہ بڑھتا رہا۔ لیکن ایک زمانہ کے بعد از خود سرد پڑ گیا۔

اتامش ترکی کا قتل اور ملکی ہنگامے:

ربیع الآخر کے وسط مہینہ میں ترکیوں کے آپس میں ایک فتنہ کھڑا ہوا' وجہ یہ ہوئی تھی کہ خلیفہ مستعین باللہ نے امور خلافت اور بیت المال کے مالوں کا انتظام ان تین آدمیوں کو دے رکھا تھا۔ ① اتامش ترکی' اور یہی شخص خلیفہ کا معتمد خاص اور اس کے وزیر کے درجہ کا تھا' اور اسی کی گود میں عباس بن مستعین تھا' جسے یہ خاص تربیت دیتا' اور شہسواروں کے طریقے سکھاتا۔ ② شاہک الخادم اور ③ خلیفہ کی ماں' یہ جس چیز کی خواہش کرتی وہ اس کا انکار نہیں کرسکتا تھا' اس کی ماں کا ایک کاتب تھا' جسے سلمہ بن سعید النصرانی کہا جاتا تھا اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اتامش ترکی بیت المال سے اسراف کے ساتھ خرچ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ بیت المال میں اس نے کچھ نہ چھوڑا' جس سے تمام ترکی ناراض ہو گئے اور اس کے مخالف ہو گئے' اس لیے وہ سب اکٹھے ہو کر اس پر حملہ آور ہو گئے' اور شاہی قلعہ میں اسے اس وقت گھیر لیا جبکہ وہ مستعین کے پاس تھا۔ اس وقت مستعین کے لیے اسے عوام کے حوالے کرنا مشکل ہوا اور انکار کرنا محال ہو گیا' بالآخر انتہائی ذلت کے ساتھ لوگوں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کا سارا مال اور گھر مع سامان لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے ابو صالح عبداللہ بن محمد بن یزداد کو اپنا وزیر بنا لیا اور بغا صغیر کو فلسطین کا اور وصیف کو اہواز کا حاکم بنایا تو ہنگامے اور زبردست فتنے کھڑے ہوئے اور خلیفہ سست اور کمزور پڑ گیا۔

۳ر جمادی الاخریٰ پنجشنبہ کے دن ''سامرا'' میں مغاربہ کے درمیان بے چینی کی لہر دوڑ گئی' جس سے وہ اکٹھے ہوتے' جماعت بندی کرتے' پھر منتشر ہو جاتے۔

۲۵ر جمادی الاخریٰ بروز جمعہ مطابق ۱۶ر ماہ تموز ''سامرا'' کے علاقہ میں زبردست کڑک' زوردار بارش اور مسلسل بجلی کی چمک کے ساتھ گھنگھور گھٹا چھاتی رہی اور موسلا دھار بارش ہوتی رہی' جو صبح سے شام کے وقت آفتاب کے زرد ہونے تک جاری رہی۔

ماہِ ذی الحجہ میں ''ری'' میں زوردار زلزلہ اور زبردست بھونچال آیا جس سے وہاں کی عمارتیں ٹوٹ پھوٹ گئیں اور بہت سی مخلوق ختم ہو گئی' بچے کھچے لوگ جنگلوں اور میدانوں میں نکل پڑے۔

اس ماہ میں عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے جو کہ مکہ معظمہ کے گورنر تھے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اسی سال مخصوص لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی' ایوب بن محمد الوزان' کتاب السنن کے مصنف حسن بن الصباح البزار' رجا بن مرجاء الحافظ التفسیر الحافل کے مصنف عبد بن حمید اور عمرو بن علی الفلاس رحمہم اللہ تعالیٰ' اور

علی بن جہم:

بن بدر بن مسعود بن اسد القرشی السامی بھی تھے' جو سامہ بن لوئی الخراسانی ثم البغدادی کی اولاد میں سے تھے' اور یہ مشہور شعراء اور ان لوگوں میں سے بھی ایک تھے' جن کی دینداری اپنے وقت میں مسلم اور معتبر تھی' ان کے اشعار میں وہ اشعار بھی تھے' جن

میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کہی گئی تھیں۔ ان کو خلیفہ المتوکل کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا' لیکن ایک مرتبہ وہ ان پر سخت ناراض ہو گئے اس لیے انہیں علاقہ خراسان کی طرف نکال دیا اور وہاں کے نائب کو حکم دیا کہ وہ انہیں ننگا کر کے مارے۔ چنانچہ اس نے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا' ان کے کہے ہوئے عمدہ اشعار میں یہ بھی ہیں:

۱۔ بلاء لیس یعدله بلاء عداوة غیر ذی حسب و دین

ترجمہ: ایک ایسی مصیبت جس کے برابر دوسری کوئی مصیبت نہیں ہے' وہ غیر خاندان ذلیل اور بے دین کی دشمنی ہے۔

۲۔ یبیحكَ منه عرضًا لم یصنه ویرتع منك فی عرض مصون

ترجمہ: وہ تمہاری عزت کو اس طرح برباد کرے گا کہ ذرہ برابر اس کا خیال نہ رکھے گا اور وہ تمہاری محفوظ عزت وآبرو میں چرے گا۔

انہوں نے یہ اشعار مروان بن حفصہ کی ہجو کرتے ہوئے کہے تھے' تب مروان نے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار کہے:

۱۔ لعمرك ما الجهم بن بدر بشاعر وهذا علی بعده یدعی الشعرا

ترجمہ: تیری زندگی کی قسم' جہم بن بدر شاعر نہ تھا اور یہ اس کے بعد اپنی شعر گوئی کا دعویٰ کرتا ہے۔

۲۔ ولكن ابی قد كان جارًا لامه فلما ادعی الاشعار اوهمنی امرا

ترجمہ: لیکن میرا باپ اس کی ماں کا پڑوسی تھا' جب اس نے اشعار کہنے کا دعویٰ کیا تب میرے باپ نے اصل بات مجھے بتادی۔

علی بن جہم جو شام آچکا تھا' عراق جانے کے ارادہ سے لوٹا' جب حلب سے آگے بڑھا تو لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا' مجبوراً اس نے ان سے مقابلہ کیا' جس میں یہ سخت زخمی ہو گیا' بالآخر اسی سے اس کی موت واقع ہوئی' اس وقت اس کے کپڑوں میں ایک تحریر ملی جس میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

۱۔ یا رحمتا للغریب بالبَلدا لنا زح ماذا بنفسه صنعا

ترجمہ: اے رحم اس مسافر پر (رحم کر) جو بہت دور کے شہر میں ہے' کہ اس نے اپنے نفس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

۲۔ فارق احبابه فما انتفعوا بالعیش من بعده وما انتفعا

ترجمہ: اس نے اپنے دوستوں کو داغِ مفارقت دیا جس سے اس کے بعد وہ لوگ' زندگی کا مزہ حاصل نہ کر سکے اور خود اس نے مزہ نہ چکھا۔

آخر کار اسی سبب سے اسی سال اس نے وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۲۵۰ھ

اس سال ابوالحسین یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب منظر عام پر آئے' جن کی والدہ ام الحسین فاطمہ بنت الحسین بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھیں' ان کے ظہور کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک موقع پر ان کو سخت فاقہ کی نوبت آئی' اس لیے وہ سامرا آئے اور وصیف سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دو' مگر وہ بہت غصہ ہوا اور سخت وسست کہہ کر واپس کر دیا۔ اس بنا پر وہ وہاں سے کوفہ کی طرف لوٹ گئے' اور کھلے میدان میں اپنا پڑاؤ ڈالا' انہیں دیکھ کر وہاں کے دیہاتی باشندوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی' اور کوفہ سے بھی ایک بڑی جماعت پہنچ گئی' یہ خبر پا کر عراق کے نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر نے کوفہ کے گورنر ابوایوب بن الحسن بن موسیٰ بن جعفر بن سلیمان کو ان سے قتال کرنے کا تحریری حکم دیا' مگر اس سے پہلے ہی یحییٰ بن عمر اپنی جماعت کے ساتھ کوفہ شہر پہنچ گئے' اور وہاں کے بیت المال پر قبضہ کر لیا۔ مگر اس میں دو ہزار دینار اور ستر ہزار درہم کے سوا کچھ نہ پایا' وہاں ان کا ہی حکم چلنے لگا' انہوں نے وہاں کے دونوں قید خانوں پر قبضہ کر کے ان کے تمام قیدیوں کو رہا کرا دیا۔ اور خلیفہ کے مقرر کردہ تمام حکام کو برطرف کر کے ان کے مالوں کو لے لیا اور ان سب پر اپنا قبضہ جما لیا۔ اب ان کی حکومت وہاں مضبوط ہوگئی' اور فرقہ زیدیہ وغیرہ سب ان سے مل گئے' پھر وہ شہر کوفہ سے نکل کر اس کے دیہاتوں کی طرف گئے' مگر دوبارہ کوفہ واپس آ گئے' راستہ میں عبدالرحمٰن بن الخطاب سے جس کا لقب وجہ الفلس تھا آمنا سامنا ہو گیا' اور دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی' بالآخر وجہ الفلس شکست کھا کر بھاگ گیا' تب یحییٰ بن عمر نے شہر کوفہ میں داخل ہو کر تمام عاشقانِ آلِ محمد کو اپنے پاس بلا لیا' جس سے ان کی طاقت بہت بڑھ گئی' اب کوفہ والوں کی ایک بہت بڑی جماعت ان کے ساتھ شامل ہوگئی' اس کے بعد بغداد کے عوام شیعہ وغیرہ سبھوں نے ان کو وہاں کا حاکم اعلیٰ مان لیا۔ اس سے قبل وہاں جتنے بھی اہل بیت سے گزرے تھے ان سب سے زیادہ ان سے محبت کرنے لگے' اور اب ہتھیار اور لڑائی کے سامان خرید کر جمع کرنے اور لوگوں کو اپنے پاس اکٹھے کرنے کی فکر میں لگ گئے' اس موقع پر وہاں کا سابق نائب حاکم وہاں سے دوسری طرف نکل بھاگا' لیکن خلیفہ اور محمد بن عبداللہ بن طاہر کی طرف سے بڑی بھاری کمک پہنچ گئی' جس سے اس کو زبردست تقویت ہوئی اور اپنے لشکر کو اکٹھا کر لیا۔

یحییٰ بن عمر کا قتل:

ماہِ رجب کی بارھویں تاریخ کسی غیر ذمہ دار اور ناتجربہ کار شخص نے یحییٰ بن عمر کو مشورہ دے کر آمادہ کر لیا کہ وہ جتھہ بنا کر حسین بن علی کا مقابلہ کریں اور اس کے لشکر پر حملہ کر دیں' چنانچہ وہ گھوڑ سواروں اور پیدل چلنے والے کوفہ کے عام باشندوں کی ایک بھاری جمعیت کے ساتھ بغیر کسی ہتھیار کا انتظام کیے حملہ کے لیے نکل گئے' اور ان سے مقابلہ شروع کر دیا' جس سے آخری رات کی تاریکی میں زبردست قتل وقتال اور مقابلہ کیا' صبح ہونے سے پہلے ہی یحییٰ بن عمر کی حقیقت ظاہر ہوگئی' اسی عرصہ میں کسی نے ان کی

پیٹھ میں نیزہ مار دیا' جس سے یہ اپنے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر گر گئے' فوراً ہی لوگوں نے انہیں پکڑ کر ان کا سر تن سے جدا کر کے اپنے امیر کے سامنے پیش کر دیا' جسے ابن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا' اورانہوں نے اسے دوسرے ہی دن ایک آدمی کے ذریعہ خلیفہ کے پاس بھیج دیا' جس کا نام عمر بن الخطاب اوراس کے بھائی کا نام عبدالرحمٰن بن الخطاب تھا' چنانچہ خلیفہ نے اس کو ''سامرا'' میں تھوڑی دیر کے لیے دن کے وقت کسی عام جگہ پر لٹکا دیا۔ پھر وہاں سے بغداد بھیج دیا' وہاں پل کے پاس اسے لٹکانا چاہا مگر ہجوم کی زیادتی کی وجہ سے اسے لٹکانا ممکن نہ ہوا' اس لیے ہتھیار خانہ میں اسے محفوظ کر دیا گیا' یحییٰ بن عمر کا یہ سر جب محمد بن طاہر کے پاس لایا گیا تو عوام وہاں جا کر فتح اور کامیابی پر مبارکبادیاں دینے لگے۔ ان ہی میں سے ایک شخص ابو ہاشم' داؤد بن ہیثم جعفری ان کے پاس آئے اور کہنے لگے' اے امیر! آپ کو ایک ایسے شخص کے قتل پر مبارکباد دی جا رہی ہے کہ اگر ابھی رسول اللہ ﷺ ہم میں زندہ موجود ہوتے تو وہ خود بھی ان کی تعزیت فرماتے۔ یہ سن کر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد ابو ہاشم جعفری یہ اشعار کہتے ہوئے ان کے پاس سے نکل آئے:

۱۔ یا بنی طاهر کلوهُ وبيًّا ان لحم النبی غیر مریٍّ

ترجمہ: اے بنی طاہر تم اسے بدمزگی کے ساتھ کھاؤ' کھاؤ یقیناً نبی کا گوشت خوشگوار نہیں ہوتا ہے۔

۲۔ ان وترًا یکون طالبه الا هو ترنجاحه بالحریّ

ترجمہ: ایسا تنہا شخص جس کا چاہنے والا خود خدا ہو' وہ ایسا تنہا ہے کہ اس کی کامیابی برحق ہے۔

خلیفہ نے پہلے امیر کو نائب کوفہ حسین بن اسماعیل کے پاس روانہ کر دیا تھا' جب یحییٰ بن عمر قتل کر دیئے گئے' تب وہ لوگ کوفہ میں داخل ہو گئے' یہاں پہنچ کر امیر نے یہ چاہا کہ کوفہ والوں کو مار کاٹ کر ختم کر دیں لیکن حسین بن اسماعیل نے اسے منع کر دیا اور شہر والوں کو عام معافی دے دی' اس طرح اللہ نے اس فتنہ کی آگ بجھا دی۔

حسن بن زید کے ہاتھ پر بیعت:

اس کے بعد رمضان المبارک کے مہینہ میں حسن بن زید ابن محمد بن اسماعیل بن الحسین بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب طبرستان کے علاقہ میں گئے' جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ یحییٰ بن عمر جب قتل کر دیئے گئے' تو مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر (نائب عراق) کے نام ان کے ہی علاقہ میں کچھ زمین خاص کر دی اور اپنے منشی کو جس کا نام جابر بن ہارون اور نصرانی مذہب تھا' بھیجا کہ وہ زمین ان کے حوالہ کر دے' وہ منشی جب اس علاقہ میں پہنچا تو وہاں کے باشندے اس فیصلہ سے ناراض ہوئے اور انہوں نے حسن ابن زید کے پاس اپنے آدمی سے خبر دی تو وہ وہاں آ گئے' ان لوگوں نے ان حسن بن زید کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ''دیلم'' کے تمام افراد اور اس علاقے کے بہت سے حکام نے بھی ان کی اطاعت قبول کر لی' تب وہ لوگ ان لوگوں کی جمعیت لے کر آمل طبرستان کے علاقہ میں داخل ہو گئے' اور زبردستی اس علاقہ پر قبضہ کر لیا اور ان لوگوں سے خراج وصول کیا۔ وہاں ان کی اہمیت بہت بڑھ گئی' پھر اس علاقہ کے امیر سلیمان بن عبداللہ سے قتال کی نیت سے نکلے اور مقابلہ میں آمنا سامنا بھی ہو گیا' اور

بر دست لڑائی چھڑ گئی‘ بالآخر سلیمان کو زبردست شکست ہوگئی‘ یہاں تک کہ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر اپنے اہل وعیال اور مال و دولت سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئے اور جرجان سے پہلے نکل گئے حسن بن زید وہاں سے نکل کر ساریہ میں داخل ہوئے اور وہاں کی ساری دولت جائیداد وغیرہ سب پر قبضہ کر لیا۔ اور سلیمان کے تمام متعلقین سواریوں پر باعزت طور پر ان کے پاس پہنچا دیئے گئے۔

اس موقع پر حسن بن زید کو پورے طبرستان پر حکومت حاصل ہوگئی‘ اس کے بعد ’’ری‘‘ کے علاقہ میں اپنی جماعت بھیجی اور اسے بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور وہاں سے ’’طاہریہ‘‘ کو نکال دیا۔ اس کے بعد ہمدان کے لشکر کا رخ کیا‘ جب یہ خبر مستعین کو ملی‘ ایسے وقت میں کہ اس کے ملک کا منتظم وصیف ترکی تھا‘ تو اسے اس کا بہت زیادہ رنج وغم ہوا‘ اور حسن بن زید کے قتال کے لیے لشکر اور ساز وسامان بھیجنے کا زبردست انتظام کیا۔

احمد بن عیسیٰ اور ادریس بن موسیٰ کا ظہور:

اسی سال عرفہ کے دن احمد بن عیسیٰ بن حسین الصغیر بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور ادریس بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب کا ظہور ہوا‘ اس موقع پر احمد بن عیسیٰ نے ہی عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی اور عاشق آل محمد کو دعوت دی مگر یہ بات محمد بن علی بن ابی طاہر کو پسند نہ آئی اور ان سے لڑائی چھیڑ دی‘ بالآخر احمد بن عیسیٰ ہی نے انہیں شکست دی۔ جس سے اس کا نام بہت مشہور ہو گیا‘ اسی زمانہ میں حمص والوں نے اپنے عامل فضل بن قارن پر حملہ کر دیا‘ اور ماہ رجب میں انہیں قتل کر دیا۔ تب مستعین نے ان لوگوں کے پیچھے موسیٰ بن بغا الکبیر کو بھیجا اور ’’الرستن‘‘ کے علاقہ میں ان سے قتل وقتال کیا۔ انہیں شکست دی‘ وہاں کے کافی باشندوں کو قتل کیا اور بہت سے مقامات کو جلا بھی ڈالا‘ اور وہاں کے شرفاء کو قید وبند میں ڈال دیا۔

اسی زمانہ میں ملک فارس میں شاکریہ اور وہاں کے لشکر نے عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم پر حملہ کر ڈالا‘ اور ان ہی دنوں جعفر بن عبدالواحد پر خلیفہ نے غصہ ہو کر بصرہ کی طرف نکال باہر کیا اور دار الخلافہ میں امویوں کے بہت سے لوگوں کے عہدے ختم کر ڈالے‘ اور اسی زمانہ میں امیر مکہ جعفر بن فضل نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اسی سال معززین میں سے ان لوگوں نے وفات پائی ہے‘ ابوالطاہر احمد بن عمرو بن السرح‘ مشہور قاریوں میں سے البزی‘ حارث بن مسکین‘ ابو حاتم السجستانی جن کا تذکرہ کچھ پہلے (۲۴۸ھ کے واقعات میں) گزر گیا ہے‘ عباد بن یعقوب الرواجی‘ عمرو بن بحر الجاحظ جو بہت سے فنون کے ماہر اور بہت سی مشہور تصنیفات والے تھے‘ کثیر بن عبید الحمصی اور نصر بن علی الجہضمی۔

واقعات ۔۔۔ ۲۵۱ھ

باغر ترکی کا قتل:

سال رواں میں باغر ترکی کے قتل کر دینے پر مستعین باللہ' بغا صغیر اور تینوں ہی متفق ہو گئے' یہ ان بڑے سرداروں اور لیڈروں میں سے ایک تھا' جنہوں نے متوکل کو قتل کیا تھا' ان کی زمینداری کا حلقہ بہت زیادہ اور کارندوں کی تعداد بے شمار ہو گئی تھی' چنانچہ یہ باغر ترکی قتل کر دیا گیا اور اس کے منشی دلیل بن یعقوب نصرانی کا گھر لوٹ لیا گیا اور اس کا سارا مال اور اس کی ساری آمدنی چھین لی گئی' اس وقت خلیفہ ایک تیز رفتار گھوڑی پر سوار ہو کر سامرا سے بغداد چلے گئے' تو ان کے چلے جانے کی وجہ سے وہاں کے سارے معاملات درہم برہم ہو گئے' یہ واقعہ ماہ محرم کا ہے' چنانچہ خلیفہ وہاں پہنچ کر محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر میں ٹھہرے۔

اہل بغداد اور ''سامرا'' میں سے ہر ایک کا خلافت کے بارے میں اختلاف:

اسی زمانہ میں بغداد اور سامرا کے لشکر کے درمیان ایک زبردست فتنہ کھڑا ہو گیا' سامرا والوں نے معتز باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی لوگوں کو دعوت دی اور بغداد والے مستعین کی خلافت پر قائم رہے' پھر معتز اور اس کے بھائی مؤید کو جیل خانہ سے نکال لیا' اس کے بعد سامرا والوں نے معتز کے ہاتھوں پر بیعت کر لی اور وہاں کے بیت المال کے سارے مال پر قبضہ جما لیا' جس میں صرف پانچ لاکھ دینار اور اس کی ماں کے خزانہ میں دس لاکھ اور عباس بن مستعین کے پاس چھ لاکھ دینار جمع تھے' اس طرح سامرا میں معتز کا بہت زیادہ اثر اور زور ہو گیا اور مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد مضبوط اور محفوظ کرنے اور شہر کی دونوں دیواروں اور خندق کی مرمت کا حکم دیا۔ اور اس کام کے لیے تین لاکھ تیس ہزار دینار مخصوص کر دیئے۔ اور ہر دروازہ پر ایک ایک آدمی اس کی حفاظت کے لیے مقرر کر دیا اور چہار دیواری پر پانچ گوپھن (قلعہ شکن) نصب کر دیئے' جن میں سے ایک بہت بڑا تھا' اور اس کا نام غضبان تھا' اور چھ توپیں بھی نصب کیں' علاوہ ازیں' دوسرے جنگی ہتھیار اور رکاوٹ ڈالنے کے سامان اور لوگوں کی خاصی تعداد کا انتظام کیا ان باتوں کے علاوہ شہر کے چاروں طرف کے پل توڑ وا دیئے تاکہ دشمن کے لشکر وہاں نہ پہنچ سکیں۔ پھر معتز نے محمد بن عبداللہ ابن طاہر کو اپنے پاس بلانے کے لیے خط لکھا تاکہ وہ ان کے معاملات میں مشورے دے' ساتھ ہی اس خط میں معتز نے انہیں وہ باتیں بھی یاد دلائیں' جو ان کے والد متوکل نے ان محمد بن عبداللہ سے عہد اور وعدے کے طور پر کہی تھیں کہ میرے بعد میرے ولی عہد یہی معتز ہوں گے۔ لیکن اس نے اس خط کی طرف مطلقاً کوئی دھیان نہیں دیا' بلکہ انکار کر دیا اور اس کے خلاف بہت سی ناقابل ذکر دلیلیں دیں۔

مستعین اور معتز میں سے ہر ایک کا موسیٰ بن بغا کے نام دعوت نامہ:

پھر مستعین اور معتز میں سے ہر ایک نے موسیٰ بن بغا کبیر کو اپنے پاس بلانے کے لیے اس وقت خط لکھا جب کہ وہ شام کے علاقوں میں مقیم تھا تا کہ حمص والوں سے لڑائی کی جائے۔ علاوہ ازیں اس کے پاس کئی جھنڈے بھی بھیجے تا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے جس کسی کو چاہے اسے یہ جھنڈے دے۔

اسی طرح مستعین نے بھی اسے ایک خط لکھا تا کہ وہ بغداد میں اس کے پاس آ جائے اور اس کی حکومت میں اس کی نیابت کرے' چنانچہ یہ خط پاتے ہی فوراً سواری پر سوار ہو کر سامرا شہر پہنچا اور مستعین کے مقابلہ میں معتز کا ساتھ دیا۔ اسی طرح عبداللہ بن بغا الصغیر اپنے والد کے پاس سے بغداد سے بھاگ کر معتز کے پاس پہنچا۔ اس کے علاوہ دوسرے امراء اور ترکوں نے بھی اس کا ساتھ دیا' اس کے بعد معتز نے اپنے بھائی ابواحمد متوکل کی سرکردگی میں مستعین کے خلاف بغداد کی طرف ایک جماعت بھیجی اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھی روانہ کر دیا' جس میں پانچ ہزار ترکی وغیرہ تھے' اس نے وہاں سے روانہ ہو کر عکبرا اس جا کر جمعہ کی نماز پڑھی اور اپنے بھائی معتز کے لیے دُعائیں مانگیں' پھر وہ اتوار کی رات ساتویں صفر کو بغداد شہر پہنچا' تو وہاں بھی ایک بڑا لشکر اس سے آ کر مل گیا۔ اس موقع پر ابواحمد کے لشکر میں سے ایک شخص نے جسے باز فجانہ کہا جاتا تھا یہ اشعار کہے۔

۱۔ یـا بنـی طـاهـر جنـود الا ہ والـمـوت بینهـا منثـور

ترجمہ: اے طاہر کی اولاد اللہ کے اس لشکر سے بچو' جس کے درمیان موت پھیلی ہوئی ہے۔

۲۔ و جیوش امـامهـن ابـو احمد نـعـم الـمـولـی و نـعـم النصیـر

ترجمہ: اور اس لشکر سے جس کے آگے ابواحمد ہے' جو بہتر آقا اور رہبر ہے اور بہترین مددگار ہے۔

اس کے بعد ان دونوں میں زبردست جنگ ہونے لگی' اور بہت زیادہ دل دہلانے والے ہنگامے اور واقعات ہوئے' جنہیں ابن جریر نے تفصیل سے ذکر کیا ہے' پھر معتز نے اپنے بھائی ابواحمد کی مدد کے لیے موسیٰ بن اوشناس کی سرکردگی میں تین ہزار لشکر کی کمک بھیجی جو ان کے پاس اس وقت پہنچی جب کہ ماہِ ربیع الاوّل کی صرف ایک آخری رات باقی رہ گئی تھی۔ وہاں پہنچ کر شہر کے مغربی کنارے قطربل کے دروازے پر ٹھہر گئی' اور ابواحمد اور اس کے ساتھیوں نے شماسیہ کے دروازہ پر ناکہ بندی کر دی' اس وقت کی لڑائی اپنے عروج پر تھی' بہت زیادہ مارکاٹ ہو رہی تھی' اور لوگ بے حساب مر رہے تھے۔

ابن جریر نے واقعات بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ معتز نے اپنے بھائی ابواحمد کو ایک خط لکھا' جس میں اس بات پر ملامت کی تھی کہ اس نے لڑائی کے موقع پر بغداد والوں میں نرمی اور کوتاہی کیوں دکھائی' تو اس نے جواب میں یہ اشعار لکھ بھیجے۔

(۱) لا مـر الـمـنـایـا علینا طریق و لـلـدهـر فینا اتسـاع و ضیق

ترجمہ: ہمارے پاس موت آنے کا ایک راستہ ہے' اور ہمارے حق میں زمانہ میں وسعت اور تنگی ہے۔

(۲) و ایـامـنـا عبـر لـلانـام فـمنهـا البکور و منها الطروق

ترجمہ: ہمارے شب و روز لوگوں کے لیے پلوں کی مانند ہیں' ان میں سے کچھ تو صبح سویرے اور کچھ رات کو آنے والے ہوتے ہیں۔

(۳) و منها [illegible] تشيب الوليد [illegible] و يخذل فيها الصديق الصديق

ترجمہ: ان میں سے کچھ بری خصلتوں والے ہیں جو بچے کو بوڑھا کرتے ہیں' اور کچھ ایسے ہیں جن میں ایک گہرا دوست اپنے جگری دوست کو رسوا کرتا ہے۔

(٤) و سورٌ عريضٌ لـه ذروةٌ تفوت العيون و بحر عميق

ترجمہ: اور ایک چوڑی شہر پناہ ہے جس کی بلندی اتنی زیادہ ہے کہ ہماری نظریں وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ہیں اور ایک گہرا دریا بھی ہے۔

(٥) قتـال مبيـد و سيف عتيـد و خوفٌ شديد و حصن وثيق

ترجمہ: ہلاک کر دینے والی لڑائی ہے اور تیار کی ہوئی تلوار ہے' اور زبردست خطرہ ہے اور مضبوط قلعہ ہے۔

(٦) و طول صياح لداعي الصباح السلاح السلاح فما يستفيق

ترجمہ: اور ایک ایسی لانبی زوردار چیخ ہے صبح کو پکارنے والے کی' ہتھیار ہتھیار کہتے ہوئے مگر اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

(٧) فهـذا طـريـح و هـذا جـريـحٌ و هـذا حـريـقٌ و هـذا غـريـقٌ

ترجمہ: یہ پھینکا ہوا ہے اور یہ زخمی پڑا ہوا ہے' اور یہ جلا ہوا ہے اور یہ ڈوبا ہوا ہے۔

(٨) و هـذا قـتـيـلٌ و هـذا تـلـيـلٌ و اخـر يشـدخـه الـمـنـجـنيق

ترجمہ: اور یہ قتل کیا ہوا ہے اور یہ پچھاڑا ہوا ہے' اور دوسرا وہ ہے جسے گوپھن چور چور کر رہا ہے۔

(٩) هـنـاك اغـتـصـاب و ثم انتهاب وذُورٌ خـرابٌ و كـانـت تروق

ترجمہ: یہاں زبردستی چھین جھپٹ ہے اور وہاں لوٹ مار ہے' اور ویرانے اور تباہ شدہ گھر ہیں جو لوگوں کو خوش کیا کرتے ہیں۔

(١٠) اذا مـا سـمـونـا الى مسلكٍ وجـدنـاه قـد سـدعـنـا الطريق

ترجمہ: جب ہم ایک راستہ پر بلند ہونے لگے' تو ہم نے اس راستہ کو آگے سے بند پایا ہے۔

(١١) فبـالـلّـه نبلغ مـا نـرتـجيـه و بـالـلّـه نـدفـع مـالا نـطـيـق

ترجمہ: پس اللہ کی قسم جہاں کی ہم امید کرتے ہیں وہاں پہنچ جائیں گے' اور اللہ کی قسم ہم دُور کر دیں گے ایسی چیز کو بھی جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ یہ اشعار علی بن امیہ کے ہیں جو مخلوع اور مامون کے فتنے میں کہے گئے تھے۔

شہر بغداد میں معتز کے بھائی ابو احمد اور مستعین باللہ کے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کے درمیان فتنہ اور فساد جاری رہا' پورا شہر گھیرے میں رہا' وہاں کے باشندے اس سال کے باقی آخری مہینوں تک سخت مشکلوں میں رہے' متعدد واقعات اور حملوں اور

منحوس دنوں میں دونوں طرف سے بہت سی مخلوق خدا قتل کی گئی' کبھی ابو احمد کی جماعت کے لوگ غالب آ جاتے اور شہر کے بڑے دروازوں پر قابو پا لیتے تو جواب میں طاہر کے خاندان والے ان پر منجنیقوں سے انہیں مار بھگاتے اور ان کے بہت سے افراد کو قتل کر دیتے' پھر اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ جاتے اور وہ سب ایک دوسرے سے جبر کرنے میں مقابلہ کرتے۔

ابن طاہر کا مستعین سے منافقت کے ساتھ پیش آنا

لیکن جب کبھی بغداد میں غلے اور دوسرے ضروری سامان کی باہر سے آمدن میں کمی کی بنا پر ان کے باشندوں میں پست ہمتی آنے لگتی' عوام میں یہ بات مشہور ہونے لگتی کہ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے مستعین کو علیحدہ کر کے معتز سے بیعت ہو جانے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے۔ یہ حالت اس سال کے آخری دنوں کی ہے' تفتیش کرنے پر ابن طاہر ان باتوں سے برأت کا اظہار کرتا اور خلیفہ اور عوام' سب کے سامنے بے قصوری ظاہر کرتا اور بڑی سے بڑی قسمیں کھا کر اطمینان دلانے کی کوشش کرتا' پھر بھی عوام میں اس کی طرف سے اطمینان نہ ہوتا اور یقین نہ آتا' ایک مرتبہ لوگ بڑی تعداد میں ابن طاہر کے مکان کے ارد گرد جمع ہو گئے' اور ہنگامے کرتے رہے' اس وقت خلیفہ بھی وہیں موجود تھے' اس کے بالائی حصہ سے خلیفہ خود ان کے سامنے آئے اس حال میں کہ ان کے بدن پر سیاہ کپڑے تھے' اور ان کے اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اور ایک ہاتھ میں ایک چھڑی تھی' اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں تم لوگوں کو اس چادر اور چھڑی والے کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم سب اپنی اپنی جگہوں پر لوٹ جاؤ اور ابن طاہر سے راضی ہو جاؤ' کیونکہ میرے نزدیک وہ بری ہے اور کسی طرح کا اس پر الزام یا تہمت نہیں ہے' یہ سن کر وہ لوگ ناموش ہو گئے' ان کا چیخنا چلانا بند ہو گیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے' پھر خلیفہ ابن طاہر کے مکان سے رازق الخادم کے مکان میں منتقل ہو گئے۔ یہ واقعہ ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دنوں کا ہے' خلیفہ نے وہاں پہنچ کر اس جزیرہ میں بقرعید کی نماز پڑھائی' جو ابن طاہر کے مکان کے مقابل تھا' اس دن خلیفہ لوگوں کے سامنے اس صورت میں آئے کہ ان کے سامنے ایک نیزہ تھا' اس کے اوپر چادر پڑی تھی اور ہاتھ میں چھڑی تھی' وہ دن بغداد والوں کے لیے تاریخی دن تھا کہ اس کے باشندے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور ہر چیز کا دام آسمان سے باتیں کر رہا تھا اور عام لوگوں پر ڈر اور بھوک دونوں چیزیں جمع تھیں' جن کا اظہار بھوک اور ڈر کے لباس سے ہو رہا تھا' ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت دونوں جگہ عافیت سے رہنے کی درخواست کرتے ہیں۔

ابن طاہر کا مستعین کو معتز باللہ کے حق میں اپنی خلافت سے دست برداری کے لیے آمادہ کرنا:

اب جبکہ حالات ابتری کی انتہاء کو پہنچے ہوئے تھے' بد حالی بڑھی ہوئی' راستہ تنگ بچے بھوکے اور مرد پریشان حال تھے' ایسے وقت میں ابن طاہر نے مستعین باللہ کی برخاستگی کے جس خیال کو دل میں چھپا رکھا تھا' اسے مستعین کے روبرو اشارۃً کنایۃً ظاہر کرنے لگا' پھر ذرا آگے بڑھ کر کھل کر بیان کرنے لگا' اور باضابطہ مناظرہ کرنے لگا' پھر کہنے لگا کہ مصلحت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کچھ نقد اور کچھ مستقبل میں لین دین کا معاملہ کر کے خلافت سے دست بردار ہو کر مصالحت کر لیں اور آئندہ کی ضرورت اور اخراجات کے مطابق اپنے لیے سالانہ وظیفہ لینے کا معاملہ طے کر لیں' پھر چلتے پھرتے ہر جگہ اور موقع پر انہیں بہکاتا رہا۔ بالآخر انہوں نے اس کی

بات مان لی اور اپنے خیال سے وہ باز آ گئے' چنانچہ مستعین نے اپنی خلافت سے دست برداری کے لیے جتنی شرطیں طے کیں اس نے ایک کاغذ پر [illegible] معاہدہ کی شکل میں لکھیں پھر [illegible] محمد بن عبداللہ بن طاہر ایک [illegible] [illegible] بھیجا [illegible] کہ تمام قاضیوں اور فقہاء کو جمع کرے جماعت کی شکل میں مستعین کے سامنے اٹھایا اور سب کو حقیقت حال سے آگاہ کر کے اس بات پر گواہ بنایا کہ مستعین نے اپنے سارے اختیارات مجھے (یعنی محمد بن عبداللہ بن طاہر) کو سپرد کر دیئے ہیں اسی طرح دربانوں اور دوسرے ملازمین کے ساتھ بھی کیا' پھر ان کی مہر خلافت پر قبضہ کر لیا اور رات کو کافی دیر تک مستعین کے پاس بیٹھا رہا' ادھر صبح ہوتے ہی لوگوں میں اس کے متعلق چہ میگوئیاں اور فرضی من گھڑت مختلف قسم کی باتیں ہونے لگیں اس کے بعد امراء اور حکام کی ایک جماعت کو ابن طاہر نے سامرا میں معتز کے پاس ایک خط دے کر بھیجا' یہ لوگ جب معتز باللہ کے پاس ابن طاہر کا خط لے کر پہنچے' تو انہوں نے ان لوگوں کا بہت زیادہ اعزاز واکرام کیا' خلعت دیئے' انہیں بہت زیادہ انعامات اور قیمتی تحائف بھی دیئے۔

اب عنقریب یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کے بعد پہلے سال میں کیا کیا معاملات پیش آئے۔

متفرق باتیں:

سال رواں کے ماہ ربیع الاوّل میں علاقہ قزوین اور زنجان میں اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا' جس کا نام حسین بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الأرقط بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب تھا' جو الکوکبی کے نام سے مشہور تھا' اس سے متعلق باتیں ہم عنقریب بیان کریں گے۔

اسی سال اسماعیل بن یوسف العلوی کا بھی ظہور ہوا' جو کہ موسیٰ بن عبیداللہ کا بھانجہ تھا۔ اس کے متعلق بھی عنقریب گفتگو ہوگی' اسی سال کوفہ میں بھی بنی طالب کے ایک شخص کا ظہور ہوا' جس کا نام حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسین بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب تھا۔ اس سے مقابلہ کے لیے مستعین نے مزاحم بن خاقان کو بھیجا دونوں میں لڑائی ہوئی' بالآخر مزاحم نے علوی کو شکست دے کر اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد یہ مزاحم جب کوفہ میں داخل ہوا' تو وہاں ایک ہزار گھروں کو جلا ڈالا اور جو علوی کے ساتھ نکلے تھے ان کے مالوں کو لوٹ لیا' اس کے علاوہ حسین بن محمد کی کچھ آزاد شدہ باندیوں کو بیچ ڈالا۔

حرمین شریفین میں اسماعیل بن یوسف کی غارتگری:

اسی سال مکہ مکرمہ میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا تو اس سے ڈر کر وہاں کا نائب گورنر جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ بھاگ گیا۔ اس کے نتیجہ میں اس کے اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹ لیا' کچھ لشکر والوں اور ان کے علاوہ مکہ کے کچھ باشندوں کو بھی قتل کر ڈالا اور خانہ کعبہ میں سونا چاندی' خوشبو اور غلاف خانہ کعبہ وغیرہ جو کچھ تھا اس نے سب لوٹ لیا' اور عوام سے بھی دو لاکھ دینار چھین لیے' پھر وہاں سے مدینہ منورہ کا رُخ کیا تو وہاں سے بھی

اس کا نائب گورنر نکل بھاگا' جس کا نام علی بن حسین بن علی بن اسماعیل تھا' اس کے بعد ماہ رجب میں یہ اسماعیل بن یوسف پھر مکہ معظمہ کی طرف آیا اور وہاں کے لوگوں کو زبردست گھیرے میں لے لیا' یہاں تک کہ وہاں کے اکثر باشندے بھوک اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے' وہاں گرانی اس قدر بڑھی کہ ایک درہم کے عوض صرف تین اوقیہ (تقریباً سوا دو چھٹانک) روٹی ملتی اور ایک رطل (نصف سیر) گوشت چار درہم کا اور ایک جگ پانی تین درہم میں ملتا۔ کہ مکہ والوں نے ان لوگوں کی وجہ سے ہر قسم کی مصیبت جھیلی' اس طرح یہ لوگ سترہ (۱۷) دن یہاں رہ کر جدہ کی طرف چلے گئے' وہاں بھی ان کے کاروباریوں سے بہت سے مال لوٹ لیے۔ ان کی سواریاں چھین لیں' اور مکہ غلہ لے جانے والوں کے ذخیروں کو بھی لوٹ لیا۔ وہاں سے پھر مکہ میں لوٹ آئے۔ اللہ ان کا برا کرے اور وہی ان سے مسلمانوں کا بدلہ لے۔

اس بنا پر یوم عرفہ میں لوگوں کے لیے دن یا رات کسی وقت بھی وہاں وقوف کرنا ممکن نہ ہوا' اللہ ان کے کسی قسم کے صدقات وخیرات قبول نہ کرے' ان مذکورہ باتوں کی وجہ سے خلافت کے معاملات بہت کمزور ہو گئے۔

مخصوصین کی وفات:

اسی سال خواص میں سے ان لوگوں کا انتقال ہوا۔ اسحاق بن منصور الکوسج' حمید بن زنجویہ' عمرو بن عثمان بن دینار الحمصی اور ابوالتقی ہشام بن عبدالملک الیزنی۔

واقعات ـــــ ۲۵۲ھ

معتز باللہ کی خلافت کا ذکر:

(مستعین باللہ کی اپنی خلافت سے دستبرداری کے بعد معتز باللہ بن متوکل علی اللہ کی خلافت کا ذکر)

اس سال ۲۵۲ھ کی پہلی تاریخ کا چاند ایسے دنوں میں نکلا جبکہ ابوعبداللہ محمد المعتز بن جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید کے نام کی خلافت قائم اور پختہ ہو چکی تھی' خلیفہ المعتز کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ان کا اصل نام احمد' ایک دوسرے قول میں زبیر تھا' ابن عساکر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے اور اپنی کتاب تاریخ میں اسی نام کے حالات ذکر کیے ہیں۔ جب المستعین نے اپنی خلافت سے دستبرداری کر کے خلیفہ المعتز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ تو بغداد کی جامع مسجدوں کے خطیبوں نے ۴ رمحرم جمعہ کے دن ممبروں پر المعتز باللہ کا ہی نام لیا' اور یہ المستعین خود اور ان کے اہل وعیال' باندی اور غلام وغیرہ سب رصافہ سے حسن بن سہل کے قلعہ میں منتقل ہو گئے' اس کام کے لیے ان پر سعید بن رجاء کو ایک جماعت کے ساتھ مسلط کیا گیا' ان لوگوں نے المستعین سے خلافت کی چادر' چھڑی اور انگوٹھی بھی واپس لے کر خلیفہ المعتز کے پاس بھیج دی' پھر المعتز نے خصوصی طور سے مستعین کے پاس آدمی بھیج کر ان سے قیمتی موتیوں کی وہ دو انگوٹھیاں جو ان کے پاس تھیں منگوا بھیجیں' ان میں سے ایک کا نام برج اور دوسری کا نام جبل تھا' چنانچہ انہوں نے وہ دونوں انگوٹھیاں حوالہ کر دیں' اس کے بعد المستعین نے وہاں سے مکہ معظمہ جانے کی خواہش کا اظہار کیا تو انہیں جانے کی اجازت نہیں دی گئی' تب انہوں نے بصرہ جانا چاہا تو ان سے کہا گیا کہ وہ علاقہ آسیب زدہ ہے' تو مستعین نے جواب دیا کہ خلافت کا چھوڑنا اس سے بھی زیادہ آفت زدہ ہے' بالآخر انہیں شہر واسط کی طرف جانے کی اجازت مل گئی' تو وہ وہاں سے اس طرح نکلے کہ ان کے ساتھ چار سو محافظین بھی تھے۔ اس کے بعد المعتز نے احمد بن ابی اسرائیل کو اپنا وزیر بنا لیا اور اسے قیمتی جوڑا پہنایا اور اس کے سر پر تاج رکھ دیا۔ اب جبکہ بغداد کی حکومت مضبوط ہو گئی' اور معتز کی خلافت کی بیعت پختہ ہو گئی اور وہاں کے تمام باشندے ان کے فرمان کے تابع ہو گئے' اور لوگوں نے ہر طرف سے غلے اور لوازمات زندگی بھیجنے شروع کر دیئے' اور عوام میں ہر قسم کے کھانے پینے کے لیے غلوں کے لیے پوری فراوانی ہو گئی' تب ابواحمد محرم کی بارہویں تاریخ ہفتہ کے دن وہاں سے نکل کر سامرا کی طرف گیا اور عبداللہ بن طاہر اور اس کے ساتھ دوسرے حکام نے بھی آگے بڑھ کر رخصت کیا' اسی موقع پر ابواحمد نے ابن طاہر کو کپڑے کے پانچ قیمتی جوڑے اور ایک تلوار پیش کی اور راستہ ہی سے اسے بغداد کی طرف واپس کر دیا۔

المعتز کی شان میں شعراء کے قصیدوں کے نمونے:

اس موقع پر ابن جریر نے المعتز کی شان میں شعراء کے مدحیہ قصیدے نقل کیے ہیں' جو المعتز کی تعریف اور المستعین کی خلافت سے دستبرداری پر لوگوں کی طرف سے اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے' اور بڑھ چڑھ کر ان کے اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ چنانچہ ان اشعار میں سے چند یہ بھی ہیں' جن میں محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان نے معتز کی تعریف اور مستعین کی برائی بیان کی

ہے جیسے کہ شعراء کی پرانی عادت ہے۔

(۱) ان الامور الی المعتز قد رجعت والمستعین الی حالاته رجعا

ترجمہ: سارے اختیارات اب دوبارہ معتز کی طرف لوٹ آئے ہیں اور مستعین اپنی پرانی حالتوں پر لوٹ آئے۔

(۲) وکان یعلم ان الملك لیس له وانه لك لکن نفسه خدعا

ترجمہ: وہ یہ جانتے تھے کہ ملک ان کے پاس رہنے والا نہیں ہے اور یہ ملک تمہارا ہی ہو کر رہے گا' پھر بھی انہوں نے خود کو دھوکہ دیا۔

(۳) وما لك الملك مؤتیه و نازعهٔ اتاك ملكًا و منه الملك قد نزعًا

ترجمہ: ساری بادشاہتوں کا بادشاہ (خداوند قدوس) ہی ملک کسی کو دینے والا اور اس سے چھیننے والا ہے' اسی نے یہ ملک تمہیں دیا ہے اور اس (مستعین) سے چھینا ہے۔

(۴) ان الخلافة کانت لا تلائمهٔ کانت کذات حلیل زوجت متعا

ترجمہ: یقیناً یہ خلافت ان کے لیے بالکل ہی موزوں نہیں تھی' جیسا کہ شوہر والی کسی عورت نے کسی مرد سے نکاح متعہ کر لیا ہو۔

(۵) ما کان اقبح عند الناس بیعتهٔ وکان احسن قول الناس قد خلعا

ترجمہ: لوگوں کا ان کے ہاتھ پر بیعت قبول کرنا بہت برا کام نہ تھا' لیکن لوگوں کا یہ کہنا بہت اچھی بات ہے کہ انہوں نے خلافت سے دستبرداری کر لی ہے۔

(۶) لیت السفین الی قاف دفعن به نفسی الفداء لملاح به دفعا

ترجمہ: اے کاش کشتیاں اسے کسی ٹیلہ کی طرف ڈال آتیں' میری جان اس ملاح پر قربان ہوتی جو انہیں ڈال آتا۔

(۷) کم ساس قبلك الر الناس من ملك لو کان حمل ما حملته ظلعا

ترجمہ: کتنے ہی بادشاہوں نے تم سے پہلے لوگوں پر حکمرانی کی ہے۔ اگر وہ بوجھ جو تم پر ڈالا گیا ہے' اگر ان میں سے کسی پر ڈالا جاتا تو وہ اس بوجھ کی وجہ سے لنگڑا کر چلنے لگتا۔

(۸) امسی بك الناس بعد الضیق فی سَعَة واللّٰه یجعل بعد الضیق متسعا

ترجمہ: لوگ تنگیوں میں مبتلا ہو کر اب خوشحالی کے دن گزار رہے ہیں' اور اللہ تو تنگی کے بعد فراخی دیتا ہی ہے۔

(۹) واللہ یدفع عنك السوء من ملك فانه بك عنا السوء قد دفعا

ترجمہ: اللہ اس بادشاہت کے طفیل تمہاری ساری برائیوں کو دور کر دے' کیونکہ اللہ نے تمہاری ہی بدولت ہم سے ساری برائیوں کو دور کر دیا ہے۔

خلیفہ معتز نے سامرا سے بغداد میں اپنے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کو تحریری حکم دیا کہ وصیف اور بغا کے ناموں کے رجسٹر میں جن لوگوں کے نام ہیں' سب کے نام ختم کر دو' اس طرح انہوں نے ان دونوں کے قتل کا قصد کیا' لیکن بعد میں ان دونوں سے راضی کرانے کی کوشش کی گئی' تو وہ ان دونوں سے بھی راضی ہو گئے۔

اسی سال ماہ رجب میں خلیفہ معتز نے اپنے بھائی ابراہیم کو جس کا لقب مؤید تھا' حکومت کے عہدے سے برطرف کر کے پیچھے چابک [illegible] اور دوسرے بھائی ابو احمد [illegible] [illegible] کا اعلان کر دیا' ساتھ ہی اسے یہ حکم دیا کہ از خود استعفانامہ پیش کرے' اس کے بعد [illegible] پندرہ دن [illegible] موت کے سلسلہ میں یہ بات مشہور ہے کہ اسے سمور کے لحاف میں لپیٹ کر اس کے دونوں کنارے مضبوطی سے پکڑ لیے گئے اس طرح اس کی موت دم گھٹ کر واقع ہوئی' اسی طرح دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اسے برف کی سلوں سے مارا گیا' یہاں تک کہ ٹھنڈک سے وہ مر گیا۔ اس کے بعد اسے قید خانہ سے اس طرح نکالا گیا کہ اس چوٹ کا اس پر کوئی اثر نہ تھا' پھر وقت کے قاضیوں اور حاکموں کو بلا کر دکھایا گیا تو ان سب نے بغیر کسی سبب کے اس کی موت کی گواہی دے دی۔ پھر کفن کے ساتھ اسے گدھے پر سوار کر کے اس کی ماں کے پاس بھیج دیا گیا' تو اس نے اسے دفن کر دیا۔

مستعین کے قتل کا بیان:

سال رواں کے ماہِ شوال میں معتز نے اپنے نائب محمد بن عبداللہ بن طاہر کو ایک خط کے ذریعہ حکم دیا کہ تم مستعین کے مقابلے میں جانے کے لیے ایک لشکر کا انتظام کرو۔ چنانچہ احمد بن طولون ترکی نے اس کام کے لیے زبردست تیاری کی اور جب رمضان کے صرف چھ دن باقی رہ گئے' اس وقت مقابلہ کے لیے نکلا اور ماہِ شوال کی تیسری تاریخ قاطول انہیں پکڑ کر لے آیا' اور قتل کر دیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہیں مار مار کر ختم کر دیا گیا۔ ایک اور قول یہ ہے کہ دجلہ میں انہیں ڈبو دیا گیا' ایک اور قول یہ ہے کہ ان کی گردن اُڑا دی گئی۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ سعید بن صالح' جو ان کے قتل پر نامور تھا' اس نے جب مستعین کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو مستعین نے اس سے درخواست کی کہ صرف دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو' چنانچہ اس نے اتنی مہلت دی' لیکن جب یہ آخری سجدہ میں تھا' اسی وقت ان کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر ان کے بدن کو اسی جگہ دفن کر دیا جہاں پر انہیں قتل کیا تھا' مگر اس جگہ کے نشانات مٹا دیئے گئے۔ اس کے بعد ان کا صرف سر لے کر معتز کے پاس گیا' اس کے پاس وہ اس وقت پہنچا جبکہ معتز شطرنج کے کھیل میں مشغول تھا' وہاں پہنچ کر اسے کہا گیا کہ مستعفی خلیفہ کا یہ سر ہے' تو اس نے نہایت لاپرواہی کے ساتھ کہا ابھی اسے رکھ دو تاکہ میں اپنے اس کھیل سے فارغ ہو جاؤں' چنانچہ اس نے فارغ ہو کر اس کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور اس کے دفن کرنے کا حکم دیا' پھر اس سعید بن صالح کے لیے' جو اس کا قاتل تھا' پچاس ہزار درہم انعام کے طور پر دینے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی اسے بصرہ کا حاکم بھی مقرر کر دیا۔

مخصوصین کا انتقال:

سال رواں میں ان مخصوص لوگوں کا انتقال ہوا' اسماعیل بن یوسف علوی' یہ وہی بدنام زمانہ شخص ہے' جس نے حرم مکہ معظمہ میں ملحدانہ حرکتیں کی تھیں' جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ پاک نے اسے فی الفور ہلاک کر دیا۔ مزید مہلت نہیں دی اور احمد بن المعتصم' جن کا لقب المستعین باللہ تھا۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا' اسحاق بن بہلول' زیاد بن ایوب' محمد بن بشار' غندر' موسیٰ بن المثنیٰ الزمن اور یعقوب بن ابراہیم الاورقی۔

واقعات ــــ ۲۵۳ھ

اس سال ماہِ رجب میں خلیفہ معتز نے تقریباً چار ہزار افراد پر مشتمل ایک لشکر موسیٰ بن بغا کی ماتحتی میں ہمذان کے اطراف میں عبدالعزیز بن دلف کے مقابلہ کے لیے بھیجا' کیونکہ اس نے حکومت سے سرکشی کی تھی اور وہ تقریباً بیس ہزار افراد کے ساتھ مقابلہ کے لیے تیار تھا۔

عبدالعزیز کی شکست:

چنانچہ موسیٰ بن بغا نے سال کے آخر دنوں میں عبدالعزیز کو زبردست شکست دی' پھر دوبارہ ماہِ رمضان میں کرج کے قریب ان دونوں لشکروں میں مقابلہ ہوا' اور اس مرتبہ بھی عبدالعزیز کو ہی شکست ہوئی' اور اس کے لشکر کے بہت سے افراد قتل کیے گئے' اور بہت سے نوعمر بچے قیدی بنائے گئے۔ یہاں تک کہ عبدالعزیز کی ماں بھی گرفتار کر لی گئیں۔ مقتولوں کے سر اور بہت سے سرداروں کو ستر اونٹوں پر رکھ کر معتز کے پاس بھیج دیا گیا' اور عبدالعزیز کے قبضہ میں جتنی چیزیں اور جو علاقے تھے' سب اپنے قبضہ میں لے لی گئیں' ماہِ رمضان میں بغا الشرابی کو خلعت دیا' اس کے سر پر تاج رکھا اور قیمتی جڑاؤ پٹکے دیئے۔

عیدالفطر کے دن ایک ایسی جگہ میں جس کو بوازیج کہا جاتا تھا۔ ایک زبردست واقعہ درپیش ہوا۔ اس طرح پر کہ وہاں ایک شخص جس کو مساور بن عبدالحمید کہا جاتا تھا' اس علاقہ کا حاکم بنایا گیا' تقریباً سات سو خوارج اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔

بندار کا قتل:

تو اس مساور کی مدد کو ایک شخص جسے بندار طبری کہا جاتا تھا اپنے تین سو ساتھیوں کو لے کر آئے' اس وقت دونوں فریقوں میں زبردست مقابلہ ہوا' جس سے خوارج کے تقریباً پچاس آدمی اور بندار کے دو سو ساتھی' ایک اور قول میں ان کے علاوہ پچاس ساتھی اور بھی قتل کر دیئے گئے' ان مقتولوں میں خود بندار بھی تھے۔

اس کے بعد یہی مساور حلوان کی طرف چلا گیا' تو وہاں کے باشندوں نے اس سے مقابلہ کیا اور خراسانی حاجیوں نے بھی ان کی بروقت مدد کی' پھر بھی مساور نے ان کے چار سو آدمیوں کو قتل کیا اور خود اس کی جماعت کے بھی بہت سے آدمی مارے گئے۔

وصیف کا قتل:

ستائیسویں شوال کو وصیف ترکی قتل کر دیا گیا' اس کے بعد عوام نے یہ چاہا کہ سامرا میں اس کے اور اس کی اولاد کے گھر اور سامان کو لوٹ لیں' مگر اتفاق سے اس کے لیے یہ بات ممکن نہ ہو سکی' اس کے بعد اس کے پاس جو اختیارات تھے خلیفہ نے وہ سب

بغا الشرابی کو دے دیئے۔

اس سال کے ماہ ذی القعدہ کی چودھویں تاریخ چاند گرہن ہوا' یہاں تک کہ اس کا زیادہ حصہ غائب ہو گیا اور اس کی روشنی تقریباً ختم ہو گئی۔

ابن طاہر کی وفات:

گہن کے ختم ہوتے وقت عراق کا نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر بغداد میں وفات پا گیا۔ اس کی بیماری اس کے سر اور حلق کے زخم تھے۔ گویا ان زخموں نے اسے ذبح کر ڈالا' جب اس کے جنازہ کو نماز پڑھنے کے لیے لایا گیا تو اس کے بھائی عبیداللہ اور اس کے بیٹے طاہر نے اختلاف کھڑا کر دیا' یہاں تک کہ تلواریں سونت لی گئیں' لوگوں پر پتھر پھینکے جانے لگے' اور لوگ چیخ چیخ کر اے طاہر! اور اے منصور! کہہ کر پکارنے لگے' اس وقت بھائی عبیداللہ شرقی جانب روانہ ہو کر اپنے گھر میں داخل ہو گیا' اس کے ساتھ بڑے بڑے عہدے داران اور ذمہ داران بھی تھے' بالآخر بیٹے ہی نے اپنے باپ کے جنازے کی نماز پڑھائی' اس کے باپ نے بھی اسی کو اس بات کی وصیت کی تھی' جب خلیفہ المعتز کو ان باتوں کی خبر ملی تو اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو قیمتی اور عمدہ خلعت دینے کے علاوہ حکومت بھی سونپی' جب خلعت اور خوش خبری لے کر آدمی اس کے پاس پہنچا تو اس لے جانے والے کو پچاس ہزار درہم بطور انعام دیئے۔

اسی سال خلیفہ المعتز نے اپنے بھائی ابواحمد کو سر من رائی (سامرا) سے واسط کی طرف چلے جانے کا حکم دیا۔ وہاں سے بصرہ' پھر وہاں سے بھی بغداد کو روانہ کر دیا۔

موسیٰ بن بغا اور الکوکبی کے درمیان زبردست لڑائی کے بعد قزوین پر موسیٰ کا قبضہ:

اور جب سوہوار کے دن ذوالقعدہ کا مہینہ ختم ہو گیا تو موسیٰ بن بغا الکبیر اور اس حسین بن احمد الکوکبی الطالبی کا آمنا سامنا ہوا' جس کا ظہور قزوین کے نزدیک ۲۵۱ھ میں ہوا تھا' دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی' بالآخر موسیٰ بن بغا نے اس الکوکبی کو شکست دے دی اور قزوین پر قبضہ جمالیا اور الکوکبی کی طرف بھاگ گیا۔

ابن جریر نے ان لوگوں سے یہ واقعہ نقل کیا ہے جو اس لڑائی میں موجود تھے کہ اس لڑائی کے موقع پر اس الکوکبی نے اپنے لوگوں کو اس میدان میں خالص چمڑے سے بنی ہوئی ڈھالوں کے استعمال کا حکم دیا' جن میں تیر اثر نہیں کرتے تھے' تو جواب میں موسیٰ بن بغا نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کے پاس الکترا (تارکول) ہے اُسے جگہ جگہ ڈالتے رہیں اور لوگوں کا مقابلہ کرتے ہوئے یہ ظاہر کریں کہ ان لوگوں سے شکست کھائے بھاگے جا رہے ہیں' چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا' جب الکوکبی والے ان کے پیچھے زمین پر پہنچ گئے جہاں الکترا پڑا ہوا تھا' اس وقت اس میں آگ لگانے کا حکم دیا۔ فوراً ہی آگ تمام علاقہ میں بھڑک اُٹھی اور دشمنوں کو جلانے لگی' تب وہ وہاں سے گرتے پڑتے بھاگنے لگے' اسی وقت موسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کر دیا' جس سے وہ بے حساب مارے گئے' بالآخر الکوکبی شکست کھا کر دیلم کی طرف بھاگ نکلا اور موسیٰ نے قزوین پر پورا قبضہ کر لیا۔

اسی سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان زینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

[illegible]

سری سقطیؒ

* سری سقطی رحمہ اللہ صوفیہ کے مشائخ میں ہیں' معروف کرخیؒ کے شاگرد ہیں' انہوں نے ہشیم' ابوبکر بن عیاش' علی بن عراب' یحییٰ بن یمان اور یزید بن ہارون وغیرہم رحمہم اللہ سے روایت حدیث کی ہے' اور ان سے ان کے بھانجے جنید بن محمد' ابوالحسن النوری' محمد بن الفضل بن جارب السقطی وغیرہم نے روایت کی ہے۔

ان کی ایک دوکان تھی' جس میں بیٹھے کاروبار کرتے تھے' اتفاقاً وہاں سے ایک باندی اپنے ہاتھ میں ایک پیالہ لے کر گزر رہی تھی' جس میں اپنی مالکہ کے لیے کچھ خرید کر لے جانا تھا مگر وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ اب وہ اس فکر اور غم میں رونے لگی کہ اب کس برتن میں لے جائے گی' یہ دیکھ کر موصوف سری سقطیؒ نے کچھ دے دیا تاکہ وہ دوسرا برتن خرید کر سامان لے جائے۔ یہ واقعہ ان کے شیخ معروف کرخیؒ نے دیکھ لیا تو انہوں نے یہ دعا دی کہ اللہ تمہارے دل میں دنیا سے نفرت پیدا کر دے' چنانچہ اسی روز سے دنیا کی محبت ان کے دل سے ختم ہو گئی۔

ایک دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ عید کے دن ایک جگہ سے گذر رہے تھے' اتنے میں اپنے شیخ کرخی کو دیکھا کہ وہ ایک غریب محتاج بچے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں جا رہے ہیں' انہوں نے اس کے متعلق دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ یہ بچہ دوسرے بچوں کے پاس پریشان حال کھڑا تھا' جو اخروٹ سے کھیل رہے تھے' تو میں نے اس سے پوچھا کہ دوسرے بچوں کی طرح تم بھی کیوں نہیں کھیل رہے ہو اور رنجیدہ کیوں ہو' تو وہ کہنے لگا کہ میں ایک یتیم بچہ ہوں میرے پاس اتنا بھی پیسہ نہیں ہے کہ اخروٹ خرید کر ان کے ساتھ کھیل سکوں' تو میں نے اس خیال سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ کچھ کنکریاں جمع کر کے اسے دے دوں کہ وہ انہیں بیچ کر اخروٹ خرید کر ان بچوں کے ساتھ کھیلنے لگے' یہ سن کر انہوں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے لیے کپڑے خرید دوں اور کچھ نقد بھی اس کے ہاتھ دے دوں جن سے یہ اخروٹ خرید کر ان سے کھیلنے لگے' وہ فرمانے لگے کیا تمہارے لیے یہ ممکن ہے' انہوں نے کہا جی ہاں! فرمانے لگے اچھا لو اسے لے جاؤ' اللہ تمہارے دل کو غنی کر دے' یہ سری فرماتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہی دنیا میرے نزدیک حقیر ہو گئی' اور انتہائی معمولی نظر آنے لگی۔

ایک اور واقعہ ان کا یہ ہے کہ ان کے پاس برائے فروخت کچھ بادام تھے' ایک خریدار نے جب اس کی قیمت دریافت کی تو انہوں نے اس سے کہا کہ اس سے ایک کرز (ایک وزن خاص کا نام) کی قیمت تریسٹھ دینار ہوں گے وہ یہ سن کر چلا گیا' عجب اتفاق ہے کہ بازار میں اب بادام کا دام بڑھ گیا اور اتنے ہی کے نوے دینار ہو گئے' تو وہی شخص پھر ان کے پاس آیا اور کہا کہ اب میں نوے دینار لینے کو تیار ہوں' تو انہوں نے کہا کہ میں نے تو آپ کو ان کے تریسٹھ دینار بتا دیئے ہیں اس لیے اب بھی تریسٹھ دینار ہی میں آپ کو دوں گا' اس سے زیادہ نہ لوں گا' تو اس نے کہا دینداری اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ میں بازار بھاؤ یعنی نوے دینار میں آپ سے خریدوں' ان سے کم میں نہیں' چنانچہ وہ بھی یہی کہتا ہوا واپس ہو گیا۔

ان کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ ایک عورت ان کی خدمت میں آئی اور کہنے لگی کہ [illegible] نے میرے لڑکے کو پکڑ لیا ہے
[illegible] آپ [illegible] ان کے حاکم اعلیٰ کے پاس ابی الفوارس کی [illegible] دیں تاکہ اسے مار پیٹ [illegible]
[illegible] نماز کی نیت باندھ لی اور [illegible] نماز پڑھتے رہے [illegible] عورت [illegible] چلانے لگی [illegible]
تو کہنے لگی میں آپ سے اپنے لڑکے کے معاملہ میں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں' اللہ کے واسطے [illegible] فرمانے لگے میں تو
تمہاری ہی فکر میں تھا' وہ ابھی اس مجلس سے اُٹھے بھی نہ تھے کہ ایک دوسری عورت نے اس کے پاس آ کر خوشخبری سنائی کہ لو مبارک
ہو تمہارا لڑکا چھوٹ کر گھر واپس آ گیا ہے۔ یہ سن کر وہ عورت اپنے گھر خوشی خوشی لوٹ گئی۔

ایک مرتبہ سریؒ نے فرمایا کہ میری دیرینہ خواہش ہے کہ میں ایسا نوالہ منہ میں رکھوں جس کے حصول میں اللہ کی طرف سے گرفت نہ ہو اور نہ کسی کا مجھ پر احسان ہو' مگر ایسا ممکن نہ ہو سکا۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ مجھے مسلسل تیس برس سے سبزی کھانے کی خواہش ہوتی ہے مگر میں نہیں کھا سکتا ہوں۔

ایک اور موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ وہ بازار جل گیا جس میں میری دوکان تھی' تو میں اپنی دوکان کی خبر لینے کو جا رہا تھا' اتنے میں ایک شخص نے آ کر کہا' میں تم کو خوشخبری اور مبارکباد دیتا ہوں کہ تمہاری دکان محفوظ رہ گئی' یہ سن کر میں نے الحمد للہ کہا' اس کے بعد مجھے فوراً یہ خیال آیا کہ میں نے صرف اپنی دُنیا محفوظ رہ جانے پر تو الحمد للہ کہہ دیا' مگر میں نے اپنے دوسرے بھائیوں کا ذرّہ برابر خیال نہیں کیا کہ ان پر کیا گزری' یہ سوچ کر میں تیس برس سے استغفار کرتا رہتا ہوں۔ یہ واقعہ خطیب بغدادی نے ان سے سن کر کہا ہے۔

ایک اور موقع پر یہ فرمانے لگے کہ ایک رات اپنے وظیفوں سے جب میں فارغ ہوا تو میں نے اپنا پاؤں محراب کی جانب لمبا کر دیا' اتنے میں ایک غیبی آواز آئی' جس میں کسی نے مجھ سے کہا اے سری کیا بادشاہوں کی مجلسوں میں اس طرح بیٹھتے ہو' کہنے لگے یہ سن کر میں نے اپنا پاؤں سمیٹ لیا' اور میں نے کہا تیری عزت کی قسم آئندہ میں کبھی بھی اپنے پاؤں دراز نہیں کروں گا۔

جنیدؒ نے فرمایا کہ میں نے سری سقطیؒ سے بڑھ کر عبادت گزار کسی کو بھی نہیں دیکھا کہ ان کی عمر اٹھانوے برس کی ہوگئی تھی پھر بھی انہیں مرضِ موت کے علاوہ کبھی بھی لیٹے ہوئے نہیں دیکھا ہے:

خطیب بغدادیؒ نے ابونعیم سے انہوں نے جعفر خلدی سے انہوں نے جنیدؒ سے نقل کیا ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ان کی عیادت کو گیا تو میں نے ان سے دریافت کیا' اب آپ خود کو کیا محسوس کرتے ہیں؟ تو انہوں نے یہ شعر کہا:

(۱) کیف اشکو الی طبیبی ما بی　　　　والذی اصابنی من طبیبی

ترجمہ: مجھے جو کچھ تکلیف ہو رہی ہے اس کی شکایت اپنے معالج سے کیا کروں۔ اور خود اپنے طبیب سے جو مجھے تکلیف ہوئی ہے اس کی بھی کیا شکایت کروں۔

فرمایا: اس کے بعد میں ایک پنکھا لے کر انہیں جھلنے لگا تو فرمانے لگے اس پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیا ٹھنڈک پہنچائے گی جو اندر سے جل رہا ہو۔ پھر یہ اشعار پڑھنے لگے

(۱) القلب محترق و الدمع مستبق　　　　والکرب مجتمع و الصبر مفترق

ترجمہ: دل جل رہا ہے' آنسو تیزی سے بہہ رہے ہیں' ہر قسم کی تکلیف اٹھی ہے اور صبر بے قابو ہے۔

(۲) كيف القرار على من لا قرار له   فما جناه الهوى والشوق والقلق

ترجمہ: اسے کس طرح چین آ سکتا ہے جس کا اپنا گھر نہ ہو' ان کاموں کے نتیجے میں جو اس نے خواہش نفسانی اور شوق اور افسوس کے ساتھ کیے ہیں۔

(۳) یا رب ان کان شیء لی به فرج   فامنن علی به مادام بی رمق

ترجمہ: اے میرے اللہ اگر میرے مقدر میں کچھ بھی سکون ہو' تو وہ دے کر اس وقت تک کے لیے مجھ پر احسان کر جب تک مجھ میں جان ہے۔

جنیدؒ نے مزید فرمایا کہ میں نے ان سے کہا' آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیں' تو فرمایا برے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھو' نیک اور اچھے لوگوں کی صحبت میں رہ کر بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات منگل کے دن ۶ رمضان ۲۵۳ھ کو فجر کی اذان کے بعد ہوئی اور عصر کے بعد شونیزی کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ ان کی قبر مشہور و معروف ہے' اور ان کی قبر کے بغل ہی میں جنیدؒ کی بھی قبر ہے۔

ابوعبیدہ بن حربویہؒ سے منقول ہے' فرمایا کہ میں نے سریؒ کو ایک بار خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ اللہ نے میری مغفرت کر دی اور ساتھ ہی ان تمام لوگوں کی بھی مغفرت کر دی جو میرے جنازے میں شریک تھے' میں نے کہا میں بھی تو ان خوش قسمت لوگوں میں ہوں جو آپ کے جنازہ میں شریک تھے' اور جنہوں نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھی' انہوں نے کہا میرے جواب کے بعد سری ایک رجسٹر نکال کر دیکھنے لگے' میرا نام انہیں اس میں نظر نہ آیا' تو میں نے دوبارہ کہا کہ جی ہاں! میں یقیناً شریک تھا' اس کے بعد پھر وہ دیکھنے لگے تو اس کے ایک حاشیے پر میرا نام لکھا ہوا مل گیا۔

ابن خلکان نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سری کی وفات ۲۵۱ھ میں ہوئی اور ایک قول میں ۲۵۶ھ بھی کہا گیا ہے' اللہ ہی حقیقت حال جانتا ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ سری اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

(۱) ولمّا ادعيت الحبّ كذبتني   فمالي ارى الاعضاء منك كواسيا

ترجمہ: میں نے جب محبت کا دعویٰ کیا تو میری محبوبہ کہنے لگی کہ تم نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے' آخر کیوں میں تمہارے اعضائے بدن کو (گوشت سے) ڈھنکا ہوا پاتی ہوں۔

(۲) فلا حُبّ يلصق الجلد بالحشى   و تذهل حتى لا تجيب المناديا

ترجمہ: محبت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے یہاں تک کہ چمڑا انتڑیوں سے لگ جائے اور ایسا بے ہوش ہو جائے کہ کسی بھی پکارنے والے کو جواب نہ دے۔

واقعات ــــ ۲۵۴ھ

اس سال خلیفہ المعتز نے بغا شرابی کے قتل کا حکم دیا' چنانچہ قتل کے بعد اس کے سر کو سامرا میں' پھر بغداد میں سر عام لٹکا دیا گیا' اور اس کے بقیہ بدن کو جلا دیا گیا اور اس کا سارا مال و دولت چھین لیا گیا۔ اس سال خلیفہ نے احمد بن طولون کو مصر کے علاقہ کا گورنر بنا دیا۔ یہی شخص وہاں کی مشہور یونیورسٹی کا بانی ہے۔ اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن عباس بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوص لوگوں کی وفات:

اس سال ان مشہور لوگوں نے وفات پائی۔ زیاد بن ایوب الحیانی' علی بن محمد بن موسیٰ الرضی دوشنبہ کے دن ۲۶ جمادی الآخرۃ کو بغداد میں وفات پائی اور ان کے جنازہ کی نماز ابواحمد المتوکل نے اس سڑک پر پڑھائی جو ابواحمد کی طرف منسوب ہے' اور بغداد کے اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ نیز محمد بن عبداللہ المخرمی اور موصل بن اہاب اور

ابوالحسن علی الہادیؒ

نام ونسب:

ابن محمد الجواد بن علی الرضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید ابن علی بن ابی طالب' جو بارہ مشہور اماموں میں سے ہیں' اور وہ الحسن بن علی العسکری کے والد ہیں' جو گمراہ' جھوٹے اور گنہگار فرقہ میں المنتظر کے لقب سے ملقب ہیں حالانکہ وہ بڑے ہی عابد و زاہد تھے' المتوکل نے انہیں شہر سامرا میں منتقل کر دیا تھا' اور وہاں بیس برس سے چند ماہ زائد مقیم رہے اور وہیں اسی سال وفات پائی۔ جبکہ متوکل کے پاس کسی نے یہ شکایت پہنچائی تھی کہ ان کے گھر میں بہت سے ہتھیار اور لوگوں کے بہت سے خطوط ہیں (جن سے بغاوت کا خطرہ ہے) تو اس نے کچھ حملہ آوروں کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا' جب وہ لوگ اچانک ان کے گھر پہنچے تو انہیں اس حال میں پایا کہ ان کے بدن پر اونی جبہ ہے' بغیر کچھ بچھائے صرف مٹی پر قبلہ رو بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں نے انہیں اسی حال میں گرفتار کر لیا۔ اور اسی حال میں المتوکل کے پاس لے گئے' جبکہ وہ شراب پینے پلانے میں مست تھا' اس کے باوجود انہیں جب اس کے سامنے لایا گیا' تو ان کی بہت زیادہ آؤ بھگت کی اور تعظیم سے پیش آیا اور اپنے بغل میں بٹھایا' اور شراب کا جو پیالہ اس کے ہاتھ میں تھا وہی سامنے بڑھا دیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اے امیر المومنین! یہ چیز کبھی بھی میرے پیٹ میں نہیں گئی اور نہ میرے گوشت اور خون میں اس کی آمیزش ہوئی۔ لہٰذا آپ اس سے مجھے معاف رکھیں تو اس نے انہیں چھوڑ دیا' مزید مجبور نہیں کیا' پھر کہا آپ مجھے کچھ اشعار سنائیں تو آپ نے یہ چند اشعار سنائے:

(۱) باتوا علی قلل الاجبال تحرسهم   غُلبُ الرجال فما اغنتهم القُلَلُ

ترجمہ: انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر رات گزاری اس خیال سے کہ ان کی حفاظت ہو سکے بہادر لوگ لیکن ان چوٹیوں نے ان کی ذرہ برابر حفاظت نہیں کی۔

(۲) واستنزلوا بعد عزٍّ من معاقلهم   فاودعوا حفرًا یا بئس ما نزلوا

ترجمہ: بڑی عزت حاصل کر لینے کے بعد انہیں ان کی پناہ گاہوں سے اتار لیا گیا' پھر انہیں گڑھوں میں ڈال دیا گیا' ہائے کتنا برا ٹھکانا ہے جس میں انہیں اتارا گیا ہے۔

(۳) ناداهم صارخٌ من بعد ما قُبروا   این الاسرّةُ والتیجانُ والحلل

ترجمہ: ان کو قبر میں دفن کر دینے کے بعد انہیں پکارنے والے نے پکار کر کہا' کہاں گئے وہ شاہی تخت' تاج شاہی اور قیمتی جوڑے۔

(٤) این الوجوهُ الّتی کانت منعّمة   من دُونها تضرب الاستار والکلل

ترجمہ: وہ خوبصورت' نرم و نازک چہرے' کہاں گئے' کہ ان کے سامنے بڑے پردے لٹکے ہوئے اور مچھر دانیاں پڑی ہوئی تھیں۔

(٥) فافصح القبر عنهم حین ساءلهم   تلك الوجوه علیها الدود یقتتل

ترجمہ: قبر نے انہیں صاف صاف بتا دیا جبکہ یہ قبر انہیں بری لگی کہ یہ لوگ اب ایسے ہو گئے ہیں کہ قبر کے کیڑے مکوڑے کھا کھا کر ختم کیے دیتے ہیں اور مارے ڈالتے ہیں۔

(٦) قد طال ما اکلوا دهرًا وما لبسوا   فاصبحوا بعد طولِ الاکل قد اُکلُوا

ترجمہ: زمانہ دراز تک ان لوگوں نے دنیا میں رہ کر بہت کچھ کھایا پیا اور بہت کچھ پہنا' اتنا زیادہ کھا لینے کے بعد اب یہ خود کیڑوں کی غذا بن گئے ہیں۔

بیان کرنے والے نے کہا یہ اشعار سن کر متوکل اتنا رویا کہ زمین تر ہوگئی' اور اس کے چاروں طرف کے لوگ بھی رونے لگے' پھر شراب کے برتن اُٹھا لینے کو کہا' اور انہیں چار ہزار دینار دینے کا حکم کیا اور کفارہ سے فارغ ہوا اور بہت ہی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کو ان کے گھر واپس کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

واقعات ـــــ ۲۵۵ھ

یعقوب بن لیث اور علی بن حسین کے درمیان زبردست لڑائی‘ بالآخر یعقوب کا غالب آنا:

اس سال مفلح اور حسن بن زید طالبی کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی‘ بالآخر مفلح نے حسن کو شکست دی اور ’’آمل طبرستان‘‘ میں داخل ہو گیا‘ اور وہاں حسن بن زید کے ٹھکانوں کو جلا ڈالا اور اس کے آگے ’’دیلم‘‘ پہنچا‘ جہاں یعقوب بن لیث اور علی بن حسین بن قریش بن شبل کے درمیان زبردست لڑائی تھی‘ اس لیے علی بن حسین نے اپنی طرف سے طوق بن مغلس کو بھیجا‘ جس نے وہاں یعقوب کو ایک ماہ تک پریشانی میں مبتلا رکھا‘ آخر کار یعقوب طوق پر غالب آ گیا‘ اور خود اسے اور اس کے بڑے ساتھیوں کو قید کر لیا۔ پھر وہاں سے اسی علی بن حسین کی طرف روانہ ہوا‘ وہاں پہنچ کر اسے بھی گرفتار کر کے اس کے شہروں کرمان وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا‘ اور ان مقامات کو خراسان اور سجستان وغیرہ کے ان علاقوں میں شامل کر لیا‘ جو اس کے قبضہ میں تھے‘ اس کے بعد یعقوب بن لیث کو قیمتی ہدایا اور تحائف گھوڑے شکاری پرندے اور قیمتی کپڑے کے ساتھ خلیفہ معتز کے پاس بھیجا۔

اسی سال ربیع الاوّل کے مہینہ میں خلیفہ نے سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد اور اس کے علاقوں میں اپنا نائب مقرر کیا اور انہیں دنوں صالح بن وصیف نے معتز کے کاتب احمد بن اسرائیل اور معتز کی ماں قبیحہ کے کاتب حسن بن مخلد اور ابونوح عیسیٰ بن مریم کو گرفتار کر لیا‘ کیونکہ یہ سب بیت المال سے مال لے کر فضول خرچی کرنے میں متفق تھے‘ اور یہ لوگ بیت المال کے محاسب اور دفتروں کی نگہداشت کے ذمہ دار تھے‘ گرفتاری کے بعد ان سب کو سزا دی اور بے حساب بافراط مالوں کے لینے پر ان سب سے دستخط بھی لے لیے‘ یہ سب کارروائیاں خلیفہ معتز کی رضامندی اور لاعلمی میں عمل میں لائی گئیں‘ ان کے مال‘ جائیداد‘ نقود سب پر قبضہ کر لیا گیا اور ان کے نام خائن محاسب رکھ دیئے گئے۔

اس سال کوفہ میں رجب کے مہینہ میں عیسیٰ بن جعفر اور علی بن زید کا ظہور ہوا‘ جبکہ خاندانی اعتبار سے دونوں ہی حسنی تھے‘ بہرحال ان دونوں نے وہاں عبداللہ بن محمد بن دواد بن عیسیٰ کو قتل کر دیا‘ اور وہاں ان دونوں کا نام بہت زیادہ ہو گیا۔

خلیفہ المعتز بن المتوکل کی موت:

اس سال ماہِ رجب کی ۲۷ رتاریخ خلیفہ معتز باللہ نے اپنی خلافت سے استعفا دے دیا اور ماہِ شعبان کی دوسری تاریخ ان کی موت کا اعلان کر دیا گیا۔ ان کے استعفا کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ان کی فوج کے سارے افراد نے اکٹھے ہو کر ان سے اپنی ماہانہ بقیہ تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ مگر خزانہ میں اتنی رقم نہ تھی جس سے وہ ان کی تنخواہیں ادا کر سکتے‘ اس لیے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کسی سے قرض لے کر ہمیں ہماری تنخواہیں دیں‘ تو انہوں نے اپنی والدہ سے اتنی رقم قرض چاہی مگر ان سے یہ نہ ہو سکا‘ اور وہ برابر یہی کہتی رہیں کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے کہ دے سکوں۔ لہٰذا تمام ترک سرداران سے استعفاء لینے پر متفق ہو گئے‘ اس کے بعد

ان لوگوں نے ان کے پاس یہ خبر بھیجی کہ ہمارے سامنے آئیں' مگر اس نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ میں نے ابھی دوا پی ہے اور مجھے بہت زیادہ کمزوری محسوس ہو رہی ہے لہذا نکلنے سے معذور ہوں اس لیے تم میں سے کچھ نمائندے میرے پاس آ جائیں' چنانچہ کچھ افراد وہاں داخل ہو گئے' اور لے کے ڈنڈوں اور چھڑیوں سے ان کو مار پیٹ کر ان کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں کھینچتے ہوئے اس حال میں باہر لے آئے کہ ان کے بدن کی قمیص پھٹی ہوئی اور خون سے بالکل بھری ہوئی تھی۔ پھر دارالخلافہ کے بالکل درمیان سڑک پر سخت گرمی میں لا کر کھڑا کر دیا' وہ گرمی کی زیادتی کی وجہ سے بے چینی کے عالم میں اپنے پاؤں ایک کے بعد دوسرے کو بدل بدل کر رکھ رہے تھے' اور اوپر سے کچھ لوگ انہیں لات اور گھونسے مار رہے تھے' ہر مارنے والا یہی کہتا جاتا تھا کہ اپنی خلافت سے استعفاء دو' استعفاء دو' بقیہ افراد انہیں گھیرے ہوئے تھے' پھر وہاں سے دھکے دیتے ہوئے ایک انتہائی چھوٹے اور تنگ کمرہ میں لے آئے اور طرح طرح سے انہیں سزائیں دیتے رہے' بالآخر مجبور ہو کر اپنا استعفاء نامہ پیش کر دیا۔ ان کے بعد ہی مہتدی باللہ کو لوگوں نے اپنا خلیفہ چن لیا۔ جیسا کہ اس کا تفصیلی بیان عنقریب ہوگا۔ اس کے بعد انہیں ایسے چند لوگوں کے حوالہ کر دیا گیا' جنہوں نے ان کا حلیہ بگاڑ کر تین دنوں تک بالکل بھوکا اور پیاسا رکھا' پیاس کی زیادتی سے انہوں نے کنویں سے چند گھونٹ پانی مانگا' مگر کسی نے ایک قطرہ تک لا کر نہ دیا۔ پھر انہیں ایک ایسے گڑھے میں داخل کر دیا گیا جس میں پہلے سے چونہ بھر دیا گیا تھا' اسی میں ان کی جان نکل گئی' پھر انہیں وہاں سے نکال کر باہر لائے' بظاہر ان کے اعضائے بدن ابھی تک محفوظ تھے' اس لیے بہت سے سرداروں اور امراء کو اس بات کا گواہ بنا لیا گیا کہ وہ اپنی موت مرے ہیں اور ان پر چوٹ کا کوئی نشان نہیں ہے۔ یہ واقعہ سالِ رواں کے ماہِ شعبان کی دوسری تاریخ ہفتہ کے دن کا ہے' مہتدی باللہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قصر الصوامع کے بغل میں اپنے بھائی منتصر باللہ کے ساتھ دفن کیے گئے' اس وقت ان کی عمر صرف چوبیس برس کی تھی' اور صرف چار برس چھ مہینے تئیس دن عہدۂ خلافت پر فائز رہے۔

حلیہ:

دراز قد' موٹا بدن' خوبصورت بلند ناک' گول چہرہ' ہنس مکھ' سفید رنگ' گھونگریالے بال' کالے بالوں والے' گھنی داڑھی' دونوں آنکھیں خوبصورت' دونوں بھنویں تنگ' اور چہرہ کا رنگ لال تھا۔

امام احمدؒ نے ان کے ذہن کی تیزی اور اچھی سمجھ اور اچھے ادیب ہونے کی اس وقت تعریف کی تھی' جبکہ یہ اپنے والد متوکل کی زندگی میں ان کی خدمت میں تشریف لائے تھے' جیسا کہ ہم نے امام احمد کے حالات میں ذکر کر دیا ہے۔

اور خطیب بغدادی نے علی بن حرب سے نقل کیا ہے' انہوں نے کہا ہے کہ میں ایک مرتبہ معتز کے پاس گیا تو میں نے اس خلیفہ سے بڑھ کر کسی کو خوبصورت نہیں پایا' اور جب میں نے انہیں دیکھ کر سجدہ کیا' تو انہوں نے کہا: اے شیخ! آپ غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا: مجھ سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل نے بیان کیا ہے' انہوں نے کہا مجھ سے بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی خوش کن چیز دیکھتے یا آپ کو کوئی مسرت بخش خبر سنائی جاتی تو آپ اللہ عزوجل کا شکر ادا فرماتے۔

اور زبیر بکار نے فرمایا ہے کہ جب میں خلیفہ معتز کے پاس ان کی خلافت کے زمانہ میں گیا تو وہ میری خبر سنتے ہی جلدی سے نکل کر میرے پاس آنے لگے اتنے میں پہنچ گئے تو یہ اشعار پڑھے:-

(۱) یموت الفتی من عثرۃ بلسانہ ولیس یموت المرء من عثرۃ الرجل

ترجمہ: انسان کو اس کی زبان کے پھسلنے سے موت آتی ہے' لیکن پاؤں کے پھسلنے سے اسے موت نہیں آتی ہے۔

(۲) فعثرتہ من فیہ ترمی برأسہ و عثرتہ فی الرجل تبرأ علی مھل

ترجمہ: انسان کی زبان پھسلنے سے انسان سر کے بل گرتا ہے' اور پیر کے پھسلنے سے ذرا دیر سے اچھا ہو جاتا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ جب خلیفہ معتز نے اپنے والد متوکل کی زندگی میں پورا قرآن پاک ختم کیا' تو اس موقع پر ان کے والد' حکام وقت اور معززین شہر سب "سرّمن رای" میں جمع ہوئے' اس سلسلہ میں بڑے بڑے انتظامات کیے گئے' اس لیے کئی دنوں تک لوگوں کی آمد و رفت اور چہل پہل جاری رہی' اور انہوں نے جب اپنے منبر پر بیٹھ کر اپنے والد کو شاہی آداب بجالاتے ہوئے سلام کیا اور لوگوں سے کچھ خطاب کیا تو اس وقت دارالخلافہ میں ہیرے جواہرات' سونا اور چاندی' عوام پر برسائے گئے' جو ہیرے جواہرات ان پر برسائے گئے تھے' ان کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی' اسی قیمت کے سونے بھی تھے' اور دس لاکھ کی چاندی کے دراہم تھے اور یہ سب کچھ' کپڑوں کے قیمتی جوڑوں' موتی کی لڑیوں اور گھریلو استعمال کے سامان کے علاوہ تھے' یہ ایک ایسا تاریخی واقعہ تھا' اور اس کی اتنی خوشی تھی کہ اس جیسی خوشی دارالخلافہ میں کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آئی تھی' پھر خصوصی طور سے خلیفہ نے اپنی باندی' "ام ولد قبیحہ" کو جو معتز کی والدہ تھیں' انتہائی قیمتی جڑاؤ کا کپڑا دیا' ایسا ہی ان کے اتالیق محمد بن عمران کو بھی خلعت بھیجا' اس کے علاوہ جواہر' سونے' چاندی اور گھریلو استعمال کے بے شمار سامان بھی تھے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مہتدی باللہ اور ان کی خلافت

نام ونسب:

ابو محمد عبداللہ محمد بن الواثق بن المعتصم بن ہارون۔ ان کی بیعت اسی سال ماہِ رجب کی چھبیسویں تاریخ کو ہوئی' جبکہ معتز باللہ نے از خود اپنی خلافت سے دستبرداری پر استعفانامہ پیش کر دیا۔ اور لوگوں کو اس بات پر گواہ بنا دیا کہ وہ اب امور سلطنت کے انتظام سے عاجز ہو چکے ہیں' اور یہ کہ انہوں نے از خود ایسے شخص کا انتخاب کیا ہے جو اس کا انتظام بحسن وخوبی سنبھال سکے' جس کا نام محمد بن واثق باللہ ہے' اور سب سے پہلے خود ہی اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر بیعت کی' اس کے بعد خواص نے' پھر برسرِ منبر عوام نے بیعت کی اور معتز سے یہ تحریر لکھوائی کہ اس نے خود لوگوں کو اپنی خلافت سے دستبرداری اور اس سے عاجزی کا اظہار کیا' پھر مہتدی کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی ہے۔ اس کے بعد اسی ماہِ رجب کے آخری دنوں میں شہر بغداد کے اندر ایک زبردست فتنہ برپا ہوا اور وہاں کے نائب سلطنت سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس وہاں کے عوام اکٹھے ہو گئے' تو معتز کے بھائی احمد بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کر لینے کی انہیں دعوت دی گئی' مگر یہ سب محض اس لیے ہوا کہ انہیں اب تک اس واقعہ کا علم نہ ہو سکا تھا' جو شہر سامرا میں

مہتدی کی خلافت کے سلسلہ میں ہو چکا تھا' اس بنا پر شہر بغداد کے بہت سے لوگ قتل کیے گئے اور بہت سے دریا میں ڈبو دیئے گئے' پھر جونہی انہیں مہتدی کی بیعت عامہ کی خبر ملی وہ سب مطمئن اور خاموش ہو گئے۔ مگر یہ خبر انہیں بہت تاخیر سے ۷ر شعبان کو ملی' اس کے بعد سارے معاملات درست ہو گئے اور مہتدی کی خلافت پختہ ہو گئی۔

معتز کی ماں قبیحہ کی ذاتی دولت کا ایک اندازہ:

اسی سال ماہِ رمضان میں معتز کی ماں قبیحہ کے پاس بے حساب دولت اور بے شمار قیمتی جواہر پائے گئے' جن کی مجموعی قیمت بیس لاکھ دینار تھی اور ایک مکوک (ڈیڑھ صاع کے وزن کے) ایسے قیمتی زمرد پتھر تھے جو کبھی دیکھنے میں بھی نہ آئے تھے' اور ایک مکوک بڑے قیمتی موتی کے دانے' اسی طرح سرخ یاقوت جو کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آیا تھا ایک کیلجہ' حالانکہ ایک وقت ایسا آیا تھا جبکہ حکام نے اس کے بیٹے معتز سے صرف پچاس ہزار دینار بطور قرض اس لیے مانگے تھے کہ فوجیوں اور دوسرے ملازمین کی ماہوار اور بقیہ تنخواہیں ادا کر دی جائیں اور ضمانت کے طور پر صالح بن وصیف کو گروی رکھنے پر تیار تھے' مگر ان کے پاس پچاس ہزار نہ تھے' تو مجبوراً انہوں نے اپنی اس ماں سے بھی بطور قرض چاہا لیکن اس ماں نے بھی صاف انکار کر دیا۔ اور اپنے فقر اور خالی ہاتھ ہونے کا رونا روئی' نتیجہ کے طور پر اس کے بیٹے کو انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا اور خود اس کی یہ حالت ہوئی' تب اس نے اپنا مال ظاہر کیا' جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔

درحقیقت اس کے پاس تو صرف سونا' چاندی اور برتن ہی تو بے حساب تھے' اور ہر سال اسے صرف غلہ اتنا ملتا تھا' جو دس لاکھ دینار کے برابر ہوتا' مگر یہ سب اس کے بیٹے معتز کے دشمن صالح بن وصیف کے پاس تھا' آخر میں اسی صالح سے اس کی شادی بھی کر دی گئی تھی' مگر اب وہ ہمیشہ اس کے حق میں بددعا کرتی رہتی اور کہتی کہ اے خدا! اس صالح بن وصیف کو ایسا ہی رسوا کر جیسا کہ اس نے میرے راز کو ظاہر کیا ہے اور میرے بیٹے کو قتل کروایا ہے اور ہمارے چین کو ختم کر دیا' میرا سب مال لوٹ لیا اور میرے گھر سے مجھے بے گھر کر دیا اور زبردستی مجھے لوٹنے لگا۔

مہتدی کی مختصر تقریر:

بہرحال آخر میں مہتدی باللہ کے نام کی خلافت قائم ہو گئی۔ بحمد اللہ ان کی خلافت سچی اور اچھی تھی' ایک دن انہوں نے اپنے امراء کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میری ماں ایسی نہیں ہے' جس کے پاس صرف غلے ہی دس لاکھ دینار کے برابر ہوں' میں تو صرف پیٹ بھرنے کے برابر روزی چاہتا ہوں' اس سے زیادہ اپنے لیے کچھ نہیں چاہتا' البتہ میرے چند بھائی ہیں جو محتاج ہیں ان کی ضرورت پوری کرنے کی فکر کرتا ہوں۔

۲۷ر رمضان پنجشنبہ کے دن صالح بن وصیف نے احمد بن اسرائیل کو جو کہ وزیر تھا' اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو' جو درحقیقت نصرانی تھا' لیکن اپنے اسلام کا اظہار کر چکا تھا' اور قبیحہ کا منشی تھا' دونوں کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ حکم کے مطابق سب سے پہلے ان دونوں کی جائیداد اور نقدی ضبط کر لی گئی' پھر ان میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ سو کوڑے مارے گئے' پھر ایک ایک خچر پر انہیں اوندھا لٹا کر شہر میں گشت کرایا گیا' اسی حالت میں بالآخر وہ دونوں مر بھی گئے اس حرکت سے خلیفہ مہتدی اگرچہ دل سے خوش نہ تھے'

مگر انہیں کھلم کھلا صالح بن وصیف کی مخالفت کی طاقت بھی نہ تھی۔

اسی سال رمضان کے مہینہ میں شہر بغداد میں بھی ایک فتنہ کھڑا ہوا' جس میں ایک جانب محمد بن اوس اور طبقہ شاکریہ اور لشکر وغیرہ سے اس کے ماننے والے تھے۔ تو دوسری طرف عوام اور کمینے تھے' عوام سے تقریباً ایک لاکھ افراد اکٹھے ہو گئے' تیروں نیزوں اور کوڑوں سے لڑائی شروع ہوئی جس میں بہت سے افراد کی جانیں گئیں' نتیجہ میں محمد بن اوس اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے۔ اس موقع پر لوگوں نے اس کا جو کچھ مال پایا سب لوٹ لیا' جو تقریباً بیس لاکھ کے برابر تھا۔ پھر سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ محمد بن اوس کو بغداد سے نکال دیا جائے اور وہ جہاں چاہے چلا جائے' اس طرح وہ خوفزدہ ہو کر تن تنہا وہاں سے نکل پڑا۔ اس ہنگامہ کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ عوام میں اخلاقی لحاظ سے ناپسندیدہ' جابر' سرکش' متکبر' شیطان اور بڑا فاسق تھا۔

خلیفہ مہتدی کے اصلاحی احکام کا اعلان:

خلیفہ نے اصلاحی احکام نافذ کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ ناچنے اور گانے والے غلام اور باندیاں سب کے سب سامرا شہر سے نکال دیئے جائیں اور بادشاہ کے قلعہ میں دلچسپی کے لیے جتنے درندے اور چیتے وغیرہ پلے ہوئے تھے' سب مار ڈالے جائیں' اسی طرح پلے ہوئے شکاری کتے بھی مار ڈالے جائیں اور لہو ولعب کے جتنے سامان ہیں سب ختم کر دیئے جائیں' اور ظلم کر کے جس کا جتنا سامان جس کسی نے لیا ہے وہ سب واپس کر دیئے جائیں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا جائے۔ اور وہ خود عوام کی فریاد رسی کے لیے عام جلسے منعقد کرنے لگے' اس طرح ان کی حکومت ملک شام وغیرہ دنیا کے بہت سے علاقوں میں قائم ہو گئی' پھر خلیفہ نے موسیٰ بن بغا الکبیر کو اپنے دربار میں بلا بھیجا تاکہ وہ اس کی مدد سے ان ترکیوں پر پورا قابو پا سکے' جو وہاں موجود تھے' اس طرح حکومت مستحکم ہو جائے' مگر اس نے ان کی اس خواہش کی تکمیل سے معذوری ظاہر کر دی' کیونکہ اسے اس علاقہ میں قتل وقتال کا پورا اندازہ تھا۔

ایک خارجی کا ذکر جس نے بصرہ میں خود کو اہل بیت میں سے ہونے کا دعویٰ کیا:

ماہِ شوال کی درمیانی تاریخ میں بصرہ کے علاقہ میں ایک شخص ظاہر ہوا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ خود علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے' مگر حقیقت میں وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہ تھا' کیونکہ وہ تو قبیلہ عبدالقیس کے مزدوروں میں سے ایک تھا' اور اس کا صحیح نام علی بن محمد بن عبدالرحیم تھا اور اس کی ماں قرہ بنت علی تھی' جو ابن رجیب بن محمد بن حکیم اسد بن خزیمہ کے خاندان سے تھا' اور وطنی لحاظ سے شہر ''ری'' کے کسی دیہات کا باشندہ تھا' یہ تفصیل ابن جریر نے بتائی ہے۔ مزید یہ بھی بتایا ہے کہ ایک مرتبہ ۲۴۹ھ میں بھی علاقہ نجد میں اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں علی بن محمد بن الفضل بن الحسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہوں' اس کے ساتھ ہی اس نے مقام ہجر میں لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی' تو وہاں کے کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت قبول بھی کر لی تھی' جس سے وہاں زبردست قتل وقتال اور بڑے فتنے برپا ہوئے تھے' اور بہت سی لڑائیاں بھی ہوئیں۔ اب دوسری مرتبہ جب وہ بصرہ کے علاقہ میں ظاہر ہوا تو بڑی تعداد میں وہ حبشی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے' جو مزدوری اور کھیت وغیرہ میں کام کرتے تھے' ان لوگوں کو لے کر وہ دجلہ پار کر گیا اور وہاں دیناری کے ہاں قیام کیا' یہ ایسے دعویٰ کرتا تھا کہ میں

قرآن پاک کی بڑی بڑی کئی سورتوں کو صرف ایک مرتبہ پڑھ کر یاد کر سکتا ہوں۔ جنہیں ۔۔۔ ایک زمانے میں بھی یاد نہیں کر سکتے' مثلاً سورہ (اسراء) سبحٰن' کہف' صٓ اور (نباء) عمّ وغیرہ۔

ایک مرتبہ وہ کہنے لگا کہ میں ایک دیہات میں بیٹھ کر یہ سوچ رہا تھا کہ کس شہر کا سفر کروں تو اسے آسمان سے ایک غیبی آواز سنائی دی کہ بصرہ کی طرف جاؤ' میں نے اسی طرف اپنا سفر شروع کر دیا۔ وہاں پہنچ کر وہاں کے باشندوں کو دیکھا کہ وہ سعدیہ اور بلالیہ نامی دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں' اس لیے میں نے چاہا کہ کسی ایک کا ساتھ دے کر دوسرے پر حملہ کیا جائے' مگر اس مقصد میں مجھے کامیابی نہ ہو سکی۔ مجبوراً وہاں سے نکل کر میں بغداد چلا گیا۔ وہاں ایک سال قیام کیا اور وہاں خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید سے مشہور کیا' وہاں پہنچ کر اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ لوگوں کے دلوں کی باتوں کو معلوم کر لیتا ہے' اور اللہ کی طرف سے اسے اس بات کی اطلاع دی جاتی ہے' یہ سن کر وہاں کے جہاں اور نیچ قوم کے لوگ اس کے متبع ہو گئے' تب وہ دوبارہ ماہ رمضان میں بصرہ کے علاقہ میں لوٹ آیا' اسے دیکھ کر وہاں کے بھی کافی افراد اس کے پیچھے لگ گئے' لیکن ان کے پاس کچھ ایسا سامان نہ تھا جس سے کسی سے وہ مقابلہ کرتے اتنے میں بصرہ کے علاقہ سے کچھ سپاہی آ گئے' اور ان سے لڑائی ہونے لگی' اس خارجی کی جماعت میں صرف تین تلواریں تھیں' لیکن اس دوسری جماعت میں لڑنے والوں کی تعداد سامان جنگ اور زرہ وغیرہ بھی کافی تھے' اس کے باوجود اس خارجی کے لوگوں نے اس لشکر کو شکست دے دی' حالانکہ ان میں صرف لڑنے والے چار ہزار افراد تھے' اس کے بعد وہ خارجی اپنے ساتھیوں کو لے کر بصرہ کے علاقہ میں گیا' تو وہاں کسی نے اسے تحفہ میں ایک گھوڑا پیش کر دیا لیکن اس کے لیے نہ زین تھی اور نہ لگام' اس لیے وہ اس کی پیٹھ پر صرف رسی ڈال کر سوار ہو گیا اور اسی سے اس کا تنگ کسا اور اس کے منہ کو کھجور کی چھال کی رسی سے باندھ دیا اور ایک مقابل پر حملہ کر کے اسے قتل کی دھمکی دی تو اس نے ایک سو پچاس دینار اور ایک ہزار درہم دے کر اپنی جان بچائی' یہی مال اس کا پہلا مالِ غنیمت ہوا' جو اس نے اس علاقہ سے حاصل کیا' پھر دوسرے شخص سے تین ترکی گھوڑے چھینے اور دوسری جگہوں سے ہتھیار اور سامان وغیرہ حاصل کیے' اس طرح وہ کچھ ہتھیار اور چند گھوڑے لے کر لشکر میں آیا' پھر اس کے اور بصرہ کے نائب گورنر کے درمیان بار بار لڑائیاں ہوئیں' جن میں ہر بار یہ ان لوگوں کو شکست دیتا رہا' اور ہر بار ان سے ایسی چیزیں حاصل کرتا رہا جن سے اس کی قوت بڑھتی رہی اور اس کے ماننے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا' ساتھ ہی اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھتی رہی اور لشکر کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا' اس کامیابی کے باوجود وہ عام لوگوں کے مال کو مطلقاً ہاتھ نہ لگاتا اور نہ کسی کو تکلیف دیتا' اس کا مقصد صرف بادشاہ اور حکومت کے مال کو چھیننا تھا۔

اتفاق سے ایک لڑائی میں اس کے ماننے والوں کو زبردست شکست ہو گئی' مگر بعد میں لوگ آہستہ آہستہ دوبارہ اس کے پاس آنے لگے' اور اس کے ارد گرد سب مجتمع ہو گئے' تب اس نے دوبارہ بصرہ والوں پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا' اور بہت سوں کو قید کر لیا' اس کے پاس جو بھی قیدی لایا جاتا' اسے یہ فوراً قتل کر ڈالتا' اس طرح اس کی طاقت پھر قوی ہو گئی' اور بصرہ والے اس کے نام ہی سے ڈرنے لگے' تب خلیفہ نے ایک خاص لشکر روانہ کیا تاکہ اس حبشی خارجی سے مقاتلہ کرے' اللہ اس کا برا کرے' اس موقع پر اس کے کسی ساتھی نے اسے مشورہ دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر بصرہ پر اچانک حملہ کر

دے‘ اور زبردستی قبضہ کر لے‘ مگر اس نے اس مشورہ کو کوئی اہمیت نہ دی‘ بلکہ یوں کہا کہ ہم خود آہستہ آہستہ ان لوگوں کے قریب ہوں گے‘ تا کہ وہاں کے باشندے خود ہی ہمیں اس لشکر سے مقابلہ کے لیے بلائیں اور ہم سے ان پر حملہ کروائیں‘ اس کے بعد بصرہ والوں کا اور ان لوگوں کا کیا ہوا‘ وہ ان شاءاللہ عنقریب سال آئندہ کے ذکر میں ہم بیان کریں گے۔

اس سال علی بن الحسین بن اسماعیل بن محمد بن عبداللہ بن عباسؓ نے عام لوگوں کو حج ادا کروایا۔

اور اسی سال جاحظ متکلم معتزلی کا انتقال ہوا۔

ان ہی کی طرف فرقہ جاحظیہ کی نسبت کی جاتی ہے‘ ان کو جاحظ اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کی آنکھ کا ڈھیلا اُبھرا ہوا تھا‘ اسی مناسبت سے انہیں ''حدقی'' بھی کہا جاتا تھا۔ یہ انتہائی بدشکل کریہہ المنظر اور عقیدے کے بھی خراب تھے۔ ان کی طرف بدعتوں اور گمراہیوں کی نسبت کی جاتی ہے‘ بلکہ بعضوں نے تو کھل کر انہیں کفر کی طرف منسوب کرنا جائز قرار دیا ہے‘ اور ضرب المثل کے طور پر لوگ کہتے ہیں سخت افسوس ہے اس شخص پر جسے جاحظ نے کافر بنا دیا۔

مگر علمی لحاظ سے بڑے ہی عالم اور فاضل‘ بہت سے علوم کے ماہر تھے‘ بے شمار کتابیں تصنیف کیں‘ ان میں سے ہر ایک ان کے ذہین اور حاضر دماغ ہونے پر دلالت کرتی ہے‘ ان کی اہم کتابوں میں سے کتاب الحیوان اور کتاب البیان والتبیین ہیں۔ ابن خلکان نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے یہ دونوں بہترین کتابیں ہیں‘ اور ان کے بیان کردہ بہت سے قصوں کو لکھ کر ان کے حالات کو طویل کر دیا ہے‘ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی آخری عمر میں ان پر مرض فالج کا حملہ ہوا۔ اور ان کا مقولہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرماتے تھے کہ میرا بایاں حصہ مفلوج اور اتنا بے حس ہو چکا ہے کہ اگر اسے قینچی سے کاٹا جائے تو مجھے اس کا احساس تک نہ ہو‘ لیکن میرا دایاں حصہ ایسا حساس ہو گیا ہے کہ اگر اس پر ایک مکھی بھی چلتی ہے تو وہ مجھے تکلیف دیتی ہے اور مجھے احساس ہوتا ہے‘ اور میرے لیے میری عمر کا چھیانواں سال ہی انتہائی تکلیف دہ حصہ ہے۔ وہ اکثر یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے:

(۱) اترجو ان تکون و انت شیخ　　　کما قد کنت ایام الشباب

ترجمہ: کیا تم یہ امید کرتے ہو کہ تم اپنے بڑھاپے میں پہنچ کر بھی ویسے ہی رہو گے جیسا کہ تم جوانی کی عمر میں تھے۔

(۲) لقد کذبتک نفسکَ لَیس ثوبٌ　　　دریسٌ کالجدید من الثیاب

ترجمہ: تو یقیناً تمہارے نفس نے تمہیں دھوکے میں رکھا ہے‘ کیا ایسا کپڑا جو پرانا ہو چکا ہو نئے کپڑے جیسا رہتا ہے؟

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں: عبداللہ بن عبدالرحمٰن‘ ابو محمد دارمی‘ عبداللہ بن ہاشم طوسی‘ خلیفہ ابوعبداللہ المعتز بن متوکل اور محمد بن ابراہیم جو الصاعقہ سے ملقب ہیں‘ اور

محمد بن کرام

ان ہی کی طرف فرقہ کرامیہ منسوب ہے اور یہ بات بھی منسوب ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے صحابہ کرام کے متعلق

حدیث وضع کرنا اور گھڑ لینا جائز سمجھتے ہیں' ان کا اصل نام محمد بن کرام ہے' کاف کے فتح اور را کی تشدید کے ساتھ' جمال کے وزن پر ہے اور وہ ابن اعراف بن البراء ابوعبداللہ السجستانی العابد ہیں کہا گیا ہے کہ یہ نسبا قبیلہ تراب سے ہیں' کچھ لوگوں کے نام کی تحقیق کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ یہ لفظ کرام' کاف کے کسرہ اور راء کی تشدید کے ساتھ ہے اور یہ وہی ہیں جو بیت المقدس میں اپنی آخری عمر تک سکونت پذیر رہے' اور کسی نے یوں کہا ہے کہ یہ نیشاپور والوں کے ایک شیخ ہیں' لیکن صحیح بات وہی ہے' جو ابوعبداللہ الحاکم اور ابن عساکر کے کلام سے واضح ہے کہ بیت المقدس کے مقیم اور شیخ نیشاپوری دونوں سے ایک ہی شخص مراد ہیں' موصوف محمد بن کرام نے علی بن حجر داور علی بن اسحاق الحنظلی السمر قندی سے' اور انہوں نے تفسیر سنی ہے محمد بن مروان سے انہوں نے کلبی سے' علاوہ ازیں ابراہیم بن یوسف الماکنانی اور ملک بن سلیمان الہروی اور احمد بن حرب اور عتیق بن الجری اور احمد بن الازھر النیسابوری اور احمد بن عبداللہ الحوساری اور محمد بن تمیم القاریانی سے جبکہ یہ علی بن حجر داور علی بن اسحاق دونوں ہی جھوٹے اور روایت گھڑ لینے والے تھے' ان کے علاوہ اور دوسروں سے بھی روایتیں کی ہیں۔

اور خود محمد بن کرام سے محمد بن اسماعیل بن اسحاق اور ابواسحاق بن سفیان اور عبداللہ بن محمد القیراطی اور ابراہیم الحجاج النیسابوری نے روایت کی ہے۔

اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ یہ طاہر بن عبداللہ کے قید خانہ میں مقید کیے گئے تھے۔ جب اس نے انہیں چھوڑ دیا تو یہ شام کی سرحد کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے پھر نیشاپور کی طرف آئے۔ اس مرتبہ بھی انہیں محمد بن طاہر بن عبداللہ نے قید خانہ میں ڈال دیا اور زمانہ دراز تک وہیں رہنے دیا۔ ان کا ایک عمل وہاں یہ تھا کہ جمعہ کے دن جمعہ کی نماز کی پوری تیاری کر کے اپنے جیل خانہ کے سپرنٹنڈنٹ کے پاس پہنچ کر کہتے کہ مجھے نماز کے لیے باہر جانے دو' تو وہ منع کر دیتا تب یہ اللہ پاک کو گواہ بنا کر کہتے کہ اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ نماز کے لیے جانے میں مجھے کوئی دخل نہیں ہے' میں معذور ہوں۔

کسی اور نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بیت المقدس میں چار سال قیام کیا' اور وہاں وعظ کے لیے اس ستون کے پاس وعظ وتلقین فرماتے جو مشہد عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہے' اس علاقہ میں وہاں کے لوگوں کی زبردست بھیڑ ہوا کرتی۔ مگر بعد میں جب ان کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ایمان صرف زبانی کلمہ پڑھ لینے کا نام ہے۔ اس میں عمل کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو لوگ ان سے کنارے ہو گئے اور وہاں کے حاکم نے انہیں زغر کے نشیبی علاقہ کی طرف نکال دیا۔ وہیں ان کا انتقال بھی ہو گیا' مگر بعد میں لاش بیت المقدس لائی گئی' وفات اسی سال ماہ صفر میں ہوئی۔

حاکم کا بیان ہے کہ بیت المقدس ہی میں رات کے وقت وفات پائی اور انبیاء کرام کی قبروں کے قریب ہی باب اریحا میں دفن کیے گئے' بیت المقدس میں ان کے ماننے والوں کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ـــــ ۲۵۶ھ

موسیٰ بن بغا کا خلیفہ کے دربار میں ہنگامہ برپا کرنا:

ماہِ محرم کی بارہویں تاریخ صبح کے وقت موسیٰ بن بغا سامرا پہنچا اور بڑے لشکر کو لیے ہوئے شہر میں داخل ہو گیا۔ اس طریقہ سے کہ اسے دائیں بائیں' آگے پیچھے اور بیچ کے حصوں میں بانٹ رکھا تھا' یہاں تک کہ دارالخلافہ پہنچ گیا' جہاں پر خلیفہ بیٹھے ہوئے لوگوں کی شکایتیں سن رہے تھے۔ اس نے پہنچتے ہی خلیفہ سے اندر جانے کی اجازت طلب کی لیکن انہوں نے بلانے میں کچھ تاخیر کر دی اور انتظار میں کھڑا کر دیا' جس سے ان لوگوں نے دل ہی دل میں یہ بدگمانی کی کہ خلیفہ نے ان لوگوں کو دھوکہ دے کر بلوایا ہے تاکہ صالح بن وصیف کو ان پر مسلط کر دے' اس خیال کے آتے ہی ڈر کے مارے وہ لوگ اچانک یکبارگی اندر گھس گئے' اور اپنی ترکی زبان میں گفتگو اور مشورے کرنے لگے' پھر ایک بات طے کر کے ان لوگوں نے خلیفہ کو ان کی مجلس سے اُٹھا دیا اور جو کچھ وہاں تھا' سب لوٹ لیا۔ پھر بری طرح انتہائی بے عزتی کے ساتھ انہیں دوسرے گھر لے گئے' تو خلیفہ نے ان لوگوں سے کہا: اے موسیٰ بن بغا! تم پر افسوس ہے' تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ میں نے تو تم کو اپنے آدمیوں سے بلوا بھیجا ہے تاکہ صالح بن وصیف کے خلاف مجھے تم سے قوت حاصل ہو' تب موسیٰ نے کہا' خیر کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ میرے سامنے قسم کھا کر کہیں کہ اپنے دل کی آواز کے خلاف نہیں کہہ رہے ہیں' چنانچہ خلیفہ نے اسی طرح قسم کھائی' تب وہ لوگ مطمئن ہو گئے' اور آمنے سامنے ان سے دوبارہ بیعت کی' پھر دوبارہ سخت وعدے اور میثاق لیے تاکہ صالح کو ان کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دیں گے' اسی بات پر ان سے مصالحت ہو گئی' پھر ان لوگوں نے صالح بن وصیف کے پاس اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ یہاں آ کر خلیفہ معتز اور ان کے علاوہ ان کے دفتری ملازمین وغیرہم کے قاتلین کے بارے میں گفتگو کی جائے اور اس کی تخریج کی جائے تو اس نے آنے کا وعدہ کیا' پھر صالح نے اپنے ماننے والوں' حاکموں اور ساتھیوں کو اکٹھا کر کے موسیٰ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا' مگر رات کے وقت وہ اچانک لاپتہ ہو گیا' اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا' اس لیے موسیٰ بن بغا نے شہر کے تمام علاقوں میں اس کی گمشدگی کا عام اعلان کر دیا' ساتھ ہی اس کے چھپانے والوں کو دھمکی بھی دی گئی' مگر ماہِ صفر کے آخر تک اس کا پتہ نہ چل سکا' جس کی تفصیل ہم عنقریب بیان کر دیں گے۔ پھر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو دوبارہ بغداد کا نائب حاکم بنا کر بھیج دیا گیا۔ اور جب موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں کو صالح بن وصیف کا پتہ لگنے میں بہت دیر ہو گئی' تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس خلیفہ مہتدی کو اس کی خلافت سے علیحدہ کر دو' مگر خود ان کے ہی آدمیوں نے اعتراض کرتے ہوئے کہا' کیا تم لوگ ایسے دیندار کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہو' جو بہت روزے رکھنے والا' راتوں کو بہت تہجد پڑھنے والا ہے' جو نہ کبھی شراب پیتا ہے اور نہ کبھی کوئی برائی کا کام کرتا ہے' اور یہ کہ اللہ کی قسم یہ پہلے خلیفوں کی طرح نہیں ہے' اور نہ ہی اس معاملہ میں کوئی دوسرا تمہاری کوئی بات مانے گا۔

موسیٰ بن بغا کے سامنے خلیفہ کی ایک مختصر مگر پر جوش تقریر:

پھر یہ خبر خود خلیفہ کو بھی پہنچ گئی تو وہ اپنے گلے میں تلوار لٹکائے ہوئے لوگوں کے سامنے نکل آئے اور تخت پر بیٹھ کر موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں کو سامنے رکھ کر کہا کہ میرے معاملہ میں تم لوگوں نے جو کچھ گفتگو کی ہے اس کی مجھے خبر مل گئی ہے' اللہ کی قسم میں موت کے لیے بالکل تیار ہو کر بدن پر حنوط خوشبو لگا کر اور اپنے بھائی کو اپنے لڑکے کے بارے میں وصیت کر کے گھر سے نکلا ہوں' ساتھ ہی میرے ہاتھ میں میری تلوار بھی ہے' جب تک کہ اس کے قبضہ پر میرا ہاتھ ہے اس وقت تک میں لڑتا رہوں گا' اور اللہ کی قسم اگر میرے بدن کا ایک بال بھی بیکا ہوگا' اس کے عوض تم سب ختم کر دیئے جاؤ گے' یا تم میں سے اکثر ہلاک کر دیئے جاؤ گے' کیا تمہارا کوئی دین نہیں ہے' کیا تم کو کچھ شرم وحیا نہیں ہے' کیا تم شرماتے نہیں ہو کہ تمہاری ایسی حرکتیں اور ان کا اقدام خلفاء کے خلاف کر کے تم خود اللہ عزوجل کی دشمنی کر رہے ہو اور تم ذرا نہیں سمجھتے' تمہارے نزدیک برابر ہیں وہ سب لوگ جو تمہاری زندگی چاہتے ہوں اور نیک سیرتوں کے مالک ہوں' اور وہ لوگ جو بھرے بھرے مٹکے شراب منگوا کر برملا تمہارے سامنے پیتے ہوں اور تم ذرہ برابر ان پر اعتراض نہیں کر سکتے' نیز تمہارا مال تم سے اور تمہارے کمزوروں سے چھین کر خود ان پر قبضے جماتے ہوں' تمہارے سامنے میرا گھر موجود ہے' جاؤ اسے اور میرے بھائیوں کے اور میرے دوسرے رشتہ داروں کے گھروں کو دیکھو' کیا تم ان میں سے کسی میں بھی سامان' اسباب یا ان کے فرش وغیرہ سے کچھ بھی شاہی انداز کے پاتے ہو' ہمارے گھروں میں بھی تم صرف وہی سامان پاؤ گے جو تمہارے عام لوگوں کے گھروں میں ہیں' تم لوگ یہ بھی کہتے ہو کہ میں صالح بن وصیف کی خبر سے واقف ہوں' مگر میرے نزدیک وہ تمہارا ہی ایک فرد ہے اس لیے اپنے دل کی تشفی کے لیے اس کے متعلق معلومات حاصل کرو' اور تحقیقات کراؤ' لیکن میں صاف صاف کہہ دیتا ہوں کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں ہے' یہ سن کر ان لوگوں نے کہا تو آپ ان باتوں کے لیے ہمارے سامنے قسم کھالیں' جواب دیا کہ ہاں میں قسم بھی کھا سکتا ہوں' لیکن ابھی نہیں' میں تو اس وقت تک انتظار کروں گا جب تک کہ تمام ہاشمی سرداروں' قاضیوں اور مصنفوں کی جماعت اور اونچے طبقہ کے تمام حضرات کل جمع ہو جائیں گے' جبکہ میں کل جمعہ کی نماز پڑھا لوں گا۔ یہ باتیں سن کر ان کے دل کچھ نرم ہوئے۔ مگر ۲۲ رتاریخ ماہِ صفر میں اتوار کے دن کسی طرح ان لوگوں نے صالح بن وصیف کو پالیا اور اسے قتل کر کے خلیفہ کے سامنے اس کا سر اس وقت لایا گیا جبکہ وہ مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے' اس وقت انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اسے چھپا دو پھر اپنی تسبیح اور ذکر میں مشغول ہو گئے۔

دوسرے دن دوشنبہ کو صبح کی نماز کے بعد سر کو نیزہ پر لٹکا کر پورے شہر میں گشت لگاتے ہوئے لوگوں نے کہا کہ اپنے آقا کو قتل کرنے والے کا یہ بدلہ ہے' اس کے بعد شہر کے حالات پریشان کن رہے اور حالات بد سے بدتر ہوتے گئے' یہاں تک کہ شرپسندوں نے خلیفہ مہتدی کو بھی خلافت سے دست بردار کر کے قتل کر ڈالا۔ رحمہ اللہ۔

خلافت سے مہتدی باللہ کی دست برداری اور معتمد احمد بن متوکل کی حکومت:

موسیٰ بن بغا کو جب یہ خبر پہنچی کہ مساور الشاری نے اس علاقہ میں زبردست فتنہ وفساد برپا کر رکھا ہے تو وہ فوراً بھاری لشکر لے کر اس کے مقابلہ کو روانہ ہوا اور اس کے ساتھ مفلح اور بایکباک ترکی بھی تھے' چنانچہ اس مساور خارجی سے زبردست جنگ ہوئی'

مگر اس پر قابو نہ پا سکے بلکہ وہ کسی طرح ان کے سامنے سے نکل بھاگا اور یہ اس کا کچھ نقصان نہ کر سکے ان لوگوں کے وہاں پہنچنے سے بہت پہلے وہ جو ہنگامے وغیرہ کرنا چاہتا تھا' کر چکا تھا' بالآخر یہ لوگ ناکام لوٹ آئے' اور اس پر قابو نہ پا سکے' پھر جب خلیفہ کی یہ خواہش ہوئی کہ ان ترکیوں کو آپس میں لڑا دے تو انہوں نے بایکباک کو خط لکھا کہ تم موسیٰ بن بغا کے لشکر پر قبضہ کر لو کیونکہ اس وقت تم ہی لوگوں کے امیر ہو جاؤ گے' اور اس کا مقابلہ سامرا کی طرف جا کر کرو۔

جب یہ خط بایکباک کو ملا تو اس نے موسیٰ بن بغا کو بھی پڑھنے کو دے دیا۔ پڑھتے ہی مہتدی کے خلاف اس کے بدن میں آگ بھڑک گئی' اور دونوں ہی خلیفہ کے مخالف ہو گئے' اور دونوں ہی اس سے ملنے کو سامرا چلے گئے' اور ان دونوں نے آپس کے اختلاف کو پس پشت ڈال دیا۔ خلیفہ مہتدی کو جونہی اس کی خبر ملی فوراً ہر قسم کی فوجوں' بغاریہ' فراغنہ' اشروسیہ' ارزکشیہ اور ترکیوں کو بھی اکٹھا کر کے بہت عظیم الشان لشکر لے کر ان کے مقابلہ کو روانہ ہو گئے۔ جونہی ان لوگوں کو خبر ملی فوراً موسیٰ بن بغا نے خراسان کا راستہ اختیار کیا اور بایکباک نے اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

چنانچہ ۱۲ اراگست رجب کو بایکباک خلیفہ کے دربار میں مطیع و فرمانبردار ہو کر حاضر ہو گیا' جب وہ خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا اور اس کے چاروں طرف امراء اور سرداران بنی ہاشم موجود تھے' تو ان لوگوں نے آپس میں اس کے قتل کے بارے میں مشورے کیے' تو ان میں سے صالح بن علی ابن یعقوب بن ابی جعفر منصور نے کہا' اے امیر المومنین! بہادری میں جتنا نام آپ نے پیدا کیا اتنا سابقین خلفاء میں سے کوئی بھی پیدا نہ کر سکا تھا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ ابوموسیٰ خراسانی اس شخص کے مقابلہ میں انتہائی شریر اور لشکر کی تعداد میں بھی وہ اس سے بہت زیادہ تھا' اس کے باوجود جب خلیفہ منصور نے اسے قتل کر دیا تو اس وقت کا فتنہ ختم ہو گیا' اور اس کے ساتھیوں کی آواز بند ہو گئی' یہ مشورہ سن کر خلیفہ نے بایکباک کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا' پھر اس کے سر کو ترکیوں کی طرف پھینک دیا' جب ان لوگوں نے اس کا سر اس حال میں دیکھا تو اس واقعہ کو بڑی اہمیت دی اور دوسرے دن صبح کے وقت وہ سب بایکباک کے بھائی طغوتیا کے پاس مشورہ کرنے اور ہنگامہ برپا کرنے کی نیت سے اکٹھے ہو گئے' مگر خلیفہ کو بھی جیسے ہی خبر ملی' وہ بھی اپنے ان لوگوں کو ساتھ لے کر وہاں سے نکل پڑے' جو اس وقت وہاں موجود تھے' ان سے آمنا سامنا ہونے کے بعد وہ ترکی جو اب تک خلیفہ کے ساتھ تھے' انہوں نے بھی دھوکہ دیا اور اپنے قبیلہ والوں سے جا ملے اور خلیفہ کے مقابلہ میں سب ایک ہو گئے' پھر بھی خلیفہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور ان میں سے تقریباً چار ہزار کو قتل کر ڈالا' ساتھ ہی ان لوگوں نے بھی ان پر جوابی حملہ کر دیا۔

ترکیوں کے مقابلہ میں بالآخر خلیفہ کی شکست:

بالآخر خلیفہ شکست کھا گئے اور ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لے کر پکارنے لگے' اے لوگو! تم اپنے خلیفہ کی مدد کو دوڑو' پھر اپنے ایک معاون احمد بن حنبل کے گھر میں داخل ہو گئے اور فوراً اپنا جنگی لباس اور سامان اتار کر سادہ لباس بدل لیا۔ اور ارادہ کر لیا کہ یہاں سے نکل کر چھپ جائیں' لیکن احمد بن خاقان نے فوراً ہی انہیں گھر سے گرفتار کر لیا اور بھاگنے کا موقع نہ دیا۔ اور تیر سے انہیں مارا اور ان کے کولہے پر نیزے سے حملہ کر دیا اور ایک گھوڑے پر انہیں سوار کر لیا' اس حال میں کہ پیچھے سے ایک محافظ بھی تھا' اس

وقت خلیفہ کے جسم پر صرف ایک قمیص اور ایک شلوار تھی' اسی حال میں انہیں احمد بن خاقان کے گھر میں داخل کر دیا' وہاں پہنچتے ہی خلیفہ کو لوگوں نے لاتیں' گھونسے سے مارنا شروع کر دیا اور چہرے پر تھوکنے لگے' اور چھ لاکھ دینار کی تحریر پر ان سے دستخط لے لیا' اور انہیں ایک ایسے شخص کے حوالہ کر دیا جو ان کے خصیتین کو چورتا اور پیٹتا رہا' یہاں تک کہ درد کی تاب نہ لا کر دم توڑ دیا۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

اس وقت رجب کی اٹھارہویں تاریخ اور جمعرات کا دن تھا۔ ان کی مدتِ خلافت کل پانچ دن کم صرف ایک سال ہوئی۔

ان کی پیدائش کا سال دوسوانیس (۲۱۹) اور ایک قول میں دوسوپندرہ (۲۱۵) کا سال تھا۔

حلیہ اور اخلاق:

وہ شکلاً گندمی رنگ دُبلے پتے' جھکے ہوئے اور خوبصورت داڑھی والے تھے۔ ان کی کنیت عبداللہ تھی' ان کے جنازہ کی نماز' جعفر بن عبدالواحد نے پڑھائی اور منتصر بن متوکل کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔

ان کے بارے میں خطیب کا بیان ہے کہ وہ اگلے تمام خلفاء کے مقابلہ میں شکلاً اور مذہباً بہت بہتر اور عادت اور اخلاق کے اعتبار سے بہت سخی' پرہیزگاری' عبادت گزاری' اور گوشہ نشینی میں سب سے زیادہ تھے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ مہتدی نے ایک روایت اس طرح بیان کی ہے کہ مجھ سے بیان کیا ہے علی بن ہشام بن طراح نے محمد بن الحسن الفقیہ سے انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے' جن کا نام داؤد بن علی ہے' انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس معاملہ میں ہم لوگوں کا کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: میرے لیے تو نبوت ہوئی' مگر تم لوگوں کے لیے خلافت ہوگی' تم لوگوں سے ہی اس کی ابتدا ہوگی اور تم لوگوں پر ہی اس کا خاتمہ بھی ہوگا۔ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو آپ سے محبت رکھے گا وہ میری شفاعت کا مستحق ہوگا' اور جو آپ سے دشمنی رکھے گا وہ مستحق نہ ہوگا۔

اور خطیبؒ نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے مہتدی سے کسی معاملہ میں اپنے فریق کے خلاف مدد چاہی تو انہوں نے مبنی بر انصاف ایک فیصلہ دیا جو اس کے حق میں ہوا تو خوش ہو کر اس نے یہ اشعار کہے ؎

(۱) حَکَّمْتُمُوہ فقضی بینکم ابلج مثل القمر الزاہر

ترجمہ: تم لوگوں نے اسے اپنا حاکم بنایا تو اس نے ایسا صحیح فیصلہ دیا جو چمکتے ہوئے چاند کی طرح بہت ہی واضح ہے۔

(۲) لا یقبل الرشوۃ فی حکمہ ولا یبالی غبن الخاسر

ترجمہ: وہ اپنے فیصلے میں کسی قسم کی رشوت قبول نہیں کرتا ہے' اور نقصان پڑنے والے کے نقصان کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔

اپنی تعریف سن کر مہتدی نے کہا: اے فلاں! تمہاری اس خوش اعتقادی کا خدا تمہیں بدلہ دے' ساتھ ہی یہ جان لو کہ میں تمہاری اس تعریف سے ذرہ برابر کسی دھوکہ میں مبتلا نہ ہوا' میرا تو یہ حال ہے کہ اس آیت کریمہ کی تلاوت کیے بغیر کبھی میں اس مسند

خلافت پر نہیں بیٹھتا ہوں:

ترجمہ: ''میں بروز قیامت انصاف کا ترازو لگاؤں گا، کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اگرچہ کسی کا کوئی عمل ایک ذرہ برابر وزن کا ہو اور صحیح حساب کے لیے ہم ہی بہت کافی ہیں''۔ (پ ۱۷ الانبیاء ۴۷)

وہ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی تمام حاضرین مجلس رونے لگے اس دن سے زیادہ میں نے کسی کو بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ مہتدی عہدۂ خلافت سنبھالنے کے بعد اپنے قتل ہونے تک مسلسل روزے رکھا کرتے تھے' اور وہ دل سے یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اسی طرح حکومت کریں جس طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں کرتے تھے' یعنی پرہیز گاری' خشک روٹی' عبادت کی زیادتی اور ہر معاملہ میں انتہائی احتیاط۔ اگر وہ مزید زندہ رہتے اور اپنا معاون بنا لیتے تو حقیقتاً حتی الامکان ان کے نقش قدم پر چلتے' ان کا پورا پختہ خیال ہو گیا تھا کہ حکومت سے ان ترکیوں کو نکال کر ہی دم لیں گے جنھوں نے پہلے خلفاء کی اہانت اور انہیں ذلیل کیا ہے اور منصب خلافت کی بے حرمتی کی ہے۔ احمد بن سعید اموی نے کہا ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ مکہ معظمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور ہم لوگ فن نحو اور اشعارِ عرب سے متعلق بحثیں کر رہے تھے' اچانک ہمارے سامنے ایک شخص آ کھڑا ہوا' اس کی ظاہری شکل سے ہم نے اسے کوئی دیوانہ سمجھا' مگر وہ یہ اشعار کہنے لگا:

(۱) امـا تستحیون اللّٰہ یا معدن النحو شغلتم بذا و الناس فی اعظم الشغل

ترجمہ: اے فن نحو کی کان والو! تمہیں اللہ سے شرم نہیں آتی' آپ لوگ ان معمولی سی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں اور لوگ انتہائی عظیم الشان معاملہ میں مبتلا ہیں۔

(۲) امـامـکـم اضـحـی قتیلاً مجندلاً و قد اصبح الاسلام مفترق الشمل

ترجمہ: تمہارے امام تو قتل کیے ہوئے ڈھیر بنے ہوئے ہیں' اور اسلام کا اتفاق' انتشار کا شکار ہو گیا ہے۔

(۳) و انتم علی الاشعار و النحو عکّفًا تصبحون بالاصوات فی الحسن السبل

ترجمہ: تم لوگ اشعار اور نحو کے بارے میں سر جوڑے بیٹھے ہو' اور بظاہر اپنی آوازوں سے اچھے راستوں میں لگے ہوئے ہو۔

احمد اموی نے کہا کہ اس کے بعد ہم نے غور کیا اور اس دن کی تاریخ لکھ لی' بعد میں معلوم ہوا کہ اسی دن مہتدی باللہ قتل کر دیئے گئے' وہ دوشنبہ کا دن' ماہِ رجب ۲۵۶ ہجری کی ۱۶ ر تاریخ تھی۔

معتمد علی اللہ کی خلافت:

یہ احمد بن المتوکل علی اللہ ہیں اور ابن فتیان (جوانوں کے بیٹے) کی کنیت سے مشہور تھے' ان کی خلافت کی خصوصی بیعت سالِ رواں میں ماہِ رجب کی تیرہویں تاریخ منگل کے دن امیر یار جوخ کے گھر میں لی گئی اور یہ معاملہ سابق خلیفہ مہتدی کی خلافت سے دستبرداری کے چند دن پہلے ہی پیش آیا تھا۔

اس کے بعد عمومی بیعت ماہِ رجب کی ۸ ر[1] تاریخ دوشنبہ کے دن لی گئی۔ ایک اور قول میں رجب کی دسویں تاریخ تھی۔

[1] وفات مہتدی اور بیعت معتمد کے مذکورہ دن اور تاریخیں قابل غور ہیں' کہ ایک کی دوسرے سے مناسبت نہیں ہے۔ ۱۲۔ انوار الحق قاسمی۔

پچھلے ہنگاموں کے نتیجہ میں موسیٰ بن بغا اور مفلح دونوں ہی ''سرمن رای'' میں اپنے گھروں میں جا کر خاموش ہو کر بیٹھ گئے' اس طرح ان کا فتنہ سرد پڑ گیا۔

مساور خارجی کا زور پکڑنا:

البتہ وہ خارجی جس نے خود کو اہل بیت کا ایک فرد بتایا تھا اور حبشیوں کا سردار بن گیا تھا' اس نے اپنے متبعین کے ساتھ بصرہ کا احاطہ کر رکھا تھا اور اس کے مقابلہ میں خلیفہ کی فوج تھی' وہ خارجی ہر روز ان پر ظلم کرتا اور ان کے مال چھین لیتا' اور کشتیوں میں بھر بھر کر جو غلے وغیرہ باہر سے آتے ان سب پر قبضہ جمالیتا' آہستہ آہستہ وہ ابلہ اور عبادان وغیرہما دوسرے علاقوں پر بھی غالب آ تا گیا۔ بصرہ والے بھی ان سے بہت ڈرنے لگے' اور ہر روز اس کی افرادی' سامانی اور لشکری طاقت بڑھتی ہی گئی' سالِ رواں کے آخر تک اس کی یہی حالت رہی۔

اس سال کوفہ میں ایک اور شخص کا ظہور ہوا جسے علی بن زید طالبی کہا جاتا تھا' اس کے مقابلہ کے لیے خلیفہ کی فوج اس کے مقابلہ میں آئی' مگر اس طالبی نے اسے پسپا کر دیا' اس طرح کوفہ میں بھی اس کی دھاک بیٹھ گئی' رعب بڑھ گیا' اور یہ سب پر حاوی ہو گیا۔

اسی سال محمد بن واصل تمیمی نے' شہر اہواز کے نائب حاکم حارث بن سیما شرابی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اہواز کے علاقوں پر قابض ہو گیا۔

اس سال رمضان مبارک کے مہینہ میں حسن بن زید ''ری'' شہر کے علاقوں پر غالب آیا۔ لیکن ماہِ شوال میں موسیٰ بن بغا بھی اس کے مقابلہ میں آیا اور خود خلیفہ بھی اس کو رخصت کرنے کو نکلے۔ اسی سال ایک اور اہم معاملہ درپیش آیا' جو دمشق کے دروازہ پر اس کے نائب حاکم اماجور جس کے پاس صرف چار سو شہسوار نوجوان تھے' ادھر اس کے مقابلہ میں عیسیٰ بن شیخ تھا' جس کے پاس بیس ہزار فوجی تھے' دونوں میں مقابلہ ہوا' لیکن اماجور نے اسے بھی شکست دے دی پھر خلیفہ کی طرف سے ابن عیسیٰ بن الشیخ کو ارمینیہ کے علاقوں کی حکومت سونپ دی گئی' مگر اس شرط پر کہ وہ اہل شام کو چھوڑ دے گا' اور اس نے یہ شرط مان لی' اس کے بعد وہ یہاں سے رخصت ہو کر اپنی جگہ چلا گیا۔

اس سال محمد بن احمد عیسیٰ بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا' ان حاجیوں میں ایک شخص قابل ذکر ابو احمد بن المتوکل بھی تھا' مگر اس نے بہت عجلت سے کام لیا اور جلد جلد چل کر بدھ کی رات ستائیسویں ذی الحجہ کو سامرا پہنچ گیا۔

اسی سال خلیفہ مہتدی باللہ کا انتقال ہوا' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ رحمہ اللہ

زبیر بن بکار:

نسب نامہ یہ ہے' زبیر بن بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام قریشی زبیری مکہ معظمہ کے قاضی۔ بغداد آئے اور وہیں جوان ہوئے' ان کی ایک مشہور کتاب ''انساب قریش'' ہے' درحقیقت وہ انصاب کے ایک بڑے

عالم تھے' اپنے فن کی یہ بہت ہی جامع کتاب ہے' ان سے ابن ماجہ وغیرہ نے حدیثوں کی روایت کی ہے' دارقطنی اور خطیب نے خود ان کی اور ان کی کتاب دونوں کی توثیق اور تعریف کی ہے۔

اس سال ذی القعدہ کے مہینہ میں مکہ معظمہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

امام محمد بن اسماعیل البخاری:

شہرہ آفاق کتاب اصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کتابِ اللّٰہ ''صحیح بخاری'' ان ہی کی تالیف ہے' ہم نے اپنی کتاب شرح بخاری میں' ان کے حالات بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں' اسی کتاب سے ماخوذ کچھ حالات ہم یہاں بھی ذکر کر رہے ہیں' وہ یہ ہیں۔

نام: محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرہ بن بردزبہ الجعفی البخاری. ان کی کنیت ابوعبداللہ البخاری ہے' موصوف حافظ حدیث اور اپنے زمانہ میں محدثین کرام کے امام اور اپنے وقت کے مقتدا تھے' یہ کتاب بخاری عنداللہ اس قدر مقبول ہوئی کہ عام محدثین میں قرآن مجید کے بعد ان ہی کی کتاب کا مرتبہ ہے' یہ کتاب عنداللہ اس قدر مقبول ہوئی کہ خشک سالی کے موقع پر بارش ہونے کے لیے اس کا ختم کیا جاتا ہے۔ (مترجم کہتا ہے کہ ہر اہم ضرورت کے موقع پر باخلاص نیت اس کا ختم مفید اور مجرب ہے)۔ تمام علماء کرام نے بالاتفاق اسے قبول کیا ہے اور اس کی احادیث کو صحیح مانا ہے بلکہ تمام مسلمانوں نے اسے قبول کیا ہے' موصوف کی پیدائش شب جمعہ تیرہویں شوال ۱۹۴ھ کو ہوئی' ان کے بچپن ہی میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا' اس لیے اپنی والدہ محترمہ کی سرپرستی میں پالے گئے۔ یہ بھی مکتب کا علم حاصل کرتے تھے کہ ان ہی دنوں میں غیبی مدد سے حدیثیں حفظ ہو گئی تھیں' صرف سولہ برس کی عمر میں مشہور کتابیں ختم کر لی تھیں' یہاں تک کہ بعضوں نے کہا ہے کہ صرف سات برس کی عمر میں ہی سترہ ہزار حدیثیں انہیں حفظ ہو چکی تھیں' اور اٹھارہ برس کی عمر میں حج ادا کیا تھا' پھر مکہ معظمہ میں مقیم ہو کر مختلف اساتذہ سے حدیثیں حاصل کرتے رہے۔ پھر جہاں تک ممکن ہو سکا مختلف علاقوں کا سفر کر کے مختلف محدثین اور مشائخ سے احادیث حاصل کیں' اور ایک ہزار سے زائد شیوخ سے حدیثیں نقل کی ہیں' اور خود ان سے بے شمار علماء و محدثین کرام نے احادیث نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادیؒ نے آپ کے شاگرد فربری سے روایت کی ہے کہ میرے ساتھ تقریباً ستر ہزار افراد نے امام بخاریؒ سے احادیث سنیں' مگر اب میرے سوا دوسرا کوئی ناقل زندہ نہ رہا۔

فی الحال صحیح بخاری جو لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے وہ ان شاگرد فربری کے واسطہ سے مروی ہے۔

ان کے علاوہ حماد بن شاکر' ابراہیم بن معقل' طاہر بن مخلد ہیں' نیز ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی البردی النسفی بھی ہیں' ان نسفی کا انتقال سن تین سو انتیس ہجری میں ہوا' امیر ابونصر ماکولا نے ان کی توثیق کی ہے' بخاریؒ جن سے بڑے محدثین نے روایتیں نقل کی ہیں ان میں امام مسلم ہیں' انہوں نے اپنی غیر صحیح (مسلم شریف کے علاوہ دوسری کتابوں) میں ان سے روایت کی ہے' اس کے علاوہ امام مسلم خود کو آپ کا شاگرد بتاتے ہیں اور ان کی پوری عزت کرتے ہیں' اسی طرح امام ترمذیؒ اپنی جامع ترمذی میں اور نسائی نے اپنی سنن میں قال بعضھم کی بحث میں روایت نقل کی ہے' یہ شہر بغداد میں آٹھ مرتبہ داخل ہوا' ہر مرتبہ امام احمد سے ملاقات ہوئی اور

امام احمد نے انہیں شہر بغداد ہی میں رہنے پر اصرار کیا اور خراسان میں رہنے پر اظہار ناراضگی فرمایا۔ رات کے وقت اکثر ایسا ہوتا کہ امام بخاریؒ سوتے سوتے اُٹھ جاتے اور چراغ جلا کر وہ مضمون نوٹ کر لیتے جو اس وقت تک ذہن میں آتے' پھر چراغ بجھا کر لیٹ جاتے' پھر کوئی مضمون ذہن میں آتا اُٹھ بیٹھتے' اور چراغ جلا کر وہ مضمون نوٹ کر لیتے' پھر چراغ بجھا کر سو رہتے اسی طرح تقریباً ساری رات کرتے اور ایک رات میں بیس مرتبے بھی کرتے رہتے۔

امام موصوف بچپن میں ہی کسی بیماری سے نابینا ہو گئے تھے' تو آپ کی والدہ محترمہ اکثر روتی رہتیں۔ ایک بار انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا' تو آپ نے فرمایا تمہارے ہروقت روتے رہنے یا دُعا کی زیادتی کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے تمہارے بچے کی بینائی واپس کر دی ہے' چنانچہ صبح کے وقت جب امام بخاریؒ کی آنکھ کھلی تو ان کی آنکھوں کی روشنی بحال تھی' امام بخاری نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنی تصنیفات کا اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ میں نے اپنی تصنیفات میں دو لاکھ مسند[1] حدیثیں جمع کی ہیں اور وہ سب حافظ میں موجود ہیں' ایک مرتبہ آپ سمرقند تشریف لے گئے' تو وہاں تقریباً چار سو محدثین جمع ہوئے اور ان کے حافظہ کا امتحان لینے کے لیے انہوں نے حدیثوں اور ان کی سندوں کو خلط ملط کر کے ان کی تصدیق چاہی کہ ملک شام کے محدثین کی سندوں کو' عراق کے محدثین کی حدیثوں میں بدل دیا' اسی طرح ایک جگہ کی حدیثوں کو دوسری جگہ کی حدیثوں سے خلط ملط کر کے ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے اس قسم کی ساری مخلوط حدیثوں کو اصل حالت پر رکھ کر از سر نو ان کی ترتیب کے مطابق پوری سنا دیں' اس طرح ہر قسم کی غلطیوں کی تصحیح کر دی اور کہیں بھی اعتراض کا موقع باقی نہ رکھا۔

اسی طرح بغداد میں بھی ان کے ساتھ یہی کیا گیا' لوگوں کا کہنا ہے کہ کسی بھی کتاب کو وہ ایک بار دیکھ کر حفظ کر لیا کرتے تھے۔ اس قسم کی باتیں ان کے متعلق بہت سی مشہور ہیں۔ اسی بنا پر اس زمانہ کے تمام ہم عمر ساتھیوں' علماء اور شیوخ نے آپ کی دل کھول کر تعریف کی ہے' چنانچہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے کہ خراسان نے ان جیسا کوئی محدث پیدا نہیں کیا ہے' اور علی بن مدینیؒ نے فرمایا ہے کہ بخاری جیسا کوئی دوسرا نظر نہیں آیا ہے' اسحاق بن راہویہ نے فرمایا ہے کہ اگر امام بخاری حضرت حسن بصری کے زمانہ میں پائے جاتے تو حدیث' اس کی پہچان اور اس کی سمجھ کے لیے لوگ ان کے بھی محتاج ہوتے' اور ابوبکر بن شیبہؒ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم لوگوں نے ان جیسا کوئی محدث نہیں دیکھا ہے' علی بن حجرؒ نے فرمایا ہے کہ میں ان جیسا کسی کو محدث نہیں جانتا ہوں' محمود بن النظر بن سہل الشافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ میں بصرہ' شام' حجاز' اور کوفہ سب جگہ گیا اور وہاں کے علماء سے ملاقات کی' ان میں سے کسی کے سامنے اگر امام بخاری' محمد بن اسماعیل بخاری کا تذکرہ ہو جاتا تو وہ سب ان کو ہی اپنے اوپر فضیلت دیتے۔ ابوالعباس الدعولی نے فرمایا ہے کہ بغداد والوں نے امام بخاری کو یہ شعر لکھ کر بھیجا تھا۔

المسلمون بخير ما حييت لهم ولیس بعدك خير حين تفتقد

ترجمہ: جب تک کہ آپ ان لوگوں میں موجود ہیں' سب میں خیر و برکت ہے' اور جب آپ نہ پائے جائیں گے فوت ہو جائیں

---

[1] مسند وہ روایت ہے جس میں متن اور سند دونوں یعنی اصل حدیث اور اس کے بیان کرنے والے تمام لوگوں کے نام بھی مذکور ہوں' (انوار الحق قاسمی)

گے' اس وقت ان میں وہ خیر و برکت باقی نہیں رہے گی''۔

اور فلاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس حدیث کو امام بخاری نہ جانتے ہوں فی الحقیقت وہ حدیث نہیں ہے۔ اور ابونعیم احمد بن حماد نے فرمایا ہے کہ امام بخاری حدیث کے فقیہ ہیں۔ ایسا ہی یعقوب بن ابراہیم الدورقی نے بھی فرمایا ہے۔

بعض علماء تو وہ بھی ہیں' جنہوں نے امام بخاری کو فقہ اور حدیث دونوں میں احمد بن حنبل پر ترجیح دی ہے۔ اور قتیبہ بن سعید نے فرمایا ہے کہ مشرق و مغرب ہر طرف سے لوگ میرے پاس آئے' مگر محمد بن اسماعیل جیسا دوسرا کوئی بھی نہ آیا۔ اور مرجی بن رجاءؒ نے فرمایا ہے کہ امام بخاریؒ کو اُن کے اپنے زمانہ میں دوسرے علماء پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسے کہ مردوں کو عورتوں پر ہے' لیکن ان کے پہلے زمانہ میں مثلاً صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں ان کو فوقیت نہیں ہے۔ اور کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ زمین پر اللہ کی چلتی پھرتی ایک نشانی تھے۔ اور ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی نے فرمایا ہے کہ محمد بن اسماعیل ہم سبھوں میں زیادہ فقیہ زیادہ عالم' باریکیوں پر زیادہ نظر کرنے والے اور علم کو ہم سبھوں سے زیادہ طلب کرنے والے تھے۔

اور اسحاق بن راہویہ نے فرمایا ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ واقف حال تھے' اور ابوحاتم رازی نے فرمایا ہے کہ عراق میں جتنے محدثین اور علماء آئے' ان سب میں محمد بن اسماعیل ہی زیادہ عالم تھے۔

اور عبداللہ العجلی نے فرمایا ہے کہ میں نے ابوحاتم اور ابوزرعہ رحمہما اللہ کو دیکھا ہے وہ ان کے پاس جاتے اور جو وہ کہتے اسے وہ دونوں غور سے سنتے اور امام مسلمؒ بھی ان کے پایہ کے نہ تھے' اور محمد بن یحییٰ ذہلی سے اتنا اتنا (بہت زیادہ عالم تھے) وہ سب ہی باحیا اور فاضل تھے' ہر چیز کو اچھی طرح سمجھتے تھے' کسی اور نے کہا ہے کہ میں نے محمد بن یحییٰ ذہلی کو دیکھا ہے کہ وہ امام بخاریؒ سے محدثین کے ناموں' ان کی کنیتوں اور احادیث کی کمزوریوں کے بارے میں دریافت کرتے تھے' اور یہ حدیث کی تہ میں تیر کی طرح داخل ہو جاتے تھے' اتنی آسانی سے کہ گویا وہ مشہور و معروف اور مختصر سی سورہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کر رہے ہیں۔

احمد بن حمدون قصارؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے مسلم بن الحجاجؒ کو دیکھا کہ وہ امام بخاریؒ کے پاس تشریف لائے' اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ آپ کے پیروں کو بھی بوسہ دوں' اے استاذوں کے استاذ! محدثین کے سردار! حدیث کی بیماریوں کے طبیب! اس کے بعد انہوں نے مجلس کے کفارہ کی حدیث کے بارے میں ان سے کچھ دریافت کیا تو انہوں نے اس کی علت بیان کر کے مطمئن کر دیا' اس سے وہ جب فارغ ہوئے تو مسلم نے فرمایا کہ سوائے حاسد کے آپ سے کوئی دشمنی اور نفرت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اس دنیا میں آپ جیسا دوسرا کوئی نہیں ہے۔

اور امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ احادیث کی علتوں ان کی تاریخوں اور ان کی سندوں کی شناخت کے متعلق' میں نے امام بخاریؒ سے بڑھ کر پورے عراق اور خراسان میں کسی کو نہیں پایا ہے' اور فرمایا ہے کہ ہم لوگ ایک مرتبہ عبداللہ بن منیرؒ کی مجلس میں تھے' اس میں انہوں نے بخاریؒ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ آپ کو اس امت کی زینت بنائے' یہ سن کر امام ترمذیؒ نے کہا' اللہ نے آپ کی یہ دُعا ان کے حق میں قبول کر لی ہے۔ ابن خزیمہ نے فرمایا کہ پورے آسمان کے نیچے میں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا زیادہ عالم اور زیادہ حافظ محمد بن اسماعیل کے مقابلہ میں کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

اگر ہم بخاریؒ کی قوت حافظ پختگی علم' سمجھ' پرہیزگاری' دنیا سے کنارہ کشی اور ان کی عبادت کے بارے میں علماء کی آراء اور ظریقوں کا احاطہ کرنے لگیں تو یہ بحث بہت زیادہ طویل ہو جائے گی۔ مگر اس وقت ہمیں حوادث زمانہ بیان کرنے کی جلدی ہے' اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ہی مدد چاہی جا سکتی ہے۔

امام بخاریؒ حیا' بہادری' سخاوت' پرہیزگاری اور دنیائے دارالفنا سے کنارہ کشی' اور آخرت دارالبقاء کی طرف رغبت کرنے میں انتہائی درجہ پر تھے۔ امام بخاریؒ نے خود فرمایا ہے کہ میں اللہ پاک سے اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ میں اللہ پاک سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ غیبت کرنے کے سلسلے میں مجھ سے کسی کا مطالبہ نہ ہوگا' تو ان سے کسی نے سوال کیا کہ حدیث کی تاریخ اور اس کے جرح وتعدیل میں جو کچھ آپ نے ذکر کیا ہے (کہ بظاہر آپ نے بہت سے محدثین کی غیبت اور برائی کی ہے) تو فرمایا کہ یہ سب کام غیبت میں شمار نہ ہوں گے' کیونکہ ایک موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے ایک منافق کی آپ کے پاس داخل ہونے کے لیے اجازت چاہنے پر فرمایا' آنے دو اسے اجازت دو مگر وہ بڑا برا شخص ہے' اسی طرح ہم نے بھی جو کچھ لوگوں کے حالات بیان کیے ہیں' وہ تو ہم نے محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں' اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہا ہے۔

بخاریؒ ہر رات تیرہ رکعت پڑھتے' اور ماہِ رمضان کی ہر رات کو قرآن پاک کا ایک ختم کرتے' وہ بہت ہی تونگر اور مالدار تھے' اس سے ظاہری طور پر' چھپا کر ہر طرح مال خرچ کیا کرتے' رات دن ہر وقت ضرورت مندوں پر صدقہ اور خیرات کرتے رہتے' ان کی دُعا مقبول بارگاہِ ایزدی اور تیر بہدف ہوتی' بہت ہی شریف النفس تھے۔

کسی بادشاہ نے ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ شاہی محل میں وہ تشریف لا کر اس کے بچوں کو حدیث وقرآن کا درس دیں' تو آپ نے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ کیا علم اور حلم ان کے گھر میں لایا جائے گا' مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا ایسا ہی ارادہ ہو تو خود آئیں اور بچوں کو میرے پاس بھیج دیں' اور اس کے پاس جا کر تعلیم دینے سے انکار کر دیا۔ اس وقت بخارا میں خالد بن احمد ذہلی بحیثیت نائب سلطان تھے' بخاریؒ کے انکار کی وجہ سے اس بادشاہ کے دل میں ان سے دشمنی بیٹھ گئی' اتفاق کی بات ہے کہ اس کے پاس ان ہی دنوں محمد بن یحییٰ ذہلی کا ایک خط آیا' جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ ''قرآن پاک کے الفاظ مخلوق ہیں' اور محمد بن یحییٰ ذہلی اور امام بخاریؒ کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہو چکا تھا' امام بخاری نے افعال عباد کے سلسلہ میں ایک مستقل کتاب تصنیف کی تھی' اس موقع پر امام ذہلی نے چاہا کہ اس مسئلہ کو اچھال کر' ان سے لوگوں کے دل برداشتہ کر دیں' کیونکہ وہ لوگ حد سے زیادہ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب امام بخاری باہر سے اپنے وطن بخارا اپنے اہل وعیال کے پاس واپس تشریف لاتے تو لوگ خوشی اور عظمت کے اظہار کے طور پر ان کے اوپر سونا اور چاندی نچھاور کرتے' وہاں کی جامع میں ایک خاص جگہ مقرر تھی جہاں بیٹھ کر وہ لوگوں کو احادیث لکھواتے۔

ایک موقع پر لوگوں نے بادشاہ کے منع کرنے کے باوجود بات نہ مانی' اس لیے بادشاہ نے غصہ میں آ کر امام بخاریؒ کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا' مجبوراً انہیں ترک وطن کرنا پڑا' نکلتے وقت سلطان خالد بن احمد کے خلاف بددعا کی' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مہینہ کے اندر ہی ابن طاہر نے حکم دیا کہ خالد بن احمد کو کسی گدھی پر سوار کر کے شہر میں گشت کرایا جائے' امام بخاریؒ کی بددعا کے نتیجہ

میں اس کی حکومت ختم ہوگئی اور اسے بغداد کے جیل خانہ میں مقید کر دیا' یہاں تک کہ اسی میں اس کی موت بھی آ گئی' اس کے علاوہ جس کسی نے بھی بخاری کے خلاف خالد کی مدد کی تھی فرداً فرداً ہر شخص اللہ کی طرف سے بڑی بڑی تکلیفوں میں مبتلا ہو گیا۔ بخاری اپنے شہر سے نکل کر دوسرے شہر ''خرتنگ'' پہنچے جو سمرقند سے دو فرسخ (تقریباً دس کلومیٹر) تھا' وہاں اپنے رشتہ داروں کے پاس جا کر ٹھہرے۔ اور دین کے فتنوں کی زیادتی دیکھ کر اللہ کے پاس دعا کی اے اللہ! مجھے اپنے پاس بلا لے' کیونکہ ایک حدیث میں ہے: اے اللہ! جب تو کسی قوم کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے پہلے ہی مجھے اٹھا لے۔ اس کے بعد ہی وہ مرض میں مبتلا ہوئے اور عید الفطر کی رات کو وفات پا گئے' جو ہفتہ کی رات تھی اور عشاء کی نماز کا وقت تھا' دوسرے روز عید کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ کے جنازے کی نماز پڑھی گئی' یہ سال[1] ۲۵۶ھ کا تھا' انہیں ان کی وصیت کے مطابق' تین سفید کپڑوں میں دفن کیا گیا' جن میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا' ان کے دفن کرنے کے بعد ان کی قبر سے زوردار خوشبو جو مشک سے بھی زیادہ تیز تھی نکلنے لگی اور کئی دنوں تک یہی کیفیت رہی' پھر ان کی قبر کے آس پاس نور کے کئی سفید ستون بھی دیکھے گئے' جس دن آپ کی وفات ہوئی آپ کی عمر باسٹھ سال کی تھی۔

بخاریؒ نے اپنے بعد تمام مسلمانوں کے لیے ایک نفع بخش علم چھوڑا' اس لیے ان کے علم کا خاتمہ نہ ہوا' بلکہ وہ اعمال صالحہ میں ہمیشہ کے لیے باقی رہ گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے' مگر تین قسم کا عمل باقی رہتا ہے' ایک وہ علم جس سے نفع حاصل کیا جائے' آخر حدیث تک۔ ان کی اس کتاب حدیث کی شرطوں کا' دوسری کتابوں کی شرطیں مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں' یہاں تک کہ صحیح مسلم کی شرطیں بھی اس کے مقابلہ میں نہیں آتی ہیں۔ کسی فصیح شاعر نے ان کے بارے میں کتنے عمدہ اشعار کہے ہیں ؎

(۱) صحیح البخاری لو انصفوہ لما خط الا بماء الذھب

ترجمہ: صحیح بخاری کے ساتھ اگر لوگ انصاف کا معاملہ کریں' تو وہ اس لائق ہے کہ اسے صرف سونے کے پانی سے ہی لکھا جائے۔

(۲) ھو الفرق بین الھدی والعمی ھو السد بین الفتی والعطب

ترجمہ: یہ اندھے اور آنکھ والے کے درمیان فرق کرنے والی کتاب ہے' وہ حائل ہے مضبوط اور کمزور کے درمیان۔

(۳) اسانیدہ مثل نجوم السماء امام متون لھا کالشھب

ترجمہ: اس کی سندیں ایسی مشعل راہ ہیں جیسے آسمان کے تارے' حدیث کے متنوں کی ہی کتاب امام ہے مثل روشن ستارے کے۔

---

[1] بخاری کی تاریخ ولادت ووفات اور مدتِ حیات کا عربی میں ایک تاریخی شعر ہے' جس میں یہ تین الفاظ ''صِدْق'' جس کے اعداد ۱۹۴' نور جس کے اعداد ۲۵۶' اور مدت حیات حَمِید جس کے اعداد ۶۲ ہیں' ان سے با آسانی تینوں باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ انوارالحق قاسمی۔

(٤) بهـا قـام ميـزان دين الرسول ودان بـه العُجـم بعد العرب

ترجمہ: اس کی سندوں سے رسول اللہ ﷺ کے دین کا ترازو قائم ہے اور اسی سے عرب کے بعد عجم والے بھی متبع ہیں۔

(٥) حجابٌ من النّار لا شك فيه يميـز بين الرضى و الغضب

ترجمہ: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کتاب جہنم میں جانے سے رکاوٹ ہے یہی کتاب اللہ کی رضا مندی اور نارضا مندی کے درمیان تمیز دیتی ہے۔

(٦) ستـر رقيـق الـى الـمـصطفى ونـصٌ مبيـنٌ لكشف الريـب

ترجمہ: اور رسول مصطفیٰ ﷺ تک پہنچنے کے لیے یہ باریک پردہ ہے اور دین کے شک کو دور کرنے میں یہ واضح نص ہے۔

(٧) فيـا عـالـمـا اجـمـع العـالمو نَ عـلـى فـضـل رتبته في الرتب

ترجمہ: اے عالم دین! تمام عالموں نے اتفاق کیا ہے مرتبوں میں اس کے مرتبہ کی فضیلت پر۔

(٨) سبقـت الأئـمة فيـمـا جمعت وفـزت عـلـى زعمهم بالقصب

ترجمہ: اے صاحب کتاب! تم نے جو کتاب جمع کی ہے اس کی بنا پر تم سارے اماموں پر سبقت لے گئے ہو اور علماء کے اقرار کے مطابق اپنی کامیابی کی علامت کے بانس کو لے کر تم کامیاب ہو گئے ہو۔

(٩) نـفيـت الـضـعيف مـن الناقلين و مـن كـان متهـمـا بـالكذب

ترجمہ: نقل کرنے والوں میں تم نے کمزوروں کو علیحدہ کر دکھایا ہے اور اس شخص کو بھی جس پر جھوٹ بولنے کا الزام عائد ہو۔

(١٠) وابـرزت فـي حسـن تـرتيبـه و تبـويبـه عـجبـا لـلعـجـب

ترجمہ: اور تم آگے بڑھ گئے ہو اس کی ترتیب کی خوبی میں اور باب قائم کرنے میں تو یہ کتنی ہی تعجب خیز بات ہے۔

(١١) فـاعـطـاك مولاك مـا تشتهيـه و اجـزل حـظّك فيـمـا وهـب

ترجمہ: اسی بنا پر ہماری دعا ہے کہ تمہارا آقا تم کو وہ سب کچھ دے جس کی تم کو خواہش ہو اور وہ تم کو جو کچھ حصہ دے اس میں تم کو زیادہ سے زیادہ حصہ دے۔

واقعات ـــــ ۲۵۷ھ

اس سال خلیفہ معتمد نے یعقوب بن لیث کو بلخ اور طخارستان اور اس کے آس پاس کے علاقوں کرمان' سجستان اور سندھ وغیرہ کا حاکم بنایا' اور اسی سال ماہِ صفر میں خلیفہ نے اپنے بھائی ابواحمد کو کوفہ' طریق مکہ' حرمین شریفین اور یمن کا حاکم بنایا' مزید برآں ماہِ رمضان میں بغداد' سواد' واسط' کور' دجلہ' بصرہ اور فارس تک بھی اپنی حکومت کا اضافہ کیا' اور ان کو اجازت دی کہ ان تمام علاقوں میں ان کی قائم مقامی کے فرائض ادا کریں۔

سعید حاجب اور حبشی سردار کے درمیان زبردست مقابلہ:

اسی سال بصرہ کے علاقہ میں سعید حاجب اور حبشی سردار کے درمیان سخت مقابلہ ہوا' بالآخر سعید حاجب نے اسے شکست دے دی اور اس کے قبضہ سے بہت سی عورتوں اور بہت سے بچوں کو رہا کرایا' علاوہ بریں بے حساب مال بھی واپس لیا' اور اس کی زبردست توہین کی' پھر ایک رات ان حبشیوں نے سعید حاجب اور اس کے لشکر پر حملہ کر کے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا' کچھ لوگ تو یہ بھی کہتے ہیں کہ خود سعید بھی قتل کر دیئے گئے' پھر اسی حبشی سردار نے جو خود کو طالبی کہا کرتا تھا حالانکہ وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا تھا' ایک بہت بڑا لشکر لے کر دوبارہ ان لوگوں پر اور منصور بن جعفر الخیاط پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔

خناق کی گرفتاری اور اذیت کے ساتھ اس کا مارا جانا:

ابن جریر نے کہا ہے کہ اسی سال بغداد کے ایک علاقہ میں' جس کا نام برکۃ زلزل تھا' ایک ایسے شخص کو گرفتار کر لیا گیا' جو خناق' گلا گھونٹنے والا آدمی کے نام سے مشہور تھا' جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس نے بہت سی عورتوں کو ان کے گلے گھونٹ کر مار دیا تھا' اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ وہ آئے دن کسی نہ کسی عورت کو اپنی محبت میں پھانستا اور مطلب برآری کے بعد اس کا گلہ گھونٹ کر مار دیتا تھا' اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا وہ سب اس سے چھین لیتا' لوگوں نے اسے پکڑ کر معتمد کے دربار میں حاضر کر دیا' وہاں اسے دو ہزار چار سو کوڑے مارے گئے' اس کے باوجود وہ نہیں مرا' آخر میں جلادوں نے اس کے خصیتین کو شکنجہ کی لکڑیوں سے دبایا اور جب تک کہ اس کی جان نہیں نکل گئی انہیں وہ دباتے اور پیٹتے ہی رہے' اسی پر بس نہیں کیا گیا' بلکہ بغداد لا کر اسے سولی پر لٹکایا گیا' پھر آگ سے جلا دیا گیا۔

حبشی سردار خبیث کا زور پکڑنا:

اسی سال چودھویں شوال کی رات کو چاند گرہن ہوا' یہاں تک کہ اس کا اکثر حصہ گرہن سے چھپ گیا' اسی دن صبح کے وقت حبشی سردار خبیث کے لشکر نے بصرہ میں زبردستی داخل ہو کر بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا' اور وہاں کا نائب حاکم بغراج اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے بھاگ گیا' حبشیوں نے بصرہ کی جامع مسجد اور وہاں کے بہت سے گھروں میں بھی آگ لگا دی اور

انہیں لوٹ لیا' اس کے بعد حبشی سردار کے ایک ساتھی ابراہیم بن مہلبی نے یہ اعلان کر دیا کہ جو لوگ امان چاہتے ہیں یہاں آ جائیں' یہ سن کر بصرے والے بڑی تعداد میں اس کے پاس جمع ہو گئے' اس حبشی سردار نے اتنے باشندوں کو ایک جگہ پا کر موقع غنیمت سمجھا اور ان سے وعدہ خلافی کر کے ان سب کو قتل کروا دیا' اس طرح اس کے پاس سے تھوڑے سے ہی آدمی بھاگ سکے' ورنہ سب قتل کر دیئے گئے' اس کے بعد بھی اس حبشی کی حالت یہ رہی کہ کسی جگہ بھی بصرہ والوں کی بھیڑ دیکھتا تو اپنے لوگوں کو اشاروں میں کہتا کہ ان لوگوں کو تول ڈالو' جس کا مطلب ہوتا کہ ان لوگوں کو قتل کر ڈالو' یہ حکم سنتے ہی وہ مقامی باشندوں پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑتے' اور ان لوگوں کو کلمہ شہادت پڑھنے کے علاوہ چارہ نہ ہوتا' اور چیخ و پکار کی آواز سنائی دینے لگتی اور ادھر سے ظالموں کی ہنسی کی آواز آتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وہ لوگ بصرہ میں متواتر کئی دنوں تک جہاں کہیں موقع پاتے اسی قسم کی حرکتیں کرتے اور بصرہ والوں میں سے جنہیں موقع ملتا' وہاں سے جان بچا کر بھاگنے کی کوشش کرتے' علاوہ ازیں وہ لوگ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک' گھاس' پھوس' انسان' حیوان اور ہر چیز میں آگ لگا دیتے تھے' حتیٰ کہ جامع مسجد میں بھی انہوں نے آگ لگا دی' انہوں نے بہت سے معززین شہر ادبا' فضلاء' محدثین اور علماء کو بھی قتل کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر یہ[1] حبشی سردار خبیث[2] جس نے فارس میں بھی قتل و قتال کا بازار گرم کر رکھا تھا' اسے جب یہ خبر ملی کہ بصرہ والوں کے پاس' پھر خوراک کا سامان وافر مقدار میں جمع ہو گیا ہے' اور بدحالی کے بعد پھر ان کی حالت بہتر ہو گئی ہے تو اسے حسد ہونے لگا۔

اس موقع پر ابن جریر نے کسی سے سن کر یہ بات نقل کی ہے کہ وہ خبیث کہنے لگا کہ میں نے اللہ کے پاس بصرہ والوں کے حق میں بددعا کی تو مجھے خطاب کر کے یہ کہا گیا کہ بصرہ والے تو تمہارے لیے روٹی کی مانند ہیں اسے کنارہ کنارہ سے کھاؤ' جب آدھی روٹی کھا لو گے تو وہ لوگ ختم ہو جائیں گے' تو میں نے اس کی تاویل اس طرح کی ہے کہ روٹی سے مراد چاند ہے اور اس کے ٹوٹنے سے مراد گہن لگنا ہے' یعنی جس رات چاند میں گہن لگے گا اس رات تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور یہ بات اس کے ساتھیوں میں مشہور تھی' چنانچہ اس کے کہنے کے مطابق واقع ظہور پذیر ہوا' کیونکہ بلاشبہ اس کے ساتھ کوئی شیطان رہتا تھا' جو اس سے اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا' جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ساتھ رہتا تھا' پھر جب حبشیوں نے بصرہ والوں کے ساتھ جو دل دہلانے والا سلوک کیا' اس وقت اس خبیث نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں نے آج صبح اللہ تعالیٰ کے پاس بصرہ والوں کے خلاف بددعا کی اور اس کے بعد بصرہ کے اوپر میں نے دیکھا کہ اس شہر والے قتال کر رہے ہیں اور یہ بھی دیکھا کہ فرشتے بھی میرے جماعت کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں' یہاں تک کہ میں غالب آ گیا اور اس وقت تک فرشتے میرے ساتھ لڑتے رہے' میری جماعت کی تائید کرتے رہے' اور اسے انتشار سے بچاتے رہے' مگر وہ اپنے دعویٰ میں بالکل جھوٹا تھا' جیسا کہ اپنے نسب نامہ کے بیان کرنے میں جھوٹا تھا' کیونکہ سب سے پہلے اس نے خود کو علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ' پھر علی بن محمد بن الفضل بن الحسین بتایا

---

[1] یہ زائد حصہ مصری نسخہ میں موجود ہے۔ ۱۲ [2] یہ لفظ بعض نسخوں میں دو نقطوں کے ساتھ خبیت اور بعض نسخوں میں تین نقطوں کے ساتھ خبیث ہے' میں نے اسے اس کی صفت کی مناسبت سے تین نقطوں کے ساتھ خبیث ہی استعمال کیا ہے۔ ۱۲ (انوار الحق قاسمی)

اور اب جبکہ اس کے ساتھ بصرہ کے کچھ علوی مل گئے تھے اس وقت اس نے خود کو یحییٰ بن زید کی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ اس کی یہ ساری باتیں بالکل غلط تھیں۔ کیونکہ بالاتفاق یحییٰ بن زید کو صرف ایک لڑکی ہوئی تھی جو بچپن ہی میں فوت ہوئی تھی اس کے اس کذب بیانی اور اس کے مظالم ڈھانے پر اللہ اس کو ہلاک کرے کہ وہ کتنا بڑا جھوٹا بدکار اور غدار بھی تھا۔

اسی سال ماہ ذی القعدہ کی پہلی تاریخوں میں خلیفہ نے امیر محمد کی سرکردگی میں' جو امولد سے مشہور تھا' اس حبشی سردار کے مقابلہ میں ایک زبردست فوج کے ساتھ بھیجا' اس نے اثناءِ راہ میں سعد بن احمد الباہلی کو پکڑ لیا' جس نے بطائح کے علاقہ پر غلبہ حاصل کر لیا تھا' اور وہاں لوٹ مار کا سلسلہ قائم کر لیا تھا۔

اسی سال محمد بن واصل نے ملک فارس کے علاقہ میں خلیفہ سے بغاوت کی تھی اور وہاں غالب آ گیا تھا۔

اسی سال علاقہ روم کے ایک ایسے شخص نے جسے بسیل السقطبی کہا جاتا تھا' بادشاہ روم میلخائیل بن توفیل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر کے سلطنت روم پر قابض ہو گیا تھا۔ اس بادشاہ میلخائیل کو ملک روم پر بادشاہت کرتے ہوئے' چوبیس برس گزر چکے تھے۔

اس سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی:

حسن بن عرفہ بن یزید

یہ اس جز کے مصنف ہیں جو محدثین کے یہاں مشہور ہے' اور اس کی روایت کی جاتی ہے' ایک سو دس برس سے زائد عمر پائی تھی' بعضوں نے بجائے دس برس کے ساتھ برس بھی کہے ہیں' ان کے دس بیٹے تھے' جن کے نام عشرہ مبشرہ کے نام پر رکھے تھے' یحییٰ بن معین جیسے محدثین نے ان کی توثیق کی ہے' امام احمد بن حنبل کی خدمت میں جایا کرتے تھے' سن ایک سو پچاس ہجری میں ان کی ولادت ہوئی اور ایک سو سات برس کی عمر پا کر سالِ رواں سن دو سو ستاون ہجری میں وفات پائی۔

اور وفات پانے والوں میں یہ حضرات بھی ہیں: ابوسعید الاشج' برید بن اخرم الطائی اور الرواسی۔

حبشیوں نے بصرہ کے جن باشندوں کو قتل کیا تھا ان ہی میں یہ دونوں بھی اسی وقت ذبح کرائے گئے تھے' ان کے علاوہ علی بن خشرم بھی ہیں جو کہ امام مسلمؒ کے ان اساتذہ میں سے تھے جن سے انہوں نے بہت سی حدیثیں بیان کی تھیں' اسی طرح عباس بن الفرج ابوالفضل الریاشی نحوی اور لغوی ہیں' جو کہ عرب کے حالات اور اس کے باشندوں کی سیرتوں سے بھی بہت زیادہ واقف تھے' بہت زیادہ عام معلومات کے عالم اور قابل اعتماد بھی تھے' الاصمعی اور ابوعبیدہ وغیرہما سے روایت کی ہے' اور خود ان سے ابراہیم الحربی' ابوبکر بن ابی الدنیا وغیرہما نے روایت کی ہے۔

اسی سال بصرہ میں مشہور مظالم حبشی نے انہیں بھی قتل کیا تھا۔ یہ باتیں ابن خلکان نے اپنی وفیات میں بیان کی ہیں۔ اصمعی

نے ان سے ایک واقعہ نقل کیا ہے' بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میرے قریب سے ایک دیہاتی اپنے گمشدہ لڑکے کا اعلان کرتے ہوئے گزرا تو ہم نے اس سے کہا اس بچے کی کچھ شناخت بتاؤ' اس نے کہا گویا کہ وہ دنینیز (دیناروں کے رنگ کا سبزہ ہے) تو ہم نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس گفتگو کی تھوڑی دیر بعد ہی وہ اپنے کندھے پر ایک لڑکے کو سوار کیے ہوئے لے کر آیا' جو بالکل سیاہ ایک ہانڈی کے نچلے حصے کی طرح بالکل سیاہ تھا' یہ دیکھ کر میں نے اس سے کہا کہ اگر تم اس کے متعلق دریافت کرتے تو میں بتا دیتا کہ وہ تو صبح اس جگہ بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا' اس کے بعد اصمعی نے یہ اشعار پڑھے:

(۱) نـعـم ضجيع الـفتـى اذا بَـرَدَ　　　الـلـيـل سـحــرًا وقـرقف الغـردا

ترجمہ: نوجوان کا ساتھی اس وقت کتنا ہی بھلا معلوم ہوتا ہے جبکہ ٹھنڈی ہوگئی ہو' رات آخری وقت میں اور پرندے خوب چہچہانے لگے ہوں۔

(۲) زيَّنَهـا الـلّـه فـي الفؤاد كـمـا　　　زُيِّــنَ فـي عيـن والـدٍ وَلَـدَ

ترجمہ: اللہ اسے دل کا سہارا ایسا ہی بنا دے جیسا کہ باپ کی آنکھ میں لڑکا پیارا بنا دیا گیا ہے۔

واقعات ــــ ۲۵۸ھ

بیسویں ماہ ربیع الاوّل بروز دوشنبہ خلیفہ نے اپنے بھائی ابواحمد کو مصر قنسرین اور عواصم کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا' اور بروز پنجشنبہ پہلی ربیع الآخر کو وہ اپنی مسند صدارت پر بیٹھ گیا' اس کے بعد اپنے بھائی اور مفلح کو خلعت پہنایا' اس کے بعد وہ دونوں لشکریوں کی ایک بڑی تعداد لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔

مفلح کا قتل ہو جانا:

وہاں پہنچ کر اس حبشی سردار اور اس کے لشکر سے زبردست مقابلہ ہوا' جس کے نتیجے میں مفلح قتل کر دیا گیا' اس طرح پر کہ کہیں سے ایک تیر آ کر اس کے سینے میں پیوست ہو گیا' جس سے وہ موقع پر ہی ڈھیر ہو گیا' اور اس کی لاش سامرا لا کر دفن کر دی گئی۔

اسی سال یحیٰی بن محمد البحرانی نے اس خبیث حبشی سردار کے ایک بڑے سردار کو گرفتار کر کے سامرا پہنچا دیا' جہاں اسے خلیفہ معتمد کے سامنے دو سو کوڑے مارے گئے' پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پیر اُلٹی جانب سے کاٹ دیئے گئے' آخر میں اسے تلوار سے ذبح کر کے آگ سے جلا دیا گیا' اسے گرفتار کرنے والے ابواحمد کے لشکر کے آدمی تھے' اور یہ گرفتاری زبردست مقابلہ کے بعد ہو سکی تھی' اللہ ایسے لوگوں کو ہمیشہ ذلیل رکھے۔

حبشی سردار کی لایعنی باتیں:

جب اس کے قتل کی خبر اس حبشی سردار کو ہوئی تو اس نے اوّلاً افسوس کیا' پھر اس نے کہا مجھ سے اس معاملہ میں غیبی طور پر گفتگو کی گئی تھی' جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس کا قتل کیا جانا ہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا' کیونکہ اس کی سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ مالِ غنیمت سے اچھے حصہ کو اپنے لیے چھپا لیا کرتا تھا' یہی حبشی سردار اپنے ساتھیوں کو یہ بات بھی کہا کرتا تھا کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی تھی' مگر اس ڈر سے کہ میں اس کی ذمہ داریاں ادا نہ کر سکوں گا اس لیے میں نے نبوت قبول نہیں کی۔

اسی سال ماہِ ربیع الآخر میں سعید احمد الباہلی خلیفہ کے دروازہ پر جب پہنچا تو اسے سو کوڑے مارے گئے' جس سے وہ مر گیا' پھر اسے سولی پر بھی لٹکا دیا گیا۔

اسی سال اس حبشی سردار کے ساتھیوں میں سے ایک قاضی اور چوبیس دوسرے ساتھی سامرا کے باب العامہ میں قتل کیے گئے۔

اس سال محمد بن واصل نے خلیفہ کی ذمہ داری دوبارہ قبول کر لی اور ملک فارس کا خراج یہاں پہنچا دیا۔ اس کے علاوہ دوسرے بہت سے معاملات درست کر دیئے۔

ماہِ رجب کے آخری دنوں میں ابواحمد اور اس سردار کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں دونوں فریق کے بہت سے افراد مارے گئے۔

ابواحمد کا شہر واسط کی طرف نقل وطن کرنا:

اس کے بعد ابواحمد نے اس علاقہ کو اپنی رہائش کے لیے مناسب نہ سمجھا اس لیے وہ وہاں سے واسط کی طرف منتقل ہوگیا' اور ماہِ شعبان کی ابتداء میں وہاں اقامت شروع کردی' ابھی اس کی رہائش کو زیادہ دن نہیں ہوئے تھے کہ وہاں ایک زبردست زلزلہ آیا ساتھ ہی ایک زوردار دھماکہ بھی ہوا' جس سے اس علاقے کے بہت سارے مکانات ٹوٹ پھوٹ کر ڈھیر بن گئے' اور تقریباً بیس ہزار آدمی ختم ہوگئے' اسی زمانہ میں ایک زبردست وبا پھیلی' جس سے بغداد' سامرا اور واسط وغیرہ شہروں میں بے حساب جانی نقصان ہوا' اور خاص کر بغداد میں ایک بیماری پھیلی' جسے قفاع (جس سے ہاتھ پیر ٹیڑھے ہوجاتے ہیں) کہتے ہیں۔

ماہِ رمضان کی ساتویں تاریخ جمعرات کے دن سامرا میں باب العامہ کے پاس ایک ایسا شخص گرفتار کیا گیا جس کے متعلق یہ بات مشہور ہوئی کہ وہ اسلاف کو گالیاں دیتا ہے۔ اس لیے اسے ہزار کوڑے مارے گئے۔ بالآخر اسی سے اس کی موت واقع ہوگئی۔

اور آٹھویں تاریخ بروز جمعہ امیر یارجوخ کا انتقال ہوگیا' تو خلیفہ کے بھائی ابوعیسیٰ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی' اور جعفر بن المعتمد نے بھی اس میں شرکت کی۔ اسی سال خراسان کے علاقہ میں موسیٰ بن بغا اور حسین بن زید کے ساتھیوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی' مگر موسیٰ نے ان لوگوں کو شکست فاش دی۔

اسی طرح مسرور بلخی اور مساور خارجی کے درمیان بھی جنگ ہوئی اور مسرور نے انہیں شکست دی اور ان کے معاونوں کی ایک بڑی تعداد کو قیدی بنالیا۔

اس سال فضل بن اسحاق نے جن کا ذکر گزر چکا ہے' لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مخصوص لوگوں میں سے ان حضرات نے وفات پائی' احمد بن بدیل' احمد بن حفص' احمد بن سنان القطان' محمد بن یحییٰ ذہلی اور یحییٰ بن معاذ الرازی رحمہم اللہ۔

واقعات ــــ ۲۵۹ھ

اس سال ماہِ ربیع الثانی کی چھبیسویں تاریخ جمعہ کے دن ابواحمد بن المتوکل' واسط سے سامرا لوٹ آئے' اور حبشی سردار سے مقابلہ کے لیے محمد کو' جس کا لقب مولد تھا' اپنا قائم مقام بنادیا' کیونکہ وہ بہت زیادہ سمجھدار اور بہادر تھا' ان ہی دنوں خلیفہ نے نائب کوفہ کے پاس سرداروں کی ایک جماعت بھیجی' ان لوگوں نے وہاں پہنچ کر اس نائب کو ذبح کردیا' اور جو کچھ مال اس کے پاس تھا'

سب چھین لیا مگر وہ صرف چالیس ہزار دینار ہی تھے۔ اسی سال ایک شتربان نے جس کا نام شرکب الجمال تھا' خراسان کے ایک شہر مرو پر قبضہ کر کے اسے لوٹ لیا' اس حرکت سے وہاں کے لوگوں میں اس کا اور اس کی جماعت کا رعب بیٹھ گیا' اسی طرح ماہ ذوالقعدہ کی سترھویں تاریخ' موسیٰ بن بغا' اس حبشی سردار سے مقابلہ کے لیے نکلا اور خلیفہ معتمد نے خود اسے رخصت کیا اور اسے ایک قیمتی خلعت دیا۔ ادھر عبدالرحمٰن بن مفلح شہر اہواز کے علاقہ کی طرف وہاں کا نائب حاکم ہو کر نکلا' ساتھ ہی یہ غرض بھی تھی کہ یہ خبیث حبشی کے مقابلہ کے وقت موسیٰ بن بغا کی مدد کرے گا۔ چنانچہ اس عبدالرحمٰن بن مفلح نے اس حبشی خبیث کے لشکر کو زبردست شکست دی اور اس کے ساتھیوں کو قتل بھی کیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار بھی کیا' اور انہیں اتنا زیادہ مرعوب کر دیا کہ پھر کبھی ان لوگوں کے کو سر اُٹھانے کی ہمت نہ ہوئی' اگرچہ اس حبشی خبیث نے انہیں بار بار ابھارنے کی کوشش کی' مگر وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکا' پھر علی بن ابان المہلبی جو کہ حبشی سردار کا معاون خاص اور اس کے لشکر کا سرغنہ تھا' اس کے اور عبدالرحمٰن بن مفلح کے درمیان بھی لڑائیاں ہوئیں اور اتنی زیادہ ہوئیں کہ ان کا بیان مشکل ہے' آخر کار اس کے بعد اس حبشی پر ایک نہ ایک مصیبت نازل ہوتی رہی۔ فللّٰہ الحمد.

اس لیے علی بن ابان خائب و خاسر اور مقہور و مغلوب ہو کر اپنے سردار کے پاس لوٹ آیا' اور عبدالرحمٰن بن مفلح نے تمام قیدیوں کو سامرا بھیج دیا۔ وہاں خلیفہ تک ان کے پہنچنے سے پہلے ہی لوگوں نے ان پر حملہ کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کیا اور سولی پر چڑھا دیا۔

اس سال روم کا بادشاہ علیہ اللعنۃ' سمیساط پھر ملطیہ کے علاقوں میں گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' اس کے سب سے بڑے جرنیل کو قتل کر ڈالا' بالآخر وہ ذلیل ہو کر اپنے علاقہ میں واپس آ گیا۔

مدعی خلافت خارجی کا قتل:

اسی سال یعقوب بن اسحاق لیث نیشاپور پہنچے اور اس خبیث پر غالب آئے جو ہرات میں مسلسل تیس برس سے خلافت کا مدعی تھا' چنانچہ اسے قتل کر کے اس کے سر کو نیزہ پر لٹکا کر تمام علاقوں میں گشت کرایا اس کے ساتھ ایک پرچہ بھی تھا جس میں یہ باتیں لکھ دی گئی تھیں۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن یعقوب بن سلیمان بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوص اور مشہور عالم الجوزجانی کی وفات:

اس سال مخصوص لوگوں میں سے ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق بالجوزجانی نے وفات پائی' جو کہ جامع دمشق کے امام' خطیب اور وہاں کے مشہور عالم تھے' ان کی بہت سی مشہور اور مفید تصنیفات ہیں' ان میں سے ایک المترجم ہے' جس میں بیش بہا علوم اور بے شمار فوائد ہیں۔

واقعات ــــ ۲۶۰ھ

اس سال تمام ممالک اسلامیہ میں غلہ کی کمی اور سخت گرانی ہوئی' اس کی وجہ سے وہاں کے بہت سارے باشندے دوسرے ملکوں کی طرف نکل پڑے' مجاہدین میں سے ایک بھی مکہ معظمہ میں نہ رہ سکا' وہاں سے نکل کر مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں کی طرف چلے گئے' خود مکہ معظمہ کا نائب گورنر بھی وہاں سے نکل گیا' اور بغداد میں ایک ''کر''[1] جو کی قیمت ایک سو بیس دینار ہوگئی' یہ بدحالی مہینوں تک باقی رہی۔

اس سال حبشی سردار نے حاکم کوفہ علی بن زید کو قتل کر دیا۔

اس سال رومیوں نے مسلمانوں کے ایک قلعہ پر جس کا نام لؤلؤۃ تھا قبضہ کرلیا۔

اس سال ابراہیم بن محمد بن اسماعیل نے جس کا تذکرہ گزر چکا ہے' لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں: حسن بن محمد زعفرانی' عبدالرحمٰن بن شرف' مالک بن طوق رحبہ والے' ان ہی کی طرف رحبہ کی نسبت کی جاتی ہے' یہی مالک بن طوق ہیں' اسی طرح رحبہ کو بھی رحبہ مالک بن طوق کہا جاتا ہے' حنین بن اسحاق العبادی جنہوں نے اقلیدس کی کتاب کی اصلاح کی ہے' اس کے بعد یہ کتاب ثابت بن قرہ نے لکھی' اور حنین نے بھی علم ریاضی میں ایک کتاب المجسطی لکھی' اس کے علاوہ فن طب کی کتابیں بھی یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کی ہیں' اپنے وقت میں خلیفہ مامون الرشید کو اس قسم کے تراجم سے بہت زیادہ دلچسپی تھی' ایسا ہی ان سے پہلے جعفر برمکی کو بھی دلچسپی تھی' حنین بن اسحاق نے تو فن طب میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں' ان ہی کی طرف مسائل حنین کی نسبت کی جاتی ہے' اپنے فن کے بڑے ہی عالم و فاضل تھے' اسی سال منگل کے دن ۶ / ماہِ صفر کو انتقال کیا' یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں۔

واقعات ــــ ۲۶۱ھ

اس سال حسن بن زید دیلم کے علاقہ سے طبرسان کی طرف آیا اور شہر طالوس کو جلا دیا۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس کے خلاف یعقوب بن لیث سے تعلقات قائم کر رکھے تھے۔

اسی سال ماہِ جمادی الآخر میں مساور خارجی نے اس یحییٰ بن حفص کو قتل کر دیا جو خراسان کے راستہ پر حکومت کر رہا تھا' اس بناء

---

[1] ایک کرّ = ۶۰ قفیز' ایک قفیز ۸ مکوک' ایک مکوک = ۳ کیلجہ' ایک کیلجہ = ۶۰۰ درہم اور ایک درہم = تین ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی کا ہوتا ہے' اس طرح ایک کر کا وزن ۸۰٬۶۴۰٫۰۰۰ درہم کے برابر ہوا۔ اس قسم کے وزنوں کی تحقیق میں ایک رسالہ بنام ''اوزانِ شرعیہ'' مولفہ مفتی محمد شفیع صاحب' جس کے کل ۳۲ صفحات ہیں بہت مفید ہے' مزید معلومات کے لیے اس کا ملاحظہ بہت مفید ہوگا۔ (انوار الحق قاسمی)

پر مسرور بلخی نے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا' ساتھ ہی ابواحمد بن متوکل نے اس کا پیچھا لیا۔ بالآخر یہ مسا اور ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ آیا۔

اس سال ابن واصل' جس نے فارس پر غلبہ حاصل کیا تھا' اس کے اور عبدالرحمن بن مفلح کے درمیان جھڑپ ہوئی' آخر ابن واصل نے اسے شکست دے دی' اور اسے قیدی بھی بنا لیا اور طاشتمر قتل کیا گیا اور اس کے پورے لشکر کو شکست دی۔ اس طرح معدودے چند کے سوا لشکر سے کوئی نہ بچ سکا۔

موسیٰ بن بغا کا اس کے منصب سے معزولی کا حکم:

اس کے بعد یہ ابن واصل واسط کی طرف نکل گیا تاکہ وہاں موسیٰ بن بغا سے مقابلہ کرے لیکن یہ موسیٰ بجائے مقابلہ کرنے کے نائب کے خلیفہ کے پاس پہنچ گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ مشرقی ممالک میں چونکہ بہت زیادہ فتنے برپا ہیں اور ان پر قابو پانا مشکل ہے' لہٰذا اسی میں بہتری ہے کہ ان سے مصالحت کر لی جائے' یہ سن کر خلیفہ کو غصہ آیا اور اس کے منصب سے اسے معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ اس کے سارے اختیارات اپنے بھائی ابواحمد کے سپرد کر دیئے۔

اس سال ابوالساج حبشیوں سے مقابلہ کے لیے نکلا اور ان سے سخت لڑائی کی' مگر حبشی سردار ہی ان پر غالب آیا' اور اس حبشی نے اہواز میں داخل ہو کر وہاں کے لوگوں کو بے حساب قتل کیا' اور ان کے گھروں کو آگ لگا دی' اس کے بعد ابوالساج اہواز کی نیابت سے کنارہ ہو گیا اور حبشیوں نے اہواز کو ویران کر دیا' پھر خلیفہ نے اس کی جگہ ابراہیم بن سیما کو وہاں کا حاکم بنا دیا۔ اسی موقع پر مسرور بلخی نے حبشیوں سے مقابلہ کے لیے لشکر تیار کیا' پھر اسی سال خلیفہ نے نصر بن احمد بن رسد سامانی کو ماوراء النہر بلخ کا حاکم بنا کر ماہِ رمضان میں اس کے پاس تحریری حکم نامہ بھیج دیا۔

ماہِ شوال میں یعقوب بن لیث نے حرب میں واصل سے مقابلہ کا ارادہ کیا اور ماہِ ذی القعدہ میں لڑائی ہوگئی' بالآخر یعقوب نے حرب کو شکست دے کر اس کے لشکر پر قبضہ کر لیا' یہاں اس کے بہت سے مردوں کو اور کچھ اس کے اہل خانہ کو بھی قید کر لیا' اور اس کے سارے مال پر قبضہ بھی کر لیا' جس کی مجموعی قیمت چار کروڑ تھی' اور اس علاقہ کے ہر اس اس شخص کو بھی قتل کر دیا جو اس حرب میں واصل کی موافقت کرتا تھا' اللہ اس علاقہ کے حالات کو ہمیشہ کے لیے درست کر دے۔

خلیفہ کا جعفر اور محمد کے لیے ولی عہدی کا فیصلہ:

ماہِ شوال کی بارھویں تاریخ معتمد علی اللہ نے اپنے بعد اپنے بیٹے جعفر کے لیے ولی عہدی کا فیصلہ سنایا اور اس کا لقب مفوض الی اللہ رکھا اور مغرب کا والی اسے مقرر کر دیا' ساتھ ہی افریقی ممالک مصر' شام' جزیرہ' موصل' ارمینیہ اور خراسان علاقوں کا بھی اس کی ولادت میں اضافہ کر دیا' اور اس کی معاونت میں موسیٰ بن بغا کو نامزد کیا' اس کے بعد کے لیے ابواحمد متوکل کے نام کا انتخاب کیا اور اس کا لقب الموفق باللہ رکھا اور اسے شرقی ممالک کا حاکم مقرر کیا اور اس کی معاونت کے لیے سرور بلخی کو نامزد کیا۔ اور اس کو بغداد' سواد' کوفہ' طریق مکہ' مدینہ' یمن' کسکر' کور دجلہ' اہواز' فارس' اصبہان' کرخ' دینور' ری' زنجان اور سندھ کا حاکم بنایا۔ اس مضمون کے مختلف فرامین جاری کیے اور مختلف علاقوں میں پڑھ کر سنوا دیئے گئے' ان میں سے ایک نسخہ خانہ کعبہ پر بھی لٹکا دیا گیا۔

اس سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی' احمد بن سلیمان رہاوی' احمد بن عبداللہ عجلی' حسن بن ابی الشوارب (مکہ معظمہ میں) داؤد بن سلیمان جعفری' شعیب بن ایوب' مہتدی باللہ کے بھائی عبداللہ بن واثق ابوشعیب سوسی' ابویزید بسطامی' جو صوفیوں کے اماموں میں سے ایک تھے' علی بن اشکاب' ان کے بھائی' ابومحمد اور

صحیح مسلم کے جامع، مسلم بن الحجاج کے حالات:

ان کے مزید مختصر حالات یہ ہیں:

آپ کا اسم گرامی ہے مسلم ابوالحسین القشیری نیشاپوری' حفاظ حدیث کے اماموں میں سے ایک ہیں' اکثر علماء کے نزدیک صاحب صحیح بخاری محمد بن اسماعیل کے ہم پلہ ہیں' اگر چہ کچھ محدثین مغربی ممالک والے اور مشرقیوں میں ابوعلی نیشاپوری تو' اس صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر اس بنا پر ترجیح دینا چاہتے ہیں کہ (۱) اس میں معدودے چند مقامات کے سوا کوئی معلق حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہیں۔ (۲) صاحب مسلم ہر حدیث کو مکمل طور پر صرف ایک ہی جگہ ذکر کرتے ہیں' بخلاف صحیح بخاری کے۔ (۳) صحیح بخاری کی طرح یہ احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف ابواب میں ذکر نہیں کرتے' مگر ان تمام خوبیوں کے باوجود صحیح مسلم کی حدیثیں' صحیح بخاری کی احادیث کی سندوں کے مقابلہ میں باعتبار قوت کے نہیں آ سکتی ہیں' کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب جامع میں احادیث کے ذکر کرنے کی شرطیں یہ رکھی ہیں کہ اس کے تمام راوی اپنے شیخ کے ہم عصر ہوں۔ (۴) اور کسی بھی ذریعہ سے یہ بات ثابت ہو کہ کسی بھی موقع پر راوی نے اپنے اس شیخ سے کوئی روایت سنی ہو۔ مختصر بات یہ ہے کہ امام مسلم نے اپنی کتاب میں اس شرط ثانی کو لازمی طور پر اختیار نہیں کیا ہے بلکہ راوی اپنے اس شیخ کے صرف ہم پلہ زمانہ ہونا ہی کافی سمجھ کر ان کی روایت قبول کر لی ہے' جیسا کہ علوم احادیث میں یہ باتیں مفصل طور پر مذکور ہیں۔ اور خود میں نے بھی بخاری شریف کی اپنی شرح کی ابتداء میں یہ باتیں بالتفصیل ذکر کر دی ہیں۔

امام مسلم حصول احادیث کے سلسلہ میں عراق' حجاز' شام اور مصر وغیرہ گئے ہیں اور ہر جگہ کثیر تعداد میں محدثین کرام سے احادیث سنی ہیں' جنہیں ہمارے شیخ حافظ المزی نے اپنی کتاب تہذیب میں ذکر کیا ہے اور ان کے ناموں کی ترتیب حروف تہجی (حروف ابجد) کے طریقہ پر ہے۔ پھر امام مسلم نے بھی بے شمار محدثین سے روایتیں نقل کی ہیں' جن میں سرفہرست امام ترمذی بھی ہیں' جنہوں نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں یہ ایک حدیث نقل کی ہے' جو منقول ہے محمد بن عمرو سے انہوں نے ابوسلمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماہِ رمضان کے چاند کی پہلی تاریخ کو صحیح طریقہ سے جاننے کے لیے شعبان کے چاند کو اچھی طرح دیکھنے کی کوشش کرو۔

ان کے علاوہ صالح بن محمد' عبدالرحمٰن بن ابی حاتم' ابن خزیمہ' ابن عاعد اور ابوعوانہ اسفرائینی بھی ہیں۔ اور خطیب بغدادی نے فرمایا ہے کہ مجھ سے محمد بن احمد بن یعقوب نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے احمد بن نعیم ضبی نے اور انہوں نے کہا ہے کہ مجھ سے بیان

کیا ہے محمد بن ابراہیم نے اور انہوں نے کہا ہے کہ میں نے احمد بن سلمہ کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے' فرماتے تھے کہ میں نے ابوزرعہ اور ابوحاتم کو دیکھا ہے کہ یہ دونوں حضرات مسلم بن الحجاج (صاحب مسلم شریف) کو اپنے زمانہ کے تمام مشائخ پر معرفت حدیث کے سلسلے میں ترجیح دیتے تھے' اور مجھ سے ابن یعقوب نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے محمد بن نعیم نے بیان کیا ہے کہ میں نے حسین بن محمد السرخسی کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے' فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ سے مسلم بن الحجاج نے بیان کیا ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب مسند صحیح کو تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں سے منتخب کیا ہے۔ اور خطیب بغدادی نے مزید ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابوالقاسم عبیداللہ بن احمد بن علی السودرجانی نے اصبہان میں بیان کیا ہے کہ میں نے محمد بن اسحاق بن مندہ سے سنا ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے ابوعلی الحسین بن علی نیشاپوری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم حدیث کے متعلق آسمان کے نیچے مسلم بن الحجاج کی کتاب سے زیادہ صحیح' دوسری کوئی حدیث کی کتاب نہیں ہے۔

ایک مرتبہ اسحاق بن راہویہ کے سامنے امام مسلم کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے اپنی عجمی زبان میں کہا' جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تو بہت بڑی شخصیت کے مالک ہیں' اسحاق بن منصور نے امام کو مخاطب کر کے کہا' اللہ آپ کو جب تک مسلمانوں کے درمیان جب تک باقی رکھے گا' اس وقت تک ہم لوگ کسی بھی بھلائی سے محروم نہیں کیے جا سکتے' بڑے بڑے علماء محدثین وغیر محدثین نے ان کی مختلف انداز میں تعریفیں کی ہیں۔ ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الاخرم نے فرمایا ہے کہ شاید ہی کوئی ایسی حدیث ہو جس کا ثبوت ہو اور وہ امام بخاری اور مسلم کی نظروں سے اوجھل ہو' خطیب بغدادیؒ نے ابوعمرو محمد بن حمدان الحیری سے نقل کیا ہے' فرمایا ہے کہ میں نے ابوالعباس احمد بن سعید بن عقدہ الحافظ سے امام بخاری اور امام مسلم کے بارے میں دریافت کیا کہ ان دونوں میں بڑے عالم کون ہیں؟ جواب دیا کہ بخاریؒ بھی اپنی جگہ بڑے تھے اور مسلم بھی اپنی جگہ بڑے تھے' میں نے اس سوال کو بار بار دہرایا اور ہر بار وہ یہی جواب دیتے رہے' آخر میں فرمانے لگے کہ امام بخاریؒ کو محدثین اہل شام کے بارے میں گاہے گاہے غلط فہمی ہو جایا کرتی ہے اس صورت سے کہ بخاریؒ نے ان محدثین کی کتابیں لے کر ان کا مطالعہ کیا ان میں سے کسی کو ایک جگہ کنیت سے ذکر کیا گیا ہے' اور دوسری جگہ پر اسی راوی کو ان کے اصل نام سے' اس بنا پر امام بخاری کو یہ وہم ہو جایا کرتا ہے کہ یہ دو اشخاص ہیں' لیکن امام مسلم کو ایسی غلط فہمی شاید ہی ہوئی ہو' کیونکہ انہوں نے مقطوع اور مرسل ساری حدیثیں قبول کر لی ہیں۔ اور خطیب نے فرمایا ہے کہ مسلمؒ امام بخاریؒ کے ہی طریقہ پر چلے ہیں' ان کے علم میں غور کیا ہے اور ان کے قدم سے قدم ملا کر چلے ہیں' امام بخاریؒ اپنے سفر کے آخری مرحلہ میں نیشاپور تشریف لائے تو مسلمؒ ان کے ساتھ رہے اور ہمیشہ ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے' اور مجھ سے عبیداللہ بن احمد عثمان صیرفی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوالحسن دارقطنی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر بخاریؒ نہ ہوتے تو امام مسلمؒ فن حدیث میں لوگوں کے پاس آمد و رفت بھی نہ کرتے۔

ایک علمی مسئلہ کی تحقیق اور امام بخاری کا جواب:

خطیب نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابومنکدر نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوحامد احمد بن حمدان قصار کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے مسلم بن الحجاج کو اس وقت جبکہ وہ محمد بن اسماعیل کے پاس حاضر ہوئے تو پہلے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا' پھر یہ کہتے

ہوئے سنا کہ جناب عالی! اے استاذوں کے استاذ' محدثین کے سردار اور حدیث کی بیماریوں کے طبیب! آپ مجھے اس بات کی اجازت دیں کہ میں آپ کے قدموں کو بوسہ دوں' پھر یہ فرمائیں کہ مجلس کے کفارہ کے متعلق وہ روایت' جسے محمد بن سلام نے آپ سے یوں روایت کی ہے کہ ہم سے مخلد بن یزید خراسانی الحرانی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم سے ابن جریج نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سہیل سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تو اس کی سند میں کیا خرابی ہے؟ اس کی نشاندہی فرمادیں' جواب دیا کہ اس حدیث میں کچھ خرابیاں ہیں' کیونکہ ساری دنیا میں اس باب میں اس حدیث کے علاوہ میں دوسری کوئی حدیث نہیں جانتا' اس لیے یہ حدیث اس خاص سند سے معیوب ہے' کیونکہ مجھ سے اسی حدیث کو بیان کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہے وُہیب نے بواسطہ سہیل بواسطہ عون بن عبداللہ' اس کے بعد امام بخاری نے فرمایا کہ یہ سند پہلی سند کی بہ نسبت بہتر ہے اور پہلی سند میں خرابی ہے' کیونکہ پہلی سند میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے سہیل سے روایت کی ہے' حالانکہ موسیٰ کا سہیل سے سماع ثابت نہیں ہے۔

اب میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے صرف اسی ایک حدیث کو مستقلاً ایک جز میں ذکر کیا ہے' میں نے اس میں اس حدیث کی تمام سندوں' ان کے الفاظ اور ان کے متون کو اور ان کے عیوب کو مفصلاً ذکر کیا ہے۔

خطیب بغدادی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ امام مسلم' امام بخاریؒ کی حمایت کرتے تھے' اس کے بعد وہ واقعہ بیان کیا ہے' جو بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان نیشاپور میں' الفاظ قرآن مجید کے مخلوق ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں پیش آیا تھا[1]' اور یہ کہ کس کس طرح ان پر حملہ کیا گیا تھا۔

ایک مرتبہ ذہلی نے اپنے شاگردوں کے مجمع میں یہ عام اعلان کردیا کہ جو کوئی بھی الفاظ قرآن پاک کے مخلوق ہونے کے مسئلہ میں بخاری جیسا عقیدہ رکھتا ہو' وہ ہماری مجلس سے نکل جائے' یہ اعلان سنتے ہی فوراً امام مسلم وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر گئے اور اب تک ان سے سن کر جتنی بھی روایتیں لکھی تھیں' تمام کو اکٹھا کر کے ان کے پاس واپس بھجوادیں۔ اس کے بعد پھر کبھی بھی کوئی روایت ذہلی سے نقل نہیں کی' نہ اپنی صحیح مسلم میں اور نہ کسی دوسری جگہ' اور ہمیشہ کے لیے ان دونوں کے درمیان منافرت قائم رہ گئی' مگر اس کے برعکس خود امام بخاریؒ نے محمد بن یحییٰ ذہلی سے نقل کرنا نہ چھوڑا بلکہ اپنی صحیح بخاری میں اور دوسری کتابوں میں بھی نقل کرتے رہے اور ذہلی کے طرزِ عمل پر انہیں معذور سمجھا۔ رحمہ اللہ

سببِ موت کا واقعہ:

خطیب بغدادیؒ نے امام مسلم کی موت کے سبب میں' یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مجلس مذاکرہ میں ان سے ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا' مگر وہ اس وقت اس کا جواب نہ دے سکے' اس کی تحقیق کے لیے اپنے گھر گئے' اور چراغ جلایا اور اپنے گھر والوں کو یہ تاکید کردی کہ میرے پاس کوئی نہ آئے' اس کے قبل کھجور کی ایک ٹوکری کسی نے ہدیۃً انہیں پیش کی تھی' وہ وہیں پڑی

---

[1] جیسا کہ ابھی چند صفحے پہلے امام بخاریؒ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ۱۲ (انوار الحق قاسمی)

ہوئی تھی' اس سے وہ ایک ایک کھجور اُٹھا کر کھاتے جاتے اور اس حدیث کو اپنے اوراق میں تلاش کرتے جاتے اس طرح ساری رات گزر گئی اور کئی کی ہو گئی ادھر پوری ٹوکری کھجور کی ختم ہو گئی اور انہیں اس کا احساس تک نہ ہوا' تو پیٹ پر اس کا بوجھ پڑا اور خراب ہو گیا' وہ بیمار ہو گئے آخر بروز یکشنبہ شام کے وقت وفات ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دوسرے دن بروز دوشنبہ ۲۵/ رجب ۲۶۱ھ میں نیشاپور ہی میں دفن کر دیے گئے ان کی پیدائش ۲۰۴ھ میں ہوئی' جس میں امام شافعی کی وفات ہوئی تھی[1] اس حساب سے امام مسلم کی پوری زندگی صرف ستاون برس کی ہوئی۔

مذکورہ حضرات کے علاوہ اسی سال ابو یزید البسطامیؒ کا بھی انتقال ہوا۔

ابو یزید البسطامیؒ:

نام طیفور بن عیسیٰ بن علی تھا' مشائخ صوفیہ میں سے ایک تھے' آپ کے دادا پہلے مجوسی تھے' مگر بعد میں اسلام لے آئے' ان بسطامی کی چند بہنیں بھی تھیں' جو بہت ہی نیک اور عبادت گزار تھیں' اور یہ خود ان سب سے بڑھے ہوئے تھے ایک مرتبہ آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ آپ علم معرفت میں اس درجہ تک کس طرح پہنچے؟ تو فرمایا: پیٹ کو بھوکا رکھ کر' بدن کو ننگا رکھ کر' فرماتے تھے کہ میں اپنے نفس کو اللہ کی طاعت کی دعوت دیتا تھا تو وہ میری باتیں نہیں سنتا تھا' اس لیے ایک سال تک میں نے اس سے پانی کو روک دیا۔ فرماتے تھے کہ جب تم کسی میں کرامات دیکھو بلکہ ہوا میں بھی اڑتے ہوئے پاؤ جب بھی تم اس کی بزرگی پر دھوکہ نہ کھاؤ' یہاں تک کہ اسے اوامر اور نواہی کا پابند اور اللہ کے حدود کا محافظ اور شریعت پر باخبر پاؤ۔

ابن خلکان نے موصوف کے بارے میں فرمایا ہے کہ آپ کے حالات اور مجاہدوں کے واقعات اور کرامات کی باتیں واضح اور مشہور ہیں۔ ۲۶۱ھ میں وفات پائی' آپ سے کچھ نامناسب واقعات اور لغزشیں بھی منقول ہیں' مگر فقہاء اور صوفیائے کرام نے ان کی تاویلیں کی ہیں اور ان کو دور دراز باتوں پر محمول کیا ہے' بعضوں نے ایسی باتوں کو بے خودی اور جذب پر محمول کیا ہے' بعض علماء ایسے بھی ہیں جنہوں نے ان کو بدعتی اور خطا کار اور بہت بڑا بدعتی بتلایا ہے اور ان کے اعمال کے متعلق کہا ہے کہ ان سے فاسد عقیدگی کا پتہ چلتا ہے' جسے وہ اپنے دل میں چھپائے پھرتے' کبھی کبھی بلاقصد' ان کا اظہار ہو جایا کرتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

واقعات ـــــ ۲۶۲ھ

اس سال یعقوب بن لیث ایک لشکر جرار لے کر آیا اور زبردستی واسط میں داخل ہو گیا' اس لیے خلیفہ معتمد خود ہی سامرا سے اس کے مقابلہ کے لیے نکلے اور واسط و بغداد کے درمیان دونوں کا مقابلہ ہوا۔ دوسری طرف خلیفہ کے بھائی ابو احمد الموفق بھی ان کی مدد کو ایک بڑا لشکر لے کر سامنے آیا' جس کے میمنہ (داہنے ہاتھ کے لشکر) پر موسیٰ بن بغا اور میسرہ (بائیں ہاتھ کے لشکر) پر مسرور بلخی تھے' اور ماہ رجب میں ان سبھوں میں زبردست مقاتلہ ہوا' یعقوب اور اس کے ساتھی مغلوب ہوئے' اتفاقاً وہ دن عیسائیوں

---

[1] اور امام شافعیؒ کی پیدائش اسی سال ہوئی' جس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی تھی' یعنی ۱۵۰ھ میں۔ ۱۲ (انوار الحق قاسمی)

کے تہوار منانے کا دن تھا' جسے وہ عیدالشعانین کہتے تھے' اس بنا پر ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے گئے' احمد نے ان سے سونا' چاندی' مشک اور جانور بڑی تعداد میں بطور مال غنیمت اپنے قبضہ میں لیا۔ اس موقع پر یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ اس یعقوب نے لشکر میں ایسے بہت سے جھنڈے بھی تھے جن پر صلیب کے نشان بنے ہوئے تھے' اس کامیابی کے بعد خلیفہ معتمد اس کی طرف لوٹ آئے اور محمد بن طاہر کو بغداد میں نائب بنا کر اس کے لیے پانچ لاکھ درہم دینے کا حکم دیا' موقع پا کر پھر اس یعقوب بن لیث نے ممالک فارس پر حملہ کر کے غلبہ حاصل کر لیا اور وہاں سے ابن واصل بھاگ گیا' اس سال بھی حبشی کے سردار خبیث اور خلیفہ کے لشکروں میں مختلف لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اس سال علی بن محمد بن ابی الشوارب کو عہدۂ قضاء پر مامور کیا گیا۔ اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کے دونوں حصوں کا قاضی بنا دیا گیا۔

اس سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن جریر نے کہا ہے اس سال مکہ مکرمہ میں درزیوں اور موچیوں کے درمیان نویں ذی الحجہ یا اس سے ایک دن پہلے کسی بات پر جھگڑا ہوا اور تنازع زبردست ہو گیا کہ اس میں سترہ آدمی قتل کر دیئے گئے' اور بات کا خطرہ ہو گیا تھا کہ ان لوگوں کی وجہ سے سارے حاجیوں کا حج فوت ہو جائے' مگر کسی طرح حج کے بعد فیصلہ کے لیے ان کے درمیان مصالحت کے وعدہ پر قابو پا لیا گیا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال ان مشہورین کا انتقال ہوا۔

صالح بن علی بن یعقوب بن منصور' ماہِ ربیع الآخر میں' اور عمر بن شبۃ النمیری' محمد بن عاصم اور یعقوب بن شیبہ جن کی مسند مشہور ہے۔ واللہ اعلم۔

واقعات ــــ ۲۶۳ھ

اس سال حبشیوں سے (اللہ ان پر لعنت کرے) مختلف علاقوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں' جنہیں خلیفہ کے حکم سے مختلف علاقوں میں گھیراؤ ڈال کر ایک ایک کر کے قتل کیا جاتا تھا۔

اس سال صقالبہ[1] نے قلعہ لؤلؤہ رومی شرکشوں کے حوالے کیا۔

اس سال شرکب الجمال کے بھائی نے نیشاپور پر قبضہ جما لیا۔ اور وہاں سے اس کے عامل' حسین بن طاہر کو نکال باہر کیا' اور ان کے خاندان والوں سے ایک تہائی مال زبردستی چھین لیا' اللہ اس کا برا کرے۔

اس سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

---

[1] صقالبہ وہ قوم جو بلغار اور قسطنطنیہ کے درمیان رہا کرتی تھی' بعد میں یورپ میں پھیل گئی۔ ۱۲ مصباح (انوار الحق قاسمی)

مخصوصین کا انتقال:

اس سال ان مشہور لوگوں کا انتقال ہوا۔

مساور بن عبدالحمید الشاری الخارجی جو مشہور بہادروں میں سے تھا اعرابی اور غیر اعرابی سب اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اس نے طویل عمر پائی تھی بالآخر اللہ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' اور وزیر الخلافت عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان جسے اس کے ایک خادم نے جس کا نام رشیق تھا' ایک میدان میں زبردست چوٹ لگائی تھی' جس سے وہ اپنی سواری سے سر کے بل گر پڑا تھا اور اس کے سر کا مغز بہ کر اس کے دونوں کانوں اور ناک کے نتھنوں سے نکل گیا تھا' بالآخر اس نے صرف تین گھنٹوں میں دم توڑ دیا' اس کے جنازہ کی نماز ابواحمد الموفق بن المتوکل نے پڑھائی' پھر اس کے جنازہ کے پیچھے پیچھے بھی گیا' یہ واقعہ دسویں ذی الحجۃ' جمعہ کے دن پیش آیا تھا' اس کے دوسرے دن اس کی جگہ پر حسن بن مخلد کو وزیر بنا دیا گیا تھا' لیکن جب موسیٰ بن بغا سامرا پہنچا تو اس نے اسے معزول کر کے اس کی جگہ سلیمان بن وہب کو وزیر بنا دیا۔ اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کا گھر اس امیر کے حوالہ کر دیا۔ جو کیلغ کے نام سے مشہور ہوا تھا۔

ان کے علاوہ احمد بن الاظہر' حسن بن الربیع اور معاویہ بن صالح الاشعری نے بھی وفات پائی۔

واقعات ــــ ۲۶۴ھ

اس سال ماہِ محرم میں سامرا میں ابواحمد اور موسیٰ بن بغا نے لشکر اکٹھا کیا اور دوسری صفر کو وہاں سے دونوں نکل پڑے۔ اس موقع پر خود معتمد ان دونوں کو رخصت کرنے کے لیے نکلے دونوں وہاں سے بغداد کی طرف چلے۔

موسیٰ بن بغا کا انتقال:

اتفاق کی بات ہے کہ بغداد پہنچنے کے بعد ہی امیر موسیٰ بن بغا کی وفات ہوگئی' اس لیے اس کی لاش وہاں سے لا کر سامرا میں دفن کر دی گئی۔

اس سال محمد بن المولد کو واسط کا والی بنا کر سلیمان بن جامع سے مقابلہ کے لیے بھیجا گیا' جو کہ حبشی خبیث کی جانب سے اس علاقہ کا نائب تھا' وہاں مقابلہ ہوا اور آخر دیر تک لڑنے کے بعد سلیمان کو شکست دے دی۔

اس سال ابن الدیرانی نے دینور شہر کا سفر کیا تو اس کے مقابلہ پر دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور ابن عیاض آئے اور ان دونوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی اور اس کا سارا مال لوٹ لیا' اس لیے وہ ابن الدیرانی لوٹا ہارا اپنے گھر واپس آ گیا۔ پھر موسیٰ بن بغا کے ختم ہو جانے پر اس کے مقرر کردہ وزیر سلیمان بن حرب کو خلیفہ نے معزول کر دیا اور اسے جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس کے علاوہ خود اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے گھروں کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اور اس کی جگہ پر حسن بن مخلد کو وزارت کے عہدہ پر بحال کیا' جب اس کی خبر ابواحمد کو بغداد میں ملی وہ فوراً اپنے لوگوں کو لے کر سامرا پہنچ گیا۔ اس کے پہنچنے کی اطلاع پا کر اس کا بھائی معتمد مغربی کنارہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ مگر نویں ذی الحجہ کو ابواحمد اپنے لشکر کو لے کر پل پار کر کے اس رُخ پر پہنچ

گیا' جدھر خلیفہ معتمد مقیم تھے' مگر خوش قسمتی سے قتال کی نوبت نہ آئی' اور صرف اس بات پر طرفین میں صلح ہوگئی' کہ سلیمان بن وہب کو ہی حسب سابق وزارت کے عہدہ پر بحال رکھا جائے اور حسن بن مخلد جسے اس عرصہ میں وزارت سونپی گئی تھی وہ معزول ہو کر وہاں سے بھاگ گیا' تو اس کا مال و دولت اور سارا سامان لوٹ لیا گیا اور ابو عیسیٰ بن متوکل مخفی ہو کر پھر ظاہر ہو گیا۔ اس ابو احمد کے خوف سے امراء کی ایک جماعت وہاں سے نکل کر موصل کی طرف بھاگ گئی۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی الکوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مندرجہ ذیل مشہور لوگوں نے وفات پائی: احمد بن عبدالرحمن بن وہب' اسماعیل بن یحییٰ مزنی جو مصر کے باشندہ اور شافعی المذہب حدیث کے راویوں میں سے ایک تھے' ہم نے ان دونوں کے حالات طبقات الشافعین میں ذکر کیے ہیں' ان کے علاوہ:

ابوزرعہ:

بھی ہیں' عبداللہ بن عبدالکریم الرازی مشہور حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں' ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ سات لاکھ احادیث کے حافظ تھے' بڑے فقیہ' پرہیز گار' کنارہ کش' عبادت گزار' متواضع اور خشوع وخضوع بھی کرنے والے تھے' ان کے ہمعصروں نے ان کے حفظ کی اور ان کی دینداری کی شہادت دی ہے اور اس بات کی بھی گواہی دی ہے کہ وہ اپنے تمام ہمعصروں سے بلند پایہ کے تھے' یہ اپنی جوانی میں جب امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ ہوتے تو صرف پنجوقتی فرض نمازوں پر اکتفاء کرتے' ان سے اپنی گفتگو کو غنیمت جانتے ہوئے نوافل وغیرہ ادا نہ فرماتے۔

اس سال بروز دوشنبہ ماہ ذی الحجہ کے آخری دنوں میں وفات پائی ہے' پیدائش دوسو ہجری میں ہوئی' اور ایک قول میں ایک سونوے میں پیدائش ہوئی ہے' ہم نے ان کے مفصل حالات اپنی کتاب "التکمیل" میں لکھے ہیں۔

ان کے علاوہ ان حضرات نے بھی وفات پائی ہے' محمد بن اسماعیل بن علیہ' جو دمشق کے قاضی تھے' یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی المصری' یہ ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے امام شافعیؒ سے روایت کی ہے اور ہم نے ان کے حالات بھی "التکمیل" اور الطبقات میں ذکر کیے ہیں۔

معتز باللہ کی ماں قبیحہ کے حالات:

اور متوکل علی اللہ کی خاص محبوباؤں میں سے ایک' جس کا نام قبیحہ اور معتز باللہ کی ماں تھیں اس نے جواہر' موتی' سونا اور دوسری نایاب بیش بہا دولت اتنی زیادہ جمع کی تھی' جس کی کوئی مثال نہیں پائی گئی ہے۔ مگر یہ ساری دولت بالکلیہ چھین لی گئی' اور اس کے لڑکے خلیفہ متوکل کو صرف اس لیے قتل کیا گیا تھا کہ وہ اپنی فوج کی تنخواہ ادا کرنے سے عاجز ہو گئے تھے۔ صرف پچاس ہزار دینار دے کر ان کی جان بچ سکتی تھی' اور ان کی مشکلات حل کر سکتی تھی' اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں اس کی وفات ہوئی۔

واقعات ـــــ ۲۶۵ھ

اس سال ابواحمد کے عامل ابن لیثویہ اور سلیمان بن جامع کے درمیان لڑائی ہوئی' نتیجہ میں ابن لیثویہ نے حبشیوں کے نائب سردار سلیمان بن جامع پر فتح پائی' اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کیا' سینتالیس آدمیوں کو قیدی بنایا۔ اس کی بہت سی سواریوں اور کشتیوں کو جلا ڈالا۔ اور بے حساب مال بطور غنیمت حاصل کیا' اس سال ماہِ محرم میں مصری علاقوں کے نائب احمد بن طولون نے شہر انطاکیہ کا محاصرہ کیا' جس پر اب تک سیما طویل ترکی سپہ سالار کے اختیارات تھے' جسے احمد بن طولون نے واپس لے لیا' اس کے بعد شاہِ روم کی طرف سے اس کے پاس بے شمار ہدایا آئے' جن میں بہت سے مسلمان قیدی بھی تھے اور ہر قیدی کے پاس قرآنِ کریم بھی تھا' ان قیدیوں میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس بھی تھا' جو ثغور کا عامل تھا۔ اس طرح اب احمد بن طولون مکمل طور پر شام کی حکومت پر قابض ہونے کے علاوہ مصری علاقوں پر بھی قابض ہوگیا' کیونکہ دمشق کے نائب اماخور کا جب انتقال ہوگیا تھا' تو اس علاقہ کو اپنے اختیارات میں لانے کے لیے روانہ ہوا مگر راستہ ہی میں اماخور کے بیٹے سے رملہ کے علاقہ میں ملاقات ہوگئی' تو اسے اس کے باپ کی جگہ حاکم باقی رہنے دیا۔ پھر ابن طولون وہاں سے روانہ ہو کر دمشق کی طرف چلا گیا۔ اور بااطمینان اس پر بھی قابض ہوگیا' پھر حمص کے علاقہ میں پہنچا' تو وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی' پھر حلب کے علاقہ میں پہنچا' تو اس پر بھی قبضہ ہوگیا' پھر انطاکیہ کی طرف گیا تو وہاں وہ واقعات پیش آئے' جن کا تذکرہ ابھی گزر گیا' اس نے اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنا قائم مقام بنا رکھا تھا' جب عباس کو وہاں اپنے والد کے متعلق خبر ملی کہ وہ شام کے بالائی علاقوں میں پہنچ چکے ہیں تو اس وقت مصر کے بیت المال میں' جو کچھ مال موجود تھا' وہ سب سمیٹ کر اور اپنی ہم خیال ایک جماعت کو لے کر نافرمان ہو کر اپنے والد کے حلقہ سے باہر ریگستانی علاقوں میں چلا گیا۔

جب اس کے والد کو اس کی اس حرکت کی خبر ملی تو اس نے ایک مضبوط دستہ اس کی گرفتاری کے لیے بھیجا' چنانچہ وہ لوگ انتہائی ذلت کے ساتھ اسے اور اس کی جماعت کو گرفتار کر کے مصر لے گئے' جہاں اسے قید خانہ میں ڈال دیا گیا' اور بقیہ ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔

قاسم بن مہاۃ کا دلف کو قتل کرنا پھر قاسم کا قتل کیا جانا:

اس سال قاسم بن مہاۃ نامی ایک شخص دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف عجلی کے مقابلہ میں نکلا اور اسے قتل کر کے اصفہان پر قبضہ کر لیا' مگر دلف کے ساتھیوں نے اس سے اپنے ساتھی کا بدلہ لیا' اور قاسم کو قتل کر دیا' اور اس کی جگہ پر احمد بن عبدالعزیز کو اپنا رئیس مان لیا۔

اس سال محمد بن مولد یعقوب بن یسار کا ہم خیال ہو کر ماہِ محرم میں اس کی جماعت میں چلا گیا' اس لیے خلیفہ نے غصہ میں آ

[illegible] لینے کا حکم [illegible] حبشی [illegible] قتل [illegible]
[illegible] مچا کر [illegible] کی طرف چلا گیا جس کے نام سے لوگ کانپنے لگے اور دیہاتی باشندے اپنے دیہاتوں سے نکل کر اپنی عزت
اور جان و مال کے خوف سے وہاں سے شہر بغداد چلے گئے۔

اس سال ابواحمد نے عمرو بن اللیث کو خراسان فارس اصبہان سجستان کرمان اور سندھ کا حاکم بنایا اور قیمتی لباس اور قیمتی بہا تحائف دے کر ان علاقوں میں اسے بھیج دیا۔

اس سال حبشیوں نے تستر[1] کو گھیر لیا اور قریب تھا کہ سب کو گرفتار کر لیں' اتنے میں وہاں تکین بخاری پہنچ گئے اور اپنے سفری کپڑے تبدیل کیے بغیر ان حبشیوں سے مقاتلہ شروع کر دیا۔ ان کے کافی ساتھیوں کو قتل کیا اور شرمناک حد تک انہیں شکست دی' بالآخر ان کا سردار علی بن ابان مہلبی زبردست شرمندگی اُٹھاتے ہوئے بھاگا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ یہ واقعہ باب کودک کا مشہور واقعہ ہے اس کے بعد علی بن ابان مہلبی تکین اور حبشی سردار کے درمیان اچھے تعلقات کے لیے خط و کتابت کرنے لگا' یہاں تک کہ تکین نے اس کی بات مان لی' مگر جب یہ خبر مسرور بلخی کو ملی تو وہ خود آگے بڑھ کر اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے امان دینے کا اظہار کیا' اس طرح بہانہ بنا کر اسے پکڑ لیا اور مقید کر دیا' اب اس کے لشکر والے کئی حصوں میں اس طرح بٹ گئے کہ ان کی ایک جماعت حبشیوں سے مل گئی' دوسری جماعت محمد بن عبداللہ کردی سے ملی' اور تیسری جماعت مسرور بلخی سے جا کر مل گئی' کیونکہ اس نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں امان کا پروانہ دے دیا تھا' اور اس کے عوض اس کی حکومت پر ایک دوسرے شخص کو جس کا نام اغرتمش تھا حاکم بنا دیا۔

اس سال ہارون بن محمد بن اسحاق ابن موسیٰ العباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

مشہور لوگوں میں ان حضرات نے وفات پائی' احمد بن منصور الرمادی' جو محدث عبدالرزاق کی حدیثوں کے بڑے راوی تھے' اور امام احمد کی صحبت میں بھی رہے تھے' ابدال میں شمار کیے جاتے تھے۔ تریسٹھ برس کی عمر پا کر وفات پائی' اور سعدان بن نصر' عبداللہ بن محمد المخزومی' علی بن حرب الطائی الموصلی' ابوحفص النیشاپوری' علی بن موفق زاہد' محمد بن سحنون۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں کہا ہے کہ اسی سال ابوالفضل العباس بن فرج ریاشی جو ابوعبیدہ اور اصمعی کے شاگرد بھی ہیں۔ انہیں حبشیوں نے بصرہ میں قتل کر دیا تھا۔ ان کے علاوہ وفات پانے والوں میں یعقوب بن صفار بھی ہیں۔

یعقوب بن اللیث الصفار:

یہ بڑے عقلمند اور بہادر بادشاہوں میں سے ایک تھا' اس نے بہت سے علاقے فتح کیے تھے۔ ان میں سے ایک شہر الرخج بھی

---

[1] تُستَر تائے اول کو پیش اور دوم کو زبر کے ساتھ (تُغلَق کے وزن پر) ایک مشہور شہر ہے اس کی طرف ایک مشہور بزرگ منسوب ہیں' اس میں ایک لغت ششتر بھی ہے' ممکن ہے کہ فارسی میں ششتر اور عربی میں تستر ہو' فارسی میں اسے شوستر بھی کہا جاتا ہے' از منتخب اللغات (انوارالحق قاسمی)

تھا' اس میں حبشیوں کا سردار رہتا تھا' اس کا تخت سونے کا بنا ہوا تھا' جسے بارہ آدمی کاندھوں پر لیے پھرتے تھے' اسی سردار نے اپنا ایک گھر پہاڑ کے بالائی حصہ پر بنا رکھا تھا' جس کا نام اس نے قلعہ رکھا تھا' اسی میں رہتا تھا' یہاں تک کہ اسے قتل کر کے اس کے اس شہر پر قبضہ کر لیا گیا اور وہاں کے باشندے فرمانبردار ہو گئے۔ بالآخر اس بادشاہ کے ہاتھ پر وہ اسلام لے آئے' لیکن اس بادشاہ نے خلیفہ کی اطاعت سے روگردانی کر لی تھی' اس بنا پر ابواحمد الموفق نے اس سے مقاتلہ کیا تھا' جیسا کہ گزر چکا ہے اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی عمرو بن اللیث کو ان تمام علاقوں کا حاکم بنا دیا۔ جن پر یہ یعقوب حاکم تھا' مزید برآں سامرا اور بغداد کے علاقوں پر بھی اس کی حکومت ہوگئی جیسا کہ عنقریب آتا ہے۔

واقعات ـــــ ۲۶۶ھ

اس سال ماہِ صفر میں اساتکین نے ''ری'' کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں کے عامل کو وہاں سے نکال دیا' پھر وہاں سے قزوین گیا تو وہاں کے باشندوں نے اس سے مصالحت کر لی' تب یہ باطمینان وہاں داخل ہوگیا' اور ان لوگوں سے بہت زیادہ مال وصول کر لیا' وہاں سے دوبارہ ''ری'' کی طرف گیا' مگر وہاں کے باشندوں نے اس شہر میں داخل ہونے سے اسے روکا' اس لیے ان لوگوں پر ظلم وتشدد کرتے ہوئے' وہاں داخل ہوگیا۔

اس سال رومیوں کی جماعت ربیعہ کے علاقہ میں گئی اور ان لوگوں کو قتل کیا' قید کیا' ان کا حلیہ بگاڑا اور تقریباً ڈھائی سو آدمیوں کو پکڑ کر لے گئے' اس وقت جبین اور موصل والے ان کی مدد کو پہنچے تو وہ رومی وہاں سے جان بچا کر بھاگے اور اپنے شہروں میں لوٹ گئے۔

اس سال بغداد و سامرا کے عہدہ کے لیے عمرو بن لیث نے عبیداللہ بن طاہر کو نائب مقرر کیا' اور ابواحمد نے بھی اس کے پاس قیمتی خلعت بھیجا' اسی طرح عمرو بن لیث نے بھی اس کے پاس قیمتی جوڑا اور سونے کی دو چھڑیاں بھیجیں' یہ علاقہ ان علاقوں کے متصل تھا جہاں اس کے بھائی کی حکومت تھی۔

اس سال اغرتمش تستر میں علی بن ابان سے مقاتلہ کے لیے نکلا' وہاں کے قید خانہ میں علی بن ابان مہلبی کے ساتھیوں میں سے جتنے بھی حکام تھے' ایک ایک کر کے ان سب کو قتل کر ڈالا' اس کے بعد خود علی بن ابان سے قتال کے لیے نکلا' وہاں کئی بار ان دونوں میں سخت لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان مہلبی ہی کو کامیابی حاصل ہوئی' اور اغرتمش کے بہت سے ساتھیوں کو موقع پر ہی قتل کیا' اور کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر قتل کیا اور ان کے سروں کو حبشیوں کے سردار خبیث کے پاس بھیج کر شہر کے دروازہ پر لٹکا کر چھوڑ دیا گیا۔ خدا اسے برباد کرے۔

اس سال حمص والوں نے اپنے عامل عیسیٰ کرخی کے خلاف ہو کر مقابلہ کیا اور بالآخر ماہِ شوال میں اسے قتل کر ڈالا۔

حسن بن محمد کا مقابلہ کے بعد قتل کیا جانا:

اس سال حسن بن محمد جعفر بن عبداللہ بن حسین الاصغر عقیلی نے طبرستان والوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی اور ان کو یہ خبر

پہنچائی کہ حسن بن زید قید کر لیے گئے ہیں اور [illegible] کوئی باقی [illegible] جو ان کی قائم مقامی کر سکتا ہو [illegible]
سے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی، مگر جب یہ خبر حسن بن زید کو پہنچی تو وہ اس کے مقابلہ کو نکلا، زبردست مقاتلہ کیا اور
آخر کار اسے قتل کر کے خود اس کا اور اس کے تمام ماننے والوں کا سارا مال لوٹ لیا اور سب کے گھروں کو آگ لگا دی۔

مدینہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں جعفریہ اور علویہ کے درمیان فتنے برپا رہے[1] اور آخر کار اہل بیت میں سے حسن بن زید کے خاندان کا وہ شخص جو طبرستان پر غالب آیا تھا، یہاں بھی غالب آیا۔ مگر جعفریہ اور علویہ کے درمیان شدید لڑائیوں کی وجہ سے وہاں اتنے زیادہ فتنے برپا رہے کہ ان کے بیان کرنے سے طوالت کا خوف ہوتا ہے۔

اسی سال بدوؤں نے خانہ کعبہ کے غلاف کے لیے جھگڑے کیے، آخر اسے لوٹ لیا، اور ان میں سے کچھ حبشی کے پاس چلے گئے، اس وقت قتل و غارت گری کی وجہ سے حجاج کو سخت تکلیفیں پہنچیں، مزید برآں ناگفتنی اور ناقابل ذکر معاملات درپیش آئے۔

اسی سال رومیوں نے ربیعہ کے علاقوں پر لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔

اسی سال حبشی سردار کے حامی لشکر رامہرمز کے علاقہ میں گھس گئے اور سخت لڑائی کے بعد آخر میں اس پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال ابن ابی الساج مکہ معظمہ میں داخل ہوا تو مخزومی نے اس سے مقاتلہ کیا مگر ابن ابی الساج نے اس پر غالب آ کر اس کے گھر کو جلا دیا، اور اس کے مال کو مباح کر لیا، یہ واقعہ اس سال کے یوم ترویہ، بقول بعض نویں ذی الحجہ کے دن پیش آیا، اس طرح خلیفہ کی جانب سے ابن ابی الساج کو حرمین شریفین کی حکومت سونپ دی گئی۔

اس سال ہارون بن محمد نے جن کا ذکر ابھی گزر چکا ہے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال محمد بن عبدالرحمٰن نے جو کہ اندلس اور مغربی علاقوں کا خلیفہ تھا، شہر قرطبہ میں بہت سی کشتیاں بنوائیں تاکہ ان کے ذریعہ بحر محیط میں داخل ہو، اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں فوجیوں کی آمد و رفت بڑھے اور لوگوں سے قتال کر سکے، اس کے بعد جیسے ہی یہ کشتیاں بحر محیط میں داخل ہوئیں وہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں، ان پر سوار مسافر سوائے چند لوگوں کے سب ڈوب گئے۔

اس سال صقلیہ کے علاقوں میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان بحری بیڑے سے مقابلہ ہوا اور زبردست لڑائی ہوئی، مگر مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی سال غلام بن طولون لؤلؤ نے موسیٰ بن اتاش کا مقابلہ کیا اور لؤلؤ نے اسے شکست دے کر قیدی بنا لیا، پھر اپنے آقا احمد بن طولون کے پاس اسے بھیج دیا، اس وقت وہ خلیفہ کے حکم سے شام، مصر اور افریقہ کا نائب حاکم تھا، اس کے بعد اسی لؤلؤ اور رومیوں کی ایک جماعت کے درمیان مقاتلہ ہوا، تو رومیوں کی بڑی تعداد قتل کر دی گئی۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس وقت حالات بہت خراب ہو گئے، اور قتل و قتال، فتنوں ہنگاموں کے آئے دن ہوتے رہنے کی

---

[1] اس کے بعد کی عبارت مصری نسخوں میں زائد ہے۔۱۲

مصر سے وہاں کی معاشی حالت بہت ابتر ہوگئی' اور خلافت کے کمزور ہو جانے' اور اس کے بھائی ابواحمد کے مسلسل حبشیوں سے قتل و قتال میں مشغول رہنے کی وجہ سے اکثر شہروں میں سرداروں اور فوجیوں نے سر اٹھا لیے اور من مانی کرنے لگے' اس سال ماہ تشرین ثانی (ماہ نومبر) میں ان لوگوں کا انتقال ہوا:

ابراہیم بن رومذ صالح بن امام احمد بن حنبل' جو اصفہان کے قاضی تھے اور محمد بن شجاع ثلجی' جو جہمیوں کے سرداروں میں سے ایک تھا' اور محمد بن عبدالملک الدقیقی۔

واقعات ـــــ ۲۶۷ھ

ابوالعباس بن الموفق پر اللہ نے نعمتوں کی بارش کردی:

اس سال ابواحمد الموفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو تقریباً دس ہزار گھوڑ سوار اور پیادہ پا فوجیوں کے ساتھ انتہائی خوبصورتی اور پوری تیاری کے ساتھ حبشیوں سے قتال کے لیے بھیجا۔ یہ لوگ حبشیوں کے مقابلہ میں گئے' موقع بہ موقع' وقفہ وقفہ سے کبھی لڑائیاں ہوتیں اور کبھی تھم جاتیں' اس سلسلہ کے بہت سے واقعات مشہور ہیں' جن کے ذکر سے کتاب طویل ہو جائے گی' ان واقعات کو ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بہت تفصیل سے ذکر کیا ہے جس کا جی چاہے' وہاں دیکھ لے۔ ان کا ماحصل یہ ہے کہ حبشی سردار نے واسط کے شہروں اور دجلہ کے علاقوں میں' جہاں تک قابض ہوا تھا' وہاں تک ابوالعباس بن الموفق بھی قابض ہوگیا' حالانکہ وہ اس وقت بالکل نوجوان' کم عمر اور ناتجربہ کار تھا' بالخصوص لڑائی کے طور طریق سے بالکل بے خبر تھا' لیکن یہ محض فضل ایزدی تھا کہ اللہ پاک نے اسے بالکل محفوظ رکھا' اس کا رعب قائم ہوگیا' معاملات درست رہے' نشانے صحیح لگے' دعائیں مقبول ہوئیں اور اس کے ہاتھوں اللہ نے فتح مندی نصیب کی اور اللہ نے اس پر نعمتوں کی بارش کردی۔ یہی وہ نوجوان ہے جسے بعد میں چچا معتمد کے بعد مسند خلافت[1] پر بٹھلایا گیا۔ جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

اس کے بعد ماہ صفر میں ابواحمد الموفق بغداد سے لشکر جرار لے کر نکلا اور ماہ ربیع الاوّل میں واسط میں داخل ہوا۔ دوسری طرف سے اس کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا اور بعد ملاقات اپنے لشکر کی پوری کارگزاری سنائی' اور یہ کہ لشکریوں نے کس قدر خلوص کے ساتھ جہاد کے سلسلہ کی ساری دشواریوں کو ہنسی خوشی کے ساتھ برداشت کیا۔ یہ سن کر موفق نے ایک ایک کر کے سارے سرداروں کو قیمتی خلعت سے نوازا۔

شہر منیعہ پر الموفق کا قبضہ:

پھر وہ سارے لشکر کو لے کر حبشی سردار کے مقابلہ کے لیے اس شہر کی طرف بڑھا' جسے اس نے خود بسایا تھا' اور اس کا نام منیعہ رکھا تھا' وہاں اس حبشی سردار نے ان لوگوں کا جم کر مقابلہ کیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی' بالآخر موفق اس پر بزور غالب آیا' پھر

---

[1] اس کے بعد کی عبارت مصری نسخوں میں اضافہ ہے۔۱۲

سب اس شہر میں داخل ہو گئے جس سے حبشیوں کا لشکر وہاں سے نکل بھاگا' اس لیے اس نے ان حبشیوں کے پیچھے اپنا لشکر لگا دیا' وہ لوگ بطائح کے علاقے میں انہیں پانے میں کامیاب ہو گئے' وہاں انہیں قتل اور موقع پر گرفتار بھی کرتے جاتے' آخر میں ابواحمد الموفق نے اس شہر منیعہ سے بے شمار چیزیں غنیمت کے طور پر حاصل کیں اور ایسی پانچ ہزار عورتوں کو ان کے ہاتھوں سے نکالا جو اب تک وہاں گرفتار تھیں۔ پھر ان عورتوں کو آزاد کر کے واسط میں ان کے اپنے اپنے گھروں میں پہنچانے کا انتظام کر دیا۔ ساتھ ہی اس شہر کی چہار دیواری' شہر پناہ کو ڈھا دینے' ان کی خندقوں کو بھر دینے کا حکم دیا' اور اسے بالکل چٹیل میدان کر دیا' جبکہ اب تک وہ جگہ ساری شرارتوں کی آماجگاہ تھی۔

شہر منصورہ پر موفق کا قبضہ:

اس کے بعد موفق نے خاص اس شہر کا رخ کیا جو خبیث سردار کے لیے مخصوص تھا' جس کا نام منصورہ رکھا گیا تھا' وہیں سلیمان بن جامع بھی تھا' وہاں پہنچتے ہی اس شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور لڑائی شروع کر دی' اس لڑائی میں فریقین کے بے شمار آدمی کام آئے' پھر ابوالعباس بن الموفق نے زنگی سردار کے ایک خاص مصاحب احمد بن ہندی کو تاک کر ایسا تیر مارا جو اس کے دماغ میں لگا' وہ وہیں ڈھیر ہو گیا' چونکہ وہ شخص حبشی سردار کے خاص مقربین میں تھا' اس لیے اس سردار کو انتہائی ناقابل برداشت صدمہ ہوا۔

پھر ستائیسویں ربیع الآخر کو ہفتہ کے دن موفق کے فوجیوں نے اس سردار کے شہر منصورہ کو چاروں طرف سے انتہائی بہتر ترتیب کے ساتھ گھیر لیا۔ اس کے بعد موفق نے چار رکعت نماز نفل پڑھی اور اللہ کے دربار میں بہت زیادہ گڑگڑا کر خلوص دل کے ساتھ دُعا کی' پھر اس گھراؤ کو اور بھی سخت کر دیا' آہستہ آہستہ یہ لوگ دشمنوں کے بہادروں کو شکست دیتے ہوئے اس کے خاص خندق تک پہنچ گئے' جو درحقیقت ایک بہت مستحکم قلعہ تھا۔ اس طرح پر کہ ان لوگوں نے اس شہر کے اردگرد اور پانچ خندقیں اور پانچ دیواریں اس طرح بنا رکھی تھیں کہ ایک دیوار سے آگے بڑھنے کے بعد دوسری تک پہنچنے سے پہلے زبردست لڑائی ہوتی' اس طرح یکے بعد دیگرے دیواروں سے آگے بڑھتے اور لڑتے جاتے تھے' یہاں تک کہ آخری دیوار تک پہنچ گئے' جو شہر سے متصل تھی' بالآخر خاص شہر میں بھی داخل ہو گئے' تو وہاں بھی بے حساب لوگوں کو قتل کیا اور بچے کھچے کچھ کسی طرح نکل بھاگنے میں کامیاب بھی ہو گئے' اور حبشی سردار کی عورتوں کو قید کر لیا' جن میں سلیمان بن جامع کی بیویاں' اسی طرح اور بہت سی عورتیں اور چھوٹے بچے بھی تھے' ان کے قبضہ سے بصرہ اور کوفہ کی مسلمان عورتوں کو نکال لائے' جو تقریباً دس ہزار تھیں' پھر ان سبھوں کو ان کے اپنے اپنے گھروں تک پہنچا دیا۔ (اللہ اسے جزائے خیر دے)۔

اس کے بعد وہاں کے ہوٹلوں' ان کی دیواروں کو ڈھا دینے اور اس کی خندقوں اور نہروں کو بھر دینے کا حکم دیا' اور وہاں سترہ دن اقامت کی' اس عرصہ میں شکست خوردہ بھاگے ہوئے لوگوں کو پکڑ کر لانے کے لیے چاروں طرف اپنے آدمی بھیج دیئے' اس طرح جتنے بھی پکڑ کر وہاں لائے جاتے' وہ موفق ان سبھوں کے ساتھ انتہائی نرمی کا برتاؤ کرتا' اور ان کے گزشتہ اعمال سے

وگوں کو دعوت دیتے ہوئے انہیں سمجھانے بجھانے کی کوشش کرتا' جو لوگ اس کی بات مان لیتے انہیں وہ اپنے خاص خاص حکام کے حوالے کر دیتا' اس سے اس کی غرض یہ تھی کہ وہ لوگ دین حق کی طرف پھر لوٹ آئیں اور راہ راست پر لگ جائیں اور جو لوگ اس کی بات نہ مانتے انہیں وہ قتل کر دیتا یا قید خانہ میں ڈال دیتا' اس کے بعد وہ موفق اپنا لشکر لے کر اہواز کی طرف چلا گیا۔ وہاں سے بھی حبشی کے آدمیوں کو نکال باہر کیا اور ان کے بہت سے سرداروں کو قتل کیا' جن میں ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم مصری بھی تھا' جو ان لوگوں کا سردار اور ان کا لیڈر بھی تھا' پھر وہاں سے اسے بے حساب غنیمت کا مال ملا' آخر میں موفق نے اس خاص حبشی سردار خبیث کو خط لکھا (اللہ اسے ذلیل اور برباد کرے) تاکہ وہ اپنی گذشتہ تمام حرکتوں سے باز آ جائے اور تمام گناہوں' ظلموں' حرام کاریوں' نبوت اور رسالت کے غلط دعوؤں سے' شہر کی ویرانی' محرمات عورتوں کو اپنے لیے حلال سمجھنے کے متعلق کیے تھے' ان سب سے وہ توبہ کر لے' اور یہ بھی لکھا تھا کہ اگر وہ ان تمام باتوں سے توبہ کرے تو اسے امان بھی حاصل ہوگی' مگر اس خبیث نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ابواحمد الموفق کا حبشی سردار کے شہر کی طرف جانا اور مختارہ کا حصار کرنا

شہر مختارہ کے بالمقابل ایک شاندار شہر موفقیہ کی تعمیر:

ابواحمد نے جب اس حبشی سردار کو خط لکھ کر حق کی دعوت دی تو اس نے حقارت کے ساتھ اسے ٹھکرا دیا اور جواب نہیں دیا' اس لیے اسے سخت غصہ آیا اور فوراً تقریباً پچاس ہزار لڑاکا جوانوں کا لشکر لے کر اس خبیث کے شہر مختارہ کی طرف روانہ ہوا' وہ وہاں جب پہنچ گیا تو دیکھا کہ وہ ایک انتہائی مضبوط قلعہ ہے اور اس کے چاروں طرف زبردست حفاظتی انتظام ہے جسے تقریباً تین ہزار لڑنے والے نوجوان ننگی تلواریں' نیزے' قلعہ شکن گوپھیوں کے ساتھ گھیرے ہوئے ہیں' ان کے علاوہ بھی بہت سے محافظین ہیں' یہ دیکھ کر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو آگے بڑھا دیا۔ وہ بڑھتا ہوا قصر شاہی کے نیچے جا کر ٹھہر گیا۔ پھر آہستہ آہستہ اس قلعہ کا گھراؤ کیا۔ اور زبردست انتظام کیا' ابوالعباس کی پیش قدمی اور اس کی دلیری کو دیکھ کر حبشی سردار کو سخت تعجب ہوا' پھر حبشیوں نے ہر طرف سے اسے گھیرے میں لیا' لیکن ابواحمد نے ان سب کو شکست دی۔ البتہ بہبوذ' جو حبشی سردار کے بڑے امراء میں سے ایک تھا' تیر اور پتھروں کے ساتھ ڈٹا رہا' پھر حبشی سردار کے امراء کے ساتھیوں کی ایک جماعت موفق سے مل گئی' تو وہ ان لوگوں کے ساتھ اعزاز و اکرام سے پیش آیا' اور انہیں قیمتی خلعتوں سے نوازا' اس کی دیکھا دیکھی مزید دوسری بہت سی جماعتیں آ کر موفق سے مل گئیں۔

اس کے بعد شعبان کی پندرھویں تاریخ ابواحمد موفق نے سواری پر سوار ہو کر تمام لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا کہ سوائے خبیث سردار کے سبھوں کو عام امن دیا جاتا ہے' اس اعلان کو سن کر حبشی کے لشکر سے بے شمار افراد موفق سے مل گئے' اس کے بعد موفق نے حبشی سردار کے خاص شہر کے بالمقابل ایک شہر بسانے کا حکم دیا۔ جس کا نام موفقیہ رکھا گیا' اس سلسلہ میں ایک عام اعلان یہ کرایا کہ ہر قسم کا ضروری سامان اس قدر وافر مقدار میں وہاں پہنچ گیا' جو اس سے پہلے کسی شہر میں اتنا نہیں پہنچا تھا' اس کی وجہ سے اس کی

عظمت بہت بڑھ گئی اور کھانے پینے کی چیزیں جانور وغیرہ اور کاروباری سامان سے وہ شہر بھر گیا اس شہر کے اس جگہ اس انداز سے بسانے میں موفق کی یہ نیت تھی کہ اس کی وجہ سے حبشیوں کا ڈٹ کر بھرپور مقابلہ کیا جائے' چنانچہ فریقین میں لڑائی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور سال ختم ہونے تک ان دونوں فریقوں میں قتال ہوتا رہا اور اس سردار وہ گھیرے میں پڑے رہے آہستہ آہستہ یوماً فیوماً حبشیوں کے لشکر سے لوگ نکل نکل کر موفق کی جماعت میں پناہ لیتے رہے' اور حبشی کے خواص امراء اور فوجیوں میں سے بھی تقریباً پچاس ہزار افراد اس دوسری جماعت میں شریک ہو گئے' اور قوت' طاقت' مدد اور کامیابی بڑھتی گئی۔

اس سال ہارون بن محمد الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں ان لوگوں کا انتقال ہوا' اسماعیل بن سیبویہ' اسحاق بن ابراہیم شاذان' یحییٰ بن نصر الخولانی' عباس الترفقی' محمد بن حماد بن بکر بن حماد ابوبکر المقری' خلف بن ہشام بزار والے کے شاگرد' ماہِ ربیع الاول میں بغداد میں ان کا انتقال ہوا' اور محمد بن عزیز الایلی' یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ذہلی' اور یونس بن حبیب جو مسند ابوداؤد طیالسی میں ان کے راوی بھی ہیں۔

واقعات ــــ ۲۶۸ھ

اس سال ماہ محرم میں جعفر بن ابراہیم نے جو السجان کے نام سے مشہور ہیں اور حبشیوں کے اعلیٰ عہدہ داروں اور اس کے مقربین میں سے تھے' موفق سے اپنے لوگوں کے لیے امن کی درخواست کی' تو بہت ہی خوشی کے ساتھ موفق نے اسے امان بھی دی' ساتھ ہی خلعت سے بھی نوازا۔ اس کے بعد موفق کے حکم کے مطابق وہاں سے نکل کر قصر خلافت کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور بتایا کہ حبشی سردار بہت زیادہ جھوٹا اور فاجر ہے' وہ خود اور اس کے شرکاء بھی انتہائی مغرور اور متکبر ہیں' اسی بنا پر اس کے بہت سے ماننے والوں نے امن کی درخواست کی ہے اور یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ فی الحال ان لوگوں سے ماہ ربیع الآخر تک لڑائی موقوف رکھی جائے' اس لیے موفق نے اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ حبشیوں کے شہر کی شہر پناہ حصار میں رکھی جائے' اور یہ کہ یہ لوگ جب اس چہار دیواری کے اندر داخل ہوں تو اس وقت تک اس شہر میں داخل نہ ہوں جب تک کہ خلیفہ کی جانب سے مستقلاً اس کی اجازت نہ دی جائے لیکن اس کے لوگوں نے اس شہر پناہ میں سوراخ کر دیا' یہاں تک کہ اس میں سے راستہ نکل آیا تو عجلت کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے' اور حبشیوں نے بھی ان کا مقابلہ کیا' مگر مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور بڑھتے ہوئے شہر کے بیچ میں داخل ہو گئے' اچانک وہ حبشی مختلف جہتوں سے آنے لگے اور ایسی چھپی ہوئی جگہوں سے نکل کر ہتھیاروں سے ان پر حملے کرنے لگے' جن کا ان مسلمانوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اس اچانک حملے میں حبشیوں نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور لوٹ مار کیا۔ بمشکل تمام بقیہ بھاگ نکلنے میں کامیاب ہوئے' یہ سن کر موفق نے ان لوگوں کو سخت ملامت کی کہ تم نے اجازت کے بغیر ان پر حملہ کیوں کیا' اور جلد بازی سے کیوں کام لیا۔ ساتھ ہی مقتولین کی اولاد اور خاندان والوں کے لیے کھانے پینے اور ضروریات کے بندوبست کرنے کا فوراً حکم دیا۔ یہ بات مسلمانوں کو بہت پسند آئی۔ پھر ابوالعباس دیہاتیوں کی اس جماعت کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گیا' جو

ان حبشیوں کو خوراک اور غلہ وغیرہ پہنچانے میں کوشاں تھے' گرفتاری کے بعد انہیں قتل بھی کر دیا گیا۔

بہبوذ بن عبداللہ کی گرفتاری اور قتل:

اس طرح بہبوذ بن عبداللہ بن عبدالوہاب کو بھی گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس کا قتل ہونا مسلمانوں کے حق میں بڑی کامیابی اور حبشیوں کے حق میں سب سے بڑی مصیبت تھی۔

عمرو بن لیث نے ابواحمد الموفق کو تین لاکھ دینار' پچاس من[1] مشک' پچاس من عنبر' دو سو من عود[2] ایک ہزار کی قیمت کی چاندی کے علاوہ بہت سے منقش کپڑے اور کثیر تعداد میں غلام بھیجے۔

اس سال روم کا بادشاہ جس کا لقب ابن الصلقبیہ تھا' اس نے بڑھ کر ملطیہ والوں کو محاصرہ میں لے لیا' مگر مرعش والے ان کی مدد کے لیے دوڑ پڑے' تو وہ خبیث ذلت کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابن طولون کے عامل الصاعقہ نے ثغور کے علاقہ سے قتال کر کے سترہ ہزار رومیوں کو قتل کر دیا۔

اس سال اس ہارون (بن محمد الہاشمی) نے جس کا تذکرہ پہلے بھی ہو چکا ہے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال احمد بن عبداللہ الخجستانی قتل کر دیئے گئے۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال ان مشہور لوگوں نے وفات پائی: احمد بن سیار' احمد بن شیبان' احمد بن یونس الضبی' عیسیٰ بن احمد البلخی' اور محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم مصری' فقیہ مالکی' امام شافعیؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔

---

[1] ایک من' دو رطل کا پیمانہ = ایک رطل بارہ اوقیہ یا ۴۰ تولے کا پیمانہ۔ ۱۲ مصباح اللغات (انوار الحق قاسمی)

[2] العود: ایک قسم کی خوشبو' جس کو بطور بخور یا دھواں استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۲

واقعات ـــــ ۲۶۹ھ

موفق کا دشمن کے تیر سے جاں بلب ہونا اور صحت یاب ہو کر پھر سے مختارہ پر قبضہ کی کوشش کرنا:

اس سال موفق باللہ نے حبشی سردار کے شہر کو ڈھا دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی' چنانچہ اس شہر کی بہت سی عمارتوں کو انہوں نے ویران کر دیا' اس کے بعد لشکر اس خاص شہر میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ ایک رومی شخص قرطاس نامی کا پھینکا ہوا ایک تیر آ کر موفق کے سینہ میں لگا' قریب تھا کہ اس تیر سے وہ ختم ہو جائے' اس وقت وہ بہت دلیری اور بہادری دکھا رہا تھا' اور لوگوں کو لڑائی پر اُبھار رہا تھا' اب مجبوراً اپنے شہر موفقیہ میں جا کر کئی دن تک اپنا علاج کراتا رہا' جس سے ابتداءً اس کی حالت بد سے بدتر ہو گئی' اور لوگوں کو سردار خبیث کی طرف سے خطرہ بڑھ گیا اس لیے لوگوں نے انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ بغداد واپس لوٹ جائے' لیکن اس نے مشورہ قبول نہیں کیا اور حالت مزید خراب ہوتی گئی' اچانک اللہ کی طرف سے مدد ہوئی' احسان ہوا اور وہ روبصحت ہونے لگا' اور ماہِ شعبان تک بھلا چنگا ہو گیا' جس سے سب مسلمان بہت خوش ہوئے' صحتیابی کے ساتھ ہی وہ پھر شہر پناہ کے حصار کی طرف بڑھا۔ وہاں آ کر اس نے دیکھا کہ زخمی ہونے سے پہلے جس حد تک اس شہر کو نقصان پہنچایا تھا' اس سردار نے ان کی اصلاح اور مرمت کر کے پھر سے پختہ اور مضبوط کر دیا ہے' اس لیے اس نے اسی وقت حکم دیا کہ اس شہر کے آس پاس جو عمارتیں اور حفاظت کے انتظامات ہیں سب توڑ دیئے جائیں' ساتھ ہی اپنا حصار قائم رکھا' یہاں تک کہ شہر کے مغربی حصہ کو فتح کر لیا اور حبشی سردار' اس کے حکام اور افسران بالا کے محلات کو بھی ویران کر دیا' اور اس کی عورتوں کو قید کر لیا۔ وہاں سے بھی اسے اتنا زیادہ سامان اور ایسی ایسی چیزیں ملیں جو بیان سے باہر ہیں' اس وقت بھی اس کے قبضہ سے مسلمان عورتوں اور بچوں کی بھاری تعداد نکلی' اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ ان سبھوں کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں باعزت طور پر پہنچا دیا جائے۔

اس عرصہ میں وہ سردار شہر کے مغربی حصہ سے نکل کر مشرقی حصہ میں پہنچ گیا اور ایسے پل اور راستے جو ٹوٹے پڑے تھے' جن کے ذریعہ باہر سے ضروریاتِ زندگی اس کے علاقہ میں پہنچ سکتی تھیں' ان سب کو اس نے از سر نو بنوا لیا یا مضبوط کر لیا ہے۔ موفق کو اس کی اطلاع ملتے ہی اس نے پھر سے ان سب کو ویران کرنے اور پلوں کے توڑ پھوڑ کر دینے کا حکم دیا۔ اور ان پر حصار مزید مضبوط اور مستقل کر دیا۔ آخر کار اللہ نے اس مشرقی حصہ پر بھی قبضہ دلا دیا۔ پھر اس علاقہ کی ساری چیزوں اور مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔ اب مجبور ہو کر وہ خبیث سردار وہاں سے چھپ کر ایسا بھاگا کہ پلٹ کر بھی نہ دیکھا' اپنی بیویوں' بچوں' رشتہ داروں' متعلقین اور جائیداد وغیرہ سب کچھ یوں ہی لاوارث چھوڑ دیا' تو موفق نے ان تمام چیزوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ ان چیزوں کی تفصیل سے مضمون بہت طویل ہوتا ہے۔

پھر بھی علامہ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب تاریخ طبری میں ان چیزوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے' جن لوگوں کو ان کے جاننے

کا شوق ہو وہ اس کتاب[1] طبری کا مطالعہ کرلیں۔

ابن اثیر نے ان باتوں کا تذکرہ کیا ہے اور ابن جریر نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وہی مدد کرنے والا ہے اور وہی ہمارے لیے لوٹنے کی جگہ اور پناہ گاہ ہے۔

خلیفہ معتمد نے جب یہ محسوس کیا کہ ان کا بھائی ابو احمد ہی امور خلافت پر غالب آ گیا ہے تمام امر اور نہی کے احکام اسی سے صادر ہوتے ہیں اور وہی لوگوں کو اپنی مرضی سے حکومت کے عہدے پر مامور اور معزول کرتا ہے تو انہوں نے خط لکھ کر احمد بن طولون سے ان باتوں کی شکایت کی' ابن طولون نے ان کے خط کے جواب میں لکھا کہ وہ وہاں سے نکل کر فوراً مصر چلے آئیں اور اپنی طرف سے ہر قسم کی مدد دینے اور ان کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا' یہ خط پا کر خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی کی غیبوبت کو غنیمت سمجھا اور اپنے ساتھ ماہ جمادی الاولیٰ میں سرداروں کی ایک بڑی جماعت لے لی' دوسری طرف ابن طولون سرداروں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ رقہ میں ان کی آمد کا منتظر ہو گیا' خلیفہ جب اثناءِ سفر موصل اور عام جزیروں کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج کے قریب سے گزرنے لگے' تو اس نے آگے بڑھ کر خلیفہ کو ابن طولون کے پاس جانے سے روک دیا۔ اور ان کے ساتھ جتنے بھی اُمراء اور سردار تھے' سب کو ملامت کی' پھر خلیفہ اور ان کے تمام حکام کو سامرا کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ آخر خلیفہ انتہائی ذلت اور رسوائی کے عالم میں واپس چلے جانے پر مجبور ہو گئے۔

موفق کا ابن طولون سے ناراض ہو جانا:

موفق کو جب ان باتوں کی خبر پہنچی تو اس نے اس بات پر اسحاق کا بہت زیادہ شکر ادا کیا اور افریقہ تک کے تمام علاقوں میں احمد بن طولون کے تمام اختیارات کا اسے ذمہ دار بنا دیا' اور اپنے بھائی خلیفہ معتمد کو حکم دیا کہ وہ تمام عام مقامات میں ابن طولون پر لعنت کریں اس بنا پر نہ چاہنے کے باوجود انتہائی مجبوری کے ساتھ خلیفہ کو یہ بات ماننی پڑی' حالانکہ ابن طولون نے ان کی خیر خواہی میں تمام خطبوں اور اہم مقامات سے موفق کا نام حذف کر دیا تھا۔

اس سال موفق اور ابن طولون کے ماننے والوں کے درمیان مکہ معظمہ میں ہنگامے کھڑے ہوئے' جسے کے نتیجہ میں ابن طولون کے دوسو آدمی قتل کر دیئے گئے' اور بقیہ بھاگنے پر مجبور ہو گئے۔ اس وقت موفق کے آدمیوں نے بہت سا لوٹ کا مال جمع کر لیا' اس سال بدوؤں نے حاجیوں میں ڈکیتی ڈالی اور ان سے پانچ ہزار اونٹ مع سامان کے چھین لیے۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں: ابراہیم بن منقذ کنانی' احمد بن خلاد معتصم کا مولیٰ جو کہ فرقہ معتزلہ کے اماموں میں سے تھا' اور جعفر بن معشر معتزلی سے علم کلام حاصل کیا تھا' اور سلیمان بن حفص معتزل بشر بن مریسی کے شاگرد' ابوالہذیل علاف' عیسیٰ بن الشیخ بن السلیل الشیبانی' ارمینیہ اور دیار بکر کے نائب حاکم اور ابوفروہ بن یزید محمد الرہاوی جو کمزوروں میں سے ایک تھا۔

---

[1] اس کتاب البدایہ والنہایہ کے ناشر ''نفیس اکیڈمی'' والوں نے اُردو (ان حضرات کے) استفادہ کے لیے تاریخ طبری کا بھی مکمل اُردو ترجمہ شائع کر دیا ہے اس لیے شائقین ان سے رابطہ قائم کریں۔ (انوار الحق قاسمی)

واقعات ـــــ ۲۷۰ھ

اس سال خبیث حبشی سردار (خدا اسے برباد کرے) کا قتل ہوا' تفصیل یہ ہے کہ موفق نے جب حبشی سردار کے شہر مختارہ پر قبضہ کرلیا اور اس میں جس قدر مال اور سامان تھا سب اپنے قبضہ میں لے لیا اور ان میں لڑنے والے مردوں کو قتل کر ڈالا اور جتنے بھی عورتوں' بچوں کو پایا سب کو قید کرلیا' تو حبشی سردار لڑائی اور قتل وقتال کی گرم بازاری سے گھبرا کر بھاگ گیا اور دوسرے علاقوں میں انتہائی بے سروسامانی' دھتکارے ہوئے بدترین حالات کے ساتھ چلا گیا' اور موفق اپنے شہر موفقیہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوگیا' اور احمد بن طولون کا غلام لؤلؤہ اپنے آقا سے دشمنی اور موفق کی طرفداری اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہوگیا' یہ واقعہ اسی سال ماہ محرم کی تیسری تاریخ کا ہے' موفق نے اس لؤلؤہ کو خوش آمدید کہا' اس کی عزت افزائی کی' خلعت فاخرہ دیا اور اس سے بہتر سلوک کیا اور حبشی سردار سے مقاتلہ کے لیے اسے ہراول بنا کر بھیجا۔ اور خود موفق بھی اس کے پیچھے زبردست لشکر لے کر لڑائی کے ساز وسامان سے لیس ہوکر خبیث سردار کے پیچھے روانہ ہوا جبکہ وہ ایک نئے شہر میں جا کر قلعہ بند ہوگیا تھا' اس لیے موفق نے اس کو محاصرہ میں رکھا' جب تک وہ وہاں سے نکلنے پر مجبور نہ ہوا' بالآخر انتہائی ذلت کے ساتھ اسے شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ اور جو کچھ مال واسباب اس کے پاس تھا' موفق نے سب پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد تھوڑا لشکر اور قافلہ اس کے پیچھے روانہ کیا' جس نے اس کے خاص خاص لوگوں اور اس کی جماعت کے افراد کو قیدی بنا لیا' جن میں سلیمان بن جامع بھی تھا' اس شخص کی گرفتاری پر لوگوں کو بے حد مسرت ہوئی اور تکبیر وتحمید کی' اس کامیابی اور فتح پر سب بہت خوش ہوئے' آخر میں موفق نے اپنے ساتھیوں سمیت یکبارگی حبشی سردار کے لوگوں پر حملہ کر دیا اور لڑائی کی آگ بھڑکا دی' پھر جب تک کہ میدانِ جنگ میں اس کے قتل ہونے کی بشارت کسی نے آ کر نہ دی' لڑائی جاری رہی۔ اس کا سر غلام لؤلؤہ طولون کے ساتھ لایا گیا۔ اس سردار کے ساتھیوں میں سے جتنے اس جگہ موجود تھے' سبھوں نے جب اسی کے سر ہونے کا اقرار کرلیا اور شہادت دی اور موفق کو پورے طور پر اس کے قتل ہونے پر یقین آ گیا تو اس نے اللہ پاک کے سامنے گر کر سجدۂ شکر ادا کیا' پھر اپنے آباد کردہ موفقیہ شہر لوٹ آیا' ایسے وقت میں کہ ایک شخص اس خبیث سردار کا سر اس کے آگے آگے لیے جا رہا تھا' اور اس کا ساتھی سلیمان قیدی بنا ہوا تھا' آخر وہ اپنے شہر میں داخل ہوگیا' اور پورے ملک کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ' مشرق سے مغرب کے سارے مسلمان اس کے قتل سے بہت زیادہ خوش ہو رہے تھے۔ اس کے بعد اس خبیث کے بیٹے انکلانی اور ابان بن علی مہلبی کو بھی قیدی بنا کر سامنے لایا گیا جو کہ اپنے لوگوں میں لڑائی کی آگ بھڑکانے میں بہت پیش پیش تھے' ان کے ساتھ تقریباً پانچ ہزار دوسرے قیدی بھی تھے' اس لیے عام مسلمانوں کی خوشی کی حد نہ تھی' مگر وہ ظالم قرطاس جس نے موفق کے سینہ میں تاک کر تیر مار کر تقریباً ختم کر دیا تھا' ہاتھ نہ لگا' بلکہ وہ رامہرز کی طرف نکل گیا' پھر بھی لوگوں نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا' آخر کار اسے پکڑ کر موفق کے پاس پہنچا دیا۔ اس وقت موفق کے لڑکے ابوالعباس نے اسے قتل کر ڈالا'

ان کے علاوہ اب اس سردار کا جو کوئی شخص بھی پکڑا جاتا اور توبہ کرتا' تو اس کی توبہ قبول کرتے ہوئے اسے معاف کر دیتا اور امن دے دیتا۔ آخر میں امن دینے کا عام اعلان کر دیا' اور یہ بھی اعلان کرا دیا کہ اس خبیث کی زیادتی کی وجہ سے جس کسی کو بھی اس کے گھر سے نکالا گیا ہے سب اپنے گھروں میں چلے جائیں اور ان کی ساری چیزیں واپس کر دی جائیں' وہاں سے اطمینان پا کر موفق اب بغداد لوٹ آیا اسی دن سے حبشی سردار کذاب کا قصہ ختم ہو گیا' اللہ اس کا برا کرے۔ اس سردار کا ظہور ۲۶ رمضان ۲۵۵ھ روز چہار شنبہ کو ہوا' اور اس کی ہلاکت ۳ صفر ۲۷۰ھ کو ہوئی' اس طرح اس کی اپنی حکومت چودہ برس چار ماہ چھ دن تک باقی رہی۔ فللّٰه الحمد و الشکر و المنه.

اس سردار کی حکومت ختم ہونے اور اس پر کامیابی حاصل کرنے کے موقعہ پر بہت سے اشعار کہے گئے' ان میں سے یحییٰ بن محمد اسلمی کے چند اشعار یہ ہیں ؎

(۱) اقول و قد جاء البشیر بوقعة   اعزت من الاسلام ما کان واهیا

ترجمہ: میں یہ چند اشعار ایسے وقت میں کہتا ہوں جبکہ خوشخبری دینے والا ایک ایسے اہم واقعہ کی خبر لے کر آیا' جس نے اسلام کو عزت بخشی جبکہ وہ انتہائی کمزور ہو چکا تھا۔

(۲) جزی اللّٰه خیر الناس للناس بعد ما   ابیح حماهم خیر ما کان جازیا

ترجمہ: بہترین انسان کو اللہ بہتر سے بہتر بدلہ دے کہ اسی نے عامۃ الناس کی حفاظت کی' اس وقت جبکہ وہ بالکل غیر محفوظ ہو چکے تھے۔

(۳) تفرد اذ لم ینصر اللّٰه ناصر   بتجدید دین کان اصبح بالیًا

ترجمہ: وہ تن تنہا دین کی مدد کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا جبکہ دوسرا کوئی بھی اللہ کے ایسے دین کی تجدید کے لیے کھڑا نہ ہوا جو کمزور ہو چکا تھا۔

(٤) و تشدید ملكٍ قدوهی بعد عزّہٖ   و اخذ بثارات تبیرالا عادیا

ترجمہ: اور وہ ملک کی مضبوطی کے لیے کھڑا ہوا جبکہ ملک طاقتور ہو کر بھی کمزور ہو چکا تھا' اور وہ دشمنوں کو ختم کرتے ہوئے بہائے ہوئے خون کا بدلہ لینے لگا۔

(٥) وردّ عماراتٍ ازیلت و اُخربت   لیرجع فییءٌ قد تخرم و افیا

ترجمہ: وہ ایسی عمارتوں میں آیا کہ وہ ڈھا دی گئی تھیں اور ویران کر دی گئی تھیں' تاکہ مجاہدوں کی جماعت اس میں پناہ لے سکے حالانکہ وہ بالکل ٹوٹ پھوٹ چکی تھیں۔

(٦) و ترجع امصار ابیحت و احرقت   مرارا و قد امستُ قواهُ عوافیا

ترجمہ: اور ایسے شہر آباد کر دیئے گئے ہیں جو کہ بے عزت کر دیئے گئے تھے' اور جلا کر خاک کر دیئے گئے تھے' بار ہا اور اس کے سارے حصے مٹنے کے قریب ہو چکے تھے۔

(۷) و يشفي صدور المسلمين بوقعة — تقرّ بها منّا العيون البواكيا

ترجمہ: اور لڑائی لڑ کر مسلمانوں کے سینوں کو شفا دینے لگا' جن سے ہماری روتی ہوئی آنکھیں ٹھنڈی ہو چکی ہیں۔

(۸) و يتلى كتاب الله في كل مسجد — و يلقى دعاء الطالبين [illegible]

ترجمہ: اور اب اللہ کی کتاب ہر مسجد میں تلاوت کی جانے لگی' اور بلانے والوں' کمزوروں کی پکار تک اب پہنچا جانے لگا۔

(۹) فاعرض عن احبابه و نعيمه — و عن لذة الدنيا و اصبح غازيا

ترجمہ: وہ اپنے دوستوں اور اپنی نعمتوں سے بالکل کنارہ کش ہو چکا ہے' اور دنیا کی لذت سے بھی' اور اب مرد غازی ہو گیا ہے۔

اس سال رومی ایک لاکھ لڑنے والی فوج لے کر آئے اور طرسوس کے قریب پڑاؤ ڈالا' ان کے مقابلہ کے لیے تمام مسلمان نکل آئے' اور رات ہی کے وقت ان پر حملہ کر دیا' جو صبح تک جاری رہا' صرف ایک رات میں تقریباً ستر ہزار کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ فللّٰہ الحمد.

ان کے دستوں کو قتل کر دیا' جن میں ان کے بڑے بڑے جرنیل تھے' اور باقی بہت سے لوگوں کو زخمی مسلمانوں نے ان سے بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا' جن میں سونے اور چاندی کے بنے ہوئے سات صلیبی نشان بھی تھے' ان کا سب سے بڑا صلیب خالص سونے کا تھا' جسے ہیروں جواہرات سے مزین کیا گیا تھا' سونے کی چار اور چاندی کی دو سو کرسیاں بھی تھیں' بے شمار برتن دس ہزار قیمتی ریشمی جھنڈے' بے حساب بے شمار مال و دولت' پندرہ ہزار گھوڑے اور ان کے زین اور ان کے لیے مناسب ہتھیار' جڑاؤ کی ہوئی تلواریں وغیرہ بھی تھیں۔ فللّٰہ الحمد.

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں: **احمد بن طولون** نے انتقال کیا۔

کنیت:

ابو العباس تھی' مصری شہروں کا امیر' وہ جامع مسجد جو طولون کی طرف منسوب ہے' درحقیقت اس کا بانی یہی احمد ہے' اس نے دمشق' عواصم اور ثغور پر مدتِ دراز تک حکومت کی' اس کے والد طولون ان ترکیوں میں سے تھے جنہیں بخاری کے عامل نوح بن سامانی نے ۲۰۰ھ میں مامون الرشید کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ۱۹۰ھ میں الرشید کو تحفہ بھیجا تھا' اس احمد کی پیدائش ۲۱۴ھ میں اور طولون جو اس کا باپ تھا' اس کی وفات ۲۳۰ھ یا ۲۴۰ھ میں ہوئی تھی۔ اسی بناء پر ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ طولون دراصل اس کا حقیقی باپ نہ تھا' بلکہ لے پالک کے طور پر لے رکھا تھا۔ واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ احمد کی ماں وہ ترکی باندی تھی جس کا نام ہاشم تھا' اس احمد کی بڑے ہی ناز و نعمت' عزت' حفاظت' حکومت' بڑائی کے ساتھ پرورش کی گئی تھی' اسے قرآن پاک کی طرح سے تعلیم دی گئی تھی' قدرتی طور پر اس کی آواز بھی

شیریں تھیں' یہ فطری طور سے ترکیوں کی اولاد کو ان کے محرمات اور منکر حرکات کرنے پر ہمیشہ ملامت کرتا تھا' اس کی ماں باندی اور نام ہاشم تھا۔

ابن عساکر نے مصر کے بعض مشائخ سے نقل کیا ہے کہ طولون اس کا باپ نہ تھا' بلکہ اسے اس کی دیانتداری' قرآن پاک کے بہتر آواز سے تلاوت کرنے' ذاتی شرافت اور بچپن سے ہی گندیوں اور برائیوں سے کنارہ کشی کی بنا پر لے پالک بنالیا تھا۔

احمد بن طولون کی خوش قسمتی کا ایک واقعہ:

اس کے ساتھ ایک اتفاقی واقعہ یہ پیش آیا تھا' کہ ایک مرتبہ طولون نے کسی خاص ضرورت کے لیے اسے دارالامارۃ بھیجا' وہاں اچانک اس نے طولون کی خاص باندی کو کسی غلام کے ساتھ فحش کاری میں مشغول پایا تو بہت ہی عجلت کے ساتھ اپنا سامان وہاں سے لے کر نکل آیا۔ اور واپس آ کر باندی اور خادم کے درمیان جو حرکت دیکھی تھی' کسی کے سامنے اس کا تذکرہ تک نہ کیا مگر اس باندی نے گمان کیا کہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے وہ اس نے طولون سے یقیناً کہہ دیا ہوگا' لہٰذا اس نے فوراً ہی طولون کے پاس آ کر یہ شکایت کر دی کہ احمد ابھی میرے پاس فلاں جگہ پہنچا تھا اور مجھے بری حرکت پر آمادہ کرنا چاہتا تھا' یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ واپس چلی گئی' اس لیے طولون کے دل میں یہ بات جم گئی کہ اس باندی نے جو کچھ کہا ہے بالکل سچ ہے' اس لیے اس نے فوراً احمد کو بلوایا اور اپنے ہاتھ سے ایک خط لکھ کر اس پر مہر لگا کر یہ کہتے ہوئے احمد کو دیا کہ یہ خط ابھی فلاں حاکم کو دے کر آ ؤ مگر اس کے مضمون سے متعلق یا باندی سے گفتگو سے متعلق اس سے بات نہیں کی۔ اس خط میں حاکم کو یہ لکھا تھا کہ اس رقعہ کے لانے والے کو جونہی وہ تمہارے پاس پہنچے' اس کی گردن اُڑا دو اور اس کا سر فوراً میرے پاس بھیج دو' احمد یہ خط لے کر طولون کے پاس سے چلا' اسے اس خط کے مضمون کا کوئی علم نہ تھا' چلتے وقت اسی باندی کے پاس سے اس کا گزر ہوا' تو اس باندی نے اسے اپنے پاس بلوایا' اس نے کہا کہ میں بہت ہی جلدی میں ہوں' مجھے یہ خط فلاں حاکم کے پاس جلد پہنچانا ہے' پھر بھی اس نے اسے یہ کہہ کر اپنے پاس بلوایا کہ مجھے تم سے کوئی ضروری بات کرنی ہے اس باندی نے دل میں یہ سوچا کہ میری شکایت پر طولون نے اس سے کیا کہا ہے' اس کی تحقیق کی جائے' اس طرح اسے اپنے پاس روک لیا اور وہ خط لے کر اس نے اسی خادم کو دے دیا' جس سے وہ بدفعلی کی مرتکب ہوئی تھی' اس خیال سے کہ شاید طولون کی طرف سے اُسے کوئی خاص انعام دینے کا حکم کیا گیا ہو تو اس طرح وہ انعام بجائے احمد کے اسی غلام کو مل جائے' چنانچہ وہ غلام اس خط کو لے کر فوراً حاکم کے پاس پہنچا' اس حاکم نے اس خط کو پڑھتے ہی اس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا۔ پھر فوراً ہی اس سر کو طولون کے پاس بھیج دیا' طولون اس سر کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوا اور فوراً احمد کو اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔ وہ آیا تو بادشاہ نے کہا تیرا برا ہو' تم سچ سچ وہ ساری باتیں مجھ سے بیان کر دو' جو میرے پاس سے تمہیں جانے کے بعد سے اب تک ہوئی ہیں۔ اس لیے اس نے تفصیلی بات سچ سچ اسے بتا دی۔ جب اس باندی کو یہ خبر ملی کہ اس غلام کا سر طولون کے پاس لایا گیا ہے تو اسے دن میں تارے نظر آنے لگے اور اس نے یقین کر لیا کہ بادشاہ طولون کو اصل واقعہ کی پوری اطلاع مل چکی ہے' اس لیے وہ فوراً عذر خواہی کرتے ہوئے اور غلام کے ساتھ حرام کاری کے گناہوں سے معافی چاہتی ہوئی اس کے پاس حاضر ہوگئی' اور اس نے وہاں پہنچ کر حق بات کا اقرار کر لیا اور احمد کی جس برائی کی طرف منسوب کرتے ہوئے شکایت کی تھی اس سے اس کی برأت کر دی'

اس واقعہ سے طولون کی نظر میں احمد کی عزت بہت بڑھ گئی اور اپنے بعد اسی کے لیے سلطنت کی وصیت کر دی۔

بادشاہ طولون کی طرف سے احمد کے لیے سلطنت کی وصیت:

اس کے بعد یہ احمد ۲۵۴ھ کے تیسویں رمضان بروز چہارشنبہ مصری علاقے کے ان حصوں کا جو مقرر کیے تھے' ان کا بھی اس کو نائب حاکم بنا دیا گیا' چنانچہ وہاں کے عام باشندوں کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا' اور بیت المال اور صدقات کے مد سے ان لوگوں پر کافی خرچ کیا۔ ایک سال اسے مصری علاقوں سے چالیس لاکھ دینار کا غلہ وصول ہوا' وہاں ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ کر کے ایک جامع مسجد بنوادی۔ ۲۵۷ھ اور ایک قول میں ۲۶۶ھ میں اس کے بنانے سے فراغت ہوئی' اس کا دسترخوان بہت وسیع ہوا کرتا تھا' جس پر ہر روز خاص و عام مجتمع ہوا کرتے تھے' اپنی جیب خاص سے ہر مہینہ ایک ہزار دینار صدقہ میں دیتا' ایک دن اس سے اس کے خزانچی وکیل نے کہا کہ میرے پاس ہر روز ایک ایسی عورت آ کر مانگتی ہے جس کے بدن پر ایک تہبند اور پراگندہ کپڑے ہوتے ہیں' مگر اس کی شکل وصورت اچھی ہے اور وہ مجھ سے مدد چاہتی ہے تو کیا میں اسے بھی دیا کروں' اس نے جواب دیا کہ جو بھی تمہارے سامنے ہاتھ دراز کرے اسے دیا کرو۔ یہ قرآن پاک کا بہت زیادہ حافظ تھا' یاد پختہ تھی' آواز بھی دوسروں کے مقابلہ میں سب سے اچھی اور شیریں تھی۔

ابن خلکان نے اس کے متعلق بتایا ہے کہ اس نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے۔ واللہ اعلم

ساٹھ ہزار دینار کے خرچ سے شفاخانہ بنوایا' ایک میدان پر ڈیڑھ لاکھ دینار خرچ کیے' اس کے صدقات، عملیات بے شمار تھے' اس کا احسان سب سے زیادہ تھا۔

پھر دمشق کے امیر ماخور کے بعد ۲۶۴ھ میں وہاں کا بھی بادشاہ بن گیا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی بہت بہتر' بہت زیادہ اور عمدہ سلوک کیا۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ کنیسہ مریم کے قریب زبردست آگ لگ گئی تو اس کی مدد کے لیے آپ اُٹھا' اور اپنے ساتھ ابوزرعہ' عبدالرحمٰن بن عمرو حافظ دمشقی اور اپنے منشی ابوعبداللہ احمد بن محمد واسطی کو بھی لے لیا' پھر اپنے منشی کو حکم دیا کہ اس کے مال میں سے ستر ہزار دینار گھر والوں کی آبادکاری اور جلے ہوئے مالوں کے دوبارہ انتظام اور اصلاح پر خرچ کیے جائیں' چنانچہ اس نے سارے کاموں پر یہ رقم خرچ کی پھر بھی چودہ ہزار دینار ان میں سے باقی رہ گئے' تو خبر پا کر اس نے دوبارہ حکم دیا کہ ان لوگوں پر ہی ان کے حصہ کے مطابق یہ کل رقم خرچ کر دی جائے۔ پھر ایک موقع پر بے حساب مال دمشق اور دوسرے شہر غوطہ والوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ ان میں سے کم از کم جو حصہ ایک فقیر کا ملا وہ ایک دینار تھا۔ رحمہ اللہ

پھر وہاں سے شہر انطاکیہ کی طرف گیا اور وہاں کے حاکم کا بھی محاصرہ کر کے آخر کار اسے قتل کر ڈالا' اور اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

احمد کے مرض موت کا سبب بھینسوں کا دودھ پینا ہوا:

اس کا انتقال سالِ رواں کے ماہِ ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں ہوا' اور اس کے انتقال کا سبب اس کی وہ بیماری ہوئی'

جو بھینسوں کا دودھ پینے سے اسے لاحق ہوئی' کیونکہ یہ بھینسوں کا دودھ بہت زیادہ پسند کرتا تھا' جس سے اسے ایک خاص بیماری لگ گئی تو حکماء نے اس کا علاج کیا اور آئندہ کے لیے اس سے بچنے کا مشورہ دیا' لیکن اس نے ان لوگوں کا مشورہ قبول نہیں کیا اور چھپ چھپ کر دودھ پیتا ہی رہا' بالآخر موت نے دبوچ لیا۔

اس نے اپنے ترکہ میں بہت سا مال' سامان گھوڑے وغیرہ بے حساب چھوڑے اس طرح پر کہ دس لاکھ دینار' جس کے ساتھ چاندی بھی بہت زائد تھی' تینتیس اولاد چھوڑی جن میں سترہ لڑکے تھے' اس کے بعد اس کے معاملات کو اس کے ایک بیٹے خمارویہ نے سنبھالا' جس کا مفصل تذکرہ عنقریب آتا ہے' اور غلاموں میں اس کے پاس سات ہزار تھے' اسی طرح گھوڑے خچر اور اونٹ وغیرہ چوپائے بھی تقریباً ستر ہزار بلکہ بعضوں نے ان سے بھی زائد بتائے ہیں۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ شہروں پر اس کے غالب ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ سب سے بڑے فتنہ پرور حبشی سردار کے مقابلہ میں یہی موفق بن متوکل تھا' جو کہ اپنے بھائی معتمد کا نائب تھا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں: احمد بن عبدالکریم بن سہل کاتب' جنہوں نے کتاب الخراج لکھی ہے' جیسا کہ ابن خلکان نے کہا ہے' اور احمد بن عبداللہ البرقی' اسید بن عاصم جمال' اور بکار بن قتیبہ المصری نے بھی اسی سال ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی اور

حسن بن زید علوی

طبرستان والے' جن کا انتقال ماہِ رجب میں ہوا' ان کی حکومت کل انیس سال آٹھ ماہ چھ دن رہی' ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن زید نے حکومت سنبھالی۔

یہ حسن بن زید نہایت ہی شریف' سخی تھے' اور فن فقہ اور عربی زبان کے بہت ماہر بھی تھے' کسی شاعر نے ان کے سامنے ان کی تعریف میں ایک اچھا قصیدہ سناتے ہوئے کہہ دیا اللہ بھی یکتا ہے اور ابن زید بھی یکتا ہے' یہ سنتے ہی انہوں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا' چپ! خاموش رہ! اللہ تیرا منہ بند کرے (کہ تو نے مجھے خدا کا شریک اور مماثل بنا دیا) تم نے اس مصرعہ کو ذرا بدل کر کیوں نہ کہا "اللّٰہ فردٌ و ابن زید عبدٌ" کہ اللہ یکتا ہے اور ابن زید بندہ ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تخت سے اتر کر خدا کا سجدہ شکر ادا کیا اور اپنا رخسار مٹی سے لگا دیا۔ اس شکر میں کہ اللہ نے بروقت ہدایت دی اور شیطان کے چکر میں پڑنے سے فوراً متنبہ کر دیا اور اظہارِ نفرت کے طور پر اس کو کچھ بھی نہیں دیا۔

ایک مرتبہ کسی اور شاعر نے ان کی شان میں ایک قصیدہ کہہ کر سنانا شروع کیا جس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

لا تقل بُشریٰ وَلٰکِن بُشریانِ غُرَّۃُ الداعی و یوم المِہرَجان

ترجمہ: یوں نہ کہو کہ ایک خوشخبری ہے بلکہ دو خوشخبریاں ہیں' دعوت دینے والے کا چہرہ اور مہرجان' یعنی پارسیوں کی عید کا دن۔

تو انہوں نے اس شاعر سے کہا کہ اگر تم دوسرے مصرعہ سے اپنے شعر کو شروع کر کے پہلے مصرعہ کو دوسرا مصرعہ بناتے تو بہتر ہوتا۔ تمہارے لیے تو یہ بات بہت ہی گری ہوئی ہے کہ تم نے اپنے شعر کو نفی حرف "لا" سے شروع کیا ہے' یہ سنتے ہی شاعر نے کہا دنیا میں کوئی بھی مقولہ اس جملہ لا الٰہ الا اللہ سے بہتر نہیں ہو سکتا' حالانکہ اس میں بھی حرف "لا" سے شروع کیا گیا ہے' یہ بات سنتے ہی انہوں نے کہا تمہاری بات بالکل صحیح ہے اور دلیل بھی بہت قوی ہے۔ یہ کہہ کر اس شاعر کو قیمتی انعام دینے کا حکم دیا' اور وفات پانے والوں میں حسن بن علی بن عفان العامری ہیں' اور

داؤد بن علی

بھی ہیں' یہ اصفہانی پھر بغدادی اور بڑے فقیہ اور ظاہر المذہب تھے' تمام اہل ظاہر کے امام تھے' ابوثور' ابراہیم بن خالد' اسحاق بن راہویہ' سلیمان بن حرب' عبداللہ بن سلمہ قعنبی' مسدد بن سرہد وغیرہ محدثین سے انہوں نے احادیث کی روایت کی ہے' اور آپ سے آپ کے صاحبزادہ فقیہ ابوبکر بن داؤد' زکریا بن یحییٰ الساجی نے روایت کی ہے۔ خطیب بغدادی نے فرمایا ہے کہ یہ بہت بڑے فقیہ اور زاہد تھے' ان کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں ہیں جو آپ کی علمی صلاحیت پر دلالت کرنے والی ہیں۔

آپ کی وفات اسی سال بغداد میں ہوئی اور ولادت ۲۰۰ھ میں ہوئی تھی' ابواسحاق السیرامی نے اپنی کتاب طبقات میں ذکر کیا ہے کہ آپ کی اصل اصفہان کی ہے' کوفہ میں ولادت ہوئی' بغداد میں جوان ہوئے' علمی لحاظ سے ان کے اپنے زمانہ میں ان ہی کو علمی برتری حاصل تھی' آپ کی مجلس میں سبز چادروں والے چار سو علماء ومشائخ حاضر ہوا کرتے تھے' مسلکاً شافعی المذھب تھے اور اس میں تعصب کی حد تک بڑھے ہوئے تھے۔ امام شافعیؒ کی منقبت اور تعریف میں مستقل ایک رسالہ بھی لکھا ہے' اور دوسرے لوگوں سے یوں بھی منقول ہے کہ آپ کی نماز بہت ہی خشوع اور خضوع کے ساتھ بہت ہی عمدہ ہوا کرتی تھی' ازدی نے کہا ہے کہ آپ کی حدیثیں متروک العمل ہو گئی ہیں' لیکن اس بات پر کسی نے ان کی تائید نہیں کی ہے' البتہ امام احمد نے فرمایا ہے کہ آپ کے بارے میں محدثین نے چہ میگوئیاں کی ہیں' اس سبب سے کہ آپ نے قرآن کریم کے بارے میں اپنی یہ رائے پیش کی ہے کہ الفاظ قرآن پاک مخلوق ہیں' جیسا کہ امام بخاری کی طرف اس بات کی نسبت کی جاتی ہے' مگر میں کہتا ہوں کہ بہرصورت آپ مشہور فقہاء میں سے تھے' لیکن آپ نے قیاس صحیح کی بھی نفی کر کے اپنے آپ کو محدود کر دیا ہے اور بہت سے علاقوں میں آپ کا فقہی دائرہ بہت ہی محدود ہو کر رہ گیا ہے' کیونکہ معنی نص میں غور وخوض کی کوشش ترک کر کے صرف ظاہری الفاظ کی اتباع سے قطعی احکام کے قول کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے' ان کے بعد قیاس کرنے والے فقہاء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ ان کا اختلاف معتبر ہے یا نہیں کہ کسی مسئلہ میں ان کے اختلاف کرنے سے دوسروں کے اتفاق کے باوجود اجماع منعقد ہو سکتا ہے یا نہیں' اس مسئلہ میں کئی اقوال ہیں' مگر یہاں ان کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال ان حضرات نے انتقال فرمایا ہے' الربیع بن سلیمان المرادی' جو امام شافعی کے شاگرد تھے' ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب' طبقات الشافعیہ' میں ذکر کیے ہیں اور قاضی بکار بن قتیبہ جو مصری علاقوں میں ۲۴۶ھ سے آخری عمر میں جیل جانے سے پہلے تک حاکم رہے۔ بادشاہ احمد بن طولون کے حکم سے انہیں جیل میں رہنا پڑا اور وہیں ان کا انتقال بھی ہو گیا' جیل میں جانے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انہوں نے ۲۷۰ھ میں موفق کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا' یہ بہت بڑے عالم' عابد اور زاہد تھے' اکثر قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول رہتے' اور خود اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہتے' ان کے بعد یہ عہدۂ قضاء' تین برسوں تک خالی رہا۔

اس سال وفات پانے والوں میں ابن قتیبہ بھی ہیں۔

ابن قتیبہ دینوری

نام' عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری' جو اپنے علاقہ کے قاضی تھے' علمی لحاظ سے بڑے نحوی' لغوی' اور نادر' مفید اور ایسی کتابوں کے مصنف تھے' جن میں بہت سے علوم اکٹھے کر لیے تھے' بغداد میں مشغول رہے اور وہیں اسحاق بن راہویہ اور ان کے ہم عصروں سے حدیث کی سماعت کی اور فن لغت ابوالحاتم سجستانی اور ان کے ہم مرتبہ لوگوں سے حاصل کیا' اس کے بعد بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کیں' اور بہت سی تصنیفات جمع کیں' ان میں سے چند یہ ہیں' ① کتاب المعارف۔ ② ادب الکاتب' جس کی تشریح ابو محمد بن سید بطلیموسی نے کی ہے۔ ③ کتاب مشکل القرآن والحدیث۔ ④ غریب القرآن والحدیث۔ ⑤ عیون الاخبار۔ ⑥ اصلاح الغلط۔ ⑦ کتاب الخیل۔ ⑧ کتاب الانوار۔ ⑨ کتاب المسلسل والجوابات ⑩ کتاب المیسر والقداح وغیرہ ذالک۔

وفات اسی سال ہوئی ہے' دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اس کے دوسرے سال میں ہوئی ہے' اور ولادت ۲۱۳ھ میں ہوئی' بہر صورت ساٹھ برس سے آگے نہ بڑھ سکے۔ ان کے صاحبزادے احمد نے ان کی تمام تصنیفات ان سے روایت کی ہیں' اور ۳۲۱ھ میں مصر کے عہدہ قضا پر مامور ہوئے' مگر صرف ایک سال بعد ہی وہیں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ان لوگوں کے علاوہ وفات پانے والوں میں محمد بن اسحاق بن جعفر الصفار' محمد بن اسلم بن وارہ اور مصعب بن احمد الصوفی ہیں' جو کہ جنید کے ہم عصر تھے۔

اسی سال روم کے بادشاہ صقلبیہ کی بھی وفات ہوئی۔ لعنہ اللہ

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ نے ملک اندلس میں ایک شہر لارد کی بنیاد ڈالی۔

واقعات ـــــ ۲۷۱ھ

اس سال خلیفہ نے خراسان کی حکومت سے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور منبروں پر اس کے نام کے ساتھ لعنت بھیجنے کا حکم بھی جاری کیا اور اس کی جگہ محمد بن طاہر کو خراسان کا حاکم بنا دیا' پھر عمرو بن لیث سے مقابلہ کے لیے ایک لشکر بھیجا' مگر عمرو نے اس لشکر کو شکست دی۔

ابوالعباس معتضد اور خمارویہ بن احمد کے درمیان جھڑپ:

اسی سال ابوالعباس معتضد بن ابی احمد موفق اور خمارویہ ابن احمد بن طولون کے درمیان جھڑپ ہوئی' جس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب خمارویہ اپنے والد احمد کے بعد مصر اور شام کے علاقوں کا بادشاہ بنا تو خلیفہ کی طرف سے اسحاق بن کنداج جو جزیرہ میں نائب حاکم تھا' اور ابن ابی الساج کی سرکردگی میں اس کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر آیا۔ چنانچہ ویترز کے علاقہ میں مقاتلہ ہوا اور شام کو ان لوگوں کے حوالہ کرنے سے صاف انکار کر دیا اور ابوالعباس بن الموفق سے مدد چاہی' تو وہ ان کے مقابلہ کے لیے آیا' اور خمارویہ کو پسپا کر دیا اور دمشق پر قبضہ کر کے اس کی ساری چیزیں اپنے قبضہ میں لے لیں' پھر رملہ کے علاقوں کی طرف خمارویہ کا پیچھا کیا اور طواحین نامی ایک چشمہ کے پاس اسے پالیا' اور وہیں ان سے مقاتلہ شروع کیا۔ اسی مناسبت سے اس جھڑپ کا نام وقعۃ الطواحین رکھا گیا ہے۔ الحاصل ان لڑائیوں میں اوّلاً ابوالعباس کو خمارویہ پر برتری حاصل رہی کہ اسے شکست دے دی' یہاں تک کہ خمارویہ اس طرح بدحواس ہو کر بھاگا کہ دائیں بائیں دیکھے بغیر مصری علاقوں میں پہنچ کر ہی دم لیا' اس موقع پر ابوالعباس اور اس کے ساتھی اس بھاگتے ہوئے لشکر کے لوٹنے میں مشغول ہو گئے' اسی طرح وہ غفلت میں تھے' اور ان لوگوں نے بھی اپنی تلواریں اور ہتھیار اتار کر رکھ دیئے تھے' کہ خمارویہ کے لشکر والوں نے جو کمین گاہوں میں اسی خیال سے چھپے ہوئے تھے' اچانک ان پر حملہ کر دیا' اور فریق ثانی کے لوگوں کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا' اور اب ابوالعباس معتضد جان بچا کر اس طرح بھاگا کہ دمشق پہنچ کر ہی دم لیا۔ مگر اس شہر والوں نے اس کے لیے صدر دروازہ نہیں کھولا' اس لیے وہ وہاں سے بھاگا' اور طرسوس میں جا کر دم لیا۔ مگر مصری اور عراقی فوجیں دونوں ہی بغیر کسی امیر کے لڑتی رہیں' بالآخر مصریوں کو فتح حاصل ہوئی' کیونکہ انہوں نے اپنے خاندان کے بزرگ خمارویہ کے بھائی کو اپنا امیر تسلیم کر لیا' اسی سبب سے وہ غالب آ گئے اور دمشق اور پورا شام ان کے زیردست رہا' یہ واقعہ عجیب واقعات میں ایک ہے۔

اس سال اندلس کے علاقہ میں مغرب والوں سے بار ہا لڑائیاں ہوتی رہیں۔

اور اس سال حسین بن جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے دو لڑکے جن کے نام محمد اور علی تھے' یہ دونوں مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے' اور وہاں کے باشندوں کو بے حساب قتل کیا اور ان سے بے شمار مال بھی چھینا اور چار

جمعوں تک مسجد نبوی میں نہ پنجوقتی نمازوں میں اور نہ ہی جمعہ کی نمازوں میں کوئی بھی نمازی حاضر ہو سکا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اسی طرح مکہ معظمہ میں بھی دو رسا فتنہ قائم رہا اور یہاں مسجد حرام کے دروازہ پر بھی لوگ قتل و قتال کرتے رہے۔

اس سال ہارون بن موسیٰ المتقدم نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات:

اور اس سال ان حضرات کا انتقال ہوا' عباس بن محمد دینوری' جو کہ ائمہ جرح وتعدیل میں سے ابن معین وغیرہ کے شاگرد تھے' اور عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور بصری' محمد بن حماد عبرانی' محمد بن سنان عوفی' یوسف بن مسلم اور

بوران' زوجۂ مامون

ایک قول یہ بھی ہے کہ نام خدیجہ اور لقب بوران تھا' مگر پہلا قول ہی زیادہ صحیح ہے' اور اسی بوران کے نام پر فم الصلح کے مقام پر ہارون نے اس سے ۲۰۶ھ میں نکاح کیا تھا۔

جبکہ وہ صرف دس سال کی تھی' اس موقع پر اس کے والد نے اس بوران اور حاضرین مجلس پر مشک کی ایسی گولیاں لٹائیں جن کے بیچ میں کاغذ کے ایسے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے جن سے کسی میں کسی دیہات کا نام' کسی میں باندی یا غلام یا گھوڑے یا ملک کا نام لکھا ہوا تھا' اس طرح جس کے ہاتھ میں جو کچھ لکھا ہوا آیا' اس چیز کا وہی مالک بنایا گیا۔ ان کے علاوہ دینار' مشک کے نافے اور عنبر کے انڈے بھی لٹائے گئے تھے' اور اس نے پانچ دن مامون اور اس کے لشکر کے رہنے کے زمانے میں دس لاکھ درہم خرچ کیے' جب مامون وہاں سے رخصت ہوا تو اس نے اسے ایک کروڑ درہم دیئے' اور فم الصلح کا علاقہ اس کی جاگیر میں دیا۔ اور ۲۱۰ھ میں اس کے ساتھ خلوت میں رہا' مامون نے جب بیٹھنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے مامون کے لیے سونے کی چٹائی بچھائی' ان کے قدموں پر جوہر کے ہزار دانے نچھاور کیے' اور سونے کے ایک طشت میں عنبر کی بتی رکھی گئی' جس کا وزن چالیس من تھا' یہ دیکھ کر مامون نے کہا کہ یہ اسراف ہے' اور چٹائی پر جو دانے پڑے ہوئے تھے' اور بہت چمک رہے تھے انہیں دیکھ کر وہ کہنے لگا' اللہ ابونواس شاعر کا برا کرے' جو شراب کی تعریف میں کہتا ہے ؎

كان صغرى و كبرى من فقا قعها حصباء دُرّ على ارض من الذهب

ترجمہ: اس کی جھاگ کے چھوٹے بڑے بلبلے گویا سونے کی زمین پر موتی کی کنکریاں ہیں۔

پھر اس نے موتیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا اور انہیں تخت عروسی پر ڈالتے ہوئے کہا: یہ میری طرف سے تمہیں تحفہ ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی چیز کی خواہش ہو تو تم مجھ سے کہو۔ اس موقع پر اس کی دادی نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا' تم اپنے آقا سے چاہو' کیونکہ اسی نے تمہارا منہ کھلوایا ہے' تب اس نے کہا میں امیر المومنین سے درخواست کرتی ہوں کہ ابراہیم بن المہدی سے اپنی خفگی دور کر کے خوش ہو جائیں' چنانچہ اس نے اپنی خوشنودی کا اظہار کر دیا' اس کے بعد وہ ہمبستری کے لیے تیار ہوا تو اسے حائضہ پایا' یہ واقعہ ماہِ رمضان کا ہے۔ اسی بوران کی وفات اب اسی سال کی عمر میں ہوئی۔

واقعات ـــــ ۲۷۲ھ

اسی سال ماہِ جمادی الاولیٰ میں قزوین کا نائب حاکم ارتکیس چار ہزار جنگجو سپاہیوں کو لے کر محمد بن زید کے مقابلہ میں نکلا' جو کہ اپنے بھائی حسن بن زید علوی کے بعد طبرستان کا حاکم مقرر ہوا تھا' اس وقت وہ دیلمیوں کے علاوہ دوسرے لوگوں پر مشتمل ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر مقام رَی میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا' وہاں دونوں فریقوں میں زبردست قتل و قتال ہوا' آخر کار ارتکیس نے اپنے مقابل کو شکست دے دی اور لشکر میں جو کچھ سامان تھا' سب لوٹ لیا' اور تقریباً چھ ہزار سپاہیوں کو قتل کیا اور رَی میں داخل ہو کر اس پر قبضہ جما لیا اور ایک لاکھ دینار کا ان سے مطالبہ کیا' اس کے اطراف و جوانب میں اپنے منتخب عمال مقرر کر دیئے۔

اسی سال ابوالعباس بن موفق اور طرسوس کے سرحدی علاقوں کے حاکم یا زمان الخادم کے درمیان مقابلہ ہوا' اہل طرسوس نے ابوالعباس کے خلاف مشتعل ہو کر زوردار مقابلہ کیا اور ان کو وہاں سے نکال دیا۔ اس لیے وہ وہاں سے بغداد کی طرف لوٹ گئے۔

اسی سال حمدان بن حمدون اور ہارون الشاری موصل شہر میں داخل ہو گئے اور وہاں کی جامع مسجد میں شاری نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

اس سال موصل کے علاقہ میں بنوشیبان نے بھی زبردست فساد برپا کیا۔

اسی سال بصرہ میں بچے کھچے حبشیوں نے پھر زور پکڑا اور یا انکلای یا منصور کے نعرے لگائے۔ یہ ''انکلای'' حبشی سردار خبیث کا بیٹا تھا' سلیمان بن جامع اور ابان بن علی مہلبی اور دوسرے نامور سردار' جو موفق کے لشکر میں تھے' ان سبھوں کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا گیا' چنانچہ ان فتنہ گروں کو قتل کر کے ان کے سر موفق کے پاس بھیج دیئے گئے اور باقی جسموں کو بغداد میں سولی پر لٹکا دیا گیا' تو ان کے بقیہ تمام شر پسند ٹھنڈے پڑ گئے۔

اس سال مدینہ منورہ کے حالات درست ہوئے اور امن و امان قائم ہوا تو اس کے باشندگان پھر وہاں واپس آ کر بس گئے۔

اس سال اندلس کے شہروں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں' بالآخر رومیوں نے مسلمانوں سے اندلس کے دو بڑے شہروں پر مکمل قبضہ کر لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس سال صاعد بن مخلد کاتب فارس سے واسط آیا تو موفق نے اپنے سرداروں کو اس کے استقبال کا حکم دیا وہ بہت ہی شان و شوکت کے ساتھ داخل ہوا لیکن اس سے غرور اور تکبر کا ظہور ہونے لگا' اس لیے موفق نے بہت جلد اسے اور اس کے گھر والوں کو گرفتار کرنے اور اس کی دولت لوٹ لینے کا حکم دیا اور اس کی جگہ پر ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو کاتب کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

اس سال بھی ہارون بن محمد بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا' جو کئی برسوں سے حج کراتا آیا تھا۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے وفات پائی: ابراہیم بن الولید الحشاس' احمد بن عبدالجبار' بن محمد بن عطارد العطاردی التیمی' جنہوں نے السیرت کی روایت یونس بن بکیر سے انہوں نے اسحاق بن یسار اور دوسروں سے روایت کی ہے' اور ابوعتبہ حجازی' سلیمان بن سیف' سلیمان بن وہب الوزیر' جن کا انتقال موفق کے قید خانہ میں ہوا' اور شعبہ بن بکار' جو ابو عاصم نبیل سے روایت کیا کرتے تھے' اور محمد بن صاحب بن عبدالرحمٰن الانماطی' جن کا لقب مکحلہ تھا' اور یحییٰ بن معین کے شاگردوں میں سے تھے' اور محمد بن عبدالوہاب الفراء' محمد بن عبید المنادی اور محمد بن عوف الحمصی اور

ابو معشر المنجم

نام: جعفر بن محمد البلخی' جو علم نجوم میں اپنے زمانہ کے استاد تھے' اس فن میں ان کی بہت سی مشہور تصنیفیں ہیں' جیسے مدخل' زیج اور الالوف وغیرہ اور التیسر والاحکام سے متعلق مضمون پر خاصی گفتگو کی ہے۔ ان کے انداز اور نشانے کچھ عجب ہوتے تھے' ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی بادشاہ نے کسی شخص کو قتل کرنے کے ارادے سے تلاش کرنا شروع کیا' اس شخص کو اس کی خبر ملنے سے وہ کہیں چھپ گیا' مگر اسے اس بات کا ڈر رہا کہ یہ ابو معشر بادشاہ کا حکم پا کر اپنے علم نجوم کی مدد سے ضرور تلاش کر لے گا' اس لیے اس نے ایک نئی ترکیب اس طرح کی کہ اس نے ایک بڑا لگن منگوا کر اسے خون سے بھر دیا اور اس میں ایک ہاون رکھ کر خود اس پر بیٹھ گیا' بادشاہ نے ابو معشر کو بلوا کر اسے حکم دیا کہ وہ شخص جہاں کہیں ہو اس کا پتہ بتاؤ' چنانچہ اپنے قانون کے مطابق اس نے کچھ نشانات بنائے اور حساب کتاب کر کے بتایا کہ اس کا معاملہ بہت ہی عجیب ہے' کیونکہ وہ شخص ایک سونے کے پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ پہاڑ خونی سمندر میں ہے اور وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ بات واضح نہ ہونے کی بنا پر بادشاہ نے اسے دوبارہ نکالنے کو کہا تو اس نے اسی طرح دوبارہ حساب و کتاب کیا' اس مرتبہ بھی ویسا ہی پایا' تب بادشاہ کو اس جواب سے سخت تعجب ہوا اور مجبور ہو کر شہر میں اس کی معافی کا اعلان کرا دیا۔ معافی کی خبر پا کر اطمینان کے ساتھ جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں چھپے ہوئے تھے؟ تب اس نے ساری باتیں بتا دیں' جن سے سب کو تعجب ہوا۔

ظاہر یہ ہے کہ رجز' الطرف اور اختلاج اعضاء کی نسبت جو جعفر بن محمد الصادق کی طرف منسوب ہے' وہ درحقیقت اسی جعفر بن ابی معشر کی طرف منسوب ہے اور وہ بات صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ـــــ ۲۷۳ھ

اس سال موصل کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج اور اس کے دوست قنسرین وغیرہ کے نائب حاکم ابن ابی الساج کے درمیان اختلاف ہوگیا' حالانکہ اس سے پہلے دونوں میں اچھے تعلقات تھے' اور یہ ابن ابی الساج کاتب خمارویہ کے جو حاکم مصر تھا اور اس کے علاقوں میں اس کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا' اس موقعہ پر خمارویہ شام آیا تو ابن ابی الساج اس سے مل گیا' اور اسحاق بن کنداج کی طرف جا کر دونوں نے مل کر حملہ کر دیا' نتیجہ میں ابن کنداج کو شکست ہوئی اور ماردین کے قلعہ کی طرف بھاگ گیا' اسحاق نے یہاں پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس طرح ابن ابی الساج کو غلبہ ہوگیا' اور موصل اور جزیرہ کے علاقوں پر بھی وہ غالب آ گیا' اور وہاں خمارویہ کا نام خطبہ میں لیا جانے لگا' اور اس کی زبردست دھاک بیٹھ گئی۔

اسی سال موفق نے ابن طولون کے غلام لؤلؤ کو پکڑ لیا' اور چار لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا اور اسے جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس لیے وہ کہتا تھا کہ میرا قصور صرف میرے پاس زیادہ مال کا ہونا ہے' ورنہ کوئی قصور نہیں ہے' اس کے بعد جیل خانہ سے فقر اور ذلت کے ساتھ نکالا گیا' اور ہارون بن خمارویہ کے زمانہ میں مصر جا سکا' اس طرح کہ اس وقت اس کے ساتھ صرف ایک غلام تھا' اور وہ ایک ٹٹو پر سوار تھا۔

درحقیقت اس کا اس بدحالی کو پہنچنا اپنے آقا کے ساتھ ناشکری اور کفرانِ نعمت کی سزا ہے۔

اس سال روم کے بادشاہ کے لڑکوں نے اپنے باپ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اپنوں میں سے ایک کو اس کی جگہ بادشاہ بنا دیا۔

مخصوصین کی وفات:

اسی سال ان مشہور حضرات نے وفات پائی:

محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم الاموی:

حاکم اندلس' کل پینسٹھ سال کی عمر پائی اور چونتیس برس گیارہ ماہ حکومت کی' یہ شکل وشباہت کے لحاظ سے رنگ کے گورے' جس میں سرخی ملی ہوئی تھی' میانہ قد' چھوٹی گردن والے' مہندی اور وسمہ سے بالوں کو رنگین کرتے' بہت ہی عاقل اور ہوشمند تھے' مشتبہ جانوں کی حقیقت کو بآسانی معلوم کر لیتے' اپنے بعد تینتیس لڑکوں کو چھوڑا' ان کے بعد ان کے لڑکے منذر نے ان کی جگہ سنبھالی اور لوگوں کے ساتھ بہت اچھے سلوک سے پیش آئے' اور لوگوں نے بھی ان سے محبت کا اظہار کیا اور اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

خلف بن احمد بن خالد:

کی وفات بھی اسی سال ہوئی' یہی وہ شخص ہے جو معتمد کے جیل خانہ میں رہنے کے زمانہ میں خراسان کا امیر تھا۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے امام بخاری محمد بن اسماعیل کو اُن کے اپنے وطن بخاریٰ سے نکال دیا تھا' جس سے ناراض ہو کر امام بخاری نے

ان پر بددعا کی' چنانچہ اس کے بعد اس نے کبھی فلاح نہ پائی' اور اس کے بعد صرف چند ماہ یہ حاکم رہا۔ آخر میں اس کی ساری چیزیں اس سے چھین کر اس کو گدھے پر سوار کر کے شہر میں گشت کرایا گیا' پھر قید خانہ میں ڈال دیا گیا' اور وہ اسی حالت میں قید میں پڑا رہا یہاں تک کہ چند ماہ بعد ہی اسی سال انتقال ہو گیا۔ یہ قدرتی سزا ہے اس شخص کی جس نے اہل حدیث وسنت کو تنگ کیا۔

اور اسی سال انتقال کرنے والوں میں

اسحاق بن احمد' حنبل بن اسحاق:

جو امام احمد بن حنبل کے چچا تھے' اور ان کے مشہور راویوں میں سے بھی تھے' اگرچہ ان کی بعض روایتوں اور حکایتوں میں جو ان سے نقل کی ہیں' ان پر تہمت بھی لگائی گئی ہے' اور ابوامیہ طرسوسی ابوالفتح بن شخرف جو صوفیائے کرام کے مشائخ میں سے ایک اور بہت ہی حالات' کرامات اور مفید کلمات والے تھے۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں جو یہ ذکر کیا ہے کہ سنن ابی داؤد کے جامع کا بھی اسی سال انتقال ہوا ہے' ان کو اپنے اس گمان میں وہم ہوا ہے' کیونکہ حقیقت میں ان کا انتقال ۲۷۵ھ میں ہوا ہے' جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے' اور

ابن ماجہ القزوینی:

کا بھی اسی سال انتقال ہوا ہے' یہی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ کے جامع میں۔ نام' ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ہے' ان کی یہ کتاب اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ بہت بڑے عامل' عالم متبحر تھے' اور ان کو احادیث پر پوری واقفیت تھی' اور مسائل اصولیہ اور فروعیہ میں سنت کے بہت متبع تھے' یہ کتاب بتیس کتابوں' ڈیڑھ ہزار بابوں اور چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے' جس کی ساری حدیثیں معدودے چند کے سوا صحیح اور قابل قبول ہیں۔ ابوزرعہ رازی کے متعلق منقول ہے کہ انہوں نے اس کی دس سے کچھ زائد احادیث پر اعتراض کیا ہے' ان کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ موضوع یا منکر تھیں' ابن ماجہ کی لکھی ہوئی ایک بہت مفصل تفسیر ہے' اور صحابہ کرام سے ان کے زمانہ تک کی ایک مکمل تاریخ ہے۔

ابویعلیٰ الخلیل بن عبداللہ الخلیلی نے کہا ہے کہ ابن ماجہ قزوینی کا نام ابوعبداللہ بن محمد بن یزید بن ماجہ ہے اور یزید ماجہ سے مشہور ہیں' جو ربیعہ کے غلام تھے' بہت بڑے مرتبہ کے عالم اور بہت سی تصنیفوں کے مالک تھے' جن میں ان کی ''التاریخ'' اور ''السنن'' بہت مشہور ہوئی ہیں' عراق مصر اور شام کے علاقوں میں کافی سفر کیا ہے' اور انہوں نے اپنے مشائخ کے بھی کچھ حالات جمع کیے ہیں' جن کو ہم نے اپنی کتاب ''التکمیل'' میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ فللّٰہ الحمد والمنہ۔

اِن سے بڑے پایہ کے لوگوں نے روایتیں نقل کی ہیں جن میں ابن سیبویہ' محمد بن عیسیٰ الصفار' اسحاق بن محمد' علی بن ابراہیم بن سلمہ القطان' احمد بن ابراہیم' سلیمان بن یزید ہیں۔ کسی اور نے کہا ہے کہ ابن ماجہ کی وفات دوشنبہ کے دن ہوئی' اور سہ شنبہ کے دن ۲۷۳ھ کو ۲۲ رمضان مدفون ہوئے' اس وقت آپ کی عمر چونسٹھ برس کی تھی' آپ کے بھائی ابوبکرؒ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی' اور اپنے دوسرے بھائی' ابوعبداللہ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن محمد بن یزید کے ساتھ مل کر ان کے دفن کے ذمہ دار ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

واقعات — ۲۷۴ھ

اس سال ابواحمد الموفق اور عمرو بن اللیث کے درمیان گھمسان کی لڑائی کے حالات ہوئے' اسی خیال سے ابواحمد آگے بڑھا' لیکن عمرو بن اللیث بھاگ نکلا اور ایک شہر سے دوسرے شہر بھاگتا رہا اور وہ اس کا پیچھا کرتا رہا' لیکن نہ تو لڑائی کی نوبت آئی اور نہ ہی دونوں کا آمنا سامنا ہوسکا' البتہ عمرو بن اللیث کا سرادستہ ابوطلحہ شرکب الجمال نے موفق کی طرف پیش قدمی کی' پھر واپسی کا ارادہ کرلیا' تو موفق نے اسے واپس جانے کا موقع نہیں دیا بلکہ اس پر حملہ کر کے اسے پکڑ لیا۔ اور اس کا سارا مال اپنے بیٹے ابوالعباس المعتضد کے لیے حلال کردیا' یہ واقعہ شیراز کے قریب پیش آیا۔

اسی سال شہر طرسوس کے نائب حاکم یازمان خادم نے رومی شہروں پر جہاد کیا اور زوردار کیا' بے حساب لوگوں کو قتل کر کے ان کا مال بطورِ غنیمت حاصل کیا اور صحیح وسالم واپس آ گیا۔

اس سال الفرغانی کا دوست سامرا میں پہنچا اور وہاں بخار کے گھروں کو لوٹ کر واپس آ گیا' یہ وہی شخص تھا جو راستوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا' اپنی ذمہ داریاں چھوڑ چھاڑ کر برعکس خود ہی لوٹ مار کرنے لگا' اور سامرا کی پولیس بھی اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئی۔

مخصوصین کا انتقال:

اس سال مندرجہ ذیل مشہور لوگوں کا انتقال ہوا' (۱) ابراہیم بن احمد بن یحییٰ ابواسحاق' ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں کہا ہے کہ یہ حافظ اور بڑے فاضل تھے۔ حرملہ وغیرہ سے روایت کی ہے اس سال جمادی الاخریٰ میں وفات پائی۔

اور (۲) اسحٰق بن ابراہیم بن زیاد ابویعقوب المقری نے اس سال ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی اور (۳) ایوب بن سلیمان بن داؤد صغدی جو آدم بن ایاس اور ابن صاعد اور ابن السماک سے روایت کرتے تھے' روایت میں ثقہ تھے اس سال ماہِ رمضان میں وفات پائی۔

اور (۴) حسن بن مکرم حسان بن علی البزار جو عفان اور ابوالنضر اور یزید بن ہارون وغیرہم سے روایت کرتے تھے' اور ان سے المحاملی ابن مخلد اور بخاری نے روایت کی ہے' روایت حدیث میں ثقہ تھے' تہتر سال کی عمر پا کر سال رواں کے ماہِ رمضان میں وفات پائی اور (۵) خلف بن محمد بن عیسیٰ ابوالحسین الواسطی' جن کا لقب کردوس تھا' جو یزید بن ہارون وغیرہ سے روایت کرتے تھے اور ان سے محاملی اور ابن مخلد روایت کرتے تھے' ابن حاتم نے انہیں صدوق اور دارقطنی نے ثقہ کہا ہے۔ سال رواں کے ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی۔ ہے اور اسی سال سے کچھ زائد عمر پائی۔

اور (۶) عبداللہ بن روح بن عبیداللہ ابن ابی محمد المدائنی' جو عبید روس سے مشہور ہیں یہ حسبابہ اور یزید بن ہارون سے

روایت کرتے تھے اور ان سے محاملی اور ابن السماک اور ابوبکر الشافعی وغیرہ روایت کرتے تھے' اور ثقہ تھے۔ اس سال ماہِ جمادی الاخریٰ وفات پائی۔

اور (۷) عبداللہ بن ابی سعید ابومحمد الوراق اصلاً بلخ کے تھے اور بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی' شریح بن یونس اور عفان اور علی بن الجعد وغیرہم سے روایت کرتے اور ان سے ابن ابی الدنیا اور بغوی اور محاملی روایت کرتے ہیں' ثقہ تھے' اخبار اور آداب بیان کرنے والے اور مفید باتیں بتانے والے تھے' ستتر (۷۷) برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ جمادی الآخرہ میں مقامِ واسط میں وفات پائی۔

اور (۸) محمد بن اسماعیل بن زیاد ابوعبداللہ' اور ان کو ابوبکر الدولابی بھی کہا گیا ہے' ابوالنضر اور ابوالیمان اور ابوالمسہر سے روایت کی ہے اور ان سے ابوالحسین المنادی اور محمد بن مخلد اور ابن السماک نے روایت کی ہے' محدثین کے نزدیک ثقہ تھے۔

واقعات — ۲۷۵ھ

اس سال ماہِ محرم میں ابوالساج اور خمارویہ کے درمیان اختلاف شدید ہو گیا یہاں تک کہ مشرقی دمشق کے ثنیۃ العقاب کے مقام میں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور آخر کار خمارویہ ابن ابی الساج پر غالب آ گیا اور وہ شکست کھا گیا' حمص کے علاقہ میں ابوالساج کی چاندی وغیرہ کی کان تھی' اس لیے خمارویہ نے کسی تیز رفتار شخص کو اس پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا اور ابوالساج کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس پر قبضہ بھی کر لیا اور اسے وہاں ٹھہرنے کا موقع نہ دیا' اس لیے وہ حلب کے علاقہ میں بھاگا تو خمارویہ نے اسے وہاں جانے سے بھی روکا۔ تب وہ رقہ کی طرف چلا' تو اس نے وہاں بھی اس کا پیچھا کیا۔ لہٰذا وہ موصل چلا گیا۔ تو وہاں سے بھی خمارویہ کے خوف سے بھاگا' اتنے میں خمارویہ وہاں بھی پہنچ گیا اور وہاں اونچے پایوں کا اس نے ایک تخت بنوایا' اور فرات کے کنارے اس پر بیٹھا کرتا' یہ دیکھ کر ابن کنداج کو لالچ ہوئی اور اس کے تعاقب میں گیا' تا کہ کچھ بھی اس سے چھین سکے مگر اس کے لیے چھیننا ممکن نہ ہوا' اتفاقاً کسی دن دونوں میں مقابلہ بھی ہو گیا' مگر ابن الساج کو زبردست شکست برداشت کرنی پڑی' مگر جان بچ گئی' آخر وہ لوٹ کر واپس بغداد میں موفق کے پاس پہنچ گیا۔ موفق نے اس کا اعزاز واکرام کیا اور خلعت سے نوازا اور اپنے ساتھ اسے پہاڑ تک لے گیا اور یہ اسحاق بن کنداج جزیرہ کے علاقہ میں دیارِ بکر کی طرف لوٹ گیا۔

اس سال شوال کے مہینہ میں ابواحمد الموفق نے اپنے بیٹے ابوالعاص المعتضد کو دارالامارہ میں مقید کر دیا۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کو کسی علاقہ میں جانے کا حکم دیا تو اس نے وہاں جانے سے سختی سے انکار کر دیا اور صرف شام میں جانے پر اظہارِ رضامندی کیا' یہ وہ علاقہ تھا' جہاں اس کے چچا المعتضد نے اسے حاکم بنا دیا تھا' اس لیے اپنے بیٹے کو اس نے قید میں ڈال دیا اس وجہ سے وہاں کے حکام برانگیختہ ہو گئے' اور بغداد میں ہنگامہ کرنا شروع کیا' تب موفق گھوڑے پر سوار ہو کر بغداد گیا اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ تم لوگوں کو میرے بیٹے سے مجھ سے زیادہ محبت ہے' یہ سن کر وہ لوگ خاموش ہو گئے' پھر خود

ہی اس نے بیٹے کو رہا کر دیا۔

اس سال رافع نے محمد بن زید علوی کے علاقہ میں مقابلہ کر کے اس سے جرجان کا علاقہ چھین لیا' اس لیے وہ استراباذ کے علاقہ میں بھاگ گیا' مگر وہاں بھی اس کا گھیراؤ کرکے رکھا گیا' جس کے نتیجہ میں وہاں اشیائے خوردنی کی سخت گرانی ہوگئی' یہاں تک کہ دو درہم میں ایک درہم کے برابر نمک ملنے لگا تھا' لہٰذا ایک رات موقع پا کر سار یہ کی طرف نکل گیا' اس طرح رافع نے کچھ عرصہ میں رہ کر اس سے بہت سے علاقے اپنے قبضہ میں لے لیے۔

اس سال ماہ محرم یا ماہِ صفر میں منذر بن محمد بن عبدالرحمٰن الاموی اندلس کے حاکم کا چھیالیس برس کی عمر میں انتقال ہوا' اور ایک سال گیارہ دنوں تک حکومت کی' یہ گندمی رنگ لانبے قد کے' چہرہ پر دانوں کے داغ تھے' سخی' خوبیوں کے مالک' شعراء کو بہت محبت کی نظر سے دیکھتے اور زیادہ سے زیادہ مال دے کر ان کو خوش کرتے' ان کے بعد ان کے بھائی محمد نے انتظام سنبھالا' مگر ان کے ناقص انتظام کی وجہ سے اندلس میں شر وفساد پھوٹ پڑا' یہاں تک کہ وہ ہلاک کر دیا گیا' جیسا کہ تفصیل عنقریب آئے گی۔

مشہور لوگوں کی وفات اور ان کے کچھ حالات:

اس سال مشہورین میں سے ان لوگوں کی وفات ہوئی' (۱) ابوبکر احمد بن محمد الحجاج المروزی' امام احمد کے شاگردوں میں بہت ذہین تھے' امام احمدؒ ان کو اپنے تمام شاگردوں پر مقدم رکھتے' ان سے محبت رکھتے' اپنی ضرورتوں میں ان کو ہی بھیجتے اور ان کو کہا کرتے کہ تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو' اور یہی وہ ہیں جنہوں نے امام احمد کی آنکھیں بعد وفات بند کیں' ان کو غسل دینے والوں میں سے ایک ہیں' انہوں نے امام احمد سے بہت سے مسائل نقل کیے ہیں۔ امام احمد کے ساتھ رہنے کی وجہ سے انہیں بڑی عظمت حاصل ہوئی۔ اس وقت جبکہ انہیں سامرا میں بلا کر پچاس ہزار ان کے سامنے پیش کیے گئے' مگر انہوں نے کچھ قبول نہیں کیا بلکہ انکار کر دیا۔

(۲) احمد بن محمد بن غالب بن خالد بن مرداس ابوعبداللہ الباہلی البصری' جو خلیل کے غلام سے مشہور ہیں' بغداد میں سکونت اختیار کی' سلیمان بن داؤد الشاذکونی اور شیبان بن فروخ اور قرہ بن حبیب وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے اور ان سے ابن سماک' ابن مخلد وغیرہما نے روایت کی ہے' ابو حاتم وغیرہ نے ان پر اس طرح اعتراض کیا ہے کہ ان کی روایتیں منکر ہوتی ہیں اور مجہول اساتذہ سے روایت کرتے ہیں' ابو حاتم نے کہا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو حدیث کو غلط طریقہ سے پیش کرتے ہیں' بہت نیک آدمی تھے' ابوداؤد اور ان کے علاوہ کئی محدثین نے ان کی تکذیب کی ہے' ابن عدی نے ان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے کے لیے احادیث وضع کی ہیں' بڑے ہی عابد' زاہد تھے اور صرف سبزیوں کو ہی خوراک بناتے تھے۔ ان کی وفات پر بغداد کے تمام بازار بند ہو گئے' سارے شہری ان کے جنازہ میں شریک ہوئے اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھی' جنازہ کو کشتی میں رکھ کر بصرہ لے جایا گیا اور وہیں ماہ رجب میں دفن کیے گئے۔

(۳) اور احمد بن ملاعب ہیں جنہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کی ہے' یہ ثقہ' بڑے دیندار' عالم اور فاضل تھے ان سے بہت سی حدیثیں پھیلی ہیں۔ اور

(۴) ابوداؤد السجستانی:

ہیں اور سنن ابوداؤد کے جامع ہیں۔ نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن یحییٰ بن عمران ابوداؤد السجستانی ہے ان آئمہ حدیث میں سے ایک ہیں جنہوں نے طلب حدیث میں بہت سے ممالک کا سفر کیا ہے۔ احادیث جمع کیں ان سے کتاب تصنیف کی اور مسائل کا استنباط کیا اور تالیف بھی کی۔ انہوں نے بہت سی حدیثیں شام مصر جزیرہ عراق خراسان وغیرہ شہروں کے مشائخ سے سنی ہیں۔ ان کی کتاب السنن بہت مشہور اور علماء میں مقبول اور ان کے ہاتھوں ہاتھ ہے ان کے بارے میں ابوحامد الغزالیؒ نے فرمایا ہے کہ ایک مجتہد کے لیے ان کی یہ ایک کتاب حدیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جاننے کے لیے کافی ہے۔ ان سے محدثین کی ایک جماعت نے روایتیں نقل کی ہیں جن میں ابوبکر عبداللہ' ابوعبدالرحمٰن النسائی' احمد بن سلیمان البخار ہیں اور ان سے نقل کرنے والوں میں دنیا میں یہی آخری شخص ہیں۔

موصوف نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی اور بار ہا بغداد تشریف لا کر وہاں لوگوں کو اپنی کتاب السنن سنائی اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بغداد میں ہی رہ کر اس کتاب کی تصنیف کی اور آخر میں امام احمد کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے اسے بہت پسند کیا۔ تعریفی کلمات کہے۔ خطیب بغدادیؒ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ابوبکر محمد ابن علی بن ابراہیم القاری الدینوری نے اپنے الفاظ میں یوں کہا ہے کہ میں نے ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن الحسن القرصی کو کہتے ہوئے سنا ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے ابوبکر بن درسہ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوداؤد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پانچ لاکھ احادیث لکھی ہیں ان میں سے چار ہزار آٹھ سو احادیث کا انتخاب کر کے میں نے اپنی کتاب السنن میں جمع کی ہیں جن میں صحیح' مثل صحیح اور اس کے قریب قریب ہیں۔ لیکن انسان کو اپنے دین کی حفاظت کے لیے ان میں سے صرف ان چار حدیثوں پر عمل کافی ہے:

① اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.

''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

② مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ.

''انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ہے اس کا غیر مفید کاموں اور باتوں کو چھوڑ دینا''۔

③ لَا يَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِنًا حَتّٰى يَرْضٰى لِاَخِيْهِ مَا يَرْضَاهُ لِنَفْسِهٖ.

''مومن اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی چیز نہ پسند کرنے لگے جسے خود اپنے لیے پسند کرتا ہے''۔

④ اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَ بَيْنَ ذَالِكَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ.

''حلال چیزیں بھی کھلی اور واضح ہیں اور حرام بھی بالکل واضح ہیں' ان کے درمیان کی چیزیں مشتبہات میں سے ہیں''۔

مجھے عبدالعزیز بن جعفر حنبلی سے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابوبکر الخلال نے کہا ہے کہ ابوداؤد بن الاشعث السجستانی جو اپنے زمانہ کے سب سے بڑے امام ہیں ایسے شخص ہیں کہ ان کے مقابلہ میں علوم کی تخریج اور ان کے مواقع کی شناخت میں ان کے زمانہ میں کوئی بھی نہیں ہے۔ اور یہ بہت ہی پرہیزگار اور سب سے بڑھے ہوئے تھے ان سے امام احمد بن حنبلؒ نے بھی ایک حدیث سنی جو صرف ان ہی کو

معلوم تھی۔ ابوبکر اصفہانی اور ابوبکر بن صدقہ دونوں ہی ان کو بڑے منازل تک پہنچاتے تھے ان کو ایسی صفتوں سے متصف کرتے جن سے ان کے اس زمان میں سے کوئی کسی وصف نہ کرتا۔

اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ حدیث جو امام احمد بن حنبل نے ان سے سنی اور لکھی وہ ہے جو حماد بن سلمہ سے اور انہوں نے ابو عشر دارمی سے اور انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عتیرہ (وہ بکری جسے زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب ماہ رجب میں اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کی اچھائی بیان کی (ابتداء اسلام کے زمانہ کی یہ بات ہے) ابراہیم الحربی وغیرہ نے کہا ہے کہ ابوداؤدؒ کے لیے حدیث اسی طرح نرم اور آسان کر دی گئی تھی جس طرح نابینا حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے لوہا نرم کر دیا گیا تھا' ان کے علاوہ دوسرے نے کہا کہ وہ مسلمانوں میں سے حدیث میں سے ایک تھے' ان احادیث کی تعلیل کے دوران ان کی سندوں کی تحقیق کی' بہت بڑے عابد' بڑے پرہیزگار' دیندار نیک اور فن حدیث کے شہسواروں میں تھے اور دوسرے نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ ہدایت راہبری اور راہ راست پر چلنے میں بہت مشابہہ تھے۔ اور حضرت علقمہ ان کے مشابہہ تھے اور حضرت ابراہیم حضرت علقمہ کے اور منصور ابراہیم کے اور سفیان منصور کے اور وکیع سفیان کے اور احمد بن حنبل وکیع کے اور یہ ابوداؤد احمد بن حنبلؒ کے مشابہ تھے۔

محمد بن بکر بن عبدالرزاق نے کہا ہے کہ ابوداؤدؒ کی ایک آستین چوڑی اور ایک آستین پتلی ہوا کرتی تھی' تو ان سے سوال کیا گیا کہ اللہ آپ پر رحم کرے ایسا کرنے میں کیا مصلحت ہے؟ جواب دیا کہ ایک یہ چوڑی آستین تو کتابوں کی حفاظت کے لیے ہے مگر دوسری کی ضرورت نہیں ہے۔

امام ابوداؤد کی پیدائش ۲۰۲ھ میں ہوئی اور جمعہ کے دن سولہویں شوال' ۲۷۵ھ کو تہتر سال کی عمر میں وفات ہوئی اور سفیان ثوریؒ کی قبر کے بغل میں دفن کیے گئے۔

ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کیے ہیں اور دوسرے اماموں نے ان کے بارے میں جو تعریفی کلمات کہے ہیں وہ بھی ذکر کر دیے ہیں۔

اس سال محمد بن اسحق بن ابراہیم بن العنبس الضمیدی الشاعر کا انتقال ہوا' وہ بہت دیندار اور بڑے پر مزاح تھے اور بہت زیادہ ہجو یہ اشعار بھی کہنے والے تھے ان کے اچھے اشعار میں یہ دو اشعار بھی ہیں ؎

(۱) کم علیلٍ عاش بعد یاسٍ   بعد موت الطبیب والعُوّادِ

ترجمہ: بہت سے بیمار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ زیست سے ناامیدی کے بعد بھی زندہ رہ جاتے ہیں۔ اپنے معالج اور عیادت کرنے والوں کی موت کے بعد بھی۔

(۲) قد تُصَادُ القطا فتنجوا سریعا   و یحلّ البلاءُ بالصیاد

ترجمہ: اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قطا پرندہ شکار کر لیا جاتا ہے مگر وہ جلد ہی بچ کر بھاگ جاتا ہے اور بلاء اس کے شکاری پر نازل ہوتی ہے۔

واقعات ـــ ۲۷۶ھ

اس سال ماہِ محرم میں بغداد کے کوتوال کے عہدہ پر عمرو بن اللیث کو دوبارہ بحال کر دیا گیا اور اس کا نام فرشوں کرسیوں اور پردوں پر لکھ دیا گیا' پھر اس کا نام ان چیزوں سے خارج کر کے اسے معزول کر دیا گیا' اور عبید اللہ بن طاہر کو وہ عہدہ دے دیا گیا۔

اس سال موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کا نائب حاکم مقرر کر دیا۔

اس سال ہارون الشاری الخارجی نے موصل شہر پر قبضہ کا ارادہ کیا اور اس کے مشرقی حصہ میں پڑاؤ ڈالا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا' مجبوراً وہاں کے باشندے نکل کر اس کے پاس گئے اور اس سے امن چاہا' تو اس نے انہیں امن دے دیا' پھر واپس اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔

اس سال حرمین اور طائف کے امیر ہارون بن محمد العباسی نے لوگوں کو حج کرایا' حج کے بعد جب حجاج یمن کو لوٹ آئے تو ایک مقام پر سب نے پڑاؤ ڈالا' اچانک پانی کا ایک سیلاب ان تک آیا اور انہیں اس کا احساس بھی نہ ہو سکا' نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے ایک فرد بھی نہ بچ سکا' فرداً فرداً سب ہلاک ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اور ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں لکھا ہے کہ اس شہر بصرہ کے علاقہ میں نہر الصلہ میں ایک ٹیلہ ابھر آیا' جو بنی شقیق کے ٹیلہ کے نام (تل الشقیق) سے مشہور ہے' جس میں مثل حوض کے سات قبریں تھیں' ان سات قبروں میں سات صحیح و سالم انسانی بدن تھے' ان کے کفنوں سے مشک کی خوشبو پھوٹ رہی تھی' ان میں سے ایک شخص نوجوان تھا' اس کے سر پر کچھ لمبے بال تھے' اس کے ہونٹ پر تری تھی' ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ابھی ابھی پانی پیا ہے' اس کی دونوں آنکھیں سرمگیں تھیں اور اس کے کولہے پر تلوار کی مار کا اثر تھا۔ حاضرین میں سے کسی نے یہ چاہا کہ اس کے سر کے کچھ بال وہ تبرکاً کھینچ کر اپنے پاس رکھ لے' مگر وہ تو اپنی جگہوں پر سخت تھے' گویا کہ وہ ابھی زندہ شخص کے ہیں لہٰذا لوگوں نے ان سب کو ان کی حالتوں پر چھوڑ دیا۔

مشہورین کی وفات:

اس سال مشہورین میں سے وفات پانے والوں میں:

① احمد بن حازم:

بن ابی عزرہ الحافظ مشہور مسند والے ہیں ان کی حدیثیں بکثرت مروی ہیں اور ان روایت عالی' کم سندوں والی ہے اور اس سال وفات پانے والوں میں یہ بھی ہیں:

② حالات بقی بن مخلد:

جن کا نام ابو عبدالرحمٰن اندلسی الحافظ الکبیر ہے ان کی کتاب مسند فقہی ترتیب پر مبوب ہے اس میں سولہ سو راویوں سے

روایتیں نقل کی ہیں۔ ابن حزم نے اس کتاب کو مسند احمد بن حنبل پر فوقیت دی ہے' لیکن میرے نزدیک ان کا یہ فیصلہ غور طلب ہے' ظاہر ہے کہ مسند احمد اس مسند سے بہت زیادہ جامع اور عمدہ ہے' بقی موصوف نے عراق تک سفر کیا ہے' اس عرصہ میں امام احمد کے علاوہ دوسرے بہت سے ائمہ حدیث سے عراق اور دوسرے مقامات میں حدیثیں سنی ہیں' وہ مشائخ دوسو چونتیس سے بھی زیادہ ہوں گے' ان کی اور بھی دوسری تصنیفیں ہیں' ان باتوں کے ساتھ ہی وہ بہت ہی نیک' عابد' زاہد اور مستجاب الدعوات بھی تھے۔

ان کا ایک واقعہ ہے کہ ان کے پاس ایک عورت نے آ کر یہ کہا کہ میرے بیٹے کو انگریز گرفتار کر کے لے بھاگے ہیں' میں اس کے فراق میں ساری رات جاگتی رہتی ہوں' میرے رہنے کو ایک چھوٹا سا گھر ہے' چاہتی ہوں کہ اسے فروخت کر دوں اور اس کی قیمت سے اس بچے کو آزاد کراؤں' اب اگر آپ سے ممکن ہو سکے تو میرے مناسب کسی خریدار کا مجھے پتہ بتا دیں' جو اسے خرید لے کہ میں اس کی قیمت دے کر بچے کو آزاد کرا لوں' مجھے دن رات میں کسی لمحہ بھی ذرہ برابر قرار نہیں ہے نہ نیند ہے' نہ صبر ہے' نہ سکون ہے' نہ آرام ہے' تو جواب دیا کہ ہاں فی الحال تم لوٹ جاؤ' میں ان شاء اللہ اس معاملہ میں غور کرتا ہوں' یہ کہہ کر اس شیخ نے اپنی گردن جھکا لی' اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی اور اللہ عزوجل کے پاس اس بچے کی نجات کے لیے دُعائیں کرنے لگے کہ اللہ اُسے انگریز کے قبضہ سے نکال دے' وہ عورت ان کی بات سن کر اپنے گھر لوٹ گئی' تھوڑی دیر بعد ہی وہ عورت اپنے بچے کو لیے ہوئے اس شیخ کے پاس پہنچی اور کہنے لگی' اللہ آپ پر رحم کرے' آپ ذرا تکلیف فرما کر اس بچے کی سرگذشت سن لیں' تو شیخ نے اس سے کہا' کہو تم پر کیا بیتی؟ لڑکے نے جواب دیا کہ ہم بیڑیوں میں جکڑے ہوئے بادشاہ کے خدمت گزاروں میں تھے' میں اسی حال میں چل پھر رہا تھا کہ اچانک میری بیڑی کھل کر گر گئی' یہ دیکھ کر وہ پولیس جو مجھ پر مسلط تھی اس نے مجھے گالی دی اور اس نے کہا تم نے اپنے پیر سے یہ بڑی کیوں کھولی؟ میں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا میں نے نہیں کھولی اور نہ مجھے اس کا حال معلوم ہو سکا۔ بہر حال ان لوگوں نے لوہار بلوا کر پھر سے وہ بیڑی میرے پیروں میں ڈلوا دی اور اسے خوب مضبوط کر دیا اور اس کی کیلوں کو خوب سخت کر دیا۔ اس کے بعد جب میں اُٹھا تو وہ بڑی پھر خود سے نکل کر گر پڑی' اس مرتبہ پھر تیسری مرتبہ بھی ان لوگوں نے بیڑی میرے پیر میں جکڑ دی اور پہلے سے بھی زیادہ انہیں سخت کر دیا' فارغ ہوتے ہی وہ بیڑی پھر گر پڑی' یہ باتیں دیکھ کر ان لوگوں نے اپنے کاہنوں کے پاس جا کر اس کی وجہ دریافت کی' تو ان لوگوں نے کہا کیا اس کی ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا ہاں زندہ ہے' تب ان کاہنوں نے کہا کہ تمہاری ماں نے تمہارے لیے دُعائے خیر کی اور اس کی دُعا عند اللہ مقبول ہو چکی ہے' لہٰذا تم لوگ اسے کھول دو اور آزاد کر دو۔ بالآخر لوگوں نے مجھے کھول کر آزاد کر دیا اور میری حفاظت کی' یہاں تک کہ میں اسلامی ملک میں پہنچ گیا۔ یہ باتیں سن کر بقیؒ نے اس لڑکے سے اس وقت کے متعلق دریافت کیا' جبکہ وہ بیڑی پیروں سے نکل کر گر گئی تھی' تو معلوم ہوا کہ یہ وہی وقت تھا' جبکہ انہوں نے اس شخص کے لیے اللہ کے پاس دُعا مانگی تھی اور اللہ نے اسی وقت اسے آزاد کرا دیا۔

اس سال وفات پانے والوں میں

③ صاعد بن مخلد الکاتب:

ہیں' جو بہت زیادہ صدقہ اور خیرات کرنے والوں اور نفل نمازیں پڑھنے والوں میں تھے' ابوالفرج بن الجوزیؒ نے ان کی

بہت زیادہ تعریف کی ہے' لیکن ابن الاثیر نے اپنی کتاب الکامل میں کچھ عیوب بھی ذکر کیے ہیں' اور بتایا ہے کہ ان میں خود پسندی اور حماقت کا اثر تھا' لیکن مذکورہ دونوں اقوال اور اوصاف یکجا جمع کیے جاسکتے ہیں اور ایسا ہونا ممکن ہے۔

حالات

④ ابن قتیبہ :

پورا نام ہے عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری' پھر بغدادی' انہیں علماء' ادباء حفاظ اور اذکیاء' ہر ایک میں شمار کیا جاتا ہے' ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں' بہت ہی شریف اور قابل اعتماد تھے' وہ علماء جن کے گھر میں ان کی تصنیف کی ہوئی کتابیں نہیں تھیں' وہ ان پر تہمت لگاتے تھے' ان کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ ہریسہ[1] کا ایک لقمہ منہ میں رکھا' اتفاقاً وہ گرم تھا' جس کی وجہ سے ان کے منہ سے ایک زوردار چیخ نکلی اور ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی' جو ظہر کے وقت تک رہی' اس کے بعد کچھ افاقہ ہوا تو برابر اَشْهَدُ ان لا اِلٰهَ الّا اللّٰه کا وظیفہ زبان سے جاری تھا' وہ اس سال ماہ رجب کی پہلی تاریخ کی صبح تک باقی رہا' آخر اس وقت وفات پا گئے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ۲۷۰ھ میں وفات پائی ہے' لیکن پہلا قول' اسی سال کا ہونا زیادہ صحیح ہے۔

⑤ محمد بن عبداللہ ابوقلابہ الریاشی :

جو حفاظِ حدیث میں سے ایک ہیں' ابومحمد کی کنیت سے پکارے جاتے تھے' لیکن ان کا لقب ابوقلابہ ان پر غالب رہا' انہوں نے یزید بن ہارون' رَوح بن عبادہ اور ابوداؤد طیالسی وغیرہم سے روایتیں سنی ہیں' اور ان سے ابن صاعد' محاملی' بخاری اور ابوبکر الشافعی وغیرہم نے روایتیں کی ہیں یہ بہت زیادہ سچے' عبادت گزار اور ہر روز چار سو رکعتیں ادا کرنے والے تھے' انہوں نے زبانی ساٹھ ہزار حدیثیں روایت کیں' ان میں سے چند میں عمداً غلطی کی ہے' چھیاسی برس کی عمر میں اس سال ماہِ شوال میں وفات پائی۔

⑥ محمد بن احمد بن ابی العوام۔ ⑦ محمد بن اسماعیل الصائغ۔ ⑧ یزید بن عبدالصمد۔ ⑨ ابوامرداد المؤذن' ان کا نام عبداللہ بن عبدالسلام بن عبید الرداد المؤذن صاحب المقیاس مصر میں وفات پائی' جہاں ان کی اور ان کی اولاد کی طرف آج تک نسبت کی جاتی ہے۔ یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] ہریس ایک قسم کا کھانا جو گوشت اور کوٹے ہوئے گیہوں کو ملا کر پکایا جاتا ہے۔ (انوار الحق قاسمی)

واقعات ــــ ۲۷۷ھ

اس سال نائب ملک کے نائب حاکم یازمان نے خمارویہ کے حق میں خطبہ دیا' کیونکہ خمارویہ کی طرف سے اس کے پاس نقد بہت سا سونا اور قیمتی تحفہ وغیرہ بھیجا گیا تھا۔

اس سال خمارویہ کے لوگوں کی ایک جماعت بغداد آئی۔

اور اسی سال بغداد کے مظالم کی تحقیقات کے لیے یوسف بن یعقوب کو مقرر کیا گیا' اور لوگوں میں یہ اعلان کیا گیا کہ اگر کسی کو کسی کے خلاف ظلم کی شکایت ہو' خواہ وہ امیر المومنین الناظر الدین اللہ الموفق ہی کے خلاف ہو یا عوام میں سے کسی کے خلاف ہو تو وہ آئے اور شکایت پیش کرے' اس طرح لوگوں میں اچھی خصلتوں کی چھاپ پڑ گئی' اور ایسی بہادری کا مظاہرہ ہو گیا جس کی نظیر نہیں دیکھی گئی تھی۔

اس سال بھی لوگوں کو اسی امیر نے حج کرایا' جس کا ذکر اس سے پہلے بھی ہو چکا ہے۔

مخصوصین کی وفات:

اس سال مشہور لوگوں میں ان لوگوں کا انتقال ہوا۔ ابراہیم بن صراء' اسحاق بن ابی العنبس اور

ابواسحاق الکوفی:

جو ابن سماعہ کے بعد بغداد کے قاضی مقرر ہوئے' انہوں نے معلّٰی بن عبید وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی ہے' اور ان سے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کی ہے' ترانوے برس کی عمر میں وفات پائی' وہ ثقہ' فاضل دیندار اور نیک شخص تھے۔

حالات احمد بن عیسیٰ:

ابوسعید الخراز' جو عبادت' مجاہدہ' پرہیز گاری اور مراقبہ کرنے کے اعتبار سے مشہور صوفیاء میں سے ایک تھے' اسی مضمون پر ان کی کئی تصنیفات ہیں' ان کی بہت سی کرامتیں اور حالات بھی لوگوں میں منقول ہیں' مصائب پر بہت صبر کیا ہے' انہوں نے ابراہیم بن بشار' ابراہیم بن ادہم وغیرہ کے شاگردوں سے احادیث بیان کی ہیں' اور ان سے علی بن محمد المصری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ ان کے عمدہ کلاموں میں سے یہ ہے کہ جب اللہ سے ڈرنے والے لوگوں کی آنکھیں رو رہی ہوں اس وقت تم آنسوؤں کے عوض یا ان کا واسطہ دے کر اللہ سے اپنی آزادی کا معاملہ کر و اور یہ فرمایا ہے کہ عافیت اور سکون نیک اور بد دونوں کی اصلیت پر پردہ پوشی کیے رہتی ہے مگر جب مصیبت نازل ہوتی ہے اس وقت دونوں کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے' اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر وہ چھپی ہوئی چیز کہ ظاہر اس کے مخالف ہو' سمجھ لو کہ یہ باطل ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ گزرے ہوئے وقتوں کی یاد میں مشغول رہنا موجودہ

وقت کو برباد کرنا ہے (کہ گذشتہ را صلوٰۃ' آئندہ را احتیاط پر عمل کرنا چاہیے) اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کے وہ کام جو ان کے حق میں گناہ کے ہوں وہی کام دوسرے نیک بندوں کے حق میں نیکیوں کے ہوتے ہیں۔ ۔ ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہونے سے پہلے ہی اس پر راضی رہنے کا نام تفویض ہے اور فیصلہ صادر ہونے کے بعد راضی ہونے کا نام تسلیم ہے۔

اور امام بیہقی نے اپنی مسند میں ان کی جانب منسوب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ انسانوں کے دل فطرۃً اس طرح بنائے گئے ہیں کہ وہ ہر اس شخص سے محبت کریں جو ان کے ساتھ احسان کرے' تو فرمایا تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کے سوا کسی کو بھی محسن حقیقی جانتا ہو' وہ اللہ کی طرف پورے طور پر کیوں مائل نہیں ہوتا ہے' اب میں یہ کہتا ہوں کہ اگرچہ یہ حدیث روایۃً صحیح نہیں ہے پھر بھی ان کا جواب بہترین ہے۔

ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے سعید نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے والد سے چاندی کا ایک دانق[1] مانگا تو کسر نفسی کے ساتھ فرمایا کہ اگر تمہارے والد یہ پسند بھی کر لیں' کہ سواری پر سوار ہو کر بادشاہ کے دروازے تک جائیں پھر بھی وہ مڑ کر دیکھنا پسند نہ کریں گے (تو تمہیں اتنا مال کہاں سے لا کر دوں؟)۔

ابن عساکر نے ان سے یہ روایت بیان کی ہے' انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے سخت بھوک لگی' میں نے چاہا کہ اللہ سے کھانا طلب کروں' تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بات توکل کے خلاف ہے' پھر میں نے سوچا کہ اس اللہ سے کم از کم صبر کرنے کی ہی توفیق چاہوں' تو غیبی آواز میں کسی نے یہ اشعار کہے:

(۱) و یزعم انہ منا قریب — و انا لا نضیع من اتانا

ترجمہ: وہ خیال کرتا ہے کہ وہ مجھ سے قریب ہے' اور یہ بھی خیال کرتا ہے کہ جو میرے پاس آ جاتا ہے میں اسے ہلاک نہیں کرتا ہوں۔

(۲) ویسألنا القریٰ جھدا و صبرا — کانا لا نراہ ولا یرانا

ترجمہ: اس کے باوجود وہ مجھ سے برداشت کرنے اور صبر کرنے کی توفیق کی درخواست کرتا ہے' گویا کہ نہ ہم اسے دیکھ رہے ہیں اور نہ ہی وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد ان کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اُٹھا اور کئی فرسخ[2] تک بغیر کسی توشہ کے ہی پیدل چلا گیا اور کہا کہ عاشق اپنے معشوق کو پانے کے لئے ہر چیز کو بطور حجت کے پیش کیا کرتا ہے۔ لیکن محبوب کی کسی نشانی یا علامت کو دیکھ کر عاشق کی تسلی نہیں ہوتی' اور محبوب کے حالات اور حقیقت حال کی دریافت کو وہ چھوڑتا نہیں ہے' پھر یہ اشعار کہے:

---

[1] دانق ایک درہم کے چھٹے حصے کے برابر ایک سکہ کا نام ہے۔ (مترجم)

[2] الفرسخ: تین میل ہاشمی' جو تقریباً آٹھ کلومیٹر کے برابر ہے۔ جمع فراسخ۔ (مترجم)

(۱) أسائلُكُمْ عنها فهل من مُخَبِّرٍ — فمالي بنُعمٍ بعد مكة لي علم

ترجمہ: اے لوگو! میں تم سے اپنی محبوبہ کے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا کوئی بھی مجھے اس کے بارے میں تسلی بخش خبر دینے والا ہے؟ کیونکہ میری محبوبہ نُعمیٰ کا مکہ سے نکلنے کے بعد مجھے کوئی علم نہیں ہے۔

(۲) فلو كنتُ أدري أين خيَّمَ أهلها — وأي بلاد اللّٰه إذ ظعنوا أمُّوا

ترجمہ: اگر میں یہ جان سکتا کہ اس کے گھر والوں نے کہاں خیمہ گاڑا ہے' اور اپنے سفر کے وقت اللہ کے کس شہر کا انہوں نے قصد کیا ہے۔

(۳) اذًا لَسَلَكْنَا مسلكَ الريح خَلْفَهَا — ولو اصبحت نُعمى و عن دونها النجم

ترجمہ: تو اتنا جان لینے کی صورت میں میں اس کے پیچھے ہوا کہ چال سے چلتا رہتا' اگرچہ وہ نُعمیٰ اور اس کے لوگ ثریا تاروں تک دور چلے گئے ہوں۔

ان کی وفات اسی سال ہوئی ہے' ایک قول یہ بھی ہے کہ ۲۴۷ھ اور ایک قول میں ۲۸۶ھ میں ہوئی' مگر پہلا قول ہی صحیح ہے۔

حالات عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی:

اسی سال عیسیٰ بن عبداللہ بن سنان بن زکویہ بن موسیٰ طیالسی الحافظ جن کا لقب رعاب تھا' کا انتقال ہوا۔ انہوں نے عفان اور ابونعیم سے روایتیں سنی ہیں' اور ان سے ابوبکر الشافعی وغیرہ نے روایتیں سنی ہیں' دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے' ان کی وفات چوراسی برس کی عمر میں' اسی ماہِ شوال میں ہوئی' اور اسی سال

ابوحاتم الرازی:

کی وفات ہوئی۔ نام: محمد بن ادریس بن المنذر بن داؤد بن مہران ابوحاتم الحنظلی الرازی' احادیث کے حافظ' ثبت اور حدیث کی علتوں اور جرح وتعدیل کے جاننے والے اماموں میں سے ایک ہیں' ابوزرعہ رحمہ اللہ کے ہمنشینوں میں ہیں' انہوں نے بہت سے محدثین سے حدیثیں سنیں' بہت سے ملکوں اور شہروں میں سفر کیا' بڑے بڑے محدثین کی بڑی تعداد سے روایت کی ہے اور ان سے بھی کافی تعداد میں لوگوں نے روایتیں کی ہیں' جن میں الربیع بن سلیمان' یونس بن عبدالاعلاء بھی' یہ دونوں ہی ان سے بڑے تھے' بغداد شریف لے گئے اور وہاں احادیث بیان کیں' اور بغداد کے مقامی لوگوں میں ابراہیم الحربی ابن ابی الدنیا اور محاملی وغیرہم ہیں' اپنے صاحبزادے عبدالرحمٰن کو ایک بار فرمایا کہ اے بیٹے! میں حدیث کی طلب میں ایک ہزار فرسخ [1] سے بھی زیادہ پیدل چلا ہوں اور یہ بھی بتایا کہ بعض اوقات ایسے بھی گزرے کہ اپنے اوپر خرچ کرنے کے لئے جیب میں کچھ نہیں ہوتا تھا' اس

---

[1] فرسخ برابر ہے تین میل ہاشمی' یا بارہ ہزار گز یا آٹھ کلومیٹر کے۔ المصباح۔ (مترجم)

طرح کبھی کبھی تین تین دن مجھے کھانے کو نہیں ملتا تھا' کبھی کسی ساتھی سے نصف دینار قرض بھی لیا ہے اور کبھی اکثر علماء اور فقہاء نے ان کی تعریف کی ہے' اور کبھی حافظ حدیث اور غیر حافظ سے زبانی حدیث کے یاد ہونے پر پہنچ کی بھی نوبت آ جایا کرتی' اس طرح پر کہ اگر کوئی میرے سامنے ایک صحیح حدیث بھی ایسی سنا دے جو میری سنی ہوئی نہ ہو تو میں ایک درہم صدقہ کروں گا۔ فرماتے ہیں کہ اس طرح کہنے کا مقصد اپنی بڑائی ثابت کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس بہانے سے نہ سنی ہوئی حدیث کے سننے کا مجھے موقع ملتا۔ مگر کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے مجھے ایک بھی نئی حدیث سنائی ہو' حالانکہ حاضرین میں ابوزرعہ رازی جیسے بھی ہوتے۔ ان کا انتقال اسی ماہ شعبان میں ہوا۔

حالات محمد بن الحسن الجندی:

اور وفات پانے والے لوگوں میں محمد بن الحسن بن موسیٰ بن الحسن ابوجعفر اللوفی الحزاز ہیں' جو الجندی کے نام سے مشہور ہیں' ان کی ایک کتاب مسند کبیر تھی' انہوں نے عبیداللہ ابن موسیٰ' القعنبی اور ابونعیم وغیرہم سے حدیثیں روایت کی ہیں' اور ان سے ابن صاعد اور المحاملی اور ابن السماک وغیرہم نے حدیثیں نقل کی ہیں' بیانِ حدیث میں ثقہ اور صدوق تھے۔

محمد بن سعدان ابوجعفر الرازی:

انہوں نے پانچ سو شیوخ سے بھی زیادہ روایتیں سنی ہیں' مگر سوائے معدودے چند حدیثوں کے اور زیادہ روایت نہیں کی ہے' اسی سال ماہ شعبان میں وفات پائی ہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ محمد بن سعدان البزار کا قعنبی سے روایت کا دعویٰ وہم ہے' کیونکہ وہ تو غیر مشہور شخص ہے اور یہ محمد بن سعدان النحوی ہیں اور مشہور ہیں' ان کی وفات ۲۰۱ھ میں ہوئی۔

ابن الاثیر نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں بیان کیا ہے کہ اس سال وفات پانے والے لوگوں میں یعقوب بن سفیان بن حران الامام الفسوی ہیں' شیعیت کی طرف مائل تھے۔

اور یعقوب بن یوسف بن معقل الاموی کہ ان کے آقا ابوالعباس احمد بن الاصم کے والد تھے۔

اسی سال عریب المغنیہ المامونیہ نے بھی وفات پائی' ان کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ جعفر بن یحییٰ البرمکی کی بیٹی تھیں۔

یعقوب بن سفیان بن حران:

ان کا نام ابو یوسف بن ابی معاویہ الفارسی الفسوی ہے' انہوں نے بے شمار حدیثوں کی سماعت کی ہے اور ایک ہزار سے زائد ثقہ شیوخ سے روایت کی ہے' جن میں ہشام بن عمار' دحیم' ابوالجاہر' سلیمان بن عبدالرحمٰن' یہ سب دمشق کے تھے' اور سعید بن منصور' ابوعاصم' مکی بن ابراہیم' سلیمان بن حرب' محمد بن کثیر' عبیداللہ بن موسیٰ القعنبی ہیں' اور ان قعنبی سے نسائی نے اپنی کتاب السنن میں روایت کی ہے' ابوبکر بن داؤد' الحسن بن سفیان' ابن خراش' ابن خزیمہ ابوعوانہ الاسفرائینی وغیرہم نے روایت کی ہے اور کتاب التاریخ والمعرفۃ وغیرہ جیسی کئی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں' طلب حدیث میں دور دراز شہروں کی طرف سفر کیا اور اپنے وطن سے تقریباً

تمیں ... ابن عساکر نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں اپنی مسافرت کے زمانہ میں چراغ کی روشنی میں لکھا کرتا تھا کہ ایک رات اتفاقاً میری آنکھ پر کوئی چیز گری' جس کی وجہ سے میں چراغ کو بھی نہیں دیکھ سکتا تھا' اس لئے اپنی بینائی کے چلے جانے پر میں رونے لگا کہ اس نابینائی کی وجہ سے اپنی کتابت حدیث سے میں ہمیشہ کے لئے معذور ہو جاؤں گا' اور ساتھ ہی یہ کہ مسافرت کی حالت میں بھی ہوں' خدا کی قدرت کہ میری آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا' خواب میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے تمہیں کیا ہو گیا' تو میں نے روتے ہوئے عرض کی کہ میں حالت سفر میں ہوں اور ساتھ ہی کتابت حدیث سے ہمیشہ کے لئے معذور ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''میرے قریب آؤ''۔ میں قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر رکھا اور ایسا محسوس ہوا کہ آپ کچھ تلاوت فرما رہے ہیں' اس کے بعد میں جاگ پڑا اور میں سب کچھ دیکھنے لگا' تب میں بیٹھ کر اللہ کی تسبیح وتہلیل کرنے لگا۔

ابوزرعہ دمشقی' حاکم ابو عبداللہ النیشاپوری نے ان کی بہت تعریفیں بیان کی ہیں' اور فرمایا کہ یہ ملک فارس کے محدثین کے امام ہیں' یہ نیشاپور تشریف لائے اور وہاں ہمارے مشائخ سے احادیث سنیں' بعضوں نے ان پر شیعیت کی طرف مائل ہونے کا الزام بھی لگایا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ یعقوب بن اللیث حاکم فارس کو یہ خبر ملی کہ یہ یعقوب بن سفیان' عثمان بن عفان کی برائی بیان کرتا ہے' تو اس نے انہیں حاضر کرنے کا حکم دیا' تب اس کے وزیر نے کہا' اے امیر! یہ شخص ہم لوگوں کے عثمان بن عفان السخبر ی کی برائی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ تو عثمان بن عفان صحابی رضی اللہ عنہ کی برائی کرتا ہے۔ تو اس نے کہا: جب تو اسے چھوڑ دو' مجھے اس صحابی کی برائی سے کیا تعلق ہے' میں نے تو یہ گمان کیا تھا کہ وہ اپنے شیخ عثمان بن عفان السخبر ی کی برائی کرتا ہے' (اسی لیے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا تھا)۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ یعقوب بن سفیان کے متعلق' ایسا گمان کرنا صحیح نہیں ہے' کیونکہ وہ تو بڑے پایہ کے محدثین کے امام تھے اور ان کی وفات بصرہ میں رہتے ہوئے ماہِ رجب میں ابوحاتم سے ایک ماہ پہلے ہوئی تھی۔ انہیں کسی نے خواب میں دیکھ کر یہ دریافت کیا تھا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو جواب دیا کہ میری مغفرت کر دی گئی' اور مجھے حکم دیا گیا کہ جس طرح میں زمین میں رہتے ہوئے لوگوں کو احادیث لکھایا کرتا تھا' اسی طرح اب بھی آسمان والوں کو لکھواتا رہوں' چنانچہ اب میں چوتھے آسمان پر فرشتوں کی ایک جماعت کو احادیث لکھواتا رہتا ہوں' جن میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی ہیں' جو میری بتائی ہوئی احادیث کو سونے کے قلموں سے لکھتے رہتے ہیں اور اس سال وفات پانے والوں میں

عریب المامونیہ:

بھی ہیں' جن کے حالات ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیے ہیں' انہوں نے کسی حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ جعفر برمکی کی بیٹی تھیں' برمکی حکومت کے خاتمہ کے زمانہ میں یہ بچی ہی تھیں کہ اغوا کر کے بیچ دی گئیں' مامون بن الرشید نے انہیں خرید لیا تھا۔ اس

بیان کے بعد حماد بن اسحاق سے نقل کیا کہ ان کے والد اسحاق نے کہا ہے کہ میں نے اس عورت سے بڑھ کر خوبصورت اور اس سے بڑھ کر ادیبہ اور اس سے عمدہ گانے والی' ستار بجانے والی' اشعار کہنے والی' شطرنج اور نرد[1] سے کھیلنے والی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی ہے۔ ان باتوں کے علاوہ تم جو بھی خوبی کسی عورت میں تلاش کرنا چاہو گے اسی میں پاؤ گے ساتھ ہی یہ فصیحہ بلیغہ اور فی البدیہہ اشعار کہنے والی بھی تھی' مامون کو تو اس سے عشق تھا۔

اس کے بعد معتصم نے اس سے محبت کی' لیکن یہ خود ایک ایسے شخص سے عشق کرتی تھی جس کا نام محمد بن حماد تھا' ابن عساکر نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس عورت نے بار بار اسے دارالخلافہ میں اپنے پاس بلایا تھا' اللہ اس کا برا کرے۔ اس کے بعد اس عورت نے المنذری سے عشق کیا اور اس سے چھپ کر شادی بھی کر لی تھی اور اس کی محبت میں اشعار بھی کہا کرتی تھی' اس نے بسا اوقات متوکل کے سامنے اپنے اشعار میں اس کا اظہار بھی کیا مگر اسے اس کا احساس نہ ہو سکا' ان اشعار کو سن کر اس کی سہیلیاں ہنسنے لگتیں' تو انہیں گالیاں دیتے ہوئے کہتا' تمہارے عمل سے اس کا عمل کہیں بہتر ہے' ابن عساکر نے اپنی کتاب میں اس کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں' یہاں اس کے وہ اشعار نقل کیے جاتے ہیں جو اس نے متوکل کے مرض بخار میں گرفتار ہونے کے موقعہ پر اس کی عیادت کرتے ہوئے کہے۔

اشعار:

(۱) اتونی فقالوا بالخلیفة علّة — فقلت و نار الشوق توقد فی صدری

ترجمہ: لوگوں نے میرے پاس آ کر خبر سنائی کہ خلیفہ کسی مرض میں گرفتار ہو گیا ہے' تو میں نے کہا شوق کی آگ میرے سینہ میں جلا دی گئی ہے۔

(۲) الالیت بی حمی الخلیفة جعفرٍ — فکانت بی الحمی و کان له اجری

ترجمہ: اے کاش' خلیفہ جعفر کا بخار مجھے آیا ہوتا' اس طرح میں بخاری میں گرفتار رہتی اور اسے میری طرف سے اجر ملتا رہتا۔

(۳) کفی بی حزن ان قیل حم فلم امت — من الحزن انی بعد هذا لذو صبری

ترجمہ: میرے مغموم رہنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ میرے سامنے اس کے بخار میں رہنے کی بات کی جائے' اور مجھ پر موت طاری نہ ہو' شدت غم کی وجہ سے اس کے باوجود میں صبر کیے زندہ رہوں۔

(٤) جعلت فدًا للخلیفة جعفر — و ذالك قلیل للخلیفة من شکری

ترجمہ: میں نے خود کو خلیفہ جعفر پر فدا کیا ہے' اور خلیفہ کے شکریہ کے طور پر میرا فدا ہونا معمولی سی بات ہے۔

---

[1] ایک قسم کا کھیل جس کو اردشیر بن بابک شاہِ ایران نے ایجاد کیا تھا۔ المصباح' گوٹ' چوسر وغیرہ جیسے ایک کھیل کا نام ہے۔ (کشوری)

اس کے بعد خلیفہ کو بخار سے تندرستی حاصل ہوئی تو اس نے اپنے یہ اشعار گا کر سنائے

(۱) شکرا لانعم من عافاك من سقم دمت المعافا من الالام و السقم

ترجمہ: میں تمہاری بیماری سے شفا پانے کی نعمت کے مقابلہ میں اس ذات کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے تمہیں شفا دی' خدا کرے تم ہمیشہ آفات اور بلایات سے محفوظ رہو۔

(۲) عـادتْ بِبُـرئِكَ لِلأيّـامِ بَهجَتُهـا وَ اهْتَزَّ بنت رياض الجود والكرم

ترجمہ: تمہاری تندرستی لوٹ آنے سے زمانہ پر اس کی رونق لوٹ آئی ہے' سخاوت اور داد و دہش کے باغات میں سبزی جھوم گئی ہے۔

(۳) مـا قـام للـدين بعد اليوم من ملكٍ اعفـى منك ولا ارغـى الـى الذمم

ترجمہ: آج کے بعد سے دین کی حفاظت کے لئے کوئی بھی بادشاہ ایسا کھڑا نہ ہوگا' جو تم سے زیادہ درگزر کرنے والا اور برائیوں کو ختم کرنے والا ہو۔

(٤) فعمّـرَ اللّٰـه فينـا جعفرًا ونفـى بنـور و جنتـه عنّـا وجـى الظلم

ترجمہ: اس لیے اللہ ہم میں جعفر خلیفہ کی عمر دراز کرے اور اس کی پیشانی کی چمک سے ظلم کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں کو دور کرے۔

اسی طرح خلیفہ کی شفایابی کے بعد بھی اس کے یہ اشعار ہیں:

(۱) حـمـدنـا الـذى عافى الخليفة جعفرا علـى رغـم اشيـاخ الـضلالة و الكفر

ترجمہ: ہم اس ذات کی حمد بیان کرتے ہیں' جس نے خلیفہ جعفر کو شفا دی' گمراہی اور کفر کے شیوخ کی ناراضگی کے باوجود۔

(۲) ومـا كـان الامثـل بدرٍ اصـابـه كسُوفٌ قـليـل ثُـمَّ اجـلٰـى عن البدر

ترجمہ: اس کی بیماری کی مثال تو ایسی ہوئی کہ چودھویں رات کے چاند میں' تھوڑا گہن لگ گیا تھا' پھر چاند کو نکھرتا ہوا چھوڑ کر وہ گہن دور ہو گیا۔

(۳) سلامـتـه لـلـدين عـزٌّ و قُـوَّةٌ وعـلّتـهُ لـلـدين قـاصمةُ الظَّهـر

ترجمہ: اس کا تندرست ہونا دین کی عزت اور قوت کا سبب ہے اور اس کا بیمار ہونا دین کی مضبوط پیٹھ کو توڑنا ہے۔

(٤) مـرضـتَ فـامـرضـت البريّة كُلّهـا و اظـلـمـتِ الامـصـار من شدة الذعر

ترجمہ: اے خلیفہ! تم تنہا کیا بیمار ہوئے کہ تم نے ساری مخلوق کو بیمار کر دیا' اور ڈر کی زیادتی کی وجہ سے سارا شہر تاریک ہو گیا۔

(٥) فلمّـا استبـان الـنـاس منك افـاقةً افـاقـوا و كـانوا كا النيام على الجمر

ترجمہ: اب جبکہ لوگوں کے سامنے تمہاری تندرستی کا اظہار ہوا' تو وہ سب تندرست ہو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ انگاروں پر

پڑے ہوئے تھے۔

(٦) سلامة دنيانا سلامة جعفر ۔۔۔ فدام معافا سالمًا آخر الدهر

ترجمہ: ہماری دنیا کی سلامتی جعفر کی سلامتی میں ہے، خدا کرے وہ قیامت تک صحیح و سلامت اور تندرست رہے۔

(٧) امامٌ أعمّ النّاس بالفضل والنداء ۔۔۔ قريبًا من التّقوى بعيدا عن الوزر

ترجمہ: وہ ایسا امام ہے جس نے ہر انسان پر اپنے فضل اور سخاوت کو عام کر دیا ہے، وہ تقویٰ سے بہت قریب اور گناہ سے بہت دور ہے۔

اس طرح اس کے اشعار بہت زیادہ اور حیرت آمیز ہیں، اس کی پیدائش ۱۸۱ھ ایک سو اکاسی ہجری میں اور وفات دو سو ستتر ہجری میں سُرَّمن رای کے مقام پر چھیانوے برس کی عمر میں ہوئی۔
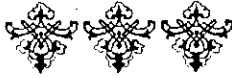
واقعات ـــــ ۲۷۸ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہ محرم میں ایک ستارہ نکلا تھا' جو سر کے بال جمہ[1] کی طرح گھنا اور بڑھا ہوا تھا' پھر وہی بڑھ کر اور لانبا ہو گیا تھا۔

اور یہ بھی کہا کہ اس سال دریائے نیل کا پانی بالکل گہرائی میں اتنا چلا گیا تھا' جس کی کوئی نظیر نہ کبھی دیکھی گئی اور نہ پرانے واقعات میں کبھی سنی گئی' نتیجہ میں اس سال ہر چیز کا دام بہت بڑھ گیا' قحط ہو گیا۔

اس سال عبداللہ بن سلیمان کو وزارت کے خلعت سے نوازا گیا۔

اسی محرم میں موفق اپنے جہاد سے واپس آیا' تو نہروان تک بڑھ کر لوگوں نے اس کا استقبال کیا' پھر جب وہ بغداد پہنچا تو اسے گھٹیا مرض تک لگ چکا تھا' اس بنا پر صفر کے ابتدائی دنوں تک وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکل سکا' بالآخر چند دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

فرقہ قرامطہ کی تحقیق:

اور یہ بھی کہا کہ ان ہی دنوں میں قرامطہ نے زور پکڑا جو زندیقوں اور ملحدوں کا ایک فرقہ تھا' فارسی فلسفیوں کا متبع تھا' جو زرتشت اور مزدک کو اپنا نبی مانتے تھے' جو حرام چیزوں کو حلال کرتے تھے' ان کے بعد وہ لوگ ہر کس و ناکس غلط عقیدے والوں کو ماننے والے ہو گئے' ان میں زیادہ تر رافضیوں ہی کی طرف سے فساد داخل ہوتا' اور وہی ان لوگوں کو باطل عقیدوں کی طرف مائل کرتے' کیونکہ لوگ عقل کے کورے تھے' اس فرقہ کو اسماعیلیہ کہا جاتا تھا' کیونکہ یہ لوگ اسماعیل اعرج بن جعفر صادق کی طرف منسوب تھے' اور یہی لوگ قرامطہ[2] بھی کہلاتے تھے' جن کی نسبت قرمط بن اشعث البقار کی طرف ہوتی تھی' یہ مشہور ہے کہ ان کا سردار اپنے ماننے والوں کو دن رات میں پچاس نمازوں کی ادائیگی کا حکم دیتا تھا' تاکہ وہ لوگ اس میں مشغول رہیں اور مخالفت اور عیب جوئی کی طرف ان کا دھیان نہ جا سکے' اس کے بعد اس نے اپنے بارہ خلیفے مقرر کیے' پھر اپنے ماننے والوں کے لئے کچھ قواعد اور اصول گھڑ لیے تاکہ وہ لوگ ان کے مطابق زندگی بسر کریں۔ پھر امام اہل بیت کی اتباع کی دعوت دی اور انہیں فرقہ باطنیہ بھی کہا جاتا تھا' کیونکہ یہ اپنی بیہودگیوں کو ظاہر کرتے اور کفر خالص کو چھپاتے' اور انہیں جرمیہ اور بابکیہ بھی کہا جاتا۔ بابک خرمی کی طرف نسبت کرتے ہوئے' جو معتصم کے زمانہ میں ظاہر ہوا اور قتل کیا گیا' جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے' اور انہیں محمرہ بھی کہا جاتا' لال

---

[1] الجمہ: سر کے بالوں کی کثرت' کان کے لو سے نیچے تک کے بال۔ المصباح۔ (مترجم)

[2] قرامطہ ہی کو باطنیہ' جرمیہ' بابکیہ' محمرہ' تعلیمیہ' سبعیہ بھی کہا جاتا ہے۔

رنگ کو اپنا شعار بنانے کی وجہ سے' تا کہ بنی عباس کی موافقت اور دوسروں کی مخالفت ہو' کیونکہ بنی عباس سیاہ لباس پہنتے تھے اور ان کو تعلیمیہ بھی کہا جاتا تھا' کیونکہ وہ امام معصوم سے اپنی تعلیم کو منسوب کرتے تھے اور اپنی رائے اور تقاضائے عقل سے کام لینے کو بالکل چھوڑ دیا تھا' اور ان کو سبعیہ بھی کہا جاتا تھا۔ کیونکہ یہ دعویٰ تھا کہ سات حرکت کرنے والے ستارے ہی سارے عالم کے انتظامات کو سنبھالتے ہیں (اللہ ان پر لعنت کرے)۔ چنانچہ پہلے آسمان میں قمر دوسرے میں عطارد تیسرے میں زہرہ چوتھے میں سورج' پانچویں میں مریخ' چھٹے میں مشتری اور ساتویں میں زحل ہیں۔

ابن الجوزی نے یہ بھی کہا ہے کہ بابکیہ کی ایک جماعت اب بھی ایسی موجود ہے' جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ سال بھر میں ایک رات اپنے مردوں اور عورتوں کے ساتھ کسی بند جگہ میں جمع ہوتے ہیں اور اندر جمع ہو کر بتی بجھا کر اندھیروں میں عورتوں پر دست درازی کرتے ہیں' اس طرح جس کو جو بھی عورت ہاتھ لگ جاتی ہے وہ اس رات کے لیے بالکل حلال ہو جاتی ہے' اور کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے حلال شکار ہے' اللہ ان پر لعنت کرے۔

ابن الجوزی نے ان کی باتوں کو اپنی کتاب میں تفصیل اور بسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

ان سے پہلے ابوبکر الباقلانی نے بھی (جو متکلم سے مشہور ہیں) اپنی کتاب ''ہتک الاستار وکشف الاسرار'' لکھنے میں سبقت کی ہے' اس میں باطنیہ فرقہ پر رَد کیا ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کی اس کتاب کا بھی رد کیا ہے' جسے فاطمین کے کسی قاضی نے مصر کے علاقے میں جمع کیا ہے۔ اور اس کا نام ''البلاغ الاعظم والناموس الاکبر'' رکھا ہے اور اس کی دعوت میں سولہ درجے قائم کیے ہیں' پہلا درجہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ان کے ساتھ ہمنشینی میں شریک ہوں' اگر وہ اہل سنت میں سے ہوں تو ان کے سامنے صرف بتایا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر فضیلت حاصل تھی' اس عقیدے سے موافقت ہو جانے کے بعد دوسرا سبق یہ ہوتا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر بھی افضلیت حاصل تھی' پھر بڑھ کر یہ بتایا جاتا کہ ان دونوں کو گالیاں دینی چاہئیں' کیونکہ ان دونوں نے حضرت علی اور اہل بیت پر بہت ظلم کیا ہے' پھر ترقی کر کے یہ بتایا جاتا کہ ساری امت اور صحابہ کرام جاہل اور ظالم تھے' کیونکہ ان میں سے اکثر لوگوں نے خلفاء اولین کی تائید کی ہے' پھر آگے بڑھ کر اصل دین اسلام کی ہی برائی کی تعلیم دی جاتی۔ پھر امام باقلانی نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ اس طرح اپنے مخاطبین کو شکوک اور شبہات میں ڈال دیتے' مگر اس کا اثر صرف ان لوگوں پر پڑتا جو انتہائی ناسمجھ' غبی اور بدبخت ہوتے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قسم ہے آسمان کی جس میں (فرشتوں کے چلنے کے) راستے ہیں کہ تم سب لوگ قیامت کے بارے میں مختلف گفتگو میں ہو' اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے' یعنی اس کے ذریعہ گمراہی میں مبتلا ہونے والے کو ہی گمراہ کرتا ہے' اور یہ بھی فرمایا ہے کہ تم اور جس کی تم عبادت کیا کرتے تھے' کوئی بھی بچ کر نکلنے والا نہیں ہے' ہر ایک کو جہنم میں داخل ہونا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن' جن اور انسان بنائے ہیں' جو ایک دوسرے کو ملاوٹی باتیں بنا بنا کر سنا کر دھوکہ میں ڈالا کرتے تھے' لیکن اے نبی! اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ لوگ ایسی حرکتیں نہیں کر سکتے' اس لیے اے نبیؐ! آپ ان لوگوں کو ان کے باطل طریقوں میں ہی مبتلا رہنے دیں' تا کہ ان لوگوں کی غلط باتوں کی طرف ان کے دل مائل رہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے' اور تا کہ ان کے قول و

فعل سے یہ راضی رہیں اور دوسروں کی طرح یہ بھی اندازے سے باتیں کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سی آیتیں ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ باطل اور جہالت اور گمراہی اور گناہوں کے کاموں میں بدبختوں کے علاوہ کوئی اچھا آدمی شریک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

ان هم مستحوذ على احد   الا على اضعف المجانين

ترجمہ: وہ تو کسی پر بھی غالب آنے والا نہیں ہے مگر صرف کمزوروں اور دیوانوں پر۔

اب ان تمام باتوں کے بعد کفر، گمراہی اور کم عقلی میں یہ لوگ اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ دوسرے کم عقل اور تھوڑی دینی سمجھ والوں کے لئے مناسب یہ تھا کہ ان کو ان جیسی باتوں کا خیال آتے ہی خود کو بچانے کی کوشش کریں اور کفر اور جہالتوں کی مختلف قسم کی خراب باتیں وہی ہیں جو ابلیس ہی ان کو بتاتے اور سکھاتے ہیں، بلکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود شیطان ہی ان سے اس قسم کی باتیں سیکھا کرتا ہے، کیونکہ اس سے قبل تک وہ ان باتوں سے ناواقف ہوتا ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

وكنت امرأً من جند ابليس برهةً   من الدهر حتّٰى صار ابليسُ من جندى

ترجمہ: میں کچھ دنوں تک تو شیطان کے لشکر کا ایک فرد تھا، لیکن اب تو خود شیطان بھی میرے لشکر کا ایک فرد ہو گیا ہے۔

الحاصل اس سال یہ جماعت ابھری، اس نے زور پکڑا اور بہت ہی اہمیت اور شان و شوکت والی ہو گئی، اس کی تفصیل ہم عنقریب ذکر کریں گے، اس طرح حالات ان کے اتنے موافق ہو گئے کہ یہ بزور طاقت مسجد حرام میں داخل ہو گئے۔

حجر اسود کا غائب ہونا:

خاص خانہ کعبہ کے اردگرد مسجد حرام کے بیچ میں بے حساب حجاج کا خون بہایا، حجر اسود کو توڑ ڈالا اور اپنی جگہ سے اسے اکھیڑ کر ۳۱۷ ہجری میں اپنے علاقوں میں لے بھاگے، پھر ۳۳۹ھ تک وہ ان کے ہی پاس رہا، اس طرح وہ حجر اسود بائیس برس تک اپنی جگہ سے غائب رکھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ساری آفتیں محض اس وجہ سے ہوئیں کہ خلیفہ بالکل کمزور اور کٹھ پتلی ہو کر رہ گیا تھا، ترک قوم منصب خلافت سے کھیل رہی تھی، ہر جگہ ان لوگوں کا ہی غلبہ تھا، اور خلافت بالکل برائے نام رہ گئی تھی۔

اس سال دو اہم واقعات پیش آئے (۱) ایک تو ان لوگوں کا ظہور ہوا، (۲) حسام الاسلام ناصر دین اللہ ابو احمد الموفق کی وفات۔ رحمہ اللہ۔ لیکن اللہ نے مسلمانوں کی بقا کے لئے ان کے بعد ان کے لڑکے ابو العباس احمد کو قائم مقام بنایا، جن کا لقب معتضد ہوا تھا، جو بہت زیادہ نڈر اور دلیر تھے۔

حالات ابو احمد الموفق:

یہی امیر ناصر لدین اللہ ہیں، ان کو الموفق کے لقب سے ملقب کیا گیا، اور ان کو ہی طلحہ بن متوکل علی اللہ جعفر بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید کہا گیا۔

ان کی پیدائش روز چہارشنبہ ۲ ربیع الاول ۲۲۹ھ کو ہوئی تھی۔

جب امورِ خلافت ان کے بھائی معتمد کے ہاتھ میں آ گئے تھے' تو اس نے ان سے وعدہ کیا تھا اور وصیت کہا تھا کہ جعفر کے بعد خلافت تم کو ملے گی اور اس کا لقب الموفق کر دیا تھا لیکن اس نے جب زنگی سردار کا مقابلہ کر کے اس کا قلع قمع کر دیا تو اس کا لقب بدل کر ناصر دین اللہ کر دیا اور اسی وقت سے تمام امور سلطنت چھوٹے بڑے اس کے قبضہ میں آ گئے' اور ملکی خراج اور آمدنیاں سب اسی کے پاس جمع کی جانے لگیں اور اسی کے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھا جانے لگا اور یوں کہا جانے لگا: ''اے اللہ امیر الناصر لدین اللہ ابو احمد الموفق باللہ جو مسلمانوں کے معاملات کا نگہبان ہے اور امیر المومنین کا بھائی ہے اس کی اصلاح کر''۔ لیکن قدرت خداوندی سے اس کے بھائی معتمد سے چھ ماہ قبل ہی اس کی وفات ہوگئی۔

یہ شخص بڑی گہری عقل' عمدہ انتظامات کا مالک تھا' جس وقت یہ لوگوں کی فریادرسی کے لیے بیٹھتا تھا اس وقت اپنے پاس قاضیوں کو بھی بٹھاتا تھا اور کھڑے کھڑے بلا تاخیر دادرسی کر کے مظلوم کے حقوق دلواتا۔

علمی لحاظ سے یہ بڑا ہی ادب' نسب' فقہ اور ملکی سیاستوں کا ماہر تھا' اسی کی خوبیاں بے شمار اور یادگاریں بے حساب ہیں۔

اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ حالت سفر میں یہ مرض گھٹیا کا شکار ہوگیا' تو ماہ سفر میں بغداد واپس آ کر اپنے گھر ہی میں رہنے لگا' مرض بڑھتا گیا' اس کے پاؤں پھول کے موٹے کپے ہو گئے' اس کے بدن میں گرمی کی وجہ سے جلن رہتی' اس لیے برف وغیرہ ٹھنڈی چیزوں کا وافر انتظام کیا جاتا' چارپایوں پر لٹا کر اسے ادھر سے ادھر کیا جاتا' جس کے لئے چالیس آدمی مقرر کر دیئے گئے تھے' جن میں باری باری سے بیک وقت بیس آدمیوں کی ضرورت پڑتی' ایک دن اس نے خود تنگ آ کر کہا' مجھے یقین ہے کہ تم لوگ میری وجہ سے تنگ آ چکے ہو' اے کاش! میں حاکم وقت نہ ہوتا اور تمہاری ہی طرح ادنیٰ آدمی ہوتا کہ تمہاری ہی طرح میں کھاتا اور تمہاری ہی طرح پیتا اور تمہاری ہی طرح آرام سے سویا کرتا' اور یہ بھی کہا کرتا کہ میرے رجسٹر میں ایک لاکھ ایسے غریبوں اور محتاجوں کے نام لکھے ہوئے ہیں جن کو ہماری طرف سے زندگی گزارنے کے اخراجات دیئے جاتے ہیں' مگر اب کوئی بھی ان میں سے مجھ سے بدتر حالت میں نہیں ہے۔

بالآخر ماہِ صفر میں بائیسویں تاریخ قصر حسینی میں انتقال ہوا۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ اس وقت اس کی عمر چند ماہ اور کچھ دن کم چوالیس سال کی ہوئی تھی۔

ان کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے ابوالعباس احمد سے بیعت لینے کے لئے تمام امراء اکٹھے ہوئے' ان کے والد کے بعد ان سے تمام انتظامی امور کو قائم کرنے کے لیے معتمد نے بیعت کی' اور منبروں پر کھڑے ہو کر اس سلسلہ میں بیانات دیئے' اور وہ سارے امور مملکت جو ان کے والد سے متعلق تھے' مثلاً لوگوں کو عہدوں پر فائز کرنا' انہیں معزول کرنا' لوگوں اور حکومتوں سے تعلق قائم کرنا اور ختم کرنا' یہ سب ان سے متعلق کر دیئے گئے' اور معتضد باللہ کا لقب انہیں دیا گیا۔

اس سال ادریس بن سلیم الفقعسی الموصلی کا انتقال ہوا' ابن اثیر نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ بہت زیادہ حدیثوں کی روایت کرنے والے اور بڑے دیندار تھے۔

اسی طرح اسحاق بن کنداج کا بھی انتقال ہوگیا' جو جزیرہ کے نائب گورنر تھے' یہ اچھی رائے اور مشورے کے مالک تھے' ان

کے بعد ان کی تمام ذمہ داریاں ان کے بیٹے محمد کو سونپ دی گئیں۔

اور اسی سال طرسوس کے نائب حاکم یا زمان کا بھی انتقال ہوا جس کا سبب وہ پتھر تھا جو رومیوں نے محاصرہ کے زمانہ میں ان لوگوں کے منجنیق سے آ کر لگا تھا چنانچہ اس سال ماہ رجب میں وفات ہوئی اور طرسوس میں دفن کیے گئے اس کے بعد سرحدی علاقوں کی نیابت پر ان کے بعد خمارویہ بن احمد بن طولون کے حکم سے احمد جعفی مقرر کیے گئے مگر جلد ہی اپنے چچازاد بھائی موسیٰ بن طولون کی وجہ سے اسے معزول بھی ہونا پڑا۔

حالات غلام ابن عبدالرحیم:

اسی سال ان کے غلام ابن عبدالرحیم کا بھی انتقال ہوا' خدا اس کے ساتھ برا سلوک کرے' ابن الجوزی نے اس کے متعلق ذکر کیا ہے کہ یہ بدبخت روم کے علاقوں میں مجاہدین میں نامور شخص تھا' اتفاق کی بات ہے کہ اس طرف کسی غزوہ میں مسلمان روم کے کسی شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ اچانک اس کی نظر ایک قلعہ میں کسی رومیہ لڑکی پر پڑی' آنکھیں لڑتے ہی اسے دل دے بیٹھا اور اس سے ملنے کے لیے راستے تلاش کرنے لگا' اور خود اسی سے دور سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ نصرانیت کو قبول کر کے سیدھے بآسانی میرے پاس آ جاؤ' چنانچہ اس کی بات مانتے ہوئے مسلمانوں کو چھوڑ چھاڑ کر سیدھا اس کے پاس پہنچ گیا' جس کی وجہ سے تمام مسلمانوں' مجاہدوں کو سخت دلی صدمہ ہوا' اور ان پر واقعہ بڑا شاق گزرا۔ کچھ دنوں کے بعد ہی جبکہ وہ اسی قلعہ میں اسی عورت کے پاس تھا کہ مسلمان اس طرف سے گزرے اور اس سے ملاقات ہوئی تو اس کو غیرت دلائی کہ تمہارا حفظ قرآن کہاں گیا؟ تمہارا علم کیا ہوا؟ تمہارے روزے کیا ہوئے؟ تمہارے جہاد کا کیا حشر ہوا؟ تمہاری نمازیں کیا ہوئیں؟ تو اس نے کہا: سوائے اس ایک آیت کے مجھ سے پورا قرآن محو کر دیا گیا ہے' اور وہ ایک آیت جو یاد رہ گئی ہے وہ یہ ہے:

ترجمہ: ''بسا اوقات کفار یہ تمنا کریں گے کہ اے کاش ہم بھی اسلام لائے ہوتے تو انہیں چھوڑ دو کہ وہ اطمینان سے محدود وقت کے لیے کھائیں پئیں اور ان کی تمنائیں انہیں غفلت میں رکھیں کہ عنقریب وہ اپنا نتیجہ جان لیں گے' اور اب میں فی الحال ان لوگوں میں مال اور اولاد کا مالک ہوں''۔ (پ۱۴' حجر' آیت نمبر۲۔ انوار الحق قاسمی)

واقعات ___ ۲۷۹ھ

حکومت کی ذمہ داریاں جو کچھ بھی اب تک جعفر کے سپرد تھیں' ان سے اس نے اس سال ماہ محرم کے آخر میں دستبرداری اختیار کر لی اور اب المعتمد کے بعد ابوالعباس المعتضد بن الموفق مستقل طور پر ساری ذمہ داریوں کا مالک ہو گیا' اور اس کے نام کا سب کے سامنے خطبہ پڑھا جانے لگا' اس موقعہ پر یحییٰ بن علی نے المعتضد کو مبارک باد دیتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

(۱) لیهنّیك عقدانت فیه المقدم حباك به ربٌّ بفضلك اعلم

ترجمہ: وہ رنگیلی مجلس جس کے آپ سردار ہیں وہ آپ کو مبارک باد کہتی ہے' خدا اس مجلس کی حفاظت کرے جو آپ کے فضائل کو خوب جاننے والا ہے۔

(۲) فان کنت قد اصبحت والی عهدنا فانت غدًا فینا الأمام المعظّم

ترجمہ: آپ اگر ابھی ہمارے زمانہ کے حاکم بن کر سامنے آئے ہیں' تو کل آپ ہمارے لیے امام اعظم ہو جائیں گے۔

(۳) ولا زال من والاك فیه مبلغا مناه و من عاداك یخزی و یندمُ

ترجمہ: اب جو بھی آپ سے اچھے تعلقات قائم رکھے گا وہ اپنی تمناؤں کو بآسانی پالے گا اور جو آپ سے دشمنی رکھے گا وہ رسوا اور شرمندہ ہوگا۔

(٤) وكان عمود الدین فیه تعوّج فعاد بهذا العهد وهُوَ مقوّمٌ

ترجمہ: اب سے پہلے تک دین کے ستون میں جھکاؤ آ چکا تھا' لیکن اب اس دور میں وہ بالکل سیدھا کھڑا ہو گیا ہے۔

(٥) و اصبح وجه الملك جذلان ضاحكًا یضیئی لنامنه الذی كان مظلم

ترجمہ: اس وقت ہمارے بادشاہ کا چہرہ ہشاش بشاش اور ہنسنے والا ہو گیا ہے' جس سے ہماری ہر وہ چیز جو تاریک تھی اب روشن ہو گئی ہے۔

(٦) فدونك شدّدَ عقد ما قد حَوَیتهٔ فانك دون الناس فیه المحكم

ترجمہ: اب جس عہدہ اور مقام کو آپ نے حاصل کر لیا ہے اسے آپ مضبوطی سے قائم رکھیں' کیونکہ آپ تو لوگوں کے بغیر بھی اسے مضبوطی سے تھامے رہ سکتے ہیں۔

اس سال بغداد میں یہ اہم اعلان کیا گیا کہ اب ان لوگوں کو جو قصہ گوئی کرتے ہیں' راستوں میں بیٹھک بازی کرتے ہیں' ستاروں سے اپنے کاموں میں مدد لیتے ہیں' اور اس قسم کے دوسرے اور بھی جتنے کام ہیں ان میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں ہوگا (قانوناً) کہ وہ مسجد اور عام راستوں میں بیٹھے' اور یہ بات بھی ان کے لیے منع کر دی گئی ہے کہ علم کلام' علم فلسفہ اور لوگوں کے ساتھ

مقابلہ بازی کی کتابیں فروخت کریں' اس طرح اتنی بڑی اہم باتوں کا اعلان ہونا' سلطان الاسلام ابوالعباس المعتضد کی ہمت کا نتیجہ ہے۔

اسی سال ہارون الشاری اور بنی شیبان کے درمیان موصل کے علاقہ میں زبردست لڑائیاں ہوئیں' جنہیں ابن الاثیر نے اپنی کتاب الکامل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اسی سال دوشنبہ کی شب ۱۹ رجب ۲۷۹ھ کو المعتمد علی اللہ کا انتقال ہو گیا۔

حالات المعتمد علی اللہ:

یہ امیر المومنین المعتمد بن المتوکل بن المعتصم بن الرشید ہیں' ان کا نام احمد ابن جعفر بن محمد بن ہارون الرشید ہے' امور خلافت پر تیئیس برس اور چھ دن قائم رہے' وفات کے وقت ان کی عمر پچاس برس چند مہینوں کی تھی' یہ اپنے بھائی الموفق سے چھ ماہ بڑے تھے' اور اس کے بعد ایک برس سے بھی کم ہی باقی رہے' اپنے بھائی کی موجودگی میں ان کو مطلقاً کچھ بھی اختیار نہ تھا' یہاں تک کہ ایک دن انہوں نے صرف تین سو دینار منگوا بھیجے' وہ بھی ان کو نہ ملے' اسی بنا پر ان کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے:

اشعار

(۱) مـن الـعـجـائـب فـي الـخـلافة ان ۔۔۔ تـرىٰ مـاقـلَّ مـمـتـنـعًـا عـلـيـه

ترجمہ: خلافت کے اندر تعجب خیز باتوں میں سے یہ بات ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک معمولی سی چیز کا حصول بھی اس کے لیے ناممکن کر رہ گیا ہے۔

(۲) و تـؤخـذ الـدُّنـا بـاسـمـه جميعًا ۔۔۔ ومـا ذاك شـیءٌ فـی یـدیـه

ترجمہ: حالانکہ اسی کا نام لے کر ساری دنیا حاصل کی جاتی ہے' لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

(۳) الیـه تُـحـمـل الامـوالُ طُـرًّا ۔۔۔ و یـمـنـع بـعـض مـا یـجـیئُ الیـه

ترجمہ: ساری چیزیں اسی کے پاس لائی جاتی ہیں' لیکن اسے ان میں سے معمولی چیز کو بھی خرچ کرنے سے روکا جاتا ہے۔

یہ معتمد وہ پہلا شخص ہے' جو خلافت کو سامرا سے بغداد لے آیا تھا' اس کے بعد پھر دوسرا کوئی بھی سامرا نہیں گیا' بلکہ سب نے بغداد ہی میں اپنی اقامت رکھی' جیسا کہ ابن اثیرؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس کی ہلاکت کا سبب یہ ہوا کہ اس نے آخری ایک رات میں بہت زیادہ شراب بھی پی لی اور کھانا بھی بہت سا کھا لیا تھا' وفات کے وقت یہ بغداد کے قصر حسینی میں تھا' موت کے قریب معتضد نے قاضیوں اور بڑے عہدہ داروں کو بلوا کر ان کو اس بات کا گواہ بنا لیا کہ اس کی موت از خود ہوئی' دوسرے کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے' پھر اسے غسل دیا گیا اور اس کی نماز پڑھ کر سامرا میں منتقل کر دیا گیا' اور دوسرے دن صبح کے وقت معتضد کے ہاتھوں پر لوگوں نے بیعت کی۔

اس سال وفات پانے والوں میں:

البلاذری المورخ:

بھی ہے اس کا نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد ابوالحسن ہے کسی نے ابوجعفر بھی کہا ہے اور کسی نے ابوبکر بلاذری بھی کہا ہے مشہور تاریخ البلاذری ان کی ہی طرف منسوب ہے اس نے ہشام بن عمار اور ابوعبید القاسم بن سلام ابوالربیع الزہرانی کے علاوہ ایک جماعت سے روایتیں سنی ہیں اور ان سے یحییٰ بن ندیم احمد بن عمار ابو یوسف یعقوب بن نعیم بن قرقارہ الازدی نے روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے کہا ہے کہ علمی لحاظ سے یہ بڑا مرتبہ والا تھا' اس کی عمدہ عمدہ کتابیں منظر عام پر آئی ہیں' اس نے مامون کی بہت زیادہ تعریفیں کی ہیں' متوکل کی ہم نشینی اسے میسر تھی۔ معتمد کے زمانہ میں اس کی وفات ہوئی' اس کی آخری عمر میں اسے بہت زیادہ ہوس اور وسوسے بھی پیدا ہوئے۔ اس کے متعلق ابن عساکر نے یہ بیان کیا ہے' اس نے کہا ہے کہ مجھ سے محمود وراق نے بیان کیا ہے کہ کچھ ایسے اشعار کہو جن سے تمہاری یاد قائم رہے اور ان کے کہنے کا گناہ تم سے ختم ہو جائے' تو میں نے اس وقت کہا۔

اشعار

(۱) استعدی یا نفس للموت واسعی ۔ لنجاۃ فالحازم المستعدّ

ترجمہ: اے نفس! موت کے لیے تیار ہو جا اور پوری کوشش کر' نجات پانے کی کیونکہ موت سر پر منڈلا رہی ہے۔

(۲) انما انت مستعیرۃ و سوف ۔ تردین والعواری تُردّ

ترجمہ: اے نفس! تو یاد رکھ کہ تو امانت رکھنے والا ہے' اور عنقریب تو ہلاک ہوگا اور تیرے پاس رکھی ہوئی ساری امانتیں اپنی جگہ واپس لوٹائی جائیں گی۔

(۳) انت تسھین والحوادث لا ۔ تسھُو و تلھین والمنایا تعدّ

ترجمہ: اے نفس! تو بھولتا ہے مگر آنے والے حوادث نہیں' بھولتے ہیں اور تو غافل ہو کر رہتا ہے اور موت ہر طرف سے تیار ہے۔

(٤) ایّ ملك فی الارض دای حظٍ ۔ لا یُریٰ حظّہ من الارض لحد

ترجمہ: روئے زمین کے کس حصہ پر تیری ملکیت ہے اور کونسی جگہ انسان کی قسمت کی ہے' انسان کے حصہ کی زمین تو صرف قبر کی جگہ ہے۔

(۵) لا ترجی البقاءَ فی معدن الموت ۔ و دارٍ حتوفھا لك وردُ

ترجمہ: موت کی کان میں ہمیشہ رہنے کی آرزو نہ کر' اور ایسے گھر میں بھی جس میں تجھے آنا ہی ہے۔

(٦) کیف یھوی امرءُ لذاذۃ ایام ۔ انفاسھا علیہ فیھا تعدُ

[illegible] ان کی باتوں کی [illegible] قیمتی چیزیں [illegible] میں چلی جائیں گی۔

معتضد کی خلافت

نام: امیر المومنین ابوالعباس احمد بن احمد الموفق بن جعفر المتوکل ہے۔ بنی العباس کے اچھے لوگوں اور اچھے خلفاء میں سے تھا۔

سالِ رواں کے ماہِ رجب کی بیسویں تاریخ کو صبح کے وقت معتمد کی وفات پانے کے بعد اس کی خلافت کے لیے بیعت لی گئی' خلافت کے معاملہ کو اس وقت تک قرار نہ تھا' لیکن اللہ نے اس کے ہاتھوں کو اس کے انصاف کرنے اور ہمت اور بہادری کی بنا پر مضبوط کر دیا۔ اس کے بعد اس نے عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو اپنا وزیر بنایا' اور اپنے غلام بدر کو بغداد میں کوتوالی کے عہدہ پر مقرر کیا۔ عمرو بن اللیث نے اس کے پاس ہدایا اور تحائف بھیج کر خراسان کی حکومت کی گورنری کی درخواست کی تو اس نے درخواست قبول کر لی اور اس کے پاس خلعت اور جھنڈا بھیجا' عمرو نے اس جھنڈے کو انتہائی خوشی کے عالم میں اپنے گھر میں تین دنوں تک لگا کر رکھا' اور رافع بن ہرثمہ کو خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا' عمرو وہاں داخل ہو گیا' اس کے بعد رافع کے پیچھے لگ گیا اور وہ ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا رہا' آخر کار ۲۸۳ ہجری میں اسے قتل ہی کر ڈالا' اس کی تفصیل عنقریب آتی ہے' پھر اس کا سر معتضد کے پاس بھیج دیا' اور خراسان کے معاملات عمرو کے حوالہ کر دیئے گئے۔

اس سال حسین بن عبد اللہ جو جصاص سے مشہور ہے' مصر کے شہر سے نکل کر خمارویہ کی جانب سے بہت سے ہدایا اور تحائف لے کر معتضد کے پاس آیا' چنانچہ معتضد نے خوش ہو کر خمارویہ کی لڑکی سے نکاح کر لیا' اس موقع پر اس لڑکی کے والد نے بے نظیر' بے حساب جہیز دیا' اس بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ اس کے جہیز میں سونے کے سو ہاون دستے دیئے اور وہ سارا مال شب عروسی کی صبح کو ہی مصری علاقہ سے بغداد پہنچا دیا گیا' وہ وقت بہت مبارک تھا اور لوگ دیکھنے کو منتظر تھے۔

اسی سال احمد بن عیسیٰ بن الشیخ قلعہ ماردین کا مالک بن گیا' جو اب تک اسحاق بن کنداج کی ملکیت میں تھا۔

اس سال ہارون بن محمد العباسی نے لوگوں کو حج کرایا' اور یہی حج اس کا آخری حج تھا' جبکہ وہ ۲۶۴ھ سے متواتر اس سال تک ہر سال حج کرتا رہا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں' احمد امیر المومنین المعتمد' ابوبکر بن ابی خیثمہ' احمد بن زہیر بن خیثمہ' جو التاریخ وغیرہ کے مصنف ہیں' ابونعیم اور عفان سے اس حدیث کو حاصل کیا اور علم حدیث احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے' علم النسب مصعب الزبیری سے لوگوں کے حالات وواقعات ابوالحسن علی بن محمد المدائنی سے اور علم الادب محمد بن سلام الجمحی سے حاصل کیا۔ محدثین کے نزدیک یہ ثقہ تھے' اور ان کے حفظ اور ضبط بھی لوگوں میں بہت مشہور تھا' ان کی کتاب التاریخ میں بہت سی مفید باتیں اور بیش بہا بہت سے موتی ہیں' ان سے بغوی' ابن صاعد' ابن ابی داؤد بن المنادی نے روایت کی ہے۔

ان کی وفات چورانوے برس کی عمر میں سال رواں کے ماہ جمادی الاولیٰ میں ہوئی اور اسی سال خاقان ابو عبداللہ الصوفی کی بھی وفات ہوئی' جن کے کرامات اور مکاشفات بہت مشہور ہیں اور وفات پانے والوں میں

الترمذی:

بھی ہیں۔ نام محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک ہے اور یوں بھی کہا گیا ہے کہ نام محمد بن عیسیٰ بن یزید بن سورہ بن السکن ہے۔ اور اس طرح بھی کہا گیا ہے محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن شداد بن عیسیٰ السلمی الترمذی الضریر ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ پیدائشی نابینا تھے (ورنہ عموماً یہ مشہور ہے کہ خوفِ خداوندی میں اکثر روتے رہنے کی وجہ سے ضعیفی میں نابینا ہو گئے تھے' اپنے زمانہ کے بڑے مرتبہ کے اماموں میں سے ایک تھے' ان کی تصنیفات بہت سی ہیں' جن میں الجامع' الشمائل' اسماء الصحابہؓ وغیرہ مشہور ہیں۔ یہ کتاب الجامع ان چھ کتابوں میں ایک ہے' جو صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں اور ساری دنیا کے علماء میں مقبول ہے۔ ابن حزم کا ابو عیسیٰ کو نہ جاننے سے ان کا کوئی نقصان نہیں ہے' جیسا کہ ابن حزم نے اپنی کتاب محلیٰ میں کہا ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن السورہ کون ہیں' غیر معروف ہیں تو ان کا ترمذی کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ترمذی کے مرتبہ میں کوئی نقصان نہیں ہوا' بلکہ حفاظِ حدیث میں خود ان کا نقصان ہوا کہ وہ ایسے مشہور شخص سے بھی ناواقف ہیں۔ شعر:

و کیف یصحّ فی الاذھان شئٌ　　　اذا احتاج النھار الی دلیل

ترجمہ: لوگوں کے ذہنوں میں کوئی بات کس طرح صحیح ثابت ہوسکتی ہے' جبکہ دن کا ہونا بھی دلیل کا محتاج بن جائے۔

میں نے ترمذی کے مشائخ کا اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کیا ہے' ان سے روایت کرنے والے بہت سے علماء ہیں' جن میں محمد بن اسماعیل البخاری بھی ہیں کہ اپنی بخاری میں ان کی سند ذکر کی ہے' اور ہیثم بن کلیب الشاشی جو مسند والے ہیں' اور محمد بن یعقوب المحبوبی ہیں' اور اپنی جامع میں ان سے بھی روایت لی ہے اور محمد بن المنذر بن شکر ہیں' ابو یعلی الخلیل بن عبداللہ الخلیلی القزوینی نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں لکھا ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن شداد الحافظ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے' فن سنن الحدیث میں ان کی ایک کتاب ہے' ایسی ہی ایک کتاب فن الجرح والتعدیل میں بھی ہے۔ ان سے ابو محبوب اور اجلاء نے روایت کی ہے' وہ امانت' امامت اور علم میں مشہور ہیں۔ ۲۸۰ھ کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے' ان کی تاریخ وفات کے سلسلہ میں یہی باتیں کہی ہیں۔ اور حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سلیمان الغنجار نے تاریخ بخاری میں کہا ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک الترمذی الحافظ بخاریؒ کے پاس گئے اور ان سے حدیثوں کی روایت کی' یہ الجامع اور التاریخ کے مصنف ہیں' دوشنبہ کی رات ۱۳/ ماہ رجب ۲۷۹ھ میں ترمذ میں وفات پائی' الحافظ ابو حاتم بن حیان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے' یہ بیان کرتے ہوئے کہ یہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے احادیث جمع کیں' ان کی تصنیف کی انہیں حفظ کیا اور اس پر مذاکرہ کیا' ترمذیؒ نے خود کہا ہے کہ بخاری نے مجھ سے یہ حدیث اپنی کتاب میں لکھی ہے کہ عطیہ نے ابو سعیدؓ سے یوں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس مسجد کے بغل میں میرے اور تمہارے علاوہ کسی دوسرے کے لیے رہنا حلال نہیں ہے' اور ابن یقظہ نے اپنی کتاب تقید

میں ترمذیؒ کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے یہ کتاب المسند الصحیح تصنیف کی اور اسے حجاز کے علماء کے سامنے پیش کیا تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے۔ پھر عراق کے علماء کے سامنے پیش کی تو وہ بھی اس سے خوش ہوئے پھر علمائے خراسان کے سامنے پیش کی تو وہ بھی خوش ہوئے' جس کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو تو گویا اس کے گھر میں آنحضرت ﷺ موجود ہیں اور گفتگو فرما رہے ہیں' دوسری روایت میں ہے کہ وہ تکلم فرما رہے ہیں۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اس جامع میں ایک سو اکاون کتابیں ہیں' اور ان کی کتاب العلل نامی بھی ایک کتاب ہے جس کی تصنیف سمرقند میں کی ہے' ۲۷۰ھ میں عید الاضحیٰ کے دن اس سے فراغت ہوئی۔

ابن عطیہ نے کہا ہے کہ میں نے محمد بن طاہر المقدسی سے سنا ہے اور انہوں نے ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد الانصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میرے نزدیک کتاب الترمذی' کتاب البخاری' اور مسلم سے زیادہ منور اور روشنی بخش ہے تو میں نے کہا کہ عام خیالات کے برخلاف آپ نے ایسا کیوں خیال کیا؟ تو جواب دیا کہ ان دونوں کتابوں کے فوائد اور گہرے مطالب تک پہنچنا تمام لوگوں کے بس سے باہر ہے' اس سے تو صرف وہی لوگ فائدے حاصل کر سکتے ہیں جن کو اس فن سے پوری پوری واقفیت ہو' ان کے برعکس کتاب الترمذی میں صاحب کتاب نے اس کی تمام حدیثوں کی خود ہی تشریح کی اور ان کی اچھائیوں اور برائیوں کو واضح کر دیا' اس طرح ہر فقیہ' محدث اور دوسروں کے لیے بھی ان احادیث تک پہنچ آسان ہو گئی' اب میں یہ کہتا ہوں کہ ترمذیؒ کے حالات سے یہ معلوم ہوا کہ یہ پیدائشی نابینا نہ تھے' جیسا کہ شروع میں بتایا گیا ہے' بلکہ لکھ پڑھ کر طلب حدیث میں دور دراز علاقوں میں سفر کر کے کتابیں لکھیں' مذاکرات اور لوگوں سے مناظرے وغیرہ کرنے کے بعد آخر عمر میں آنکھ کی بینائی جاتی رہی' پھر صحیح قول کے مطابق ان کے اپنے علاقہ میں ماہِ رجب میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ۔

واقعات ـــــ ۲۸۰ھ

اسی سال ماہ محرم میں ایک ایسے حبشی سردار کا معتضد نے قتل کر دیا جس نے اس سے امان کی درخواست کی تھی' جو مسلمہ کے نام سے مشہور تھا۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ لوگوں کو ایک ایسے شخص کی اتباع کی دعوت دیتا تھا جس کی اصلیت اور حالات کا کچھ پتہ نہیں تھا' اس طرح اس نے ایک بڑی جماعت کو فتنہ وفساد میں ڈال دیا تھا' اس وقت معتضد نے اسے حاضر کرنے کا حکم دیا اور اس کے حالات جاننے چاہے' مگر اس نے مطلقاً کچھ نہیں بتایا اور کہا کہ اگر وہ میرے پیروں کے نیچے بھی ہوگا' جب بھی اس کا اقرار نہیں کروں گا' مجبوراً معتضد نے اسے ستون سے باندھ دینے کا حکم دیا' پھر آگ جلا کر اسے گرم کر ڈالا' یہاں تک کہ اس کے بدن کی کھال جل کر گرنے لگی' بالآخر ساتویں تاریخ ماہِ محرم میں اس کی گردن اُڑا دی اور پھانسی پر لٹکا دیا۔

پھر ماہِ صفر کی ابتداء میں معتضد بغداد سے موصل کے علاقہ میں بنی شیبان کی طرف روانہ ہو گیا' اور ایک ایسے پہاڑ کی طرف پہنچ کر' جسے نوباذ کہا جاتا تھا' ان لوگوں پر سخت حملہ کر دیا اور ان کو تہ وبالا کر دیا۔ اس وقت معتضد کے ساتھ ایک شخص بہترین حدی خوان تھا اس نے دورانِ سفر معتضد کے لیے حدی خوانی کرتے ہوئے یہ اشعار کہے تھے:

۱۔ فاجتهشت للنو باذحين رأيته وهَلّلتُ للرحمٰن حين رانی

ترجمہ: جب میں نے نوباذ کو دیکھا تو میں زور سے چلانے لگا' اور اس نے مجھے دیکھا تو میں اپنے رحمٰن کے نام کی تہلیل کرنے لگا۔

۲۔ و قلت لهٗ اينَ الذيْن عهدتُّهُمْ بظلّك فی امنٍ ولين زمانی

ترجمہ: پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ وہ لوگ کہاں چلے گئے جنہیں تم نے پناہ دے رکھی تھی' اپنے سایہ میں امن اور زمانہ کی موافقت کے ساتھ۔

۳۔ فقال مضوا و استخلفوا فی مكانهم و من ذا الَّذِی يبقٰی علی الحدثان

ترجمہ: تو اس نے جواب دیا کہ وہ لوگ تو چلے گئے اور اپنی جگہ کا مجھے قائم مقام بنا گئے' اور ہے کوئی جو ہمیشہ جوانی کی عمر میں باقی رہا ہو۔

اسی موقع پر معتضد نے حلوان کی گھاٹی کے پست کرنے کا حکم دیا اور اس کام پر بیس ہزار دینار خرچ کر ڈالے' کیونکہ لوگوں کو اس سے سخت تکلیفیں تھیں۔

پھر اسی سال اس نے جامع منصور کی توسیع کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ اسی میں منصور کے گھر کو بھی شامل کر لیا جائے' اور اس کام پر بھی بیس ہزار دینار خرچ کرنے کا حکم دیا' چونکہ وہ گھر اس کے سامنے کی سمت میں پڑتا تھا اس لیے اسے ایک مستقل مسجد

بنانے کا حکم دیا' اور ان دونوں کے درمیان سترہ دروازے کھلوائے' ساتھ ہی منبر اور محراب کے رخ کو مسجد کی طرف منتقل کر دیا تاکہ حسب دستور وہ جامع مسجد کے مقابلہ کی سمت رہے' اس کے بعد معتضد کے غلام بدر نے قلعہ منصور کی چھتوں کا اضافہ کر دیا۔ اسی مناسبت سے وہ عمارت بدریہ کے نام سے مشہور ہوگی۔

اس وقت بغداد میں دارالخلافہ کی تعمیر:

اس سال اس کی بنیاد سب سے پہلے معتضد نے رکھی ہے۔

اس میں قیام کرنے والے خلفاء میں سب سے پہلے یہی معتضد ہیں' بعد میں سارے خلفاء اس میں قیام کرتے آئے' یہ محل سب سے پہلے حسن بن سہل کا گھر تھا' جو قصر حسنی کے نام سے مشہور تھا' پھر یہ عمارت اس کی لڑکی بوران کی ملکیت بن گئی' جو کہ مامون کی اہلیہ تھی' اس وقت اس نے اس کی تعمیر کی' پھر معتضد نے خود ہی اس مکان کو خالی کرنے کا حکم دیا' چنانچہ بوران نے اسے خالی کر دیا' اس وقت اس مکان میں جہاں کہیں بھی کمزوری اور خرابی آ گئی تھی یا کوئی جگہ قابل مرمت تھی' سب کی مناسب مرمت کر دی۔ اس کے بعد بوران نے خود اپنی مرضی سے اس میں رنگ برنگ موقع کے مناسب فرش بچھائے' اور غلاموں اور باندیوں کی جتنی ضرورت سمجھی' انہیں اس میں آباد کیا' مزہ دار موسمی کھانے پینے اور پھلوں وغیرہ سے اسے سجا دیا' اور جو کچھ اس میں جمع کرنا ممکن تھا' سب جمع کر دیا' پھر اس کی چابیاں معتضد کے پاس بھیج دیں' وہ اس میں داخل ہو کر اس کی زیادہ عمدہ عمدہ چیزیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ پھر اس نے اسے وسعت دی اور اس کے چاروں طرف چہار دیواری بنوا دی' بڑھتے بڑھتے اس شہر کی حد شیراز تک پہنچ گئی' پھر ایک بہت بڑا میدان بنوایا اور اس میدان کے ایک طرف دجلہ کے قریب بھی ایک اونچا محل بنوایا' بعد میں مکتفی نے اس میں نقش و نگار بنوائے' پھر مقتدر نے اپنے دورِ اقتدار میں اس میں بڑے پیمانے پر اضافہ کیا' اس علاقہ کی اس قدر ترقی اور شان و شوکت سے اس کی بربادی کا دور شروع ہوا اور اس کی اینٹ سے اینٹ ایسی بجی کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہ رہا' اور یہ پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ اس جگہ کبھی بھی کوئی تعمیر ہوئی تھی' تاتاریوں کے زمانہ تک اس کے آثار باقی تھے' پھر انہی لوگوں نے اسے اور شہر بغداد کو بھی ویران کر دیا اور وہاں کے آزاد لوگوں کو بھی قیدی بنا لیا' اس کی تفصیل ۶۵۶ھ کے واقعات میں اپنی جگہ پر آئے گی۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ گذشتہ بیانوں سے متعلق زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ بوران نے اپنی عمارت معتضد کو نہیں دی تھی بلکہ معتمد ہی کو دی تھی' کیونکہ وہ معتضد کے زمانے تک زندہ بھی نہیں رہی تھی' اس کی تاریخ وفات پہلے گزر چکی ہے' جس سے معاملہ کی تحقیق ہو سکتی ہے۔

اس سال اردبیل میں چھ مرتبہ زلزلہ آیا' جس سے اس کی ساری عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو گئیں' بمشکل تمام اس میں ایک سو کے قریب مکانات باقی رہ گئے' عمارتوں سے دب کر مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

زلزلوں کے نتیجے میں وہاں کے سارے کنویں خشک ہو گئے تھے' جس سے پانی کا شدید قحط ہو گیا تھا' یہاں تک کہ تین رطل[1] پانی ایک درہم کو فروخت کیا جاتا' اسی طرح وہاں کے غلے بھی بہت گراں ہو گئے تھے۔[2]

اس سال اسماعیل بن احمد سامانی نے ترکی کے علاقوں پر حملہ کیا اور ان کے شاہی علاقوں کو فتح کر لیا اور ان کی بیوی الخاتون اور اس خاتون کے باپ کو بھی قید کر لیا' ان کے علاوہ تقریباً دس ہزار لوگوں کو قیدی بنایا' وہاں کے گھوڑے' سازوسامان اور مال ودولت بے حساب بطور غنیمت حاصل کیے' چنانچہ ایک ایک گھڑ سوار کو ایک ایک ہزار درہم حصے میں دیئے گئے۔

اس سال ابوبکر محمد بن ہارون بن اسحاق العباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ حضرات ہیں:

احمد بن یسار بن ایوب الفقیہ الشافعی' جو زہد اور عبادت میں بہت مشہور تھے' اور احمد بن ابی عمران' موسیٰ بن عیسیٰ ابوجعفر البغدادی' جو حنفیہ کے اکابرین میں سے تھے' انہوں نے فقہ کی تعلیم محمد بن سماعہ سے حاصل کی جو کہ ابوجعفر طحاویؒ کے استاذ تھے' مگر نابینا تھے' اور حدیث علی بن الجعد وغیرہ سے سنی تھی' مصر آ کر زبانی حدیثیں سنانے لگے' اس سال ماہِ محرم میں وفات پائی' ابن یونس نے اپنی کتاب تاریخ مصر میں ان کو ثقہ لکھا ہے۔ اور وفات پانے والوں میں:

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر:

بھی ہیں' جو کہ واسط کے قاضی تھے' انہوں نے ایک مسند تصنیف کی تھی' مسلم بن ابراہیم اور ابوسلمہ التبوذکی اور ابونعیم اور ابوالولید وغیرہ محدثین سے حدیث کی سماعت کی' محدثین کے نزدیک یہ ثقہ[3] اور ثبت کی صفتوں سے متصف تھے' انہوں نے فقہ کی تعلیم ابوسلیمان الجوزجانی سے حاصل کی جو کہ محمد بن الحسن کے شاگرد تھے اور معتز کے زمانہ خلافت میں بغداد کے مشرقی حصہ پر حکومت کی اور جب موفق کا وقت آیا تو اس نے ان سے اور قاضی اسماعیل سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس یتیموں کے مالوں میں سے جو کچھ موقوفہ مال اور جائیداد وغیرہ ہے' سب ہمارے حوالہ کر دیں' تو قاضی اسماعیل نے فوراً اس کی بات مانتے ہوئے ساری امانتیں لا کر اس کے حوالہ کر دیں۔ لیکن دوسرے صاحب یعنی ابوالعباس البرتی قاضی واسط نے اس سے کچھ مہلت مانگی اور اس عرصہ میں جتنے مستحق یتیموں کو پایا ان سب کو وہ ساری امانتیں جلدی جلدی تقسیم کر دیں' اس کے بعد دوبارہ جب اس نے ان سے

---

[1] رطل بارہ اوقیہ کا' ایک وزن جو چالیس تولہ کے برابر ہوتا ہے۔ (المصباح' مترجم)

[2] اس جگہ سے مضمون بعض مصری نسخوں کا ہے۔

[3] ثقہ' ثبت' حافظ' حجۃ اور حاکم وغیرہ الفاظ محدثین کرام کے اصطلاحی اور اعزازی اوصاف اور خطابات ہیں' جو لائق اور مناسب حضرات کو ان کی طرف سے دیئے جاتے ہیں۔

امانتوں کا مطالبہ کیا تو جواب دیا کہ اب میرے پاس کچھ بھی امانت کا مال باقی نہیں ہے' جو کچھ تھا میں نے ان کے مستحقین کو دے کر ختم کر دیا ہے' یہ جواب سن کر اسے سخت غصہ آیا اور ان کو عہدۂ قضاء سے برطرف کر دیا' اس کے بعد یہ اپنی گھریلو زندگی اور عبادت میں مشغول رہنے لگے' یہاں تک کہ اس سال ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی۔

بعد میں انہیں کسی نے خواب میں دیکھا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہو گئے' انہیں دیکھ کر خود رسول اللہ ﷺ چل کر ان کے پاس تشریف لائے' ان سے مصافحہ کیا' اور ان کی پیشانی کو چوما اور فرمایا: اس شخص کو خوش آمدید کہتا ہوں جس نے میری سنت اور طریقہ پر عمل کیا۔

اس سال وفات پانے والوں میں جعفر بن معتضد ہیں' یہ اپنے والد سے رات کے وقت قصہ گوئی کرتے رہتے تھے' نیز موفق کے غلام الدنیور' جن کا انتقال مدینہ میں ہوا تھا' مگر ان کی نعش بغداد لے جائی گئی' نیز عثمان بن سعید الدارمی' جنہوں نے ایک کتاب بنام "الردّ علی بشر المریسی فیما ابتدعه من التاویل لمذهب الجهمية" (مذہب جہمیہ کی تاویل میں مریسی نے جو کچھ دلائل دیئے تھے ان کی تردید) ہم نے اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں ان کے حالات ذکر کیے ہیں۔

نیز مسرور الخادم جو بڑے امراء میں تھے' نیز محمد بن اسماعیل ترمذی جو بہت سی عمدہ تصانیف والے ہیں' بالخصوص ماہِ رمضان کے سلسلہ میں نیکی کے کام بھی ان کی تصنیف ہے۔

یہ باتیں ابن الاثیر اور ہمارے شیخ الذہبی نے کہی ہے۔

نیز ہلال بن المعلاء جو مشہور محدث ہیں اور ہمیں بھی ان کی کچھ حدیثیں ملی ہیں اور وفات پانے والوں میں:

نحویوں کے استاد سیبویہ:

بھی ہیں۔ ان کی تاریخ وفات میں اتنے مختلف اقوال ہیں ۱۶۱ھ اور ۱۷۴ھ' ۱۷۷ھ' ۱۸۸ھ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ان کا نام ہے ابو بشر عمر بن عثمان بن قنبر جو کہ قبیلہ حارث بن کعب کے غلام تھے' دوسرا قول یہ ہے کہ ربیع بن زیاد الحارثی البصری کے غلام تھے' ان کے لقب سیبویہ کی وجہ ان کی خوبصورتی اور رخساروں کی سرخی تھی کہ وہ دو سیب معلوم ہوتے تھے' اور فارسی زبان میں سیب کی خوشبو کو سیبویہ کہتے ہیں' وہ اپنے زمانہ سے آج تک تمام نحویوں کے شیخ اور سب سے بڑے عالم مانے گئے' سارے لوگ اس فن میں ان کی مشہور کتاب (الکتاب) کے احسان سے دبے ہوئے ہیں' اس کتاب کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں' کم ہی افراد ایسے ہیں جنہوں نے اسے پورے طور پر سمجھا بھی ہو۔

سیبویہ نے یہ علم خلیل بن احمد نحوی سے حاصل کیا اور ہمیشہ ان کی خدمت میں لگے رہے۔

جب یہ اپنے استاذ خلیل کے پاس جاتے تو وہ انہیں دیکھ کر کہا کرتے' خوش آمدید! اے ہمیشہ آتے رہنے والے جو کبھی ناراض نہ ہو۔

ان کے علاوہ عیسیٰ بن عمر' یونس بن حبیب' ابو زید انصاری' ابو الخطاب الاخفش الکبیر وغیرہم سے بھی فن نحو کا حصول کیا۔

یہ بصرہ سے بغداد اس وقت آئے جبکہ امام کسائی' امین بن الرشید کی تعلیم و تربیت کر رہے تھے' اتفاقاً ان دونوں اماموں کا

اجتماع ہوا اور کسی نحوی مسئلہ پر دونوں میں مناظرہ قائم ہو گیا' دورانِ گفتگو بات یہاں تک پہنچی کہ کسائی نے کہا کہ عرب یوں بولا کرتے ہیں:

كنت اظن الزنبور اشدّ لسعًا من النحلة فاذا هو اياها.

''میں بھڑ کو شہد کی مکھی سے زیادہ ڈسنے والا گمان کیا کرتا تھا' مگر تجربہ نے اب غلط ثابت کر دیا''۔

تو سیبویہ نے کہا' میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کن اس دیہاتی کی بات ہو گی' جس نے شہری لوگوں سے جدید الفاظ عربی نہ سیکھے ہوں مگر امین بن الرشید قدرتی طور سے اپنے استاذ کسی کی برتری اور ان کی مدد کے خواہاں تھے' اس لیے اس نے فیصلہ کے لیے ایک دیہاتی کو بلوا کر اس کی رائے معلوم کی تو اس نے بھی سیبویہ کی ہی تائید کر دی' جس سے اس امین اور اس کے استاذ کی سبکی ہوئی' اور اسے ناپسند کیا اس لیے اس نے اس دیہاتی سے کہا کہ یہ بڑے استاد کسائی تو تمہاری بات کی مخالفت کرتے ہیں' تو اس نے سادگی کے ساتھ جواب دیا کہ وہ جو کہتے ہیں میری زبان پر نہیں آتا اور ہماری گفتگو میں نہیں ہے' تب امین نے کھل کر اس سے یہ کہہ دیا کہ تم دوبارہ میرے پاس آ کر میرے استاذ کسائی کے کلام کی تائید کر دو۔ چنانچہ اس نے اس کی بات مان لی اور کسائی کی تائید کر کے مجلس سے رخصت ہو گیا' اس طرح دیہاتی کے فیصلہ کے مطابق کسائی کی کامیابی ہوگئی' اس عمل کو سیبویہ نے اپنے لیے ہتک عزت تصور کیا' اور یہ کہہ دیا کہ اس طرح آپ لوگوں نے میرے خلاف تعصب سے کام لیا ہے' اس کے بعد وہ بغداد سے نکل گئے' اور شیراز کے بیضا نامی ایک گاؤں میں پہنچ کر انتقال کیا۔

اس سلسلہ میں دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی ولادت اسی جگہ ہوئی اور اسی سال ''شارہ'' شہر میں ان کی وفات ہوئی' اور سال انتقال میں ۱۷۷ھ' ۱۸۸ھ' ۱۹۴ھ کے اقوال ہیں' اور غالباً چالیس برس سے کچھ زائد عمر پائی اور دوسرا قول یہ ہے کہ صرف بتیس سال کی عمر پائی ہے۔ واللہ اعلم۔

کسی نے ان کی قبر پر یہ اشعار پڑھے ہیں۔ اشعار:

۱۔ ذهب الاحبة بعد طول تزاور ونائ المزار فاسلموكَ واقشعوا

ترجمہ: طویل ملاقات کے بعد سارے احباب رخصت ہو گئے' اور ملاقات کی جگہ بہت دور ہو گئی اور دوستوں نے تم کو ایک جگہ ڈال دیا اور خود منتشر ہو گئے۔

۲۔ تركوك اوحش ماتكون بقفرة لما يُوْنسُوك و كربة لم يدفعوا

ترجمہ: تم کو ایک وحشت ناک مقام میں ڈال کر چھوڑ کر چلے گئے' جس جگہ تم سے کوئی تعلق باقی نہ رکھا اور ایسی تکلیف میں تم کو ڈال کر چلے گئے' جس کا کوئی علاج تلاش نہیں کیا۔

۳۔ قضى القضاء و صرتَ صاحب حفرة عنكَ الاحبّةُ اعرضوا و تصدّعوا

ترجمہ: فیصلہ کرنے والے نے تمہارے بارے میں فیصلہ دے دیا اور تم ایک گڑھے کے مالک بن کر رہ گئے' تمہارے دوستوں نے تم سے منہ موڑ لیا اور منتشر ہو گئے۔

واقعات ــــ ۲۸۱ھ

اس سال روم کے علاقوں میں مسلمان فاتحانہ داخل ہو گئے' اور وہاں غنیمت کا مال خوب لوٹا اور صحیح وسالم رہے۔

اس سال ری اور طبرستان کے علاقوں میں زمین اور کنوئیں کا پانی بالکل خشک ہو گیا تو غلوں کی سخت گرانی ہو گئی' اور لوگوں کو انتہائی پریشانیاں ہوئیں' فاقہ کی کثرت کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگے' یہاں تک کہ باپ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو کھا جاتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال معتضد نے قلعہ ماردین کا محاصرہ کیا جو کہ حمدان بن حمدون کے قبضہ میں تھا' بالآخر انہیں مجبور کر کے اس پر فتح پالی اور اس میں جو کچھ دولت تھی' سب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اسے ڈھادینے کا حکم دیا اور وہ قلعہ ویران کر دیا گیا۔

اس سال مصری علاقوں کے بادشاہ خمارویہ کی لڑکی قطر الندی' بہت ہی بناؤ سنگار اور حشم وخدم کے ساتھ بغداد پہنچی' اس کے ساتھ جہیز کا سامان بے حد وحساب تھا' یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ اس کے جہیز میں چاندی کے علاوہ صرف سونے کے ایک سو ہاون تھے' ان کے علاوہ معمولی اشیاء میں لوازمات زندگی کے سامان بھی بے شمار تھے' پورے سامان کے حساب اور خرید وفروخت کے بعد اس کے والد نے دس لاکھ پچاس ہزار دینار اور نقد دیئے' تاکہ ان سے عراق سے ان سامانوں کی خرید کی جائے جو وہاں ملتے ہوں اور یہاں نہ ملے ہوں۔

اس سال معتضد بلاد الجبل کی طرف گیا اور اپنے لڑکے علی المکتفی کو ری' قزوین' آذربائیجان' ہمدان اور دینور کے علاقوں کا والی بنا کر احمد بن الاصبغ کو اس کا میر منشی بنا دیا' اور عمر بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اصفہان' نہاوند اور کرخ کا والی بنایا' پھر بغداد کی طرف لوٹ آیا۔

اس سال محمد بن ہارون بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال حجاج کو مقام اجفر میں زبردست بارش کا سامنا ہوا' جس سے بہت سے حجاج ڈوب کر ختم ہو گئے اور ریتلے علاقوں میں بھی بارش کی کثرت کی وجہ سے لوگ اس طرح ڈوبنے لگے کہ اس سے نکلنے سے مجبور ہو گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے حضرات یہ ہیں:

ابراہیم بن الحسن بن دیزیل الحافظ' جن کی کتاب کا نام ''کتاب المصنفات'' ہے' ان میں سے ایک مستقل کتاب بڑی جلد میں جنگ صفین سے متعلق ہے۔

اور احمد بن محمد الطائی' جن انتقال مقامِ کوفہ میں ماہِ جمادی الاولی میں ہوا۔ اور وفات پانے والوں میں:

اسحاق بن ابراہیم:

بھی ہیں جو ابن الختلی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے احادیث سن کر ان ہی سے لوگوں میں صاحب [illegible] بیٹے ہیں اور حفظ کے اعتبار سے معروف تھے اور وفات پانے والوں میں

ابو بکر عبداللہ بن ابی الدنیا القرشی:

ہیں جو بنی امیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

نام: عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس ابوبکر بن ابی الدنیا' الحافظ۔ ہر فن میں کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس بات میں یہ بہت ہی مشہور ہیں کہ بہت سی مفید' بڑے پایہ کی ہر جگہ پائی جانے والی کتابوں کے مصنف ہیں' جو تعداد میں سو سے بھی زیادہ ہیں' بعضوں نے تین سو بھی تصنیفات بتائی ہیں اور بعضوں نے اس سے بھی زائد' اور بعضوں نے ان سے کم بھی تعداد بتائی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے ابراہیم بن المنذر الخزامی اور خالد بن خراش اور علی بن الجعد اور کئی دوسروں سے بھی حدیثوں کی سماعت کی ہے' یہ معتضد اور اس کے بیٹے علی' جس کا لقب المکتفی باللہ تھا' دونوں کو علم وادب سکھاتے' اس سلسلہ میں اسے ہر روز ان کی طرف سے پندرہ دینار ملا کرتے تھے' بڑی قوتِ حافظہ کے مالک' بہت ہی سچے اور بہت ہی جوانمردی کے مالک تھے' لیکن صالح ابن محمد حزرہ نے ان کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے: ''لیکن یہ ایسے شخص سے بھی روایت کرتے تھے جسے لوگ محمد بن اسحاق البلخی کہتے ہیں' حالانکہ وہ شخص بڑا جھوٹا بلکہ ناموں کے لیے اسناد اور احادیث کے لیے بھی اسناد اپنی طرف سے گھڑ لیتا تھا' اور منکر احادیث روایت کرتا تھا' ایک موقع پر ابن ابی الدنیا کی ملاقات کے انتظار میں ان کے کچھ احباب بیٹھے ہوئے تھے' کہ وہ نکلیں تو ملاقات کی جائے' اچانک زوردار بارش ہونے لگی' جس کی وجہ سے ان کا ملاقات کے لیے نکلنا مشکل ہو گیا' تو انہوں نے یہ چند اشعار فی البدیہہ کہے اور کسی کاغذ پر لکھ کر کسی کی معرفت ان لوگوں تک پہنچا دیئے۔ اشعار:

۱۔ انا مشتاقٌ الی رُؤیتکم — یا أَخلّایَ وسمعی والبصر

ترجمہ: میں آپ لوگوں کی ملاقات کا متمنی اور مشتاق بیٹھا ہوں' اے میرے گہرے دوستو! اے میرے کان' اور اے میری آنکھو۔

۲۔ کیف اَنساکم و قلبی عندکم — حَال فیما بیننا ھذا المطر

ترجمہ: میں آپ لوگوں کو کس طرح بھول سکتا ہوں' جبکہ میرا دل آپ لوگوں کے پاس ہے مگر میری مجبوری یہ آن پڑی ہے کہ یہ بارش ہم میں حائل ہو رہی ہے۔

اسی سال ستر برس کی عمر پا کر ماہِ جمادی الاولیٰ میں بغداد میں وفات پائی اور یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور شونیزیہ میں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ۔

اور وفات پانے والوں میں عبداللہ بن عمرو ابوزرعہ مصری دمشقی ہیں' جو حافظ کبیر تھے' اور ابن المواز الفقیہ المالکی کے نام سے مشہور تھے' مالکی مذہب کو اختیار کیے ہوئے تھے' اس لیے یہ نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے کو واجب سمجھتے تھے۔

واقعات ـــــ ۲۸۲ھ

اس سال ۵ ربیع الاوّل روز سہ شنبہ کو معتضد نے اپنی اہلیہ قطر الندی کے ساتھ جو کہ خمارویہ کی لڑکی تھی' خلوت میں وقت گزارا۔ یہ اپنے چچا زاد اور ابن الجصاص کے ساتھیوں کے ساتھ بغداد پہنچی تھی' اس وقت خلیفہ بغداد سے باہر تھا' اس کے بغداد میں آنے کا لوگوں میں سخت انتظار تھا' وہاں کے سارے افراد چشم براہ تھے۔ لوگوں کی بھیڑ بہت ہو جانے کے خطرہ کے پیش نظر مخصوص راستوں سے عوام کا گزرنا ممنوع کر دیا گیا تھا۔

اس سال معتضد نے عام لوگوں میں یہ اعلان کرا دیا تھا کہ مجوسیوں کے طریقہ کے مطابق نیروز کے دن اظہار خوشی کے طور پر جگہ جگہ آگ روشن کرنا' پانی بہانا' کاشتکاروں کی طرف سے مخصوص لوگوں کو ہدایا بھیجنا' اور دوسرے لوازمات جو کیے جاتے ہیں' اب اس دن کچھ نہ کیا جائے' اور اب یہ تمام کام مؤخر کر کے گیارہویں حزیراں[1] کو کیے جائیں' اس دن کا نام حزیراں معتضدی رکھ دیا جائے' اور یہ فرمان اپنے سارے علاقوں میں بھجوا دیا۔

بادشاہ خمارویہ کے قتل کا واقعہ:

اس سال ذوالحجہ کے مہینہ میں ابراہیم بن احمد المادراتی نے دمشق سے آ کر خلیفہ کو یہ خبر سنائی کہ خمارویہ پر اس کے ملازمین نے حملہ کر کے اس کے بستر پر ہی اسے ذبح کر دیا ہے اور اس کے بعد اس کے لڑکے حنش کو اس کا قائم مقام کر دیا' پھر اسے بھی قتل کر دیا اور اس کے گھر کا سارا سامان لوٹ لیا' اس کے بعد لوگوں نے دوسرے بیٹے ہارون بن خمارویہ کو اس کا قائم مقام بنا دیا' جس نے اپنے اوپر یہ لازم کیا کہ وہ ہر سال خلیفہ کو پندرہ لاکھ دینار بھیجے گا۔ اس بنا پر معتضد نے اس کی نیابت کو تسلیم کر لیا۔ لیکن اس کی جگہ جب مکتفی نے لی تو اس نے اس سے انکار کرتے ہوئے اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر محمد بن سلیمان الواثقی کو بحال کر دیا۔ اس طرح اس نے طولونیوں کے مال کو اپنے لیے منتخب کر لیا' اور اس کی یہی گفتگو ان لوگوں سے آخری معاہدہ کی تھی۔

اسی سال اس نے لؤلؤ غلام احمد بن طولون کو قید سے آزاد کر دیا' تو وہ انتہائی ذلت کے ساتھ مصر لوٹ گیا' حالانکہ وہ اس سے پیشتر سب سے زیادہ مال' عزت اور مرتبہ کا مالک تھا۔

اس سال اسی امیر نے جس کا تذکرہ گزر گیا ہے' لوگوں کو حج کرایا۔

[1] حزیراں' سال رومی کا نواں مہینہ' موافق ماہ اساڑھ کے تھوڑے تفاوت سے۔ (کشوری' مترجم)

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں ان حضرات کا انتقال ہوا' احمد بن داؤد ابوحنیفہ الدینوری الدینوری جو کتاب النبات کے مصنف بھی تھے۔ اور

اسماعیل بن اسحاق:

ابن اسماعیل بن حماد بن زید ابواسحاق الازدی القاضی نے بھی اسی سال وفات پائی' اصل کے اعتبار سے یہ بصرہ کے تھے' مگر بغداد میں پھلے پھولے۔

اور مسلم بن ابراہیم اور محمد بن عبداللہ الانصاری اور قعنبی اور علی بن المدینی سے حدیث کی سماعت کی' یہ بڑے حافظ اور فقیہ تھے' اور مالکی مذہب کے پیرو تھے' انہوں نے بہت سی احادیث جمع کیں' ان کی کتابیں تصنیف کیں اور مذاہب کی تشریح کی۔

علاوہ ازیں تفسیر حدیث اور فقہ وغیرہ فنون میں بہت سی تصنیفات مکمل کر لیں' متوکل کے زمانہ میں سوار بن عبداللہ کے بعد عہدۂ قضا پر مامور کیے گئے' پھر معزول کر دیئے گئے' اس کے بعد دوبارہ قاضی بنائے گئے' آخر میں تمام قاضیوں کے قاضی بنا دیئے گئے' ان کی وفات اچانک ہوئی' چہارشنبہ کی شب اور ذی الحجہ کی بائیسویں تاریخ تھی اور عمر اسی برس سے متجاوز ہوگئی تھی۔

اور وفات پانے والوں میں الحارث بن محمد بن ابی اسامہ بھی ہیں' ان کی ایک مسند مشہور ہے۔ اور

خمارویہ بن احمد بن طولون:

بھی ہیں۔ جو ۲۷۱ھ میں اپنے والد کے بعد بہت سے مصری شہروں کے مالک بنے اس نے اپنے والد الموفق کی حین حیات میں معتضد کے ساتھ رملہ کے علاقہ میں زبردست لڑائی لڑی' دوسرے قول میں السعید کے علاقہ میں مقاتلہ کیا تھا اس کی تفصیل اپنی جگہ پر گزر چکی ہے۔ اس کے بعد جب خلافت سے معتضد کو نوازا گیا تو اس نے خمارویہ کی لڑکی سے شادی کر لی اور آپس کے گزشتہ تمام اختلافات بھلا دیئے۔

اس سال کے آخر میں ماہِ ذی الحجہ میں کچھ غلاموں نے سرکشی کر کے خمارویہ پر حملہ کر دیا اور اس کو اس کے بستر پر ہی ذبح کر ڈالا' کیونکہ خمارویہ نے اسے اپنی کسی باندی کے ساتھ متہم کیا تھا' بتیس برس کی عمر میں وفات پائی' اس کے بعد اس کے بیٹے ہارون بن خمارویہ نے اس کی حکومت سنبھالی اور یہی شخص طولونیوں کا آخری تاجدار ثابت ہوا۔

ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ:

عثمان بن سعید بن خالد ابوسعید الدارمی:

نے اسی سال وفات پائی ہے۔ مسلکاً شافعی تھے اور امام شافعی کے شاگرد ابویطی سے علم فقہ حاصل کیا۔ واللہ اعلم

اور ہم نے پہلے ہی ایک مقام میں فضل بن یحییٰ بن محمد بن المسیب بن موسیٰ بن زہیر بن یزید بن کیسان بن باذام کی وفات کا تذکرہ کر دیا ہے' جو کہ یمن کا بادشاہ تھا' باذام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور وفات پانے والوں میں:

ابومحمد الشعرانی:

بھی ہیں' جو ادیب فقیہ' عابد' حافظ اور طلب علم میں دور دراز علاقہ میں سفر کر چکے تھے' یحییٰ بن معین کے شاگرد تھے' کتاب الفوائد فی الجرح والتعدیل وغیرہ میں ان سے روایتیں پائی جاتی ہیں' اسی طرح احمد بن حنبل اور علی بن المدینی رحمہما اللہ سے بھی احادیث حاصل کیں' خلف بن ہشام البزار سے باضابطہ پڑھا ہے اور علم اللغۃ کو ابن الاعرابی سے حاصل کیا جو کہ بہت ہی قابل اعتماد تھے۔

ان کے علاوہ

محمد بن القاسم:

بن الخلاد ابوالعینا البصری الضریر بھی ہیں جو کہ شاعر' ادیب' بلیغ صاحب لغۃ اور اصمعی کے شاگرد تھے' ان کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب العیناء تھا' اس لقب سے پکارے جانے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ان سے لفظ عیناء کی تصغیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو عیینا ء بتلایا تھا' ان کو ادب' حکایات اور مزاحیہ فنون میں پوری مہارت حاصل تھی۔ البتہ فن حدیث سے تعلق کچھ کم تھا۔

واقعات ـــــ ۲۸۳ھ

ہارون الشاری الخارجی کا قتل:

اس سال ماہِ محرم میں ہارون الشاری الخارجی سے موصل کے علاقہ میں قتال کے لیے خلیفہ معتضد بغداد سے نکلا اور اس پر حملہ کر کے اس کے ساتھیوں کو شکست دینے میں کامیاب ہو گیا' وہاں سے بغداد لوٹنے کے بعد ہارون الشاری کو پھانسی دینے کا حکم دیا' اس کو سولی دینے کا کام تمام ہونے کے بعد معتضد نے کہا:

لا حکم الاّ لِلّٰہ ولو کرہ المشرکون.

''مشرکین پسند کریں یا نہ کریں مگر غلبہ اللہ کے نام کو ہو کر رہے گا''۔

اس قتال کے زمانہ میں حسن بن حمدان نے خوارج کے سخت مقابلہ میں خلیفہ کا پورا پورا ساتھ دیا' اس لیے خلیفہ نے اس کے والد حمدان بن حمدون کو جیل خانہ سے آزاد کر دیا' جو کہ قلعہ ماردین کے فتح کرنے کے زمانہ سے جیل خانہ میں مقید پڑا تھا' اسے آزاد کرنے کے علاوہ خلعت بھی بخشا اور اس کے ساتھ بہت زیادہ اچھا سلوک کیا۔

اسی زمانہ میں معتضد نے اپنے تمام علاقوں میں فرمان جاری کر دیا کہ مرنے والے کے مال متروکہ میں اس کے رشتہ داروں میں تقسیم کرتے ہوئے ذوی الفروض[1] کے حصے دینے کے بعد بھی اگر ترکہ بچ جائے اور کوئی عصبہ حقدار نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کا متروکہ مال اس کی ذوی الارحام کے درمیان تقسیم کر دیا جائے' اور یہ حکم ابو حازم القاضی کے فتویٰ کی بنا پر نافذ کیا گیا۔ ساتھ ہی قاضی نے اپنے فتویٰ میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ حکم تمام صحابہ کرام کے متفقہ فیصلہ کی بنا پر ہے' صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ موجودہ صورت میں بچا ہوا مال بجائے ذوی الارحام کے دینے کے بیت المال

---

[1] **ذوی الفروض**: میت کے وہ قریبی رشتہ دار ہیں جن کا حصہ شریعت میں مقرر ہے اور یہ چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں۔ (۱) شوہر۔ (۲) باپ۔ (۳) دادا (جدِ صحیح) (۴) ماں شریک بھائی۔ (۵) بیوی۔ (۶) بیٹی۔ (۷) پوتی (نیچے تک) (۸) حقیقی بہن۔ (۹) باپ شریک بہن۔ (۱۰) ماں شریک بہن۔ (۱۱) ماں۔ (۱۲) دادی (جدہ صحیحہ)۔

عصبہ: میت کے وہ خاص رشتہ دار ہیں جن کو قرآن وحدیث نے وارث تو بنایا ہے لیکن ان کا حصہ مقرر نہیں کیا' جیسے بیٹا' مذکورہ ذوالفروض کو دینے کے بعد جو کچھ بچے قرب وبعد اور قوتِ قرابت کا اعتبار کرتے ہوئے انہیں کل دے دیا جائے گا۔

ذوی الارحام: میت کے وہ تمام دادھیالی اور ننھیالی رشتہ دار جو نہ ذوالفروض ہوں اور نہ عصبات ہوں' جیسے نواسے۔

فن فرائض میں مترجم کی کتاب سراجی کمال سے' مترجم انوار الحق قاسمی۔

میں جمع کر دیا ہے اور یہ کہ موجودہ فتویٰ کی موافقت علی بن محمد بن ابی شوارب بن ابی حازم نے بھی کی ہے لیکن قاضی یوسف بن یعقوب نے ان دونوں حضرات کی مخالفت اور حضرت زید بن ثابت کے مسلک پر عمل کیا ہے خلاصہ یہ کہ معتضد نے حضرت زید بن ثابت کے قول کی طرف مطلقاً توجہ نہ دی اور نہ ہی قاضی یوسف بن یعقوب کے فتویٰ پر عمل کیا۔ اس سے برعکس ابو حازم کے فتویٰ کو عام کر دیا۔ ان باتوں کے باوجود یوسف بن یعقوب کو شرقی حصوں کا قاضی مقرر کر دیا اور قیمتی خلعت دے کر انہیں نوازا۔ اس طرح ابو حازم کو دوسرے علاقوں کا قاضی بنا دیا' کیونکہ انہوں نے ابن ابی الشوارب کی موافقت کی' اور ان سے ابو حازم کو بھی قیمتی جوڑوں کا ہدیہ پیش کیا۔

اسی سال مسلمانوں اور رومیوں کے قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کیا گیا' چنانچہ رومیوں کے قبضہ سے دو ہزار پانچ سو چار مسلمان قیدی چھڑائے گئے۔

اس سال صقلبیوں[1] نے قسطنطنیہ میں رومیوں کا محاصرہ کر لیا تھا' اس لیے مجبور ہو کر بادشاہ روم نے ان مسلمان قیدیوں سے مدد چاہی جو اس کے قبضہ میں تھے' اور انہیں پورا ہتھیار مقابلہ کے لیے دیا' چنانچہ ان مسلمانوں نے اس کا ساتھ دیا اور ان کا مقابلہ کیا تو وہ صقالبہ شکست کھا کر بھاگ گئے' اس کے بعد بادشاہ روم کو ان میں سے کچھ مسلمانوں سے خطرہ محسوس ہوا تو انہیں مختلف شہروں میں منتشر کر دیا۔

اس سال عمرو بن اللیث نیشاپور سے اپنی کسی خاص ضرورت کی بنا پر نکلا' چلتے وقت وہاں اپنا قائم مقام رافع بن ہرثمہ کو بنا دیا' لیکن اس نے برسر منبر محمد بن زید المطلبی اور اس کے بعد اس کے بیٹے کے حق میں دعا کی۔ اس برسر عام دعا کی خبر پا کر عمرو اس کی طرف لوٹ آیا اور محمد بن زید کا محاصرہ کیا' اس وقت تک کہ اسے اس شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا' پھر رافع کو شہر کے دروازہ پر قتل کر دیا۔

اور اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر عبید اللہ بن سلیمان کو عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف سے قتال کے لیے بھیجا' جونہی عبید اللہ اس کے قریب گیا فوراً عمر بن عبدالعزیز نے اس سے امان چاہا تو عبداللہ نے اسے امان دے دیا' اور اسے پکڑ کر اپنے ساتھ خلیفہ کے پاس لے گیا' وہاں تمام امراء نے اس کا استقبال کیا اور خلیفہ نے اسے خلعت سے نوازا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ حضرات ہیں' ابراہیم بن مہران' ابو اسحاق الثقفی السراج النیشاپوری۔ ان کے گھر میں امام احمد بھی تشریف لایا کرتے تھے' وہ گھر مغربی جانب قطیعۃ الربیع میں تھا' وہاں آنے سے انہیں

---

[1] صقلب، صقلبی، صقلابی۔ ایک قوم جو بلغار اور قسطنطنیہ کے درمیان رہا کرتی تھی اور بعد میں یورپ میں پھیل گئی۔ (المصباح، مترجم)

پرہیزگار تھے روزے رکھتے اور آخر کبھی افطار بھی کیا کرتے تھے' یہ بڑے قابل اعتماد اور نیک علماء میں شمار ہوتے تھے' اس سال ماہ صفر میں وفات پائی اور وفات پانے والوں میں اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن حازم ابوالقاسم مدائنی بھی ہیں' یہ وہ بزرگ شیخ ہیں جن کا گذشتہ سالوں میں تذکرہ ہوا ہے انہوں نے داؤد بن عمر اور علی بن الجعد کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کی سماعت کی ہے۔ امام دارقطنی نے انہیں نرم بتایا ہے' کچھ مرتبہ کم درجے کا ہے اور کہا ہے کہ یہ قوی یعنی مکمل قابل اعتماد نہیں ہیں' تقریباً اسی برس کی عمر میں وفات پائی ہے' نیز سہل بن عبداللہ بن یونس تستری ابومحمد بھی ہیں جو صوفیہ کے اماموں میں سے ایک ہیں' انہوں نے ذوالنون مصریؒ سے ملاقات کی ہے ان کے اچھے کلاموں میں یہ جملہ بہت پسندیدہ ہے کہ گذشتہ کل کا دن مر چکا ہے' آج کا دن حالت نزع میں ہے اور آئندہ کل ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا کوئی دن بھی قابل بھروسہ باقی نہ رہا' یہ جملہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

ما مضى فات والمؤمل غيب ولك الساعة التي انت فيها

ترجمہ: جو دن گزر گیا وہ فوت ہو گیا' آنے والے وقت کی صرف امید موہوم ہے اور تمہارے اختیار کا دن اور وقت صرف وہ ہے جس میں تم موجود ہو۔

مذکورہ بزرگ سہل بن عبداللہ نے اپنے جس شیخ سے تربیت حاصل کی ہے ان کا نام محمد بن سوار ہے' ان کی وفات کے سلسلہ میں ایک قول یہ ہے کہ ۲۷۳ھ میں انہوں نے وفات پائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

وفات پانے والوں میں یہ حضرات بھی ہیں: عبدالرحمن بن یوسف بن سعید بن خراش ابومحمد مروزی جو حصول حدیث کے لیے بہت سیاحت کرنے والوں میں سے تھے اور حدیث کے حفاظ اور جرح و تعدیل کے سلسلہ میں گفتگو کرنے والوں میں بھی شمار ہوتے تھے۔ ان پر کچھ شیعیت کا الزام لگایا جاتا تھا۔ واللہ اعلم۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ان لوگوں کے بڑوں سے پانچ مرتبہ پانی حاصل کی ہے' مطلب یہ ہوا کہ طلب حدیث کے زمانے موقع پر وہ علی بن محمد بن ابی الشوارب کے پاس جانے پر مجبور ہوئے۔

اور اس سال ان لوگوں نے بھی وفات پائی' عبدالملک اموی بصری جو سامرا کے قاضی تھے' ورکاء کے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر بھی وہ فائز کیے گئے اور وہ ثقات میں سے تھے' انہوں نے ابوالولید اور ابوعمر الحوضی سے حدیث کی سماعت کی ہے اور خود ان سے نجاد ابن صاعد اور ابن قانع نے روایت حدیث کی' ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے ان سے بہت سے علوم حاصل کیے۔

ابن الرومی الشاعر:

یہ اشعار میں اپنے ایک مستقل دیوان کے مالک ہیں۔ ان کا نام ہے علی بن العباس بن جریج ابوالحسن اور ابن الرومی سے یہ مشہور ہیں۔ عبداللہ بن جعفر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ فی البدیہہ اشعار کہنے میں مشہور تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱. اذا ما مدحت الباخلين فانما تذكرهم ما فی سواهم من المعتنا

ترجمہ: جب تم بخیلوں کی تعریف کرو گے تو تم ان کی ان ہی باتوں کو یاد کرو گے جو ان میں فضائل کے باعث ہیں۔

۲۔ و تهدى لهم غمًّا طويلا و حسرةً   فان منعوا منك النوال فبالعدل

ترجمہ: اور تم ان کو طویل غم اور حسرت کی طرف لے جاؤ گے ایسی صورت میں اگر وہ تم کو داد و دہش نہ کریں تو انصاف ہی کی بات ہوگی۔

اور یہ بھی کہا ہے:

۳۔ اذا ما كساك الدهر سر بال صحةٍ   و لم تخل من قوة يلذ و يعذبُ

ترجمہ: جب زمانہ تم کو صحت کا لباس پہنائے، ساتھ ہی تم کو اچھے اور مزہ دار کھانے پینے کی چیزوں کے پسپا ہونے کا تصور بھی نہ ہو سکے۔

٤۔ فلا تغبطن المترفين فانهٗ   على قدر ما يكسوهم الدهر يسلبُ

ترجمہ: تو تم سرکشوں اور اور ڈینگ مارنے والوں پر ہرگز رشک نہ کرو کیونکہ زمانہ جس انداز سے انہیں پہناتا ہے اسی انداز سے چھینتا بھی ہے۔

۵۔ عدوّك من صديقك مستفاد   فلا تستكثرن من الصحاب

ترجمہ: تم کو دشمن تمہارے دوستوں سے ہی ملیں گے لہٰذا اپنے دوستوں کی تعداد ہرگز نہ بڑھاؤ۔

٦۔ فان الداء اكثر ما تراه   يكون من الطعام او الشراب

ترجمہ: اس لیے کہ تم کو اس بات کا تجربہ ہوگا کہ بیماریاں زیادہ تر کھانے پینے کی چیزوں سے ہی پیدا ہوتی ہیں۔

۷۔ اذا انقلب الصديق غدا عدوّا   مبينًا والامور الى انقلاب

ترجمہ: جوں ہی کسی دوست کی دوستی میں فرق آئے گا وہ دشمن ہو جائے گا، کھلم کھلا اور سارے معاملات الٹ جائیں گے۔

۸۔ ولو كان الكثير يطيب كانت   مصاحبة الكثير من الصواب

ترجمہ: اور اگر کسی چیز کی زیادتی ہی اچھی بات ہوتی تو زیادہ لوگوں کی دوستی بھی بہتر ہوتی۔

۹۔ ولكن قل ما استكثرت الّا   وقعت على ذئاب فى ثياب

ترجمہ: لیکن تمہارے سچے دوست تو کم ہی ہیں جن کو تم نے زیادہ سمجھ رکھا ہے مگر اس صورت میں کہ تم ایسے بھیڑیوں میں پھنس جاؤ جو کپڑوں میں لپٹے ہوئے ہوں۔

۱۰۔ فدع عنك الكثير فكم كثيرٍ   يُعاف و كم قليل مستطاب

ترجمہ: لہٰذا تم زیادہ دوستوں کو خود سے علیحدہ کر دو کیونکہ بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو برا جان کر چھوڑ دیتے ہیں اور تھوڑے ہی ایسے ہوتے ہیں جو عمدہ سمجھتے ہیں۔

۱۱۔ [illegible] ویکفی الدُّ فی النطف العذاب

ترجمہ: [illegible] موجیں ہی ہلاک کرنے والی نہیں ہوتی ہیں' بلکہ وہ خوش منظر جو ابھی نطفہ کی شکل میں ہو وہی تکلیف پہنچانے کے لیے کافی ہے۔

۱۲۔ وما الحسب الموروث الادر دَرُہ — بمحتسب الاّ باخر مکتسب

ترجمہ: اور نہیں ہے خاندانی حسب کا دعویٰ مگر وہ تو منہ کا بول ہے' وہی شمار ہوگا جس کے ساتھ اس کی اپنی حاصل کی ہوئی کمائیاں بھی ہوں۔

۱۳۔ فلا تتکل الا علی ما فعلتہ — ولا تحسبن المجد یورث کالنسب

ترجمہ: لہٰذا تم بھروسہ نہ کرو مگر صرف اسی کام پر جو تم نے کیا ہے' اور تم کسی کی ذاتی شرافت کو خاندانی اعتبار سے قابل وراثت نہ سمجھو۔

۱٤۔ فلیس یسود المرء الاّ بفعلہ — و ان عدَّ اباءً کرامًا ذوی حسب

ترجمہ: کیونکہ کوئی شخص بھی سردار نہیں مانا جاتا مگر اس کے اپنے کام سے' اگرچہ وہ شمار کرتا ہو اپنے شریف باپ دادوں بڑے خاندان والوں کو۔

۱۵۔ اذا العود لم یثمروان کان اصلہ — من الثمرات اعتدَّہٗ الناس فی الحطب

ترجمہ: اس لیے کہ جب کوئی درخت سوکھ کر لکڑی بن جائے تو اگرچہ اصل کے اعتبار سے' وہ درخت پھل دینے والا ہو لیکن اب تو لوگ اسے لکڑی ہی شمار کریں گے۔

۱٦۔ وللمجد قومٌ شیّدوہ بانفس — کرام ولم یُعْنُوا بَامّ ولا باب

ترجمہ: اور بزرگی کے لائق وہی قوم سمجھی جاتی ہے جس نے اپنی شریف ذاتوں کے ساتھ اسے بلند کیا ہو' اور وہ لوگ صرف اپنے والدین کی بناء پر بڑے نہ شمار کیے گئے ہوں۔

۱۷۔ قلبی من الطرف السقیم سَقِیْمٌ — لوانَّ من اشکو الیہ رحیم

ترجمہ: میرا دل بیمار آنکھ کی وجہ سے (دیکھ کر) بیمار ہے' کاش میں جس کے پاس شکایت لے کر جاؤں اس کے اندر رحم کا مادہ ہوتا۔

۱۸۔ فی وجھھا ابدًا نھارٌ وَاضِحٌ — من شعرھا علیہ لیلٌ یھیمٌ

ترجمہ: اس محبوبہ کے چہرہ میں چمک کی وجہ سے ہمیشہ چمکدار سورج ہے' اور اس کے کالے بالوں کی وجہ سے اس کے سر پر کالی رات ہے۔

۱۹۔ ان اقبلتُ فالبدرُ لاح و ان — مشت فالغصن راح و ان رنت فالرِّیم

ترجمہ: اگر وہ ہماری طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کا چہرہ چودھویں رات کا چاند ہے' اور اگر وہ چلتی ہے تو نزاکت کی وجہ سے

متحرک شاخ ہے اور اگر گنگناتی ہے تو وہ مفید ہوتی ہے۔

۲۰۔ نعمت بها عيني فطال عذابها ولكم عذاب قد جنى لنعيم

ترجمہ: اس سے میری آنکھ ٹھنڈی ہوئی لیکن اس کی تکلیف طویل ہوگئی اور تمہاری تکلیف والی ہے جنے نعمتوں نے حاصل کیا ہے۔

۲۱۔ نظرت فاقتصدت الفؤاد بسهمها ثم انثنت نحوي فكدت اهيم

ترجمہ: جب وہ دیکھتی ہے تو میرے دل کو بھی اپنے تیر کا نشانہ بناتی ہے پھر جب وہ میری طرف رُخ موڑتی ہے تو قریب ہوتا ہے کہ میں حیران و پریشان ہو جاؤں۔

۲۲۔ وبلاه ان نظرت و ان هي اعرضت وقع السهام و وقعهن اليم

ترجمہ: اس کے لیے برائی ہے جبکہ وہ نظر ڈالے اور جب وہ منہ موڑے تو تیروں کی بوچھاڑ ہے اور ان کی بوچھاڑ انتہائی تکلیف دہ ہے۔

۲۳۔ يا مستحل دمي محرم رحمتي ما انصف التحليل و التحريم

ترجمہ: اے میرے خون کو حلال جاننے والی اور مجھ پر رحم کرنے کو حرام کرنے والی نہ تو تیرے حلال سمجھنے نے مجھ پر انصاف کیا اور نہ حرام سمجھنے نے انصاف کیا ہے۔

۲٤۔ آراء كم و وجوهكم و سيوفكم في الحادثات اذا زجرن نجوم

ترجمہ: تمہاری رائیں تمہارے چہرے اور تمہاری تلواریں جب حادثات کے وقت مقابل میں آ جائیں تو وہ مثل تاروں کے ہیں۔

۲۵۔ منها معالم للهدى و مصابحٌ تجلوا الدُّجى و الاُخرياتُ رجومُ

ترجمہ: کہ ان تاروں میں کچھ تو مسافروں کے راستوں کے لیے نشانِ راہ اور چراغ ہیں جو تاریکیوں کو دور کرتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو شیطانوں کے لیے مار بنتے ہیں۔

سببِ وفات:

کہا گیا ہے کہ ان کی ولادت ۲۲۱ھ میں ہوئی اور اسی سال رواں میں ان کی وفات ہوئی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے بعد کے سال میں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۲۷۶ھ میں ہوئی ہے۔ ان کی وجہ وفات کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ معتضد کا ایک وزیر قاسم بن عبداللہ ان کے ہجو یہ اشعار اور ان کی زبان سے بہت ڈرتا تھا اس لیے ایک مرتبہ اس نے ان کے کھانے میں ان کی موجودگی میں کوئی زہریلی چیز چھپا کر ملا دی اس کو جب انہوں نے کھایا اور زہر کو اپنے حلق میں محسوس کیا تو یہ اس دسترخوان سے اٹھ کھڑے ہوئے جس پر وزیر نے ان سے کہا کہ آپ کھانا چھوڑ کر کہاں چلے؟ جواب دیا کہ جس جگہ تم نے بھیجا ہے وہیں جا رہا

ہوں (مرنے کو) تو وزیر نے کہا اچھا تو وہاں پہنچ کر میرے والدین کو سلام کہہ دینا۔ جواب دیا میں جہنم کے قریب نہیں جاؤں گا جبکہ وہ جہنم میں ہوں گے۔

اور وفات پانے والوں میں

محمد بن سلیمان:

بن الحرب ابوبکر الباغندی الواسطی' جو حفاظ حدیث میں سے تھے' اور ابوداؤد ان سے حدیث کے بارے میں تحقیق کیا کرتے تھے' اس کے باوجود دوسرے محدثین نے ان کے سلسلہ میں چہ میگوئیاں کی ہیں اور انہیں ضعیف بھی بتایا ہے۔

اور محمد بن غالب بن حرب:

ابوجعفر الضبی جو تمتام سے مشہور تھے' انہوں نے سفیان' قبیصہ اور قعنبی سے احادیث کی سماعت کی ہے اور ثقات میں سے تھے' مگر دار قطنی نے کہا ہے کہ گاہے گاہے یہ غلطی بھی کر جاتے تھے۔

نوے برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ اور

بحتری شاعر:

بھی اس سال وفات پانے والوں میں ہیں' جو مشہور دیوان کے مالک ہیں' اصل نام ولید ابن عبادہ تھا' اور انہیں ابن عبید بن یحییٰ ابوعبادالطائی البحتری الشاعر بھی کہا جاتا تھا' ان کا خاندان منبج کا تھا' لیکن بغداد میں منتقل ہو گئے اور وہاں خلیفہ وقت کے علاوہ دوسرے امراء اور حکام کی مدح سرائی میں اشعار کہنے لگے' انہوں نے مدحیہ اشعار اپنے مرثیہ اشعار سے زیادہ اچھے کہے ہیں' ان کے سامنے جب یہ حقیقت ظاہر کی گئی تو کہنے لگے کہ لالچ اور امید میں تو مدحیہ اشعار کہے' مگر دوستی اور تعلقات کا حق ادا کرنے کے لیے مرثیے کہے ہیں اور ان دونوں میں کافی فاصلے ہیں' ان کے اشعار مبرد' ابن دستوریہ اور ابن المرزبان نے استدلال میں پیش کیے' ایک موقع پر ان سے کہا گیا کہ آپ ابوتمام شاعر سے بھی بڑے شاعر ہیں تو جواب دیا کہ یہ بات غلط ہے' اگر ابوتمام نہ ہوتے تو میں اس شاعر سے روٹی نہ کھا سکتا تھا' کیونکہ وہ تو ہمارے استاد تھے۔ یہ بحتری فی البدیہہ شاعری کرنے والے اور بہت ہی فصیح اور بلیغ تھے' جب یہ اپنے وطن ہوئے تو سال رواں میں وہیں ان کا انتقال ہو گیا' اگرچہ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے بعد ۲۸۴ھ میں انتقال ہوا۔

واقعات ـــــ ۲۸۴ھ

اس سال ماہ محرم میں رافع بن ہرثمہ کا سر بغداد لایا گیا' تو خلیفہ کے حکم سے اس شہر کے مشرقی حصہ میں اس سر کو ظہر تک عوام کو دکھانے کو لٹکا کر رکھا گیا۔

اس سال ماہِ ربیع الاوّل میں قاضی ابن ابی الشوارب کی وفات کے پانچ ماہ اور چند دنوں کے بعد ان کی جگہ اس عہدۂ قضا پر محمد بن یوسف بن یعقوب کو فائز کیا گیا' ان پانچ مہینوں تک یہ عہدہ خالی رہا۔

اس سال ماہ ربیع الآخر میں ایک دن مصر میں دن کے وقت اچانک اندھیرا چھا گیا اور آسمان کے کنارے بالکل سرخ ہو گئے' اس حد تک کہ جب کوئی ایک دوسرے کو دیکھتا تو ہر ایک کو دوسرا سرخ معلوم ہوتا' صرف انسان ہی نہیں بلکہ درودیوار بھی سرخ نظر آنے لگے تھے۔ یہ کیفیت عصر سے رات تک رہی اس لیے لوگ گھبرا کر شہر سے نکل کر میدانی علاقے میں چلے گئے' اور وہاں اللہ کے دربار میں کافی دیر تک آہ وزاری اور توبہ واستغفار میں رہے' تو یہ کیفیت دور ہوئی۔

اس سال خلیفہ معتضد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابی سفیان کے نام پر برسرِ منبر لعن کرنے کے لیے حکم دینے کا ارادہ کیا' مگر ان کے وزیر عبداللہ بن وہب نے ایسا کرنے سے ڈرایا' اور کہا کہ عوام ان باتوں کو دل سے پسند نہیں کریں گے' کیونکہ وہ اپنے بازاروں اور اپنی جامع مسجد اور اجتماعات کے موقع پر ان کے ترحم اور ترضیہ (رحمہ اللہ اور رضی اللہ عنہ ہمیشہ کہا کرتے تھے) مگر معتضد نے اپنے وزیر کی مخالفت پر کوئی دھیان نہ دیا اور اپنا حکم نافذ کر کے اس کے نقول ملک کے تمام خطیبوں کے پاس بھجوا دیئے' اس طرح پر کہ وہ اپنے خطبوں میں معاویہ پر لعن کریں اور خود ان کی اور ان کے بیٹے یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جماعت کی برائیاں اچھی طرح بیان کریں اور اپنی تائید میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائیوں سے متعلق من گھڑت روایتیں بھی ان میں لکھ ڈالیں' چنانچہ بغداد کے دونوں حصوں میں ان احکام کی تعمیل ہونے لگی اور عوام کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے ترحم اور ترضیہ کرنے سے روک دیا گیا۔ مگر وہ وزیر خلیفہ سے اپنی بات برابر کہتا ہی رہا' یہاں تک کہ دوران گفتگو یہ بھی کہہ دیا کہ اے امیر المومنین! آپ کا یہ عمل ایسا ہے کہ آپ کے اگلے خلفاء میں سے کسی نے بھی ایسا کبھی نہیں کیا ہے' اور آپ کے اس طرزِ عمل سے عوام آپ سے ناراض ہو کر ان حضرات کے ماننے والوں سے بن جائیں گے' اور ان کی دعوت کو قبول کر لیں گے' بالآخر معتضد اپنے ملک پر بغاوت کا خطرہ محسوس کر کے اپنی حرکت سے باز آ گیا' ادھر اللہ کی قدرت کا مظاہرہ دیکھئے کہ وہ درحقیقت عقیدۂ صابی تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کافر کہا کرتا تھا' اس طرح یہ ثابت ہو گیا کہ معتضد کا اس حرکت پر آمادہ ہونا خود اس کے اپنے خیالات کی اُپج ہے۔

اس سال تمام شہروں میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ فرضی قصے بیان کرنے والے' ستاروں کو دیکھ کر حالات بتانے والے اور

لڑائی جھگڑا کرنے والوں کے پاس لگے مجمعوں میں بھیجا جائے اور یہ بھی حکم دیا کہ نوروز کے معاملہ میں اہتمام نہ کریں' مگر بعد میں نوروز کی ممانعت کا حکم ختم کر دیا' اس کے بعد تو وہ لوگ زیادتی پر اتر آئے اور ہر راہی' مسافر کو بھی پانی سے بھگانے لگے اس سے بھی بڑھ کر فوجیوں اور پولیس والوں پر بھی پانی ڈالنے لگے' یہ حرکت بھی معتضد کی کوتاہیوں میں شمار ہوئی۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال نجومیوں نے دعویٰ کیا کہ اکثر ممالک میں جاڑے کے موسم میں بارش اور سیلاب کی زیادتی کی وجہ سے ندیاں اور نالے سب امنڈ آئیں گے۔ یہ وحشتناک خبر سن کر ڈر کے مارے لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں اور کھوہوں میں منتقل ہو گئے' لیکن اللہ تعالیٰ نے ان نجومیوں کی پیشینگوئیوں کو بالکل جھٹلا دیا' اس طرح کہ اس سال سے کمتر بارش اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی' ندیوں اور نالوں کا پانی بھی بہت کم ہو گیا' اور سارے علاقوں میں قحط سالی ہو گئی' مجبور ہو کر لوگوں نے بغداد اور دوسرے شہروں میں بھی بار بار استسقاء کی نمازیں ادا کیں' اور ابن الجوزی نے یہ بھی کہا ہے کہ اس سال دارالخلافہ میں رات کے وقت ایک شخص ہاتھ میں ننگی تلوار لیے ہوئے چکر کھاتے ہوئے دیکھا جاتا' لوگ اسے جب پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ بچ نکلتا' پھر دوسرے گھروں میں کھیتوں اور باغوں اور دارالخلافہ کے آس پاس کے علاقوں میں نظر آتا' لہٰذا اس کی کوئی صحیح خبر نہیں پائی جاتی۔ بالآخر معتضد کو اس بات سے زبردست حیرانگی ہوئی' یہاں تک کہ حفاظتی انتظام کے طور پر اسے دارالخلافہ کی چہار دیواریوں کو از سرِ نو بنانے اور محافظین کے درمیان از سرِ نو انتظامات کرنے پڑے' مزید برآں چاروں طرف محافظین کا پہرہ سخت کر دیا' مگر کسی قسم کا کوئی فائدہ نظر نہ آیا' تب اس نے منتر پڑھنے والوں جادوگروں اور نجومیوں سے بھی اس عقدہ کو حل کرنے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے بھی اپنی بھرپور کوششیں کیں مگر سب لاحاصل ہوئیں اور سب تھک ہار کر بیٹھ گئے۔

اس طرح بہت دنوں کے بعد واقعہ سے پردہ چھٹا اور صحیح خبر سامنے آئی' تو یہ معلوم ہوا کہ وہ خادموں میں سے ایک خصی خادم ہے اور معتضد کی بہت ہی خاص باندیوں میں سے کسی ایسی باندی پر وہ عاشق ہے جہاں اس جیسے کی پہنچ بلکہ اس تک دور سے بھی نظر کرنا اس جیسے کے لیے ناممکن ہے' لہٰذا اس نے مختلف سائزوں اور رنگوں کی ڈاڑھیاں اکٹھی کر کے ہر رات ایک ایک طرح کی وہ اپنے چہرے پر لگا کر آتا' اور لباس بھی ڈروانے نت نئے قسم کے اس نے بنا رکھے تھے' جن میں سے ہر رات کو پہلے حصوں میں وہ پہن کر باندیوں کے پاس پہنچ جاتا اور انہیں ڈراتا' تو باندیاں ڈر کے مارے چیخ و پکار کرنے لگیں اور نوکر چاکر اس پر ہر طرف سے دوڑ پڑتے' ایسے وقت میں کسی کونے میں چھپ کر وہ اپنی مصنوعی داڑھی اور لباس کو اتار کر اپنی آستین میں لے لیتا یا کہیں ادھر ادھر ایسی جگہ پھینک دیتا جس کا وہ پہلے سے انتخاب کیے ہوتا' پھر خود کو اس طرح ظاہر کرتا کہ وہ بھی ان خادموں اور محافظوں میں سے ایک ہے' اور بناوٹی سوال کرنے لگتا کہ یہ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ اور اس انداز سے تلوار ہاتھ میں لے لیتا کہ وہ بھی ان باتوں سے گھبرایا ہوا ہے' اس بھیڑ بھاڑ میں جب ساری باندیاں جمع ہو جاتیں تو اسے اپنی مطلوبہ' محبوبہ پر نظر ڈالنا ممکن ہو جاتا اور اشاروں اور کنایوں میں دونوں میں دل کی باتیں کچھ زبان پر آ ہی جاتیں' یہی معاملہ مقتدر کے زمانے تک چلتا رہا' تب مجبور ہو کر اسے طرسوس کے علاقہ میں لڑائی کے لیے جانے والی فوج میں بھیج دیا گیا' اس وقت یہ باتیں اسی باندی نے ظاہر کیں اور حقیقت حال واضح کی۔ بالآخر اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔

اس سال [illegible] بن خمارویہ نے [illegible] مصری علاقوں میں سب بے چینی پھیل گئی تھی اس لیے اس نے خمارویہ کے
نے اس سے پہلے تمام معاملات کی تحقیق جیسا کہ کے لیے مقرر کر دیا اس کا نام ابو جعفر بن ابان تھا اس نے دمشق جا کر حالات
کا جائزہ لیا اور مناسب انتظام کر کے حالات پر قابو پا لیا جبکہ خمارویہ کے انتقال کے بعد سے دمشق میں کسی نے بھی ابھی تک
لوگوں نے بیعت نہیں کی تھی اور ان میں بہت زیادہ بے چینی آ گئی تھی اس لیے بدر الحمامی اور حسن بن احمد الماذرائی کی نگرانی
میں بھاری لشکر بھیج دیا' ان دونوں نے سب حالات درست کر دیئے' اور طغج بن خلف کو نائب حاکم بنا کر مصری علاقوں میں
دونوں واپس آ گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال وفات پانے والوں میں مشہور حضرات یہ ہیں:

احمد بن المبارک ابو عمر المستملی:

ابو عمر النیشاپوری' ان کا لقب حکمویہ العابد تھا' قتیبہ احمد اور اسحاق وغیرہم سے احادیث کی سماعت کی اور مشائخ سے پچپن سال تک احادیث نقل کرتے رہے' یہ دنیاوی اعتبار سے فقیر' بدحال اور دنیا سے کنارہ کش تھے' ایک دن ابو عثمان سعید بن اسماعیل کی مجلس میں یہ ایسے وقت میں پہنچے جبکہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے میں مشغول تھے' ان کی یہ حالت دیکھ کر ابو عثمان رو کر فرمانے لگے کہ مجھے ایک ایسے شخص کو ابھی دیکھ کر رونا آ رہا ہے جس کے کپڑے بدتر حالت میں ہیں مگر وہ خود بڑے ہی علم و فضل والا ہے' میں اس مجلس میں اس کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں' ان کی یہ تقریر سنتے ہی حاضرین' اپنی اپنی انگوٹھیاں' کپڑے اور نقد دینار و درہم شیخ ابو عثمان کے پاس جمع کرنے لگے' دیکھتے دیکھتے ان کے پاس امدادی سامان کا ایک ڈھیر لگ گیا' تو وہی ابو عمر المستملی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا حضرات! میں ہی وہ شخص ہوں جس کے بارے میں اس شیخ نے اپنی گفتگو میں ابھی تذکرہ کیا ہے' اگر مجھے یہ بات مکروہ نہ معلوم ہوتی کہ ان پر غلط بیانی کا الزام لگایا جائے' تو جیسا کہ انہوں نے مجھے ظاہر نہیں کیا' میں بھی خود کو ظاہر نہ کرتا۔ تو شیخ کو ان کے اس اخلاص سے گفتگو کا بہت اثر ہوا' اس کے بعد تمام جمع شدہ مال ابو عمرو نے لے لیا اور مسجد کے دروازہ پر پہنچتے ہی سارا مال فقراء اور حاجتمندوں میں اسی وقت تقسیم کر کے ختم کر دیا۔ ان کی وفات اسی سال جمادی الاخریٰ کے مہینہ میں ہوئی۔

اور وفات پانے والوں میں

اسحاق بن الحسن:

بھی ہیں۔ نام ابن میمون بن سعد ابو یعقوب الحربی ہے۔ انہوں نے عثمان اور ابو نعیم وغیرہما سے حدیث کی سماعت کی ہے' یہ ابراہیم الحربی سے تین سال بڑے تھے' جب ان اسحاق کی وفات ہوئی' اور ان کی وفات کا اعلان کر دیا گیا تو اعلان سنتے

ہی شہر والے جنازہ کی نماز میں شرکت کے لیے ان کے گھر پر جمع ہونے لگے مگر کچھ لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ابراہیم الحربی کا انتقال ہوا ہے اور اسی غلط فہمی میں وہ ان کے گھر پہنچ گئے ان سے ملاقات ہوئی پر انہوں نے کہا کہ آپ لوگ جلد پہنچ گئے ہیں لیکن اب بہت جلد ہی یہاں آپ لوگوں کو آنا ہوگا۔ چنانچہ اس کے بعد ایک سال تک وہ زندہ رہے۔ اور وفات پانے والوں میں۔

اسحاق بن محمد بن یعقوب:

الزہری ہیں' نوے سال کی عمر پائی' ثقہ اور نیک تھے' اور اسحاق بن موسیٰ بن عمران الفقیہ ابو یعقوب اسفرائینی' شافعی بھی ہیں' نیز عبداللہ بن علی بن الحسن بن اسماعیل ابو العباس ہاشمی ہیں' بغداد میں اس وقت ان کی ہی شہرت تھی' اور انہیں جامع الرصافہ کی امامت بھی حاصل تھی' اور عبدالعزیز بن معاویہ العتابی جو عتاب بن اسید بصری کے خاندان سے تھے' بغداد میں آ کر مقیم ہو گئے تھے' اور ازہر سمان اور ابو عاصم النبیل سے احادیث بیان کی ہیں' اور یزید بن الہیثم ابن طہمان ابو خالد الدقاق' جو البادکے نام سے مشہور تھے' ابن الجوزیؒ نے کہا ہے بہتر بات یہ ہے کہ ان کو البادی کی جگہ البادی کہنا چاہئے' کیونکہ یہ جڑواں پیدا ہوئے تھے' اور پیدائش کے وقت دونوں میں اول یہی تھے' انہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کی ہے اور یہ ثقہ اور نیک تھے۔

واقعات ـــــ ۲۸۵ھ

اس سال صالح بن مدرک الطائی نے الاجفر کے مقام پر حجاج پر حملہ کیا اور ان کے مال اور ان کی عورتوں پر قبضہ کرلیا' کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ان سے مجموعی طور پر دس لاکھ دینار کی قیمت کا سامان لوٹا تھا' اور اسی سال ماہِ ربیع الاول کی بیسویں تاریخ کو کوفہ کے دیہاتی علاقوں میں اولاً تاریکی حد سے زیادہ چھا گئی تھی' پھر بجلی اور زبردست کڑک کے ساتھ اتنی زیادہ بارش ہوئی جس کی نظیر سننے میں نہ آئی تھی۔ بعض دیہاتوں میں بارش کے ساتھ سفید اور سیاہ رنگ کے پتھر بھی گرے تھے اور اولوں میں ایک ایک اولہ ڈیڑھ سو درہم کے وزن کا بھی گرتا تھا' اور طوفانی ہواؤں نے بہت سے کھجور کے درخت اور ان درختوں کے جو دجلہ کے آس پاس تھے' سب کو بالکل جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا' دجلہ کا پانی اتنا زیادہ امنڈ آیا کہ بغداد کے ڈوب جانے کا ہی خطرہ ہوگیا تھا۔

اسی سال موفق کے آزاد کردہ غلام راغب الخادم نے رومی شہروں پر حملہ کر کے بہت سے قلعوں کو فتح کرلیا اور بے شمار بچوں کو قید کرلیا' اور تین ہزار مرد جو اس کے پاس قیدی تھے سب کو قتل کر دیا۔ پھر صحیح وسالم کامیاب فتح مند ہو کر لوٹ آیا' اس سال محمد بن عبداللہ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں' احمد بن عیسیٰ بن الشیخ صاحب آمد ہیں' ان کے بعد ان کے لڑکے محمد نے ان کی ذمہ داریوں کو سنبھالا۔ تب معتضد اور ان کے لڑکے المکتفی باللہ نے آگے بڑھ کر اس کا محاصرہ کرلیا' مجبور ہو کر اس نے ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے' اور ان کی اطاعت قبول کر لی' اس لیے معتضد نے بھی اس کے علاقوں کو اپنے قبضہ میں لے کر خلعت سے نوازا اور اس کے خاندان والوں کا اعزاز واکرام کیا اور اپنے بیٹے المکتفی کو اس کا خلیفہ مقرر کر دیا' پھر قنسرین اور عواصم کے علاقوں میں چلا گیا' اور ان علاقوں کو ہارون بن خمارویہ سے اپنے قبضہ میں لے لیا' پھر اسے کچھ اختیارات دیئے' اور کچھ مصالحت کر لی۔

اسی سال ابن الاخشید نے رومیوں کے علاقہ میں طرسوس والوں سے جنگ کی اور اللہ نے اس کے ہاتھوں بہت سے قلعے فتح کروائے' اس لیے اللہ ہی تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔

اور مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں

ابراہیم بن اسحاق:

بھی ہیں' جن کا نام ابن بشیر بن عبداللہ بن رستم ابواسحاق الحربی ہے' جو فقہ وحدیث وغیرہ کے فنون کے اماموں میں سے

ایک ہیں اور وہ زاہد و عابد بھی ہیں' احمد بن حنبلؒ سے مسائل سیکھے اور ان سے بہت سی ر[illegible] تیں بیان کی ہیں۔

دارقطنی نے کہا ہے کہ ابراہیم الحربی امام وقت' [illegible] تمام علوم میں ماہر انتہائی سچے تھے۔ زہد' پرہیزگاری اور علم میں ان کو امام احمد بن حنبلؒ جیسا سمجھا جاتا تھا۔

ان کے جملوں میں سے ایک جملہ یہ ہے کہ ''ساری امت کے سارے عقلاء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جو شخص اپنی تقدیر پر راضی نہ ہوگا وہ اپنی روزی سے مطمئن ہو کر سو نہیں سکتا ہے'' اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ بہادر مرد وہ ہے جو اپنے غم کو صرف اپنے اوپر ہی باقی رکھے اور اپنے گھر والوں پر بھی ظاہر نہ کرے' چنانچہ چالیس سال میں آدھی سیسی سر کے درد کے مرض میں مبتلا رہا مگر میں نے اپنے گھر کے بھی کسی فرد پر اسے ظاہر نہیں کیا' اور اپنی زندگی کے ستر برس سے بھی زائد عمر میں کبھی بھی اپنے گھر والوں سے نہ دن کا کھانا مانگا اور نہ رات کا۔ بلکہ اگر کھانے کو گھر والوں نے کچھ دے دیا تو کھالیا ورنہ صبر کرلیا۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ کسی رمضان کے مہینہ میں اپنے اور گھر والوں کے لیے ڈیڑھ درہم خرچ کرتے تھے' ان کے باورچی خانوں میں دوسرے لوگوں کی طرح کھانے نہیں پکتے تھے' بلکہ بھونے یا ابلے ہوئے بینگن یا مولی کا شوربہ یا ایسی ہی چیزیں ہوا کرتیں' ایک مرتبہ امیر المومنین معتضد نے ان کے پاس دس ہزار درہم ہدیۃً بھیجے' تو انہوں نے ان کے لینے سے انکار کردیا' اور وہ واپس کردیئے' دوبارہ خلیفہ کا آدمی وہ درہم لے کر آیا' اور کہا کہ خلیفہ نے کہا ہے کہ آپ یہ دراہم اپنے محلے کے ان لوگوں میں تقسیم کر دیں جنہیں آپ غریب سمجھتے ہوں' جواب دیا کہ میں نے ان کا نہ شمار کیا ہے اور نہ اس بارے میں ہم سے بروز قیامت سوال کیا جائے گا' اس لیے ان دراہم کے خرچ کرنے کے بارے میں بھی ہم سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا' اور اب تم امیر المومنین سے یہ کہہ دو کہ آئندہ اس قسم کی کوئی بات ہم سے نہ کہیں بلکہ ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیں' ورنہ ہم اس علاقہ کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔

ان کے مرض موت کے دنوں میں ان کے کچھ احباب ان کی عیادت کو گھر میں آئے تو کسی بچی نے ان کے سامنے اپنی پریشانیوں کا حال بیان کرنا شروع کردیا کہ ہمیں کھانے کو سوکھی روٹی اور نمک کے علاوہ کچھ بھی میسر نہیں ہوتا' بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ نمک بھی میسر نہیں ہوتا۔ یہ سن کر انہوں نے بیٹی کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ تم اپنی فقیری اور محتاجی سے ڈرتی ہو' دیکھو میری کتابوں کے انبار ہیں' بارہ ہزار اجزا میرے ہاتھوں کے لکھے ہوئے ہیں' تم ہر روز ان میں سے ایک جزء ایک درہم میں بھی بیچو (جو بآسانی فروخت ہو جائیں گے) تو اس طرح جس کے پاس بارہ ہزار دراہم ہوں وہ کیونکر فقیر ہو سکتا ہے؟

ان کی وفات اس سال تیسویں ذی الحجہ کو ہوئی' اور یوسف بن یعقوب القاضی نے باب الانبار کے پاس ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی' جنازہ میں بے شمار نمازیوں نے شرکت کی' اور وفات پانے والوں میں:

المبرد النحوی:

بھی ہیں۔ نام یہ ہے: محمد بن یزید الاکبر ابوالعباس الازدی الشمالی ہے اور المبرد النحوی سے مشہور ہیں' بصرہ کے رہنے

والے فن لغت اور زبان عربی کے امام تھے انہوں نے یہ علوم مازنی اور ابوحاتم السجستانی جیسے اماموں سے حاصل کیا۔ یہ نقل علوم میں ثقہ اور فاضل استاد تھے' معمدی میں لوگوں کا مقابلہ کرتے تھے' ان کی کتاب کا نام الکامل فی اللغۃ ہے' ان کا نام مبرد رکھنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مبرد کے ڈر سے انہوں نے ابو حاتم کے ہاں ایک مزاخانہ کے پیچھے چھپ کر جان بچائی تھی۔

مبرد نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ میں رقہ میں اپنے کچھ احباب کے ساتھ پاگل خانے میں پاگلوں کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ ان میں ایک نوجوان اچھی صورت وشکل اور اچھے لباس میں ہے' اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں ابھی نو وارد ہے۔ اس نے ہمیں دیکھتے ہی سلام کیا اور دریافت کیا کہ آپ لوگ کس جگہ کے ہیں؟ ہم نے جواب دیا کہ ''ہم عراقی ہیں'' اس نے کہا میں اپنے والد کو عراق اور اس کے باشندوں پر فدا کرتا ہوں۔ اب آپ ہمیں کچھ اشعار سنائیں یا میں آپ لوگوں کو سناؤں' ہم نے کہا: آپ ہی ہمیں سنائیں' تب وہ یہ اشعار سنانے لگا:

۱۔ اللّٰہ یعلم اننی کمد — لا استطیع بث ما اجدُ

ترجمہ: اللہ ہی جانتا ہے کہ میں غم کا مارا نڈھال ہوں' میں اپنی اندرونی کیفیت کا اظہار نہیں کر سکتا ہوں۔

۲۔ روحان لی روح تضمنها — بلدٌ و اخری حازها بلدٌ

ترجمہ: میری دو روحیں ہیں' ایک پر ایک شہر نے قبضہ کر رکھا ہے اور دوسری کو دوسرے شہر نے اپنے اندر سمیٹ رکھا ہے۔

۳۔ واری المقیمة لیس ینفعها — صبر و لا یقوی لها جلدُ

ترجمہ: اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میری روح جو اس شہر میں موجود ہے اس کو کسی طرح بھی صبر نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی بہادری کے اظہار سے اسے قوت حاصل ہو سکتی ہے۔

۴۔ و اظن غائبتی کحاضرتی — بمکانها تجد الذی اجدُ

ترجمہ: اور یہ بھی گمان کرتا ہوں کہ میری وہ روح جو غائب ہے وہ بھی اسی طرح ہے جو ابھی میرے پاس ہے اپنی جگہ موجود ہے' اس جگہ تم بھی وہی کیفیت محسوس کر رہے ہو جو میں محسوس کر رہا ہوں۔

۵۔ لمّا اناخوا قبیل الصبح عیرهم — و حمّلوها فثارت بالهوی الابل

ترجمہ: جب ہماری محبوبہ کے قبیلہ والوں نے آخری شب میں اپنے اونٹوں کو بٹھایا اور میری محبوبہ کو اس پر سوار کر دیا تو وہ محبت کی وجہ سے اونٹ پر سے کود پڑی۔

۶۔ و ابرزت من خلال السّجف ناظرها — ترنوا الیّ و دمعُ العین ینهمل

ترجمہ: تو اس نے پردوں کے درمیان سے اپنے دیکھنے والوں کے لیے اپنا چہرہ ظاہر کر دیا' اور ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھنے لگی' اس حال میں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جا رہے تھے۔

۷۔ و ودّعت ببنان عقدها عنم — فادیت لا حملت رجلاك یا جمل

ترجمہ: اور اپنی ایسی انگلی کو دانتوں سے دبائے ہوئے جس کے پورے عنم (مہندی کے رنگ سے سرخ ہو رہے تھے' تو میں نے

پکار کر کہا: خدا کرے کہ یہ اونٹ تیرا وزن نہ اٹھا سکیں) اور تو سفر میں جا کر ہم سے دور نہ ہو سکے۔

۸۔ ویلی من البین ماذا حل بی وبهم   من نازل البین حان البین وارتحلوا

ترجمہ: تیری اس جدائی پر پھٹکار ہو کیا ہی آفت ٹوٹ پڑی ہے ہمارے اور ان جانے والوں کے درمیان سفر جدائیگی واقع ہوگئی اور وہ لوگ سفر میں دور نکل گئے۔

۹۔ یا راحل العیس عجّل کی اودعهم   یا راحل العیس فی ترحالك الاجل

ترجمہ: اے بھورے رنگ کے اونٹ والے مسافر! جلدی کر وتا کہ میں انہیں رخصت کروں' اے اونٹ کے مسافر! تیرے سفر پر چلے جانے میں میری موت ہے۔

۱۰۔ انی علی العهد لم انقض موَّدتهم   فلیت شعری یطول العهد ما فعلوا

ترجمہ: میں تو اپنے وعدہ پر قائم ہوں' میں ان سے لیے ہوئے وعدہ کو توڑ نہیں سکتا ہوں' اے کاش کوئی مجھے یہ بتا دے کہ پرانے وعدہ کرنے والوں کا کیا حشر ہوا۔

تو میرے ساتھیوں میں سے ان لوگوں نے جو اس سے نفرت کرتے تھے' یہ کہہ دیا کہ ''وہ لوگ تو مر گئے'' تو اس نے جواب دیا: جب تو مجھے مرجانا چاہئے۔ یہ سن کر اس شخص نے پھر کہہ دیا کہ اگر چاہتے ہو مر جاؤ (کون روکتا ہے) اتنا سنتے ہی اس شخص نے انگڑائی لی اور ایک ستون سے جو اس کے قریب تھا' ٹیک لگائی اور اس کی جان نکل گئی' اس کے بعد اس کی تکفین اور تدفین ہونے تک ہم اس کے پاس رہے۔ بالآخر ہم اسے دفن کر کے ہی رخصت ہوئے' اللہ اس پر رحمت کرے۔

مبرد نے ستر برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۲۸۶ھ

اس سال ربیع الآخر کے مہینہ میں ابن الشیخ کی جانب سے ''آمد'' پر قبضہ کرنے کا واقعہ ہوا' مصر سے ہارون بن احمد بن طولون کا معتضد کے پاس ایک خط آیا' اس وقت جبکہ وہ اپنے خیمہ میں ''آمد'' میں مقیم تھا' کہ یہ قنسرین اور عواصم کو اس کے سپرد کر دے گا' اس شرط پر کہ مصری شہروں پر اس کی حکومت کو برقرار رکھے' جسے معتضد نے قبول کر لیا۔ پھر ''آمد'' سے عراق کی طرف روانہ ہو گیا اور یہ حکم دے گیا کہ اس آمد شہر کی چہار دیواری پوری ڈھا دی جائے' چنانچہ کچھ دیوار توڑ دی گئی' مگر سب کو توڑ نا ممکن نہ ہو سکا۔

اس موقع پر ابن المعتز نے ''آمد'' کے فتح ہونے پر مبارکبادی میں یہ اشعار کہے:

۱۔ اسلم امیر المؤمنین و دُم فی غبطةٍ و لیُهَنِّك الدهر

ترجمہ: تم امیر المومنین کو حوالہ کر دو اور تم ہمیشہ عوام کی طرف سے غبطہ کی حالت میں رہو اور زمانہ تم کو مبارکبادی دیتا رہے۔

۲۔ فلربَّ حادثةٍ نهضت لها متقدما فتأخر الدهر

ترجمہ: کیونکہ بہت سے واقعات ایسے ہیں کہ جن کے مقابلہ کو تم آگے بڑھے تو زمانہ پیچھے ہٹ گیا۔

۳۔ لیثٌ فرأسُهُ اللیوث فما بیض من دمها الظفرُ

ترجمہ: وہ خود شیر ہے اور اس کے شکار بھی شیر ہی ہوتے ہیں' اس کے ناخون ان شیروں کے خون کرنے کی وجہ سے سفید نہیں ہوتے۔

اس کے بعد خلیفہ جب بغداد سے واپس لوٹ آئے تو اس کے پاس نیشاپور سے عمرو بن اللیث کا ہدیہ پہنچا جس کی مجموعی قیمت چالیس لاکھ درہم تھی' اور گھوڑے ان کے زین اور ہتھیار کے علاوہ دوسری چیزیں ان درہموں سے خارج تھیں۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل:

اسی سال اسماعیل بن احمد السامانی اور عمرو بن اللیث کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی' جس کی وجہ یہ ہوئی کہ عمرو بن اللیث نے جب رافع بن ہرثمہ کو قتل کر کے اس کا سر خلیفہ کے دربار میں بھیج دیا اور اس سے یہ فرمائش کی کہ خراسان کے علاقے جو ابھی تک اس کے قبضہ میں ہیں' ان کے علاوہ ماوراء النہر کے علاقے بھی اُسے دے دیئے جائیں' جسے خلیفہ نے قبول کر لیا۔ اس خبر سے ماوراء النہر کے نائب گورنر اسماعیل بن احمد السامانی کو بہت زیادہ پریشانی ہوگئی' اور اس بے چینی کے عالم میں اس نے عمرو بن اللیث کو ایک خط لکھا کہ تم ایک لمبی چوڑی دنیا کے حاکم ہو' ان ہی علاقوں پر اکتفا کرو' اور ان علاقوں پر نظر نہ ڈالو جو میرے قبضہ

میں ہیں' لیکن اس نے اس کی درخواست پر کوئی توجہ نہ دی۔

اسماعیل بن احمد اور عمرو بن اللیث میں قتال کے بعد عمرو کی زبردست شکست:

مجبوراً اسماعیل بہت بڑا لشکر لے کر عمرو بن اللیث کے مقابلہ میں گیا اور بلخ کے قریب پہنچ کر دونوں میں مقابلہ ہو گیا۔ نتیجہ میں عمر شکست کھا گیا اور قیدی بنا لیا گیا۔ اس حال میں جب اسے اسماعیل کے پاس لایا گیا تو اس نے اس کا کھڑے ہو کر استقبال کیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا' اور اس کے چہرہ کو دھویا' اور لباس فاخرہ دیا اور اسے امن دے کر مطمئن کر دیا۔ ان تمام کاموں کے بعد اس نے خلیفہ کو اس کے بارے میں ایک خط لکھا' اور اس میں اس کے متعلق حالات بیان کرتے ہوئے یہ لکھا کہ ان علاقوں کے باشندے اس عمرو سے انتہائی برگشتہ ہیں اور اس کی حکومت سے سخت نالاں ہیں۔ اس خط کے جواب میں خلیفہ کا ایک خط اسماعیل کے پاس آیا کہ اس عمرو کی ساری جائیداد' مال و دولت سب پر قبضہ کر لیا جائے' چنانچہ اس کی ساری چیزیں ضبط کر لی گئیں۔ اس طرح اس عمرو کی بالکل کایا پلٹ ہو گئی کہ ابھی چند دن پہلے تک صرف اس کے جیل خانہ کے باورچی خانہ کا سامان چھ سو اونٹوں پر لدا ہوتا تھا' اور اب بالکل کس مپرسی کا عالم تھا' اس پر تعجب خیز بات یہ بھی تھی کہ اس وقت بھی اس کے ساتھ پچاس ہزار لڑاکا فوج تھی' ان میں سے ایک کو بھی نہ قید کیا گیا اور نہ کچھ پوچھا ہی گیا۔

دراصل یہ اس شخص کی سزا تھی جس پر لالچ غالب آ چکا تھا اور اسے حرص ہی نے اس کا رہبر بن کر اسے فقر کے گڈھے میں ڈال دیا' اور یہ تو اللہ کا پرانا قانون ہے' اس لالچی کے بارے میں' جس کا وہ حقدار نہ ہو اور جو کوئی دنیا میں ضرورت سے زیادہ لالچی ہو گیا ہو۔

ابوسعید الجنابی کا ظہور:

جو کہ قرامطہ کا سردار حبشی خبیث سے بھی زیادہ اخبث اور اس سے بھی بڑھ کر فسادی تھا۔

اس کا ظہور اس سال بصرہ کے علاقہ میں ماہ جمادی الاوّل میں ہوا تھا' اس کی خبر پا کر دیہاتی وغیرہ بہت سی مخلوق اس کی طرف متوجہ ہو گئی اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی' اور اس نے اپنے اردگرد کے بہت سے دیہاتیوں کو قتل کر دیا' پھر بصرہ کے قریب قطیف کی طرف متوجہ ہو گیا' تو خلیفہ معتضد نے وہاں کے اپنے نائب کو لکھ بھیجا کہ اس کی پوری چہار دیواری مضبوط کر دی جائے' چنانچہ تقریباً چار ہزار دینار خرچ کر کے اس کی دیواریں مضبوط کیں اور بہت سی اہم چیزوں کا اضافہ کیا۔ اس بنا پر قرامطہ وہاں داخل ہونے سے مجبور ہو گئے۔ مگر یہ ابوسعید الجنابی اور اس کے ساتھی قرامطہ نے ''ہجر'' اور اس کے آس پاس کے شہروں پر غالب آ کر اس علاقہ میں زبردست فساد پھیلایا۔

اس ابوسعید کی حقیقت یہ تھی کہ دراصل غلوں کی خرید و فروخت کا دلال تھا اور چیزوں کی قیمتوں کو طے کیا کرتا تھا۔ اس نے مہدی کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی۔ چنانچہ ایک شخص جس کا نام علی بن العلا بن حمدان الزبادی تھا' اس نے اس کی دعوت قبول کر لی اور مہدی کی دعوت قبول کرانے پر اس نے پورا زور صرف کر دیا۔ اس لیے وہ شیعہ جو قطیف کے علاقہ میں تھے' انہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی' ان ہی لوگوں میں یہ ابوسعید الجنابی بھی تھا' اللہ اس کا برا کرے۔ رفتہ رفتہ یہ شخص ان

لوگوں پر حاوی ہو گیا' اور قرامطہ کا بھی ان میں ظہور رہا اور سب نے اس کی دعوت قبول کی اور اس کے متبع ہو گئے' اب یہی شخص ان سب کا لیڈر بن گیا اور ہر معاملہ میں اسی کا مشورہ قابل قبول ہونے لگا' یہ اس شہر کا باشندہ تھا' جسے جنابہ کہا جاتا تھا۔ عنقریب اس کا اور اس کے ماننے والوں کا تذکرہ ہوگا۔

منتظم میں لکھا ہے کہ اس سال کا یہ واقعہ بہت ہی اہم تھا' اس کی سند سے یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک عورت رَی کے قاضی کے پاس آئی اور اس نے اپنے شوہر پر اپنے مہر کا دعویٰ کیا' لیکن شوہر نے اس کا انکار کر دیا' اس لیے وہ اپنے موافق گواہ لے آئی' مگر ان لوگوں نے کہا کہ پہلے اپنے چہرہ سے نقاب دور کرلو کہ ہم لوگ تمہیں دیکھ پہچان کر گواہی دے سکیں کہ واقعۃً تم اس کی بیوی ہو اور اپنے اس مطالبہ پر وہ لوگ مصر ہو گئے' ان کا اصرار دیکھ کر شوہر نے کہا کہ آپ لوگوں کو چہرہ دیکھنے اور میرے خلاف گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہے' میں از خود اس کے دعویٰ کو تسلیم کر لیتا ہوں تاکہ تم لوگ اس کا چہرہ نہ دیکھ سکو۔ اس بات سے اس عورت پر اثر پڑا کہ وہ اب بھی مجھ سے ہمدردی رکھتا ہے تاکہ میرے چہرہ کو غیر نہ دیکھ سکیں' اس لیے اس نے بھی از خود اسے کہہ دیا کہ تم اب دین و دنیا ہر جگہ میری طرف سے بری ہو' میں نے تمہیں بالکل معاف کر دیا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال جن مشہور لوگوں نے وفات پائی وہ یہ ہیں:

احمد بن عیسیٰ ابو سعید الخراز' جس کا ذکر ہمارے شیخ الذہبی نے کیا ہے' اور ابن الجوزی نے اس کی تاریخ وفات دو سو ستتر ہجری بتائی ہے۔

اسحاق بن محمد بن احمد بن ابان:

کنیت ابو یعقوب النخعی الاحمر۔ اس کی طرف شیعوں کا ایک فرقہ اسحاقیہ منسوب ہے اور ابن النوبختی خطیب اور ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدائی کا معتقد تھا' ان کے بعد وہ خدائی ان سے منتقل ہو کر پہلے حضرت حسن رضی اللہ عنہ پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ میں آ گئی تھی' جس کا ظہور ہر وقت ہوا کرتا تھا' اس کے اس کفریہ عقیدے کے ماننے والوں کی بھی اچھی تعداد قبیلہ حمر سے جمع ہو گئی تھی' اللہ اس کی پوری جماعت کا خاص کر اس کا حشر برا کرے۔

اسے احمر اس لیے کہا جاتا تھا کہ اسے برص کی بیماری ہو گئی تھی اس لیے اس کے داغ کو چھپانے کی غرض سے اپنے جسم پر کچھ رنگ کی مالش کیا کرتا تھا تاکہ رنگ بدلا ہوا نظر آئے۔ النوبختی نے اس سے متعلق اس کے بہت سے کفریہ عقائد اور اقوال ذکر کیے ہیں۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ مازنی اور ان کے ہم زمانہ لوگوں سے اس سے متعلق بہت سے قصے اور لطیفے منقول ہیں' اس جیسا دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا کمینہ یا ذلیل شخص ہو کہ جب بھی ذکر کیا جاتا ہو تو برائی ہی سے۔

بقی بن مخلد بن یزید:

ابو عبدالرحمٰن الاندلسی جو کہ حافظ اور مغرب کے علماء میں سے ایک ہیں ان کی تفسیر' مسند' سنن اور آثار لکھی ہوئی ہیں'

ابن حزم نے ان کی تفسیر کو تفسیر ابن جریر پر اور مسند کو مسند احمد پر اور مصنف ابن ابی شیبہ پر فضیلت دی ہے۔ مگر ابن حزم کا یہ فیصلہ غور طلب ہے' کیونکہ حافظ ابن حجر نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے انہیں اچھے کلمات سے یاد کیا ہے اور حفظ اور اتقان کی صفتوں سے انہیں متصف کیا ہے' یہ مستجاب الدعوات تھے' ان کی وفات اسی سال چھتر سال کی عمر میں بتائی ہے۔

حسن بن بشار:

ابوعلی خیاط' انہوں نے ابوبلال الاشعری سے اور ان سے ابوبکر الشافعی نے روایت کی ہے' روایت حدیث میں ثقہ تھے' ایک وقت انہوں نے اپنی بیماری کے زمانہ میں خواب کی حالت میں کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ''تم ''لا'' کھاؤ اور ''لا'' سے مالش کرو''۔

اس کی تعبیر میں پریشان ہوئے اور آخر میں یہ تعبیر نکالی کہ اس سے اس آیت مثل نورہ کمشکٰوۃ[1] فیھا مصباح میں لا شرقیۃ ولا غربیۃ کی طرف اشارہ ہے (جو زیتوں کے تیل کی صفت ہے) اس لیے انہوں نے زیتون کو کھانا اور اس کے تیل کی مالش شروع کر دی' چنانچہ بفضلہ تعالیٰ بیماری سے شفا حاصل ہوگئی۔

محمد بن ابراہیم:

ابوجعفر الانماطی جو مربع سے مشہور ہے' یحییٰ بن معین کے شاگرد' ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔

ان کے علاوہ عبدالرحیم الرقی اور محمد بن وضاح المصنف اور علی بن عبدالعزیز البغوی' جنہوں نے حدیث میں ایک کتاب مسند تصنیف کی ہے' نے بھی وفات پائی ہے۔

محمد بن یونس:

ابن موسیٰ بن سلیمان بن عبید بن ربیعہ بن کدیم ابوالعباس القرشی البصری الکدیمی' جو نوح بن عبادہ کی اہلیہ کے بیٹے تھے' ایک سو تراسی ہجری میں ان کی ولادت ہوئی' انہوں نے احادیث عبداللہ بن داؤد الخریبی' محمد بن عبداللہ الانصاری' ابو داؤد الطیالسی اور الاصمعی کے علاوہ اور بھی مختلف لوگوں سے سنی ہیں' اور ان سے ابن السماک اور نجاد نے' ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں ابوبکر بن مالک القطیعی بھی ہیں' یہ حافظ حدیث تھے اور بہت زیادہ غریب روایتیں بیان کیا کرتے تھے' اس لیے کچھ محدثین نے ان کے بارے میں عیب جوئیاں کی ہیں' ہم نے ان کے حالات اپنی کتاب ''التکمیل'' میں ذکر کیے ہیں' اسی سال جمادی الاخریٰ کی پندرھویں تاریخ بروز جمعہ نماز جمعہ سے قبل ان کی وفات ہوئی ہے۔ ایک سو سال سے زائد عمر پائی ہے اور یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی ہے۔

---

[1] پارہ ۱۸' رکوع ۱۱۔

یعقوب بن اسحاق بن بخبہ:

ابو یوسف الواسطی' انہوں نے یزید بن ہارون سے احادیث کی روایت کی ہے' یہ بغداد تشریف لائے اور صرف چار حدیثوں کی روایت کی ہے' یہ بغداد تشریف لائے اور صرف چار حدیثوں کی روایت کی اور باقیہ روایتوں کے لیے آئندہ روز کا لوگوں سے وعدہ کر گئے تھے' مگر وقت آنے سے پہلے ہی رات کو انتقال فرما گئے' ایک سو بارہ برس کی عمر پائی۔

الولید ابو عبادہ البحتری:

ذہبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے' ان کے حالات گزر چکے ہیں' تراسی برس عمر پائی جیسا کہ ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

واقعات ـــــ ۲۸۷ھ

اس سال ابو سعید الجنابی کے ماننے والوں نے ماہ ربیع الاوّل میں زبردست ہنگامے برپا کیے' ہجر کے علاقہ میں لوگوں کو قتل اور قید کیا اور پورے علاقہ میں بدامنی پھیلا دی' اس لیے خلیفہ نے ایک زبردست فوج اکٹھی کی اور ان پر عباس بن عمرو الغنوی کو سردار مقرر کر کے یمامہ اور بحرین کا امیر مقرر کر دیا' تاکہ اس خبیث ابو سعید کی بیخ کنی کرے۔ چنانچہ دونوں فریق میں مقابلہ ہوا' حالانکہ ابو العباس کے ساتھ دس ہزار لڑنے والے جوان تھے' پھر بھی اس ابو سعید نے اس طرح پوری فوج کو قید کر لیا کہ ایک بھی ان میں سے بھاگ نہ سکا' پھر سوائے ابو العباس کے بقیہ تمام ایک ایک کر کے سب اس کے سامنے قتل کر دیئے گئے' یہ واقعہ انتہائی تعجب خیز ہے اور عمرو بن اللیث کے واقعہ کے بالکل خلاف ہے' کیونکہ اس کی فوج میں پچاس ہزار جوان تھے اور سوائے عمرو بن اللیث کے ان میں سب کے سب بچ گئے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ابو سعید نے جب لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو ابو العباس ایک طرف کھڑا ہو کر سب کو قتل ہوتا دیکھتا رہا' اور یہ بھی ان تمام قیدیوں میں شامل تھا' لیکن اسے اپنے پاس چند روز روک رکھا' پھر کئی منزل تک اسے پہنچوا کر چھوڑ دیا اور کہہ دیا کہ تم اپنے خلیفہ کے پاس پہنچ کر یہاں کا چشم دید واقعہ بتا دو۔

یہ واقعہ ماہ شعبان کے آخری دنوں کا ہے۔ اس قیامت خیز واقعہ کو سن کر علاقہ کے سارے باشندے گھبرائے اور سخت پریشان ہو گئے' بصرہ والوں نے تو اپنا علاقہ چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہو جانے کا ارادہ کر لیا' مگر وہاں کے نائب حاکم احمد واثقی نے ان سب کو روکا۔

اسی سال رومیوں نے طرسوس کے علاقہ پر حملہ کر دیا' کیونکہ ایک برس پہلے وہاں کے نائب حاکم ابن الاخشید کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ ثغر کے علاقہ کا ابو ثابت کو نائب حاکم مقرر کر دیا۔ اس لیے رومی بادشاہ کو موقع سے فائدہ اٹھانے کی خواہش ہوئی اور اپنی فوج جمع کر لی' اس لیے ابو ثابت نے ان لوگوں کا مقابلہ کیا لیکن مقابلہ میں کامیاب نہ ہوا۔ آخر رومیوں نے ان کی

ایک جماعت کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں کو امیر کے ساتھ قید کر لیا اس لیے علاقہ کے لوگوں نے متفق ہو کر ابوالاعرابی کو اپنا حاکم مقرر کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الآخر کا ہے۔

محمد بن زید العلوی:

جو طبرستان اور دیلم کا حاکم تھا' اسی سال قتل کر دیا گیا' وجہ یہ ہوئی کہ اسماعیل سامانی جب عمرو بن اللیث کے مقابلہ میں کامیاب ہو گیا تو محمد بن زید نے یہ گمان کیا کہ یہ اسماعیل اپنے علاقہ سے آگے نہ بڑھے گا' اور خراسان کا علاقہ خالی ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ شخص اپنے علاقہ سے نکل کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا مگر وہاں اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اسماعیل پہنچ گیا اور اسے خط لکھا کہ تم اپنے علاقہ پر قابض رہو اور غیر کے علاقہ کو اپنے علاقہ میں ملانے کا ارادہ تک نہ کرو۔ لیکن اس نے قبول نہیں کیا' اس لیے اسماعیل نے محمد بن ہارون کی سرکردگی میں جو کہ رافع بن ہرثمہ کا نائب تھا ایک لشکر محمد بن زید کے مقابلہ میں روانہ کر دیا' جب مقابلہ ہوا تو دھوکہ دینے کے لیے محمد بن ہارون میدان سے بھاگ گیا' یہ دیکھ کر دوسری فوج نے اس کا پیچھا کیا' کچھ دور جا کر محمد بن ہارون نے پلٹ کر ان لوگوں پر زبردست حملہ کر دیا' نتیجہ میں یہ لوگ شکست کھا گئے اور لشکر میں جو کچھ سامان تھا' سب پر اس نے قبضہ کر لیا' اس مقابلہ میں محمد بن زید کو سخت چوٹ آئی اور اسی چوٹ کی وجہ سے کچھ دنوں کے بعد اس کی وفات ہو گئی' ساتھ ہی اس کے لڑکے محمد کو بھی قید کر لیا تھا' جسے بعد میں اسماعیل بن احمد کے پاس بھیج دیا' اس نے اس لڑکے کا اکرام کیا اور اس کو انعامات دینے کا حکم دیا۔

یہ محمد بن زید فاضل' دیندار اور اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تھا' لیکن اس میں شیعیت کا مادہ تھا۔

ایک موقعہ پر اس کے سامنے دو آدمی جھگڑتے ہوئے آئے' ایک کا نام معاویہ اور دوسرے کا نام علی تھا۔ دونوں کے نام سن کر محمد بن زید نے کہا کہ آپ کا فیصلہ تو ظاہر ہے (کہ علی کے حق میں ہوگا) یہ فیصلہ سن کر معاویہ نے کہا' اے امیر آپ ہمارے ناموں کی وجہ سے دھوکہ میں نہ آئیں' کیونکہ میرا باپ تو سربرآوردہ شیعوں میں سے تھا' البتہ ہمارے شہر کے اہل سنت کی مدارات کے طور پر میرا نام معاویہ رکھ دیا تھا اور اس دوسرے شخص کا باپ سربرآوردہ ناصبی تھا' مگر آپ لوگوں کے ڈر سے اس کا نام علی رکھ دیا تھا۔ اس حاضر جوابی پر محمد بن زید کے چہرہ پر مسکراہٹ آ گئی اور ان دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

ابن الاثیر نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں کہا ہے کہ اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں اسحاق بن یعقوب بن عمر بن الخطاب العدوی عدی ربیعہ ہیں' یہ جزیرہ دیار ربیعہ کے امیر تھے' مگر ان کی جگہ پر عبداللہ بن الہیثم بن عبداللہ بن المعتمر کو حاکم بنا دیا گیا۔

اور علی بن عبدالعزیز البغوی جو ابوعبید القاسم بن سلام کے شاگرد تھے' اور مہدی بن احمد بن مہدی الازدی الموصلی جو مشہور لوگوں میں تھے۔

اور ابن الاثیر اور ابوالفرج بن الجوزی دونوں نے ذکر کیا ہے کہ قطر الندی جو خمارویہ بن احمد بن طولون کی بیٹی اور معتضد کی بیوی تھی اس نے بھی اسی سال وفات پائی ہے۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ یہ اسی سال ساتویں رجب کو وفات پا کر رصافہ کے قلعہ کے اندر مدفون ہوئی۔

اور یعقوب بن یوسف بن ایوب ابوبکر المطوعی نے بھی وفات پائی ہے۔ انہوں نے احمد بن حنبل اور علی بن المدینی سے احادیث سنی ہیں اور ان سے النجاد اور الخلدی نے روایت کی ہے۔ یہ ہر روز بطورِ وظیفہ سورہ اخلاص قل ھو اللہ احد ایک قول کے مطابق اکتیس ہزار اور دوسری روایت کے مطابق اکتالیس ہزار بار پڑھا کرتے تھے۔

میں (صاحب کتاب) کہتا ہوں کہ اس سال وفات پانے والوں میں السنۃ اور دوسری مصنفات والے:

احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک:

ابن النبیل بھی ہیں۔ حدیث میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں' ان میں سے ایک کتاب "السنۃ فی احادیث الصفات علی طریق السلف" بھی ہے۔ یہ حافظ حدیث تھے' اور صالح بن احمد کے بعد اصبہان کے عہدۂ قضاء پر مامور کیے گئے تھے۔

اس سے پہلے طلب حدیث میں بہت سے شہروں کا دورہ کیا تھا' مشائخ صوفیہ میں سے ابوتراب النخشی وغیرہ سے صحبت اختیار کی ہے۔

ان کی ایک زبردست کرامت اس طرح ثابت ہوئی کہ یہ اور ان کے علاوہ دو اور بھی صلحاء حالت سفر میں تھے' ایک جگہ سفید ٹیلے پر قیام کیا' اتنے میں یہی ابوبکر اسے اپنے ہاتھوں سے بوسہ دے کر کہنے لگے۔ اے اللہ! اسی ٹیلہ کی طرح سفید حلوہ کا رزق ہمارے لیے بھیج دے' تاکہ ہم اسے اپنے دن کا کھانا بنالیں۔ کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک دیہاتی ہاتھ میں ایک پیالہ لیے ہوئے سامنے آیا' جس میں اسی ٹیلہ کی طرح سفید حلوہ تھا' جسے سب ساتھیوں نے مل کر کھایا۔

وہ اکثر کہا کرتے تھے' میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری مجلس میں کوئی بدعتی' متکبر' لعن طعن کرنے والا' گالی گلوچ کرنے والا' فحش گو' اور شافعی مسلک سے انحراف کرنے والا اور اصحاب حدیث میں سے کوئی حاضر ہو۔

اسی سال اصبہان میں انہوں نے وفات پائی۔

کسی نے انہیں ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں' جب انہوں نے سلام پھیرا تو ان سے دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ یہاں کیا معاملہ کیا گیا؟ جواب دیا کہ میرے رب نے میری مؤانست کر کے میری وحشت دُور کر دی۔

واقعات ـــ ۲۸۸ھ

اس سال مختلف قسم کے آفات و بلیات کے نزول کا اتفاق ہوا' ان میں سے ایک یہ ہے کہ رومیوں نے ٹڈی دل فوج کے ساتھ خشکی اور سمندری ہر راستہ سے رقہ کے شہروں پر حملہ کر کے بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور تقریباً پندرہ ہزار بچوں کو قید کیا۔

دوسرا اتفاق یہ ہوا کہ آذر بائیجان کے شہروں کے باشندوں میں زبردست وبا پھوٹ پڑی' جس سے اتنے افراد کی موت ہوئی کہ مردوں کو دفن کرنے والا کوئی باقی نہ رہا' اس لیے ایسے مردے یوں ہی سڑکوں پر کھلم کھلا چھوڑ دیئے گئے۔

ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ اردبیل کے علاقہ میں عصر کے بعد سے تہائی رات گزرنے تک تیز آندھی چلتی رہی' پھر زوردار زلزلہ آ گیا اور یہی کیفیت مسلسل کئی دنوں تک جاری رہی' جس کے نتیجہ میں وہاں کے مکانات' بلڈنگیں' ٹوٹ پھوٹ گئیں اور کچھ علاقے کی زمینیں دھنس گئیں' اس ٹوٹ پھوٹ کے نتیجہ میں مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور اس سال قرامط بصرہ کے بہت قریب آ گئے تھے' اس لیے ان کے خوف سے وہاں کے باشندوں نے علاقہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جانے کا تہیہ کر لیا تھا' مگر وہاں کے نائب حاکم نے بہت سمجھا بجھا کر ان کو اپنے ارادہ سے باز رکھا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہورین میں وفات پانے والے یہ حضرات ہیں:

بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی:

ان کی ولادت ۱۹۰ھ میں ہوئی' اور روح بن عبادہ سے صرف ایک حدیث سنی' اور زیادہ تر ہود بن خلیفہ' حسن بن موسیٰ الاشیب' ابونعیم علی بن الجعد اور اصمعی وغیرہم سے احادیث سنی ہیں' ان سے ابن المنادی' ابن مخلد' ابن صاعد' نجاد' ابوعمرو الزاہد' خلدی' السلمی' ابوبکر الشافعی اور ابن الصواف وغیرہم نے روایت کی ہے' روایت حدیث کے معاملہ میں یہ ثقہ' امین اور حافظ حدیث تھے۔ بڑے اشراف میں سے تھے' امام احمد بھی ان کی عزت کرتے' ان کے اشعار میں سے یہ چند اشعار ہیں:

۱۔ ضعفت و من جاز الثمانین یضعف   و ینکر منه کل ما کان یعرف

ترجمہ: میں کمزور ہو چکا ہوں اور جو کوئی بھی اسی برس سے تجاوز کرتا ہو کمزور ہو جاتا ہے' اور ایسی تمام چیزوں کو جنہیں وہ جانتا پہچانتا تھا اب ان سے جاہل اور انجان بن جاتا ہے۔

۲۔ و یمشی رُویداً کالا سیر مقیداً   یدانی خطاه فی الحدید و یرسف

ترجمہ: اور آہستہ آہستہ اس قیدی کی طرح چلتا ہے جس کے پاؤں میں بیڑیاں ہیں۔ ان کے قدم بیڑی میں جکڑے ہونے کی بنا پر قریب قریب پڑتے ہیں اور آہستہ آہستہ وہ چلتا رہتا ہے۔

ثابت بن قرہ بن ہارون

ان ہی کو ابن زہرون بن ثابت بن کرام بن ابراہیم الصابی الفیلسوف الحرانی بھی کہا جاتا ہے یہ کئی تصانیف کے مالک ہیں' ان کی مصنفات میں سے فن اقلیدس کی وہ کتاب بھی ہے جسے حنین بن اسحاق العبادی نے عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔ دراصل یہ ایک صوفی منش انسان تھے مگر اسے ترک کر کے علم الاوائل کے حصول میں مشغول ہو گئے' پھر وہ اس فن کے ماہرین کی نظروں میں اعلیٰ مرتبہ تک پہنچ گئے' اس کے بعد بغداد گئے جہاں ان کی بڑی قدر ومنزلت ہوئی یہ منجموں کے ساتھ خلیفہ کے دربار میں بھی حاضر ہوا کرتے مگر عقیدۃً یہ اپنے مسلک صباء پر ہی قائم رہے' ان کے پوتے ثابت بن سنان کی ایک تاریخ ہے جس میں اپنی شان پیدا کی ہے اور بہت نام پایا ہے وہ بڑا بلیغ ماہر اور انتہائی کمال کو پہنچنے والا تھا۔ اسی طرح ان کا چچا ابراہیم بن ثابت بن قرہ بھی ایک بہت نامور طبیب اور عارف تھا۔ قاضی ابن خلکان نے ان تمام لوگوں کے حالات اسی تاریخ میں ذکر کیے ہیں۔

الحسن بن عمرو بن الجہم:

ابوالحسن الشیعی' منصور کی جماعت میں ہونے کے اعتبار سے شیعی کہلائے کیونکہ یہ روافض میں سے نہ تھے انہوں نے علی بن المدینی سے حدیث کی روایت کی ہے اور بشر بن الحافی سے بھی کچھ واقعات ذکر کیے ہیں' ان سے ابوعمر بن السماک نے روایت کی ہے۔

عبیداللہ بن سلیمان:

بن وہب جو معتضد کا وزیر تھا' معتضد کی نظر میں بہت ہی مقبول تھا' اس کی موت خلیفہ کو بہت شاق گزری تھی۔ اس کی جگہ خالی ہو جانے سے اسے بہت تکلیف ہوئی تھی اس کے بعد اسے سب سے بڑی فکر یہ لاحق ہو گئی تھی کہ اس کی جگہ پر کسے مقرر کرے بالآخر اس کے لڑکے القاسم بن عبیداللہ کو ہی اس کی خالی کرسی پر بحال کیا تا کہ اس کی تکلیف کا کچھ مداوا ہو سکے۔ اور

ابوالقاسم عثمان:

بن سعید بن بشار جو الانماطی کے نام سے مشہور تھے' شافعیہ کے بڑے اماموں میں سے ایک تھے' ہم نے ان کے حالات طبقات شافعیہ میں ذکر کیے ہیں۔ اور

ہارون بن محمد:

بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ابوموسیٰ الہاشمی جنہوں نے حج کے موسم میں متواتر کئی برس تک لوگوں کی امامت کی' مصر ہی میں حدیث کی سماعت کی' پھر روایت کی اور وہیں اسی سال ماہ رمضان میں وفات پائی۔
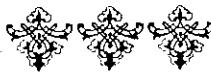
واقعات ــــ ۲۸۹ھ

اس سال قرامطہ نے کوفہ کے باشندوں کی طرف پیش قدمی کی تو کوفہ کے چند حکام نے ان قرامطہ کی ایک جماعت کو قبضہ کر کے ان کے سردار ابوالفوارس کو معتضد کے پاس بھیج دیا۔

وہاں خلیفہ نے ان کے ڈاڑھوں اور اس کے ہاتھوں کے اُکھیڑ دینے کا حکم دیا جس پر عمل کیا گیا' پھر دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹ دیئے گئے' اور آخر میں بغداد کے اندر اسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا۔

اس سال قرامطہ نے ٹڈی دل جماعت لے کر دمشق پر چڑھائی کی تو وہاں کے نائب طغج بن جف نے ہارون بن خمارویہ کی طرف سے ان لوگوں سے مقابلہ کیا لیکن ان قرامطہ نے اس نائب کو بار ہا شکست دی اور وہاں لوگوں کی حالت ابتر ہوگئی اور یہ سب کچھ یحییٰ بن زکرویہ بن بہرویہ کی مرضی سے ہوا' یہ وہی شخص ہے جس نے قرامطہ کے درمیان اپنے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے' حالانکہ اس دعویٰ میں وہ جھوٹا تھا' اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ ایک لاکھ آدمیوں نے اس کی اتباع کر لی ہے اور یہ کہ اس کی اونٹنی منجانب اللہ مامور ہے' جس جانب بھی وہ جائے گی اسی جانب کامیابی حاصل ہوگی' اور یہ دعوے ان لوگوں میں مشہور ہو گئے' اس لیے ان لوگوں نے اس کا لقب الشیخ رکھ دیا اور بنی الاصبغ کی ایک جماعت نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی تو ان کا نام فاطمین رکھ دیا گیا۔ تب خلیفہ نے ان سے مقابلہ کے لیے ایک زبردست فوج بھیجی جسے ان لوگوں نے شکست دے دی۔ پھر وہاں سے انہوں نے رصافہ کی طرف پیش قدمی کی اور وہاں کی جامع مسجد میں آگ لگا دی۔ اس کے بعد جس جگہ سے وہ لوگ آگے بڑھتے وہاں کے باشندوں اور دیہاتوں کو لوٹتا جاتا اور یہی ان کی عادت ہوگئی' یہاں تک کہ وہ دمشق پہنچ گئے تو وہاں کے نائب حاکم نے ان کا مقابلہ کیا وہاں بھی ان لوگوں نے اسے بار ہا شکست دی اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر کے ان کے مال ومتاع لوٹ لئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان پریشان کن حالات میں ہی خلیفہ معتضد کی وفات اس سال ماہ ربیع الاوّل میں ہوگئی۔

خلیفہ المعتضد:

یہ احمد بن الامیر ابی احمد الموفق اور لقب ناصر دین اللہ ہے اور ان کے والد کا نام محمد ہے اور کہا گیا ہے کہ والد کا نام طلحہ بن جعفر المتوکل علی اللہ بن المعتصم بن ہارون الرشید ہے' کنیت ابوالعباس المعتضد باللہ ہے ان کی ولادت سن دو سو بیالیس اور دوسرے قول میں دو سو تینتالیس ہے۔ ان کی والدہ ام ولد[1] تھیں۔ یہ گندمی رنگ دُبلے بدن اور درمیانی قد کے تھے۔ چہرہ کے

---

[1] ام ولد ایسی باندی کو کہا جاتا ہے جس کو اس کے آقا سے اولاد ہوئی ہو' ایسی اولاد تو پہلے دن سے ہی آزاد متصور ہوگی لیکن ایسی باندی اپنے آقا کی زندگی تک تو اس کی باندی رہے گی مگر اس کے مرتے ہی از خود آزاد ہو جائے گی۔ (انوار الحق قاسمی)

بالوں کی جڑوں میں سپیدی آ چکی تھی اور داڑھی کے سامنے کے حصہ میں لمبائی تھی۔ اور اس کے سر کے اگلے حصے کے بالوں میں بھی سپیدی تھی' ان کی خلافت کی بیعت بروز سوموار انیسویں رجب ۲۷۹ھ کو ہوئی پھر عبداللہ بن وہب بن سلیمان کو اپنا وزیر بنایا اور قضاء کے عہدہ پر اسماعیل بن اسحاق' یوسف بن یعقوب اور ابن ابی الشوارب کو مامور کیا۔ ان کے چچا معتمد کے زمانہ میں خلافت میں بہت کمزوریاں واقع ہوگئی تھیں۔

جب یہ خلیفہ بنے تو انہوں نے تمام امور سلطنت کو از سرنو درست کیا اور اس کی پختگی پیدا کی۔ یہ بہت بہادر نڈر تھے۔ دانائی' دلیری' دور اندیشی اور سمجھ بوجھ کے اعتبار سے قریش کے نامور انسانوں میں تھے۔ ایسے ہی اُن کے والد بھی تھے ابن الجوزی نے اپنی سند کے ساتھ یہ بتایا ہے کہ معتضد سفر کرتے ہوئے ایک دیہات میں ککڑی کے کھیت کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ اس کھیت کا مالک خلیفہ کو پکار پکار کر مخاطب کر رہا ہے' تو انہوں نے اسے بلوا کر وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ آپ کے کچھ فوجیوں نے جو آپ کے غلاموں میں سے ہیں' میری کچھ ککڑی زبردستی توڑ کر لے گئے ہیں' خلیفہ نے پوچھا کہ تم ان لوگوں کو پہچان سکتے ہو؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! میں پہچان سکتا ہوں۔ تب خلیفہ نے اپنے غلاموں کو بلوا کر اسے انہیں شناخت کرنے کو کہا' تو اس نے ان میں سے تین کو پہچان لیا' اسی وقت ان تینوں کو گرفتار کرنے اور قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ صبح کے وقت لوگوں نے ان تینوں کو سڑک کے چوراہے پر پھانسی میں لٹکا ہوا پایا۔ لوگوں نے اس کو بڑا واقعہ خیال کیا اور اس سے ناگواری کا اظہار کیا اور خلیفہ کی عیب جوئیاں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خلیفہ نے کتنا بڑا ظلم کیا ہے کہ معمولی سی ککڑی لینے پر تین آدمیوں کو پھانسی دے دیا۔

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد چند اہم شخصیتوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ خلیفہ کے سامنے اس وقت جب کہ حکام اور وزراء موجود ہوں اس واقعہ کی برائی ظاہر کی جائے' اور گفتگو میں کچھ نرم لہجہ اختیار کیا جائے' چنانچہ ایک نمائندہ رات کے وقت پختہ ارادہ کے ساتھ خلیفہ کے سامنے آیا' اسے دیکھتے ہی خلیفہ نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کس ارادے سے آیا ہے اور کیا کہنا چاہتا ہے۔ خلیفہ نے اس سے کہا میں سمجھ رہا ہوں کہ تمہارے دل میں کیا بات ہے اور تم کیا کہنا چاہتے ہو' اچھا خود کہہ لو کہ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المومنین! میں جان بخشی کی شرط کے ساتھ کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: ''منظور ہے''۔ تب اس نے کہا: عوام آپ کے اس فیصلہ کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھ رہے' کیونکہ پھانسی دینے کے معاملہ میں آپ نے بہت جلد بازی اور ظلم سے کام لیا ہے۔ خلیفہ نے جواب دیا: اللہ کی قسم' خلافت کی ابتداء سے اب تک میں نے کسی شخص کا ناحق خون نہیں بہایا ہے۔ تو اس نے کہا: اچھا تو احمد بن الطیب کو جو کہ آپ کا خادم تھا اور اس سے کبھی خیانت بھی ظاہر نہیں ہوئی تھی' آپ نے کیوں قتل کیا ہے' خلیفہ نے جواب دیا کہ اس نے مجھے اللہ کے ساتھ الحاد اور کفر کی بہت ہی خاموشی کے ساتھ دعوت دی تھی۔ تو میں نے اس سے کہا تھا کہ میں صاحب شریعت کا چچازاد بھائی ہوں اور ان کے عہدہ پر ان کا قائم مقام ہوں۔ تو میں نے اس سے کہا تھا کہ میں صاحب شریعت کا چچازاد بھائی ہوں اور ان کے عہدہ پر ان کا قائم مقام ہوں' تو کیا میں کفر اختیار کر کے ان کے قبیلہ اور خاندان سے نکل جاؤں۔ اس لیے میں نے کفر اور زندقہ کی دعوت کی بنا پر اسے قتل کیا ہے۔ دوبارہ سوال کیا کہ اچھا آپ نے معمولی ککڑیوں کے

معاملہ میں آپ نے تین آدمیوں کو کیوں قتل کیا؟ خلیفہ نے جواب دیا واللہ یہ تینوں مقتول وہ نہیں ہیں جنہوں نے لکڑیاں چرائی تھیں۔ بلکہ یہ لوگ تو چور اور ڈکیت تھے' جنہوں نے لوگوں کے مال لوٹے اور انہیں قتل بھی کیا تھا اس لیے ان کا قتل واجب ہوا تھا۔ چنانچہ ان ڈاکوؤں کو جیل خانہ سے نکلوا کر میں نے قتل کر دیا اور لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ انہی لوگوں نے لکڑیاں چرائی تھیں' تاکہ فوج پر اس کا اچھا ردعمل ظاہر ہو اور وہ آئندہ عوام پر ایسی حرکت کرنے کی ہمت نہ کر سکیں اور لوگوں پر زیادتی نہ کریں اور نقصان پہنچانے سے باز رہیں' اور لکڑی چرانے والے تینوں کو قید خانہ سے نکلوانے کا حکم دے کر ان سے آئندہ کے لیے توبہ لے کر آزاد کر دیا' ساتھ ہی کچھ انعام واکرام کیا اور ان کی ذمہ داریوں پر انہیں بحال بھی کر دیا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ معتضد نے گھر سے نکل کر باب السماسیہ پر قیام کیا اور اپنے تمام فوجیوں کو کسی کے بھی باغ' کسی قسم کی بھی چیز لینے سے سختی کے ساتھ منع کر دیا۔ اتنے میں ایک حبشی کو پکڑ کر اس کے سامنے لایا گیا' کیونکہ اس نے کھجوروں کا گچھ کسی باغ سے توڑ لیا تھا' خلیفہ نے اسے غور سے دیکھ کر اس کی گردن اڑھا دینے کا حکم دے دیا' اس کے بعد وہ اپنے حکام کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ عام لوگ تو میرے اس فیصلہ کو ناپسند کریں گے اور کہیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ پھلوں اور معمولی چیزوں پر ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں ہے' مزید براں لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی سزا پر ہی اکتفا کیوں نہ کیا' بلکہ ظلم صریح کے ساتھ قتل کر ڈالا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے اسے اس چوری کی سزا میں قتل نہیں کیا ہے بلکہ اس لیے کیا ہے کہ یہ حبشی درحقیقت خبیث حبشی کا ساتھی تھا۔ جس نے میرے والد سے امن چاہی تھی۔ ادھر اس نے ایک مسلمان سے لڑائی کی اور اس مسلمان کو مارا اور اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جس کے نتیجہ میں وہ مسلمان مر گیا تھا' مگر میرے والد نے ان حبشیوں کی دلجوئی کے خیال سے اس کے خون کا بدلہ اس سے نہیں لیا تھا۔ اس موقعہ پر میں نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب کبھی بھی مجھے موقع ملے گا میں اس کے خون کا بدلہ اس سے ضرور لوں گا۔ اس واقعہ کے بعد سے ابھی مجھے موقع ملا ہے اس لیے میں نے اس مسلمان کے خون کا بدلہ لیا ہے۔

ابوبکر خطیب نے کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یعقوب نے' کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہے محمد بن نعیم حنبلی نے' اس نے کہا کہ میں نے ابوالولید حسان بن محمد الفقیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوالعباس سریج کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے قاضی اسماعیل بن اسحاق کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں المعتضد کے پاس ایسے وقت میں پہنچا جب کہ اس کے پاس خوبصورت رومی چھوکرے موجود تھے۔ میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا اور معتضد نے مجھے ان کی طرف نظر کرتے ہوئے دیکھ لیا' جب میں نے اس کے پاس سے واپس آنے کے لیے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ میں مزید کچھ دیر بیٹھا رہا۔ جب اسے تنہائی کا موقع ملا تو اس نے اپنی صفائی کرتے ہوئے مجھے کہا کہ اے قاضی صاحب اللہ کی قسم! آج تک میں نے کسی حرام کام کے لیے اپنا پائجامہ نہیں کھولا ہے' (مطلب یہ ہے کہ میں نے ان بچوں کی طرف بری نیت کے ساتھ نہیں دیکھا اور نہ ان کے ساتھ کوئی بری حرکت کی ہے اس لیے آپ کو میری طرف سے بدگمانی نہیں ہونی چاہئے)۔

بیہقی نے حاکم سے اور انہوں نے حسان بن محمد سے اور انہوں نے ابن سریج قاضی اسماعیل بن اسحاق سے بیان کیا ہے'

کہا ہے کہ ایک دن میں خلیفہ معتضد کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے ایک کتاب دیکھنے کو دی' جس میں علماء کی لغزشوں اور برائیوں کو کسی نے جمع کیا تھا' اسے ایک نظر دیکھ کر میں نے خلیفہ سے کہا: اے امیر المومنین! اس زندیق بد دین نے یہ واقعات جمع کیے ہیں۔ اس نے کہا: آپ نے ایسا دعویٰ کس طرح کیا؟ میں نے کہا: جس عالم نے متعہ کو جائز قرار دیا ہے' اس نے گانے کو جائز نہیں کہا ہے۔ ایسی صورت میں جس کسی نے علماء کی غلطیوں کو جمع کیا اور خود ان پر عمل کیا تو خود جان بوجھ کر ایسا کرنے سے تو اس کا دین ہی برباد ہو گیا' یہ سنتے ہی اسے اطمینان ہو گیا اور اس کتاب کے جلا دینے کا حکم دیا۔

خطیب نے اپنی سند کے ساتھ صافی فی الجرمی الخادم سے نقل کیا ہے' کہا کہ میں خلیفہ معتضد کے ساتھ تھا' وہ چلتے ہوئے ایک ویران اور گندے علاقہ میں آ کر رک گیا۔ اور دیکھا کہ وہاں پر اس کا بیٹا جعفر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ تقریباً دس ہم عمر اور خوبصورت بچے بھی بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے ایک چاندی کے طبق میں انگور کے خوشے رکھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں انگور کم یاب تھے۔ اس کا لڑکا ان میں سے ایک انگور خود کھاتا اور پھر ایک ایک کر کے ان سب کو کھلاتا۔ یہ دیکھ کر معتضد وہاں سے نکل کر ایک گھر کے کنارے میں مغموم ہو کر بیٹھ گیا تو میں نے اس سے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو کیا ہو گیا (اچانک مغموم ہو کر کیوں بیٹھ گئے)؟ اس نے کہا تمہاری کم سمجھی پر تمہارا برا ہو۔ اللہ کی قسم! اگر (قتل عمر کی بنا پر) جہنم کی آگ کا اور لوگوں سے (اپنے کمسن بچے کو قتل کرنے کے سلسلہ میں) شرم دلانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اس لڑکے کو ضرور قتل کر ڈالتا' کیونکہ ابھی اس کے قتل کر دینے سے مستقبل میں امت مسلمہ کی بھلائی ہے۔ تو میں نے کہا:

اے امیر المؤمنین! اللہ آپ کو آپ کی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ خلیفہ نے کہا: اے صافی! تمہاری کم فہمی پر افسوس ہے' دیکھو یہ لڑکا انتہائی سخی ہے' جیسا کہ ان دوسرے لڑکوں کے ساتھ اس کے معاملہ کو دیکھ رہا ہوں' کیونکہ بچوں کی طبیعت سخاوت پسند نہیں کرتیں۔ اور اس میں سخاوت کا مادہ حد سے زیادہ ہے' میرے بعد لوگ میری اولاد کے علاوہ کسی دوسرے کی خلافت اپنے اُوپر برداشت نہیں کریں گے۔ اس لیے وہ لوگ میرے بعد متصلاً المکتفی کو ہی خلیفہ مقرر کریں گے۔ مگر وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہ سکے گا' کیونکہ وہ ایک مرض مہلک' مرض خنزیر میں مبتلا ہے' اس کے بعد یہی لڑکا جعفر خلیفہ بنا دیا جائے گا اس کے بعد وہ بیت المال کی ساری رقم اپنی لونڈیوں میں لٹا دے گا۔ کیونکہ اسے ان لونڈیوں سے بے حد محبت معلوم ہوتی ہے اور ان کی صحبت کا زمانہ قریب کا ہی گزرا ہوا ہوگا' اس طرح مسلمانوں کے معاملات سارے درہم برہم ہو جائیں گے' ملکی سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ فتنے' مار کاٹ بھڑک جائیں گے۔ خوارج اور فتنہ پرداز زور پکڑ لیں گے۔ اس کے بعد صافی نے کہا کہ خلیفہ نے جو کچھ باتیں کیں میں نے اپنی آنکھوں سے ایک ایک کر کے ان سبھوں کو دیکھا۔

ابن الجوزی نے معتضد کے کسی خادم کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت خلیفہ معتضد سویا ہوا تھا اور ہم لوگ اس کے تخت کے آس پاس ہی موجود تھے' اچانک وہ نیند سے گھبراہٹ کے ساتھ اٹھا' پھر ہم لوگوں کو بآوازِ بلند پکارا۔ تو ہم اس کے پاس دوڑے ہوئے گئے۔ اس نے کہا: غور سے سنو! تم بہت جلد دجلہ کی طرف جاؤ اور سب سے پہلے آتی ہوئی خالی کشتی جو ملے اس کو روک کر اس کے ملاح کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ اور اس کشتی کی اچھی طرح حفاظت کرتے رہو' چنانچہ ہم لوگ

بہت ہی عجلت کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور واقعتاً ایک خالی کشتی اس طرف آتے ہوئے دیکھی تو اسے روک کر اس کے ملاح کو پکڑ کر خلیفہ کے پاس لے آئے' جیسے ہی اس کی نظر خلیفہ پر پڑی وہ مرنے کے قریب ہو گیا۔ تو خلیفہ نے گرجدار آواز میں اسے پکارا جس سے اور بھی اس کی روح نکلنے کے قریب ہو گئی۔ تب خلیفہ نے اس سے کہا: اے ملعون! جس عورت کو تو نے آج قتل کیا ہے اس کا سچ سچ واقعہ میرے سامنے بیان کر۔ ورنہ فوراً تیری گردن اُڑا دوں گا۔ تو وہ ذرا خاموش ہوا پھر کہنے لگا: جی ہاں اے امیر المومنین! آج صبح سویرے میں فلاں گھاٹ پر تھا' وہاں پر ایک انتہائی خوبصورت ایسی عورت پر نظر پڑی جس کے بدن پر بہت قیمتی کپڑے' جوڑے تھے اور بہت سے زیورات اور ہیرے جواہر بھی تھے۔ اسے دیکھتے ہی میری طبیعت للچا گئی اور حیلہ بہانہ سے اس پر قابو پا لیا پھر اس کے منہ کو بند کر کے اس کے بدن کے سارے کپڑے ہیرے جواہر اور زیورات اتار کر اسے دریا میں ڈبو دیا۔ اس کے بعد مجھے یہ خطرہ ہوا کہ اگر میں یہ سب اپنے گھر لے جاؤں گا تو بات چھپ نہ سکے گی سارے علاقہ میں مشہور ہو جائے گی۔ اس لیے میں وہ سب لیے ہوئے واسط کی طرف جا رہا تھا' اتنے میں آپ کے ملازم نے مجھے پکڑ لیا۔ خلیفہ نے دریافت کیا کہ وہ زیورات اور سامان سب کہاں ہیں؟ اس نے کہا: کشتی کے بیچ میں اس کے تختوں کے نیچے ہیں۔ اسی وقت خلیفہ نے ان سارے زیورات کے حاضر کرنے کا حکم دیا تو وہ لائے گئے' جن کی مجموعی قیمت بہت زیادہ ہو گئی۔ اس کے بعد خلیفہ نے حکم دیا کہ اس ملاح کو اسی جگہ لے جا کر پانی میں ڈبو دیا جائے جہاں اس عورت کو اس نے ڈبویا ہے اس کے بعد اس نے اس اعلان کرنے کا حکم دیا کہ اس عورت کے جو جائز وارث ہوں وہ آئیں اور یہ سب سامان لے جائیں' تین دنوں تک بغداد کی سڑکوں اور گلیوں میں اس کا اعلان ہوتا رہا' چنانچہ تین دنوں کے بعد اس کے ورثہ آئے' تب جو کچھ اس عورت کا سامان موجود تھا سب انہیں دے دیا گیا۔ وہ ملاح ان میں سے کچھ بھی نہ لے سکا۔ اس قصہ کے بعد خلیفہ کے حاضر باشوں نے اس سے دریافت کیا کہ یہ ساری باتیں آپ کو کس طرح معلوم ہو گئی تھیں؟ تب اس نے کہا: میں نے اس وقت خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ ہیں جن کے سر اور داڑھی کے بال اور کپڑے سارے کے سارے بالکل سفید تھے اور وہ آواز دے رہے تھے' اے احمد! اے احمد! جلد از جلد آتی ہوئی سب سے پہلی کشتی پکڑ واور ملاح سے اس عورت کے بارے میں دریافت کرو جسے اس نے آج ہی قتل کیا ہے اور مقتولہ کا سارا سامان اُتار لیا ہے۔ اس کے بعد اس پر قانوناً حد جاری کرو' اس کے بعد جو کچھ ہو وہ سب تم لوگوں نے دیکھا اور سنا ہے۔

جعیف السمر قندی دربان خلیفہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے آقا معتضد کے ساتھ شکار کے سفر میں تھا اتفاق سے وہ لشکر سے نکل گیا۔ ایسے وقت میں میرے علاوہ اس کے ساتھ دوسرا کوئی نہ تھا' اچانک ہمیں اپنی طرف آتا ہوا ایک شیر نظر آیا تو خلیفہ نے مجھ سے کہا: اے جعیف! کیا آج تمہیں اپنی جان کی خیر معلوم ہوتی ہے؟ میں نے کہا: نہیں! اور کیا تم بہتر نہیں سمجھتے ہو کہ میں اپنے گھوڑے پر سے اتر جاؤں' اور میرے گھوڑے کو پکڑے رہو۔ کہا: جی ہاں! بہتر ہے۔ اس کے بعد دربان نے کہا کہ خلیفہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور اپنے دامن کو اپنے پٹکے میں ڈال دیا اور اپنی تلوار سونت لی اور اس تلوار کا نیام میری طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد آہستگی کے ساتھ وہ شیر کی طرف بڑھتا چلا گیا' ایک دم شیر نے اس پر حملہ کر دیا اور اس نے تلوار سے اس پر وار کر

دیا جس سے شیر کا ایک ہاتھ کٹ گیا اور اب وہ خود بے قابو ہو کر بیٹھ گیا' اس کے بعد اس نے شیر کے سر پر تلوار ماری جس سے اس کے دو ٹکڑے ہو گئے' اب وہ شیر فوراً گر پڑا' تب خلیفہ نے اس کی پیٹھ کے بالوں سے اپنی تلوار کا خون صاف کیا اور اسے اپنے نیام میں ڈال دیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا اور ہم دونوں روانہ ہو کر لشکر سے آ ملے' اس کے بعد اس دربان نے کہا کہ اس واقعہ کے بعد سے میں خلیفہ کی زندگی میں برابر اس کے ساتھ رہا' مگر کبھی بھی میں نے نہیں سنا کہ اس نے کسی سے اس واقعہ کو بیان کیا ہو' اب میں یہ نہیں سمجھ سکتا ہوں کہ کون سی چیز تعجب خیز ہوئی کہ اپنی بہادری کی وجہ سے یا اپنی شہرت نہ چاہنے کی وجہ سے یا مجھ سے یہ اظہار ناراضگی نہ کرنے کے خیال سے میں نے شیر کے مقابلہ میں اپنی جان بچائی اور اس کا ساتھ نہ دیا۔ اللہ کی قسم اس نے مجھ پر کبھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔

ابن عساکر نے ابوالحسین النوری سے واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ وہ (النوری) ایک ایسی کشتی کے پاس سے گزرا جس میں شراب بھری ہوئی تھی تو میں نے اس ملاح سے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے اور کس کے لیے ہے تو ملاح نے کہا کہ یہ معتضد کی شراب ہے۔ یہ سن کر وہ کشتی میں سوار ہو گیا اور ایک لکڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی اور ان مٹکوں کو توڑ کر رکھ دیا' آخر میں صرف ایک کو چھوڑ دیا۔ ایسے موقع پر ملاح زور زور سے چیخ رہا تھا جس کی آواز سن کر پولیس وہاں پہنچ گئی اور اسے پکڑ کر معتضد کے پاس لا کر کھڑا کر دیا' معتضد نے اس سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں محتسب ہوں۔ اس نے کہا تمہیں اس عہدہ پر کس نے مامور کیا ہے؟ جواب دیا اے امیر المؤمنین! اسی نے مجھے بھی مامور کیا ہے جس نے آپ کو خلافت کے عہدہ پر مامور کیا ہے' یہ سن کر خلیفہ نے اپنا سر جھکا لیا' تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا اور اس سے سوال کیا کہ تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے'؟ جواب دیا: آپ پر شفقت کے خیال نے' تاکہ جہنم کی آگ آپ سے دور ہو جائے۔ تب اس نے دوبارہ اپنا سر جھکا لیا' تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اُٹھا کر پھر دریافت کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ایک مٹکہ کو تم نے کیوں چھوڑ دیا؟ جواب دیا کہ میں نے محض اللہ کی برائی کے خیال سے یہ ہمت کی تھی۔ اسی لیے میں نے کسی کی پرواہ نہیں کی۔ یہاں تک کہ جب میں اس آخری برتن تک پہنچا تو میرے دل میں یہ برائی آئی کہ میں نے آپ جیسے خلیفہ کے مقابلہ میں یہ جرأت کر لی ہے' اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنا ہاتھ روک لیا' تب معتضد نے اس سے کہا' اب تم آزاد ہو اور اب ہمیشہ کے لیے جب بھی کوئی عند اللہ ناپسندیدہ کام ہوتے ہوئے دیکھو' اسے ہاتھوں سے روک دیا کرو۔ یہ سن کر نوری نے کہا: اب اپنے پہلے خیال سے باز آتا ہوں۔ خلیفہ نے پوچھا اب کیوں؟ جواب دیا کہ اب تک میں محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے روکا کرتا تھا' مگر اب میں ایک محتسب اور پولیس کی حیثیت سے روک سکتا ہوں۔ معتضد نے کہا: اچھا اب تم کو کوئی ضرورت ہو وہ مانگو۔ اس نے کہا! میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے سامنے سے صحیح وسالم واپس جانے کی اجازت دے دیں۔ چنانچہ اسے اجازت مل گئی اور وہ وہاں سے نکل کر بصرہ کی طرف چلا گیا اور وہاں گمنام ہو کر زندگی گزارنے لگا' محض اس خوف سے کہ کوئی مجھے معتضد تک اپنی مقصد کی برآری کے لیے نہ لے جا سکے۔ معتضد کی وفات کے بعد وہ بغداد واپس آ گیا۔

قاضی ابوالحسن محمد بن عبدالواحد الہاشمی نے کسی بڑے تاجر کا اس کا اپنا واقعہ نقل کیا ہے کہ میرا کسی بڑے حاکم کے پاس

بہت سا مال تھا' اور وہ مجھے دینے میں ٹال مٹول کرتا رہتا تھا' حق دینا نہیں چاہتا تھا' جتنا ہی میں اس سے اپنا حق مانگتا اسی قدر وہ مجھے اپنے پاس پہنچنے سے بھی روکنے کی کوشش کرتا رہتا تھا' اور اپنے ملازمین کو حکم دیتا کہ وہ مجھے ہر ممکن طرح سے ستاتے رہیں۔ مجبور ہو کر وزیر سے میں نے اس کی شکایت کی تو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ پھر اعلیٰ حکام کے پاس بھی جا کر شکایت کی لیکن انہوں نے بھی مجھے مطمئن نہیں لیا۔ آہستہ آہستہ اس کا انکار زیادہ ہوتا رہا اور میری مخالفت زیادہ سے زیادہ کرنے لگا۔ اس لیے میں اپنے حق کی وصولی سے تقریباً مایوس ہو گیا اور میں بے چین ہو کر رہ گیا۔ میں اسی حالت میں یہ سوچنے لگا کہ اب کس کے پاس فریادی بنوں اچانک ایک شخص نے مجھ سے کہا تم فلاں درزی کے پاس کیوں نہیں جاتے ہو؟ ضرور جاؤ' کہ وہ فلاں مسجد کا امام بھی ہے' میں نے کہا: اتنے بڑے ظالم کے مقابلہ میں یہ معمولی درزی میری کیا مدد کر سکے گا۔ جب کہ ارکان دولت بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ تب اس شخص نے کہا جن لوگوں کے پاس تم گئے ہو وہ چھوٹے ہوں یا بڑے ان سب کے مقابلہ میں یہی شخص اس کے لیے ہیبت ناک ہے' خوفناک ہے۔ تم اس کے پاس ضرور جاؤ۔ وہاں جا کر تم خوش ہو جاؤ گے۔ یہ سن کر انتہائی لاپرواہی اور بے یقینی کے ساتھ میں درزی کے پاس چلا گیا' وہاں پہنچ کر میں نے اس سے اپنا پورا واقعہ بالتفصیل بیان کر دیا وہ سنتے ہی کھڑا ہو گیا اور مجھے اپنے ساتھ لے چلا۔ وہاں پہنچ کر جیسے ہی اس ظالم کی نظر پڑی وہ فوراً بہت عاجزی انکساری کے ساتھ اس کے پاس آیا اور بہت زیادہ اس کا احترام کیا اور میری پوری رقم اس نے ایک ایک پائی کر کے فوراً ادا کر دی' حالانکہ میرے بارے میں اس درزی نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ صرف اتنا کہا تھا کہ اس شخص کا حق ادا کر دو ورنہ میں اذان دُوں گا' اتنا سنتے ہی اس ظالم کا چہرہ متغیر ہو گیا اور میرا حق ادا کر دیا۔

اس کے بعد اس تاجر نے کہا کہ مجھے اس درزی کے معاملہ میں سخت حیرت ہوئی کہ اس معمولی شکل وصورت' پرانے پھٹے کپڑوں کے باوجود وہ ظالم حاکم کیونکر اس کے سامنے سرنگوں ہو گیا۔ واپسی میں میں نے خوش ہو کر اس کے سامنے کچھ ہدیہ پیش کرنا چاہا' جسے اس نے ٹھکرا دیا۔ اور کہا کہ اگر میں اسی قسم کی رقم لیا کرتا تو میں اس وقت بہت بڑا دولت مند انسان ہو گیا ہوتا۔ پھر میں نے اس سے اس کے حالات دریافت کیے اور اپنی دلی کیفیت اس کے سامنے ظاہر کی اور اپنے تعجب کا اظہار کیا۔ پھر میں نے اپنے سوال میں اصرار کیا کہ مجھے حقیقت واقعہ ضرور بتائیں۔ تب اس نے واقعہ بیان کرنا شروع کیا کہ ایک شخص ہمارے پڑوس میں رہتا تھا اور وہ ایک ترکی حاکم اور بہت ہی بڑے اختیارات کا مالک تھا۔ پورا جوان اور انتہائی حسین تھا۔ ایک رات اس کے قریب سے ایک حسین عورت اس حالت میں گزری کہ وہ حمام سے نکل کر آ رہی تھی اور اس کے بدن کے اوپر اچھے ہوئے قیمتی کپڑے تھے' یہ شخص اس عورت کے پاس نشہ کی حالت میں جا کر اس سے چمٹ گیا اور اپنے گھر کے اندر لانے کی کوشش کرنے لگا' اور وہ انکار کرتی رہی اور بآواز بلند چیختی چلاتی رہی۔ یہ کہتے ہوئے کہ اے مسلمانو! میرا شوہر موجود ہے اور یہ شخص بری نیت کے ساتھ زبردستی مجھے اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے۔ ادھر میرے شوہر نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ میں اس کے گھر کے علاوہ کسی دوسری جگہ رات نہ گزاروں اور اگر میں آج رات یہاں رہ گئی تو مجھے طلاق ہو جائے گی اور کسی قیمت پر میری یہ شرمندگی دھل نہ سکے گی۔ اس کے بعد اس درزی نے کہا کہ میں اُٹھ کر اس شخص کے پاس گیا' اسے شرم دلاتے ہوئے برا بھلا کہا۔ پھر میں نے اس

۳۔ فسليتني عن ما مضى و كان الذي   كان سرورا صار ثوابا عظيما

ترجمہ: آپ گزر جانے والی چیز پر تسلی دیتے رہے ہیں اور یہ کہ جو چیز بھی پہلے خوشی کا سبب تھی اب ثواب عظیم کا سبب ہوگئی ہے۔

٤۔ قد رضينا بان نموت و تحيى   ان عندي في ذاك حظًّا عظيما

ترجمہ: ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہم مر جائیں اور آپ زندہ رہیں کیونکہ ہمارے نزدیک اس میں بہت بڑی خوشی ہے۔

۵۔ من يمت طائعاً لمولاه فقد   أُعطي فوزًا و مات موتًا كريمًا

ترجمہ: جوکوئی بھی اپنے آقا سے راضی رہ کر مرتا ہے وہ بڑی کامیابی پاتا ہے اور اس کی موت بہت عمدہ ہوتی ہے۔[1]

ابوالعباس عبداللہ بن معتز العباسی بن عمر المعتضد کسی حسینہ کی وفات پر مرثیہ کہتا ہے۔ اشعار:

۱۔ يا دهر ويحك ما ابقيت لي احدًا   رضيت باللّٰه ربًّا واحدًا صمدا

ترجمہ: اے زمانہ تیرا برا ہو کہ تو نے میرے لیے کسی کو بھی بچا کر نہیں رکھا' تم بدترین باپ ہو کہ تم خود ہی اپنے بچوں کو کھا جاتے ہو۔

۲۔ استغفر اللّٰه بل ذا كله قدرٌ   رضيت باللّٰه ربًّا واحدًا صمدا

ترجمہ: استغفر اللہ میں نے یہ کیا کہہ دیا کہ یہ سب تو اللہ کی تقدیر ہے' میں ایسے اللہ سے راضی ہوں جو رب ہے' ایک ہے' بے نیاز ہے۔

۳۔ يا ساكن القبر في غبراء مظلمة   بالظاهرية مقصى الدار منفردًا

ترجمہ: اے گھنگھور گھٹا تاریکی کی قبر میں رہنے والے۔

٤۔ اين الجيوش التي قد كنت تشحنها   اين الكنوز الّتي لم تحصها عددًا

ترجمہ: وہ لشکر کہاں گئے جن سے تم کینہ رکھتے تھے' وہ خزانے کہاں گئے جن کو تم گن بھی نہیں سکتے تھے۔

۵۔ اين السرير قد كنت تملؤهُ   مهابة من رأتهُ عينه ارتعدا

ترجمہ: وہ تخت شاہی کہاں گیا جس کو تم نے ہیبت ناک بنا رکھا تھا' جسے ہر دیکھنے والا کانپ اٹھتا تھا۔

٦۔ اين القصور التي شيدتها فعلت   ولاح فيها سنا الابريز فانقدا

ترجمہ: وہ محلات کہاں گئے' جنہیں تم نے اونچا کیا تو وہ اونچے ہو گئے' اور سونے کی چمک دمک سے وہ روشن ہو رہا تھا' اب وہ بے مرمت ہو گیا ہے۔

۷۔ قد اتبعوا كل برقال مذكرة   و جناءَ تنشر من اشداقها الزّبدا

[1] الاصول میں ایسا ہی ہے' لیکن دیوان مذکور میں ہم نے اس قصیدہ کو نہیں پایا ہے۔

ترجمہ: انہوں نے اپنی تیز رفتار اونٹنیوں کو تھکا دیا تھا جو طاقت میں اونٹوں کے برابر تھیں اور وہ تھکیں اور اپنے جھگڑوں سے بھاگ اڑاتی تھیں۔

۸۔ این الاعادی اللاتی ذللت صعبهم　　　　این السیوف التی حیّرتها قددا

ترجمہ: وہ قدیم دشمن کہاں گئے، جن کے پہلوانوں کو تم نے زیر کر رکھا تھا، وہ تیر کہاں گئے جن کو تم نے بالکل کمزور کر دیا تھا۔

۹۔ این الوفود علی الابواب عاکفة　　　　ورد القطا ضعر ما جال و اطردا

ترجمہ: وہ وفد اور نمائندے کہاں گئے، جو برابر تیرے دروازے پر ٹھہرا کرتے تھے۔

۱۰۔ این الرجال قیامًا فی مراتبهم　　　　من راح منهم و لم یطمر فقد صعدا

ترجمہ: وہ جوان کہاں چلے گئے جو اپنے مرتبوں کے لحاظ سے کھڑے رہتے تھے، ان میں سے جو لوگ چلے گئے اور اچھل کود نہ کیا وہ لوگ یقیناً کامیاب ہو گئے۔

۱۱۔ این الجیاد التی حجلتها بدمٍ　　　　و کن یحملن منك الضیغم الاسدا

ترجمہ: وہ عمدہ گھوڑے کہاں گئے جنہیں خون سے تم نے رنگین بنا دیا تھا، اور تم میں شیروں اور بہادروں کو پیٹھ پر اٹھائے پھرتے تھے۔

۱۲۔ این الرماح التی غذّیتها مهجاً　　　　مذمتّ ما وردت قلبا و لا کبدا

ترجمہ: وہ نیزے کہاں گئے جن کی غذا تم نے دشمنوں کے دلوں کے خون کو بنایا، جب سے تمہارا انتقال ہوا ہے اس وقت سے وہ نہ کسی دل میں اور نہ کسی جگہ میں پیوست ہوئے ہیں۔

۱۳۔ این السیوف و این النبل مرسلة　　　　یصبن من شئت من قربٍ و ان بعُدًا

ترجمہ: وہ تلواریں کہاں گئیں وہ سیدھے تیر کہاں گئے، جو ان نشانوں پر پہنچ جاتے تھے جہاں تم چاہتے خواہ قریب میں ہوں یا دور میں۔

۱٤۔ این المجانیق امثال السیول اذا　　　　رُمین حائطِ حصنٍ قائمٍ قعدا

ترجمہ: وہ گھوپھیئے کہاں گئے جو سیلاب کی مانند جاتے قلعہ کی ان کھڑی دیواروں پر جہاں انہیں پھینکا جاتا وہ بیٹھ جاتیں۔

۱۵۔ این الفعال التی قد کنت تُبدِعُهَا　　　　ولا تری ان عفوًا نافعا ابدا

ترجمہ: وہ تمہارے عمدہ کام کہاں گئے، جو نت نئے انداز سے تم کیا کرتے اور تم یہ سوچتے بھی نہیں کہ عفو کرنا ہمیشہ ہی نافع ہوا کرتا ہے۔

۱٦۔ این الجنان التی تجری جداولها　　　　و یستجیب الیها الطائر الغردا

ترجمہ: وہ باغات کہاں گئے، جن کی نالیاں ہمیشہ ہی بہتی رہتی تھیں اور گانے والے پرندے ان میں آتے رہتے تھے۔

۱۷۔ این الوصائف کالغزلان رائحة　　　　یسحبن من موشیه جددا

بردباری کی بہت تعریف کی اور اس کا شکریہ ادا کیا۔ پھر خلیفہ نے کہا اس شخص سے جو کچھ سرزد ہو گیا' اس میں اس کے اختیار کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اسے تو اونگھ آ گئی تھی' سزا کا حق تو بالقصد جرم کرنے والا ہوتا ہے' غلطی اور بھول کر کرنے والے کو سزا نہیں دی جاتی ہے۔

حفیف سمرقندی دربان نے کہا ہے کہ معتضد کے پاس اس کے اپنے وزیر عبیداللہ بن سلیمان کی موت کی خبر پہنچی تو دیر تک وہ سجدہ میں پڑا رہا' بعد میں جب اس سے دریافت کیا گیا کہ یہ وزیر تو آپ کا خادم اور انتہائی مخلص تھا' اس کی موت کی خبر سن کر آپ نے سجدہ کیوں کیا؟ جواب دیا کہ میں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ میں نے اسے نہ معزول کیا اور نہ کبھی اسے تکلیف دی (بلکہ میں نے اس کا حق ادا کر دیا) چونکہ یہ وزیر ابن سلیمان بہت اچھی سمجھ اور رائے کی صلاحیت رکھتا تھا' اس لیے اس کے کوتوال نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ اس وزیر کے بیٹے قاسم بن عبیداللہ کو اس کی جگہ مامور کر دیا جائے' جب کہ خود خلیفہ کی خواہش تھی کہ دوسرے شخص احمد بن محمد بن الفرات کو مامور کیا جائے مگر کوتوال نے اپنے مشورہ پر اصرار کیا' بالآخر خلیفہ کو راضی کر لیا اور اسے اس کے لڑکے کے پاس باپ کی تعزیت کرنے اور اس کی جگہ وزارت پر مامور ہونے کی خوشخبری سنانے کے لیے بھیج دیا' یہ قاسم بن عبیداللہ زیادہ دنوں تک عہدہ وزارت پر قائم نہ رہ سکا' بلکہ معتضد کے بعد اس کی جگہ پر اس کے بیٹے المکتفی باللہ کے خلیفہ مقرر ہونے اور سپہ سالار بدر کے قتل ہونے تک ہی وزیر رہ سکا۔ کیونکہ معتضد ان دونوں (بدر اور قاسم) کے درمیان کی دشمنی کو باریک پردے کے پیچھے سے دیکھ رہا تھا۔ یہ بات اس کی انتہائی اور دور بینی پر دلالت کرتی ہے۔

ایک مرتبہ معتضد کے سامنے کچھ ایسے لوگوں کا مقدمہ پیش کیا گیا جو کسی بڑے گناہ کے کرنے میں متفق تھے' اس لیے ان کے بارے میں اپنے وزیر سے مشورے کیے تو وزیر نے مشورہ دیا کہ ان میں سے کچھ لوگوں کو سولی دی جائے اور کچھ لوگوں کو آگ سے جلا دیا جائے' یہ جواب پا کر خلیفہ نے کہا: تمہارا برا ہو کہ تم نے اپنی سخت اور غلط مشورہ دے کر ان کے خلاف میرے غصہ کی آگ ٹھنڈی کر دی' کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ بادشاہوں کے پاس ان کی رعایا اللہ کی امانت ہوا کرتی ہے' اور قیامت کے دن ان بادشاہوں سے ان کی رعایا کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ بالآخر وزیر کے مشورہ پر عمل نہیں کیا اور اسی نیک نیتی کی برکت کی وجہ سے جب کہ یہ مسند خلافت پر بیٹھے تھے تو بیت المال مال سے بالکل خالی تھا' ملکی حالات بہت خراب ہو گئے تھے اور عرب والے ملک میں ہر طرف بدامنی پھیلا رہے تھے' مگر اس کی اچھی سمجھ اور اچھے انتظام کی بدولت مال کی فراوانی ہو گئی اور تمام اطراف و جوانب میں حالات درست ہو گئے' اس کی باندی کی وفات پر بطور مرثیہ اس کے یہ چند اشعار ہیں:

۱۔ یا حبیبا لم یعد لہ عندی حبیب

ترجمہ: اے میری محبوبہ کہ میرے لیے اس کے برابر دوسرا کوئی محبوب نہیں۔

۲۔ انت عن عینی بعید و من القلب قریب

ترجمہ: اگرچہ تم میری آنکھوں سے دور ہو مگر دل سے بہت قریب ہو۔

۳۔ لیس بعدك فی شیئ من اللھو نصیب

ترجمہ: تمہارے بعد اب کسی بھی لہو و لعب میں میرا حصہ نہ رہا۔

٤۔ لك مـن قـلـبـي عـلـى قـلـبـي ۔۔۔ و ان غـبـت رقـيـب

ترجمہ: تمہاری طرف سے میرا ہی قلب میرے قلب کا رقیب بنا ہوا ہے اگر چہ تم غائب ہو۔

٥۔ و حـيـاتـي مـذ غـبـت ۔۔۔ حـيـاة لا تـطـيـب

ترجمہ: تمہارے غائب ہونے کے بعد سے میری زندگی بالکل بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔

٦۔ لـو تـرانـي كـيـف لـي ۔۔۔ بـعـدك عـولٌ و نـحـيـب

ترجمہ: اے کاش اگر تم یہ دیکھ پاتے کہ تمہارے بعد سے میں کس طرح روتا ہوں اور گریہ وزاری کرتا رہتا ہوں۔

٧۔ و فـؤادي حشـوهٔ مـن ۔۔۔ حـرق الـحـزن لهيـب

ترجمہ: اور غم کے جلانے کی وجہ سے میرے دل کا پردہ شعلوں میں جل رہا ہے۔

٨۔ مـا اریٰ نـفـسـي و ان طيـ ۔۔۔ بتهـا عـنـك تـطـيـب

ترجمہ: میں اپنے دل کو اس لائق نہیں پاتا ہوں کہ وہ کسی دم بھی خوش رہ سکے اگر چہ تم خود اسے خوش رہنے کو کہو۔

٩۔ لـيـس دمـع لـي يـعـصـيـنـي ۔۔۔ و صبـري مـا يـجـيـب

ترجمہ: میرے آنسو میری مخالفت نہیں کرتے' اور میرا صبر میری بات قبول نہیں کرتا ہے۔

اور اسی کے بارے میں یہ چند اشعار بھی کہے ہیں:

١٠۔ لـم ابك لـلـدار و لـكـن لِـمَـنْ ۔۔۔ قـد كـان فيهـا مـرةً سـاكـنـا

ترجمہ: میں اپنے گھروں پر نہیں روتا ہوں بلکہ اس شخص پر جو اس میں ایک بار مقیم تھا۔

١١۔ فـخـانـنـي الـدهـر بـفـقـدانـه ۔۔۔ و كـنـتُ مـن قـبـل لـه آمـنًـا

ترجمہ: اس کے گم ہو جانے کی وجہ سے زمانہ نے بھی مجھ سے خیانت کر لی ہے' حالانکہ اس سے قبل اس کے بارے میں میں بالکل مطمئن تھا۔

١٢۔ ودّعـت صبـري عـنـه توديعه ۔۔۔ و بـان قـلـبـي مـعـهٔ ظـاعـنـا

ترجمہ: اس کی طرف سے میں نے اپنے دل کو رخصت کر دیا ہے' اور اس کے ساتھ ہی میرا دل مسافر بن کر چلا گیا ہے۔

اس کی اس مصیبت میں گرفتار ہونے پر معتز کے بیٹے نے یہ اشعار لکھ کر اس کی تعزیت کی ہے:

١۔ يـا امـام الهدىٰ! حيـاتك طالت ۔۔۔ و عشـت انـت سـلـيـمًـا

ترجمہ: اے امام برحق! آپ کی حیات دراز ہو' اور آپ[1] ہمیشہ صحیح وسالم رہیں۔

٢۔ انـت عَـلّـمْتَنَا على النِّعَم الشكـر ۔۔۔ و عـنـد الـمـصـائـب التسليما

ترجمہ: آپ ہی نے تو ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم نعمت پا کر شکر ادا کریں' اور مصیبت میں گرفتار ہونے پر صابر رہیں۔

---

[1] اور ایک مصری نسخہ میں یوں ہے' اے امام برحق! یہ غم ہم پر نازل ہوا ہے آپ پر نہیں۔

عورت کو اس کے ہاتھوں سے چھڑا لینے کی کوشش کی' اس لیے اس نے مجھے اس لوہے کے اس ڈنڈے سے مارا جو اس کے ہاتھ میں تھا جس سے میرا سر لہولہان ہو گیا اور اس عورت پر پورے طور پر قابو پا کر زبردستی اپنے گھر لے جانے میں کامیاب ہو گیا۔ مجبوراً میں وہاں سے لوٹ آیا۔ اپنا خون دھویا اور اپنے سر پر پٹی باندھی اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز میں نے اپنے نمازیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس نے جو کچھ کیا وہ آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ اب آپ لوگ میرے ساتھ چلیں اور ہم اس کی برائی کریں اور عورت کو چھڑا کر لے آئیں۔ چنانچہ تمام نمازی میرے ساتھ چلے اور ہم سب نے اس کے گھر پر حملہ کر دیا۔ اس لیے اس کے اپنے نوکر چاکر اپنے ہاتھوں میں چھریاں اور لوہے کے ڈنڈے لے کر نکلے اور ہم لوگوں کو پیٹنے لگے اور اس شخص نے خاص کر مجھے تاک کر بے حساب مارنا شروع کیا اور مارتے مارتے مجھے لہولہان کر دیا اور ہم سبھوں کو اپنے گھر سے انتہائی ذلت کے ساتھ نکال باہر کیا۔

وہاں سے میں اپنے گھر لوٹ آیا مگر درد کی شدت اور خون نکل جانے کی وجہ سے میں بھی راستہ نہیں پہچان رہا تھا۔ پھر کسی طرح میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا مگر مجھے نیند نہ آئی اور میں پریشانی کے ساتھ یہ سوچتا رہا کہ کس طرح آج رات ہی اس عورت کو اس ظالم کے ہاتھ سے نکال کر اس کے اپنے گھر تک پہنچا دوں۔ تاکہ قسم کی وجہ سے اسے طلاق واقع نہ ہو سکے۔ اچانک میرے دل پر یہ الہام ہوا کہ آدھی رات میں ہی میں اُٹھ کر نماز کے لیے اذان دے دوں تاکہ وہ شخص اس خیال سے گھر سے نکل جائے کہ صبح ہو چکی ہے' پھر اس عورت کو بھی اپنے گھر سے نکال باہر کر دے۔ اور وہ رات ہی کو اپنے شوہر کے گھر پہنچ جائے۔ چنانچہ میں مسجد کے مینارہ کے اوپر چڑھ کر اس شخص کے گھر کے دروازہ کی طرف دیکھتا رہا' اور حسب عادت قدیم قلیل اذان لوگوں سے باتیں کرتا رہا کہ شاید وہ گھر سے نکلتی ہوئی نظر آ جائے۔

پھر میں نے اذان بھی دے دی' پھر بھی وہ عورت اس کے گھر سے باہر نہ نکلی' پھر میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ فجر کی نماز پڑھا دوں۔ تاکہ صبح یقینی طور پر ہو جائے۔ میں اس طرح اس عورت کی طرف دیکھ رہا تھا کہ اب بھی وہ اس کے گھر سے نکلی یا نہیں۔ اتنے میں راستوں اور سڑکوں پر گھوڑ سواروں اور پیادہ پا لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے اس طرح بالکل بے وقت اذان دی ہے' تو میں نے خود ہی ان لوگوں سے کہہ دیا کہ میں نے ہی اذان دی ہے۔ میرا خیال یہ تھا کہ شاید وہ لوگ میری اس طرح مدد کریں گے۔ تب انہوں نے مجھے نیچے اترنے کو کہا۔ چنانچہ میں نیچے آ گیا۔ انہوں نے کہا امیر المؤمنین کے دربار میں چلو۔ پھر انہوں نے مجھے پکڑا اور اپنے ساتھ لے چلے۔ اس وقت میں بالکل بے جان اور بے حس ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اس کے دربار میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔ اس وقت جیسے ہی میں نے خلیفہ کو اس کی اپنی کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا میں خوف کے مارے کانپنے لگا' اور بہت زیادہ گھبرانے لگا۔ اس طرح خلیفہ نے مجھے دیکھ کر اپنے قریب بلایا تو میں قریب ہو گیا۔ پھر مجھ سے کہا' تم پریشان نہ ہو' اور اپنی گھبراہٹ دور کر لو' اور دل کو مطمئن کر لو' پھر بھی وہ مجھے طرح طرح سے دلاسا دیتے رہے' یہاں تک کہ میں بالکل مطمئن ہو گیا اور دل سے میرا ڈر نکل گیا' تب اس نے مجھ سے کہا تم نے ہی اس طرح بے وقت اذان دی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! امیر المؤمنین۔

اس نے پوچھا کہ آخر تم نے ایسا کیوں کیا ہے اور بے وقت اذان کیوں دی ہے؟ حالانکہ ابھی بھی آدھی رات سے زیادہ رات باقی ہے۔ اس طرح تم اپنی اذان سے روزے دار، مسافر، نمازی وغیرہ سب کو غلط دھوکہ دے رہے ہو؟ میں نے کہا اگر میری جان بخشی کا امیر المومنین وعدہ کریں تو میں اصل قصہ پورا کا پورا بیان کردوں' جواب دیا ٹھیک ہے' تمہاری جان بخشی کی گئی' تب میں نے اس کے سامنے پورا قصہ دہرایا' یہ سنتے ہی اسے سخت غصہ آیا اور فوراً اس حاکم' ظالم اور عورت کو دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا' خواہ وہ جس حال میں بھی ہوں' چنانچہ فی الفور وہ دونوں حاضر کیے گئے۔ پھر اس نے اپنی خاص معتبر اور ذمہ دار عورتوں کے ساتھ اس عورت کو اس کے شوہر کے گھر بھیج دیا اور حکم دیا کہ اس کے شوہر کو بھی وہ میری طرف سے یہ حکم پہنچا دیں کہ وہ اس عورت کے ساتھ احسان اور اچھے سلوک کے ساتھ پیش آئے اور اس کی غلطیوں سے درگزر کرے' کیونکہ اس پر زبردستی کی گئی ہے اور یہ معذور ہے۔ پھر اس نوجوان حاکم کی طرف متوجہ ہو کر اس سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کتنی جائیداد اور کتنا مال ہے اور کتنی باندیاں اور کتنی بیویاں ہیں۔ تب اس نے بہت سی چیزوں کو ظاہر کیا' خلیفہ نے کہا: تیرا حال برا ہو' کیا اللہ کی دی ہوئی اتنی ساری نعمتیں بھی تیرے لیے کافی نہیں ہوئیں' یہاں تک کہ اللہ کی حد میں بھی تو نے قدم بڑھا دیا' اور اللہ کے قانون کو توڑ دیا۔ پھر بادشاہ کے خلاف اس طرح جرأت کا اظہار کیا اور تمہارے لیے اتنی بات بھی کافی نہ ہوئی یہاں تک کہ اس شخص کو جس نے تیرے سامنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہا تو تو نے اسے بھی مارا' اس کی توہین کی اور مار مار کر اس کا خون بہا دیا' وہ شخص ان باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکا' بالکل خاموش رہا۔ اس لیے فرمانِ شاہی کے مطابق اس کے پیروں میں بیڑیاں اور گلے میں پھندا ڈال کر کپڑے میں لپیٹ کر لوہے کے ڈنڈے سے اسے پیٹا گیا' یہاں تک کہ خود مجھے ڈر لگنے لگا۔ پھر دجلہ میں اسے ڈال دیا اور یہی اس کا آخری حشر ہوا۔ پھر خلیفہ نے بدر نامی سپہ سالار کو حکم دیا کہ اس کے گھر میں جو کچھ بھی بیت المال کا مال اور سامان ہو سب چھین لے۔ پھر اس نیک درزی کو مخاطب کر کے کہا کہ تم جہاں کہیں بھی ناجائز کام ہوتے ہوئے دیکھو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' خواہ کسی پولیس آفیسر ہی کے خلاف ہو اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا تو تم فوراً مجھے اطلاع دو۔ اگر اس وقت بآسانی مجھے تمہاری ملاقات ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ ہمارے اور تمہارے درمیان ملاقات کا سامان یہی اذان ہے۔ جس وقت بھی ہو یا اسی جیسی رات کا وقت ہو اس پورے واقعہ کے بیان کرنے کے بعد اس درزی نے کہا کہ اب میں ارکان دولت میں سے بھی جس کسی کام کا حکم دیتا ہوں وہ لوگ فوراً اسے بجا لاتے ہیں اور جس کسی کام سے انہیں روکتا ہوں وہ فوراً رک جاتے ہیں' اس خلیفہ معتضد کے خوف سے۔ لیکن اس کے بعد سے آج تک اس جیسی اذان دینے کی مجھے کبھی بھی ضرورت نہیں پڑی ہے۔

عبید اللہ بن سلیمان بن وہب وزیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن میں خلیفہ معتضد کے پاس تھا اور ملازم کھڑے ہو کر اس کے سر سے ہاتھ کے پنکھوں سے مکھیاں اُڑا رہا تھا۔ اچانک اس کے ہاتھ لگنے سے خلیفہ کے سر سے ٹوپی گر گئی' میں نے تو سمجھا کہ انتہائی خراب بات ہو گئی ہے اور اب مجھے اس کی جان کا خطرہ بھی ہونے لگا۔ لیکن خلیفہ نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ بلکہ اپنی ٹوپی اُٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی اور اپنے کسی ملازم سے کہا کہ جھلنے والے سے کہہ دے کہ وہ جا کر سو رہے' کیونکہ اسے جھلتے ہوئے اُونگھ آ گئی تھی اور ان ملازمین کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے تاکہ انہیں آرام کا پورا موقعہ مل سکے۔ یہ سن کر ہم نے خلیفہ کی اس

ترجمہ: وہ ہرنیوں کی مانند دوشیزائیں خوشبوؤں میں بھڑکتی ہوئی کہاں گئیں؟ جو نئے نئے گوٹ لگے ہوئے جوڑوں کو بدن پر ڈال کر انہیں کھینچتی پھرتی تھیں۔

۱۸۔ این الملاهی و این الراح تحسبها　　　یاقوتہ کسیت من فضه زردا

ترجمہ: وہ کھیل کے سامان کہاں گئے اور وہ شراب کہاں گئی جنہیں تم یاقوت سے بنی ہوئی ایسی زرہ سمجھتے تھے کہ اس کے اوپر سے چاندی کی چادر ڈال دی گئی ہے۔

۱۹۔ این الوثوب الی لاعداءِ مبتغیًا　　　صلاح ملك بنی العباس اذا فَسَدا

ترجمہ: کہاں گیا تمہارا دشمنوں پر حملہ کرنا بنی العباس کی حکومت کی اصلاح کی غرض سے جبکہ اس میں فسادا بھر رہا ہو۔

۲۰۔ ما زلت تقسرمنهم کل قسورة　　　و تحطم العانی الجبار المعتمدا

ترجمہ: ان میں سے ہر ایک بہادر شیر کو تم ہمیشہ مجبور کر دیا کرتے تھے' اور تم چور کر کے رکھ دیتے تھے سرکش' زبردست' ضدی دشمن کو۔

۲۱۔ ثم انقضیتَ فلا عینٌ ولا اثر　　　حتّی کانّك یومًا لم تکن احدًا

ترجمہ: اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ نہ تمہاری ذات باقی رہی نہ نشان ہی رہا' ایسے ہو گئے گویا تم کبھی کچھ بھی نہ تھے۔

۲۲۔ لا شیءٌ یبقی سوٰی خیر تقدمه　　　مادام ملك لانسان و لا خلدا

ترجمہ: کوئی چیز بھی باقی نہیں رہتی سوائے اس نیکی کے جو تم اپنی زندگی میں کر گزرو' نہ خود انسان کبھی ہمیشہ رہا ہے اور نہ اس کی حکومت ہمیشہ رہی ہے۔

اس قصیدے کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

ایک رات معتضد کے پاس اس کے درباری موجود تھے' جب ان کی خوش گپیاں ختم ہوئیں اور سب اپنی باندیوں کے پاس چلے گئے' اور قصے سنانے والے سو گئے' تو ایک خادم نے آ کر ان سب کو جگا دیا اور کہا کہ امیر المومنین کہہ رہے ہیں کہ تمہارے چلے آنے کے بعد ان کی نیند اچٹ گئی اور اسی حالت میں ایک شعر ایسا بن گیا ہے کہ اس کا دوسرا شعر نہیں بن رہا ہے' اب تم میں سے جو کوئی بھی اس کا دوسرا شعر کہہ دے گا' وہ انعام پائے گا' اور وہ شعر یہ ہے:

و لمّا انتبهنا للخیال الذی سرٰی　　　اذا الدار قفّر و المزار بعید

ترجمہ: رات میں کچھ خیال آ جانے کی وجہ سے جب ہم جاگ گئے تو دیکھا کہ گھر تو چٹیل میدان ہے اور محبوب کی ملاقات بہت دور موہوم ہے۔

کہنے والے نے کہا کہ وہ سب اسی وقت اپنے بستروں سے اُٹھ بیٹھے اور دوسرا شعر کہنے کی فکر میں لگ گئے' فوراً ہی ان میں سے ایک شخص نے یہ شعر کہا:

فقلت لعینی عاوِدی النوم واهجعی　　　لعلّ خیالًا طارقًا سَیَعُودُ

ترجمہ: تو میں نے اپنی آنکھ سے کہہ دیا کہ تو سونے کی کیفیت پیدا کر اور گہری نیند سو جا' شاید رات کو وہ خیال دوبارہ واپس آ جائے۔

وہ خادم اس شاعر کو لے کر جب خلیفہ کے پاس آیا تو اسے یہ شعر بہت پسند آیا اور بیش قیمت انعام دینے کا حکم دیا۔

ایک دن معتضد کو بخصوص شعراء میں سے حسن بن منیر المازنی البصری کے یہ اشعار بہت پسند آئے۔

۱۔ لهفي على من اطار النوم فامتنعا و زاد قلبي على اوجاعه وَ جعا

ترجمہ: افسوس ہے مجھے اس شخص پر جس نے میری نیند اچاٹ کر دی اور دُور رہا' اور میرے دکھیارے دل کے دکھ کو اس نے اور بھی بڑھا دیا۔

۲۔ كانّما الشمس من اعطافه طلعت حسنا او البدر عن أُروانه لَمَعا

ترجمہ: گویا کہ سورج کا حسن اسی کی مہربانیوں سے جگمگایا ہے' یا اس کی آستین کی بدولت چودھویں رات کا چاند چمکا ہے۔

۳۔ في وجهه شافِع يمحو اِساءَتهٗ من القلوب وجيها اين مَا شَفَعَا

ترجمہ: اس کے چہرہ میں وہ بھولا پن اور سفارشی انداز ہے' جس کی وجہ سے شریفوں کے دلوں سے اس کی برائیاں مٹ جاتی ہیں' جس جگہ بھی وہ سفارش کر دے۔

اس سال ماہ ربیع الاوّل میں جب معتضد کا درد بڑھا' تو اعلیٰ حکام یونس خادم جیسے لوگ وزیر قاسم بن عبیداللہ کے پاس جمع ہوئے اور مکتفی باللہ علی بن معتضد باللہ کے ہاتھ پر تجدید بیعت کا اشارہ کیا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا' اور بیعت پختہ ہوگئی' ایسا کرنے میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔ جب معتضد کی موت کا وقت بالقریب آیا تو اس نے خود اپنے لیے یہ اشعار کہے:

۱۔ تمتّعُ من الدنيا فانك لا تبقى و خُذ صفوها ما انْ صفت ودع الرّنقا

ترجمہ: دُنیا سے جو کچھ لینا ہے لے لو کیونکہ تم اب زندہ نہ رہو گے' اور اگر اس دنیا میں کچھ بھی عمدگی ہے تو تم اسے حاصل کر لو اور گندگی کو چھوڑ دو۔

۲۔ ولا تأمنن الدهر اِنّي ائتَمَنْتُهٗ فلم يبق لي حالا ولم يرع لي حقّا

ترجمہ: اور اب زمانہ پر بھروسہ نہ کرو کہ میں نے اسے امین سمجھا' لیکن اس نے میرا کوئی حال باقی نہ رکھا اور میرے کسی حق کی رعایت نہ کی۔

۳۔ قتلتُ صنا ديد الرجالِ فلم ادعُ عدُوًّا و لم امهل على خلق غلقا

ترجمہ: میں نے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کیا اور ایک شخص کو بھی نہ چھوڑا' اور مخلوق پر میں نے کسی تالہ کو بھی باقی نہ رکھا۔

٤۔ و اخليتُ دار الملك من كل نازع فشردتُهم غربًا و مزقتهم شرقًا

ترجمہ: اور ملک کے ہر گھر سے ہر مخالف کو نکال باہر کیا اور انہیں مغرب کی جانب بھی نکال باہر کیا اور مشرق کی جانب بھی پسپا کیا۔

لیے حلال سمجھا۔

اسی سال طرسوس کی سرحد والوں کی شکایت کرنے کی وجہ سے مظفر بن حاج کی جگہ پر ابو عامر احمد بن نصر کو حاکم بنایا گیا۔
اس سال فضل بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہورین کی وفات

اور اس سال مشہور لوگوں میں ان حضرات نے وفات پائی ہے۔

عبداللہ بن الامام احمد بن حنبلؒ:

ابو عبدالرحمٰن الشیبانی' یہ ایک بڑے امام محدثین میں قابل اعتماد' حافظ حدیث' ثبت' بہت زیادہ روایت حدیث کرنے والے تھے اپنے والد کے علاوہ دوسرے محدثین سے بھی ابن المنادی نے کہا ہے کہ ان کے والد صاحب سے ان سے بڑھ کر کسی دوسرے نے روایت نہیں کی ہے۔ اپنے والد سے تیس ہزار مسند اور تفسیر کی ایک لاکھ بیس ہزار روایت کی ہے ان میں سے براہ راست بھی سنی ہوئی ہیں اور کچھ کی بطور اجازت روایت حاصل کی ہے ان میں سے الناسخ اور المنسوخ اور المقدم والمؤخر بھی ہیں جن کا تعلق کتاب اللہ سے بھی ہے اور تاریخ سے بھی۔ حدیث سبعہ' کرامات القراء' المناسک الکبیر' والصغیر اور حدیث الشیوخ وغیرہ ان کی تصانیف ہیں۔ اور ابن المنادی نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے شیوخ کو یہ دیکھتے آئے کہ ان کے بارے میں یہ گواہی دیتے تھے کہ یہ محدثین کی شناخت حدیث کی خرابیوں اور ان کے ناموں اور کنیتوں کی شناخت کی اچھی صلاحیت رکھتے تھے اور عراق وغیرہ میں ہمیشہ طلب حدیث میں لگے رہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے اسلاف بھی ان باتوں کا اقرار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعضے تو معرفت حدیث کے سلسلہ میں ان کی تعریف میں اسراف سے کام لیتے تھے اور یہ کہ انہوں نے اپنے والد سے بھی زیادہ احادیث سنی ہیں۔ جب یہ بیمار پڑے تو ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ تو جواب دیا کہ مجھے سند صحیح سے یہ روایت پہنچی ہے کہ اس علاقہ میں کوئی نبی مدفون ہیں اس لیے یہیں دفن ہونا مجھے اپنے والد کے قریب مدفون ہونے سے زیادہ محبوب ہے ان کی وفات اس سال ماہِ جمادی الآخرہ میں ستتر سال کی عمر میں ہوئی ان کے والد کی مانند ان کے جنازے میں بے شمار نمازی شریک ہوئے۔ ان کے بھتیجے زہیر نے جنازے کی نماز پڑھائی' باب التبن کے مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عبداللہ بن احمد:

بن سعید ابو بحر الرباطی المروزی' ابو تراب النخشبی کی صحبت میں رہے۔ جنیدؒ بہت مدح وثنا کیا کرتے تھے۔

عمر بن ابراہیم:

ابو بکر الحافظ ابو الاذان کے نام سے مشہور تھے۔ ثقہ اور ثبت تھے۔

محمد بن الحسین:

بن فرج ابو عمرو الہمدانی ان کی اپنی ایک مسند تھی مشہور ثقات اور مصنفین میں سے ایک تھے۔

محمد بن عبداللہ ابو بکر الدقاق:

صوفیوں کے بڑے اماموں اور عابدوں میں سے ایک تھے۔ جنیدؒ سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے ابلیس کو خواب میں دیکھا اس طرح پر کہ وہ بالکل ننگا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس طرح انسانوں سے تجھے شرم نہیں آتی ہے اس نے جواب دیا میں ان کو انسان خیال نہیں کرتا کیونکہ اگر یہ انسان ہوتے تو بچوں کی گیند کی طرح میں ان سے کس طرح کھیلتا انسان تو ان کے علاوہ چند دوسرے حالات ہیں۔ میں نے کہا وہ کہاں ہیں؟ جواب دیا وہ شونیزی کی مسجد میں ہیں کہ انہوں نے میرے دل کو دُبلا اور میرے بدن کو تھکا دیا ہے۔ میں جب بھی ان کے بہکانے کا ارادہ کرتا ہوں وہ اللہ عزوجل کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ جس سے میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔ کہنے لگے کہ جب میں اپنی نیند سے بیدار ہوا تو اپنے کپڑے بدلے اور اسی مسجد کی طرف روانہ ہوگیا جس کا اس نے تذکرہ کیا تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا اس میں تین حضرات بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنی چادروں سے اپنے سر چھپائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے میری طرف اپنا سر کیا اور کہا اس خبیث کی بات سے دھوکہ میں نہ آؤ اور تم تو اتنے سیدھے ہو کہ جو بات بھی تم سے کہی جاتی ہے سب مان لیتے ہو۔ تو میں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک یہی ابو بکر الدقاق ہیں اور دوسرے ابوالحسین النوری اور تیسرے ابوحمزہ محمد بن علی بن علویہ بن عبداللہ الجرجانی الفقیہ الشافعیؒ ہیں جو مزنی کے شاگرد تھے یہ واقعہ ابن الاثیر نے بیان کیا ہے۔

احمد بن محمد المعتضد باللہ:

ان پر مرض بدمزاجی کا غلبہ ہوا اور کثرت جماع کی وجہ سے بدن گل گیا تھا۔ اس سلسلہ میں حکماء جتنی بھی ایسی دوائیں بتاتے جن سے ان کے بدن میں تازگی آتی یہ اس کی مخالفت ہی کرتے یہاں تک کہ آہستہ آہستہ قوت مقابلہ جواب دے گئی اور ختم ہو گئے۔

سپہ سالار بدر کا قتل:

جو معتضد کا وفادار غلام تھا موجودہ وزیر القاسم نے پہلے ہی یہ طے کر لیا تھا کہ امورِ خلافت کو معتضد کے خاندان سے نکال لے جائے گا اس لیے اس نے اس بدر سے بھی گفتگو کی تو اس نے سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اب جب کہ المکتفی بن المعتضد کو خلافت مل گئی تو اسے اپنے قتل کیے جانے کا خطرہ محسوس ہوا اس لیے وزیر نے المکتفی خلیفہ کے کان بھرنے شروع کیے کہ اس بدر کے قتل کرنے میں ہی بھلائی ہے۔ آخر المکتفی نے اس وقت جب کہ بدر واسط میں تھا اس کی ساری آمدن اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور وزیر کو اس کے پاس امان دے کر بھیجا جب بدر واپس آیا تو اسی سال ماہِ رمضان کی ۶ تاریخ روزِ جمعہ کسی شخص کو اس کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ پھر اس کا سر کاٹ کر بقیہ بدن اس کے گھر والوں کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے اسے تابوت میں رکھ کر مکہ معظمہ بھیج دیا اور دفن کر دیا کیونکہ اس نے اس بات کی ان لوگوں کو وصیت کی تھی۔ اس نے اپنی وفات سے پہلے سارے غلاموں کو آزاد کر دیا تھا اور جب لوگوں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے مسنون طریقہ پر دو رکعت نماز پڑھ لی تھی۔ رحمہ اللہ

الحسین بن محمد:

ابن عبدالرحمٰن بن الفہم بن محرز ابن ابراہیم الحافظ البغدادی' انہوں نے ابن ہشام' یحییٰ ابن معین' محمد بن سعد وغیرہم سے حدیثیں سنی ہیں ان سے الخطبی اور الطومادی نے یہ عموماً لوگوں کو احادیث سنانے سے احتراز کرتے تھے صرف ان لوگوں کو سناتے جو ان کا دامن نہ چھوڑتے' یہ اخبار' نسیب' شعر گوئی اور اسماء الرجال تمام فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ عقیدہ مسائل فقہ میں عراقیین کے مذہب کے متبع تھے۔ دار قطنی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ان کی روایت قوی نہیں ہوتی تھی۔

عمارہ ابن وثیمہ بن موسیٰ:

ابورفاعہ الفارسی نے سنن پر تاریخ لکھی ہے۔ ان کی پیدائش مصر میں ہوئی' ابوصالح کاتب اللیث وغیرہ سے حدیث بیان کی ہے۔

ہارون بن اللیث:

الصفار بڑے مالداروں میں سے ایک تھے۔ یہ جیل خانہ میں اس وقت قتل کر دیئے گئے تھے جب کہ المکتفی سب سے پہلے بغداد آئے تھے۔

واقعات ۔۔۔ ۲۹۰ھ

اس سال یحییٰ بن زکرویہ بن مہرویہ ابوالقاسم القرمطی جوالشیخ سے مشہور ہوااس نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ ''رقہ'' کے علاقہ میں زبردست فتنہ وفساد پھیلایا اس کے مقابلہ کے لیے خلیفہ نے بھی دس ہزار سواروں کا لشکر بھیجا۔

اس سال خلیفہ نے بغداد سے آ کر سامرا میں مستقل سکونت کا ارادہ کیا مگر اس ارادہ سے ان کے وزیر نے باز رکھا اس لیے وہ پھر بغداد واپس آ گئے۔اس سال دمشق کے دروازہ پر یحییٰ بن زکرویہ قتل کیا گیا۔مغرب کے باشندوں میں سے کسی نے آگ سے لہلہاتے ہوئے نیزہ سے اس پر دار کر کے قتل کر ڈالا۔اس وقت سے تمام لوگ بہت خوش ہوئے۔اور اسی نیزہ کو اس سے چھین کر اس کو جلا ڈالا۔یہ مغربی شخص مصری لشکر کا ایک فرد تھا۔اس کے بعد قرامطہ کے معاملات لے کر اس کا بھائی الحسین کھڑا ہوا۔اس نے اپنا نام احمد کنیت ابوالعباس اور لقب امیر المؤمنین اختیار کیا تھا۔قرامطہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اس نے دمشق کا محاصرہ کرلیا اس لیے وہاں کے باشندوں نے مال دے کر اس سے مصالحت کر لی۔پھر وہ حمص کے علاقہ میں گیا اور اسے فتح کرلیا۔وہاں منبر پر اسی کا نام لیا جانے لگا پھر اس کے اطراف اور معرۃ النعمان میں جا کر وہاں کے باشندوں پر بزور غالب آ گیا۔ان کے مال اور ان کی عورتوں کو اپنوں کے لیے مباح کر دیا وہ جانوروں کو قتل کر دیتا اور بچوں کو مکاتبوں میں داخل کر لیتا اور جو اس کے ساتھ ہوتے ان سب کے لیے دوسروں کی عورتوں کو حلال کر دیتا۔بسا اوقات ایک ایک عورت سے مردوں کی ایک جماعت ہمبستر ہوتی۔اگر اس حرکت سے کوئی بچہ ہو جاتا تو ہر ایک مرد دوسروں کو اس کی مبارک بادی دیتا۔تنگ آ کر لوگوں نے خلیفہ کو اس ملعون کے تکلیف دِہ حالات سے مجبور کیا' تب خلیفہ نے ان کے مقابلہ کے لیے بہت بڑا لشکر بھیج دیا اور اس میں بہت سی دولت صرف کر دی۔ماہِ رمضان میں سوار ہو کر رقہ کے علاقہ میں پڑاؤ ڈالا۔اور ان قرامطہ کے مقابلہ کے لیے ہر طرف سے فوج سے چڑھائی کر دی۔

یہ قرمطی اپنے لوگوں کو جب کبھی کوئی خط یا ہدایت نامہ لکھتا تو اپنے لیے اس قدر طویل القاب استعمال کرتا کہ ''یہ خط عبداللہ کی جانب سے ہے جس کا لقب المہدی ہے اور اس کا نام احمد بن عبداللہ ہے کہ اس کا باپ بھی المہدی ہے اور اس کا لقب المنصور اور اللہ کے دین کا ناصر ہے' اللہ کے احکام قائم کرنے والا۔اللہ کے حکم کے مطابق حکم جاری کرنے والا ہے لوگوں کو اللہ کی کتاب کی طرف بلانے والا ہے اللہ کے ممنوعات سے لوگوں کو دُور رکھنے والا ہے رسول اللہ کی اولاد میں پسندیدہ ہے اور وہ اسی بات کا بھی دعویٰ کیا کرتا کہ وہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہے۔حالانکہ اس دعویٰ میں وہ جھوٹا اتہام رکھنے والا اور بڑا مجرم تھا۔اللہ اس کا حشر خراب کرے کیونکہ تمام انسانوں میں قریش کا سب سے بڑا دشمن ان کے بعد بنی ہاشم کا دشمن تھا اس نے سلمیہ میں پہنچ کر کسی بھی ہاشمی کو زندہ نہ چھوڑا ایک ایک کر کے ان تمام کو اور ان کی اولاد کو قتل کیا اور ان کی ازواج کو اپنے

۵۔ فلما بلغت النجم عزّا و رفعة — و صارت رقاب الخلق لی اجمع رقا

ترجمہ: اب جبکہ میں عزت اور مرتبے سے بلند ستارہ تک پہنچ گیا اور ساری مخلوق کی گردنیں میرے سامنے جھک گئیں۔

۶۔ رمانی الردی سهما فاخمد جمرتی — فها انا ذا فی حفرتی عاجلا اُلقی

ترجمہ: تو ہلاکت کے تیر نے مجھے ایک ایسا نشانہ بنایا جس نے میری زندگی کی چنگاری بھی بجھا دی اب میں بہت جلد اپنی قبر میں ڈال دیا جاؤں گا۔

۷۔ ولم یغن عنی ما جمعتُ ولم اجدْ — لدی ملكٍ الّا حبانی حُبّها رفقًا

ترجمہ: جتنا بھی میں نے جمع کیا اس نے مجھے بے نیاز نہ کیا اور میں نے کسی بھی بادشاہ کے پاس جو کچھ پایا اس کی محبت نے مجھے نرمی کے قریب کر دیا۔

۸۔ وافسدتُ دنیای و دینی سفاهة — فمن ذا الذی مثلی بمصرعه اشقی

ترجمہ: اور میں نے اپنی دنیا اور اپنا دین سب کچھ اپنی بے وقوفی پر برباد کر دیا' ہے کوئی ایسا جو میری طرح اپنے بستر پر بدقسمت ہو کر پڑا ہوا ہو۔

۹۔ فیالیت شعری بعد موتی هَل اصر — الی رحمة اللّٰه ام فی نارہٖ اُلقی

ترجمہ: کاش مجھے کوئی بتا تا کہ میں اپنی موت کے بعد اللہ کی رحمت کی طرف جاؤں گا' یا اس کے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جاؤں گا۔

ان کی وفات اسی سال ماہ ربیع الاول کی بائیسویں تاریخ سوموار کی رات کو ہوئی' انہوں نے پچاس سال کی بھی عمر نہ پائی اور مدت خلافت صرف نو برس نو مہینے تیرہ دن ہوئی۔ تین بیٹے علی المکتفی' جعفر المقتدر اور ہارون کو چھوڑا اور گیارہ بیٹیاں اور ایک قول میں سترہ بیٹیاں چھوڑیں۔ اور بیت المال میں سترہ کروڑ دینار چھوڑے۔ بے موقع بے ضرورت کبھی خرچ نہ کرتے اسی لیے کچھ لوگ انہیں بخیل بھی کہتے تھے اور کچھ حضرات انہیں حضرت سجدہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث جس میں خلفاء راشدین کا تذکرہ آیا ہے اس میں انہیں بھی شمار کرتے تھے۔

ابو محمد المکتفی باللہ کی خلافت:

علی بن المعتضد باللہ امیر المؤمنین کی اس سال ماہ ربیع الاول میں والد کی وفات کے بعد ان کی خلافت کی بیعت لی گئی' گذشتہ تمام خلفاء میں سے کسی کا نام بھی علی نہ تھا سوائے ان کے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام کے اور ان میں سے کسی کی بھی کنیت ابو محمد نہ تھی سوائے ان کے اور حسن بن علی بن ابی طالب اور الہادی اور المستضی باللہ کے۔ ان کی خلافت کی کرسی پر بیٹھتے ہی ملک میں فتنے اور انتشار بہت زیادہ بڑھ گئے۔ اس سال ماہ رمضان میں بہت زبردست زلزلہ آیا اور ماہ رمضان میں آسمان سے بہت زیادہ ستارے آفتاب نکلنے تک ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے۔ جب خلافت ان کے سپرد کی جا رہی تھی اس وقت یہ

''رقہ'' میں تھے۔ تو وزراء اور ارکان دولت نے لکھ کر خبر دی اور یہ بروقت بغداد پہنچ گئے۔ ماہ جمادی کی آٹھویں تاریخ اور سوموار کا دن تھا۔ اسی دن عمرو بن اللیث الصفار کے قتل کا حکم دیا۔ اس وقت تک وہ ان کے والد کے جیل خانہ میں قیدی تھا۔ اور ان کے والد نے قیدیوں کے لیے جتنے جیل خانے بنوائے تھے ان سب کو ڈھا دیے اور ان کی جگہ جامع مسجد بنانے کا حکم دیا۔ اور اسی روز اپنے وزیر القاسم بن عبیداللہ بن کو چھ قیمتی خلعت دیئے اور ایک تلوار اس کے گلے میں لٹکا دی۔ خلافت پانے کے وقت ان کی عمر پچیس سال چند مہینے کی تھی۔

اسی سال قرامطہ تمام اطراف میں پھیل گئے اور حاجیوں پر ڈکیتی کرنے لگے۔ ان میں سے بعضوں نے اپنا نام امیر المؤمنین رکھ لیا تھا۔ تب المکتفی نے ان کے مقابلہ کے لیے بہت بڑی فوج بھیجی اور ان لوگوں پر بے شمار مال خرچ کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے کچھ فتنوں کو دبا دیا۔

اس سال محمد بن ہارون نے اسماعیل بن احمد السامانی سے بغاوت کر لی۔ اور ''ری'' والوں نے اس کو قتل کر کے محمد بن زید الطالبی سے خط و کتابت کر کے اسے اپنے پاس بلایا چنانچہ وہ ان لوگوں کے پاس گیا اس وقت ان لوگوں نے شہر کی ذمہ داری اس محمد بن زید کے حوالہ کر دی اور وہ شہر کا حاکم ہو گیا اس کے بعد محمد بن اسماعیل بہت سے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچا اور ان سبھوں کو مغلوب کر لیا اور انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ اسے شہر سے نکال باہر کیا۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ اسی سال لوگوں نے ذوالحجہ کی نویں تاریخ عصر کی نماز اس طرح پڑھی کہ گرمی کا موسم ہونے کی وجہ سے ان کے بدن پر ٹھنڈے کپڑے تھے اتنے میں بہت زیادہ ٹھنڈی ہوا چلی اتنی چلی کہ لوگ آگ جلا کر اس سے گرمی حاصل کرنے پر مجبور ہو گئے اور موسم سردی کے گرم کپڑے اپنے بدن پر ڈال لیے۔ سردی کے موسم کی طرح پانی جم گیا۔

ابن الاثیر نے کہا ہے کہ حمص کے شہر میں بھی یہی حال ہوا۔ بصرہ شہر میں اتنے زور کا طوفان آیا جس نے وہاں کھجور کے بہت سے درختوں کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکا۔ اور ایک علاقہ زمین میں دھنس گیا جس کی وجہ سے سات ہزار افراد وہاں دب کر مر گئے۔ ابن الاثیر اور ابن الجوزی دونوں نے کہا ہے کہ اس سال ماہ رجب میں بغداد شہر میں بار بار زلزلے آئے پھر سکون ہوا' اس سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے حضرات یہ ہیں۔

مشہورین کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے حضرات یہ ہیں:

ابراہیم بن محمد بن ابراہیم:

جو بڑے صوفیائے کرام میں سے ایک تھے۔ ابن الاثیر نے کہا ہے کہ یہ سری سقطی کے ہم عصروں میں سے تھے' ان کا مقولہ ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لیے بھی تم اللہ کی فکر میں لگ جاؤ تو تمہارے لیے دنیا و مافیہا سب سے بہتر ہے۔

واقعات ــــ ۲۹۱ھ

اس سال سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ قرامطہ اور خلیفہ کے لشکر کے درمیان مقابلہ ہوا۔ لشکر نے بالآخر قرامطہ کو شکست دے کران کے سردار الحسن بن زکرویہ ذوالشامہ کو گرفتار کرلیا۔ گرفتاری کے بعد اس کے سرکردہ ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ سب کو خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا وہاں اسے ایک مشہور ہاتھی پر سوار کر کے بغداد میں لایا گیا۔ وہاں خلیفہ نے بہت اونچی خاص جگہ بنانے کا حکم دیا اور اس پر اسے بٹھایا گیا اور ایک ایک کر کے اس کے ساتھی اس کے سامنے لاکر قتل کیے جاتے رہے وہ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا اس عرصہ میں اس کے منہ میں ایک کھڑی لکڑی جو اس کے تالو سے مل رہی تھی رکھ دی گئی۔ آخر میں اس پر سے اسے اتار کر دو سو کوڑے مارے گئے۔ پھر یکے بعد دیگرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر بقیہ اعضاء کو گرم لوہوں سے داغ دیا گیا۔ پھر جلا دیا گیا۔ اور اس کے سر کو ایک لکڑی پر رکھ کر بغداد کے سارے علاقوں میں گشت کرایا گیا۔ یہ واقعہ اسی سال ماہِ ربیع الاوّل کا ہے۔

اسی سال ترکیوں نے بہت بڑے لشکر کے ساتھ ماوراء النہر کی طرف رخ کیا وہاں مسلمانوں نے انہیں اپنے گھروں میں رات کو ٹھہرنے کی جگہ دی تو ان لوگوں نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بھی کرلیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا مٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی۔ (پارہ ۲۱، سورہ احزاب، آیت ۲۵)

اسی سال رومی بادشاہ نے مسلمانوں کے خلاف دس بڑے جھنڈے تیار کیے جن میں سے ہر ایک کے ماتحت دس ہزار فوجی تھے ان لوگوں نے آس پاس کے علاقوں میں خوب لوٹ مار مچائی اور بہت سوں کو قتل کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔

اس سال طرسوس کے نائب حاکم نے رومی شہروں پر حملہ کر کے انطاکیہ شہر کو فتح کرلیا جو سمندر کے ساحل پر ایک بڑا شہر ہے اور قسطنطنیہ شہر کے برابر ہے۔ اور وہاں سے پانچ ہزار مسلمان قیدیوں کو چھڑایا اور رومیوں کی ساٹھ جنگی کشتیوں پر قبضہ کرلیا اور بے حساب غنیمت کا مال حاصل کیا اس طرح کہ ہر غازی کو ایک ایک ہزار دینار حصہ میں ملا۔ اس سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال ان مشہور لوگوں کی وفات ہوئی۔

احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار:

ابوالعباس الشیبانی کیوقلہ یہ ان کے غلام تھے۔ ان کا لقب تعلب تھا۔ فنِ نحو اور لغت میں کوفیوں کے امام تھے۔ دو سو

۲۰۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ محمد بن زیاد اعرابی اور الزبیر بن بکار اور القواریری وغیرہم سے احادیث کی سماعت کی' ان سے ابن الانباری' ابن عرفہ' ابوعمرو الزاہد نے روایت کی ہے یہ ثقہ اور حجت بھی تھے۔ دیندار' نیک' سچائی اور حفظ میں مشہور تھے۔ لوگوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے القواریری سے ایک لاکھ حدیث سنی ہے۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ کی ستر ہویں تاریخ ہفتہ کے دن انہوں نے وفات پائی۔ اس وقت اکانوے برس کی عمر تھی ابن خلکان نے ان کی موت کی وجہ یہ بتائی ہے کہ جامع مسجد سے نکلتے وقت ان کے ہاتھ میں کتاب تھی' چلتے ہوئے آ رہے تھے کہ وہ کان کے بالکل بہرے بھی ہو گئے تھے۔ کسی گھوڑے سے ٹکر ہوئی اور ایک گڈھے میں گر گئے جس سے ان کے دماغ کی رگ پھٹ گئی اور دوسرے دن وفات پا گئے۔

کتاب الفصیح کے مصنف تھے جو اگر چہ ضخامت کے اعتبار سے چھوٹی ہے مگر بہت مفید ہے۔ اس کے علاوہ کتاب المصون' اختلاف النحویین' معانی القرآن' کتاب القرآت معانی الشعر و مایلحن فیہ العامہ کے علاوہ اور بھی مختلف کتابیں تصنیف کی ہیں ان کی طرف یہ اشعار منسوب ہیں۔

اذا كنت قوت النفس ثم هجرتها   فكم تلبث النفس الّتى انت قوتها

ترجمہ: جب تم اپنے نفس کی غذا بنے رہو پھر اچانک اسے چھوڑ دو تو وہ نفس اور کتنے دن زندہ رہ سکے گا جس کے تم غذا بنے ہوئے تھے۔

سيبقى بقاءَ النبت فى الماء او كما   اقام يدى ديمومة الماءِ صوتها

ترجمہ: وہ نفس اتنا ہی باقی رہے گا جتنا کہ کوئی گھاس پانی میں رہتی ہے یا جتنا کہ مسلسل پانی گرتے وقت اس کی آواز رہتی ہے۔

اغرّك انّى قد تصبرت جاهدًا   وفى النفس منى منك ما سيميتها

ترجمہ: تمہیں اس بات نے دھوکہ میں رکھا ہے کہ میں نے اسے انکار کے باوجود برداشت کر لیا ہے حالانکہ میرے نفس کو تمہاری طرف سے وہ تکلیف پہنچی ہے جو اسے عنقریب ختم ہی کر لے گی۔

فلو كان مابى بالصّخور لهدّها   و بالريح ما هبت وطال صفوفها

ترجمہ: اگر میرے بدن میں وہ سختی ہوتی جو سخت پتھروں میں ہوتی ہے تو اسے ایک دھاکہ کے ساتھ گرا دیتا اور ان ہواؤں سے بھی جو چلتی ہیں اور اس کے نشانات بھی طویل باقی رہ جاتے۔

فصبرًا لعلّ اللّٰه يجمع بيننا   نشكو هموما منك فيك لقيتها

ترجمہ: اب مجبوراً میں صبر اختیار کرتا ہوں شاید کہ اللہ ہم کو اکٹھا کر دے تو اسی وقت میں تمہارے سامنے ان تکالیف کی شکایت کروں گا جو مجھ کو تم سے پہنچی ہیں۔

القاسم بن عبید اللہ وزیر کی وفات:

اسی سال القاسم بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب وزیر کی وفات ہوئی جو معتضد کے آخری دنوں میں اپنے والد کے بعد اس کی جگہ پر مامور ہوا تھا۔ معتضد کے بعد اسی کے ذریعے المکتفی باللہ کو خلافت پر لائی گئی تھی۔ یہ بھی اسی سال رمضان کے مہینے میں بیمار ہوا۔ اسی حالت میں اس نے حکم دیا کہ قید خانوں میں جتنے بھی مطلبی خاندان کے ہیں سب رہا کر دیئے جائیں پھر ذیقعدہ کے مہینے میں وفات پائی۔ اس وقت تنتیس برس کے قریب عمر ہوئی تھی' خلیفہ کی نگاہ میں یہ بہت محبوب تھا۔ خلیفہ نے اپنے آخری وقت بیت المال میں سات لاکھ دینار کے برابر مال چھوڑا۔

محمد بن محمد بن اسماعیل:

بن شداد ابوعبداللہ البصری جو واسط کے قاضی اور جبروئی کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے مسدد علی بن المدینی اور ابن نمیر وغیرہم سے احادیث کی روایت کی ہے۔ یہ بڑے ثقہ' بڑے قاضی' سخی' عادل اور امینوں میں سے ایک تھے۔

محمد بن ابراہیم البوشنجی محمد بن علی الصایغ کے علاوہ قنبل نے بھی وفات پائی جو مشہور قراء اور علماء کے اماموں میں سے ایک تھے۔

واقعات ــــ ۲۹۲ھ

اس سال خلیفہ المکتفی باللہ کی جانب سے محمد بن سلیمان تقریباً دس ہزار فوجیوں کو لے کر ہارون بن خمارویہ سے قتال کے لیے مصری علاقوں میں داخل ہوئے تو ہارون نے ان کا مقابلہ کیا بالآخر یہ محمد بن سلیمان اس پر غالب آئے۔ اور آل طولون جو سترہ ہزار تھے وہ بھی مقابلہ میں آئے جنہیں انہوں نے قتل کر دیا اور ان کے مال اور ملکیت سب پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت مصری علاقوں سے طولونیوں کی حکومت ختم ہوگئی اور خلیفہ المکتفی کو فتح کی بشارت بھیج دی۔ اس سال الفضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا جو گذشتہ سالوں میں بھی حجاج کے معاملات کے نگران تھے۔

مشہور لوگوں کی وفات

اور بھی مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں

ابراہیم بن عبداللہ بن المسلم الکجی:

ہیں جو معمر مشائخ میں سے ایک تھے۔ ان کی مجلس میں دوات وقلم کے ساتھ بیٹھنے والے پچاس ہزار ہوا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ دیکھنے اور صرف سننے والوں کی تعداد علیحدہ تھی۔ ان سے سن کر دوسروں کو لکھوانے والوں کی تعداد سات تھی جن میں ہر ایک دوسرے کو سنایا کرتے تھے۔ کچھ تو کھڑے کھڑے بھی احادیث لکھتے تھے۔ یہ جب دس ہزار احادیث سنا دیا کرتے تو خاص صدقہ ادا کیا کرتے تھے۔ جب اپنی تمام سنن کو سنانے سے فارغ ہو جاتے تو دسترخوان بچھایا جاتا جس پر ایک ہزار دینار خرچ

کیے جاتے تھے اور کہتے کہ آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گواہی دی اور تنہا میری شہادت قبول کر لی گئی اس لیے اللہ پاک کا شکر ادا کرنے سے کوئی کام کیوں نہ کروں۔

ابن الجوزی اور خطیب نے ابو مسلم الکجی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: ایک رات میں بصرہ کی ایک گلی میں ایک حمام کے پاس سے گزرا تو میں نے اس کے ذمہ دار سے دریافت کیا کہ کیا مجھ سے پہلے اس میں ابھی کوئی گیا ہے؟ اس نے کہا: ابھی تک کوئی نہیں گیا ہے اس لیے تب میں اس میں داخل ہو گیا اور جب میں نے حمام کے اندرونی کو کھولا تو کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے ابو مسلم! اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ پھر یہ اشعار کہنے لگا:

۱۔ لَکَ الحَمدُ إمَّا عَلَى نِعمةٍ ۔۔۔ و إمَّا عَلَى نَقمةٍ تدفعُ

ترجمہ: اے اللہ! بہر صورت تیری حمد کرتا ہوں خواہ کسی نعمت کے دینے پر ہو یا کسی مصیبت کے دور کرنے پر ہو۔

۲۔ تشاءُ فتفعلُ ما شئتَهُ ۔۔۔ و تسمعُ عن حيث لا يُسمَعُ

ترجمہ: تم جو چاہتے ہو مرضی کے مطابق کرتے ہو اور تم اس طرح سن لیتے ہو جو عموماً سنا نہیں جاتا ہے۔

کہنے لگے کہ یہ سن کر میں جلدی سے وہاں سے نکل آیا اور میں نے اس ذمہ دار سے کہا تم نے تو یہ کہا تھا کہ اس میں ابھی تک کوئی نہیں گیا مگر وہاں تو میں نے کسی کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے کہا' کیا واقعتہً آپ نے ایسا سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں ضرور سنا ہے۔ تب اس نے کہا وہ ایک حبشی شخص ہے جو کبھی کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور اشعار سنانے لگتا ہے اور نصیحت آمیز باتیں بھی کرتا ہے۔ میں نے کہا کیا تم نے بھی اس کے کچھ اشعار یاد کئے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! پھر اس نے یہ اشعار پڑھ کر مجھے سنائے:

۱۔ ايها المذنبُ المفطرُ مهلاً ۔۔۔ كم تمادى تكسب الذنب مهلاً

ترجمہ: اے گنہگار! گناہوں میں ڈوبا ہوا ذرا ٹھہر! نادانی کی وجہ سے بڑھ بڑھ کر تم کتنے گناہ کرتے رہو گے۔

۲۔ كم دكم تسخط الجليل بفعلٍ ۔۔۔ سمجٍ وهو يَحسِنُ الْصنع فعلاً

ترجمہ: آخر کتنا اور کتنا اپنے رب کو اپنے برے کاموں سے ناراض کرتے رہو گے حالانکہ وہ تو صرف بہتری کے کام کرتا ہے۔

۳۔ كيف تهدأُ جفون من ليس يَدرِى ۔۔۔ اَرضىَ عَنهُ مَن عَلى العَرش اَم لا

ترجمہ: اس شخص کے پلک کیسے جھپکتے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتا کہ عرش والا اس سے راضی ہے یا نہیں۔

عبدالحمید بن عبدالعزیز:

ابو حازم القاضی الحنفی' جو عمدہ قاضیوں' بڑے فقیہوں اور علماء کے اماموں میں سے ایک تھے۔ بہت پرہیز گار' صاف ستھرے' گناہوں سے بچنے والے' بہت دیانتدار اور امانت دار تھے۔ ابن الجوزی نے المنتظم میں ان کے اچھے حالات اور عمدہ افعال کا تذکرہ کیا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

واقعات ـــــ ۲۹۳ھ

اس سال الحسین القرمطی جو ذوالشامہ کے نام سے مشہور تھا جس نے گذشتہ سالوں میں بھی بہت سے انسانوں کو قتل کیا تھا اس سال بھی اس کے اردگرد فرات کے راستہ میں بہت سے قرامطہ جمع ہو گئے اور لوگوں میں زبردست فساد پھیلایا۔ پھر طبریہ کی طرف گئے تو ان لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا مگر یہ وہاں زبردستی داخل ہو گئے اور بے حساب مردوں کو قتل کر دیا اور بہت سا مال لوٹ لیا پھر دوبارہ دیہات کی طرف گیا۔ پھر دوسری جماعت ان کی طرف گئی اور وہاں چند افراد کو چھوڑ کر تقریباً تمام کو قتل کر دیا اور ان سے بھی بے شمار مال لوٹ کر تین ہزار اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ اس وقت المکتفی نے ان کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر بھیجا جس نے ان سے قتال کر کے ان کے رئیس کو گرفتار کر کے اس کی گردن اُڑا دی۔

الداعیہ کا ظہور:

پھر یمن میں قرامطہ میں سے ایک شخص نمودار ہوا جسے الداعیہ کہا جاتا تھا اس نے صنعا کا محاصرہ کیا اور وہاں وہ بزور داخل ہو گیا اور بے شمار باشندوں کو قتل کر دیا پھر یمن کے دوسرے شہروں کی طرف گیا وہاں بھی بہت سے انسانوں کو قتل کیا تب صنعاء والوں نے بھی اس کا مقابلہ کیا بالآخر کامیاب ہوئے اور اسے شکست دی تب اس نے کچھ دوسرے شہروں میں جا کر لوٹ مار مچائی۔ اس وقت خلیفہ نے اس کے پیچھے مظفر بن حجاج کو نائب بنا کر بھیجا۔ وہ اس کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی۔

عید الضحیٰ کے دن قرامطہ کی ایک جماعت کوفہ میں داخل ہوئی اور آواز لگائی: اے حسین کے مقتولین! اس طرح وہ ان لوگوں کی یاد دلاتے تھے جو اس سے پہلے بغداد میں قتل کر دیئے گئے تھے انہوں نے اپنی شناخت کے لیے یا احمد یا محمد کے الفاظ مقرر کر رکھے تھے اس سے ان کی مراد وہ لوگ تھے جو ان کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے یہ سن کر کچھ لوگ عید گاہ سے نکل کر کوفہ جانے لگے اور ان کے پیچھے لگ گئے تب عام مسلمانوں نے انہیں پتھروں سے مارنا شروع کیا اور جانے والوں میں سے تقریباً بیس آدمیوں کو ختم کر دیا تب بقیہ لوگ ذلت اٹھائے ہوئے اپنی جگہ واپس آ گئے۔

خلیجی کا ظہور:

اس سال مصر سے بھی ایک شخص ظاہر ہوا جس کو خلیجی کہا جاتا تھا۔ اس نے بغاوت کر دی اور اس کے ساتھ فوجیوں کی ایک ٹولی رہنے لگی اس لیے خلیفہ نے احمد بن کنغلغ جو کہ دمشق میں نائب حاکم تھے اسے اور اس کے حکام کو اس کام پر متعین کر دیا تب اس نے اس کا پیچھا لیا اور مصری علاقہ میں دونوں میں مقابلہ ہوا مگر اس خلیجی نے ان لوگوں کو بری طرح شکست دے دی۔ اس لیے خلیفہ نے دوسرا لشکر بھی اس کے پیچھے روانہ کیا اس وقت اس نے الخلیجی کو شکست دی اور اسے گرفتار کر لیا تو خلیفہ نے اسے امیر

کے حوالہ کر دیا۔ پھر اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ اس وقت یہ شاہی لشکر مصری شہروں کے معاملات میں مشغول ہو گیا۔ اس وقت قرامطہ نے بھی اپنا ایک لشکر ایک شخص کی سرکردگی میں جس کا نام عبداللہ بن سعید تھا جو بچوں کو پڑھایا کرتا تھا بصری کی طرف روانہ کیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر وہ بصریٰ اذرعات اور بثنیہ کی طرف گیا تو ان لوگوں نے اس سے مقابلہ کیا تو اس نے خود ہی ان لوگوں کو امن دے کر خاموش کر دیا مگر جوں ہی ان پر پورے طور پر قابو پالیا پہلے کے تمام مقابلہ کرنے والوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنالیا۔ اور پہلے دمشق کا رخ کیا تو وہاں کے نائب حاکم احمد بن کنغلغ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اسی کا نام صالح بن الفضل بھی تھا اس معرکہ میں' قرمطی نے اس حاکم کو شکست دی اور نتیجہ میں جو مقتول ہوئے ان میں یہ حاکم بھی تھا پھر دمشق کا محاصرہ کر لیا مگر اسے فتح کرنا ممکن نہ ہو سکا لہٰذا طبریہ کی طرف لوٹ گیا۔ اور وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کر کے ان کا سامان وغیرہ سب لوٹ لیا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر اس نے ہیت کا رُخ کیا۔ یہاں بھی حسب دستور قتل و غارت کیا۔ پھر عیدالضحیٰ کے دن کوفہ کا رُخ کیا جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ یہ سارے ہنگامے زکرویہ بن مہرویہ کے اشارے سے ہوتے رہے اور وہ خود قوم قرامطہ کے درمیان اپنے ہی شہر میں چھپا رہا۔ جب کوئی اس کی طرف رُخ کرتا وہ فوراً اس کنویں میں چلا جاتا جسے اس نے اسی مقصد کے لیے تیار کیا تھا۔ اور اس کے منہ پر ایک تنور لگا دیا تھا۔ اس موقع پر فوراً کوئی عورت اس تنور کو گرم کر کے اس میں روٹی پکانے لگتی اس طرح کسی کو بھی اس کا پتہ نہ چل سکا اور کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔

بالآخر خلیفہ نے ان کے مقابلہ کے لیے ایک لشکر بھیجا تب زکرویہ خود اور اس کے تمام ماننے والوں نے لشکر کا مقابلہ کیا اور خلیفہ کے لشکر کو شکست دے کر ان کے بے حساب مال و سامان لوٹ لئے اس طرح اس کی قوت اور بھی بڑھ گئی اور زور زیادہ ہو گیا تب خلیفہ نے دوسری مرتبہ اور بڑا لشکر ان کے مقابلہ کو بھیجا اب کے واقعات کو آئندہ کسی موقع پر ہم بیان کریں گے۔

اسی سال خراسان ماوراء النہر کے نائب حاکم نے اسماعیل بن احمد السامانی نے ترکی' شہروں کے بڑے علاقہ کو ویران کر دیا تھا۔ اور اس سال حلب کے عمال پر غارت گری کر کے لوگوں کو قتل کیا' لوٹ مار کیا اور قید کیا' اس سال فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی۔

حالات ابوالعباس الناشی الشاعر:

نام عبداللہ بن محمد ابوالعباس المعتزلی ہے اُن کا اصل تعلق انبار سے تھا مگر بغداد میں کچھ دن اقامت کر لی تھی پھر مصر چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ بہت زیادہ ذہین تھے۔ شعراء کا مقابلہ کر لیا کرتے تھے۔ منطقیین اور فروضیین پر اعتراضات کرتے تھے۔

شاعر تھے البتہ عقل کے ہلکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے نسب میں ان کا ایک بہترین قصیدہ ہے۔ جسے ہم نے اپنی کتاب

[illegible]

ابن خاقان نے کہا ہے کہ یہ مختلف علوم کے ماہر تھے جن میں ایک منطق بھی ہے۔ اسی طرح آپ نے نحو (قوافی کا حرف)

فنون میں ایک پورا قصیدہ ہے جس میں چار ہزار اشعار ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی متعدد تصانیف اور بے شمار اشعار بھی ہیں۔

عبید بن محمد بن خلف

ابو محمد البزار ابو ثور کے شاگردوں میں ایک سربرآوردہ فقیہ ہیں۔ اور ابو ثور کی فقہ کے ہی حامل تھے۔ اعلیٰ درجے کے ثقات میں سے تھے۔

نصر بن احمد بن عبدالعزیز:

ابو محمد الکندی الحافظ جو نصرک کے نام سے مشہور تھے مشہور حفاظ میں سے ایک تھے نائب بخاری امیر خالد بن احمد الذہلی نے ان کو اپنی طرف ملا لیا تھا ان کے نام کی ایک مسند تصنیف کی ہے اسی سال بخاری میں وفات پائی ہے۔

واقعات ـــــ ۲۹۴ھ

اس سال ماہِ محرم میں خراسان والے جب مکہ مکرمہ سے واپس آ رہے تھے اس وقت زکرویہ ان کے سامنے آ گیا اور ایک ایک کر کے سبھوں کو قتل کر دیا ان کا سارا مال چھین لیا جس کی مجموعی قیمت بیس لاکھ دینار تھی اور ان کی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ ان قرامطہ کی عورتیں زخمی حاجیوں کے پاس اس طرح چکر لگا رہی تھیں کہ ان کے ہاتھوں میں پانی کے برتن تھے جس سے وہ ظاہر کرتی تھیں کہ ان زخمی پیاسوں کو وہ پانی پلا رہی ہیں۔ اس دھوکہ میں اگر کوئی زخمی ان سے باتیں کرتا تو وہ اسے قتل کر ڈالتیں۔ اللہ ان عورتوں اور ان کے خاوندوں سب کے اوپر لعنت کرے۔

زکرویہ لعنۃ اللہ علیہ کے قتل کا ذکر:

خلیفہ کو جب ان حاجیوں کے قتل اور ان کے لوٹ مار وغیرہ کی تفصیلی خبر پہنچی تو اس نے ان کے مقابلہ میں ایک زبردست لشکر بھیجا' دونوں میں مقابلہ کے بعد بہت زبردست مقاتلہ ہوا جس میں قرامطہ کے طرفداروں کے چند افراد کے سوا تقریباً سب قتل کر دیے گئے۔ یہ واقعہ اس سال ربیع الاوّل کا ہے۔ پھر ایک شخص نے خود زکرویہ کے سر پر تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مارا جس سے وہ تلوار اس کے دماغ کے اندر تک گھس گئی اور اسے گرفتار کر لیا گیا مگر پانچ ہی دنوں کے بعد وہ مر گیا' اس کے بعد لوگوں نے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا اور اس کے سرکردہ ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے بھی بغداد بھیج دیا گیا۔ اس وقت خلیفہ کے لشکر نے اس تمام مال ومتاع کو چھین لیا جو ان لوگوں کے پاس تھا۔ پھر خلیفہ نے القرمطی کے قتل کا حکم دیا اور یہ بھی کہ اس کے سر کو خراسان کے تمام شہروں میں گشت کرایا جائے۔ تا کہ لوگ آئندہ حج کے موقع میں کوئی فتنہ نہ کھڑا کریں اور ان قرامطہ کی عورتیں اور بچے جو قیدی بنے تھے سب کو آزاد کر دیا۔

اس سال دمشق کے نائب حاکم احمد بن کنغلغ نے طرسوس کی طرف سے روم کے شہروں پر حملہ کر کے [illegible] تقریباً [illegible] ہزار افراد کا قتل کیا اور ان کے تقریباً پچاس ہزار بچوں کو قید کیا۔ ان کے ساتھ پادریوں نے اسلام قبول کیا اور جو مسلمان ان کے قیدی بنے ہوئے تھے وہ آزاد ہو گئے۔ تب روم کے بادشاہ نے ان پادریوں کی گرفتاری کے لیے ایک بڑا لشکر بھیجا تو ان پادریوں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے لشکر پر حملہ کر کے ان سب کو قتل کیا اسی طرح ان سے بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا۔ جب وہ لوگ خلیفہ کے دربار میں پہنچے تو خلیفہ نے ان کا بہت اکرام کیا اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور ان کی مانگی مراد پوری کی۔ اس سال شام کے علاقہ میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ سفیانی ہے۔ جسے پکڑنے کے بعد بغداد روانہ کر دیا گیا۔ مگر وہاں اس نے دعویٰ کیا کہ اسے وسوسہ کا مرض ہے۔ لہٰذا اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس سال فضل بن ملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں:

الحسین بن محمد:

بن حاتم ابن یزید بن علی بن مروان ابوعلی جو عبید العجل کے نام سے مشہور تھے۔ حافظ حدیث‘ بہت زیادہ روایت کرنے والے اور سندات کے حفظ میں لوگوں سے آگے بڑھے ہوئے تھے اس سال ماہِ سفر میں وفات پائی۔

صالح بن محمد:

بن عمرو بن حبیب ابوعلی الاسدی جس کا تعلق قبیلہ مزیمہ سے تھا۔ یہ حرزہ کے نام سے مشہور تھے کیونکہ انہوں نے ایک ایسے شخص سے پڑھا تھا جس کے پاس خرزہ (پوتھ) ایسی چیز جس سے بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے مگر غلطی سے انہوں نے اس خرزہ (نقطہ والے خاء) کی بجائے نقطہ والے حاء سے حرزہ کہہ دیا اور یہ بات مشہور ہو کر ان کا لقب ہی حرزہ ہو گیا۔ یہ حافظ حدیث اور بہت زیادہ روایت کرنے والے اور طلب حدیث میں دُور دراز علاقوں میں بہت زیادہ سفر کرنے والے تھے۔ شام‘ مصر اور خراسان وغیرہ کا بھی سفر کیا‘ پھر بغداد میں سکونت اختیار کی پھر وہاں سے بھی منتقل ہو کر بخاریٰ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ روایت حدیث میں قابل اعتماد بہت سچے اور امانت دار تھے۔ ان کی بہت سی روایتیں یحییٰ بن معین سے ہیں اور بہت سے سوالات بھی منقول ہیں۔ رقہ میں ۲۱۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی تھی۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی ہے۔

محمد بن عیسیٰ بن محمد:

بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ ابن عباس جو ابیاضی کے نام سے مشہور تھے‘ کیونکہ خلیفہ کی مجلس میں اس حال میں پہنچے تھے کہ ان کے بدن پر سفید کپڑے تھے۔ تو خلیفہ نے انہیں دیکھ کر سوال کیا یہ (سفید کپڑوں والے) ابیاضی کون صاحب ہیں؟ اس

وقت سے اسی نام سے مشہور ہو گئے۔ ابن انباری اور ابن عقسم سے روایت کی ہے۔ اس سال قرامطہ نے انہیں قتل کر دیا۔

محمد بن الامام:

اسحاق بن راہویہ انہوں نے اپنے والد اور احمد بن حنبلؒ وغیرہما سے روایت حدیث کی ہے۔ یہ فقہ اور حدیث دونوں کے عالم تھے اچھے مسلک اور اچھی خصلت کے آدمی تھے انہیں بھی قرامطہ نے ان لوگوں میں قتل کیا جو حج سے واپسی میں قتل کیے گئے تھے۔

محمد بن نصر ابو عبداللہ المروزی:

ولادت بغداد میں ہوئی اور نیشاپور میں جوان ہوئے' سمرقند کو اپنا وطن بنایا' صحابہؓ اور تابعین اور ان کے بعد آئمہ کرام کے اختلافات کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ احکام کے بھی بڑے عالم تھے۔ دنیا کے دُور دراز علاقوں کا سفر کیا' بہت سے مشائخ سے احادیث سنی ہیں۔ اور بہت سی مفید' جامع اور نافع کتابیں تصنیف کی ہیں۔ سب سے اچھی نمازیں پڑھتے اور ان میں بہت زیادہ خشوع کرتے۔ نماز سے متعلق بہت موٹی کتاب تصنیف کی ہے۔ خطیب نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ کے ارادہ سے مصر سے نکلا اور میں دریا میں سوار ہو گیا میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی اتفاق سے وہ کشتی ڈوب گئی جس سے میرا قیمتی مال ڈوب گیا۔ لیکن میں اور میری باندی بچ گئے پھر ایک جزیرہ میں پہنچ گئے وہاں ہم نے پانی تلاش کیا تو نہ ملا۔ اس لیے میں اپنی زندگی سے مایوسی کی حالت میں اپنی باندی کی ران پر اپنا سر رکھ کر میں سو گیا۔ اچانک دیکھا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں پیالہ لیے ہوئے ہماری طرف آیا اور مجھ سے کہا ''یہ لو'' میں نے بھی اس سے لے کر پیا اور باندی بھی اس سے سیراب ہو گئی۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کدھر سے آیا اور کہاں گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری خاص مدد فرمائی اور اس مصیبت سے نجات دی۔ یہ تمام انسانوں سے زیادہ شریف اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

اسماعیل بن احمد اور ان کے بھائی اسحاق بن احمد اسی طرح اہل سمرقند بھی سب سالانہ چار چار ہزار درہم انہیں بطور ہدیہ دیا کرتے تھے لیکن یہ سارا مال اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ آڑے وقت کے لیے کچھ بھی بچا لیا کرتے تو بہتر ہوتا۔ تو فرمایا کہ میں مصر میں سالانہ بیس ہزار درہم خرچ کیا کرتا تھا مگر میں نے دیکھا کہ اس مال سے مجھے کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور سال میں بیس درہم بھی جمع نہیں کر سکا۔

یہ محمد بن نصر مروزی جب بادشاہ اسماعیل بن احمد السامانی کے پاس جاتے تو وہ ان کا بہت اکرام کرتے اور کھڑے ہو جاتے۔ اس بات پر ان کے بھائی اسحاق نے ان کی ملامت کی اور ان سے کہا کہ آپ تو خراسان کے بادشاہ ہیں آپ اپنے تختِ شاہی پر بیٹھے ہوئے ایک معمولی انسان کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اسماعیل کہتے ہیں کہ میں بھائی کی باتوں سے پریشانی کے عالم میں سو گیا جب کہ یہ دونوں ہی خراسان اور ماوراء النہر کے بادشاہ تھے۔ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں اے اسماعیل! محمد بن نصر کی تعظیم کرنے کے سبب سے تمہاری اور تمہاری اولاد کی بادشاہی برقرار

رہی اور محمد بن نصر کی توہین کرنے کی وجہ سے تمہارے بھائی کی سلطنت برباد ہوگئی۔ ایک مرتبہ مصر کے کسی شہر میں محمد بن نصر، محمد بن جریر الطبری اور محمد بن المنذر ایک ساتھ تینوں بیٹھ کر حدیثیں لکھ رہے تھے اس دن ان کے پاس اتفاق سے کھانے کی کوئی چیز نہ تھی اس لیے ان لوگوں نے اس بات پر قرعہ اندازی کی کہ ان میں سے کوئی ایک شخص جائے اور کما کر لائے تاکہ یہ سب مل کر کھائیں اس میں ان ہی محمد بن نصر کے نام قرعہ نکلا وہ اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ نماز پڑھ کر اللہ عزوجل سے دُعا کی۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور قیلولہ میں لوگ مصروف تھے اتنے میں نائب مصر طولون اور ایک قول کے مطابق احمد بن طولون نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا وہ فرمارہے ہیں کہ جاؤ ان محدثین کی مدد کرو کیونکہ ان کے پاس کچھ بھی کھانے کو نہیں ہے وہ فوراً نیند سے بیدار ہوئے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں محدثین کون کون ہیں؟ لوگوں نے ان تینوں کا نام لیا تو اس سے فوراً ہزار دینار لے کر اپنا آدمی روانہ کر دیا چنانچہ وہ شخص جب وہاں پہنچا تو اللہ نے ان لوگوں کی تکلیف دُور کر کے آسانی پیدا کر دی اور اس طولون نے اس کو خرید کر وہاں مسجد بنا ڈالی اور اسے محدثین کی طرف منسوب کر دیا اور اس کی آمدنی کے لیے بہت سے اوقاف مقرر کر دیئے۔

ان محمد بن نصرؒ کی عمر کافی ہو جانے کے باوجود اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اللہ سے اولاد کے لیے دُعاء کرتے تھے۔ ایک دن ایک شخص آیا اور اس نے بیٹے کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی حمد وثنا کی اور کہا اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل نامی لڑکا عنایت کیا۔ اس سے حاضرین کو کئی باتوں کا فائدہ حاصل ہوا۔ ایک یہ کہ اللہ سے مانگتے رہنے کے بعد اللہ نے بڑھاپے میں بیٹے کی خوشخبری دی۔ دوسری یہ کہ انہوں نے پیدائش کے دن ہی لڑکے کا نام رکھ دیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے دن ہی ساتویں دن آنے سے پہلے نام رکھا تھا۔ تیسری یہ کہ انہوں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اقتداء کی کہ انہوں نے اپنے پہلے لڑکے کا نام اسماعیل رکھا تھا۔

موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ:

ابوعمران کہ ان کے والد الحمال کے نام سے مشہور تھے ۲۱۴ھ میں ان کی وفات ہوئی اور احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ کے علاوہ اور دوسروں سے بھی احادیث کی سماعت کی حفظ حدیث اور معروفت رجال کے معاملہ میں اپنے زمانہ کے امام تھے۔ یہ ثقہ بڑی یادداشت کے مالک تھے بہت زیادہ پرہیزگار اور بڑے رعب داب والے تھے عبدالغنی بن سعید الحافظ المصری نے کہا ہے کہ حدیث پر سارے انسانوں کے مقابلہ میں بڑی اچھی گفتگو کرتے تھے ان کی تعریف علی بن المدینی پھر موسیٰ بن ہارون، پھر دارقطنی سب نے ان کی بہت تعریفیں کی ہیں۔

واقعات ــــــ ۲۹۵ھ

اس سال رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ رومیوں کے قبضہ سے جتنے مسلمان مجموعۃً چھڑائے گئے وہ عورتوں اور مردوں کو ملا کر تقریباً تین ہزار اشخاص تھے۔

اس سال ماہ صفر کے وسط میں اسماعیل بن احمد السامانی کی وفات ہوئی جو خراسان اور ماوراء النہر کے امیر تھے یہ بہت عاقل، عادل، اچھی سیرت اور رعایا کے لیے بردبار اور سخی تھے۔ یہی وہ ہیں جو محمد بن نصر المروزی کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ ان کی تعظیم اکرام اور احترام کرتے اور اپنی مجلس میں ان کی وجہ سے کھڑے ہو جایا کرتے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے احمد بن اسماعیل السامانی گورنر بنائے گئے اور خلیفہ نے ان کی عزت افزائی کے لیے کچھ تحفہ تحائف بھیجے۔ ایک دن لوگوں نے ان اسماعیل ابن احمد کے سامنے کہہ دیا کہ بڑائی نسب کی بناء پر ہے تو کہنے لگے کہ نہیں یہ بڑائی اپنے اعمال کی بدولت ہے اور یہ مناسب ہے کہ انسان ذاتی شرافت رکھے صرف خاندانی شرافت کا مدعی نہ ہو یعنی یہ بات مناسب ہے کہ انسان اپنی ذات پر فخر کرے اپنے نسب اپنے شہر اور اپنے باپ دادا پر فخر نہ کرے جیسا کہ کسی نے کہا ہے کہ میں بلندی تک اپنی ذاتی کوششوں سے پہنچا ہوں اپنے آباؤ اجداد کی وجہ سے نہیں۔ اور دوسرے نے کہا ہے:

۱۔ حسبی فخارا و شیمتی اَدبی و لست من هاشم و لا العرب

ترجمہ: میری ذاتی شرافت ہی میرے لیے باعث فخر ہے اور میری شناخت میرا ادب ہے کہ نہ میں ہاشمی ہوں نہ عربی ہوں۔

۲۔ ان الفتٰی من یقول هَا اَنَاذَا ولیس الفتٰی من یقول کان اَبی

ترجمہ: یقیناً بہادر وہ ہے جو پکار اٹھے میں یہ ہوں اور بہادر وہ نہیں ہے جو یہ کہے کہ میرے ابا بہادر تھے۔

اس سال ذوالقعدہ کے مہینہ میں معتضد کے بیٹے:

المکتفی باللہ ابو محمد:

ابن المعتضد کی وفات ہوئی۔

یہاں ان کے حالات زندگی اور وفات کا بیان ہے۔

امیر المؤمنین المکتفی باللہ بن المعتضد بن الامیر ابی احمد الموفق بن المتوکل علی اللہ اس سے پہلے ہم نے بیان کر دیا کہ خلفاء میں کوئی ایسے نہیں گزرے جن کا نام علی ہو سوائے ان کے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ اور یہ کہ خلفاء میں ایسے بھی کوئی نہیں گزرے جن کی کنیت ابو محمد ہو سوائے ان کے اور الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ ان کی پیدائش ۲۶۴ھ ماہِ رجب میں ہوئی ان کی بیعت ان کے والد کے بعد اور خود ان کی زندگی میں بھی جمعہ کے دن ماہِ ربیع الاوّل کی گیارہویں تاریخ

۲۹۵ھ کو [illegible] اس وقت ان کی عمر [illegible] برس کی تھی۔ [illegible] خوبصورت [illegible] بال گھنی [illegible] داڑھی والے تھے۔ جب ان کے والد المعتضد کا انتقال ہو گیا اور یہ مسند خلافت پر بیٹھے تو کسی شاعر نے ان کی مجلس میں آ کر کہا

اشعار [illegible]

۱۔ اجل الرزایا ان یموت امامٌ و اسنی العطایا ان یقوم امامٌ

ترجمہ: سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ امام وقت مر جائے اور بہترین بخشش یہ ہے کہ دوسرا امام اس کی جگہ پر آ جائے۔

۲۔ فاسقی الذی مات الغمام و جودَہ و دامت تحیات لہٗ و سلامٌ

ترجمہ: اس لیے جو مر چکا ہے رحمت خداوندی کی بدلی اس کے وجود کو سیراب کرتی رہے اور ان کے لیے ہمیشہ دعاء وسلام قائم رہے۔

۳۔ و ابقی الذی قام الا لہ و زادہٗ لو اھب لا یفنی لھن دوام

ترجمہ: اور اللہ اس قائم مقام کو ہمیشہ باقی رکھے اور اس کے لیے نہ ختم ہونے والے عطیات ہمیشہ باقی رہیں۔

٤۔ و تحت لہ الامال و اتصلتُ بھا فوائد موصولٌ بھن تمام

ترجمہ: اور اس کی تمام آرزوئیں پوری ہوں اور اس کے پورے فوائد ملتے رہیں اور اس سے پورے فوائد ملتے رہیں۔

۵۔ ھو المکتفی باللّٰہِ یکفیہ کلما عناہ بر کن منہ لیس یرامٌ

ترجمہ: ایسا شخص المکتفی باللہ ہے اللہ اس کی کفایت کرے جب کبھی بھی اس پر کوئی اہم کام غیر متوقع طور پر آن پڑے۔

یہ قصیدہ سن کر خلیفہ نے اسے قیمتی انعام دیا' وہ اکثر اشعار گنگناتے رہتے جن میں اُن کے اپنے اشعار چند یہ ہیں:

۱۔ من لی باعلم اعلم ما القی فتعرف منی الصبابۃ و العشقا

ترجمہ: وہ کون ہے جسے میں یہ بتاؤں جو میں جھیل رہا ہوں کہ وہ میری محبت اور عشق کو پہچان سکے۔

۲۔ ما زال لی عبدًا و حبی لہٗ صیّرنی عبدًا لہ رقًّا

ترجمہ: وہ میرا ہمیشہ غلام رہا لیکن میری محبت اس سے ایسی باقی رہی جس نے مجھے اپنا خالص غلام بنا کر رکھا۔

۳۔ العتق من شأنی ولکنّنی من حبہ لا املک العتقا

ترجمہ: میری فطرت میں آزادی ہے لیکن میں اس کی محبت کی وجہ سے آزادی کا مالک نہ بن سکا۔[1]

اس کے نگینہ میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: علی المتوکل علی ربہ. ''میں علی ہوں اور اپنے رب پر توکل کرنے والا ہوں''۔ ان کے بیٹے یہ تھے محمد' جعفر' عبدالصمد' موسیٰ' عبداللہ' ہارون' فضل' عیسیٰ' عباس اور عبدالملک۔ ان ہی کی خلافت کے دوران انطاکیہ فتح ہوا۔ اس میں بہت زیادہ مسلمان قیدی موجود تھے۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اپنے بھائی

[1] یہ شعر مصری نسخہ میں زائد ہے۔

ابوالفضل جعفر ابن المعتضد کو تلاش کیا ان کو یقین ہو چکا تھا کہ وہ بلوغ کو پہنچ چکے ہیں۔ اس لیے گیارہویں تاریخ ماہ ذوالقعدہ روز جمعہ انہیں اور قاضیوں کو اپنے سامنے بلوایا اور انہیں ان کے بارے میں گواہ بنایا کہ میں نے اپنے بعد خلافت ان کے سپرد کر دی ہے اور ان کا لقب المقتدر باللہ رکھا ہے۔ اس کام کے تین دنوں کے بعد وفات پائی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہفتے کے دن بعد مغرب اور ایک قول میں ظہر اور عصر کے درمیان بارہویں ذوالقعدہ کو وفات ہوئی محمد بن عبداللہ بن طاہر کے گھر میں مدفون ہوئے۔ اس وقت تنتیس سال کی عمر تھی مدت خلافت چھ برس چھ ماہ انیس دن ہوئی' ذاتی مال میں سے چھ لاکھ دینار صدقہ دینے کی وصیت کی جسے اپنے بچپن سے جمع کرتے آئے تھے ان کی بیماری کنٹھ مالا یا خنازیر کی تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

المقتدر باللہ ابوالفضل جعفر بن المعتضد کی خلافت:

ان کے بھائی کی وفات کے بعد اسی سال یعنی ۲۹۵ھ چودھویں ذوالحجہ کو سحر کے وقت ان کی بیعت کی تجدید کی گئی۔ اس وقت ان کی عمر تیرہ برس ایک ماہ اکیس دن ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کبھی کوئی بھی کم عمری میں خلیفہ نہیں بنایا گیا تھا۔ مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد ہی چار رکعت نماز نفل پڑھی بآوازِ بلند استخارہ اور دعا مانگی اس کے بعد لوگوں نے عام بیعت کی اور تمام رجسٹروں اور اہم مقامات میں ان کا نام المقتدر باللہ لکھ دیا گیا۔ اس وقت خاص مال کے گھر میں ڈیڑھ کروڑ اور عام بیت المال میں چھ لاکھ دینار سے کچھ زائد تھے اور قیمتی جواہر کی آمدنیاں بنی بنو امیہ اور بنو عباس کے وقت سے جمع ہوتی چلی آ رہی تھیں جنہیں یہ اپنی محبوباؤں اور مصاحبوں میں خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ سب ختم کر ڈالے۔ یہ حال بچوں کا اور بے وقوف امراء کا ہوا کرتا ہے۔

اسی طرح رجسٹر میں وزیروں کی تعداد بھی بہت بڑھاتے رہے' جن میں ابوالحسن علی بن محمد بن الفرات بھی ہیں کہ انہیں ایک مرتبہ حاکم بنا کر بغیر کسی خاص وجہ کے معزول بھی کر دیا پھر سابق عہدہ پر بحال کیا پھر معزول کیا آخر میں قتل بھی کر دیا' ان تمام چیزوں کو ابن الجوزی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ان کے لیے بے شمار ملازمین شاہانہ رعب داب کے لوازمات اور دربان وغیرہ بھی بہ کثرت تھے۔ ویسے یہ فطرۃً بہت سخی اور ان میں عبادت گزاری کا مادہ بھی بہت تھا۔ چنانچہ بہت زیادہ نماز پڑھتے اور بہت زیادہ نفلی روزے بھی رکھتے تھے۔ اپنی حکومت کے پہلے عرفہ کے دن انہوں نے تیس ہزار بکریاں اور گائیں اور دو ہزار کے اونٹ لوگوں میں تقسیم کیے۔ بنی عباس کے ابتدائی دنوں میں جتنے رسوم' طور طریقے' وظیفے وغیرہ تھے سب بحال کر دیئے' قیدیوں میں سے جن کو چھوڑ ناممکن تھا ان سب کو چھوڑ دیا۔ اور اس کام کی ذمہ داری قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کو سپرد کر دی تھی۔ ان کے لیے کشادہ جگہوں میں بہت سی عمارتیں بنوائی گئیں تھیں جن کی نگہداشت کا ماہوار خرچ ایک ہزار دینار تھا' ان تمام کو منہدم کر کے ان جگہوں میں عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے سڑکوں کی توسیع کا حکم دیا' ان کے حالات زندگی میں مزید ان کے حالات آئیں گے۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال ان مشہور لوگوں کی وفات ہوئی:

ابواسحاق المزکی:

ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن سخنویہ بن عبداللہ ابواسحاق المزکی الحافظ الزاہد جو معرفت حدیث' معرفت رجال حدیث اور علل حدیث کے سلسلہ میں اپنے زمانہ میں پورے نیشاپور میں امام تھے۔ بڑے بڑے بہت سے مشائخ سے احادیث کی سماعت کی۔

امام احمدؒ کے پاس تشریف لے گئے اوران سے مذاکرات کیے۔ان کی مجلس بہت بارعب ہوا کرتی۔لوگ کہا کرتے تھے کہ مستجاب الدعوات تھے۔ان کی ملکیت میں صرف ان کا اپنا ایک گھر تھا جس میں رہتے اور ایک دوکان تھی جس سے ماہوار سترہ درہم کی آمدنی ہوتی۔اسی کو اپنے اُوپر اور اپنے بال بچوں پر خرچ کیا کرتے۔کسی سے کوئی چیز نہ لیتے۔ان کے لیے سرکہ میں ڈال کر گاجر پکائی جاتی اسی کو جاڑے کے موسم میں ہمیشہ کھایا کرتے۔ابوعلی الحسین بن علی الحافظ نے کہا ہے کہ میری آنکھوں نے ان جیسا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

ابوالحسین النوری:

جو صوفیاءِ کرام کے اماموں میں سے ایک تھے۔ان کا نام احمد بن محمد تھا۔کچھ لوگوں نے انہیں محمد بن محمد بھی کہا ہے مگر قول اوّل ہی زیادہ درست ہے۔یہ ابن البغوی سے مشہور تھے۔اصل میں خراسان کے باشندہ تھے۔سری سقطیؒ سے حدیث کی سماعت کی' اپنی قوم کے بڑے اماموں میں سے ایک ہو گئے۔ابواحمد المغازلؒ کا قول ہے کہ میں نے ابوالحسن النوری سے بڑھ کر کسی کو عبادت گزار نہیں پایا ہے۔ان سے پوچھا گیا کہ جنید بغدادی کو بھی نہیں؟ جواب دیا نہ جنید کو اور نہ کسی دوسرے کو۔کسی دوسرے کا بیان ہے کہ انہوں نے بیس برس اس طرح روزے رکھے کہ کسی کو یہاں تک کہ خود گھر والوں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکا۔مسجد میں چادر لپیٹے ہونے کی حالت میں ان کا انتقال ہوا جس کا علم لوگوں کو چار دن سے پہلے نہ ہو سکا۔

اسماعیل بن احمد بن سامان:

خُراسان کے بادشاہوں میں سے ایک تھے۔ان ہی نے عمرو بن اللیث الصفاری الخارجی کو قتل کیا تھا اور اس کی اطلاع المعتضد کو بھیجی۔تو انہیں خراسان کا حاکم بنا دیا۔پھر مکتفی باللہ نے ''ری'' ماوراء النہر اور ترک کا گورنر بنا دیا۔انہوں نے ان شہروں میں جہاد کیا اور ان پر زبردست حملہ کر کے انہیں مرعوب کر دیا' انہوں نے اہم شہروں میں مسافر خانے بنوائے تھے ان میں سے ہر مسافر خانہ میں ایک ہزار گھوڑ سوار ٹھہرنے کی گنجائش رکھی تھی۔ان کے اخراجات کے لیے ان کے نام بہت سی جائیدادیں وقف کر دی تھیں' ان کے پاس طاہر بن محمد بن عمرو بن اللیث نے بہت سے قیمتی ہدایا بھیجے ان میں تیرہ موتی ایسے تھے جن میں سے ہر

ایک کا وزن سات مثقال سے دس مثقال تک تھا' ان میں سے رنگ کے اعتبار سے کچھ تو سرخ اور کچھ نیلے تھے جن کی قیمت ایک ہزار دینار تھی انہوں نے ان موتیوں کو خلیفہ معتضد کے پاس پیش کرنے کے بارے میں سفارش کی تو انہوں نے ان کی یہ سفارش قبول کر لی۔ جب ان اسماعیل بن احمد کا انتقال ہوا اور امارت کی خلیفہ کو اس کی اطلاع پہنچی تو ابونواس کے اس شعر کے مطابق ان کے

لن یخلف الدهر مثلهم ابدا هیهات هیهات شانه عجب

ترجمہ: زمانہ کبھی بھی ان جیسے کو نہیں چھوڑتا ہے۔ ہائے افسوس! افسوس ان کی شان ہی ایک نرالی تھی۔

المعمری الحافظ:

یہی کتاب 'عمل الیوم واللیلہ' کے مصنف ہیں ان کا نام الحسن بن علی بن شبیب ابوعلی المعمری الحافظ ہے۔ انہوں نے سفر کر کے بہت سے شیوخ سے احادیث سنیں۔ اور بہت سے مشہور لوگوں سے ملاقات کی جن میں چند یہ ہیں: علی بن المدینی' یحییٰ بن معین' اور ان سے ابن سعد' النجاد الجلدی نے روایت کی ہے۔ یہ علم کے سمندر اور حدیث کے حفاظ میں سے تھے۔ بہت سچے' بہت زیادہ قابل اعتماد تھے۔ بڑھاپے میں اپنے دانتوں کو سونے کی تار سے بندھوا لیا تھا۔ کیونکہ یہ اسی سال کی عمر سے بھی تجاوز کر چکے تھے۔ (ابتداءً[1] اپنی کنیت ابوالقاسم پھر ابوعلی رکھی تھی اور برنی کے محل اور اس کے حکام کا انہیں قاضی مقرر کیا گیا تھا) اُن کی والدہ ام الحسن ہیں جو بنت ابی سفیان تھیں اور یہ معمر بن راشد کے شاگرد تھے اس مناسبت سے انہیں معمری کہا جانے لگا۔ ابن معمریؒ نے دن اور رات کے بیان میں ایک بہترین کتاب تصنیف کی ہے محرم کی انیسویں تاریخ جمعہ کی رات کو وفات پائی ہے۔

عبداللہ بن الحسن:

بن احمد بن ابی شعیب۔ ابوشعیب کا نام عبداللہ بن مسلم ابوشعیب الاموی الحرانی ہے۔ بڑے ادیب اور محدث ابن محدث ہیں۔ ان کی ولادت ۲۰۶ھ میں ہوئی۔ اپنے والد' دادا عفان بن مسلم اور ابوخیثمہ سے احادیث کی سماعت کی ہے۔ روایت میں بہت ہی سچے قابل اعتماد اور بڑے امین تھے۔ اسی سال ذوالحجہ میں وفات پائی۔

علی بن احمد المکتفی باللہ:

ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

ابوجعفر الترمذی:

محمد بن محمد بن نصر ابوجعفر الترمذی الفقیہ الشافعیؒ بڑے عالم اور زاہد تھے۔ دارقطنی نے ان کی توثیق اور تائید کی ہے۔ بڑے امین اور عابد تھے۔ قاضی احمد بن کامل نے کہا ہے کہ عراق میں شافعیؒ کے شاگردوں میں ان سے بڑھ کر نامور اور پرہیزگار کوئی نہ تھا۔ بہت ہی کم خوراک اور فقر پرہیزگاری اور صبر کے اندر کے بڑے مرتبہ کے تھے۔ ہر مہینہ میں یہ چار درہم خرچ کرتے اور کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے۔ آخری عمر میں ان پر بدحواسی طاری ہوگئی تھی۔ ماہ محرم میں وفات پائی۔

---

[1] یہ عبارت مصری نسخہ میں زائد ہے۔

واقعات ــــ ۲۹۶ھ

اس سال ماہ ربیع الاوّل میں تمام ایران‘ لشکر اور امراء سب مقتدر کو خلافت سے برخواست کرنے اور عبداللہ بن المعتز کو مسند خلافت پر لانے میں متفق ہو گئے تو انہوں نے خون خرابہ سے بچنے کے خیال سے لوگوں کی بات مان لی۔ایک مرتبہ یہ جب کوئی لاٹھی کا کھیل کھیلنے کے لیے نکلے تو حسن بن حمدان بھی ان کو دھوکہ سے ختم کر دینے کے لیے نکلا۔اتنے میں مقتدر نے کچھ شور و غوغا سنا تو فوراً دارالخلافہ کی طرف جا کر لشکر کے ساتھ اس کا دروازہ بند کر لیا۔ادھر تمام امراء‘ سربرآوردہ حضرات اور قاضیان وقت سب مخرمی کے گھر میں اکٹھے ہو گئے۔عبداللہ بن المعتز کے نام پر بیعت کر لی۔انہوں نے خلقت کے لیے ایک خطبہ بھی دیا اور اپنا لقب المرتضی باللہ رکھا۔صولی نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس کا لقب المنصف باللہ رکھا انہوں نے ابوعبداللہ محمد بن داؤد کو اپنا وزیر بنا لیا۔اور مقتدر کو دارالخلافہ سے ابن طاہر کے گھر کی طرف منتقل ہو جانے کا حکم دیا تو یہ بات بھی اس نے ہنسی خوشی مان لی۔ ادھر دوسرے دن الحسن بن حمدان جب دارالخلافہ پر قبضہ کرنے کے لیے وہاں گیا تو مقتدر کے ملازمین اور وہاں کے موجودہ تمام لوگوں نے اس سے زبردست مقاتلہ شروع کر دیا اور اسے وہاں داخل نہ ہونے دیا اور شکست دے کر اسے نکال باہر کیا۔اس طرح وہاں سے نکلنے اور اپنے لوگوں اور اپنے سامان کو باہر لانے میں بھی اسے بہت دقت ہوئی پھر وہ عجلت کے ساتھ موصل چلا گیا۔اس طرح ابن المعتز اور اس کی جماعت کا سارا نظام‘ درہم برہم ہو گیا۔اس کے بعد المعتز نے ارادہ کیا کہ اب وہ سامرا چلا جائے مگر اس کے ماننے والے امراء میں کسی نے بھی اس کی بات نہ مانی۔مجبوراً ابن الجصاص کے گھر میں داخل ہو کر اس سے پناہ چاہی تو اس نے پناہ دے دی۔اس ہنگامہ آرائی کی بناء پر شہر کے اندر لوٹ مار کا زور ہو گیا اور باشندوں میں انتشار پیدا ہو گیا اس بناء پر مقتدر نے ابن المعتز کے آدمیوں کو پکڑنے کے لیے اپنے فوجی بھیجے بالآخر وہ پکڑا گیا اور اس کے اکثر ساتھی قتل کر دیئے گئے۔اور ابن الفرات کو دوبارہ وزارت کا عہدہ سونپا گیا۔مقتدر کی بیعت بھی دوبارہ لی گئی بعد میں ابن الجصاص کے گھر بھی کچھ لوگوں کو بھیج کر اس پر قبضہ کیا اور ابن المعتز اور ابن الجصاص دونوں حاضر کیے گئے تو ابن الجصاص نے فوراً تقریباً ایک کروڑ ساٹھ لاکھ درہم دے کر اپنی جان چھڑائی لیکن ابن المعتز گرفتار ہی رہا ربیع الآخر کی دوسری تاریخ لوگوں کو اچانک اس کی موت کا علم ہوا تو اس کی لاش نکلوا کر اس کے لوگوں کے سپرد کر دی گئی ان لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔اس کے بعد مقتدر نے ان تمام لوگوں کو جنہوں نے معتز کا اس فتنہ میں ساتھ دیا سب کو معاف کر دیا۔تاکہ لوگوں کی نیتیں خراب نہ ہوں۔ابن الجوزی نے کہا ہے کہ کسی خلیفہ کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوا کہ وہ عہدہ سے کنارہ کشی اختیار کر لینے کے بعد دوبارہ برسراقتدار آ گیا ہو سوائے اس مقتدر اور امین کے۔چھبیسویں ربیع الاوّل ہفتہ کے دن بغداد میں زبردست ژالہ باری ہوئی یہاں تک کہ گھروں کی چھتوں پر چار چار انگلی اولے جمع ہو گئے تھے۔بغداد کے لیے یہ واقعہ انتہائی نادر رہا‘ وقت سے بارش نہ ہونے کی وجہ سے ان کی قحط سالی اس وقت تک

دور نہ ہوئی جب تک کہ وہاں کے باشندے نماز استسقاء کے لیے نہ نکلے۔

اس سال ماہ شعبان میں یونس خادم کو خلعت دے کر طرسوس کی طرف روانہ کیا تا کہ وہاں پہنچ کر رومیوں سے جہاد کریں اسی سال مقتدر نے عام حکم دیا کہ یہود و نصاریٰ میں سے کسی کا بھی تمام ملازمین کے رجسٹر میں نہ لکھا جائے اور سبھوں کو اپنے گھروں میں اپنے سروں پر خاص رومال باندھنے اور دونوں مونڈھوں کے درمیان خاص قسم کے ٹکڑے لگانے کا حکم دیا تا کہ وہ آسانی سے پہچانے جاسکیں' جہاں کہیں رہیں معمولی طور پر رہیں۔

اس سال فضل بن عبدالملک الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔ حج کے لیے جانے والوں میں سے بہت سے پانی کی کمی کی شکایت کی بناء پر راستہ سے ہی واپس لوٹ آئے۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ حضرات ہیں:

احمد بن محمد بن زکریا:

بن ابی عتاب ابوبکر البغدادی الحافظ جواخومیمون کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ نصر بن علی الجہضمی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے اوران سے طبرانی نے روایت کی ہے یہ روایت حدیث سے بہت بچنے کی کوشش کرتے تھے البتہ مذاکرہ کے وقت ان سے احادیث کا سننا ممکن ہو جاتا تھا۔ ماہِ شوال میں وفات پائی۔

ابوبکر بن الاثرم:

احمد بن محمد ہانی الطائی الاثرم' امام احمد کے شاگرد تھے۔ عفان' ابوالولید قعنبی اور ابونعیم کے علاوہ اور دوسرے لوگوں سے بھی حدیث کی سماعت کی ہے۔ یہ حافظ حدیث روایت میں صادق اور بہت جلد یاد کر لینے والے تھے۔ ابن معین ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ ان کے والدین میں سے کوئی ایک جنی ہوں گے کیونکہ یہ بہت جلد سمجھ لیتے اور یاد کرلیا کرتے تھے۔ علل اور ناسخ ومنسوخ میں ان کی بہت سی کتابیں تصنیف کی ہوئی ہیں' ویسے یہ تمام علوم میں سمندر تھے۔

خلف بن عمرو:

بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ ابن محمد العکبری' احادیث کی سماعت کی تھی بہت پر مذاق تھے ان کے پاس تیس انگوٹھیاں اور تیس ایسے ڈنڈے تھے جن میں نیچے کی جانب پھل لگے ہوئے تھے۔ ہر مہینہ میں ایک ایک تاریخ ایک انگوٹھی پہنتے اور ایک ڈنڈا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اس طرح ایک مہینہ ختم ہو جانے کے بعد دوسرے مہینے میں پھر اس طرح شروع کرتے ان کا ایک کوڑا ہمیشہ گھر میں ایک جگہ لٹکا رہتا تھا جب ان سے اس بات کی وجہ پوچھی گئی تو کہا' تا کہ لڑکے ڈرتے رہیں۔

المعتز شاعر کا لڑکا اور خلیفہ:

عبداللہ بن المعتز باللہ محمد بن المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ محمد بن الرشید ان کی کنیت ابوالعباس الہاشمی العباسی تھی فی

البدیہہ شاعر فصیح و بلیغ اور صاحب الرائے تھے۔ بڑے بہادر لوگوں کو اچھے کاموں کی طرف لے جانے والے اور برائیوں سے انہیں دور رکھنے والے تھے۔ انہوں نے احادیث المبرد اور ثعلب سے سنی تھیں۔ ان سے عمدہ اور آداب کی بہت سی باتیں منقول ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں زندوں کی سانسیں گناہوں کا سبب ہیں۔ دنیا والے سواری ہیں ان کے سوتے ہوئے حالت میں ان پر سفر کیا جاتا ہے' اکثر نیند بیداری جاتی ہے ہوتی نہیں ہے' اکثر پانی پینے والے کو اس کی سیرابی سے پہلے ہی اچھولگ جاتا (سڑک جاتا) ہے جو اپنی ضروری آمدنی سے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے وہ بہت دولت مند ہو جانے سے بھی مستغنی نہیں ہو سکتا ہے' مال سے تعلق رکھنے والوں کی جس قدر عظمت بڑھے گی اس مال سے اس کی مصیبت اور بھی زیادہ ہو گی۔ جس شخص کو لالچ سفر پر لے جائیگی اس کی یہ خواہش اسے بیمار کرے گی۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ اسے کمزور کرے گی۔ انسان کے اندر لالچ کا مادہ اسے کم مرتبہ بناتا ہے لیکن اصل حصہ میں کچھ بھی زیادہ نہیں کرتا۔ انسان میں سب سے زیادہ بدبخت انسان وہ ہے جو بادشاہ سے سب سے زیادہ قریب ہو' جیسا کہ آگ کے بہت قریب کی چیز جلنے کے بہت قریب ہوتی ہے۔ جو شخص بادشاہ کے شریک ہوتا ہے اس کی دنیاوی عزت پانے میں اور آخرت کی ذلت پانے میں بھی اس کا ویسے ہی شریک ہوتا ہے حاسد کو برا سمجھنے کے لیے اتنی بات تمہیں کافی ہوگی کہ تمہاری خوشی کے وقت اسے غم ہوگا فرصت اور موقع جلد ختم ہو جانے والی اور دیر سے آنے والی روشنی ہے۔ رازوں کے محافظ جب زیادہ ہو جاتے ہیں گوشہ نشینی تمہیں حاکموں کی گمراہی سے بچاتی ہے۔ خزع فزع کرنا صبر کے مقابلہ میں زیادہ تکلیف دہ ہے۔ عفو درگزر کے چہرے پر جھڑکی کی چھینٹیں نہ مارو۔ میت کا ترکہ ورثہ کی عزت کا سبب ہے لیکن خود اس کے لیے ذلت کا سبب ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی ان کے کلام اور حکمتیں ہیں۔ ان کے اشعار میں سے معنی کے مناسب چند یہ ہیں:

۱۔ بادر الی مالك ورثه ما المرء فی الدنیا بلبّاث

ترجمہ: اپنے مال کے پاس جلدی پہنچو اور اسے استعمال کر کے بوسیدہ کر دو کہ انسان کو دنیا میں ثبات نہیں ہے۔

۲۔ کم جامع یخنق اکیاسه قد صار فی میزان میراث

ترجمہ: اور بہت سے لوگ عقلمندوں کو جمع کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ بالآخر وہ عقلمند ہی اس کا گلا گھونٹ دیتے ہیں اور وہ خود میراث کے ترازو میں پہنچ جاتے ہیں۔

۳۔ یا ذوا الغنی والسطوة القاهره والدولة الناهیة الأمرة

ترجمہ: اے دولت اور زبردست دبدبہ والے! اور نہیں اور ہاں کے احکام جاری کرنے والے۔

٤۔ ویا شیاطین بنی ادم ویا عبید الشهوة الفاجرة

ترجمہ: اور اے انسانوں کے شیطانو! اور اے بے ہودہ خواہشات کے غلامو!

۵۔ انتظروا الدنیا و قد ادبرت وعن قلیل تلد الا اخرة

ترجمہ: دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو کہ اس نے پیٹھ پھیر لی ہے اور عنقریب آخرت کو لے آئے گی۔

اور یہ بھی اشعار ہیں:

۶۔ ابک یا نفس و ہاتی ۔۔۔ توبۃ قبل الممات

ترجمہ: اے نفس رو لے اور توبہ کر لے موت آنے سے پہلے۔

۷۔ قبل ان یفجعنا الدھر ۔۔۔ ببین و شتات

ترجمہ: اس سے پہلے کہ زمانہ ہم میں اچانک جدائیگی اور پراگندگی کو ہمارے سامنے لے آئے۔

۸۔ لا تخونینی اذا مت ۔۔۔ و قامت بی نعاتی

ترجمہ: اس وقت تو میرے ساتھ خیانت نہ کرنا جب کہ میں مرنے لگوں اور لوگ مجھ پر رونا شروع کر دیں۔

۹۔ انما الوفی لعھدی ۔۔۔ من وفی بعد وفاتی

ترجمہ: مجھ سے وعدہ وفا کرنے والا تو صرف وہی شخص ہے جو میری وفات کے بعد بھی مجھ سے وفا کرے۔

صولی نے کہا ہے کہ ابن المعتز نے اپنے والد خلیفہ کی زندگی میں ایک باندی کو دیکھا تو وہ پسند آ گئی اور بالآخر اسی کی محبت میں بیمار ہو گیا' اس کی بیماری کی حالت میں اس کے والد اس کی عیادت کو اس کے پاس گئے اور پوچھا کہ تم ابھی کیا محسوس کر رہے ہو تو اس نے یہ اشعار کہے: ؎

۱۔ ایھا العاذلون لا تعذلونی ۔۔۔ و انظروا احسن وجھھا تعذرونی

ترجمہ: اے میرے ملامت کرنے والو! مجھے ملامت نہ کرو۔ اور ان کے چہرہ کی خوبصورتی دیکھ کر مجھے معذور سمجھو۔

۲۔ و انظروا ھل ترون احسن منھا ۔۔۔ ان رأیتم شبیھھا فاعذلونی

ترجمہ: اور دیکھو کیا اس سے بڑھ کر تم کسی کو حسین پاتے ہو اگر تم اس جیسا حسین پا لو تو تم مجھے ملامت کر سکتے ہو۔

یہ سن کر خلیفہ نے حقیقت حال دریافت کی تو باندی کی خبر اسے پہنچائی گئی' اس نے اس باندی کو اس کے مالک سے سات ہزار دینار سے خرید کر اپنے لڑکے کے پاس بھیج دیا۔

اس سے پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ ماہ ربیع الاوّل میں تمام اُمراء اور قاضیوں نے مقتدر کو خلافت سے معزول کر کے اسی عبداللہ بن المعتز کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کر لیا تھا اور اسے المرتضی اور المنتصف باللہ کا لقب بھی دے دیا گیا تھا لیکن ایک دن یا اس سے بھی کم ہی وقت اس کی خلافت باقی رہ سکی۔ اس کے بعد مقتدر اس پر غالب آ گیا اور ان میں سے اکثر لوگوں کو قتل کر دیا جو مخالف ہو کر ابن المعتز کے ہمنوا ہو گئے تھے۔ اور یہ ابن المعتز اس کے پاس گھر میں مقید کر دیا گیا پھر یونس خادم کو اس پر مسلط کر دیا چنانچہ اس نے ربیع الآخر کی دوسری تاریخ کو اسے قتل کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی کے آخری دن بیماری کی حالت میں یہ اشعار کہے ہیں:

۱۔ یا نفس صبرًا لعلّ الخیر عقابكِ ۔۔۔ خانتك من بعد طول الا من دنیاك

ترجمہ: اے نفس صبر کر شاید تیری عاقبت بہتر ہو تیری دنیا نے بہت دنوں تک تیرا ساتھ دے کر تجھ سے خیانت کی ہے۔

۲۔ مرّت بنا سحرًا طیر فقلت لھا ۔۔۔ طوباكِ یا لیتنی ایاكِ طوباكِ

ترجمہ: صبح کے وقت ایک پرندہ میرے پاس سے اڑ کر جانے لگا تو میں نے اس سے کہا تیرے لیے بڑی مبارک بادی ہے کاش مجھے بھی آزادی میسر ہوتی' تجھے ہی طوبیٰ مبارک ہو۔

۳۔ ان کان قصدك شرقًا فالسلام علی ۔۔۔ شاطیٔ الصراط ابعی ان کان سراكِ

ترجمہ: اگر تیرا سفر مشرق کی جانب کا ہوا تو میری طرف سے سلام پہنچا دے صراۃ کے کنارے والوں کو بشرطیکہ وہی تیرا منتہائے سفر ہو۔

٤۔ عن موثق بالحنایا لا فکاك لہٗ ۔۔۔ یبکی الدماء علی الف لہٗ باكِ

ترجمہ: جو شخص موت پر بھروسہ کرنے والا ہو خدا کرے اسے اس سے چھٹکارہ نہ ملے اس سے محبت کرنے والا خون کے آنسو روئے گا۔

۵۔ فربّ امنۃ جاءت منیتھا ۔۔۔ و رب مفلتہ من بین اشراكِ

ترجمہ: کیونکہ بہت سے مطمئن حضرات ایسے ہیں کہ ان پر موت آ چکی ہے اور بہت سے جال میں پھنسے ہوئے رہا ہو چکے ہیں۔

٦۔ اظنہ اخر الایام من عمری ۔۔۔ و اوشك الیوم ان یبکی لی الباکی

ترجمہ: میں آج کے دن کو اپنی زندگی کا آخری دن سمجھ رہا ہوں اور شاید ہی مجھ پر کوئی رونے والا روئے۔

۷۔ فقل للشامتین بنا رویدا ۔۔۔ امامکم المصائب والخطوب

ترجمہ: مجھ پر خوش ہونے والے دشمنوں کو تم کہہ دو' ذرا ٹھہرو کہ تمہارے سامنے بھی مصائب اور آفات ہیں۔

۸۔ ھو الدّھر لا بُدَّ من ان ۔۔۔ یکون الیکم منہ ذنوب

ترجمہ: وہی زمانہ ہے' ضروری ہے کہ اس کی طرف سے تمہارے پاس بھی مصائب آئیں۔

اس کے بعد دوسری ربیع الآخر کو ان کے قتل کیے جانے کا لوگوں کو علم ہو گیا۔ ابن خلکان نے ان کی بہت سی تصنیفات کا ذکر کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں' طبقات الشعراء کتاب اشعار الملوک' کتاب الآداب' کتاب البدیع' کتاب فی الخفاء' وغیرہ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ امراء کی ایک جماعت نے مقتدر کو خلافت سے کنارہ کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جو صرف ایک دن اور ایک رات باقی رہی پھر ان میں انتشار پیدا ہو گیا تو ابن الجصاص الجوہری کے گھر میں پناہ لی اور جب اس کا پتہ چل گیا تو اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا لیکن ابن الجصاص نے دو ہزار دینار دے کر اور چھ لاکھ دینار کا وعدہ کر کے جان بچائی۔

یہ ابن المعتز گندم گونی رنگ اور گول چہرہ کا تھا سیاہ خضاب لگایا کرتا تھا' پچاس سال کی زندگی پائی۔ ان باتوں کے علاوہ اور بھی ان کے کلام اور اشعار کا ذکر کیا ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

محمد بن الحسین:

بن حبیب' ابوحصین الوداعی القاضی۔

ان کی ایک سند ہے' کوفہ کے باشندوں میں سے ہیں' بغداد آئے اور وہاں احمد بن یونس الیربوعی' یحییٰ بن عبدالحمید' جندل بن والق سے حدیث کی سماعت کی اور ان سے ابن صاعد' النجاد اور المحاملی نے روایت کی ہے۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ تھے' کوفہ میں وفات پائی۔

محمد بن داؤد بن الجراح:

ابوعبداللہ الکاتب وزیر علی بن عیسیٰ کے چچا تھے۔ اخبار اور ایام الخلفاء کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ اس سلسلہ میں ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ عمر بن شیبہ وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے ان کی وفات اس سال ماہِ ربیع الاوّل ترپن برس کی عمر میں ہوئی۔

واقعات ـــــ ۲۹۷ھ

اس سال قاسم بن سیما نے الصائفہ سے جہاد کیا اور یونس خادم نے ان مسلمان قیدیوں کو جو رومیوں کے قبضہ میں تھے فدیہ دے کر چھڑایا۔ ابن جوزی نے ثابت بن سنان سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے بغداد میں مقتدر کے دورِ حکومت میں ایک ایسی عورت کو دیکھا ہے جس کے نہ دونوں ہتھیلیاں تھیں اور نہ دونوں بازو تھے' بلکہ اس کی دونوں ہتھیلیاں اس کے دونوں مونڈھوں سے ملے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ ان دونوں سے کسی قسم کا کوئی کام نہیں کر سکتی تھی لیکن اپنے دونوں پیروں سے وہ تمام کام جو عموماً عورتیں کیا کرتی ہیں مثلاً سوت کاتنا' تاگہ بٹنا' کنگھی کرنا وغیرہ وہ سب کر لیتی تھی۔

اس سال بغداد میں بالکل بارش نہ ہوئی جس کی وجہ سے وہاں مہنگائی بہت بڑھ گئی تھی اور روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ اس سال مکہ معظمہ میں اتنا زبردست سیلاب آیا تھا کہ اس سے خانہ کعبہ کے ستون بھی ڈوب گئے' چاہِ زمزم بھر کر اُبل پڑا اس سے پہلے کبھی ایسا دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ فاضل ہاشمی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں۔

محمد بن داؤد بن علی:

ابوبکر الفقیہ' ظاہری کے بیٹے' زبردست نامور عالم تھے۔ ادیب' شاعر' فقیہ ماہر بھی تھے۔ ان کی مصنفہ ایک کتاب زہرہ ہے۔ اپنے والد کا پیشہ اختیار کیا اور ان کے ہی مذہب اور مسلک کی اتباع کی اور جو طور طریقے انہوں نے اپنائے تھے وہ سب انہوں نے بھی اپنا کر ان کی رضا مندی حاصل کر لی تھی۔ اسی طرح ان کے والد بھی انہیں بہت محبت کرتے اور اپنے قریب ہی ہر

وقت ساتھ رکھتے رویم بن محمد نے کہا ہے کہ ہم لوگ ایک دن ان کے والد داؤد کے پاس موجود تھے کہ ان کے ہی لڑکے ان کے پاس روتے آئے تو انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ جواب دیا کہ کچھ لڑکوں نے میرا لقب عصفور الشوک (کانٹوں کی چڑیا) رکھ دیا ہے۔ یہ سن کر ان کے والد ہنس پڑے۔ ان کی ہنسی سے اس بچہ کا غصہ اور بھی بھڑک اٹھا اور کہنے لگے مجھے ان کے مقابلہ میں آپ سے زیادہ دکھ ہوا ہے۔ یہ سن کر ان کے والد نے انہیں اپنے سینے سے چمٹا لیا اور کہا لا الٰہ الا اللہ اس قسم کے القاب اللہ کے عطیات ہوتے ہیں جو آسمانوں سے نازل کیے جاتے ہیں' اے میرے پیارے بچے تم فی الواقع عصفور الشوک (کانٹوں میں رہنے والی چڑیا) ہی ہو۔

ان کے والد کے انتقال کے بعد ان کی مسند پر انہیں بٹھایا گیا تو کچھ لوگوں نے انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھا' کسی نے ایک دن ان سے یہ دریافت کیا کہ نشہ کی حد کیا ہے' جواب دیا جب کہ اس کی وجہ سے سمجھ کی صلاحیت ختم ہو جائے اور راز بستہ ظاہر ہو جائے' اس جواب کو تمام حاضرین نے بہت پسند کیا اور اس کی وجہ سے ان میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ یہ ایک بچہ کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے' جس کا نام محمد بن جامع یا محمد بن زخرف تھا' لیکن اس کی محبت میں اپنی پاکدامنی اور اپنے دین کو بالکل بچا کر رکھا۔ ساری زندگی میں یہی کیفیت رہی بالآخر اسی حالت میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں کہ وہ اس حدیث کی فضیلت میں داخل رہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً بھی منقول ہے کہ ''تم سے کوئی کسی کے عشق میں مبتلا ہو جائے اور پاکدامن باقی رہتے ہوئے مر جائے تو وہ شہید ہو کر مرے گا''۔ ان کے متعلق منقول ہے کہ وہ پاکدامنی کی شرط کے ساتھ عشق کرنے کو مباح سمجھتے تھے۔ ان کے رازِ سربستہ کو یوں بیان کیا ہے کہ یہ اپنے بچپن ہی سے عشق کیا کرتے تھے اور اپنے بچپن میں اسی وجہ سے کتاب الزہرہ کی تصنیف بھی کی ہے۔ ان کے والد نے اس میں جن جگہوں میں نشان لگا رکھا تھا اس کا رد کیا۔

یہ اکثر قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کی موجودگی میں ابو العباس بن شریح سے مناظرہ کیا کرتے تھے' یہ مناظرہ اور انداز بیان حاضرین کو بہت بھاتا تھا۔ ایک دن دورانِ مناظرہ ابن شریح نے ان سے کہہ دیا' تم اپنی کتاب الزہرہ کی وجہ سے حیثیت سے زیادہ مشہور ہو گئے ہو' جواب دیا: آپ مجھے کتاب الزہرہ کی وجہ سے عار دلاتے ہیں' آپ تو اس کے پڑھنے کی خرابیوں کی اصلاح بھی نہیں کر سکتے' ہم نے تو یہ کتاب ہنسی مذاق میں لکھ دی ہے۔ اب آپ سنجیدگی کے ساتھ اس سے بہتر کتاب لکھ کر دکھا دیں۔

قاضی ابو عمر نے کہا ہے کہ ایک دن میں اور ابو بکر بن داؤد ایک ساتھ سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ایک لونڈی ان کے ان اشعار کو گا رہی تھی:

۱۔ اشکو الیك فؤادًا انت ملتفه شکوی علیل الی الف یعلبه

ترجمہ: میں تمہارے پاس اپنے اس دل کی شکایت لے کر آیا ہوں جسے تم نے ضائع کر دیا ہے اس بیمار کی مانند شکایت جو اپنے

اس محبوب [illegible] کرتا ہوں جس نے اسے بیمار کر دیا ہے۔

۲. سقمی تزید علی الایام کثرته   و انت فی عظم ما القی تقلله

ترجمہ: میری بیماری دن گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی جارہی ہے اور تم اس بڑی بیماری کو جس کو میں جھیل رہا ہوں معمولی سمجھ رہے ہو۔

۳. اللّٰه حرم قتلی فی الهوی اسفا   و انت یا قاتلی ظلمًا تحلّله

ترجمہ: اللہ نے تو عشق کے غم میں میرے قتل کو حرام کیا ہے' مگر اے مجھے ظلماً قتل کرنے والے تم اسے حلال سمجھ رہے ہو۔

ابوبکر نے یہ اشعار سن کر دریافت کیا کہ آخر اس کے لوٹانے کی کیا صورت ہے تو میں نے جواب دیا کہ اونٹ سوار مسافر حضرات تو اسے دُور لے بھاگے۔

ان محمد بن داؤد کی وفات اس سال ماہِ رمضان میں ہوئی' ابن شریح نے ان کی تعزیت کرتے ہوئے یہ جملہ استعمال کیا' میں صرف اس مٹی کی تعریف کرتا ہوں جو محمد بن داؤد کی زبان کھا گئی ہے۔ رحمہ اللہ

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ:

ابوجعفر جنہوں نے یحییٰ بن معین اور علی بن المدینی اور ان کے علاوہ دوسروں سے روایت حدیث کی ہے۔ اور ان سے ابن صاعد خلدی اور باغندی وغیرہم نے روایت کی ہے۔

ان کی ایک کتاب فن تاریخ میں ہے اس کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں۔

صالح بن محمد جزرہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔ لیکن عبداللہ بن الامام احمد نے ان کی تکذیب کی ہے اور کہا ہے کہ یہ بالکل صاف صاف جھوٹے ہیں۔ اور اس شخص پر تعجب ہے جو اس سے روایت کرتا ہے۔ اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

محمد بن طاہر بن عبداللہ بن الحسن:

بن مصعب بیت الامارۃ والحشمت سے تعلق رکھتے تھے' ایک عرصہ تک عراق پھر خراسان کے بھی نائب حاکم رہے' لیکن ۲۸۰ھ میں یعقوب بن اللیث ان پر غالب آ گئے اور انہیں مقید کر لیا۔ مسلسل چار برس تک ان کے ساتھ ہی سارے علاقوں میں چکر لگاتے رہے۔ پھر کسی موقع سے ان سے رہائی حاصل کر لی اور اپنی جان بچالی۔ اس کے بعد اس سال وفات پانے تک بغداد میں مقیم رہے۔

موسیٰ بن اسحاق:

بن موسیٰ بن عبداللہ ابوبکر الانصاری الخطمی ۲۱۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ اپنے والد احمد بن حنبل' علی بن الجعد وغیرہم سے احادیث کی سماعت کی ہے۔ اور ان سے ان کی جوانی کی عمر میں ہی بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ لوگوں نے ان سے

قرآن کریم بھی پڑھا ہے۔ مذہب امام شافعیؒ کی طرف منسوب ہوتے تھے۔ اہواز کے قاری رہے۔ ثقہ' فاضل' بڑے پاک دامن فصیح اللسان اور بہت زیادہ احادیث بیان کرنے والے تھے اس سال ماہ محرم میں وفات پائی ہے۔

یوسف بن یعقوب:

بن اسماعیل بن حماد بن زید' قاضی ابوعمر کے والد تھے' ان ہی نے حلاج کے قتل کا حکم دیا ہے۔ یہ یوسف بڑے علماء اور سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ ۲۰۸ھ میں ان کی ولادت ہوئی۔ سلیمان بن حرب عمرو بن المرزوق ہدبہ' مسدد جیسے محدثین سے احادیث کی سماعت کی ثقہ تھے۔ بصرہ واسط اور بغداد کے شرقی حصہ کے قاضی' بڑے پاکدامن اور برائیوں سے بہت زیادہ محتاط تھے۔ ایک دن معتضد کا کوئی خاص خادم ان کے پاس کوئی مقدمہ لے کر آیا' اور اپنے فریق سے برتر ہو کر قاضی کی مجلس میں بیٹھنے لگا تو قاضی کے دربان نے اسے اس کے فریق کے برابر ہو کر بیٹھنے کا حکم دیا۔ لیکن اس نے حنبط سے خاص تعلق کی بناء پر اس کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کر دیا تو قاضی نے اسے زوردار انداز سے ڈانٹا اور کہا کہ غلاموں کے کاروبار کرنے والے کسی دلال کو بلا کر لاؤ تا کہ اس غلام کو اس کے پاس بھیج دوں اور اس کی قیمت معتضد کو بھیج دوں' لیکن قاضی کے دربان نے بزور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے فریق کے پاس بٹھا دیا' مقدمہ کا فیصلہ ہو جانے کے بعد یہ غلام جب معتضد کے پاس واپس آیا تو اس کے سامنے بہت رونے لگا۔ معتضد نے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے واقعہ بیان کر کے یہ بھی کہہ دیا کہ قاضی نے مجھے بیچ ڈالنے کی بھی دھمکی دی تھی۔ خلیفہ نے یہ سن کر کہا اگر وہ واقعتہً تجھے فروخت کر ڈالتے تو میں اس فروخت کرنے کو جائز قرار دیتا اور پھر کبھی بھی تجھے اپنے پاس واپس نہ لوٹاتا۔ کیونکہ میرے نزدیک تمہاری اتنی خصوصیت نہیں ہے کہ شریعت کے مرتبہ کو گھٹا دو۔ کیونکہ وہ قاضی بادشاہ کی حکومت کا ستون اور مذاہب کا محافظ ہے۔ ان کی وفات اس سال ماہِ رمضان میں ہوئی۔

واقعات ـــــ ۲۹۸ھ

اس سال قاسم بن سیمار رومی شہروں سے واپس آ کر جب بغداد پہنچا تو اس کے ساتھ بہت سے قیدی اور کفار تھے جن کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے جن پر سونے کے صلیب بنے ہوئے تھے اور قیدیوں کی ایک مخلوق تھی۔

اس سال نائب خراسان احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے بہت سے ہدایا بھیجے جن میں ایک سو بیس غلام تھے جو لڑائی کے خاص ہتھیار دوسرے ہتھیاروں کے علاوہ اپنے ضروری سامان کے ساتھ تھے۔ پچاس باز' پچاس اونٹ جو کپڑوں کے گٹھڑ اور پچاس رطل مشک وغیرہ سے لدے ہوئے تھے۔

اسی سال قاضی عبداللہ بن علی بن محمد بن عبدالملک بن الشوارب پر فالج کا حملہ ہوا۔ اس لیے ان کی جگہ پر مشرقی کنارے اور بلخ پر ان کے بیٹے محمد کو قاضی مقرر کر دیا گیا۔ اس سال ماہِ شعبان میں ایسے دو اشخاص گرفتار کر کے لائے گئے کہ ان میں سے ایک کا نام ابو کبیرہ تھا اور دوسرا اسمری سے مشہور تھا۔ لوگوں نے یہ بتایا کہ دونوں اس شخص کو ماننے والوں میں سے ہیں جو اپنے لیے الوہیت کا دعویٰ کرتا ہے' اور اس کا نام محمد بن بشر ہے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال رومیوں نے لاذقیہ کا رُخ کیا ہے۔ اور یہ بھی روایات میں موجود ہے کہ اس سال موصل شہر کی طرف سے ایک زرد ہوا چلی تھی جس کی گرمی سے بے شمار انسان مر گئے تھے۔ اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں۔

ابن الراوندی:

جو مشہور بد دینوں میں سے ایک ہے' اس کا باپ یہودی تھا مگر اپنا مذہب اسلام ظاہر کرتا تھا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اسی نے توریت میں تحریف کی تھی جیسا کہ اس کے بیٹے نے ایک قرآن کو دوسرے قرآن سے مختلف کر دیا اور تحریف کر دی۔ اور اس نے قرآن کی رد میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام الدامغ رکھا ہے۔ اور ایک کتاب شریعت کے رد میں لکھی اس پر اعتراض کیا جس کا نام الزمرد رکھا ہے اور ایک کتاب اور بھی اس مقصد میں لکھی ہے جسے التاج کہا جاتا ہے۔ اس کی لکھی ہوئی کتاب الفرید اور ایک کتاب امامۃ المفضول (مفضول کی امامت فاضل کے اوپر) بھی ہے۔ ان کتابوں کے رد میں یہ حضرات کمربستہ ہوئے۔ الشیخ ابوعلی محمد بن عبدالوہاب الجبائی جو اس زمانہ کے معتزلہ کا شیخ تھا' اور عمدہ لکھا ہے۔ ایسا ہی اس کے لڑکے ابوہاشم عبدالسلام بن ابی علی نے بھی لکھا ہے۔ شیخ ابوعلی نے کہا ہے میں نے اس ملحد جاہل بے وقوف ابن الراوندی کی

کتاب پوری پڑھی' مگر اس میں سوائے بے وقوفی' جھوٹ اور من گھڑت باتوں کے کام کی کوئی بات مفید نہیں ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس شخص نے ایک حصہ کتاب کا عالم کے قدیم ہونے' عالم کے بنانے والے کی نفی' دہریہ مذہب کی تصحیح اور اہل توحید کے رد میں لکھا ہے۔ ایک اور کتاب لکھی ہے سترہ مقامات میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر' اور آپ پر کذب کی نسبت ثابت کرنے میں۔ ایک اور کتاب لکھی ہے یہود ونصاریٰ کے لیے جس میں مسلمانوں اور اسلام پر ان کی فضیلت کا اثبات اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ابطال ہے' ایسی ہی دوسری باتیں ہیں جن سے اس کا دین سے خارج ہو جانا ثابت ہوتا ہے' ابن الجوزی نے یہ باتیں نقل کی ہیں۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اس کے کلام سے اس کی بد دینی اور آیات وشریعت پر لعن کے سلسلہ کے نمونے کے طور پر کچھ جملے ذکر کیے ہیں پھر ان کا کچھ رد بھی کیا ہے اس طرح پر کہ یہ بہت مختصر' بدتر' ذلیل تر ہیں اور اس شخص کی جہالت اس کے کلام میں اس کی بے ہودہ گوئی' بے وقوفی' ملاوٹ یہ سب اس لائق نہیں ہیں کہ ان پر کچھ توجہ دی جائے اور اس شخص کی طرف مسخرہ پن استحقار کفر' اور کبائر سے متعلق کچھ قصے وغیرہ بھی منسوب ہیں۔ جن میں کچھ تو صحیح ہیں۔ اور کچھ اس قسم کے مفروضہ باتیں ہیں اور کچھ اس کے طریقے اور کفر میں منسک لوگوں کے مطابق اور مسخرہ پن سے ڈھانپ لینے والی ہیں جو ایسے لوگوں کو مسخر قالبوں میں ڈھال دیتی ہیں حالانکہ ان کے دل کفر اور زندقہ سے بھرپور ہیں۔ اور اس قسم کی باتیں اس شخص میں بھری ہوئی ہیں جو اسلام کا مدعی ہے۔ حالانکہ وہ منافق ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین اور اس کی کتاب کا مذاق اڑاتا ہے' ایسے لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ پاک نے فرمایا ہے:

''آپ ان سے سوال کریں تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق سے ایسی باتیں کیا کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے بھی تم مذاق کرتے ہو تم عذر پیش نہ کرو تم نے تو ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا ہے''۔ (پوری آیت)

ابو عیسیٰ دراق اس ابن راوندی کا مصاحب ہو گیا تھا اللہ دونوں کا حشر خراب کرے۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا حال اچھی طرح جان لیا تو سلطان کو خبر دے کر ان دونوں کو بلوایا گیا چنانچہ ابو عیسیٰ کو جیل میں ڈال دیا گیا یہاں تک کہ وہ اسی میں مر گیا۔ اور ابن الراوندی نے وہاں سے بھاگ کر ابن لادی یہودی کے پاس جا کر پناہ لی۔ اور وہیں رہتے ہوئے اس نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام الدامغ للقرآن (قرآن کو کچل دینے والی کتاب) رکھا اس کے چند دنوں کے بعد ہی وہ مر گیا اللہ اس پر لعنت کرے ایک قول یہ ہے کہ اسے پکڑ کر سولی دے دی گئی تھی۔ ابو الوفاء بن عقیل نے کہا ہے کہ میں نے انتہائی معتبر اور محقق کتاب میں لکھا ہوا پایا ہے کہ وہ اپنی مختصر زندگی میں اتنی ساری بے ہودگیوں کے بعد بھی چھتیس برس تک زندہ رہا اللہ اس پر لعنت کرے اور برا کرے اور اس پر رحم نہ کرے۔

ابن خلکان نے یہ باتیں اپنی کتاب دفیات میں لکھی ہے اور بھرپور لکھی ہیں' لیکن ان پر کوئی عنوان وغیرہ قائم نہیں کیا۔ گویا کہ کتے کو کھانے کے لیے آٹا دے دیا گیا ہے۔ جیسا کہ علماء اور شعراء کے ذکر میں ان کی عادت ہے۔ تو شعراء ایسے لوگوں کے

عنوانات کو طول دیتے ہیں۔ علماء مختصر سا لکھ کر آگے بڑھ جاتے ہیں اور زنادقہ ان لوگوں کی زندیقیت کا تذکرہ چھوڑ دیتے ہیں۔
ابن خلکان نے اس کی تاریخ وفات ۲۴۵ھ لکھی ہے لیکن یہ سراسر وہم ہے۔ صحیح تاریخ وہی ہے جو ابن الجوزی وغیرہ نے لکھی ہے کہ اس سال اس کی وفات ہوئی ہے۔

الجنید بن محمد بن الجنید:

ابو القاسم الخزاز اور ان ہی کو القواریری بھی کہا جاتا ہے۔ اصل میں یہ نہاوند کے تھے' بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں جوان ہوئے۔ الحسین بن عرفہ سے احادیث سنیں اور ابو ثور ابراہیم بن خالد کلبی سے فقہ حاصل کیا ان کی موجودگی ہی میں اس وقت جبکہ یہ صرف بیس برس کے تھے فتوے دینے لگے تھے۔ ہم نے انہیں طبقات الشافعیہ میں ذکر کیا ہے' حارث محاسبی اور اپنے ماموں سری السقطی کی شاگردگی میں رہنے کی وجہ سے بھی شہرت حاصل کی ہے۔ ہمیشہ عبادت گزاری میں مشغول رہتے اسی وجہ سے اللہ نے ان پر بہت سے علوم کے دروازے کھول دیئے۔ اور صوفیہ کے طریقہ پر گفتگو کی ہے۔ ان کا معمول تھا کہ ہر روز تین سو رکعتیں نماز اور تیس ہزار بار تسبیحات پڑھتے اور چالیس برس تک مسلسل کبھی بھی بستر پر نہیں سوئے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے علم نافع اور عمل صالح کے ساتھ ایسے امور انہیں دیئے جو ان کے زمانہ میں کسی دوسرے کو حاصل نہ تھے۔ یہ علم کے سارے فنون سے واقف تھے' جب کبھی کسی فن کے متعلق کوئی گفتگو شروع کرتے تو اس میں کبھی کوئی تامل اور توقف نہ فرماتے' یہاں تک کہ ایک ایک مسئلہ میں اتنی زیادہ صورتیں بیان فرما دیتے جو علماء کے دل پر کبھی نہ گزرتیں' تصوف وغیرہ میں بھی ان کا یہی حال تھا' جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو نماز پڑھنے اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگے' تو کسی نے ان سے کہا' اس نازک وقت میں آپ اگر اپنے نفس کو سکون دیتے تو بہتر ہوتا' جواب دیا کہ اس وقت مجھ سے زیادہ محتاج حال کوئی بھی نہیں ہے' اب میرے نامہ اعمال کے لپیٹنے کا وقت آ گیا ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ انہوں نے ابو ثور سے فقہ حاصل کیا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سفیان ثوریؒ کے مسلک پر عمل کرتے تھے' ابن شریح ہمیشہ ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے' ان سے فقہ میں ایسی باتیں حاصل کی تھیں جو کبھی ان کے قلب پر نہیں گزری تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ان سے ایک مسئلہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس کے کئی جوابات دے دیئے' تو اس کہنے والے نے کہا اے ابو القاسم آپ نے جتنے جوابات دیئے ہیں ان میں سے تین کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا تھا' لہٰذا آپ انہیں دوبارہ ذکر فرما دیں' تو انہوں نے جوابات دیئے مگر پہلے نہیں بلکہ دوسرے جوابات دیئے تو سائل نے پھر کہا واللہ میں نے یہ جوابات اس سے پہلے کبھی نہیں سنے ہیں' لہٰذا آپ یہ دوبارہ ذکر فرما دیں' تو ان کے علاوہ کچھ اور جوابات دیئے' تو سائل نے پھر کہا' ان جیسے جوابات تو میں نے کبھی نہیں سنے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمیں یہ لکھوا دیں اور ہم انہیں لکھ لیں۔ جنیدؒ فرمانے لگے کہ اگر وہ جوابات میں اپنی طرف سے دیتا تو میں لکھوا دیتا۔ مطلب یہ تھا کہ یہ جوابات تو وہ ہیں جو اللہ پاک نے میرے دل پر نازل کر دیئے اور میری زبان سے کہلوا دیئے' آخر میں سائل نے پھر سوال کیا آپ نے یہ علوم کہاں سے حاصل کیے؟ جواب دیا اللہ کے دربار میں چالیس برس تک بیٹھے رہنے کی وجہ سے اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ سفیان ثوری کے مذہب اور ان کے طریقہ پر کاربند

تھے۔ واللہ اعلم

جنیدؒ سے ایک بار عارف کی شناخت دریافت کی گئی تو جواب دیا وہ شخص ہے جو تمہاری اندرونی بات تمہارے سامنے ظاہر کردے اور تم صرف خاموش رہو اور فرمایا کہ ہمارا یہ مذہب کتاب وسنت کے ساتھ مقید ہے جو شخص قرآن پاک نہ پڑھے اور حدیث لکھتا رہے ہمارے مذہب اور طریقہ کے مطابق اس کی اقتدا نہیں کرنی چاہیے کسی نے ان کے پاس ایک تسبیح دیکھی تو ان سے کہا کہ آپ اس مرتبہ تک پہنچ جانے کے بعد بھی تسبیح استعمال فرماتے ہیں۔ فرمانے لگے میں نے اسی کے ذریعہ اللہ تک پہنچنے کا راستہ دریافت کیا ہے اس لیے میں اسے خود سے دُور نہیں کر سکتا ہوں۔ ان سے ان کے ماموں سریؒ نے فرمایا' آپ لوگوں سے گفتگو کریں مگر انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھا۔ تب انہوں نے جواب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ فرمارہے ہیں لوگوں سے گفتگو کرو۔ بیدار ہونے پر اپنے ماموں کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگے تم نے میری بات نہیں سنی آخر کار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بعد سے لوگوں سے گفتگو کرنے لگے۔ ایک دن ایک نوجوان نصرانی مسلمان کی صورت بنا کر آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ یہ سن کر تھوڑی دیر کے لیے انہوں نے اپنا سر جھکا لیا پھر سر اٹھا کر اس سے کہا اب تمہارے اسلام لانے کا وقت آ گیا ہے اس لیے تم اسلام لے آؤ۔ چنانچہ وہ جوان اسلام لے آیا۔ جنیدؒ نے فرمایا ہے کہ جتنا فائدہ مجھے ایک باندی کے گانے سن کر ہوا ہے اتنا کسی اور چیز سے فائدہ حاصل نہیں کیا ہے جسے وہ اپنے کمرہ میں گا رہی تھی۔

۱۔ اذا اهدی الهجر لی حلل البلی — تقولین لولا الهجر لم یطب الحب

ترجمہ: اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ فراق نے مجھے مصائب کی جگہوں میں لا کر بٹھا دیا ہے تو تم کہتی ہو کہ اگر فراق نہ ہوتا تو محبت میں مزہ نہیں ملتا۔

۲۔ و ان قلت هذهِ القلب احرقه الجوی — تقولین لی ان الجوی شرف القلب

ترجمہ: اور اگر میں کہتا ہوں کہ میرے اس قلب کو عشق نے جلا دیا ہے تو تم کہتی ہو کہ عشق ہی تو قلب کی شرافت ہے۔

۳۔ و ان قلت ما اذنبتُ قالت مجیبةً — حیاتك ذنبٌ لا یقاس به ذنبٌ

ترجمہ: اور اگر میں سوال کرتا ہوں کہ میں نے کیا تصور کیا ہے تو وہ جواب دیتی ہے تیری زندگی ہی تو مسلم ایسا گناہ ہے جس پر کسی دوسرے گناہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

پھر اس نے کہا اس کا جواب سنا کر میں چیخ مارتے ہوئے بے ہوش ہو گیا یہ سن کر گھر کا مالک نکلا اور مجھ سے کہا' اے میرے سردار! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ تو میں نے جو کچھ سنا تھا سب کہہ سنایا۔ اس نے کہا میری طرف سے وہ باندی آپ کو ہبہ ہے۔ میں نے کہا میں نے اسے قبول کیا اور اب وہ لوجہ اللہ آزاد ہے۔ پھر میں نے ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس سے اسے بہت نیک بچہ پیدا ہوا جس نے بڑے ہو کر پیدل چل کر تیس حج ادا کیے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال وفات پانے والے یہ حضرات ہیں۔

سعید بن اسماعیل:

ابن سعید بن منصور ابوعثمان الواعظ ''رَی'' میں ان کی ولادت ہوئی اور وہیں جوان ہوئے پھر نیشاپور منتقل ہو کر وہیں آخری زندگی تک مقیم رہے' وہ بغداد بھی آئے تھے' انہیں مستجاب الدعوات کہا جاتا تھا۔ خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ عبدالکریم بن ہوازن نے ہمیں بتایا ہے کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے' کہ چالیس سال سے میری یہ کیفیت ہے کہ اللہ نے مجھے جس حالت میں بھی رکھا ہے میں نے اسے ناپسند نہیں رکھا اور اگر دوسری کیفیت میں مجھے منتقل کر دیا تو میں اس سے ناراض بھی نہیں ہوا ہوں۔ ابوعثمان یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

۱۔ اسأتُ ولم أحسن و جئتُك هاربًا و این لعبد عن موالیه مهرَبُ

ترجمہ: میں نے صرف برا کام کیا ہے کوئی بھی اچھا کام نہیں کیا ہے' پھر بھی میں تیرے پاس بھاگتا ہوا آیا ہوں اور کسی بھی غلام کو اپنے آقا سے بھاگ کر جانے کی جگہ کہاں ہوتی ہے۔

۲۔ یؤمِل غفرانًا فان خاب ظنُّهٗ فما احد عنه علی الارض اخیبُ

ترجمہ: اس کی طرف سے مغفرت کی اُمید کی جاتی ہے۔ اگر اس کا گمان خراب ہو جائے تو روئے زمین پر کوئی بھی اس سے بڑھ کر محروم نہیں ہے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ان سے ایک دن یہ دریافت کیا گیا کہ آپ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ قابل قبول ہے؟ تو جواب دیا کہ ''رَی'' میں رہتے ہوئے جب کہ میں پورا جوان ہو گیا تھا اور لوگ میری شادی کرنے کے خواہش مند تھے اور میں انکار کرتا رہتا تھا۔ اتنے میں میرے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی: اے ابوعثمان! میں آپ سے اس قدر محبت کرتی ہوں کہ آپ کی محبت میں میری نیند اور میرا چین سب ختم ہو گیا ہے۔ اور اب میں مقلب القلوب کا واسطہ اور اس کا وسیلہ بنا کر آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ مجھ سے شادی کر لیں۔ تو میں نے اس سے دریافت کیا' کیا تمہارے والد ہیں تو اس نے کہا جی ہاں! وہ ہیں۔ تب میں نے ان کو بلوایا اور گواہوں کے سامنے رکھ کر میں نے اس سے شادی کر لی۔ اس کے بعد شب زفاف میں جب میں اس کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کانی' لنگڑی' بدصورت اور بدسیرت بھی ہے۔ تب میں نے کہا اے خدا میں تیری حمد ہی ادا کرتا ہوں کہ تو نے اسے میرے لیے میرا مقدر بنایا ہے۔ میرے گھر والے اس سے شادی کرنے کی بناء پر مجھے ہمیشہ ملامت کرتے۔ اور میں اس کے ساتھ نیکی اور اچھے سلوک میں زیادتی ہی کرتا رہا۔ اکثر وہ مجھے اپنے پاس روک لیتی تھی اور بعض مجلسوں میں مجھے جانے سے منع کرتی تھی۔ اس بناء پر میں خود کو آگ کے انگارہ پر پڑا محسوس کرتا۔ مگر کبھی بھی اندرونی کیفیت اس پر ظاہر

نہیں ہونے دی۔ اس حال میں میں نے پورے پندرہ برس گزار دیئے اس لیے میں اس عمل سے بڑھ کر کسی عمل کو زیادہ قابل قبول نہیں سمجھتا۔ کیونکہ میں نے اس کی اس محبت کا پاس باقی رکھا ہوا ہے جو مجھ سے ہوئی تھی۔ اس سال ان کا انتقال ہوا۔

سمنون بن حمزہ:

ان کو ابن عبداللہ بھی کہا جاتا ہے مشائخ صوفیہ میں سے ایک تھے' ان کا ہر روز کا وظیفہ پانچ سو رکعت پڑھنا تھا۔ انہوں نے اپنا نام سمنون الکذاب رکھا تھا ان کے اپنے اس شعر کی وجہ سے:

فلیس لی فی سواك حظ فکیفما شئت فامتحنی

ترجمہ: تمہارے سوا مجھے کسی چیز میں مزہ نہیں ہے' تم جس طرح چاہو میرا امتحان کرلو۔

اتفاق کی بات ہے کہ یہ پیشاب کی کمی کے مرض میں مبتلا ہو گئے تھے تب وہ مدرسوں میں جا کر بچوں سے کہا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے چچا کو (مجھے) جھوٹا کہہ کر پکارا کرو' محبت کے سلسلہ میں ان کا بہت عمدہ کلام ہے' آخری عمر میں انہیں وسوسہ کی بیماری ہو گئی تھی' ان کا کلام محبت کے سلسلہ میں بہت درست ہے' اس سال وفات پائی۔

صافی الحربی:

یہ حکومت عباسیہ کے بڑے حکام میں سے تھے' انہوں نے اپنی بیماری کے زمانہ میں یہ وصیت کی تھی کہ میرے غلام قاسم پر میرا کوئی حق باقی نہیں ہے۔ لیکن ان کی وفات کے بعد ان کا قاسم غلام وزیر کے پاس ایک لاکھ دینار اور سات سو بیس سونے سے کام کیے ہوئے پٹکے لے کر آیا۔ مگر لوگوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا اور سب کچھ اسی کے پاس اسی کے گھر میں رہنے دیا۔

اسحاق بن حنین:

ابو یعقوب العبادی' ان کی نسبت جزیرہ کے قبائل کی طرف ہوتی ہے' طبیب ابن طبیب تھے خود ان کی اور ان کے والد کی بھی اس فن میں بہت سی تصنیفات ہیں۔ ان کے والد ارسطا طالیس وغیرہ کے کلام کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا کرتے تھے۔ سال رواں میں ان کی وفات ہوئی۔

الحسین بن احمد:

بن محمد بن زکریا' ابو عبداللہ الشیعی اسی نے مہدی کے لیے دعوت کا کام اپنے ذمہ لیا تھا۔ اس مہدی کا نام عبداللہ بن میمون تھا۔ وہ اپنے بارے میں فاطمی ہونے کا دعویٰ کرتے تھے حالانکہ بہت سے تاریخ دانوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ دراصل یہ شخص یہودی اور قبیلہ سلمیہ کا ایک انگریز تھا۔ فی الحال مقصود یہ ہے کہ یہ ابو عبداللہ الشیعی افریقہ کے شہروں میں تنہا فقیروں کی حالت میں داخل ہوا کہ نہ اس کے پاس مال تھا اور نہ آدمی کی قوت تھی۔ اس لیے وہ مسلسل کوشش میں لگا رہا یہاں تک کہ تدبیر کر کے ابونصر زیادۃ اللہ کے قبضہ سے حکومت چھین لی۔ جو کہ افریقی شہروں میں بنی الاغلب کا آخری بادشاہ تھا۔ اور اس وقت اپنے مخدوم مہدی کو مشرقی ملکوں سے نکال کر لانے کی کوشش کی۔ وہ وہاں سے آنے لگا مگر بہت زیادہ مشکلوں کے بعد اس کے پاس

پہنچ گیا۔ اثناء سفر میں یہ قیدی بھی بنایا گیا تھا لیکن یہ شیعی بمشکل تمام اُسے مصیبت سے نکالنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس پر اس کے بھائی احمد نے اسے بہت زیادہ ملامت کی اور اس سے کہا تم نے یہ کیا کیا۔ تم نے اپنی فکر کیوں نہ کی اس کے معاملہ میں کیوں دخل دیا۔ تو اسے شرمندگی ہوئی اور مہدی کے معاملہ میں کچھ الٹا کام کرنا چاہتا تھا۔ کہ مہدی کو اس کا پتہ چل گیا اور وہاں سے اس کے قتل سے بچ کر نکل کر افریقی ملک کے قیروان کے علاقے میں رقادہ شہر میں چلا گیا۔

ابن خلکان نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا یہ ماحصل بیان کیا گیا ہے۔

واقعات ــــ ۲۹۹ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال تین دمدار ستارے ظاہر ہوئے تھے ایک تو ماہِ رمضان میں اور دو ماہِ ذی القعدہ میں وہ کچھ دن تک غائب ہو جاتے۔ اسی سال فارس کے علاقہ میں مرض طاعون پھیلا تھا جس سے سات ہزار انسان مر گئے تھے۔ اسی سال خلیفہ اپنے وزیر علی بن محمد بن الفرات پر سخت ناراض ہوگیا اور اسے وزارت کی کرسی سے معزول کر کے اس کے گھر کو لوٹ لینے کا حکم دیا چنانچہ بہت بری طرح یہ لوٹا گیا اور اس کی جگہ پر ابو علی محمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وہ عہدہ سپرد کر دیا۔ اس نے معتضد کی ام ولد کو ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کر لیا تھا اسی بناء پر اس نے اس کے معاملہ میں زبردست کوشش کی۔ اس سال مصر اور خراسان کے علاقوں سے بے حساب ہدایا وصول ہوئے جن میں سے صرف مصر سے پانچ لاکھ دینار آئے تھے جو وہاں کسی خزانہ سے ملے تھے جس کے حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی نہیں ہوئی تھی جیسا کہ عموماً جہاں اور کمزور عقیدے کے عوام دعوے کیا کرتے تھے اس طرح کمینے لوگوں اور لالچی اور گنہگار عوام سے دھوکے اور فریب دے کر وصول کر کے کھایا کرتے تھے' اس خزانہ میں انسان کے سینہ کی ایک پسلی ایسی ملی تھی جس کی لمبائی چار[1] بالشت اور چوڑائی ایک بالشت تھی۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ وہ قوم عاد کے کسی فرد کی ہڈی تھی۔ واللہ اعلم

مصر کے دوسرے ہدایا میں سے ایک ایسا نر بکرا بھی آیا تھا جس کے دودھ کا تھن تھا اور اس سے دودھ نکالا بھی جاتا تھا اور ان تحائف میں جو ابن ابی السباح نے بھیجا تھا ایک ایسا فرش تھا جس کی لمبائی ستر ہاتھ اور چوڑائی ساٹھ ہاتھ کی تھی اور وہ دس برسوں میں تیار کیا گیا تھا' وہ انمول تھا' ان کے علاوہ جو بیش قیمت ہدایا آئے تھے وہ تھے جو احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے خراسان سے بھیجا تھا وہ بہت زیادہ تھے اس سال الفضل بن عبدالملک العباسی جو زمانہ دراز سے حجاج کا امیر رہا کرتا تھا اس نے لوگوں کو حج کرایا۔

---

[1] اور مصری نسخہ میں ہے کہ اس کی لمبائی چودہ بالشت تھی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے حضرات یہ ہیں۔

احمد بن نصر بن ابراہیم:

ابوعمر والخفاف' الحافظ' یہ ایک لاکھ احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے جو اسحاق بن راہو یہ اوران کے زمانہ کے لوگوں سے سنی تھیں بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے۔ متواتر تیس برس سے بھی کچھ زائد روزے رکھتے رہے۔ اسی طرح صدقات بہت ادا کرتے تھے ایک مرتبہ کسی سائل نے ان سے کچھ مانگا تو انہوں نے اسے دو دینار دیئے۔ اس نے یہ پا کر اللہ کی حمد کی تو انہیں پانچ کر دیئے اس نے پھر اللہ کی حمد ادا کی تو اب انہوں نے دس پورے کر دیئے اس نے پھر اللہ کی حمد ادا کی اسی طرح یہ بڑھاتے رہے اور وہ اللہ کی حمد ادا کرتا رہا یہاں تک کہ سو پورے کر دیئے تو اس نے یہ دعا دی اللہ ان کی برکت سے آپ کے مال کو بچا کر اور بڑھا کر رکھے تب انہوں نے اس سائل سے کہا کہ اگر تم حمد ہی ادا کرتے رہتے تو میں بھی درہم بڑھاتا رہتا اگرچہ وہ دس ہزار تک پہنچ جاتے' مگر اب نہیں دوں گا۔

البہلول بن اسحاق بن البہلول:

ابن حسان بن سنان ابومحمد التنوخی۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس اور سعید بن منصور اور مصعب زبیری وغیرہم سے احادیث سنی تھیں اوران سے بھی ایک جماعت نے احادیث سنیں جن کے آخر میں ابوبکر اسماعیلی الجرجانی الحافظ ہیں۔ یہ ثقہ' حافظ حدیث' پختہ یاد رکھنے والے اوراپنے خطبوں میں بڑے فصیح وبلیغ تھے۔ اس سال پچانوے سال کی عمر پا کر وفات پا گئے۔

الحسین بن عبداللہ بن احمد:

ابوعلی الخرقی جو امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کی فقہ کے ایک مختصر رسالہ کے مصنف ہیں۔ المروزی کے خلیفہ تھے۔ عید الفطر کے دن وفات پائی اور امام احمد بن حنبلؒ کے مزار کے قریب مدفون ہوئے۔

محمد بن اسماعیل:

ابوعبداللہ المغربی۔ انہوں نے پیدل چل کر ستانوے حج ادا کیے۔ یہ رات کے وقت تاریکی میں ننگے پیر ایسے چلا کرتے تھے جیسا کہ دوسرا دن کے وقت سورج کی روشنی میں چلتا ہے اوررات کے وقت دوسرے پیدل چلنے والے ان کی تقلید کرتے ہوئے چلتے تھے' یہاں تک کہ یہ آسانی کے ساتھ انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیتے تھے۔

اور کہا کرتے تھے کہ میں نے بہت برسوں سے تاریکی محسوس نہیں کی ہے۔ اتنے زیادہ پیدل سفر کرتے رہنے کے باوجود ان کے قدم ایسے تھے گویا کہ وہ کسی نئی سجی ہوئی دُلہن کے پیر ہوں ان کے کلام لطف آمیز اور مفید ہوتے تھے۔ مرتے وقت انہوں

نے وصیت کی تھی کہ مجھے میرے شیخ علی بن رزین کی قبر کے بغل[1] میں دفن کیا جائے۔ لہٰذا یہ دونوں پیرو مرید طور پہاڑ کے اُوپر مدفون ہیں۔

(ابو نعیم[1] نے کہا ہے کہ ابو عبداللہ المغربی اور لمبی عمر پانے والوں میں سے تھے۔ کیونکہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر انہوں نے وفات پائی ہے۔ اور ان کی قبر طور سیناء پر ان کے استاذ علی بن رزین کی قبر کے پاس ہے۔

ابوعبداللہ نے کہا ہے کہ بہترین عمل اوقاف کو آباد رکھنا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ فقیر وہ شخص ہے جو صرف اسی کی طرف توجہ دے جس کی طرف سے فقر آیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کی طرف توجہ نہ دے تاکہ وہی ذات مدد چاہنے میں اس کی مدد کرے جیسا کہ اس کی محتاج بنانے میں اس نے مدد دی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ ذلیل وہ فقیر ہے جو دولت مندی کے ساتھ چاپلوسی اور اس کے ساتھ تواضع کرنے والا ہو۔ اور سب سے زیادہ باعزت وہ شخص دولت مند ہے جو فقیر کے سامنے عاجزی اختیار کرتا اور اس کی عزت کرتا ہو)۔

محمد بن ابی بکر بن ابی خثیمہ:

ابوعبداللہ الحافظ بن الحافظ' ان کے والد اپنی کتاب التاریخ کی تصنیف میں ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ بہت سمجھدار' ماہر اور حافظ تھے۔ اسی سال ذوالقعدہ کے مہینہ میں وفات پائی ہے۔

محمد بن احمد کیسان النحوی:

علم نحو کے حفاظ میں سے ایک اور اس کے مسائل بہت زیادہ بتانے والے تھے۔ یہ بصری اور کوفی دونوں طریقہ نحو کے ایک ساتھ حافظ تھے۔ ابن مجاہد نے کہا ہے کہ ابن کیسان اپنے دونوں استاد المبرد اور ثعلب سے بھی زیادہ نحوی تھے۔

محمد بن یحییٰ:

ابوسعید' دمشق میں سکونت اختیار کی۔ ابراہیم بن مسعد الجوہری' احمد بن منیع' ابن ابی شیبہ وغیرہ سے روایت ہے' اور ان سے ابوبکر النقاش وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ محمد بن یحییٰ ''کفن بردوش'' کے نام سے پکارے جاتے تھے۔ اس کی وجہ الخطب نے یہ بتائی ہے' کہتے ہیں کہ جب ان کی وفات ہوگئی' تو انہیں غسل دے کر کفن دفن کر دیا گیا تو رات کے وقت کفن چور نے آ کر ان کی قبر کھود کر ان کے بدن سے کفن کھولنے لگا' کفن کھولتے ہی یہ اُٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے۔ یہ دیکھ کر گھبراہٹ کے ساتھ وہ وہاں سے بھاگنے لگا' تو وہ بھی اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور بڑھ کر اپنا کفن اس سے چھین لیا اور اپنے گھر کا رخ کیا۔ گھر پہنچ کر دیکھا کہ ان کے آدمی رو رہے ہیں۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر والوں نے پوچھا' دروازہ پر کون ہے؟ انہوں نے اپنا تعارف کر دیا' تو

---

[1] یہ عبارت مصری نسخہ میں زائد ہے۔

لوگ کہنے لگے' ہمارے زخمی دل پر نمک چھڑک کر کیوں ستاتے ہو۔ پھر بھی انہوں نے کہا' دروازہ کھولو' اللہ کی قسم! میں فلاں آدمی ہوں۔ جب انہوں نے آواز پہچانی' اور جھانک کر پہچان لیا تو انہیں بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ نے ان کے غم کو خوشی سے بدل دیا۔ اس کے بعد انہوں نے کفن چور کا پورا قصہ سنایا۔ جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ان پر سکتہ طاری ہو گیا تھا' اور حقیقتاً موت طاری نہیں ہوئی تھی۔ اس موقع پر اللہ نے اس کفن چور کو بھیج کر قبر کھودوادی' جو ان کی زندگی کا سبب بن گیا۔

اس واقعہ کے بعد وہ کئی برس تک زندہ رہے تھے۔ اب اس سال ان کی وفات ہوئی۔

فاطمہ القہرمانہ:

مقتدر کو اس پر سخت غصہ آ گیا تھا۔ اور اس کے پاس جو مال واسباب تھا' سب چھین لیا۔ جس کی مجموعی قیمت دو لاکھ دینار تھی۔ اس کے بعد یہ اپنے جہاز میں ڈوب کر مر گئی۔

واقعات ــــ ۳۰۰ھ

اس سال دجلہ میں پانی بہت زیادہ آ گیا تھا' اور بغداد میں زبردست' موسلا دھار بارش ہوئی تھی۔ جمادی الآخرۃ کی تیسویں تاریخ' بدھ کی رات کو بے شمار ستارے آسمان سے جھڑے تھے' اس سال بغداد میں مختلف قسم کی بہت زیادہ بیماریاں پھیلی تھیں۔ کتے اور جنگل کے بھیڑیے بھی پاگل ہو گئے تھے جو دن کے وقت لوگوں پر حملہ کر کے کاٹ لیتے تھے' جس سے ان لوگوں کو کتوں کی بیماری لاحق ہو جاتی تھی۔

اسی سال دینور کا پہاڑ دھنس کر صرف ایک ٹیلہ معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کے نیچے سے زوردار پانی بہنے لگا' اتنا کہ اس سے کئی دیہات بالکل ڈوب گئے۔ اس سال لبنان کے پہاڑ کا ایک بڑا حصہ ٹوٹ کر دریا میں گر گیا تھا۔ اس سال خچر نے گھوڑے کا بچہ جنا تھا۔ اس سال حسین بن منصور حلاج کو پھانسی دی گئی تھی' اس کے بعد بھی وہ چار دنوں تک زندہ رہ گئے تھے۔ دو دن بغداد کے مشرقی جانب' اور دو دن مغربی جانب رکھے گئے تھے۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاوّل کا ہے اس سال بھی لوگوں کو فضل بن عبدالملک الہاشمی العباسی نے حج کرایا تھا' جو گزشتہ کئی برسوں سے حجاج کے امیر ہوا کرتے تھے' اللہ انہیں اس کا اجر دے اور ان کے عمل کو قبول کرے۔

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الاحوص بن الفضل:

ابن معاویہ بن خالد بن غسان ابو امیہ' جو بصرہ وغیرہ کے قاضی تھے' اپنے والد سے تاریخی واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ان کے پاس آ کر ابن الفرات چھپ گئے تھے۔ جب ان کو دوبارہ عہدۂ وزارت ملا تو انہوں نے ان کو بصرہ' اہواز اور واسط کا قاضی بنا دیا۔ یہ پاک طینت اور صاف ستھرے تھے۔ اتفاق سے ان سے کوئی غلطی ہو گئی تو اس کی یاد داشت میں بصرہ کے نائب حاکم نے انہیں جیل میں ڈال دیا' جہاں یہ زندگی کے بقیہ دن گزارتے رہے۔ آخر وہیں وفات پائی۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ ان کے ماسوا اور کوئی قاضی قید خانہ میں رہا ہو۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر۔ ابن الحسین مصعب ابو احمد الخزاعی:

بغداد کی امارت ان کو سپرد کی گئی تھی' انہوں نے زبیر بن بکار سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے الصولی اور الطبرانی نے روایت کی ہے' بڑے ادیب اور فاضل تھے' ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ حق التنائی بین اہل الھوی ۔۔۔ تکاتب یسخن عین النومی

ترجمہ: عاشقوں کے درمیان دوری کا حق' خط و کتابت کرنا ہے جو دوری کی آنکھ کو رلاتا ہے۔

۲۔ و فی التدانی لا انقضی عمرہ تزاور یشفی غیل الجوی

ترجمہ: اور قرابت کا حق ملاقات ہے اس کی عمر فنا نہ ہو جو مبتلائے عشق کی پیاس کو شفا دیتا ہے۔

ان کے ساتھ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ان کی ایک باندی کو برف کی خواہش ہوئی' جو ان کو بہت پیاری تھی۔ برف تلاش کرنے سے صرف ایک شخص کے پاس ملی' ان کے وکیل نے ایک رطل کا دام پوچھا تو اس نے بیچنے سے انکار کر دیا' اور پوری برف کی قیمت پانچ ہزار درہم بتائی۔ محض اس وجہ سے کہ اُسے برف کی ضرورت کا علم ہو گیا تھا' اس لیے وہ وکیل مشورہ کرنے کے لیے واپس آ گیا۔ انہوں نے جواب دیا' تم پر افسوس ہے' جاؤ جتنی قیمت بھی وہ مانگے' اس پر لے آ ؤ۔ چنانچہ وہ پھر برف والے کے پاس آیا تو اس نے قیمت بڑھا کر ایک رطل کی قیمت دس ہزار مانگ لی' اور اس وکیل نے بھی دس ہزار میں ایک رطل خرید لی اس کے بعد اس باندی کے مزاج کی موافقت کی وجہ سے اور برف کی خواہش ہوئی۔ اس لیے دوبارہ جا کر پھر ایک رطل دس ہزار میں خرید کر لے آیا۔

تیسری بار کی خواہش پر پھر ایک رطل دس ہزار سے خریدی۔ اب مالک کے پاس صرف دو رطل برف باقی تھی۔ اب خود برف والے کی خواہش ہوئی محض یہ کہنے کے لیے میں نے بھی دس ہزار کی قیمت کی ایک رطل برف کھائی ہے۔ اب اس کے پاس صرف ایک رطل برف بچی۔ اب پھر وکیل اس کے پاس ایک رطل برف خریدنے کو آیا تو اس نے کہہ دیا کہ میں تیس ہزار سے کم میں نہیں بیچوں گا' چنانچہ وہی قیمت دے کر لے آیا۔ اس مرتبہ وہ باندی بالکل تندرست ہو گئی' اور اس خوشی میں اس نے بہت سا مال صدقہ کیا' اور اس وقت خود برف والے کو بھی بلوا کر اس صدقہ کے مال سے بہت سا مال دیا۔ اس طرح وہ شخص بڑا دولت مند ہو گیا۔ پھر اسے ابن طاہر نے اپنے ہاں ملازم رکھ لیا۔ واللہ اعلم

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

سن تین سو ہجری کے قریب ان لوگوں کی وفات ہوئی:

الصنوبری الشاعر:

یہ محمد بن احمد محمد بن برادابوبکر' الضبی' الصنوبری' الحنبلی ہیں۔ حافظ ابن عساکر نے کہا ہے کہ یہ بہت عمدہ شاعر تھے۔ علی بن سلیمان الاخفش سے بھی یہی منقول ہے۔ اس کے بعد ان کے چیدہ اشعار میں سے یہ چند ذکر کیے جاتے ہیں:

۱۔ لا النوم ادری بہ ولا الارق یدری بھذین من بہ رمق

ترجمہ: نہ تو میری نیند نے اسے جانا ہے اور نہ ہی بیداری نے ان دونوں کو وہی جان سکتا ہے جسکے اندر تھوڑی بھی جان ہے۔

۲۔ ان دموعی من طول ما اسبقت کلت فما تستطیع تستبیق

ترجمہ: یقیناً میرے آنسو طویل عرصہ سے بہتے رہنے کی وجہ سے تھک چکے ہیں' اب نکل کر آگے بڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

۳۔ ولی ملک لم تبد صورتہ مذ کان الا صلت الحدق

ترجمہ: میرا ایک فرشتہ ہے جس کی صورت اب تک ظاہر نہیں ہوئی ہے' پھر بھی آنکھ کی سیاہی نے اس کی بہت تعریف کی۔

٤۔ سویت القبیل بنار وجھہ و خفتُ ادنو منھا فاحترق

ترجمہ: میں نے اس کے رخسار کی آگ کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا' مگر میں اس بات سے ڈر گیا کہ اس کے قریب ہوں گا تو جل جاؤں گا۔ یہ بھی ان کے اشعار ہیں:

٥۔ شمس غدا یشبه شمسا غدت و خدھا فی النور من خدہ

ترجمہ: وہ سورج جو سویرے آیا' مشابہ ہے اس سورج کے جو چلا گیا' اس ڈوبنے والے سورج کی رخسار کی روشنی آنے والے سورج کے رخسار سے ہے۔

٦۔ تغیب فی فیہ ولکنھا من بعد ذا تطلع فی خدہ

ترجمہ: اس کے منہ میں وہ غالب ہو جاتا ہے' لیکن اس کے بعد اس کے رخسار میں طلوع ہوتا ہے۔

حافظ بیہقی نے اپنے شیخ حاکم سے اور انہوں نے ابوالفضل نصر بن محمد طوسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابوبکر الصنوبری ہمیں یہ اشعار سناتے ہیں ؎

١۔ ھدم الشیب ما بناہ الشباب والغوانی ما عصین خضاب

ترجمہ: بڑھاپے نے ان تمام کو برباد کر دیا جن کی جوانی نے تعمیر کی تھی۔

٢۔ قلب الابنوس عاجًا فلا عین منه و القلوب انقلاب

ترجمہ: آبنوس لکڑی ہاتھی دانت سے بدل گئی ہے' اس طرح آنکھوں اور دلوں سب میں اس سے انقلاب آ گیا ہے۔

٣۔ وضلاك فی الرأی ان یشنأ ار بازی علی حسنه و یھوی الغراب

ترجمہ: اور رائے میں اس وقت گمراہی آ جاتی ہے جبکہ دشمنی کرنے لگیں' باز اس کے حسن سے اور کوے اس حسن پر گرنے لگیں۔

ان کے اور بھی یہ چند اشعار ہیں جنہیں ابن عساکر نے ذکر کیا ہے۔ اس وقت کہے ہیں' جبکہ ان کا وہ لڑکا جس کا دودھ چھڑایا گیا تھا' اور ان کے سینے پر پڑا رو رہا تھا۔

١۔ منعوہ احب شیٔ الیه من جمیع الوری و من و اللدیه

ترجمہ: لوگوں نے اس کو ایسی چیز سے روک دیا ہے' حالانکہ وہ ساری مخلوق اور اس کے والدین سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

٢۔ منعوہ غذاہ و لقد کان مباحا له و بین یدیه

ترجمہ: لوگوں نے اس کو اس کی اپنی غذا سے بھی روک دیا ہے حالانکہ وہ اس کے لیے مباح ہے اور اس کے سامنے ہے۔

٣۔ عجبا له علی صغر السن ھوی فاھتدی الفراق الیه

ترجمہ: اس پر سخت تعجب ہے' اس کی اس کم سنی کے باوجود عاشق ہونے پر لیکن فراق نے اسے اس کا راستہ دکھا دیا ہے۔

ابراہیم بن احمد بن محمد :

ابن المولد' ابواسحاق' الصوفی' الواعظ' الرقی' ان کے مشائخ میں سے ایک تھے۔ عبداللہ ابن الجلاء الدمشقی سے حدیث کی روایت کی' اوران کی صحبت بھی اختیار کی تھی۔ ان کے علاوہ جنید اور دوسرے کئی حضرات سے بھی روایت ہے۔ اوران سے تمام بن محمد اور ابواحمد السلمی نے روایت کی ہے۔ ابن عساکر نے ان کے اشعار میں سے یہ چند ذکر کیے ہیں۔

۱۔ لك منی علی البعاد نصیب　　　لم ینله علی الدنو حبیب

ترجمہ: تیری عنائتیں خاص ان لوگوں پر ہیں جو میرے مقابلہ میں بہت دور ہیں جنہیں قریب رہنے والا عاشق نہ پاسکا۔

۲۔ و علی الطرف من سواك حجابٌ　　　و علی القلب من هواك و ثیبٌ

ترجمہ: جو تم سے کنارہ رہنے والے ہیں سب سے تم نے آڑ کر رکھا ہے' اور تمہارے دل کا ہر وہ شخص رقیب بنا ہوا ہے' جس نے تم سے عشق کیا ہے۔

۳۔ زین فی ناظری فی ما هواك و قلبی　　　والهوی فیه رائعٌ و مشیبٌ

ترجمہ: تیرے عشق نے تیرے دیکھنے والے کو اور میرے دل کو بھی مزین کر رکھا ہے' اوراس سے عشق کرنا خوشگوار اور بامزہ ہے۔

٤۔ کیف یغنی قرب الطبیب علیلاً　　　انت اسقمته و انت الطبیب

ترجمہ: کسی بیمار کے پاس حکیم موجود رہتے ہوئے بھی وہ اس کے لیے کیونکر مفید ہوسکتا ہے' جبکہ تم نے خود ہی اسے بیمار کیا ہے' اور تم ہی اس کے معالج بھی ہو۔

ان کے علاوہ یہ اشعار بھی ان کے ہیں:

۵۔ الصمت امن من کل نازلة　　　من ناله نال افضل الغنم

ترجمہ: خاموشی انسان کو ہر آنے والی بلا سے محفوظ رکھتی ہے' جس نے خاموشی کی دولت پائی اس نے غنیمت کا بہترین مال پایا۔

٦۔ ما نزلت بالرجال نازلة　　　اعظم ضرًا من یفظة نعم

ترجمہ: انسان پر کوئی بھی مصیبت ایسی نازل نہیں ہوتی ہے جو لفظ ہاں کہنے سے زیادہ تکلیف دہ ہو۔

۷۔ عشرة هذا اللسان مهلکة　　　لیست لدنیا کعشرة القدم

ترجمہ: اس زبان کے پھسلنے سے اتنی زبردست بربادی لازم آتی ہے جو اس کے قدم پھسلنے سے بھی نہیں ہوتی ہے۔

۸۔ احفظ لسانًا یلقیك فی تلف　　　فربَّ قول اذلّ ذا کرم

ترجمہ: تم اپنی زبان کی حفاظت کرو جو تم کو بربادی میں ڈالتی ہے۔ کیونکہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک شریف انسان کو خود اس کی بات نے ذلیل کر دیا ہے۔

واقعات ـــ ۳۰۱ھ

اس سال حسین بن حمدان نے صائفہ سے جہاد کر کے رومی علاقوں کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔ اور ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل کیا۔ اس سال مقتدر نے محمد بن عبداللہ کو وزارت کے عہدہ سے برطرف کر کے اس کی جگہ پر عیسیٰ بن علی کو بٹھایا۔ حالانکہ وہ ان کا بہت پسندیدہ وزیر تھا۔ اور بہت عدل واحسان' اور اتباع کے ساتھ متصف تھا۔ اس سال بغداد میں نمونہ اور آب (جولائی اگست) کے مہینوں میں خون بیماریوں کی بہتات ہوئی' جس سے وہاں بے شمار مخلوق کی موت ہوئی۔

اس سال عمان کے گورنر کے ہدایا پہنچے' جن میں ایک سفید خچر' اور ایک سیاہ ہرن تھا۔ اس سال شعبان کے مہینہ میں خلیفہ مقتدر گھوڑے پر سوار ہو کر شماسیہ کے دروازہ تک اُتر گیا' پھر اس کے گھر گیا' جو دجلہ کے قریب تھا۔ اس کی یہی سواری پہلی سواری تھی' جو اس نے علی الاعلان کی تھی۔

اس سال علی بن عیسیٰ وزیر نے خلیفہ مقتدر سے اجازت چاہی تا کہ قرامطہ کے لیڈر ابوسعید الحسن بن بہرام الجنابی کو خط لکھے۔ چنانچہ اس نے اجازت دے دی' تب اس نے اسے طویل خط لکھ کر اسے بادشاہ کی اطاعت گزاری اور فرماں برداری کی دعوت دی۔ ساتھ ہی نماز' روزہ کو چھوڑ کر نافرمان اور منکرات کا عادی بننے پر اسے بہت ڈانٹا' اور ان باتوں پر بھی اسے ملامت کی کہ وہ لوگ' جو اللہ کو یاد کرتے ہیں' اس کی تسبیح وتقدیس کرتے ہیں' انہیں تم برا جانتے ہو' اور تم لوگ دین کا مذاق اُڑاتے ہو' آزاد آدمیوں کو غلام بناتے ہو۔ آخر میں اُسے لڑائی کی دھمکی کے ساتھ قتل کی بھی دھمکی دی۔

اس خط کو لے کر جب اس کی طرف آدمی روانہ ہوا۔ اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ابوسعید کو قتل کر دیا گیا' جسے اس کے کسی خادم نے قتل کیا تھا۔ اور اس کے کاموں کی ذمہ داری اس کے بعد اس کے بیٹے سعید کو سپرد کی گئی' مگر اس کا دوسرا بھائی ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید اس پر غالب آ گیا۔ اس نے وزیر کا خط پڑھ کر جواب دیا جس کا ماحصل یہ ہے کہ بعض باتیں تم نے ہماری طرف منسوب کی ہیں' وہ سب تم کو صرف ان لوگوں کے ذریعہ پہنچی ہیں جو ہماری برائیاں کرتے ہیں۔ اور اب جبکہ خلیفہ ہمیں کفر کی طرف منسوب ہی کرتا ہے' پھر وہ' ہمیں اپنی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کی کیونکر دعوت دیتا ہے۔

اس سال میں حسین بن منصور الحلاج کو جو بہت مشہور ہو گیا تھا۔ ایک اونٹ پر سوار کر کے اسے اس طرح بغداد لایا گیا کہ اس کا غلام بھی دوسرے اونٹ پر سوار تھا۔ وہ اس طرح کی آواز لگاتا جارہا تھا کہ یہ شخص قرامطہ کے داعیوں میں سے ایک ہے سب اسے پہچان لیں' پھر اسے قید کر کے وزیر کی مجلس میں لایا گیا۔ اس سے جب گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ تو نہ قرآن پڑھ سکتا ہے نہ حدیث نہ فقہ کو کچھ پہچانتا ہے۔ اسی طرح فن لغت' اخبار اور شعر سے اسے کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔ اس پر اعتراض یہ تھا کہ اس کی طرف سے کچھ خطوط ایسے پائے گئے تھے جن میں یہ گمراہی اور جہالت کی طرف لوگوں کو مختلف قسم کے اشاروں اور

کنایوں میں دعوت دیتا تھا۔ وہ اپنے اکثر خطوط میں یوں لکھتا تھا: تبارک ذو النور الشعشعانی۔

وزیر نے اس سے کہا کہ تمہارے لیے یہ بات کہیں بہتر تھی کہ تم طہارت اور فرائض کے مسائل سیکھتے۔ حالانکہ اس کے برعکس تم ایسے خطوط لکھتے رہے ہو' جن کے بارے میں تم خود بھی نہیں جانتے کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اور آخر تم کو اس وقت تم نے ادب جاننے کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔ پھر اس کے بارے میں یہ حکم دیا کہ اسے سولی دی جائے' مگر صرف دکھانے کے لیے قتل کے لیے نہیں۔ پھر وہاں سے اُسے اتار کر دارالخلافہ میں لا کر بٹھایا گیا۔ اس وقت اس نے اپنے آپ کو اہل السنّت میں سے ہونا ظاہر کیا۔ اور یہ کہ تو تارک الدنیا ہے۔ اس کی اس حرکت سے دارالخلافہ کے بہت سے جاہل ملازمین اس کی باتوں سے دھوکہ میں آ گئے' اور اس کے کپڑوں سے برکتیں حاصل کرنے لگے۔

اس کے بعد اس سے متعلق یہ تفصیل عنقریب آئے گی کہ تمام فقہاء اور اکثر صوفیہ کے بھی مشورہ سے اسے قتل کر دیا گیا۔

اس سال کے آخر میں بغداد میں کوئی زبردست وبا پھوٹ پڑی' جس کے سبب سے بہت سی مخلوق ختم ہو گئی۔ بالخصوص حربیہ میں جہاں کے اکثر گھروں کے دروازے بند کر دیئے گئے تھے۔ اس سال بھی لوگوں کو اس امیر حج نے حج کرایا' جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ لوگ ہیں:

ابراہیم بن خالد الشافعی:

انہوں نے علم اور زہد دونوں کو جمع کیا۔ ابوبکر الاسماعیل کے شاگردوں میں سے تھے۔

جعفر بن محمد:

ابن الحسین بن المستظاض ابوبکر الفریابی' دینور کے قاضی' طلب علم کے سلسلہ میں بہت سے ملکوں کا چکر لگایا۔ بہت سے مشائخ مثلاً قتیبہ' ابوکریب' اور علی بن المدینی سے احادیث سنی۔ ان سے ابوالحسین بن المنادی النجاد' ابوبکر الشافعی' اور دوسرے لوگوں نے احادیث سنیں۔ بغداد کو اپنا وطن بنا لیا تھا' ثقہ' حافظ اور حجہ بھی تھے۔ ان کی مجلسوں میں تقریباً تیس ہزار آدمی شریک ہوتے۔ ان سے سن کر لکھوانے والے تین سو سے زائد ہوتے تھے' اور دوات لے کر حاضر ہونے والے بھی تقریباً دس ہزار ہوتے۔

چورانوے برس عمر پا کر اسی سال محرم کے مہینہ میں وفات پائی' انہوں نے اپنی وفات سے پانچ سال پہلے ہی اپنے لیے قبر کھدوالی تھی' اس کے پاس آتے اور کھڑے ہوتے تھے۔ لیکن اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ اس میں دفن نہیں کیے جا سکے۔ بلکہ دوسری قبر میں مدفون ہوئے۔ اللہ ان پر ہر جگہ رحم فرمائے۔

ابوسعید الجنابی القرامطی:

نام الحسن بن بہرام تھا۔ اللہ اس کا حشر برا کرے۔ یہی قرامطہ کا سردار تھا۔ بحرین اور اس کے آس پاس علاقوں میں اس کا اثر ورسوخ تھا۔

علی بن احمد الراسبی:

واسط سے شہرزور وغیرہ تک کے علاقہ کا حاکم تھا' اپنے پیچھے بے شمار مال چھوڑا تھا۔ جن میں دس لاکھ دینار نقد' ایک لاکھ دینار کے سونے اور چاندی کے برتن' ایک ہزار گائیں اور گھوڑے' خچر اور اونٹ وغیرہ ایک ایک ہزار۔

محمد بن عبداللہ بن علی:

ابن محمد بن ابی الشوراب جو الاحنف سے مشہور ہے۔ المنصور شہر میں اس وقت اپنے والد کی جگہ پر قاضی بنائے گئے تھے۔ جب ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ ان کے والد کا ماہِ رجب میں انتقال ہوا اور اس کے تہتر دنوں بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا۔ دونوں ایک ہی دن مدفون ہوئے۔ ان کے علاوہ ابوبکر محمد بن ہارون البروعی الحافظ بن ناجیہ نے بھی وفات پائی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

واقعات — ۳۰۲ھ

اس سال مونس خادم کا خط اس مضمون کا پہنچا کہ اس نے روم پر زبردست حملہ کیا۔ اور ان کے ڈیڑھ سو اُمراء کو قیدی بنالیا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

اس سال مقتدر نے اپنے پانچ لڑکوں کے ختنے کر دیئے اور چھ لاکھ دینار خرچ کیے۔ ان سے پہلے اور ان کے ساتھ بھی بہت سے غریب یتیم لڑکوں کے ختنے کرائے' اور ان کے ساتھ مال اور کپڑوں سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا' اور ان شاءاللہ یہ اچھا ثابت ہوگا۔ اسی سال مقتدر نے ابوعلی بن الجصاص سے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دینار کا قیمتی برتن اور کپڑوں کے علاوہ زبردستی مطالبہ کیا۔ اسی سال خلیفہ نے اپنے لڑکوں کو مکتب میں داخل کیا۔ جس کا بہت دنوں سے انتظار تھا۔

اِس سال وزیر نے بغداد کے بغداد حربیہ میں شفاخانہ بنوایا' اور اس کام کے لیے بے حساب مال خرچ کیا۔ اللہ اسے اچھا بدلہ دے۔ اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔ حج سے واپس لوٹنے والوں سے بدوؤں اور قرامطہ کے کچھ لوگوں نے دونوں راستوں پر ڈکیتی کی۔ ان لوگوں سے بہت سا مال وصول کیا۔ ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا' اور دو سو سے زائد آزاد عورتوں کو قیدی بنالیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ حضرات ہیں:

بشر بن نصر بن منصور:

ابوالقاسم الفقیہ' الشافعی' مصری باشندوں میں سے اور غلام عرق کے نام سے مشہور تھے۔ عرق بادشاہ کے ایک خادم کا نام تھا' جس کے ذمہ ڈاک کی ذمہ داری تھی۔ اس کے ساتھ ہی بشر بھی مصر آ کر مقیم ہو گئے اور وہیں وفات پائی۔

بدعہ جاریہ:

جو بہترین گانے والی تھی' خلفاء میں سے اس کے کسی چاہنے والے نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اس کے عوض اس کے آقا کو پیش کی تھی' مگر اس باندی نے اپنے اس آقا کی جدائیگی پسند نہیں کی تھی۔ اسی بناء پر اس کے آقا نے بھی اپنی موت کے وقت اسے آزاد کر دیا تھا۔ اور وہ اس سال تک زندہ رہی۔ مرتے وقت قیمتی مال و دولت اتنی زیادہ چھوڑی' جتنی ایک مرد بھی نہیں چھوڑتا ہے۔

القاضی ابوزرعہ محمد بن عثمان الشافعی:

مصر کے پھر دمشق کے قاضی بنے۔ یہی وہ پہلے قاضی ہیں جنہوں نے شام میں مذہب شافعی کے مطابق فیصلے سنائے اور ان کے مذہب کی اشاعت کی۔ حالانکہ اس کے قبل شام والے امام اوزاعیؒ کی وفات سے سالِ رواں تک ان کے ہی مذہب کے پیرو تھے۔ مگر اس کے باوجود بہت سے لوگ اوزاعیؒ کے مسلک کے ہی ماننے والے باقی رہے۔ اور ان کے مسلک کو نہیں چھوڑا۔ یہ ثقہ عادل اور قاضی القضاۃ میں سے تھے۔ اصلاً یہ اہل کتاب یعنی یہودی تھے پھر اسلام لا کر بڑے سے بڑے مرتبہ تک پہنچ گئے۔ ہم نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں کیا ہے۔

واقعات ــــ ۳۰۳ھ

اس سال مقتدر باللہ نے حرمین شریفین کے لیے بہت مال اور جائیداد وقف کر دی۔ قاضیوں اور اعلیٰ حکام کو بلا کر اپنے وقف نامہ کا گواہ بنا دیا۔ اس سال ان بدوؤں کی ایک جماعت گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کی گئی جنہوں نے حاجیوں پر ظلم کیا تھا۔ مگر عوام ان کی زیادتیوں کے عوض اپنے اوپر قابو نہ پا سکے اور ان کو قتل کر دیا۔ بعض لوگوں کو پکڑ کر مختلف سزائیں دیں کیونکہ انہوں نے بادشاہ کی توہین کی تھی۔ اس سال بغداد کے بڑھیوں کے بازار میں زبردست آگ لگ گئی تھی جس سے پورا بازار جل گیا تھا۔ اس سال خلیفہ مقتدر تیرہ دن بیمار پڑا رہا۔ جبکہ پوری مدتِ خلافت میں اس سے پہلے کبھی بیمار نہیں پڑا تھا۔

اس سال فضل الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وزیر کو حجاج کے سلسلہ میں جب قرامطہ کی طرف سے خطرہ محسوس ہوا تو اس نے ان لوگوں سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا تا کہ انہیں ایک طرف مشغول رکھے۔ خبر نویسوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس پر تہمت لگائی۔ لیکن بعد میں جب حقیقت حال معلوم ہوگئی تو ان کے نزدیک اس کی عزت بہت بڑھ گئی۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں ان حضرات کی وفات ہوئی:

النسائی احمد بن علی:

بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار ابوعبدالرحمٰن النسائی جن کی کتاب السنن مشہور ہے۔ اپنے زمانہ کے امام اور اپنے ہمعصروں اور ہم مسلک لوگوں اور اپنے زمانہ کے تمام فضلاء میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ دور دور علاقوں کا سفر کیا۔ سماع حدیث میں مشغول ہوئے اور ماہرین اماموں اور اپنے ان مشائخ کے ساتھ جن سے دوبدو روایت کی ان کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ہم نے ان سب کا تذکرہ اپنی کتاب التکمیل میں کیا ہے۔ اور وہیں ان کے حالات بھی لکھے ہیں۔ ان سے بھی بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ انہوں نے پہلے ایک کتاب السنن الکبیر جمع کی پھر بارہا اس سے مختصر احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ خود مجھے بھی ان کے سننے کا اتفاق ہوا ہے۔

انہوں نے اپنی تصنیف میں حفظ' سمجھ کی پختگی' سچائی' ایمانداری' علم اور عرفان سب کا مظاہرہ کیا ہے۔
حاکم نے دارقطنی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ فن حدیث سے ان کے زمانہ میں جتنے بھی تعلق رکھتے تھے' ان میں ابو عبدالرحمٰن النسائی سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ وہ اپنی کتاب کا نام "الصحیح" کہتے تھے۔
ابوعلی الحافظ نے کہا ہے کہ مسلم بن الحجاج نے اپنی کتاب کے لیے جتنی شرطیں مقرر کی تھیں' ان سے بھی زیادہ شرطیں النسائی نے مقرر کی ہیں' اور یہ کہ یہ مسلمانوں کے امام تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ بلا مقابلہ علم حدیث کے امام تھے۔
ابوالحسین محمد بن مظفر الحافظ نے کہا ہے کہ میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ مصر والے ان کی افضلیت اور امامت کا اعتراف کرتے ہیں' اور شب و روز زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے اور حج اور جہاد پر ان کی مداومت کرتے رہنے کی کوشش میں ان کی تعریف کرتے ہیں۔ اور دوسروں نے کہا ہے کہ یہ امام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے۔ ان کی چار بیویاں اور دو باندیاں تھیں۔ انہیں جماع کی بہت زیادہ خواہش ہوتی تھی' اچھی صورت اور بارونق چہرہ تھا۔ لوگوں نے کہا ہے کہ عورتوں کے ساتھ باری مقرر کرنے میں جس طرح آزاد عورتوں کے لیے باری کا خیال رکھتے تھے' باندیوں کے ساتھ بھی ویسا ہی خیال رکھتے تھے۔
دارقطنی نے کہا ہے کہ ابوبکر بن الحداد نے بہت زیادہ احادیث سنی تھیں لیکن نسائی کے سوا کسی اور سے روایت نہیں کرتے تھے۔ کہا کرتے کہ میں اپنے اور اللہ کے درمیان اسی کو حجت بنانے پر راضی ہوں۔
ابن یونس نے کہا ہے کہ نسائی رحمہ اللہ حدیث کے امام' ثقہ' ثبت اور حافظ بھی تھے یہ مصر سے سن تیرہ سو دو ہجری میں نکلے تھے۔

ابن عدی نے کہا ہے کہ میں نے منصور فقیہ اور احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی دونوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن النسائی مسلمانوں کے اماموں میں سے ایک امام تھے' اسی طرح ایک سے زائد لوگوں نے ان کی تعریفیں کی ہیں۔ اور ان کی فضیلت اور مرتبہ میں سب سے بڑھ جانے کی گواہی دی ہے۔ حمص شہر کے حاکم بنائے گئے۔ یہ بات میں نے اپنے شیخ مزی سے ان کے بارے میں سنی ہے کہ انہوں نے طبرانی سے' جسے انہوں نے اپنی کتاب معجم اوسط میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم سے احمد بن شعیب جو کہ حمص کے حاکم تھے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی چار بیویاں تھیں۔ خود انتہائی حسین تھے۔ قندیل کی طرح ان کا چہرہ چمکتا ہوا تھا' یہ روزانہ ایک مرغ کھاتے اور کشمش کا ملا ہوا پاک رس پیتے تھے۔
ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی طرف شیعی ہونے کی نسبت کی جاتی ہے' لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب یہ دمشق پہنچے تو ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے کچھ فضائل سنائیں۔ تو کہنے لگے کہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ایک سر ایک سر کے بدلہ لے جائیں۔ کہا: اس کے بعد بھی ان کے فضائل بیان کرنے ہوں گے' یہ سن کر لوگ ان کی طرف بڑھے اور ان کی خصیتین میں ٹھوکریں مارنے لگے یہاں تک کہ مارتے ہوئے انہیں جامع مسجد سے باہر کر دیا گیا۔ پھر وہ وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہیں اس سال کے آخر میں وفات پائی۔ پھر وہیں انہیں قبر بھی

دی گئی۔

اسی طرح کا واقعہ حاکم نے محمد بن اسحاق الاصبہانی سے' اور انہوں نے اپنے مشائخ سے بیان کیا ہے۔

اور دارقطنی نے کہا ہے کہ مصر کے علاقہ کے اپنے زمانہ میں تمام مشائخ سے زیادہ فقیہ تھے۔ اور ان سبھوں میں احادیث کے اندر صحیح کو سقیم سے بہت زیادہ پہچاننے والے تھے۔ اسی طرح محدثین کو بھی بہت پہچانتے تھے۔

جب وہ عزت کے اس مقام پر پہنچ گئے تو لوگوں نے ان سے حسد کرنا شروع کر دیا اور رملہ تک نکال باہر کر دیا اور ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو یہ خاموش ہو گئے۔ اس بناء پر لوگوں نے انہیں جامع مسجد کے اندر مارا۔ تب انہوں نے کہا کہ مجھے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کر دو۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکال دیئے گئے' حالانکہ وہ اس وقت بیمار بھی تھے' کچھ دنوں بعد مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ اسی طرح یہ مقتول اور شہید ہوئے۔ دوسری فضیلتیں جو اللہ نے انہیں دے رکھی تھیں' ان کے ساتھ آخری عمر میں شہادت کی فضیلت کے بھی مالک ہو گئے۔ سن تین سو تین ہجری میں وفات پائی۔

حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن نقطہ نے ان کے مقید کرنے کے بارے میں کہا ہے۔ اور ان کی تحریر اسی طرح ابو عامر محمد بن سعدون الجعدری الحافظ کی تحریر سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ ابوعبدالرحمٰن النسائی نے فلسطین کے ایک شہر رملہ میں ۳۰۳ھ کے ماہِ صفر کی تیرھویں تاریخ سوموار کے دن وفات پائی' اور بیت المقدس میں دفن کیے گئے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسی سال ماہِ شعبان میں وفات پائی ہے۔ اور انہوں نے الخصائص نام کی کتاب' جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیتؓ کے فضائل میں ہے۔ محض اس لیے تصنیف کی تھی کہ یہ جب سن تین سو چودہ ہجری میں دمشق پہنچے تو وہاں کے باشندوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نفرت کرتے دیکھا' اور وہیں ان لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں دریافت کیا تو وہ جواب دیا جس کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس موقع پر ان لوگوں نے ان کی خصیتین میں ٹھوکریں اتنی ماریں کہ بالآخر اسی سے وفات پا گئے۔

ایسا ہی ابن یونس اور ابوجعفر طحاویؒ نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال ماہِ صفر میں فلسطین میں رہتے ہوئے ان کی وفات ہوئی۔ ان کی پیدائش تقریباً سن دو سو چودہ یا پندرہ ہجری میں ہوئی۔ اس لحاظ سے ان کی کل عمر اٹھاسی برس ہوئی۔

الحسن بن سفیان:

ابن عامر بن عبدالعزیز بن النعمان بن عطاء ابوالعباس الشیبانی النسوی' خراسان کے محدث تھے۔ ان کے پاس حدیث اور فقہ سیکھنے کے لیے لوگ جماعت بندی کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر دُور دراز سے آیا کرتے تھے' انہوں نے خود بھی دور دراز جگہوں کا سفر کیا اور ابوثور سے علم فقہ حاصل کیا۔ بعد میں ان کے ہی مذہب کے مطابق فتوے دیا کرتے تھے۔ علم ادب النضر بن شمیل کے شاگردوں سے سیکھا ہے۔ لوگ ان کے پاس خراسان سے آیا کرتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ علم حدیث کے سیکھنے کو جب یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مصر میں موجود تھے' اتفاق ایسا ہوا کہ پورے ساتھی تین دنوں تک بالکل بھوکے رہے' کھانے کو کوئی چیز انہیں میسر نہیں ہوئی۔ ان میں سے کسی کے پاس بھی کوئی ایسا سامان نہ تھا جسے فروخت کر کے اپنی

غذائی ضرورت پوری کرتے' یہاں تک کہ اس تنگی نے انہیں لوگوں کے سامنے دست دراز کرنے پر مجبور کرنا چاہا۔ لیکن ان کی طبیعت نے اس سے انکار کیا اور غیرت نے للکارا' اور حتمی طور پر نہ مانگنے کا عہد کرلیا' لیکن ضرورت انہیں مجبور کرتی رہی۔ بالآخر اس بات پر یہ آمادہ ہوئے کہ قرعہ اندازی کرکے کوئی ایک شخص اس تکلیف دہ کام کے لیے آگے بڑھے' چنانچہ ان ہی میں سفیان کے نام قرعہ فال نکلا' اب انہوں نے ان لوگوں سے کنارے ہوکر جس مسجد میں یہ موجود تھے' اسی کے ایک کنارے جاکر دو رکعت بہت طویل نماز پڑھی اور اللہ عزوجل کے دربار میں بہت زیادہ گریہ وزاری کی' اور اس کے اسماء حسنیٰ کو واسطہ بنا کر اس سے مطلب برآری کی درخواست کی۔ جیسے ہی نماز سے فارغ ہوئے' مسجد میں ان کے پاس ایک ایسا شخص آیا جو خوبصورت اور بہت اچھی ہیئت اور شکل وصورت والا تھا۔ پوچھنے لگا کہ حسن بن سفیان کہاں ہیں؟ میں نے کہا' میں موجود ہوں۔ تب اس نے کہا کہ امیر طولون نے آپ حضرات کو سلام کہلوایا ہے اور خود حاضر نہ ہونے کی معافی چاہی اور یہ سو دینار آپ میں سے ہر ایک کے لیے بھیجے ہیں۔ تب ہم نے اس سے کہا کہ آخر انہیں اس بات پر کس چیز نے مجبور کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آج اسے تنہا سونے کی خواہش ہوئی اور وہ سونے لگا تو کیا دیکھتا ہے کہ ہوا میں کوئی گھوڑ سوار اُڑتا ہوا اس کے پاس پہنچا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا' آتے ہی اس کے کمرہ میں وہ داخل ہوگیا اور نیزہ کا کنارا اس کی کوکھ سے چھودیا۔ اور اس نے کہا کہ تم ابھی فوراً اٹھو' اور حسن بن سفیان اور ان کے ساتھیوں کی خبر لو' کیونکہ وہ لوگ فلاں مسجد میں تین دن سے بالکل بھوکے ہیں۔

تب اس امیر نے اس سوار سے پوچھا کہ آخر آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں جنت کا داروغہ ہوں۔ اس گفتگو کے بعد وہ امیر جھٹ پٹ اُٹھا' اس حال میں کہ اس کے کمر میں سخت تکلیف ہورہی تھی' اور فوراً آپ لوگوں کے اخراجات کے لیے یہ رقم بھیجی ہے۔ اس کے بعد وہ خود بھی ان کی ملاقات کو آیا اور اس جگہ کے آس پاس کے علاقوں کو خرید کر طالبانِ حدیث کے لیے وقف کردیا۔ اللہ اسے بہتر بدلہ دے۔

حسن بن سفیان اپنے فن کے اماموں' شہسواروں اور حفاظ میں سے تھے' ان کے پاس حفاظِ حدیث کی ایک جماعت اکٹھی ہوگئی تھی' جن میں ابن جریر الطبری وغیرہ ہیں' انہوں نے ان کے سامنے کچھ حدیثیں پڑھیں' اور ان کی علمی قابلیت کا اندازہ کرنے کے لیے احادیث اور ان کی سندوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا۔ لیکن انہوں نے ہر ایک حدیث کو اس کی اصل سند سے ملا کر پڑھ کر سب کی تصحیح کردی' اس وقت ان کی عمر ستر برس کی ہوچکی تھی۔ اس ضعیفی کی عمر میں بھی حدیث کو یاد کرنے اور محفوظ رکھنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے۔ ان سے ان کی مروی حدیث سے کوئی بھی چھوٹتی نہیں تھی۔ انہوں نے یہ نکتہ بتایا ہے کہ ناموں میں نقطوں کے اُلٹ پلٹ سے کتنا فرق ہوجاتا ہے' مثلاً العبسی محدث کوفی ہیں اور العیشی بصری ہیں اور العنسی مصری ہیں۔

رویم بن احمد:

یوں بھی کہا گیا ہے کہ ابن محمد بن رویم بن یزید' ابوالحسن اور ابو محمد بھی کہا گیا ہے' صوفیوں کے ایک بڑے امام تھے' قرآن اور اس کے معانی کے بھی بڑے عالم تھے۔ فقہ میں داؤد بن علی الظاہری کے مسلک پر عامل تھے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ رویم چالیس سال تک دنیا کی محبت کو چھپائے ہوئے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چالیس برس تک صوفی کی زندگی گزاری' لیکن اسماعیل بن اسحاق جب بغداد کے قاضی کے عہدہ پر مامور ہوئے تو انہوں نے اپنے دروازہ پر محافظ بٹھا دیا' جس کے بعد انہوں نے صوفیوں کی صورت ترک کر کے ریشمی اور دوسرے قیمتی لباس اختیار کر لیے' اور سواری پر سوار ہوئے' حلال کھانے کھائے اور رہائشی مکانات بھی بنائے۔

زہیر بن صالح بن الامام احمد بن حنبل:

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے ابوبکر احمد بن سلیمان النجاد نے روایت کی ہے۔ ثقہ تھے' جوانی کی عمر میں وفات پائی جیسا کہ دارقطنی نے کہا ہے۔

ابوعلی الجبائی:

جو معتزلہ کے شیخ تھے' ان کا نام محمد بن عبدالوہاب ابوعلی الجبائی ہے۔ ان کے زمانہ میں اعتزال کرنے والی جماعت کے امام تھے۔ ابوالحسن الاشعری نے بھی ان کا طریقہ اختیار کیا تھا' مگر بعد میں رجوع کر لیا تھا۔ جبائی کی ایک بہت مطول تفسیر بھی ہے' انہوں نے اپنی تفسیر میں اپنی طرف سے کوئی نئی نئی باتیں پیدا کی ہیں' اور اشعری نے ان باتوں کا بھرپور جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ''گویا قرآن ان جوابوں کی زبان میں نازل کیا گیا ہے''۔

ان کی پیدائش سن دوسو پینتیس میں اور وفات سالِ رواں میں ہوئی۔

ابوالحسن بن بسام الشاعر:

ان کا نام علی بن احمد بن منصور بن نصر بن البام البسامی ہے۔ لوگوں کو فی البدیہہ ہجو کرنے میں بڑے تیز طرار شاعر تھے' انہوں نے کسی کو بھی ہجو کیے بغیر نہیں چھوڑا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے باپ اور اپنی ماں امامہ بنت حمدون الندیم کو بھی نہیں چھوڑا ہے۔

ابن خلکان نے ان کے اشعار میں سے بہت سے نقل کیے ہیں۔ ان میں سے وہ اشعار جن میں المتوکل کے حسن بن علی کی قبر کو برباد کرنے' اور اس پر کھیتی کر کے ان کے نام ونشان مٹا دینے کا حکم دیا تھا' یہ ہیں:

۱۔ تَـاللّٰـهِ اِنْ كَـانَتْ امية قَدْ اتت قتل ابـن بـنـت نبيهـا مظلومًـا

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر امیہ نے ایک نبی کے نواسے کے قتل کا ظلماً ارتکاب کر لیا ہے۔

۲۔ فـلـقـد اتـاه بـنـو ابـيـه بـمثلـه هـذا الـعـمـروك قـبـره مهـدومـا

ترجمہ: تو تیری زندگی کی قسم! اس کے باپ کی اولاد نے بھی اسی قسم کی حرکت کی کہ اس کی قبر کو ملیا میٹ کر دیا۔

۳۔ اسفوا علی ان لا یکونوا اشارکوا فـی قـتـلـه فتتبعوه رمیما

ترجمہ: ان لوگوں کو اس بات کا سخت افسوس تھا کہ ان کے قتل میں یہ کیوں شریک نہیں ہو سکے تھے' اس لیے ان کی بوسیدہ ہڈی کے درپے ہو کر بدلہ لیا۔

واقعات ـــ ۳۰۴ھ

اس سال مقتدر نے اپنے وزیر ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن الجراح کو معزول کر دیا' جس کی وجہ وہ سخت نفرت تھی جو اس کے اور ام موسیٰ القہرمانہ کے درمیان ہوگئی تھی۔ اس بناء پر وزیر نے خود مطالبہ کیا کہ عہدۂ وزارت سے اسے سبکدوش کر دیا جائے۔ چنانچہ اسے معزول کر دیا گیا۔ لیکن اس کی جانبدار کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ اس طرح پانچ برس تک معزول رہنے کے بعد ابوالحسن بن الفرات نے دوبارہ مطالبہ کیا تو اسے سابق عہدہ پر بحال کر دیا گیا اس خوشی میں خلیفہ نے اسے سات خلعتیں پیش کیں۔ اور تین لاکھ درہم کے علاوہ کپڑوں کے دس بکس اور گھوڑے' خچر' اونٹ کے علاوہ اور بھی دوسری بہت سی چیزیں دیں۔ اور قصر شاہی کے قریب اس کی رہائش کے لیے خاص مکان بھی دیا۔ اور اس رات مہمان نوازی کا خاص انتظام کیا' جس میں چالیس ہزار رطل (تقریباً پانچ سومن) برف کا استعمال ہوا۔

اس سال کے وسط میں بغداد میں یہ خبر پھیل گئی کہ ایک حیوان جسے زرنب کہا جاتا ہے وہ رات کو نہر میں چکر لگاتا ہے اور بچوں کو پکڑ کر کھا جاتا ہے۔ سوتے ہوئے آدمیوں پر حملہ کر کے کبھی ہاتھ کو کبھی عورتوں کے سینے کو کاٹ کر لے جاتا ہے۔ اس ڈر سے لوگ اپنے گھروں کی چھتوں پر تیل وغیرہ کے کھو کھلے برتن رکھ کر اسے بجا بجا کر اس جانور کو اپنے پاس آنے سے روکتے ہیں' یہاں تک کہ پورے بغداد میں رات کے وقت پورب سے پچھم تمام حصوں میں بالکل تالے لگ جاتے۔ اور لوگ اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے کھجور کی شاخوں کی چھوٹی چھوٹی سی جھونپڑیاں بنا کر ان میں بچوں کو رکھتے۔ اس ہنگامہ آرائی کو چوروں نے بہت غنیمت موقع سمجھا' اس لیے چوری اور لوٹ مار میں زیادتی ہوگئی۔ اس فتنہ کو دبانے کے لیے خلیفہ نے حکم دیا کہ دریائی کتوں کو پکڑ پکڑ کر پل پر پھانسی دے کر چھوڑ دیا جائے تاکہ لوگ یہ سب دیکھ کر مطمئن ہو جائیں۔ ایسا کرنے سے لوگوں کا ڈر ختم ہوگیا۔ پھر وہ اپنے ہوش وحواس میں لوٹ آئے' اور پورا سکون ہوگیا۔

اس سال بغداد کے شفاخانوں کا ذمہ دار ثابت بن سنان طبیب کو بنایا گیا۔ وہ شفاخانے تعداد میں پانچ تھے' اور یہ طبیب ان کا نگران اعلیٰ تھا۔

اس سال خراسان سے ایک خط آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہاں لوگوں کو شہداء کی قبریں ملی ہیں جو کہ سن ستر ہجری میں شہید کیے گئے تھے۔ ان سبھوں کے نام ایک کاغذ پر ان کے کانوں سے بندھے ہوئے ہیں' اور ان کے بدن بالکل تازہ تازہ دکھائی دیتے ہیں۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ لوگ ہیں:

لبید بن محمد بن احمد:

بن الہیثم بن صالح بن عبداللہ بن الحصین بن علقمہ بن نعیم بن عطارد بن حاجب' ابوالحسن التمیمی ' جن کا لقب فروجہ تھا۔ بغداد میں آ کر حدیثیں بیان کیں' یہ ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔

یوسف بن الحسین بن علی:

ابو یعقوب الرازی' انہوں نے امام احمد بن حنبل سے احادیث سنیں' اور ذوالنون کی صحبت میں رہے۔ انہیں یہ بات کسی طرح معلوم ہوگئی تھی کہ یہ ذوالنونؒ اللہ تعالیٰ کے ''اسم اعظم'' کو جانتے ہیں' اس لیے ان کی خدمت میں رہے تاکہ ان سے یہ علم حاصل کریں۔

ان کا خود اپنا بیان ہے کہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا' کیونکہ میری داڑھی لانبی' اور میرے ساتھ ایک لانبی چھاگل بھی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے آ کر ان ذوالنون سے مناظرہ کیا' اور انہیں خاموش کر دیا۔ تب میں نے اس سے کہا' تم ان شیخ کو چھوڑ کر مجھ سے مناظرہ کرو۔ چنانچہ وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے مناظرہ شروع کر دیا' اور میں نے اسے خاموش کر دیا۔ یہ دیکھ کر ذوالنونؒ اپنی جگہ سے اُٹھ کر میرے سامنے تشریف لائے۔ حالانکہ وہ بزرگ اور میں ایک نوجوان شخص تھا' آ کر مجھ سے بہت عذرخواہی کی۔ اس دفعہ کے بعد بھی میں ایک سال تک ان کی خدمت میں رہا۔ پھر میں نے اپنی فرمائش کا اظہار کیا تو اب وہ ناراض نہیں ہوئے اور مجھ سے وعدہ کر لیا۔ اسی طرح پھر چھ مہینے گزر گئے' تب انہوں نے ایک طبق لا کر مجھے دیا جو ڈھکا ہوا تھا اور اس کے اوپر رومال بھی پڑا ہوا تھا۔ اور مجھ سے کہا' جاؤ' یہ طبق میرے فلاں آدمی کو دے کر آؤ۔

کہتے ہیں کہ رستہ میں چلتے ہوئے میں سوچنے لگا کہ کون سی چیز ہے جو میرے ہاتھ سے بھیجی جا رہی ہے۔ جب میں پل پر پہنچ گیا تو اسے کھول کر میں نے دیکھنا چاہا' اچانک اس میں سے ایک چوہیا پھدک کر بھاگ گئی۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت غصہ آیا۔ اور میں نے دل میں کہا کہ ذوالنون نے تو مجھ سے مذاق کیا ہے۔ اب میں آگ بگولہ ہو کر ان کے پاس واپس آیا تو وہ کہنے لگے' تمہارا برا ہو' میں نے تو تمہارا امتحان لیا تھا۔ اب جبکہ تم ایک چوہیا کی حفاظت نہ کر سکے تو بدرجۂ اولیٰ اسم اعظم کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اب تم میرے پاس سے نکل جاؤ۔ آئندہ تم پر میری نظر نہ پڑے۔

ان ابوالحسین الرازی کو ایک مرتبہ ان کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے

آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا کہ اللہ پاک نے میرے صرف اس جملہ کی بناء پر مغفرت کر دی ہے جو میں نے اپنی موت کے قریب کہا تھا کہ اے اللہ! میں نے لوگوں کو ایک بات کی نصیحت کی ہے اور میں نے اپنے نفس کے ساتھ ایک کام میں خیانت کی ہے اس لیے میرے کام کی خیانت میری نصیحت کے بدلہ میں مجھے واپس کر دے۔

یموت بن المزرع بن یموت

ابوبکر العبدی جو قبیلہ عبدالقیس سے ہیں' یہی ثوری بھی کہلاتے ہیں' اور حافظ کے یہ بھانجہ بھی ہیں' بغداد میں آ کر ابوعثمان المازنی' ابوحاتم السجستانی' ابوالفضل الریاشی سے حدیثیں حاصل کیں۔ یہ اخبار' آداب اور ملاحت میں انہوں نے نام پیدا کیا تھا۔ اپنا نام یموت بدل کر محمد رکھ لیا تھا' لیکن ان کی شہرت پہلے نام سے ہی باقی رہی۔ یہ جب کبھی کسی بیمار کی عیادت کو جاتے اور دروازہ کھٹکھٹاتے' اور گھر والے ان سے پوچھتے کہ دروازہ پر کون ہے تو صرف ابن المزرع سے اپنا تعارف کراتے' تاکہ گھر والے ان کے نام سے بدفالی نہ لیں۔

واقعات ـــــ ۳۰۵ھ

اس سال بادشاہِ رُوم کا سفیر قیدیوں کے تبادلے اور صلح کرانے کے سلسلہ میں آیا وہ بالکل نوجوان تھا اور اس کے ساتھ ان میں ایک بوڑھا شخص' اور بیس غلام بھی تھے۔ بغداد پہنچ کر اس نے یہاں انتہائی حیرت انگیز چیزوں کا مشاہدہ کیا۔ اس طرح پر کہ خلیفہ نے سارے لشکر اور لوگوں کو ایک جگہ مجتمع ہونے کا حکم دیا تا کہ اس طرح ایسی چیزوں کا وہ مشاہدہ کر دے جن سے دشمنانِ اسلام کے دل میں ڈر بیٹھ جائے۔

چنانچہ اس نے سارے لشکر کو اکٹھا کیا' جن کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی' جن میں سوار اور پیدل بھی تھے۔ یہ تعداد ان فوجیوں کے ماسوا تھی جو سارے ملک اور اطراف و جوانب میں مامور تھی۔ یہ سب کے سب پورے ہتھیاروں کے ساتھ سجے ہوئے تھے۔ خلیفہ کے خاص غلاموں کی تعداد سات ہزار تھی جن میں چار ہزار سفید اور تین ہزار سیاہ تھے۔ یہ لوگ بھی انتہائی قیمتی لباسوں' اسلحوں اور زیوروں کے ساتھ مزین تھے۔ پہرہ دار بھی اس وقت سات سو تھے۔ دجلہ کے کنارے کے آبی پرندے اور دوسرے جانور زیب اور کرمات وغیرہ بھی نمائش کے لیے کافی تعداد میں تھے۔

وہ سفیر جیسے ہی دار الخلافہ پہنچا' خوفزدہ ہو گیا۔ ان تیاریوں کو دیکھ کر اسے سخت گھبراہٹ ہوئی۔ اتنا زیادہ لاؤلشکر سج دھج سامان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' اندر جاتے ہوئے وہ جب دربان کے پاس سے گزرا' تو اس نے اسی کو خلیفہ سمجھ لیا۔ تب اسے بتایا گیا کہ یہ تو دربان ہے۔ آگے بڑھ کر وہ جب وزیر کے قریب پہنچا' تو اس کے شاندار لباس و پوشاک اور سج دھج کو دیکھ کر اسے خلیفہ تصور کر لیا۔ اس وقت بھی اسے بتایا گیا کہ یہ وزیر ہے۔

دار الخلافہ کو اس شاندار طریقہ سے سجایا گیا تھا کہ اس کی نظیر کبھی سنی نہیں گئی تھی' کیونکہ اس میں پردے ہی تو تیس ہزار آٹھ تھے۔ جن میں ساڑھے دس ہزار پردے سنہرے کام کئے ہوئے تھے۔ اور اس میں بیس ہزار دو ایسے فرش بچھائے گئے تھے' جو اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں بھی نہیں آئے تھے۔ اور دو طرح کے اس میں وحشی جانور بھی تھے۔ ایک طرح کے تو وہ جانور تھے جو انسانوں سے مانوس ہو کر لوگوں کے ہاتھوں سے اطمینان سے کھا پی لیتے تھے' اور ایک سو خاص درندے وحشی جانور تھے۔ پھر اسے مصنوعی باغ میں لے جایا گیا۔ وہ زمین کا ایک ایسا حصہ تھا' جس میں صاف و شفاف پانی بہہ رہا تھا۔ اس پانی کے بیچ میں سونے اور چاندی کے بنائے ہوئے درخت تھے' جن میں اٹھارہ شاخیں تھیں۔ ان میں سے اکثر سونے کی تھیں' اور ان شاخوں میں گچھے اور سونے' چاندی کے رنگین پتے اور موتی اور یاقوت بھی لگے ہوئے تھے اور ان کے اوپر سے پانی کے جھڑنے گرنے کی وجہ سے ایک خاص قسم کی آواز نکل رہی تھی۔ اور جس طرح دوسرے درخت ہلتے ہیں یہ بھی پورے کے پورے ہل رہے تھے' جس سے دیکھنے والوں کو ایک خاص قسم کی دہشت پیدا ہوتی تھی۔ اس کو اس جگہ پہنچایا گیا جس کا نام ان لوگوں نے فردوس رکھا تھا۔ اس

میں ایسے ایسے بستر ے اور اسباب و آلات موجود تھے' جن کی تعداد کی بہتات اور حسن کی زیادتی کا بیان بھی محال ہے اور اس کی چوکھٹوں پر اٹھارہ ہزار سونے کے کام کی ہوئی زرہیں پڑی ہوئی تھیں۔

وہ شخص جس جگہ سے بھی گزرتا اس سے دہشت ہوتی اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں۔ اس طرح چلتے ہوئے وہ اس جگہ پہنچا جہاں خلیفہ المقتدر آبنوس کے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے' جس پر دیباج وریشم کے ایسے فرش بچھے ہوئے تھے جن پر سنہرے کام بنے ہوئے تھے' اور تخت کی دائیں جانب اور بائیں جانب سترہ سترہ قیمتی جواہر کے تھے۔ ان میں کا ہر گوہر ایسا چمکدار تھا' جس کی روشنی دن کی روشنی سے زائد تھی۔ ان میں کا ہر ایک انمول اور اس کا خریدنا ناممکن تھا۔ یہاں پہنچ کر اس سفیر اور اس کے ساتھیوں کو خلیفہ سے سو ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا کر دیا گیا۔ وزیر علی بن محمد بن الفرات خلیفہ کے پاس کھڑا تھا' اور ایک مترجم وزیر کے قریب تھا۔ وزیر اس مترجم سے مخاطب ہوتا اور مترجم اس سفیر اور اس کے ساتھی سے کہتا' جب ان کی گفتگو سے فراغت ہوگئی' تو خلیفہ نے ان لوگوں کو خلعت پہنایا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس سقرق دیئے' جن میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ ہزار درہم تھے' اس کے بعد خلیفہ کے پاس سے انہیں باہر لایا گیا' دارالخلافہ کے بقیہ مقامات دکھائے گئے۔ اور دجلہ کے کناروں کی سیر کرائی گئی' جہاں ہاتھی' زرافہ' درندے اور چیتے وغیرہ تھے۔ دجلہ کا ایک کنارہ دارالخلافہ کے اندرونی حصہ میں بھی تھا۔ یہ سرگزشت اس سال کے انتہائی عجیب واقعات میں سے ہے۔ اس سال الفضل الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال وفات پانے والوں میں مشہور حضرات یہ ہیں:

محمد بن احمد ابوموسیٰ:

النحوی الکوفی' جو الحافظ کے نام سے مشہور ہے' چالیس برس تک ثعلب کی شاگردی میں رہے' اور ان کے حلقہ میں ان کی قائم مقامی کی۔ غریب الحدیث' خلق الانسان' الوحوش والبنات نامی کتابیں تصنیف کیں۔ دیندار اور نیک تھے۔ ان سے ابوعمر الزائد نے روایت کی ہے۔

اس سال ماہِ ذوالحجہ میں بغداد میں وفات پائی' اور باب التین میں مدفون ہوئے۔

عبداللہ بشرویہ الحافظ' عمران بن مجاشع' ابوخلیفہ الفضل بن الحباب' قاسم بن زکریا بن یحییٰ المطرز المقری جو ثقہ اور ثبت محدثین میں سے ایک تھے۔ انہوں نے ابوکریب' سوید بن سعید سے روایت حاصل کی' ان سے الخلدی اور ابوالجعانی نے روایت کی ہے' اور بغداد میں وفات پائی ہے۔

واقعات ـــــ ۳۰۶ھ

اس سال محرم کی پہلی تاریخ کو وہ شفا خانہ جسے خلیفہ المقتدر کی محترم والدہ نے بنوایا تھا' اس کا باضابطہ افتتاح کیا گیا' اور سنان بن ثابت کو اس کا ذمہ دار بنا کر دوسرے حکماء' خدام اور کارندے مقرر کیے گئے۔ اس کا ماہوار خرچ چھ سو دینار تھا' اور سنان ہی نے خلیفہ کے سامنے اس کے بنوانے کا اشارہ کیا تھا' جسے اس نے قبول کر لیا تھا' اور اس کا نام مقتدری رکھا گیا تھا۔ ان ہی دنوں صوائف کے امراء کی طرف سے رومی شہروں کے قلعوں کے مفتوح ہونے کی مبارک خبریں پہنچیں۔

اس سال عوام کو دہلانے والی منحوس غلط خبر مقتدر کی وفات کی ملی تو خلیفہ نے عوام کو دکھانے اور مطمئن کرنے کے لیے بڑے لشکر کو لے کر روانہ ہوا اور ثریا تک پہنچ کر باب العامہ کے پاس سے وہاں کافی دیر تک کھڑا رہ کر واپس آیا۔ اس طرح فتنہ دب گیا اور سکون ہو گیا۔

اسی سال مقتدر نے حامد بن العباس کو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور اسے خلعت سے نوازا۔ اور اپنی ذمہ داری سے اس سے کنارہ کیا اور اس کی خدمت گاری کے لیے چار سو خدام دیئے۔ کچھ دنوں تک وقت گزرا' لیکن جب ذمہ داریوں کی ادائیگی میں اس سے عاجزی ظاہر ہونے لگی' تو اس کی مدد کے لیے علی بن عیسیٰ کو مقرر کر دیا' تاکہ اچھی طرح کام انجام دے سکے۔ یہ ابوعلی بن مقلہ ان لوگوں میں سے تھا جو حامد بن العباس وزیر کے فرامین لکھا کرتے تھے۔ پھر پوری ذمہ داری علی بن عیسیٰ کو سپرد کر دی گئی۔ اس کے ایک سال بعد اسی کو مستقل طور پر وزیر بنا دیا گیا۔

اسی سال مقتدر کی والدہ قہرمانہ نے ہر جمعہ کو اس جگہ کھلی کچہری لگانے کا اعلان کیا' جہاں اس نے اپنی قبر پہلے سے بنوا رکھی تھی۔ تاکہ وہ ان مظالم اور شکایات کا انتظام کرے جو اس تک پہنچیں۔ اپنے وہ عام اجلاس کے وقت قاضیوں اور فقہیوں کو بھی موجود رکھتی تھی۔

اس سال بھی الفضل الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال وفات پانے والوں میں یہ حضرات ہیں:

ابراہیم بن احمد بن الحارث:

ابوالقاسم الکلابی الشافعی' انہوں نے حارث بن مسکین وغیرہ سے احادیث سنیں۔ بہت نیک تھے۔ مذہب شافعی کے فقیہ تھے۔ تنہائی اور خاموشی پسند کرتے تھے۔ اس سال ماہ شعبان میں وفات پائی۔

احمد بن الحسن:

صوفی' حدیث کے ان مشائخ میں سے ایک تھے جو زیادہ روایتیں کرنے والے' اور زیادہ عمر پانے والے تھے۔

احمد بن عمر بن سریج:

ابوالعباس شیراز کے قاضی' انہوں نے تقریباً چار سو کتابیں تصنیف کیں۔ شافعیہ کے اماموں میں سے ایک تھے۔ ان کا لقب الباز الاشہب تھا۔ ابوالقاسم الانماطی اور اصحاب شافعیؒ جیسے مزنی وغیرہ سے علم فقہ حاصل کیا اور ان سے ساری دنیا میں مذہب شافعی پھیل گیا۔ ہم نے ان کے حالات کا ذکر ''الطبقات'' میں کیا ہے۔ اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں ستاون سال اور چھ مہینے کی عمر پاکر وفات پائی۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ سوموار کے دن پچیسویں ربیع الاوّل کو ستاون برس کی عمر پاکر وفات پائی ہے۔ ان کی قبر کی زیارت کو لوگ آتے رہتے ہیں۔

احمد بن عیسیٰ:

ابوعبداللہ الجلاد بغدادی۔ شام میں سکونت اختیار کی۔ ابوتراب النخشبی اور ذوالنون مصریؒ کی شاگردی میں رہے۔

ابونعیم نے ان کی زبانی ان کا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس وقت جبکہ میں جوان تھا' میں نے اپنے والدین سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اللہ عزوجل کو ہبہ کردیں' تو انہوں نے کہا جاؤ میں نے ہبہ کیا۔ اس کے بعد میں وہاں سے رخصت ہو گیا اور زمانہ دراز تک غائب رہا۔ آخر ایک رات عشاء کے وقت' جبکہ زوردار بارش ہو رہی تھی' اپنے شہر میں پہنچ کر میں نے اپنے گھر کے دروازہ کو کھٹکھٹایا' تو ان دونوں نے پوچھا' کون ہے؟ میں نے کہا' میں آپ لوگوں کا فلاں لڑکا ہوں۔ ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہاں ہمارا ایک لڑکا تھا جسے ہم نے اللہ پاک کو ہبہ کر دیا ہے اور چونکہ ہم لوگ عربی ہیں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔ بالآخر انہوں نے ہمارے لیے دروازہ نہیں کھولا۔

الحسن بن یوسف:

بن اسماعیل بن حماد بن زید' قاضی ابویعلیٰ' جو کہ قاضی ابوعمر محمد بن یوسف کے بھائی تھے' ان کو اردن کے قاضی کے عہدہ پر مامور کیا گیا۔

عبداللہ بن احمد:

بن موسیٰ بن زیاد ابومحمد الجوالیقی القاضی' جو کہ ابدان الاہوازی سے مشہور ہیں۔ سن دوسوسولہ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی' حافظ اور ثبت محدثین میں سے ایک تھے' ایک لاکھ احادیث یاد کی تھیں۔ شائخ اور ابواب کو اکٹھا کیا تھا۔ انہوں نے ہدبہ کامل بن طلحہ وغیرہ سے روایت حدیث کی اور ان سے ابن صاعد اور محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

محمد بن بابشاذ:

ابوعبیداللہ البصری بغداد میں رہے اور وہیں عبیداللہ بن معاذ العنبری اور بشر بن معاذ العقدی وغیرہما سے رواہت حدیث

کی۔ ان کی مرویات میں غریب اور منکر احادیث بھی ہیں‘ اسی سال ماہ شوال میں وفات پائی۔

محمد بن الحسین:

بن شہریار ابوبکر القطان اصلاً بلخ کے تھے۔ فلاس اور بشر بن معاذ سے روایت کی ہے اور ان سے ابوبکر الشافعی اور محمد بن عمر الجعانی نے روایت کی ہے۔ ابن ناجیہ نے ان کی تکذیب کی ہے اور دارقطنی نے کہا‘ ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

محمد بن خلف:

بن حیان بن صدقہ بن زیاد ابوبکر الضبی القاضی جو وکیع کے نام سے مشہور تھے۔ عالم‘ فاضل‘ اور لوگوں کے حالات کے عالم‘ فقیہ‘ قاری‘ اور نحوی بھی تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں جن کی کتاب عدد آی القرآن بھی ہے۔ اہواز کے قاضی تھے۔ حسن بن عرفہ اور زبیر بن بکار وغیرہ سے حدیثیں بیان کی ہیں۔ اور ان سے احمد بن کامل اور ابوعلی الصواف وغیرہما نے روایت کی ہے۔ ان کے عمدہ اشعار میں سے یہ ہیں:

۱۔ اذا ما غدت طلابة العلم تبتغی — من العلم یوما ما یخلد فی الکتب

ترجمہ: جب طالبانِ علم ایسے علم کی تلاش میں گھر سے نکلتے ہیں جو ہمیشہ کتابوں میں باقی رہ جائے۔

۲۔ غدوت بتشمیر وجد علیهم — و محبدنی اذنی و دفترهما قلبی

ترجمہ: تو میں بھی اپنے دامن سمیٹتے ہوئے پوری کوشش کے ساتھ جاتا ہوں‘ اس انداز سے کہ میری دوات میرے کان اور اس کا رجسٹر میرا قلب ہوتا ہے۔

منصور بن اسماعیل:

بن عمر ابوالحسن الفقیر شافعیہ کے اماموں میں سے ایک تھے۔ اپنے مذہب سے متعلق کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی کتاب الشعر الحسن بھی ہے۔

ابن الجوزیؒ نے کہا ہے کہ یہ اپنے اشعار میں اپنی شیعیت کو ظاہر کیا کرتے تھے۔ یہ پہلے ایک فوجی تھے‘ مگر بعد میں آنکھ خراب ہوگئی‘ اس لیے رملہ میں رہنے لگے‘ پھر مصر آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

ابونصر المحب:

صوفیہ کے مشائخ میں سے ایک تھے۔ ان میں شرافت‘ سخاوت اور سرووت کا مادہ بھرپور تھا۔ ایک سائل کے پاس سے گزرے جو کہہ رہا تھا‘ آپ کے پاس میرے لیے سفارشی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سنتے ہی انہوں نے اپنی نصف تہبند پھاڑ کر اسے دے دی۔ پھر دو قدم چل کر لوٹے اور وہ دوسرا ٹکڑا بھی اسے دے دیا اور کہا یہ حقیر شے بھی لے لو۔

واقعات ــــــ ۳۰۷ھ

اس سال کرخ کے علاقہ باقلانتین میں بھیانک آگ لگی' جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے اور اس سال ماہ ربیع الآخر میں کرخ کے ڈیڑھ سو قیدیوں کو لے آ کر آئے جنہیں امیر بدر الحمانی نے آزاد کرایا تھا۔ ذوالقعدہ کے مہینے میں ایک بہت چمکدار اور بہت بڑا تارہ ٹوٹ کر گرا' جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اور اس کے ٹکڑے ہونے کے بعد زبردست دل دہلانے والی کڑک سنائی دی۔ حالانکہ بدلی وغیرہ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

اور ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال قرامطہ نے بصرہ میں بزور داخل ہو کر زبردست فساد برپا کیا۔

اس سال حامد بن العباس کو وزارت سے سبکدوش کر کے ابوالحسن بن الفرات کو تیسری بار وزارت پیش کی گئی۔ اس سال عوام قید خانوں کے دروازے توڑ کر تمام قیدیوں کو باہر نکال لائے۔ لیکن پولیس نے فرداً فرداً ہر ایک کو پکڑ کر پھر جیل خانہ میں لوٹا دیا۔ اس سال ام موسیٰ قہرمانہ کے بھائی احمد بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن علی بن المثنیٰ:

ابو یعلی الموصلی' مسند مشہور کے جامع امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے طبقہ کے لوگوں کے احادیث کی روایت کی۔ حافظ حدیث اور بہترین تصنیف کرنے والے۔ اپنی مرویات میں عادل تھے۔ جن روایات کی تحدیث کرتے ان کو اچھی طرح محفوظ رکھتے تھے۔

اسحاق بن عبداللہ:

بن ابراہیم بن عبداللہ بن مسلمۂ ابو یعقوب البزار الکوفی' طلب حدیث میں شام اور مصر کا سفر کیا۔ بہت سی احادیث جمع کیں' ایک مسند کی تصنیف کی' بغداد کو اپنا وطن بنایا۔ محدثین کے نزدیک یہ ثقات میں سے تھے۔ ابن المظفر الحافظ سے روایت کی ہے۔ بغداد تشریف لائے۔ اور ان سے حفاظ حدیث میں سے طبرانی اور رازی وغیرہما نے روایت کی ہے۔ ثقہ' حافظ اور عارف تھے۔ اسی سال حلب میں وفات پائی۔

زکریا بن یحییٰ الساجی:

الفقیہ المحدث' سنت اور حدیث میں ابوالحسن الاشعری کے شیخ تھے۔

علی بن سہل بن الازہر:

ابوالحسن الاصبہانی' پہلے تو یہ بہت زیادہ دنیا دار تھے۔ مگر بعد میں زاہد و عابد ہو گئے تھے' مسلسل کئی کئی دن کچھ نہیں کھاتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے' اللہ عزوجل کے شوق نے مجھے کھانے پینے سے غافل کر دیا ہے۔ کہا کرتے تھے کہ لوگ جس طرح بیماریوں اور آفتوں سے مرتے ہیں' میں اس طرح نہیں مروں گا۔ وہ تو میں جب چاہوں گا' دعا مقبول ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک مرتبہ وہ کسی جماعت میں بیٹھے تھے' اچانک لبیک کہا اور وفات پا گئے۔

محمد بن ہارون:

الرویانی۔ مسند کے جامع۔ ابن دریج العکبری۔ الہیثم بن خلف۔

واقعات — ۳۰۸ھ

بغداد میں اس سال غلہ کی سخت گرانی ہوئی' جس کی وجہ سے وہاں کے عوام تڑپنے لگے' اور حامد بن العباس کے گھر کا محاصرہ کر لیا کیونکہ اس نے غلہ کا خلیفہ سے ٹھیکہ لیا تھا' اور اس بناء پر وہاں اس قدر گرانی ہوگئی تھی۔ انہوں نے جمعہ کے دن خطیب جمعہ کے خلاف بھی ہنگامہ آرائی کر کے اسے خطبہ دینے سے روک دیا' منبر کو بھی توڑ دیا' پولیس والوں کو قتل کیا' دریا کے بہت سے پلوں کو توڑ دیا۔ اس لیے خلیفہ نے عوام کے قتل کا حکم دیا۔ پھر حامد بن العباس سے کیے ہوئے ٹھیکیداری کے معاہدے کو منسوخ کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں گرانی میں کمی آ گئی۔ اور کر[1] غلہ پانچ دینار سے بھی کم میں فروخت ہونے لگا۔ تب لوگوں کے دل خوش ہوئے' اور ان میں سکون آ گیا۔

اس سال ماہ تموز (جولائی) کی سخت گرمی میں اچانک اتنی زیادہ ٹھنڈک پڑنے لگی کہ لوگ چھتوں سے اُتر گئے' اور اپنی لحافیں اور گرم کپڑے نکالنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اسی سال سردی کے موسم میں لوگوں کو بلغم نکلنے کا مرض ہو گیا کیونکہ اس موقع پر شدت کی سردی بڑھ گئی تھی۔ یہاں تک کہ ٹھنڈ سے کھجوروں کے باغات کو بھی سخت نقصان پہنچا۔ اس سال احمد بن العباس قہرمانہ کے بھائی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابراهيم بن سفيان الفقيه:

صحیح مسلم کی روایت مسلم سے کی ہے۔

---

[1] ایک کُر = ۱۲ وسق۔ ایک وسق = ۶۰ صاع۔ ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر۔

علی بن سہل بن الازہر:

ابوالحسن الاصبہانی' پہلے تو یہ بہت زیادہ دنیادار تھے۔ مگر بعد میں زاہد و عابد ہو گئے تھے' مسلسل کئی کئی دن کچھ نہیں کھاتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے اللہ عزوجل کے شوق نے مجھے کھانے پینے سے غافل کر دیا ہے۔ کہا کرتے تھے کہ لوگ جس طرح بیماریوں اور آفتوں سے مرتے ہیں' میں اس طرح نہیں مروں گا۔ وہ تو میں جب چاہوں گا' دعا مقبول ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک مرتبہ وہ کسی جماعت میں بیٹھے تھے' اچانک لبیک کہا اور وفات پا گئے۔

محمد بن ہارون:

الرویانی۔ مسند کے جامع۔ ابن دریج العکبری۔ الہیثم بن خلف۔

واقعات ـــ ۳۰۸ھ

بغداد میں اس سال غلہ کی سخت گرانی ہوئی' جس کی وجہ سے وہاں کے عوام تڑپنے لگے' اور حامد بن العباس کے گھر کا محاصرہ کرلیا کیونکہ اس نے غلہ کا خلیفہ سے ٹھیکہ لیا تھا' اور اس بناء پر وہاں اس قدر گرانی ہوگئی تھی۔ انہوں نے جمعہ کے دن خطیب جمعہ کے خلاف بھی ہنگامہ آرائی کر کے اسے خطبہ دینے سے روک دیا' منبر کو بھی توڑ دیا' پولیس والوں کو قتل کیا' دریا کے بہت سے پلوں کو توڑ دیا۔ اس لیے خلیفہ نے عوام کے قتل کا حکم دیا۔ پھر حامد بن العباس سے کیے ہوئے ٹھیکیداری کے معاہدے کو منسوخ کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں گرانی میں کمی آ گئی۔ اور کر[1] غلہ پانچ دینار سے بھی کم میں فروخت ہونے لگا۔ تب لوگوں کے دل خوش ہوئے' اور ان میں سکون آ گیا۔

اس سال ماہ تموز (جولائی) کی سخت گرمی میں اچانک اتنی زیادہ ٹھنڈک پڑنے لگی کہ لوگ چھتوں سے اُتر گئے' اور اپنی لحافیں اور گرم کپڑے نکالنے پر مجبور ہو گئے۔ اور اسی سال سردی کے موسم میں لوگوں کو بلغم نکلنے کا مرض ہوگیا کیونکہ اس موقع پر شدت کی سردی بڑھ گئی تھی۔ یہاں تک کہ ٹھنڈ سے کھجوروں کے باغات کو بھی سخت نقصان پہنچا۔ اس سال احمد بن العباس قہرمانہ کے بھائی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابراهيم بن سفيان الفقيه :

صحیح مسلم کی روایت مسلم سے کی ہے۔

---

[1] ایک کرُ = ۱۲ وسق۔ ایک وسق = ۶۰ صاع۔ ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر۔

واقعات ـــــ ۳۰۷ھ

اس سال کرخ کے علاقہ باقلانیین میں بھیانک آگ لگی، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے اور اس سال ماہ ربیع الآخر میں کرخ کے ڈیڑھ سو قیدیوں کو لے آ کر آئے جنہیں امیر بدر الحمانی نے آزاد کرایا تھا۔ ذوالقعدہ کے مہینے میں ایک بہت چمکدار اور بہت بڑا تارہ ٹوٹ کر گرا، جس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے۔ اور اس کے ٹکڑے ہونے کے بعد زبردست دل دہلانے والی کڑک سنائی دی۔ حالانکہ بدلی وغیرہ کا نام ونشان بھی نہ تھا۔

اور ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال قرامطہ نے بصرہ میں بزور داخل ہو کر زبردست فساد برپا کیا۔

اس سال حامد بن العباس کو وزارت سے سبکدوش کر کے ابوالحسن بن الفرات کو تیسری بار وزارت پیش کی گئی۔ اس سال عوام قید خانوں کے دروازے توڑ کر تمام قیدیوں کو باہر نکال لائے۔ لیکن پولیس نے فرداً فرداً ہر ایک کو پکڑ کر پھر جیل خانہ میں لوٹا دیا۔ اس سال ام موسیٰ قہرمانہ کے بھائی احمد بن العباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن علی بن المثنیٰ:

ابویعلی الموصلی، مسند مشہور کے جامع امام احمد بن حنبلؒ اور ان کے طبقہ کے لوگوں کے احادیث کی روایت کی۔ حافظ حدیث اور بہترین تصنیف کرنے والے۔ اپنی مرویات میں عادل تھے۔ جن روایات کی تحدیث کرتے ان کو اچھی طرح محفوظ رکھتے تھے۔

اسحاق بن عبداللہ:

بن ابراہیم بن عبداللہ بن مسلمہ، ابویعقوب البزار الکوفی، طلب حدیث میں شام اور مصر کا سفر کیا۔ بہت سی احادیث جمع کیں، ایک مسند کی تصنیف کی، بغداد کو اپنا وطن بنایا۔ محدثین کے نزدیک یہ ثقات میں سے تھے۔ ابن المظفر الحافظ سے روایت کی ہے۔ بغداد تشریف لائے۔ اور ان سے حفاظ حدیث میں سے طبرانی اور رازی وغیرہما نے روایت کی ہے۔ ثقہ، حافظ اور عارف تھے۔ اسی سال حلب میں وفات پائی۔

زکریا بن یحییٰ الساجی:

الفقیہ المحدث، سنت اور حدیث میں ابوالحسن الاشعری کے شیخ تھے۔

احمد بن الصلت:

بن المغلس ابو العباس الحمانی' جو احادیث کے وضع کرنے والوں میں سے ایک تھے۔ انہوں نے اپنے ماموں جبارہ بن المغلس' ابو نعیم' مسلم بن ابراہیم' ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو عبید القاسم بن سلام وغیرہم سے روایت کی ہے' انہوں نے ساری حدیثیں ابو حنیفہ اور دوسروں کے فضائل میں گھڑی ہیں' اور یحییٰ بن معین' علی بن المدینی اور بشر بن الحارث سے جتنی روایتیں ذکر کی ہیں وہ سب جھوٹی ہیں۔ ابو الفرج بن جوزی نے کہا ہے کہ محمد سے محمد بن ابی الفوارس نے کہا ہے کہ احمد بن الصلت حدیثیں وضع کرتے تھے۔

اسحاق بن احمد الخزاعی، المفضل الجندی، عبدالله بن محمد بن وهب الدینوری، عبدالله بن ثابت بن یعقوب، ابو عبدالله، المقری، النحوی، التوزی نے بغداد میں سکونت اختیار کی۔ عمرو بن شبہ سے روایت کی اور ان سے ابو عمرو بن السماک نے روایت کی ہے۔

ان کے عمدہ اشعار میں سے یہ ہیں:

۱۔ اذا لم تکن حافظا واعیًا   فعلمك فی البیت لا ینفع

ترجمہ: جبکہ تم اپنے علم کو یاد رکھنے والے اور حفاظت کرنے والے نہ ہو۔ تو تمہارا گھر میں رکھا ہوا علم تم کو نفع نہیں پہنچائے گا۔

۲۔ و تحضر بالجهل فی مجلس   و علمك فی الکتب مستودع

ترجمہ: اور تم مجلس میں جہالت کے ساتھ حاضر رہو اور تمہارا علم کتابوں میں امانت رکھا ہوا ہو۔

۳۔ و من یك فی دهره هکذا   یکن دهرهٔ القهقری یرجع

ترجمہ: اور جو شخص زمانہ میں اس طرح رہے گا اُس کا زمانہ اُلٹے پاؤں لوٹتا رہے گا۔

واقعات ـــ ۳۰۹ھ

اس سال بغداد کے آس پاس علاقوں میں ایک زندیق کے سبب سے ایک زبردست آگ لگ گئی' اس لیے کہ اسے قتل کر دیا گیا تھا تو اس علاقوں کے لوگوں نے بہت سے علاقوں میں آگ کی ہولی کھیلی' نتیجہ میں بے شمار انسان ہلاک ہو گئے۔

اس سال جمادی الاولیٰ میں المقتدر نے مونس خادم کو مصر اور شام کے شہروں کا ذمہ دار بنا دیا' اس کا لقب مظفر رکھا' اور خطوط کے ذریعہ تمام علاقوں میں اس کی خبر پہنچا دی۔

اِس سال ماہِ ذی القعدہ میں ابوجعفر محمد بن جریر الطبری عیسیٰ بن علی وزیر کے گھر پر حنابلہ سے ایسے مسائل میں مناظرہ کے لیے آئے تھے' جن میں ان لوگوں نے ان پر اعتراض کیے تھے' لیکن ان میں سے ایک بھی حاضر نہ ہوا۔

اس سال حامد بن العباس وزیر نے خلیفہ کو وہ باغ پیش کیا جس کو اس نے بنوایا تھا اور اس کا نام الناعورہ رکھا تھا۔ جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی۔ اس کی رہائشی جگہوں میں مختلف قسم کے قیمتی فرش لگائے گئے تھے۔

حسین بن منصور کے قتل کا معاملہ:

اس سال حسین بن منصور حلاج کے قتل کا معاملہ پیش آیا' یہاں پر ہم اس کے حالات' واقعات' کیفیت قتل کو مختصر طور پر بیان کریں گے۔ اپنے مقصد کو بہت ہی انصاف' دیانتداری کے ساتھ واضح کریں گے' جن میں ان کے خلاف کوئی غلط بیانی' ظلم اور زیادتی کو نہ آنے دیں گے۔

حلاج کی سوانح:

ہم اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ جو بات انہوں نے نہ کہی ہو وہ ہم کہیں۔ یا ان کے قول اور فعل میں ان کی طرف غلط طریقے سے منصوب کریں۔ تفصیل یہ ہے:

نام الحسین بن منصور بن محمی الحلاج ابومغیث' یا عبداللہ ہے۔ ان کے دادا مجوسی تھے اور ان کا نام محمی تھا' ملک فارس کے ''بیضا'' شہر کے باشندہ تھے۔ یہ تستر یا واسط میں جوان ہوئے' بغداد میں آئے اور مکہ مکرمہ سے آمد و رفت قائم کی' خواہ موسم سردی کا ہوتا یا گرمی کا وہاں ہمیشہ صحن مسجد کے بیچ میں رہتے۔ کئی سال تک وہاں اسی طرح رہے' اپنے نفس کے ساتھ بہت زیادہ ریاضت اور مجاہدہ کرتے رہے۔ مسجد حرام کے صحن میں کھلے آسمان کے نیچے رہتے۔ افطار کے وقت دو ایک نوالہ کھا کر چند گھونٹ پانی پر اکتفا کر لیتے۔ یہ عمل برسہا برس جاری رکھا۔ اور سخت گرمی میں ابوقبیس پہاڑ کے ٹیلہ پر بیٹھے رہنے کی عادت ڈال لی تھی۔ مشائخ صوفیہ' مثلاً جنید بن محمد' عمرو بن عثمان المکی اور ابوالحسین النوری کی صحبت میں رہا کرتے۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ ان کے بارے میں صوفیائے کرام کی رائیں مختلف ہیں ان میں سے اکثر کی رائے یہ

ہے کہ یہ ان مشائخ کی صحبت میں بالکل نہیں رہے۔ اور ان میں انہیں شمار بھی نہیں کرتے۔ لیکن متقدمین صوفیاء مثلاً ابو العباس بن عطاء البغدادی محمد بن خفیف الشیرازی اور ابراہیم بن محمد النصرآبادی النیسابوری نے انہیں صوفیاء میں قبول کیا ہے اور ان کے حالات کی تصحیح کی' اور ان کے کلام کو اکٹھا کیا۔ یہاں تک کہ ابن خفیف نے کہا ہے کہ حسین بن منصور بڑے عالم' اور اللہ والے تھے۔

اور ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہا ہے جن کا نام محمد بن الحسین تھا کہ میں نے ابراہیم بن محمد بن النصرآبادی سے سنا ہے اس وقت جبکہ انہوں نے روح کے بارے میں حلاج کی کوئی بات نقل کی تو کسی نے ان کو کچھ جھڑکا تھا تو اس سے کہا کہ اگر نبیوں اور صدیقوں کے بعد کوئی موحد ہے تو وہ حلاج ہی ہے۔

اور ابوعبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ میں نے منصور بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے شبلی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں اور حسین بن منصور ایک ہی ہیں' فرق یہ ہے کہ وہ دل کی بات ظاہر کر دیتے ہیں لیکن میں چھپائے رکھتا ہوں۔

دوسری روایت سے شبلی سے مروی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ جب انہوں نے حلاج کو سولی کے تختہ پر دیکھا تو اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگے' کیا میں تم کو لوگوں کے سامنے اظہارِ حقیقت سے منع نہیں کرتا تھا۔

اور خطیب نے کہا ہے کہ صوفیائے کرام میں سے جن لوگوں نے ان کی حقانیت کی نفی کی ہے وہ منصور کے کاموں کو شعبدہ کی طرف اور ان کے عقیدہ اور خیالات کو بددینی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ لوگ آج تک ان کو ان ہی باتوں کی طرف منسوب کرتے اور اس میں مبالغہ آرائی سے بھی کام لیتے ہیں۔ یہ حلاج اپنی گفتگو میں بہت شیریں زبان تھے اور ان کے اشعار صوفیہ کے طریقہ پر ہوا کرتے تھے۔ اس بارے میں میری رائے یہ ہے کہ حلاج کے قتل کے بعد سے ہی آج تک ان کے بارے میں مختلف خیالات رکھتے ہیں' فقہاء نے بہت سے علماء اور آئمہ کا ان کے قتل کرنے کے بارے میں اجماع نقل کیا ہے اور یہ کہ وہ حالت کفر میں قتل کیے گئے ہیں اور یہ کہ وہ کافر' جھوٹے' منگھڑت باتیں کرنے والے اور شعبدہ باز تھے۔ اور اکثر صوفیاء نے بھی ان کے بارے میں اسی قسم کی باتیں کی ہیں۔ اور ان کی دوسری جماعت نے جیسا پہلے کہہ چکے ہیں کہ ان کے بارے میں گول باتیں کی ہیں۔ اور ان کے ظاہر نے ان لوگوں کو دھوکہ میں رکھا ہے اور نہ ان کے باطنی قول یا عمل کی ان کو اطلاع ہو سکی ہے' کیونکہ یہ منصور اپنی ابتدائی زندگی میں عبادت گزار' اہل وعیال والے اور اہل سلوک میں سے تھے' لیکن وہ عالم نہ تھے' اور نہ ہی انہوں نے اپنی باتوں اور حالات کو اللہ سے ڈرنے اور اس کی رضامندی حاصل کرنے پر مبنی کیا ہے۔ اسی بناء پر ان کی تخریب کن کام اصلاحی باتوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔

اس بناء پر سفیان بن عیینہ نے کہا ہے کہ ہمارے علماء میں سے جس نے فساد کا کام کیا اس میں یہودی سے زیادہ مشابہت ہے اور ہمارے عوام میں سے جس نے فساد کا کام کیا' اس میں نصاریٰ سے مشابہت ہے۔ اسی بناء پر حلاج کے قلب پر حلول اور اتحاد کا خیال لاحق ہو گیا۔ اس لیے وہ انحلال اور انحراف کرنے والوں میں سے ہو گیا۔

اور دوسرے ذریعہ سے ان سے منقول ہے کہ ان کے حالات اُلٹ پلٹ ہوتے رہے اور مختلف شہروں میں چکر لگاتے

رہے اور وہ ان تمام باتوں کے باوجود لوگوں میں یہ ظاہر کرتے رہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوت کرنے والوں میں سے ہیں۔

اور تحقیق سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ یہ ہندوستان جا کر وہاں سے جادو سیکھ کر آیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس عمل کے ذریعے میں لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہے' اور ہندوستان والے اسے مغیث کہہ کر لکھا کرتے ہیں۔ اور خراسان والے منبر کہہ کر خطوط لکھتے' فارس والے ابوعبداللہ الزاہد اور خوزستان والے ابوعبداللہ الزاہد حلاج الاسرار کہا کرتے۔ بغداد کے کچھ لوگ جبکہ یہ ان لوگوں میں موجود ہوتا اسے المصطلم کہتے اور بصرہ والے المحیر کہتے۔

حلاج کہنے کی وجہ:

اس کو حلاج کہنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اہواز والے اس سے اپنے دلوں کی باتیں دریافت کیا کرتے تھے۔

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک دن اس نے کسی دھنیے سے کہا کہ تم جا کر میرے فلاں فلاں کام کر دو اس نے جواب دیا' میں دھنیے کے کام میں مشغول ہوں۔ تو اس نے کہا' تم جاؤ' میں تمہارا کام کرتا ہوں' چنانچہ وہ گیا اور بہت جلد واپس آ گیا' کیا دیکھتا ہے کہ وہاں پر جتنی روئی تھی' اس نے وہ سب دھن کر رکھ دی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ تو تانت کی طرف صرف اشارہ کرتا اور بیج سے روئی علیحدہ ہو جاتی لیکن اس دعویٰ کی صحت' اور اس کی طرف نسبت کرنا قابل غور ہے' اگرچہ اس قسم کی باتیں منسوب ہوتی رہتیں۔ کیونکہ شیاطین اس کے ساتھیوں کی مدد کرتے اور ان کی خدمت کرتے تھے۔ ایک اور وجہ بتائی گئی ہے کہ اس کے والد کا پیشہ روئی دھننے کا تھا اور اس کے حلول کرنے کی دلیل یہ ہے کہ یہ اپنے ابتدائی زمانہ میں ہی بہت سی چیزوں میں ایسے کام کیا کرتا تھا۔ چنانچہ اسی مضمون کے اس کے اشعار بھی ہیں جن میں چند یہ ہیں:

جبلت روحك فی روحی کما یجعل العنبر بالمسك الغنق

ترجمہ: تمہاری روح میری روح کے ساتھ اس طرح ملا کر بنائی گئی ہے جیسا کہ کوئی نماز میں عنبر کو مشک سے ملا کر ایک کر دیتی ہے۔

فاذا مسّك شیء مسّنی و اذا انت انا لا نفترق

ترجمہ: اور جب کوئی چیز تم کو مس کرتی ہے' مجھے بھی مس کرتی ہے اور اب تم ہم ہو گئے اس طرح کہ اب ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔

مزجت روحك فی روحی کما تمزج الخمرة بالماء الزلال

ترجمہ: تمہاری روح میری روح کے ساتھ اس طرح شیر و شکر کر دی گئی ہے جس طرح شراب صاف پانی سے ملا دی گئی ہو۔

فاذا مسّك شیء مسّنی فاذا انت انا فی کل حال

ترجمہ: جب کوئی چیز تم کو مس کرتی ہے تو مجھے بھی مس کرتی ہے' اس وقت ہر حال میں ''من تو شدم تو من شدی'' کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

اور یہ بھی قول ہے:

قد تحققتك في سري فخاطبك لساني

ترجمہ: میں نے تجھے اپنی تنہائی میں تلاش کر لیا تو تم سے میری زبان روبرو ہو کر خطاب کرنے لگی۔

فاجتمعنا لمعان و افترقنا لمحان

ترجمہ: ہم اپنے چند مطلبوں کے لیے اکٹھے ہوئے اور چند مطلبوں کے لیے ہم منتشر ہوئے۔

ان يكن غيبك التعظيم عن لحظ الحيان

ترجمہ: اگر اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کی وجہ سے تمہارا تعظیم کرنا' تم سے دور ہو گیا ہے۔

فلقد صيرك ابوجد من الاحشاء دان

ترجمہ: تو تم کو تمہاری خوشی نے آنتوں سے قریب کر دیا ہے۔

اور جب ابن عطا کے سامنے حلاج کا یہ شعر پڑھا گیا ؎

اريدك لا اريدك للثواب و لكني اريدك للعقاب

ترجمہ: میں تمہاری ملاقات چاہتا ہوں' لیکن حصولِ ثواب کے لیے نہیں بلکہ میں حصولِ عذاب کے لیے چاہتا ہوں۔

و كل ما ربي فدنلت منها سوى ملذوذ و جدى بالعذب

ترجمہ: میں اپنے سارے مقاصد پا چکا ہوں سوائے عذاب کی لذت پانے کی خواہش کے۔

تو ابن عطاء نے کہا' اس خواہش سے فریفتگی کا عذاب اور عاشق کا جنون اور افسوس کی لپٹ زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن جب عشق صاف ہو اور وفا کرنے والا ہو' اس وقت میٹھے چشمے حق کی لگاتار' ہمیشہ بہتے رہنے والی بارش کی طرف چلا جاتا ہے۔

اور ابو عبداللہ بن خفیف کے سامنے جب حلاج کا یہ شعر پڑھا گیا ؎

سبحان من اظهر ناسوته سر سنا لاهوته الثاقب

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ایسے عالم ناسوت یعنی عالم اجسام کو ظاہر کیا' جس نے اس کے عمدہ عالم ناہوت یعنی عالم ذاتِ الٰہی کی چمک کو چھپا دیا ہے۔

ثم بدا في خلقه ظاهرا في صورة الاكل والشارب

ترجمہ: پھر وہ اپنی مخلوق میں بالکل عیاں ہو کر ظاہر ہوا' کھانے اور پینے والے کی صورت میں۔

حتى قد عاينه خلقه كلحظة الحاجب بالحاجب

ترجمہ: یہاں تک کہ اس کی مخلوق نے اس کا واضح طور پر معائنہ کیا ہے' ایک شخص کی آنکھ کا دوسرے کی آنکھ کو دیکھنے کی مانند۔

پس اگر ابن خفیف نے کہا ہے کہ یہ کہنے والے کے اوپر اس کی لعنت ہو اور یہ کہا گیا کہ یہ تو حلاج کے اشعار ہیں تو کہا یہ اس پر بھی محمول ہوگا اور اس کی طرف یہ اشعار بھی منسوب کیے جاتے ہیں

اوشكت تسال عني كيف كنت ○ و ما لاقيت بعدك من هم و حزن

ترجمہ: قریب ہے کہ تم میرے بارے میں یہ دریافت کرو کہ میں کیسا رہا' اور تمہارے بعد میں میں نے کس کس غم اور فکر کو جھیلا ہے۔

لا كنت ان كنت ادري كيف كنت ○ و لا لا كنت ادري كيف لم اكن

ترجمہ: میں نہیں ہوتا اگر میں جان سکتا کہ میں کیسا تھا' اور میں یہ بھی نہیں جان سکتا کہ میں کیوں کر نہیں تھا۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ یہ سمنون کے کہے جاتے ہیں حلاج کے نہیں' اور اس کے اشعار میں یہ بھی ہیں ؎

متى سهرت عيني لخيرك اوبكت ○ فلا اعطيت ما املت و تمنت

ترجمہ: اگر میری آنکھ تیرے غم کی یاد میں جاگے یا روئے تو خدا کرے وہ جو کچھ امید رکھتی ہو یا تمنا کرتی ہو وہ نہ ملے۔

و ان اضمرتُ نفسي سواكِ فلا دكت ○ رياض المنى من و جنتيك و جنت

ترجمہ: اور اگر میں اپنے دل میں تیرے علاوہ کسی اور کو جگہ دوں تو تیرے رخسارے سے امید کے باغ نہ تو کھلیں اور نہ اس کے پھل پھوٹیں۔

اور اس کے اشعار سے یہ بھی ہیں ؎

دنيا تغالطني كانه ○ في لست اعرف حالها

ترجمہ: یہ دنیا مجھے اس طرح مغالطہ میں رکھنا چاہتی ہے گویا کہ میں اس کے احوال بالکل نہیں جانتا ہوں۔

حظر المليك حرامها ○ و انا احتميت حلالها

ترجمہ: بادشاہ نے تو صرف اس کی حرام چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہے' لیکن میں اس کی حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔

فوجدتها محتاجة ○ فوهبت لذتها لها

ترجمہ: تو میں نے خود اس کو محتاج پایا' اس لیے میں نے اس کی لذت اسی کو ہبہ کر دی۔

حلاج اپنے لباس کے استعمال میں بہت زیادہ رنگ بدلا کرتے تھے' کیونکہ یہ کبھی صوفیوں کا لباس پہنتے تو کبھی مفلسوں اور محتاجوں کے کپڑے میں ننگے رہتے۔ کبھی فوجیوں کے لباس اختیار کرتے اور دولت مندوں اور بادشاہوں اور فوجیوں کے ساتھ رہتے۔ ان کے کچھ ساتھیوں نے انہیں کبھی اس حال میں بھی پایا ہے کہ بدن پر پھٹے پرانے کپڑے' ایک ہاتھ میں چھاگل اور دوسرے میں ڈنڈا جس میں نیچے پھل لگا ہوا ہے' اور اِدھر اُدھر گھوم رہے ہیں' دیکھ کر اس سے سوال کیا کہ اے حلاج! یہ کیا صورت بنا رکھی ہے؟ تو ان شعروں میں جواب دیا ؎

لئن امسیت فی ثوبی عدیم لقد بلیا علی حر کریم

ترجمہ: اگر میں ایک مفلس کپڑے میں نظر آ رہا ہوں تو کوئی ملال کی بات نہیں ہے کہ یہ کپڑے ایک شریف آزاد مرد کے بدن پر پرانے ہوئے ہیں۔

فلا یغررك ان ابصرت حالاً مغیرة عن الحال القدیم

ترجمہ: تم کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوا گر تم نے مجھے ایسی صورت میں پایا ہے جو پرانی صورت سے بدلی ہوئی ہے۔

فلی نفس ستتلف او سترتی لعمرك بی امی امر جسیم

ترجمہ: کیونکہ میرا نفس عنقریب یا تو برباد ہو جائے گا یا بلند مرتبہ پر پہنچ جائے گا' تیری زندگی کی قسم! مجھے ایک بہت بڑے معاملہ سے نبٹنا ہے۔

اس کے بہتر کلاموں میں سے ہے جبکہ اس نے کسی سے کہا' تم مجھے کسی ایسی بات کی وصیت کرو جس سے مجھے کوئی فائدہ حاصل ہو' تو اس کو جواب دیا تم اپنے نفس کا پورا پورا خیال رکھو۔ تم نے حق کاموں میں اسے مشغول نہ رکھا تو وہ تم کو راہِ حق سے بے راہ کر دے گا۔ اور اگر کسی دوسرے نے بھی اسے نصیحت کرنے کو کہا تو جواب دیا' اللہ کے ساتھ رہو' اس حد تک جتنا اس نے لازم کیا ہے۔

خطیب نے ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے ان کا یہ مقولہ لکھا ہے کہ تم اگلے اور پچھلے لوگوں کی نصیحتوں کا ماحصل یہ چار باتیں ہیں:

❶ رب جلیل کی صحبت۔

❷ تھوڑے (دنیا) سے دشمنی رکھنا۔

❸ قرآن پاک کی اتباع۔

❹ اچھی حالت (حالت ایمان) سے بدل دیئے جانے کا خوف۔

مگر اس میں میری رائے یہ ہے کہ حلاج نے خود ان میں سے آخری دو باتوں پر صحیح عمل نہیں کیا ہے کہ قرآن پاک کی اس نے اتباع نہیں کی ہے اور دین پر قائم نہ رہا۔ بلکہ ٹیڑھی راہ' بدعت اور گمراہی میں لگ گیا۔ ہم اللہ سے عافیت کی درخواست کرتے ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی نے عمرو بن عثمان مکی سے نقل کیا ہے' کہا ہے کہ اس وقت جبکہ میں مکہ مکرمہ میں کسی گلی میں حلاج کے ساتھ چل رہا تھا' اور میں آہستہ آہستہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ اس وقت میری تلاوت سن کر اس نے کہا' میرے لیے یہ بات بہت آسان ہے کہ میں بھی اس قرآن کی طرح کی عبارتیں کہہ سکوں۔ یہ سن کر میں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

خطیب نے کہا ہے کہ مجھ سے مسعود بن ناصر نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابن باکوا الشیرازی نے کہا ہے کہ میں نے ابو زرعہ طبری کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ حسین بن منصور الحلاج کے بارے میں دو مختلف الخیال ہیں۔ یعنی کچھ تو اسے قبول کرتے

ہیں اور کچھ رد کرتے ہیں۔ لیکن میں نے محمد بن یحییٰ الرازی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے عمرو بن عثمان کو اس پر لعنت بھیجتے اور یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر مجھے اس پر قدرت حاصل ہوتی تو میں اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا۔ میں نے کہا اس شیخ میں تم نے ایسی کون سی خرابی پائی؟ تو کہنے لگے کہ میں قرآن پاک کی ایک آیت تلاوت کر رہا تھا یہ ن کر اس نے کہا میرے لیے یہ بات بہت آسان ہے کہ اس جیسی کتاب لکھ ڈالوں اور اس جیسا کلام کر دوں۔

ابوزرعہ طبری نے کہا کہ میں نے ابو یعقوب الاقطع کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے حسین حلاج کی نیک عملی اور محنت کی خوبی دیکھ کر اپنی لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا۔ مگر کچھ دنوں بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ جادوگر' مکار' خبیث اور کافر بھی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح مکہ مکرمہ میں کیا ہے اور یہی ام الحسین بنت ابی یعقوب الاقطع ہیں اور یہی احمد بن الحسین بن منصور کے لڑکے کی یہ اولاد سے ہیں اور ان کے والد کی سیرت انہوں نے ویسی ہی بیان کی ہے جیسی کہ خطیب کے واسطہ سے بیان کی ہے اور ابوالقاسم القشیری نے اپنے رسالہ کے باب حفظ قلوب المشائخ میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن عثمان حلاج کے پاس اس وقت گئے جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھا اور وہ کاغذات پر کچھ لکھ رہا تھا۔ تو اس سے پوچھا تم یہ کیا کر رہے ہو؟ جواب دیا کہ میں قرآن کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر اس پر بد دعا کر کے آ گئے اور وہ اس کے بعد کبھی خوش نہ رہ سکا۔ اور ابو یعقوب الاقطع کو اس بات پر برا بھلا کہا کہ اس سے اپنی لڑکی کی شادی کیوں کی۔ اور عمرو بن عثمان سارے علاقہ میں خطوط لکھ کر اس پر لعن طعن کر کے لوگوں کو اس حلاج سے محتاط ہو کر رہنے کو کہتے۔ اس کے بعد حلاج شہروں میں مارا مارا پھرنے اور دائیں بائیں ہنگامہ آرائی کرنے لگا' اور لوگوں میں یہ ظاہر کرنے لگا کہ میں اللہ کے راستہ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہوں۔ اور اپنے مقصد میں مختلف حیلے اور بہانے سے کام لینے لگا۔ اور اس کا یہ شیوہ ہو کر رہ گیا۔ بالآخر اللہ نے اپنا عذاب اس پر اس طرح نازل کر دیا جس طرح اس کے ماقبل بارہا مجرم قوموں پر نازل کرتا رہا ہے۔ یعنی شریعت کی تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جو ہمیشہ زندیقوں کے مونڈھوں پر چلتی رہی ہے' اور اللہ اس بات پر بڑا عادل ہے کہ اسے اپنے کسی دوست پر مسلط کر دے آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس نے قرآنِ عظیم پر حملہ کیا اور اس محترم شہر میں رہ کر جہاں جبریل علیہ السلام اسے لے کر آئے تھے۔ اس نے قرآن پاک سے مقابلہ کا ارادہ کیا' ایسے شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ جو کوئی اس مقام میں رہ کر بد دینی کے کاموں کا ارادہ کرے گا ہم اسے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی ظلم نہیں ہوسکتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حلاج کفارِ قریش کی طرح دشمنی کرنے میں ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ''جب کبھی ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ آیتیں سن لیں'' اگر ہم اب چاہیں تو ان جیسی آیتیں بہ آسانی بنا سکتے ہیں۔ اس میں تو اگلے لوگوں کے قصے ہیں۔

حلاج کی کچھ مکاریاں

حلاج کی مکاریاں:

خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حلاج نے اپنے خاص شاگرد کو یہ حکم دیا کہ وہ سیدھا فلاں پہاڑی علاقوں میں جا کر کسی جگہ مصنوعی طور پر اپنی عبادت گزاری' نیکی اور دُنیا سے کنارہ کشی کو لوگوں میں ظاہر کرے۔ جب یہ اندازہ لگا لے کہ وہ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس سے محبت اور اعتقاد کرنے لگے تو ان کے سامنے اپنے اندھے ہونے کو ظاہر کرے۔ جب وہ لوگ اس کے علاج معالجہ میں لگ جائیں تو ان سے کہے۔ اے نیک کارو! تم میرے سلسلہ میں جو بھی کر ڈالو مجھے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ پھر ان کے سامنے یہ ظاہر کرے کہ اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہاری تمام بیماریوں کی شفاء فلاں قطب کے ہاتھوں سے ہوگی جو عنقریب فلاں مہینہ فلاں دن تمہارے ہاں آنے والا ہے' اور اس کا حلیہ کچھ اس قسم کا ہوگا۔ پھر حلاج نے یہ بھی بتایا کہ فلاں وقت میں تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق وہ شخص ان علاقوں میں جا کر عبادت گزاری' نیکی اور زُہد کو ظاہر کر کے تلاوتِ قرآن میں لگ گیا۔ کچھ دنوں اسی طرح کرنے کی وجہ سے لوگوں کو اس سے اعتقاد اور محبت بھی ہو گئی۔ پھر اس نے اپنے اندھے ہونے کو ظاہر کیا اور اسی طرح کچھ دن گزار دیئے۔ پھر اپنے معذور اور اپاہج ہونے کو ظاہر کیا تو لوگ اس کے علاج معالجہ کی پوری کوشش میں لگ گئے۔ جتنا ہی علاج ہوا' اُسے کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ تب ان لوگوں سے کہا' اے نیک لوگو! تم لوگ میرے ساتھ جو کچھ بھی کر رہے ہو اور کرو گے' اس سے مجھے ذرا برابر فائدہ نہ ہوگا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہاری بھلائی اور شفاء تو فلاں قطب کے ہاتھوں مقدر ہے' اور وہ فلاں دن فلاں مہینے میں یہاں عنقریب آنے والا ہے۔ ان دنوں پہلے تو وہ لوگ اسے پکڑ کر مسجد لے جاتے' پھر گود میں اُٹھا کر لے جانے لگے اور اس کے ساتھ اکرام سے پیش آتے اور فلاں بزرگ کے آنے کا انتظار کرنے لگے' جس کا اس کے اور حلاج کے درمیان پہلے طے ہو چکا تھا۔

چنانچہ یہ حلاج چھپ چھپا کر اس شہر میں اس طرح داخل ہوا کہ اس کے بدن پر سفید اونی کپڑے تھے۔ اور ایک مسجد میں داخل ہو کر ایک ستون کے پاس بیٹھ کر عبادت گزاری میں لگ گیا۔ کسی کو بھی نہ دیکھتا۔

چنانچہ لوگوں نے اسے ان اوصاف کے مطابق پا لیا' جن کا تذکرہ اس بیمار نے پہلے کر دیا تھا۔ دیکھتے ہی سب اس کی طرف دوڑے' سلام کیا' ہاتھ پیر چومے' پھر اس اپاہج کے پاس آ کر اس قطب کے آنے کی خوش خبری سنا دی جس سے اس کی شفاء اللہ نے مقدر کر رکھی ہے۔ تب اس نے اس کے مزید حالات دریافت کیے' اور انہوں نے بالتفصیل سارے حالات بتائے تو اس نے کہا کہ ہاں یہی وہ شخص ہے جس کی خوشخبری ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔ اور یقیناً میری شفاء اسی کے ہاتھوں ہوگی۔ اب مجھے تم لوگ اس کے پاس لے چلو۔ چنانچہ وہ لوگ اُسے اُٹھا کر لے گئے' اور اس کے سامنے جا کر اسے رکھ دیا' اور اس

سے کچھ باتیں کیں تو اسے پہچان لیا۔ تب کہا' اے اللہ کے بندے! بزرگ! میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔ پھر پورا خواب بیان کیا۔ تب حلاج نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اس کے لیے دُعا کی' پھر اپنے ہاتھوں پر کچھ تھوکا اور اس کی دونوں آنکھوں کو ان سے مسح کیا۔ اب جو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو بالکل اچھی تھیں' گویا اس کی آنکھوں میں کوئی بیماری نہیں لگی تھی۔ پھر اپنا تھوک لے کر اس کے پیروں سے ملا' جس سے وہ فوراً بھلا چنگا ہو گیا۔ اور اُٹھ کر چلنے لگا۔ گویا اس میں بھی پہلے کوئی بیماری نہ تھی۔

یہ سارا واقعہ بھرے مجمع میں ہوا۔ پس شہر کے تمام بڑے امراء' حکام وغیرہ سب موجود تھے' سبھوں نے مل کر ایک زبردست ہل چل مچا دی اور لوگوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور اس کی تسبیح کی' اور حلاج کی عزت وعظمت بڑھ گئی۔ کیونکہ اس نے مکروفریب کاری کا عمل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک اس کے پاس رہا۔ جس میں وہ لوگ اس کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے رہے۔ اور اس اُمید میں رہے کہ شاید یہ ان سے اپنی کسی مالی ضرورت کا اظہار کرے۔ آخر اس نے جب وہاں سے چلے آنے کا تہیہ کر لیا تو انہوں نے اپنی طرف سے اس کے لیے بہت سا مال جمع کیا۔ لیکن اس نے کہا' مجھے دنیاوی مال کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔ البتہ تمہارے ان صاحب کو ان کے بھائیوں اور اپنے لوگوں کے لیے' جو کہ ابدالِ وقت ہیں اور طرسوس کی گھاٹیوں میں مجاہدے کرتے رہے ہیں' کچھ رقم کی ضرورت ہو تا کہ وہ حج اور صدقات وغیرہ نیکیوں کے کام کر سکیں' اور اپنے مددگاروں اور محتاجوں میں خرچ کر سکیں۔ تب اس فرضی اندھے اور اپاہج بننے والے نے بھی اس کے قول کی تائید کی کہ اللہ نے میری آنکھ لوٹا دی اور مجھے بالکل تندرست کر دیا ہے' اس لیے مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنی بقیہ زندگی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور اپنے ان ابدال اور صالحین' جن کو ہم جانتے ہیں' کے ساتھ مل کر بیت اللہ کا حج ادا کریں۔ پھر ان کو زیادہ سے زیادہ اور عمدہ سے عمدہ مال دینے پر آمادہ کر لیا۔

اس کے بعد حلاج وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اور وہ شخص ان لوگوں کے درمیان بیشمار مال' سونے اور چاندی کے اکٹھے ہو جانے تک موجود رہا۔ اب جبکہ اس کی خواہش کے مطابق سارا مال اکٹھا ہو گیا تو وہاں سے یہ بھی نکل آیا اور حلاج کے پاس پہنچ کر سارا مال آپس میں تقسیم کر لیا۔

کسی اور نے واقعہ بیان کیا ہے کہ حلاج کے احوال وکرامات کے متعلق لوگوں میں بہت کچھ سنتا رہتا تھا' اس لیے مجھے خواہش ہوئی کہ میں اسے آزماؤں اور میں اس کے پاس گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے اسے سلام کیا' تو اس نے مجھ سے کہا' کیا تم مجھ سے ابھی کسی چیز کی فرمائش کرنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا' میں تازہ مچھلی چاہتا ہوں۔ تب وہ اپنے گھر گیا اور تھوڑی دیر کے لیے غائب رہ کر ہمارے سامنے نمودار ہو گیا' اس طرح پر کہ اس کے ساتھ ایک زندہ تڑپتی ہوئی مچھلی تھی اور اس کے دونوں پروں پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ آکر اس نے کہا' میں نے اللہ سے دعا کی تو اس نے مجھے نالوں کی طرف جانے کا حکم دیا' تاکہ میں یہ مچھلی لے آؤں۔ اور میں اہواز[1] میں داخل ہو گیا' اور یہ مٹی بھی وہیں کی ہے۔

---

[1] بصرہ اور فارس کے درمیان کا ایک علاقہ جو نو آبادیوں پر مشتمل ہے۔ (انوار الحق قاسمی ۲۰۔۵/۸۷)

میں نے کہا' اگر تم سے ہو سکے تو مجھے بھی تم اپنے اس گھر میں داخل ہونے کی اجازت دو تا کہ میں خود بھی دیکھوں' تا کہ میرا یقین پختہ ہو جائے۔ اگر کوئی راز مجھ پر ظاہر نہ ہو سکا تب میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔ تب اس نے مجھے اس میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور مجھے دیکھنے لگا۔ میں وہاں داخل ہو کر چکر لگاتا رہا مگر اس ایک دروازہ کے علاوہ دوسرا کوئی رستہ نظر نہ آیا۔ جس کی وجہ سے میں سخت متحیر ہو گیا۔ اتنے میں مجھے ایک پشتہ نظر آیا جو ساگوان کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ جیسے ہی میں نے اسے حرکت دی وہ کھل گیا۔ اب میں اس میں داخل ہوا' یہاں تک کہ اس راستہ سے ایک بہت بڑے باغ تک پہنچ گیا' جس میں نئے اور پرانے ہر قسم کے پھل لگے ہوئے تھے۔ ان کے باقی رکھنے کا بہت عمدہ انتظام بھی کیا گیا تھا اور اس میں مختلف الانواع کھانے کی بے شمار چیزیں رکھی ہوئی تھیں' اور اس میں ایک تالاب بھی نظر آیا' جس میں چھوٹی بڑی بہت سی مچھلیاں تھیں۔ میں نے اس میں اپنے پیر داخل کر کے ایک مچھلی پکڑ لی۔ اس وقت میرے پیر میں ویسی ہی مٹی لگ گئی تھی جیسی کہ اس کے پیر میں لگی ہوئی تھی۔ میں مچھلی لے کر دروازہ کے پاس آیا' اور میں نے کہا' دروازہ کھولو کہ میں تم پر ایمان لے آیا۔ لیکن جب اس نے مجھے بھی اپنی ہی طرح آتے ہوئے دیکھا' میرے پیچھے تیزی سے دوڑتا ہوا آیا' تا کہ مجھے مار کر ختم کر ڈالے۔ اس وقت میں نے وہی مچھلی اس کے چہرہ پر پھینک ماری اور کہا' اے اللہ کے دشمن! تم نے تو آج مجھے تھکا مارا ہے۔ اس طرح اس سے چھٹکارا پانے کے چند دنوں کے بعد وہ جب مجھ سے ملا تو ہنستے ہوئے اس نے مجھ سے کہا' تم نے جو کچھ دیکھ لیا ہے' وہ کسی دوسرے پر ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ میں تم پر کسی ایسے شخص کو مسلط کر دوں گا جو تم کو تمہارے فرش پر ہی قتل کر دے گا۔ چنانچہ مجھے بھی اس بات کا یقین آ گیا کہ اگر اس کے راز کو کسی طرح ظاہر کر دوں گا تو وہ سب کچھ کر بیٹھے گا جو اس نے کہا ہے چنانچہ اس کے سولی نہ پانے تک یہ باتیں میں نے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیں۔

ایک دن حلاج نے ایک شخص سے کہا کہ تم اگر مجھ پر ایمان لے آئے تو میں تمہارے لیے ایک ایسی چڑیاں منگوا دوں گا کہ تم اس کی کچھ بیٹ ایک سیر تانبے میں رکھ دو تو وہ سب سونا بن جائے گا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اگر تم مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں تمہارے لیے ایک ایسا ہاتھی بھیج دوں گا کہ اگر وہ چت لیٹ کر اپنے پاؤں اُونچے کر دے تو اس کے پاؤں آسمان تک پہنچ جائیں اور اگر تم اسے چھپا لینا چاہو تو اسے اپنی ایک آنکھ میں رکھ لو۔ یہ سن کر وہ شخص متحیر ہو کر خاموش ہو گیا۔

وہ شخص بغداد پہنچ کر لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا' اور لوگوں کے سامنے خلاف عادت کاموں اور شعبدوں اور شیطانی حرکتوں کا مظاہرہ کرتا۔ اس کا زیادہ اثر رافضیوں پر پڑتا اور وہی اس کے پھندے میں آتے۔ کیونکہ وہ عقل کے کھوٹے' اور حق و باطل کی تمیز کے کچے ہوتے ہیں۔

ایک دن اس نے رافضیوں کے ایک رئیس کو بلا کر اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں فطرۃً زن پرست اور عورتوں پر جان دینے والا ہوں۔ لیکن اب میرے سر کے بال گنجے ہو چکے اور سفید بھی ہو گئے۔ میں بوڑھا ہو گیا جسے عورتیں ناپسند کرتی ہیں۔ اگر تم میری ان دونوں بیماریوں کو دُور کر دو تو میں تم پر ایمان لے آؤں' اور یہ کہہ دوں کہ تم ہی امام معصوم ہو' اور اگر چاہو تو یہ بھی کہہ دوں کہ تم نبی ہو۔ بلکہ اگر چاہو تو یہ کہہ دوں کہ تم خدا ہو۔ یہ جواب سن کر حلاج ہکا بکا ہو گیا' اور اس کا

جواب اس سے نہ بن پڑا۔

شیخ ابوالفرج ابن الجوزی نے کہا ہے کہ حلاج بہت رنگ بدلنے والا تھا۔ کبھی تو وہ کملی اوڑھے رہتا' کبھی زرہیں اور کبھی قبا پہنا کرتا۔ اور وہ ہر قوم کے ساتھ ان کے مذہب کے مطابق سلوک کرتا۔ لیکن وہ جب اہواز میں ہوتا تو وہاں جتنے دراہم خرچ کرتا' ان کو دراہم القدرۃ کہا کرتا۔

جب ان باتوں کے متعلق شیخ ابوعلی الجبائی سے دریافت کیا گیا تو جواب دیا اس قسم کا کوئی بھی کام انسان حیلہ اور ہنر سے کرسکتا ہے۔ اب ایسے کسی گھر میں جس سے نکلنے کا راستہ نہ ہو' اسے بند کر کے اس سے کہو کہ ہمارے لیے کانٹے کے دو ستون کھڑے کر کے دکھا دے۔ جب حلاج کی ان باتوں کی خبر ملی' وہ وہاں سے نکل کر اہواز کی طرف چلا گیا۔

خطیب نے کہا ہے کہ ہمیں ابراہیم بن مخلد نے بتایا ہے کہ اسماعیل بن علی الخطیب نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ ایک شخص ایسا ظاہر ہوا ہے جسے حلاج حسین بن منصور کہا جاتا ہے' اسے شکایت کی بناء پر سلطان کے جیل خانہ میں بند کر دیا گیا تھا اور یہ واقعہ علی بن عیسی کی پہلی وزارت کے زمانہ کا ہے۔ اس کے خلاف مختلف قسم کی یہ شکایتیں تھیں کہ وہ گمراہی کی باتیں کرتا رہتا ہے اور مختلف حیلوں' مثلاً شعبدہ بازیاں' جادو' دعویٰ نبوت وغیرہ کے کاموں سے لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے۔ تب علی بن عیسی نے اسے پکڑ کر اس سے ان باتوں کی تصدیق کرائی۔ اور خلیفہ مقتدر باللہ کو بھی اس کی خبر کر دی۔ لیکن وہاں پہنچ کر اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا۔ لہٰذا اسے سخت سزا دی' اور زندہ رکھتے ہوئے اُسے کسی روز تک متواتر صبح کے وقت پل کے اوپر کھلی جگہ میں سولی پر لٹکایا جاتا رہا اور اس کی کارگزاریوں کی لوگوں کو اطلاع دی جاتی رہی۔ پھر وہاں سے اتار لیا جاتا اور قید خانہ میں ڈال دیا جاتا۔ اس ڈر سے کہ زیادہ دن ہونے کی وجہ سے جیل خانہ کے دوسرے قیدیوں کو بھی گمراہ نہ کر دے۔ یہاں تک کہ آخری مرتبہ خاص شاہی قید خانہ میں رکھا گیا' جہاں وہ شاہی غلاموں کی ایک جماعت کو مختلف حیلے بہانے سے بہکانے اور اپنی طرف سے موہ لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس کی حمایت کرنے لگے اور اس کی طرف سے مقابلے کرنے لگے اور اچھے کھانے اس کے پاس بھیجنے لگے۔ پھر وہاں رہ کر بغداد اور اس کے آس پاس کے لوگوں سے خط و کتابت کے ذریعہ تعلق پیدا کر لیا اور انہوں نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

اس طرح اس کا مرتبہ اور بھی اُونچا ہو گیا کہ وہ اس نے اپنی ربوبیت کا بھی دعویٰ کر لیا۔ اور اس کے ماننے والوں کا ایک وفد باضابطہ طور سے بادشاہ کے پاس گیا۔ لیکن بادشاہ نے ان تمام لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان میں کچھ لوگوں کے پاس سے ایسے خطوط ملے' جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی تھی۔ اور کچھ لوگوں نے اپنی زبانوں سے ہی ان کا اقرار کر لیا۔ اس طرح یہ خبر بہت پھیل گئی اور اس کے قتل کرنے کے بارے میں گفتگو ہونے لگی' اس لیے خلیفہ نے اسے حامد بن العباس کے حوالہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اس کے معاملہ کو قاضیوں اور علماء کے سامنے پیش کیا جائے' اور اسے اور اس کے ماننے والوں کو اکٹھا کیا جائے' اس طرح بہت سی تقریریں بھی ہوئیں' جن سے بادشاہ کو اس کی حقیقت معلوم ہو گئی' اور جو کچھ اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے' اس کا یقین ہو گیا۔ قاضیوں نے اپنے ہاتھوں سے اس کے خلاف مہر لگائی اور علماء نے اس کے قتل کے فتوے دیئے۔

چنانچہ خلیفہ نے اس کے قتل کرنے اور بعد میں آگ سے جلا دینے کا حکم دیا۔ تب شہر کے مغربی کنارے ۳۰۹ھ اکیسویں ذی القعدہ منگل کے دن فوجیوں کی موجودگی میں اسے تقریباً ایک ہزار کوڑے مارے گئے۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اور پیر کاٹے گئے۔ پھر اس کی گردن اُڑا دی گئی۔ پھر بدن کے ٹکڑے کو آگ سے جلا دیا گیا۔ لیکن سر کو نئے پل کے ستونوں پر رکھ کر اس کے ہاتھوں اور پیروں کو لٹکا دیا گیا۔

ابوعبدالرحمٰن بن الحسن السلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابراہیم بن محمد الواعظ سے سنا ہے یہ کہتے ہوئے کہ ابوالقاسم الرازی نے کہا ہے کہ ابوبکر بن شاد نے کہا ہے کہ دینور میں ہمارے پاس ایسا ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ہمیشہ تھیلا رہتا تھا۔ لوگوں کو اس پر کچھ شک گزرا اور اس تھیلے کی تلاشی لی گئی تو اس میں حلاج کا ایک خط نکلا' جس کا عنوان تھا:

''رحمٰن ورحیم کی طرف سے فلاں بن فلاں کے نام''۔ جس میں وہ گمراہی کی دعوت اور اپنے اوپر اسے ایمان لانے کے لیے آمادہ کر رہا تھا۔ وہ خط بغداد بھیج دیا گیا۔ تحقیق کے لیے حلاج سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لکھنے کا اقرار کرلیا' لوگوں نے اس سے کہا' تم تو اب تک اپنی نبوت کا دعویٰ کرتے آئے' اب تم اپنی اُلوہیت کا بھی دعویٰ کرنے لگے۔ اس نے جواب دیا' ہمارے نزدیک اس کا جمع ہونا عین ممکن ہے' کیونکہ اس کا لکھنے والا اللہ ہے اور میں اور یہ ہاتھ آلہ ہیں۔ پھر اس سے پوچھا گیا' کیا تمہارے اس عقیدے میں دوسرا اور کوئی بھی شریک ہے؟ اس نے کہا' ہاں! ابن عطاء' ابو محمد حریر اور ابوبکر شبلی۔

اس کے بعد حریر سے تحقیق کی گئی' تو وہ کہنے لگے ایسا جو بھی کہے وہ کافر ہے' پھر شبلی سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ ایسا کہنے والے کو روکا جائے گا۔ اور ابن عطاء سے پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ جواب تو وہی ہے جو حلاج نے کہا ہے۔ اس بناء پر اسے سزا دی گئی جو اس کی موت کا سبب ہوگئی۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی نے محمد بن عبدالرحمٰن الرازی سے بیان کیا ہے کہ حامد بن العباس وزیر نے جب حلاج کو بلوا کر اس کے اعتقاد کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے اقرار کرلیا' اور یہ لکھ لیا گیا۔ اس کے بعد بغداد کے فقہاء سے سوال کیا تو ان تمام فقہاء نے اس عقیدے کو غلط بتایا کہ جو کوئی ایسا عقیدہ رکھتا ہو' وہ کافر ہے۔ اس فتویٰ کو وزیر نے لکھ لیا۔ پھر اس نے کہا کہ ابو العباس بن عطاء کا بھی تو یہی عقیدہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا جو کوئی بھی ایسا عقیدہ رکھتا ہو وہ کافر ہے۔

اس کے بعد وزیر نے عطاء کو اپنے گھر بلوایا' وہ آ کر مجلس کے بیچ میں بیٹھ گیا' تب ان سے حلاج کے قول کے بارے میں دریافت کیا تو جواب دیا کہ جو کوئی ایسی بات کہتا ہو' اس کا کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ وزیر نے ابن عطاء سے کہا' تمہارا برا ہو تم نے اس جیسے قول کو درست کہہ دیا۔ ابن عطاء نے کہا' آپ کو ان باتوں سے کیا مطلب ہے؟ آپ اپنے ان کاموں کو انجام دیں جو آپ کے ذمہ ہیں۔ یعنی لوگوں کے مال بزور لینا۔ ان پر ظلم اور قتل کرنا۔ آپ کو ان اولیاء کے سرداروں کی باتوں سے کیا مطلب ہے؟ تب وزیر نے ان کے جبڑوں کے چیرنے' اور جوتے اتارنے' اور ان جوتوں سے ان کے سروں کو پیٹنے کا حکم دیا اور ان کاموں پر عمل ہونے لگا۔ یہاں تک کہ ان کے نتھنوں سے خون بہنے لگا۔ پھر قید خانہ میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ

عام انسان تمہارے ان کاموں سے گھبرائیں گے اور کوئی بھی خوش نہ ہوگا۔ اس لیے انہیں ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔ اس وقت ابن عطاء نے کہا' اے اللہ! اسے قتل کروادے' اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کو کٹوادے۔

اس واقعہ کے سات دنوں کے بعد ابن عطاء مر گیا۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد یہ وزیر بھی بہت بری طرح قتل کیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے گئے۔ اور اس کا گھر جلا دیا گیا۔ عوام نے اپنی عادت کے مطابق ظالموں کو مظلوموں کے ساتھ کرتے ہوئے وزیر کے اس انجام کو ابن عطاء کی بددعا کا اثر بتلایا' بلکہ علماء کے اس طبقہ نے بھی' جن پر ظلم کیے گئے ہیں۔ مثلاً ابن عربی یا حسین حلاج نے بھی اس قسم کی باتیں کہی ہیں کہ یہ فلاں کی بددعاء کا اثر ہے۔

بانہیمہ بغداد کے تمام علماء حلاج کے کفر اور اس کے زندقہ پر متفق ہیں۔ اور اس کے قتل کیے جانے اور سولی پر چڑھائے جانے پر بھی سب متفق ہیں۔ لیکن بغداد کے علماء اس وقت دنیا دار تھے۔

ابوبکر محمد بن داؤد ظاہری سے اس وقت سوال کیا گیا تھا' جبکہ حلاج کو ان ابوبکر کی وفات سے پہلے پہل مرتبہ لایا گیا تھا تو کہا تھا کہ اگر اللہ نے اپنے نبی پر جو کچھ نازل کیا اور وہ جتنے احکام لے کر تشریف لائے' سب برحق ہوں تو حلاج جو کچھ بھی کہتا ہے' سب باطل ہے۔ اور اس معاملہ میں وہ بہت سخت تھے۔

ابوبکر صولی نے کہا ہے کہ میں نے حلاج کو دیکھا ہے اور اس سے گفتگو بھی کی ہے۔ وہ بالکل جاہل تھا' مگر عقلمند بنتا تھا' حد درجہ کا غبی تھا' اپنے خبیث کاموں اور باتوں کا مدعی تھا' دُنیا دار تھا مگر دنیا سے کنارہ کشی ظاہر کرتا تھا۔ فاجر تھا' مگر عبادت گزار بنتا تھا۔ جب پہلی مرتبہ چار دنوں تک اسے سولی پر چڑھایا گیا' اور اس کے کرتوتوں کا اعلان کیا گیا۔ اس موقع پر سولی کے تختہ کی طرف بیل پر سوار کر کے اُسے لاتے وقت' کسی نے اسے یہ کہتے ہوئے بھی سنا ہے کہ میں حلاج نہیں ہوں' وہ تو مجھے اپنی صورت کا بنا کر خود غائب ہو گیا ہے اور جب تختہ دار پر سولی کے لیے اُسے قریب کیا گیا تو میں نے اسے سولی پر چڑھے ہونے کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے' اے مجھ پر فنا طاری کرنے میں مدد دینے والے' میرے فنا میں میری مدد کر۔

کچھ دوسرے لوگوں نے اسے سولی پر لٹکے ہوئے ہونے کی حالت میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے' اے میرے اللہ! میں دارالرغائب میں پہنچ گیا ہوں' عجائبات دیکھ رہا ہوں' اے میرے معبود! تو اس سے بھی پیار کرتا ہے جو تجھے تکلیف پہنچاتا ہے تو اس شخص کے ساتھ تیرا کیسا سلوک ہوگا جسے تیری راہ میں سولی دی جارہی ہو۔

حلاج کے قتل گاہ کی صفتیں

خطیب بغدادی وغیرہ نے کہا ہے کہ حلاج جب آخری مرتبہ بغداد آیا تو وہاں کے صوفیوں کی صحبت میں رہا اور ان کی طرف منسوب ہوا۔ اس وقت کا وزیر حامد بن العباس تھا۔ اسے یہ خبر پہنچی کہ حلاج نے شاہی قلعہ کے امراء' حکام اور دربانوں اور نصر القشوری دربان کے غلاموں میں سے بہت سے لوگوں کے عقیدے خراب کر دیئے ہیں' اور ان کے سامنے جو دعوے کیے ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ جنات اس کی خدمت کرتے ہیں اور جو کچھ چاہتا اور پسند کرتا ہے وہ جنات

سب کچھ حاضر کر دیتے ہیں۔ اور بھی دعویٰ کیا کہ وہ بہت سے پرندوں کو زندہ کر چکا ہے۔

علی بن عیسیٰ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک شخص جس کا نام محمد بن علی القنائی الکاتب ہے وہ حلاج کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ اسے بلوایا' اور اس کے گھر پر چھاپہ مار کر اسے پکڑ لیا' تو اس نے یہ اقرار کیا کہ وہ حلاج کے آدمیوں میں سے ہے۔ اس موقع پر اس کے گھر سے حلاج کے کچھ خطوط ملے جو سونے کے پانی سے سونے کے پتے پر لکھے ہوئے تھے اور قیمتی چمڑے سے اس کی جلد بندھی ہوئی تھی۔ اس کے پاس کچھ ایسے برتن ملے جن میں حلاج کے پاخانے اور پیشاب کے علاوہ اس کی دوسری یادگاریں' اس کے کھانے سے بچی ہوئی روٹی کے ٹکڑے وغیرہ بھی تھے۔ اس وقت مقتدر نے وزیر کو حلاج کے معاملہ میں گفتگو کے لیے بلوایا اور اس کے معاملہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ تب اس نے حلاج کی جماعت کے لوگوں کو بلوا کر انہیں دھمکایا تو ان لوگوں نے اس بات کی صحت کا اقرار کیا کہ وہ خدا کے ساتھ ایک خدا ہے اور وہ مردوں کو زندہ کر سکتا ہے۔ ان لوگوں نے حلاج کے سامنے ان باتوں کا اقرار کیا اور اس کے منہ درمنہ اس پر الزام لگایا۔

اس کے باوجود حلاج نے ان باتوں کا انکار کر دیا' اور لوگوں کو جھٹلا دیا اور کہنے لگا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں اپنی ربوبیت یا نبوت کا دعویٰ کروں' میں تو ایک انسان ہو کر اللہ کی عبادت کرتا ہوں' اکثر روزے رکھتا ہوں' نماز پڑھتا ہوں اور نیکی کے کام کرتا ہوں۔ میں ان کے علاوہ کچھ نہیں جانتا ہوں اور شہادتین اور توحید کے علاوہ اس نے کچھ اور نہیں پڑھا۔

پھر زیادہ تر یہ دعائیں پڑھنے لگا: ''اے میرے معبود! تو پاک ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' میں نے برے کام کیے' اپنے نفس پر ظلم کیے ہیں' تو میری مغفرت کر کہ تیرے سوا کوئی دوسرا مغفرت نہیں کر سکتا ہے''۔ اس کے بدن پر سیاہ زرہ تھی' پیروں میں تیرہ بیڑیاں تھیں' اس کی وہ زرہ اس کے گھٹنوں تک پہنچی ہوئی تھی' اور بیڑیاں بھی گھٹنوں تک آئی ہوئی تھیں۔ ان باتوں کے باوجود وہ روزانہ ایک ہزار رکعتیں نفل نماز پڑھا کرتا تھا۔

اس وقت جبکہ حامد بن عباس وزیر نے حلاج کو نصر القشوری الحاجب کے گھر میں مقید کیا تھا' اس کے قبل تک ہر شخص کو اس کے پاس جانے کی عام اجازت تھی' وہ خود کو کبھی حسین بن منصور کہتا تو کبھی محمد بن احمد الفارسی کہا کرتا تھا۔ یہ نصر الحاجب اس کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار ہو گیا تھا یہ تو اسے ایک نیک آدمی سمجھتا تھا۔ اس نے اسے مقتدر باللہ کے دربار میں پہنچا دیا تھا اور اس نے مقتدر کو ایک تکلیف میں مبتلاء پا کر پھونک ماری تھی جس سے اتفاقاً اسے شفاء بھی ہو گئی تھی۔ اس طرح مقتدر کی والدہ محترمہ کو بھی کسی موقع سے جھاڑ دیا تھا جس سے اس کی بھی تکلیف دور ہو گئی تھی۔ ان باتوں نے اس کا وہاں نام ہو گیا اور شاہی قلعہ میں اس کی اہمیت بہت ہو گئی تھی۔ مگر جب اس کے بارے میں بہت زیادہ چرچا ہونے لگا تو اسے حامد بن العباس وزیر کے سپرد کر دیا گیا۔ اس وزیر نے اس کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال کر مقید کر دیا۔ اور اس کے بارے میں علاقہ کے تمام فقہاء کو جمع کیا' جنہوں نے متفقہ طور پر اس کے کفر اور زندقہ پر فیصلہ دیا اور یہ کہ وہ جادوگر اور شعبدہ باز بھی ہے۔ اس کے ماننے والوں میں سے ان دو شخصوں نے ابوعلی ہارون بن عبدالعزیز الاوارجی' اور دوسرا شخص جسے الدباس کہا جاتا تھا' اس کی جماعت سے رجوع کر لیا

تھا' جو بعد میں اس کی برائیاں بیان کرتے اور یہ کہ وہ لوگوں کو کس طرح جھوٹ' مکاری' شعبدہ بازی اور جادو کے عمل سے اپنی طرف مائل کرتا تھا۔

اسی لیے اس کے بیٹے سلیمان کی بیوی نے بھی اس کی بہت سی برائیاں بیان کیں' جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی نیند کی حالت میں وہ اس کے پاس آ کر حرامکاری کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اس عورت کی آنکھ کھل گئی' تو کہنے لگا کہ نماز کے لیے کھڑی ہو جاؤ' حالانکہ اصل مقصد کچھ اور تھا۔

اسی طرح اس کی بیٹی کو حکم دیا کہ اسے سجدہ کرے تو اس نے جواب دیا کہ کیا انسان اپنے جیسے دوسرے انسان کو بھی سجدہ کرتا ہے' اس پر اس نے کہا کہ ہاں' کیونکہ ایک خدا آسمان میں ہے تو دوسرا خدا (یعنی میں) زمین میں ہے۔ پھر اسے حکم دیا کہ اس چٹائی کے نیچے سے جو چاہو' نکال لو۔ تو اس کے نیچے تھیلی میں رکھے ہوئے بہت سے دام مل گئے۔

اس وقت جبکہ یہ حامد بن العباس وزیر کے گھر میں مقید تھا' اس کے پاس ایک شخص گیا جس کے ہاتھوں میں کھانے کا طشت تھا اس کے کھانے کے لیے۔ لیکن گھر میں جانے کے بعد اس شخص نے دیکھا کہ وہ تو اوپر سے نیچے تک بالکل بھرا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص گھبرا کر ڈرتا ہوا زور سے وہاں سے بھاگ آیا اور ہاتھ میں جو کچھ کھانا اور طشت تھا' سب کو زمین پر پھینک دیا۔ اس طرح گھبراہٹ کی وجہ سے اسے بخار آ گیا جو کئی دنوں تک لگا رہا۔

اس کے سلسلہ میں مختلف مجلسیں ہوئی تھیں' ان میں سے آخری مجلس میں قاضی ابو عمر محمد بن یوسف بلوائے گئے' ساتھ ہی حلاج کو بھی سامنے لایا گیا۔ ساتھ ہی کسی ماننے والے کے گھر سے کچھ خطوط لائے گئے تھے' جن میں یہ لکھا ہوا تھا کہ جس کسی نے حج کا ارادہ کیا مگر وہاں جانا اس کے لیے آسان نہ ہوا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے گھر میں ایک ایسا کمرہ خاص کر لے' جس میں کسی قسم کی ناپاکی کا کوئی اثر نہ ہو' اور کسی دوسرے کے لیے اس میں داخل ہونا بھی ممکن نہ ہو۔ اس کے بعد حج کے ایام آنے سے یہ شخص تین روزے رکھے' اور اس کمرہ کا اسی طرح طواف کرے جس طرح بیت اللہ کا طواف کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ تمام کام وہاں کرے جو ایک حاجی مکہ مکرمہ میں کیا کرتا ہے۔ پھر تیس یتیموں کو بلا کر انہیں وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے' اور اپنے ہاتھوں سے ان سبھوں کی خدمت کرے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک قمیص پہنائے اور ہر ایک کو سات سات درہم دے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ تین تین درہم دے۔ اتنا کر لینے سے حج کے قائم مقام ہو جائے گا۔ اور جو متواتر تین دن روزے رکھ کر کاسنی کے پتے سے افطار کرے گا تو یہ روزے پورے رمضان کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے۔ اور جو شخص ایک رات میں دو رکعتیں نماز اتنی لانبی پڑھے جو رات کے پہلے حصہ سے آخری حصہ تک کی ہو تو یہی نماز بعد کی نماز کے عوض بھی ہو جائے گی' اور جو شخص تمام شہیدوں اور قریش کے شہداء کی قبروں کے پاس دس دن اس طرح گزارے کہ وہاں نمازیں پڑھتا رہا' دعائیں کرے روزے رکھے اور صرف جو کی روٹی اور پسے ہوئے نمک سے افطار کرے' اللہ اس کو اس کی بقیہ زندگی کی عبادت سے بے نیاز کر دے گا۔

یہ سن کر قاضی ابو عمر نے اس سے سوال کیا کہ تم کو یہ باتیں کہاں سے معلوم ہوئیں؟ اس نے کہا' حسن بصری کی کتاب

الاخلاص سے۔

تب قاضی نے اس سے کہا' اے الدم! (اے وہ شخص جس کا خون حلال ہے) تو جھوٹا ہے' ہم نے بھی حسن بصری کی کتاب الاخلاص مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئی سنی ہے' مگر اس میں تو اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے۔

جملہ کے ختم ہوتے ہی وزیر نے قاضی صاحب کی طرف دوات اور کاغذ بھی رکھ دیئے اور اس پر اصرار بھی کیا۔ چنانچہ قاضی نے اس کاغذ پر وہ لفظ لکھ دیا۔ اس کے بعد جتنے حاضرین تھے' ان سبھوں نے بھی اپنے اپنے دستخط کر دیئے۔ پھر وزیر نے وہ تحریر خلیفہ کے پاس بھیج دی۔ اس وقت حلاج کہنے لگا' میری پیٹھ محفوظ اور میرا خون حرام ہے اور تم فرضی طور پر کوئی ایسی تاویل نہ نکالو' جو حرام خون کو حلال نہ کر دے۔ میرا اعتقاد اسلام کا ہے۔ میرا مذہب اہل سنت کا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان حضرات' ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر' سعد' سعید' عبدالرحمٰن بن عوف ابی عبیدہ بن الجراح کے بقیہ سب پر افضلیت حاصل ہے اور میری کتابیں اہل سنت کے مسلک کے مطابق لوگوں کے پاس محفوظ ہیں۔ اس لیے میری حفاظت کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ لیکن ان لوگوں نے اس کی بات پر مطلقاً توجہ نہ دی' اور نہ اس کی کوئی بات سنی اور وہ اپنی بات بار بار کہتا رہا۔ ادھر وہ لوگ اس کے سارے خطوط لکھتے رہے۔ اس کے بعد حلاج کو جیل خانہ میں واپس بھیج دیا گیا۔ مگر خلیفہ کی طرف سے جواب آنے میں تین دنوں کی تاخیر ہوگئی۔ جس کی وجہ سے وزیر حامد بن العباس کو بدظنی ہوگئی۔ اس لیے دوبارہ خلیفہ کو یہ لکھا[1] کہ حلاج کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہو چکا ہے اور اس معاملہ میں کوئی دو آدمی بھی مختلف نہیں ہیں۔ اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ فتنہ میں پڑ چکے ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ کا جواب اس مضمون کا آیا کہ حلاج کو محمد بن عبدالصمد کوتوال کے حوالہ کر دیا جائے' اور وہ اسے ایک ہزار کوڑے مارے اور وہ اس مار سے مر جائے تو بہتر ہے ورنہ اس کی گردن اُڑا دی جائے۔

اس جواب سے وزیر بہت خوش ہوا' اور کوتوال کو بلا کر اس کے حوالہ کر دیا۔ ساتھ ہی بہت سے محافظین بھی مغربی سمت میں تھانے تک لے جانے کے لیے متعین کر دیئے تاکہ اس کے ہاتھ سے اسے کوئی چھین کر نہ لے بھاگے۔

یہ واقعہ سالِ رواں کے ماہ ذی القعدہ کی چوبیسویں تاریخ منگل کی رات عشاء کے بعد کا ہے۔ حلاج کو اس طرح لے جایا گیا کہ وہ گدھے پر سوار تھے' جس پر زین رکھا ہوا تھا' اور اس کے چاروں طرف سیاستدانوں کی ایک بھیڑ تھی جو اسی کی شکل و صورت اختیار کیے ہوئے تھی۔ اب اس رات اسے تھانے میں ٹھہرایا گیا۔

اس موقع پر یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ وہ حلاج اس وقت پوری رات نماز پڑھتا رہا اور دعائیں مانگتا رہا۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابوبکر الشاشی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابوالحدید المصری نے کہا ہے کہ وہ رات جس کی صبح کو حلاج کا قتل ہونا تھا' پوری رات حلاج خواہش کے مطابق نمازیں پڑھتا رہا۔ رات کے آخری حصہ میں سیدھا کھڑا

---

[1] یہ عبارت مصری نسخہ میں نہیں ہے۔

ہو کر چادر سے خود کو ڈھانپ لیا' اور قبلہ کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایسے کلام منہ سے نکالے جو یاد رکھنے کے لائق ہیں۔ان میں سے جو کچھ میں یاد رکھ سکا' وہ یہ ہیں: ہم تیرے گواہ ہیں' اے کاش تو ہمیں اپنی قدرت کے مشاہدہ کی راہ بتا دیتا۔تا کہ تو اپنی شان اور مرضی کو ہمارے سامنے ظاہر کر دیتا' تو ہی وہ ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔تو جس پر چاہتا ہے اپنی مرضی کے مطابق تجلی کرتا ہے' بہتر سے بہتر صورت پر اور صورت کے اندر روح ناطقہ رکھی' جس میں علم' بیان اور قدرت محفوظ رکھی ہے۔پھر مجھے تیرے مشاہدہ کا اشارہ کیا گیا۔کیونکہ میں تیری ذات کا عاشق ہوں۔کیا حال ہے تیرا جبکہ تو نے میری ذات کو ایک صورت دی' میری لذتوں کو مؤثر ہونے کے وقت اور تو نے میری ذات کو میری ذات کی طرف دعوت دی۔اور تو نے میرے علوم اور میرے معجزوں کی حقیقتوں کو ظاہر کیا ہے۔میری ازلی چھتوں کی طرف معراج میں جاتے ہوئے میری تراش خراش سے منہ موڑتے ہوئے۔

اس وقت میں جان کنی کی حالت میں ہوں' قتل کیا جاؤں گا سولی پر چڑھایا جاؤں گا اور تیز ہوائیں میری راکھ کو اُڑا لے جائیں گی' اور ندیوں میں بہا دیا جاؤں گا' اور اس میں سے جو ذرہ بچ جائے گا وہ سنکھیا کے قائم مقام ہو کر مجھے روشنی دینے والا ہوگا' بڑے سے بڑے پہاڑوں کے لیے۔پھر وہ یہ اشعار پڑھنے لگا: ؎

۱۔ انعی الیك نفوسًا طاح شاهدها فیما ورا الحیث بل فی شاهد القدم

ترجمہ: میں تجھے ایسی شخصیتوں کی موت کی خبر دیتا ہوں' جن کو دیکھنے والا حیران و پریشان ہے۔وجودِ زمانہ کے پہلے سے بلکہ اس کی قدامت سے مشاہدہ میں۔

۲۔ انعی الیك قلوبًا طالما هطلت سحائب الوحی فیها ابحر الحکم

ترجمہ: میں تجھے ایسی شخصیتوں کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ بسا اوقات وحی کے بادلوں نے ان میں حکمتوں کے سمندر بہا دیئے ہیں۔

۳۔ انعی الیك لسان الحق منك ومن اودی و تذکارهٔ فی الوهم کالعدم

ترجمہ: حق کی زبان کے پروانے کی خبر دیتا ہوں اور اس شخص کی موت کی بھی جو ہلاک کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کی یادیں وہم میں نہ ہونے کی مانند ہیں۔

٤۔ انعی الیك بیانًا یستکین لهٔ اقوال کل فصیح مقول فهم

ترجمہ: میں تجھے ایسے بیان کے ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جانے کی خبر دیتا ہوں جس سے سکون حاصل کرتے تھے' ایسے لوگوں کے کلام جو فصیح ہوں' بہت بولنے والے ہوں اور سمجھ دار ہوں۔

۵۔ انعی الیك اشارات العقول معًا لم یبق منهن الا دارس العلم

ترجمہ: میں تجھے ایک ساتھ ساری عقلوں کے اشاروں کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ ان میں سے اس کے سوا اور کوئی بھی نہیں بچا جو علم کا ہمیشہ چرچا کرتے رہنے والا ہو۔

۶۔ کانت عطایاهم من مکمد الکظم انعی و حلت اخلاقا لطائفة

ترجمہ: میں تجھے ایک ایسی جماعت کے اخلاق سے محبت پر موت کی خبر دیتا ہوں جن کی سواریاں خاموش ہونے والے کو غمگین بنانے والی ہیں۔

۷۔ مضی الجمیع فلا عین ولا اثر مضی عاد وفقدان الاولی ارم

ترجمہ: اگلے سب چلے گئے اب نہ اصل باقی ہے اور نہ نشان قوم عاد بھی گزر گئی اور ارم والے بھی ختم ہو گئے۔

۸۔ و خلفوا معشرا یحذون لبستهم اعمی من البهم بل اعمی من النعم

ترجمہ: اور انہوں نے اپنے پیچھے ایسے لوگوں کو چھوڑا جو انہی کے لباس کو پہنتے ہیں، مگر وہ بکریوں سے بلکہ اونٹوں سے بھی زیادہ اندھے ہیں۔

لوگوں نے کہا ہے کہ جب حلاج کو اس کے رہنے کے کمرہ سے نکال کر اسے قتل کے لیے لوگ لے جانے لگے تو اس نے یہ اشعار پڑھے ۔

۹۔ طلبت المستقر بکل ارض فلم ارلی بارض مستقرًا

ترجمہ: میں نے ساری روئے زمین میں اپنا ٹھکانہ ڈھونڈھا لیکن کہیں بھی مجھے اپنا ٹھکانہ نہ ملا۔

۱۰۔ و ذقت من الزمان و ذاق منی وجدتُّ مذاقه حلوا د مرًّا

ترجمہ: میں نے زمانہ کا مزہ چکھا اور اس نے بھی مجھے چکھا میں نے اس کا مزہ میٹھا اور کھٹا دونوں قسم کا پایا۔

۱۱۔ اطعتُ مطامعی فاستَعبَدَتنِی ولو انی قنعت لعشت حرا

ترجمہ: میں نے اپنے تمام خواہشات کی اطاعت کی، اس لیے خواہشات نے مجھے اپنا غلام بنا لیا۔ لیکن اگر میں قناعت کرتا تو آزادی کی زندگی گزارتا۔

بعضوں نے کہا ہے کہ وہ جب سولی کے تختہ دار پر آ گیا تھا، اس وقت یہ اشعار کہے ہیں۔ لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

جب اسے سولی پر چڑھانے کے لیے لوگوں نے نکالا، وہ ناز کے ساتھ پیدل چل کر آیا، اس حال میں کہ اس کے دونوں پاؤں میں تیرہ بیڑیاں تھیں، پھر جھومتا ہوا یہ اشعار کہنے لگا ۔

۱۲۔ ندیمی غیر منسوب الی شیٔ من الحیف فلما دارت الکاس و عىٰ بالنطع والسیف

ترجمہ: میرا ہم نشین کسی بھی ظلم کی طرف منسوب نہیں ہے، لیکن جب پیالہ گردش میں آیا اس وقت اس نے چمڑے کے ساتھ تلوار بھی منگوائی۔

۱۳۔ سقانی مثل ما یشرب فعل لضیف لی ضیف کذا من یشرب الراح مع التنین فی الصیف

ترجمہ: مجھے شراب اس طرح پلائی جس طرح ایک مہمان دوسرے مہمان کو پلاتا ہے، اس طرح وہ شخص جو گرمی کے موسم میں اژدھے کے ساتھ ہو کر خالص شربت پیتا ہے۔

پھر یہ آیت تلاوت کی یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ ... الآیۃ۔ اس کام کی جلدی وہ لوگ چاہتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اس سے وہ گھبراتے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے۔[1]

اس کے بعد اس کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ بالکل خاموش رہا۔ لوگوں نے کہا کہ اس وقت اسے ایک ہزار کوڑے مارے گئے۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے گئے۔ وہ بالکل چپ سادھے رہا ایک حرف نہ بولا اور اس کے چہرہ کا رنگ ذرہ بھی نہ بدلا۔ البتہ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ہر کوڑے کے ساتھ احدٌ احدٌ کہتا رہا۔

ابوعبدالرحمٰن نے کہا ہے کہ میں نے عبداللہ بن علی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ عیسیٰ قصار یہ کہتے تھے کہ حلاج کو جس وقت قتل کیا جانے لگا' اس کا آخری کلمہ یہ تھا۔ وہ ذاتِ واحد کافی ہے' مستحق وحدانیت وہی ہے۔ اس کا یہ آخری بول جس کو کسی شیخ نے بھی سنا اس کے لیے اس کا دل پسیج گیا' اور اس کے اس کلام کو بہت پسند کیا۔

اور سلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابوبکر المحاملی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے ابوالفاتک بغدادی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے جو کہ حلاج کے ماننے والوں میں سے تھا کہ میں نے حلاج کے قتل کے تین دنوں کے بعد خواب میں دیکھا گویا میں اپنے رب عزوجل کے سامنے کھڑا ہوں' اور میں کہہ رہا ہوں اے میرے رب! حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا۔ تو جواب دیا کہ میں نے اس پر ایک چیز کا مکاشفہ کیا۔ لیکن اس نے مخلوق کو اپنی طرف دعوت دے دی۔ اس لیے اس کے ساتھ جو معاملہ کیا گیا وہ تم نے دیکھ لیا۔

کچھ لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ یہ حلاج آخری وقت میں بہت زیادہ گھبرایا اور بہت زیادہ رویا دھویا تھا۔ واللہ اعلم

اور خطیب نے کہا ہے کہ ہم سے عبداللہ بن احمد بن عثمان الصیرفی نے بیان کیا ہے کہ ہم سے ابوعمر بن حیویہ نے کہا ہے کہ جب حسین بن منصور الحلاج کو قتل کے لیے نکالا گیا تو میں بھی اس بھیڑ میں چلتا رہا' یہاں تک کہ میں نے اسے دیکھ لیا۔ پھر میں بالکل اس کے قریب ہو گیا۔ اس وقت وہ اپنے ماننے والوں کو یہ تسکین دے رہا تھا کہ تم لوگ میری وجہ سے نہ گھبراؤ کہ میں صرف تیس دنوں کے بعد تمہارے پاس واپس آ رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ قتل کر دیا گیا' مگر آج تک واپس نہ آیا۔

اور خطیب نے یہ بھی کہا ہے کہ جس وقت حلاج کو کوڑے مارے جانے والے تھے' اس نے کوتوال سے کہا کہ تم مجھے اپنے قریب بلاؤ کہ میرے پاس ایک ایسی عمدہ نصیحت کی بات ہے جو فتح قسطنطنیہ کی خوشی کے برابر ہے۔ اس نے جواب دیا' مجھے یہ پہلے سے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اس قسم کی باتیں کرو گے۔ اور اب مجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ تمہارے کوڑے کی سزا موقوف کر دوں۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے گئے' آخر میں اس کا سر کاٹ کر بقیہ دھڑ کو آگ لگا دی گئی' اور اس کی راکھ دجلہ میں بہا دی گئی اور سر کو بغداد کے پل کے اُوپر دو دنوں تک لٹکا کر رکھا گیا۔

اس کے بعد خراسان بھیج کر اس کے تمام علاقوں میں گشت کرایا گیا۔ اس کے ماننے والے تیس دنوں کے بعد اس کی

---

[1] پ ۲۵، رکوع (۳)

واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ کسی نے یہ بھی کہہ دیا کہ آخری دنوں میں اسے نہروان کے راستہ میں گدھے پر سوار جاتے ہوئے دیکھا بھی ہے۔ اس پر حلاج نے کہا کہ شاید تم بھی ان لوگوں میں ہو جو یہ خیال کرتے ہیں کہ فی الواقع مجھے قتل کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے اپنا عکس ایک شخص پر ڈال دیا تھا اور وہی شخص قتل کیا گیا ہے۔

اور کچھ لوگ اپنی جہالتوں کی بناء پر یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ تو حلاج کے دشمنوں میں سے ایک قتل کیا گیا ہے۔

یہ بات اس زمانہ کے کسی عالم سے کہی گئی' تو جواب دیا کہ اگر وہ واقعہ صحیح ہو تو یقیناً شیطان نے حلاج کی صورت بنالی ہے تا کہ اس طرح لوگوں کو بہکا سکے' جیسا کہ نصاریٰ سولی کے معاملہ میں گمراہ کیے گئے ہیں۔

خطیب نے یہ بھی کہا ہے' اتفاق کی بات ہے کہ اس سال دجلہ میں پانی بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اس بناء پر لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ حلاج کے بدن کی راکھ اس پر پڑنے کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ اس قسم کی واہیات باتیں عوام میں بہت زیادہ اس وقت سے آج تک منقول ہوتی چلی آ رہی ہیں۔

بغداد میں یہ عام اعلان کر دیا گیا کہ حلاج کی کتابیں نہ تو خریدی جائیں اور نہ بیچی جائیں' جو بیسویں ذی القعدہ تین سو نو ہجری منگل کے دن بغداد میں اس کو قتل کیا گیا۔

یہ بات ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات میں ذکر کی ہے اور اس معاملہ میں لوگوں کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے۔

امام غزالی سے منقول ہے کہ انہوں نے مشکوٰۃ الانوار میں اس کا تذکرہ کیا ہے' اور اس کے کلام کو انہوں نے اچھے معنوں پر محمول کیا ہے۔

پھر ابن خلکان نے امام الحرمین کی رائے پیش کی ہے کہ وہ اس کی بہت برائیاں بیان کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ عجب اتفاق ہے یہ حلاج جنابی اور ابن المقنع تینوں ہی لوگوں کے عقیدوں کے بگاڑنے میں لگے ہوئے تھے' اور مختلف شہروں میں منتشر ہو گئے تھے۔ چنانچہ جنابی نے ہجر اور بحرین کو ابن المقنع نے ترکی شہروں کو' اور حلاج نے عراق کو اپنا مرکز بنایا تھا۔ مگر بقیہ دونوں نے پہلے ہی اس کی بربادی کی خبر دے دی تھی' کیونکہ عراق والے باطل اور غلط باتوں سے دھوکے میں نہیں آئیں گے۔

لیکن ابن خلکان نے اس پر اپنی رائے پیش کی ہے کہ یہ کہنا درست نہیں معلوم ہوتا ہے' کیونکہ ابن المقنع تو حلاج سے بہت پہلے سفاح اور منصور کے زمانہ میں موجود تھا اور سن دوسو پینتالیس (۲۴۵) میں اس سے بھی پہلے وفات پا چکا تھا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ امام الحرمین نے ابن المقنع سے وہ خراسانی شخص مراد لیا ہو' جس نے ربوبیت کا بھی دعویٰ کیا تھا۔ اور اس کی عمر بہت طویل ہوئی تھی۔ اور اس کا اصل نام عطاء تھا اور اس نے خود کو ۱۶۳ھ میں تیر مار کر ہلاک کر لیا تھا۔ لیکن اس کا بھی حلاج کے زمانہ میں پایا جانا ممکن نہیں ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر ہم امام الحرمین کے کلام کی تصحیح کرنا چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایسے تین اشخاص جو لوگوں کو گمراہ کرنے اور عقیدوں کو گمراہ کرنے پر ایک وقت میں متفق ہوئے تھے' وہ حلاج یعنی حسین بن منصور ہے جس کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اور ابن السمعانی یعنی ابوجعفر محمد بن علی اور ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الحسن بن بہرام الجنابی القرمطی جس نے حجاج کو قتل کیا تھا' اور حجر اسود کو اُٹھا لیا تھا' اور چاہِ زمزم کو پاٹ دیا تھا اور خانہ کعبہ کے پردے لوٹ لیے تھے۔ تو ان تینوں کا ایک وقت میں اجتماع

ممکن ہو سکتا ہے' جیسا کہ ہم نے یہ بات بالتفصیل بیان کر دی ہے اور یہی بات ابن خلکان نے مختصراً بیان کی ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابوالعباس بن عطاء:

جو صوفیوں کے ایک بڑے امام تھے۔

نام احمد بن محمد بن عطاء ادمی ہے۔ یوسف بن موسیٰ القطان اور مفضل بن زیاد وغیرہما سے روایت حدیث کی ہے۔ بعض گمراہ عقیدوں میں حلاج کا موافق تھا۔ یہ ابوالعباس ہر روز ایک قرآن ختم کرتا اور خاص رمضان کے مہینہ میں چوبیس گھنٹوں میں تین ختم کرتا اور یہ ختم قرآن کے وقت معانی میں تدبر اور غور وخوض بھی کرتا۔ آخری عمر میں اپنی بدعقیدگی کے سترہ سال اسی طرح گزارے کہ ان میں ایک بار بھی ختم نہ کر سکا اور مر گیا۔

یہ شخص بھی ان لوگوں میں تھا جس پر حلاج کی حقیقت واضح نہیں ہو سکی تھی اور اس کے ساتھ ہی اپنی موافقت ظاہر کر دی تھی۔ اس لیے حامد بن عباس نے اس کے دونوں جبڑوں پر زبردست چوٹ لگائی اور اس کے جوتے نکلا کر انہیں سے اس کے سر پر مارنے کا حکم دیا' جس کے نتیجے میں اس کے نتھنوں سے خون بہنے لگا۔ پھر سات دنوں کے بعد مر گیا۔ آخر میں اس وزیر کے خلاف یہ بددُعا کی تھی کہ اس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں اور بری حالت میں قتل کیا جائے۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد وزیر ٹھیک اسی طرح مارا گیا۔

اس سال اور بھی وفات پانے والے یہ ہیں: ابواسحاق بن ہارون الطبیب الحرانی اور ابومحمد عبداللہ بن حمدون الندیم۔

واقعات ــــ ۳۱۰ھ

اِس سال یوسف بن ابی الساج کو پابندی سے رہائی دی گئی' اور اس کے اموال اسے واپس کر دیئے گئے اور اسے اپنی ذمہ داریوں پر بحال کر دیا گیا۔ ساتھ ہی ذمہ داریوں میں دوسرے شہر بھی داخل کر دیئے گئے اور سالانہ پانچ لاکھ دینار اس کا وظیفہ مقرر کر دیا گیا جسے وہ اپنے گھر لے جاتا۔

ایک دن اس نے مونس خادم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ابوبکر بن الادمی القاری کو اس کے پاس بھیج دے۔ کیونکہ ۲۶۱ھ کی نظر بندی کے زمانہ میں اس سے یہ چند آیتیں:

﴿ وَ كَذَالِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ﴾

''تمہارے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے' جب کہ وہ کسی قوم کو اس کے ظلم کی حالت میں پکڑتا ہے'' پڑھی تھیں۔

مگر اس یوسف بن ابی الساج کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے یہ قاری اس کے پاس جانے سے ڈر گیا اور مونس خادم کو وہاں جانے سے معافی کی درخواست کی تو مونس نے اس کی ہمت بڑھانے کو کہا' وہاں جاؤ' میں بھی انعام میں تمہارے ساتھ شریک رہوں گا۔ اس قاری نے اس حاکم کے پاس پہنچ کر یہ آیت تلاوت کی:

﴿ وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖ استخلصهُ لِنَفْسِيْ ﴾ [پ ۱۳ رکوع ۱]

بادشاہِ مصر نے کہا' اس کو تم میرے پاس لے کر آؤ کہ اسے اپنے پاس منتخب بنا کر رکھوں گا۔

لیکن حاکم نے آیت سن کر کہا' میں چاہتا ہوں کہ وہی دس آیتیں میری توبہ اور اللہ کے پاس رجوع کا سبب بنی تھیں۔ اس کے بعد اس قاری کو بہت سے انعام دینے کا حکم دیا اور اچھا سلوک بھی کیا۔

اس سال علی بن عیسیٰ وزیر بیمار پڑ گیا تو ہارون بن المقتدر اس کی عبادت اور اپنے والد کا سلام اس کے پاس پہنچانے لگا۔ یہ سن کر اس کے لیے راستہ سجا دیا۔ جب وہ اس کے گھر کے قریب پہنچا تو وقتوں کے باوجود یہ خود اس کے استقبال کو نکلا۔ ملاقات کے بعد اپنے والد کا سلام پہنچا دیا۔ اس کے ساتھ مونس خادم بھی تھا۔

اس کے بعد اسے یہ خبر ملی کہ خلیفہ خود اس کی عیادت کو آنا چاہتا ہے تو مونس خادم نے اس کی معافی چاہی۔ پھر بہت زیادہ تکلیف برداشت کرتے ہوئے خود سوار ہو کر گیا اور خلیفہ کو سلام کیا تا کہ اس کے پاس اسے آنے کی زحمت نہ ہو۔

اسی سال اُم موسیٰ قہرمانہ اور اس کے خاص لوگوں کو گرفتار کر کے اس کی جائیداد بیت المال میں جمع کر دی گئی' جو دس لاکھ دینار کی تھی۔

اور ربیع الاوّل کی بیسویں تاریخ جمعرات کے دن خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین عمر بن علی الشیبانی کو جو ابن الاشنانی کے نام

سے مشہور تھے منصب خلافت پر مامور کیا۔ یہ حافظ حدیث اور تمام لوگوں میں بڑے فقیہ تھے' لیکن تین ہی دنوں کے بعد انہیں معزول کر دیا۔ اس سے پہلے وہ بغداد کے محتسب تھے۔

اسی سال جمادی الآخرۃ کے مہینہ میں برج سنبلہ میں ایک ایسا تارہ نمودار ہوا تھا جس کی دم دو ہاتھ تھی۔

اس سال شعبان کے مہینہ میں نائب مصر حسین بن المارودانی کی طرف سے بہت سے ہدایا پہنچے تھے' جن میں ایک مادہ خچر' اس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ اور ایسا غلام تھا جس کی زبان اس کے ناک کے کنارہ تک پہنچ جاتی تھی۔

اسی سال رومی علاقوں سے مسلمانوں کو جو کچھ فتوحات حاصل ہوئی تھیں' ان کی ایک تحریری فہرست تمام منبروں پر پڑھ کر سنائی گئی تھی۔

اسی سال یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ''واسط'' کے علاقہ کے سترہ مقامات میں زمین میں شگاف پڑ گئے ہیں۔ جن کی مقدار زیادہ سے زیادہ ایک ہزار گز اور کم سے کم مقدار دو سو گز تھی۔ اور بڑے بڑے دیہاتوں سے تیرہ سو دیہات غرق ہو گئے۔

اس سال اسحاق بن عبد الملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اور اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو بشر الدولابی:

نام محمد بن احمد بن حماد ابو سعید ابو بشر الدولابی ہے' انصاریون کے آزاد کردہ تھے۔ اور وراق کے نام سے مشہور تھے۔ حفاظ حدیث میں ایک بڑے امام تھے۔ تاریخ وغیرہ میں ان کی عمدہ تصنیفات ہیں۔ بہت سے لوگوں سے روایت حدیث کی ہے۔ ابن یونس نے کہا ہے کہ یہ بہت چیخ کر باتیں کرتے تھے۔ حج کے لیے ماہِ ذی القعدہ میں جاتے ہوئے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام عرج میں وفات پائی۔

ابو جعفر بن جریر الطبری:

نام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب امام ابو جعفر طبری ہے' ان کی ولادت سن دو سو چوبیس ہجری میں ہوئی۔ گندمی رنگ' بڑی آنکھوں والے' نمکین چہرہ' دراز قد' اور فصیح اللسان تھے۔ انہوں نے بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے' طلب حدیث کے سلسلہ میں دور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ بڑی جامع تاریخ کی ایک کتاب تصنیف کی۔ ان کی ایک تفسیر ''الکامل'' ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ ان دونوں کے علاوہ اصول اور فروع میں ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں' ان سب میں بہتر ''تہذیب الآثار'' ہے۔ اگر یہ مکمل ہوگئی ہوتی تو دوسری کتاب کی حاجت نہ ہوتی' اور ضرورت پوری کرنے کے لیے کافی ہوتی' مگر افسوس ہے کہ اسے وہ مکمل نہ کر سکے۔

ان کے متعلق یہ منقول ہے کہ یہ متواتر چالیس برس تک کتابیں لکھتے رہے۔ ہر روز کتابت کا اوسط چالیس اوراق

ہوتے تھے۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ انہوں نے بغداد کو اپنا وطن بنا لیا تھا اور آخر وقت تک وہیں رہے۔ علماء کے ایک بڑے امام تھے۔ ان کا قول حکم ہوتا اور ان کی معرفت اور فضل کی طرف بوقت ضرورت رجوع کیا جاتا۔ انہوں نے اتنے علوم جمع کر لیے تھے کہ ان مروجہ قراءتوں کے عالم' معانی سے واقف' احکام کو اچھی طرح جاننے والے تھے۔

اسی طرح حدیث کی تمام قسموں کو اور صحیح وسقیم' ناسخ اور منسوخ کی پوری واقفیت تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد کے لوگوں کے اقوال کو بھی اچھی طرح محفوظ کیا تھا' لوگوں کے حالات اور ان کے واقعات سب کے عارف تھے۔

ان کی مشہور کتابیں یہ ہیں'' تاریخ الامم والملوک''،'' تفسیر الکامل'' اس جیسی تو کوئی تفسیر تصنیف بھی نہیں کی گئی ہے۔ '' تہذیب الآثار'' اس مضمون کی بھی دوسری کوئی کتاب میری نظر سے نہیں گزری ہے' افسوس ہے کہ اسے مکمل نہ کر سکے۔ فقہ کے اصول وفروع میں بھی ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور پسندیدہ بھی ہیں۔ ان سے کئی مسائل ایسے بھی جمع کیے گئے ہیں جن میں یہ متفرد ہیں۔

خطیب نے کہا ہے کہ مجھے شیخ ابو حامد احمد بن ابی طاہر فقیہ' اسفرائنی سے یہ روایت پہنچی ہے' کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ابن جریر طبری کی تفسیر کے مطالعہ کی غرض سے چین جیسے دور دراز علاقوں کا بھی سفر کرے تو بھی کوئی بڑی بات نہ ہوگی۔ اوکما قال۔

اور خطیب نے امام الائمہ ابوبکر بن خزیمہ کے متعلق روایت کی ہے کہ انہوں نے محمد بن جریر کی تفسیر کو شروع سے آخر تک کئی سالوں میں مطالعہ کیا ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ سارے روئے زمین پر ابن جریر کے مقابلہ میں میں کسی کو بھی بڑا عالم نہیں مانتا ہوں۔ حنابلہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے۔ محمد نے ایک ایسے شخص کے بارے میں کہا ہے' جس نے مشائخ سے احادیث حاصل کرنے کے لیے بغداد تک سفر کیا' مگر ابن جریر سے ان کو سننے کا اتفاق نہ ہو سکا۔ کیونکہ حنابلہ ان کے ساتھ دوسروں کے ملنے میں رکاوٹ بنا کرتے تھے۔ تو ابن خزیمہ نے کہا کہ اگر تم ان سے روایت حاصل کر لیتے تو دوسرے تمام مکتوبات کے مقابلہ میں تمہارے لیے بہتر ہوتا۔

میں کہتا ہوں کہ ان کو عبادت' زہد' پرہیزگاری' اور حق کے لیے کھڑے رہنے میں کسی بھی ملامت کرنے کی ملامت سے کوئی اثر نہ ہوتا۔ تلاوت قرآن مجید میں آواز بھی بہت بہتر تھی۔ ساتھ ہی قراءت کے تمام طریقوں اور صفات کی بھی پوری معرفت حاصل تھی۔ یہ بڑے نیک لوگوں میں سے تھے۔

یہ ان محدثین میں سے ایک تھے' جو ابن طولون کے زمانہ میں اکٹھے ہوتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام الائمہ' محمد بن نصر مروزی' محمد بن ہارون رویانی اور یہی محمد بن جریر طبری۔ ہم نے محمد بن نصر مروزی کے حالات کے ضمن میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

اور وہ بزرگ' جنہوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی' جس کی بدولت اللہ نے انہیں رزق بھیج دیا تھا' وہ محمد بن اسحاق بن خزیمہ تھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ محمد بن نصر تھے۔

ایک زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے یہ ارادہ کیا کہ اوقاف کے سلسلہ میں کوئی ایسی کتاب مرتب کی جائے جس کی شرطیں تمام علماء میں متفق علیہا ہوں۔ تب لوگوں نے کہا کہ اس کام کو محمد بن جریر طبری کے سوا دوسرا کوئی شخص اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا ہے۔ اس مشورے کے مطابق خلیفہ نے ان سے اس کتاب کے مرتب کرنے کی فرمائش کی اور انہیں نے کام مکمل کر دیا۔ اس خوشی میں خلیفہ نے انہیں اپنے پاس بلوایا' اور اپنے نزدیک مقرب کیا اور ان سے کہا آپ اپنی کسی حاجت کا اظہار فرمائیں۔ جواب دیا' مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خلیفہ نے کہا' کچھ تو آپ کو فرمائش کرنی ہی ہوگی۔ تب انہوں نے کہا' میں امیر المومنین سے درخواست کرتا ہوں کہ جمعہ کے دن جامع مسجد کے مقصورہ میں لوگوں کو جانے کے لیے درخواست کرنے کی ضرورت سے کوتوال کو روک دیا جائے۔ چنانچہ خلیفہ نے اس بات کا حکم دے دیا۔

یہ اپنی ضروریاتِ زندگی اپنے گاؤں مغل سے پوری کرتے تھے جو ان کے والد نے ان کے لیے طبرستان میں چھوڑی تھی۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ اذا عسرتُ لم یعلم رفیقی واستغنٰی فیستغنی صدیقی

ترجمہ: جب میں تنگ دست ہو جاتا ہوں اس وقت میرے دوست کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا ہے' اور جب میں مالدار ہو جاتا ہوں تو میرا دوست مجھے مالدار سمجھ لیتا ہے۔

۲۔ حیائی حافظ لی ماء وجھی و رفقی فی مطالبتی رفیقی

ترجمہ: میری حیاء میرے چہرہ کی رونق کی محافظ ہے اور میری نرمی میرے مطالبہ کے وقت میرے ساتھ ہوتی ہے۔

۳۔ ولو انی سمعت ببذل وجھی لکنت الی الغنٰی سھل الطریق

ترجمہ: اور اگر میں اپنی بے آبروئی کو برداشت کرتا تو دولت مند ہونے کے لیے میں بہت آسان راستہ پالیتا۔ اور ان کے دوسرے چند اشعار یہ بھی ہیں ؎

٤۔ خلقان لا ارضی طریقھما بطرالغنی و مذلة الفقر

ترجمہ: دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو میں پسند نہیں کرتا ہوں' دولت مندی کے زمانہ میں اکڑنا اور فقر کے دنوں میں ذلیل ہوتے رہنا۔

۵۔ فاذا غنیت فلا تکن بطرا و اذا افتقرت فتہ علی الدھر

ترجمہ: لہٰذا تم جب کبھی غنی ہو جاؤ تو متکبر نہ بن جاؤ' اور جب تم فقیر ہو جاؤ تو زمانہ کے خلاف متکبر بن جاؤ۔

سن تین سودس (۳۱۰) ہجری اٹھائیسویں شوال' اتوار کے روز مغرب کے قریب پچاسی یا چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی ہے' اس وقت بھی ان کی ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں سیاہی زیادہ تھی۔ اپنے ہی گھر میں دفن کیے گئے۔ کیونکہ حنابلہ کے کچھ عوام اور ان کے موافقین ان کو دن کے وقت دفن کرنے سے منع کر رہے تھے اور شیعیت کی طرف انہیں منسوب کرتے تھے' اور کچھ جہلاء تو انہیں ملحد بھی کہا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ ان تمام عیوب سے بالکل پاک تھے۔ بلکہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل اور علم

میں ہر اعتبار سے اسلام کے ایک بڑے امام تھے۔ لوگوں نے ان کے خلاف۔ باتیں ابوبکر محمد بن داؤد فقیہ ظاہری کی تقلید میں کہی ہیں۔ کیونکہ وہی ان پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بغداد کے تمام علاقوں سے لوگ اکٹھے ہو گئے اور ان کے اپنے گھر میں ہی ان کے جنازہ کی نماز پڑھی اور وہیں انہیں دفن کر دیا۔ بلکہ لوگ مہینوں وہاں ٹھہر کر ان کے لیے فاتحہ خوانی کرتے رہے۔

میں نے ان کی ایک کتاب دیکھی ہے جو موٹی دو جلدوں میں ہے۔ جس میں غدیر خم کی حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ ایک دوسری کتاب بھی میں نے دیکھی ہے جس میں ان روایتوں کو جمع کیا ہے جو حدیث یلد کے سلسلہ میں ہیں۔ ان کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے کہ یہ وضو میں مسح قدمین کو جائز سمجھتے' لیکن ان کے دھونے کو واجب نہیں کہتے اور یہ بات ان کی طرف منسوب ہو کر مشہور ہو چکی ہے۔ اس لیے بعض علماء یہ کہتے تھے کہ ابن جریر نام کے دو اشخاص گزرے ہیں۔ ایک شیعی تھے' اور ان ہی کی طرف یہ مسائل منسوب تھے اور ان طبری عالم کو ان صفات سے بری سمجھتے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل کی بنیاد اس مسئلہ پر ہے جو ان کی تفسیر میں ہے کہ یہ دونوں پاؤں کے دھونے کو واجب کہتے ہیں' ساتھ ان کے ملنے کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اس ملنے کو مسح سے تعبیر کیا ہے۔ جس کی اصل حقیقت کو بہت سے لوگ نہیں سمجھ سکے' اور جس نے کچھ سمجھا اس نے ان کی طرف سے یہ نقل کر دیا کہ یہ دھونے اور مسح کرنے دونوں کو واجب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ مسح سے مراد ان کا رگڑنا ہے۔ واللہ اعلم

بہت سے اہل علم حضرات نے ان کا مرثیہ لکھا ہے' جن میں ابن اعرابی بھی ہیں۔

جن کے چند اشعار یہ ہیں ؎

۱۔ حدیث مفظع دخطب خلیل　　　دق عن مثلہ اضطبار الصبور

ترجمہ: وہ اچھی گفتگو کرنے والا' مقابل پر قابو پانے والا' زبردست مقرر' بڑا باعظمت تھا۔ اپنے جیسے کے لیے وہ بہت مشکل ثابت ہوتا ایک بہت بڑے صبر کرنے والے کے صبر کرنے کی مانند ہے۔

۲۔ قام ناعی العلوم اجمع لما　　　قام ناعی محمد بن جریر

ترجمہ: سارے انسان سارے علوم ختم ہونے پر رونے لگے اس وقت جبکہ محمد بن جریر کی موت کی اطلاع دینے کے لیے کوئی کھڑا ہوا۔

۳۔ فھوتْ انجمٌ لھا زاھراتٌ　　　موذنات رسومھا بالدثور

ترجمہ: تب چمکدار ستارے بھی گرنے لگے' ان کی نشانیوں کی بردباریوں کی خبر دیتے ہوئے۔

٤۔ و تغشّی ضیاھا النیر الاشراق　　　ثوب الدجنۃ الدیجور

ترجمہ: اور اس کی تیز چکاچوند کرنے والی روشنی کو گھنگھور گھٹا تاریک رات کے کپڑے نے ڈھانک لیا ہے۔

۵۔ و غدا روضھا لا یبق ھشیمًا　　　ثمّ عادت سھولھا کالوعور

ترجمہ: اس کا خوب صورت باغ ٹوٹے پھوٹے تنکے ہو گئے پھر اس کی نرم و نازک زمین سخت دشوار گزار کی طرح ہو گئی۔

٦ یا ابا جعفر مضیت حمیدًا غیر وان فی الجد والتشمیر

ترجمہ: اے ابو جعفر تم اپنی نیک نامیاں لیے ہوئے رخصت ہوئے محنت اور کوشش میں تم نے ذرہ برابر سستی نہیں دکھائی۔

٧۔ بین اجر علی اجتهادك موفورٍ وسعی الی التقی مشکور

ترجمہ: پوری کوشش کی بناء پر ثواب پانے اور اپنی مستحق شکر پرہیز کی طرف کوشش کے درمیان۔

٨۔ مستحق به الخلود لدی جنته عدن فی غبطة و سرور

ترجمہ: اس کی وجہ سے تم جنت عدن میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہو گئے غبطہ اور خوشی کے ساتھ۔

اور ابوبکر بن دربداح نے بھی ان سے متعلق ایک طویل مرثیہ کہا ہے جسے خطیب بغدادی نے پورا ہی ذکر کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۳۱۱ھ

اس سال ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی قرامطیوں کا امیر ایک ہزار سات سو سواروں کو لے کر رات کے وقت بصرہ میں داخل ہو گیا۔

اس کی دیواروں میں بالوں کے رسوں کو سیڑھیوں کے طور پر لٹکا کر اس کے توسط سے اندر زبردستی داخل ہو گیا اور اس کے دروازوں کو کھول دیا۔

اندر پہنچ کر جو بھی سامنے آیا' سبھوں کو قتل کرتا گیا۔ اس کے ڈر سے بہت سے لوگوں نے بھاگ کر خود کو پانی میں ڈال دیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے پانی میں بھی ڈوب کر مر گئے۔

وہ لوگ وہاں سترہ دنوں تک موجود رہ کر لوگوں کو قتل کرتے رہے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرتے رہے۔

اور اپنی پسند کے مطابق ان کے مال سمیٹتے رہے۔ پھر اپنے شہر ہجر کی طرف لوٹ گئے۔ خلیفہ جب بھی اپنا لشکر ان کے مقابلہ کو بھیجتا' وہ اس جگہ کو لوٹتے' ویران کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ جاتے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حامد بن عباس وزیر کو زہر کھلا کر مار ڈالنا:

اس سال مقتدر نے حامد بن عباس اور علی بن عیسیٰ کو عہدۂ وزارت سے برطرف کر کے ان کی جگہ پر ابوالحسن بن فرات کو تیسری مرتبہ بحال کیا اور ان دونوں وزیروں یعنی حامد اور علی بن عیسیٰ کو اس وزیر کے حوالہ کر دیا۔ پھر محسن بن وزیر نے حامد کو مقتدر سے پانچ کروڑ دینار کے عوض اپنے قبضے میں لے لیا۔ اور طرح طرح سے اسے تکلیفیں پہنچائیں' اور اس سے ان گنت مال بھی وصول کیا۔ بعد میں اسے اپنے آدمیوں کے ساتھ واسط بھیجا تاکہ وزیر کی وہاں کی پوری آمدن اور ساری جائیدادوں کا حساب لگا لے۔ پھر ان آدمیوں کو یہ حکم دیا کہ راستے میں آتے ہوئے اسے زہر دیا جائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اسے بھونے ہوئے انڈے میں زہر دے کر کھلا دیا۔ جبکہ اس نے راستہ میں ان لوگوں سے مطالبہ کیا تھا اور اس طرح وہ وزیر اسی سال رمضان کے مہینے میں مر گیا۔

لیکن علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار اور اس کے منشیوں میں دوسرے لوگوں سے کچھ زبردستی وصول کیا۔ اس طرح مجموعی طور پر جو کچھ ان لوگوں سے ساتھ ہی قہرمانہ سے بھی جو کچھ وصول کیا گیا ان میں بے شمار سونا اور دس لاکھ دینار کے علاوہ گھر کا سامان' جائداد' گھوڑے' سونے' چاندی کے برتن تھے۔ پھر ابن الفرات وزیر نے خلیفہ مقتدر باللہ کو مشورہ دیا کہ یونس خادم کو اپنے پاس سے نکال کر شام کے علاقہ میں بھیج دے۔ حالانکہ یہ رومیوں سے جہاد کر کے واپس آیا تھا۔ اور رومیوں کے بہت سے شہروں اور قلعوں کو فتح کیا تھا' اور ان [illegible] غنیمت کا مال حاصل کیا تھا۔ چنانچہ خلیفہ نے وزیر کے مشورہ کو مان لیا'

لیکن یونس نے خلیفہ سے درخواست کی کہ ماہ رمضان کو ختم ہونے کی مہلت دی جائے۔ ساتھ ہی مونس نے خلیفہ کو بتادیا کہ ابن الوزیر لوگوں کو عذاب دینے اور ان کے مال زبردستی چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر بھی خلیفہ نے مونس کو شام چلے جانے کا حکم دے دیا۔

اس سال ندیاں بہت زیادہ نکلیں اور انہوں نے بہت زیادہ غلوں کو برباد کر دیا۔

اس سال ماہِ رمضان میں خلیفہ نے میراث کے بچے ہوئے مال کو آخر میں ذوی الارحام کو دینے کا عام اعلان کر دیا۔

اور اس سال ماہِ رمضان میں باب العامہ پر زندیقوں کی کتابوں کے دوسو چار بستوں کو جلا دینے کا حکم دیا' ان میں سے کچھ تو وہ بھی تھیں جو حلاج وغیرہ کی مصنفہ تھیں' جن میں بہت سا سونا بھی گل کر بہا' جس سے ان کتابوں پر پان چڑھایا گیا تھا۔

اور اس سال ابوالحسن ابن الفرات وزیر نے ایک شفا خانہ فضل کی گلی میں بنوایا' اور اس پر اپنے مال میں سے ہر مہینہ دوسو دینار خرچ کرنے لگا۔

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الخلال احمد بن محمد:

بن ہارون ابوبکر الخلال جو الکتاب الجامع العلوم الامام احمد کے مصنف ہیں۔ اس جیسی دوسری کوئی کتاب امام احمدؒ کے مذہب کے مطابق نہیں لکھی گئی ہے۔ انہوں نے حسن بن عرفہ اور سعدان بن نصر وغیرہما سے حدیثیں سنی ہیں۔ اس سال دوسری محرم' قبل نمازِ جمعہ وفات پائی ہے۔

ابومحمد الجریری:

احمد بن محمد حسین ابومحمد الجریری صوفیوں میں بڑے' بلکہ امام الاصفیاء جانے جاتے ہیں۔ سری سقطیؒ کی صحبت اختیار کی۔ جنیدؒ بھی ان کا اکرام واحترام کرتے تھے۔ جب جنیدؒ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ جریریؒ کو ان کی مجلس میں بٹھایا جائے۔ یہ جریریؒ حلاج کے بارے میں مشتبہ ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے حلاج کے بارے میں مجمل باتیں کہی ہیں۔ یہ جریری نیکی' دینداری اور بدادب ہونے میں بہت مشہور رہے۔

الزجاج صاحب معانی القرآن:

ابراہیم بن السری بن سہل ابواسحاق الزجاج بڑے فاضل' دیندار اور بڑے اچھے عقیدے والے تھے' ان کی بہت سی عمدہ تصنیفات ہیں' جن میں کتاب معانی القرآن کے علاوہ اور بھی دوسری کئی کتابیں ہیں۔ یہ اوّلاً شیشے کا کام کرتے تھے۔ پھر ان کو فن نحو کے سیکھنے کا شوق ہوا تو مبرد نحوی کے پاس جانے لگے' اور وہ مبرد انہیں ہر روز ایک درہم دیتے رہے۔ بعد میں یہ زجاج کچھ

پیسے والے بھی ہو گئے۔ جب بھی مبرد کی طرف سے ایک درہم یومیہ بند نہ ہوا' آخر عمر تک یہ سلسلہ قائم رہا' قاسم بن عبداللہ ان زجاج کا بہت ادب کرتے تھے' جب وہ عہدۂ وزارت پر مامور ہوئے تو لوگ ان کے پاس پرچے اور درخواستیں لے کر آتے تاکہ یہ وزیر تک پہنچا دیں۔ اس طرح ان کو چالیس ہزار دینار سے بھی زیادہ کی دولت حاصل ہو گئی تھی۔

اس سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ ان سے ابوعلی فارسی نحوی اور ابن القاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق الزجاجی نے علوم حاصل کیے۔ انہوں نے خود کو زجاجی اس لیے کہا کہ ان سے علم حاصل کیا تھا' اور وہی کتاب الجمل فی النحو کے مصنف تھے۔

بدر مولیٰ المعتضد:

یہی بدر الحمامی ہیں اور ان ہی کو بدر الکبیر بھی کہا جاتا ہے' اپنی آخری عمر میں ملک فارس کے نائب حاکم تھے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادہ محمد نائب حاکم بنائے گئے۔

حامد بن العباس الوزیر:

انہیں مقتدر نے سن تین سو چھ ہجری میں وزیر بنایا تھا۔ بہت زیادہ مال اور غلاموں کے مالک تھے' بہت زیادہ خرچ کرنے والے' کریم' سخی' بامروت تھے۔ ان سے متعلق بہت سے ایسے واقعات منقول ہیں جو ان کے بہت زیادہ داد و دہش پر دلالت کرتے ہیں۔ ان باتوں کے باوجود بہت مال جمع کر لیا تھا۔ ان کے ایک گڑھے میں ہزاروں دینار سونے کے پائے گئے تھے۔ ہر روز اس میں ایک ہزار دینار ڈال دیا کرتے تھے۔ جب وہ بھر جاتا اسے بھر دیتے۔ جب ان پر زبردستی کی گئی' اس وقت ان گڑھوں کا پتہ بتایا تھا اور ان گڑھوں سے بہت زیادہ مال نکالا گیا تھا۔ ان کی بڑی فضیلتوں میں سے یہ ہے کہ حلاج کے قتل میں ان ہی کی کوشش زبردست تھی' جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اسی سال ماہِ رمضان میں انہیں زہر دیا گیا اور اس وقت ان کی وفات ہوئی۔ اسی سال عمر بن محمد بحتر البحتری نے بھی وفات پائی' یہ بھی ایک صحیح کے مصنف تھے۔

ابن خزیمہ:

محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر السلمی' محسن بن مزاحم کے آزاد کردہ غلام' امام ابوبکر بن خزیمہ جو امام الائمہ کے لقب سے مشہور ہیں' علوم کے ایک گہرے سمندر تھے' مختلف شہروں میں گھومے اور طلب حدیث اور حصولِ علم میں دور دراز ملکوں کا سفر کیا' بہت سی کتابیں لکھیں' تصنیف کیں اور بہت کچھ جمع کیں' ان کی کتاب "الصحیح" تمام کتابوں میں نافع اور اہم ہے۔ یہ دین اسلام کے ایک بڑے مجتہد تھے شیخ ابواسحاق شیرازی نے طبقات الشافعیہ میں ان کے متعلق ایک بات لکھی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ جب سے میں سولہ برس کی عمر کو پہنچا ہوں' اُسی وقت سے میں نے کسی کی بھی تقلید نہیں کی ہے۔ اور ہم نے ان کے مفصل حالات اپنی کتاب "طبقات الشافعیہ" میں ذکر کیے ہیں۔ یہ بھی ان محمدین میں سے ایک ہیں جو مصر میں فاقہ کی زندگی گزارنے کی نوبت تک پہنچ چکے تھے' مگر نماز کی برکت سے اللہ نے ان کے لیے رزق کا دروازہ کھول دیا تھا۔ ہم نے اس قسم کی بات حسن بن سفیان کے حالات میں ذکر کی ہے۔

اِس سال محمد بن زکریا الطبیب نے وفات پائی ہے جو المصنف الکبیر فی الطب کے مصنف ہیں۔

واقعات ــــ ۳۱۲ھ

اس سال ماہ محرم میں قرمطی ابوطاہر الحسین بن ابی سعید الجنابی' اللہ اس پر اور اس کے باپ پر بھی لعنت کرے کہ یہ ان حجاج کو راستہ میں لوٹنے کے لیے آیا' جو فریضہ حج ادا کر کے بیت اللہ سے واپس لوٹ رہے تھے' چنانچہ اس نے لوگوں پر ڈکیتی کی اور ان لوگوں نے بھی اپنی جان و مال' عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے ان کا مقابلہ کیا۔ اس مقابلہ میں قرمطی نے ان حاجیوں میں سے بے شمار لوگوں کو قتل کیا' اور ان کی عورتوں اور بچوں میں سے جسے اور جتنا چاہا' کو قیدی بنا لیا اور حسب خواہش ان سے مال لوٹ لیے۔ اس موقع پر ان کے جتنے مال لوٹے' ان کی مجموعی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔ اسی طرح سامان اور کاروباری مال وغیرہ سے بھی جو کچھ چاہا لوٹ لیا۔ پھر ان کے اونٹ' کھانے پینے کے سامان اور ان کے مال اور عورتوں اور بچوں کو اپنے قبضہ میں لینے کے بعد انہیں کھلے میدانوں اور جنگلی علاقوں میں لے جا کر بغیر پانی اور دانہ کے اور سواری کے چھوڑ دیا۔ اس موقع پر کوفہ کے نائب ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان نے ان لوگوں کا مقابلہ کیا تھا' مگر اسے بھی شکست دے کر قیدی بنا کر لے گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس قرمطی کے ساتھ آٹھ سو لڑنے والے آدمی تھے' اور خود اس کی عمر اس وقت صرف سترہ برس کی تھی۔ اللہ اسے برباد کرے۔

جب اس واقعہ کی خبر بغداد پہنچی تو وہاں کی عورتوں اور باشندوں نے چیخ و پکار اور رونا دھونا شروع کیا' ساتھ ہی عورتوں نے اپنے سروں کے بال نوچنے اور اپنے گالوں پر طمانچے مارنے شروع کیے۔ ان کے ساتھ ہی وہ عورتیں بھی شریک ہو گئیں جو وزیر اور اس کے بیٹے کے چنگل میں پھنسی ہوئی تھیں۔ اس وقت بغداد کا منظر انتہائی دردناک' اور وحشت ناک ہو رہا تھا۔ آخر کار خلیفہ نے جب اصل حال دریافت کرنا چاہا تو پتہ چلا کہ یہ حاجیوں کی عورتیں ہیں۔ اور ان کے ساتھ ہی وہ عورتیں بھی ہیں جن پر ابن فرات نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اسی طرح وزیر کے دربان نصر بن القشوری کے ذریعہ خلیفہ کو یہ خبر بھی ملی کہ قرطبی نے قیامت برپا کر رکھی ہے' اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آپ نے مونس خادم جو زبردست ہونہار تھا کو علاقہ سے دور بھیج دیا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کی ہمت اطراف و جوانب میں زبردست طریقہ سے بڑھ گئی ہے اور آپ نے اس مونس خادم کو صرف ابن الفرات کی مرضی کے مطابق اور اس کے بہکانے سے دور پھینک دیا ہے۔ تب خلیفہ نے ابن الفرات کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ لوگ تمہارے بارے میں اس قسم کی باتیں محض اس لیے کرتے ہیں کہ مجھ سے تمہارا تعلق اچھا ہو گیا ہے۔

اس طرح خلیفہ اس کی دلجوئی کرنے لگا۔ یہ خبر پا کر وہ وزیر اور اس کا بیٹا دونوں سواری پر سوار ہو کر خلیفہ کے پاس پہنچے' تو اس نے ان دونوں کا خوب اکرام کیا اور ان کے دلوں کو خوش کر دیا۔ یہ دونوں خوش خوش خلیفہ کے پاس سے نکل رہے تھے کہ نصر

حاجب اور دوسرے اعلیٰ حکام کی طرف سے ان کو بہت تکلیف دہ باتیں سننے میں آئیں۔ اس کے بعد یہ وزیر حسب معمول اپنی کرسی پر بیٹھا اور لوگوں میں احکام جاری کیے۔ تین ساری رات یہ شخص اپنے تکیہ پر غور کرتا رہا اور صبح کے وقت یہ شعر پڑھنے لگا

[illegible]

ترجمہ: بڑا عقلمند وہ ہے جو صبح کو یہ نہیں جانتا کہ حالات اس کے موافق ہیں یا بدل گئے ہیں۔

پھر اس دن خلیفہ کی طرف سے اس کے پاس دو حکام پہنچے اور اس کے زنان خانہ میں داخل ہو کر اسے ننگے سر انتہائی ذلت اور بدحالی کے ساتھ اسے گھر سے نکال کر گھوڑے پر سوار کر کے دوسری سمت نکال باہر کیا۔ لوگوں نے اس کا مطلب سمجھ لیا اور ابن فرات کو اینٹ پتھر مارے۔ ساری جامع مسجدیں بند رہیں' عوام نے تمام محرابوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور لوگوں نے وہاں جمعہ کی نماز نہیں ہونے دی اور وزیر سے تیس لاکھ دینار اور اس کے بیٹے سے تین لاکھ دینار کی تحریر حاصل کر کے کوتوال نازوک کے حوالہ کر دی۔ وہ دونوں اتنے مال وصول ہونے تک اس کے پاس روک کر رکھے گئے۔ اس کے بعد خلیفہ نے مونس خادم کو بلوایا۔ اس کے آ جانے کے بعد ان دونوں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ تب اس نے ان دونوں کو خوب مارا اور جس قدر ہو سکا ان کی توہین کی۔ پھر اچھی طرح ان کی پٹائی اور مرمت کر لینے کے بعد ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اب اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن خاقان ابوالقاسم کو وزیر بنا دیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول نویں تاریخ کا ہے۔

یہ مونس جب بغداد میں داخل ہوا' تو بہت ہی شان وشوکت اور اعزاز واکرام سے داخل ہوا۔ ساتھ ہی ابن خاقان کو علی بن عیسیٰ کے پاس بھیجنے کی سفارش کی۔ اس وقت وہ یمن کے علاقہ میں دھتکارا ہوا مارا مارا پھر رہا تھا۔ تب وہ مکہ مکرمہ لوٹ آیا' اور اس کے پاس وزیر کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ شام اور مصر کے معاملات کی طرف توجہ دے۔ خلیفہ نے مونس خادم کو یہ حکم دیا کہ وہ قرامطہ سے قتال کرنے کے لیے کوفہ کی طرف جائے۔ اس کام کی تیاری کے لیے خلیفہ نے دس لاکھ دینار خرچ کیے۔ اس وقت اس قرطبی نے ان تمام حاجیوں کو چھوڑ دیا جو اس کے قبضہ میں تھے' جن کی تعداد دو ہزار مرد اور پانچ سو عورتوں کی تھی' ان کے ساتھ ہی نائب کوفہ ابوالہیجاء کو بھی چھوڑ دیا۔ وہاں سے خلیفہ کے پاس درخواست بھیجی کہ بصرہ اور اہواز کو بھی اس کے حلقہ میں شامل کر دیا جائے۔ مگر خلیفہ نے اس کی یہ فرمائش پوری نہیں کی۔ یہ مونس بہت ہی کامیابی کے ساتھ بہت بڑے لشکر کو لے کر کوفہ کی طرف گیا تو وہاں کے حالات ٹھنڈے پڑ گئے۔ پھر وہاں سے واسط کی طرف چلا گیا اور یاقوت خادم کو کوفہ کا نائب حاکم مقرر کیا تو وہاں کے حالات بھی ٹھنڈے اور پرسکون ہو گئے۔

اس سال کوفہ اور بغداد کے درمیان ایک ایسا شخص ظاہر ہوا جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ خود محمد بن اسماعیل بن محمد بن محمد ابن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے' اور اس کے اس دعویٰ کی تصدیق بہت سے دیہاتیوں اور گنواروں نے بھی کر دی' اور اس کے حلقہ بگوش ہو گئے تو اس کی طاقت بڑھ گئی۔ یہ واقعہ ماہ شوال کا ہے۔ اس وقت وزیر نے اپنا ایک لشکر اس کے مقابلہ میں بھیجا اور اس سے مقاتلہ کیا اور پھر اسے شکست دی' اور اس کے ماننے والوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور بقیہ ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ یہی مدعی مذکور اسماعیلیوں کا سردار اور ان کا پہلا شخص ہے۔

اس موقع پر کوتوال نازوک حلاج کے تین خاص آدمیوں حیدرہ شعرانی اور ابن منصور کو پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر پہلے تو ان سے اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کرنے کو کہا لیکن وہ باز نہ آئے۔ اس لیے انہیں قتل کیا اور مشرقی حصہ میں انہیں پھانسی پر چڑھا دیا۔

اس سال قرامطہ کے خوف سے عراق کے ایک شخص نے بھی حج بیت اللہ ادا نہیں کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی۔

ابراہیم بن خمیس:

ابواسحاق الواعظ الزاہد' یہ لوگوں کو نصیحتیں کرتے پھرتے۔ ان کے اچھے کلاموں میں سے یہ بھی ہے۔ قضاء احتیاط کرنے پر' موت امید کرنے پر' تقدیر تدبیر کرنے پر' اور خدائی بانٹ کوشش اور مشقت کرنے پر ہنستی ہے۔

علی بن محمد الفرات:

مقتدر نے اسے عہدۂ وزارت سونپا' پھر معزول کیا پھر وزیر بنایا پھر معزول کیا پھر وزیر بنایا پھر معزول کیا پھر وزیر بنایا پھر معزول کیا پھر وزیر بنایا پھر معزول کیا پھر وزیر بنایا' اور آخر میں اسے اور اس کے لڑکے کو بھی اسی سال قتل کر دیا۔ یہ شخص بہت بڑا دولت مند تھا۔ یہ ایک کروڑ دینار کا مالک تھا۔ اس کے علاوہ اس کی جائیداد سے ہر سال لاکھوں دینار کی آمدن ہوا کرتی تھی' پانچ ہزار عابدوں اور عالموں پر خرچ کیا کرتا تھا۔ ہر ماہ ان کی ضرورت کے مطابق خرچ بھیجا کرتا۔ اس کو وزارت اور حساب کے محکمہ میں اچھی طرح واقفیت تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک دن میں ایک ہزار خطوط دیکھے اور ایک ہزار خطوط پر دستخط بھی کیے' جس کے دیکھنے والوں کو سخت تعجب ہوا' اس کے اندر بہت زیادہ مروت' شرافت اور اپنی حکومت کے اندر لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کی صفتیں تھیں۔ مگر آخری مرتبہ اس نے لوگوں پر ظلم کیا' زیادتی کی' لوگوں پر زبردستی کی اور ان کے اموال چھین لیے' اس لیے اللہ نے اسے ایسا پکڑا' جیسا کہ کسی آبادی کو ظلم کرتے وقت پکڑتا ہے' انتہائی زبردست پکڑ کے ساتھ' یہ بہت زیادہ سخی اور شریف بھی تھا۔ ایک رات محدثین اور صوفیہ اور اہل ادب اس کی مجلس میں رہ کر کسی علمی بحث میں مشغول ہوئے تو اس نے ان میں سے ہر ایک کو بیس بیس ہزار دینار دیئے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے اس وزیر کی طرف سے خود اپنے لیے کوئی چیز دینے کے لیے نائب مصر کے نام ایک خط لکھا' اور خود ہی وہ خط لے کر نائب مصر کو دے دیا۔ وہ نائب مصر اس خط کو پڑھ کر ٹھٹک گیا اور اس شبہ کا اظہار کیا کہ یہ تحریر وزیر کی نہیں ہے۔ اس لیے وزیر کے پاس اس کی تحقیق کے لیے وہ خط بھیج دیا۔ اس خط کو پڑھ کر اس وزیر کو یقین آ گیا کہ یہ جھوٹ اور فریب ہے۔ اس لیے حاضرین مجلس سے مشورہ لیا کہ ایسے مکار اور فریبی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ کسی نے کہا' اس کے دونوں کان کاٹ دیئے جائیں۔ دوسرے نے کہا' اسے زبردست طریقہ سے مارا اور پیٹا جائے۔ تیسرے نے کہا' اس کے دونوں انگوٹھے

کاٹ دیئے جائیں۔ وزیر نے کہا' کیا اس سے بہت کام کیا جائے۔ پھر اس تحریر کو ہاتھ میں لے کر اپنے ہاتھ سے لکھ دیا۔ ہاں یہ میری ہی تحریر ہے' اور یہ شخص میرا خاص آدمی ہے' اس لیے اس کے ساتھ بہتر سے بہتر جو سلوک کر سکتے ہو کرو۔ جب یہ خط دوبارہ اس نائب مصر کو ملا' تو واقعۃً اس نے بھی اس کے ساتھ بہت بہتر سلوک کیا اور تقریباً تیس ہزار دینار دیے۔

ایک مرتبہ ابن الفرات نے کسی کتابی کو بلوا کر اس سے کہا' تمہارا برا ہو۔ میری نیت تمہارے متعلق بہت خراب ہے' میں ہر وقت اس فکر میں رہتا ہوں کہ تم کو پکڑلوں اور تم پر حملہ کروں۔ لیکن میں ہمیشہ تمہیں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم روٹی دکھا کر مجھے ویسا کرنے سے منع کرتے ہو' کئی رات میں نے تمہیں خواب میں دیکھا کہ میں تم پر حملہ کرنا چاہتا ہوں لیکن تم مجھے روک دیتے ہو' اس لیے میں نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ تم سے قتال کرے' تو وہ جب بھی تم پر تیر یا کسی اور چیز سے حملہ کرنا چاہتا ہے' تم اپنے ہاتھ کی روٹی سے اسے روک لیتے ہو' اس لیے کوئی چیز تم تک نہیں پہنچ سکتی ہے' لہٰذا اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ اس روٹی کا کیا قصہ ہے۔ تو اس کتابی نے کہنا شروع کیا کہ میرے بچپن سے میری ماں میرے سرہانے ایک روٹی رکھ دیا کرتی تھی اور صبح ہوتے ہی میں اُسے صدقہ کر دیا کرتا تھا اور جب تک میری ماں زندہ رہی' اس کا یہ عمل جاری رہا۔ جب وہ مرگئی تو میں از خود یہ عمل کرتا رہتا ہوں کہ سوتے وقت ایک روٹی اپنے سرہانے میں رکھ دیتا ہوں' اور صبح سویرے اُسے صدقہ کر دیتا ہوں۔ یہ سن کر وزیر کو حیرت ہوئی اور اس سے کہا! اللہ کی قسم اب میری طرف سے تم کو کوئی نقصان نہ ہوگا' اور ابھی سے تمہارے بارے میں میری نیت اچھی ہوگئی ہے اور اب میں تم سے محبت کرتا ہوں۔

ابن خلکان نے اس وزیر کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے ہیں' ان میں کچھ وہ بھی ہیں جو میں نے ذکر کیے ہیں۔

محمد بن محمد بن سلیمان:

ابن الحارث عبدالرحمٰن ابوبکر الازدی الواسطی جو باغندی کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے محمد بن عبداللہ بن نمیر' ابن شیبہ' شیبہ بن فروخ' علی بن المدینی کے علاوہ شام' مصر' کوفہ' بصرہ اور بغداد کے بھی بہت سے لوگوں سے احادیث سنی ہیں۔ اور دور دراز علاقوں کا سفر کیا ہے اور اس میں بہت زیادہ دلچسپی سے کام لیا ہے اور افراط کے حد تک اس میں مشغولیت رکھی۔ یہاں تک ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ نماز اور سونے کی حالت میں بھی احادیث ان کی سندوں کے ساتھ سناتے رہتے ہیں اور ان کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے انہیں نماز کی حالت میں سبحان اللہ کہہ کر یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ نماز کی حالت میں ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے سارے فتووں اور سوالات کے جواب صرف تین لاکھ احادیث کی روشنی سے جو حاصل کر کے دیتا ہوں' ان کے علاوہ دوسری کسی حدیث کو تلاش نہیں کرتا۔ انہوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ ﷺ کے نزدیک حدیث میں کون زیادہ قابل اعتماد ہیں۔ منصور یا اعمش' تو آنحضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا' منصور۔ ان کے بارے میں تدلیس کا الزام لگایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ بہت تدلیس کرتے تھے اور نہ سنی حدیث کی بھی روایت کرتے' بلکہ بسا اوقات احادیث کی چوری بھی کرا لیتے۔

واقعات ــــ ۳۱۳ھ

ابن الجوزی نے کہا کہ محرم کی آخری تاریخ آفتاب ڈوبنے سے ذرا پہلے ایک تارہ ٹوٹ کر دکھن سے اتر سمت کی طرف چلا گیا جس کی وجہ سے ساری دنیا منور ہوگئی اور اس سے ایک زبردست کڑک کی آواز سنائی دی۔

اس سال ماہ صفر میں خلیفہ کو یہ خبر پہنچی کہ بہت سے رافضی مسجد براثی میں اکٹھے ہو کر صحابہؓ کی برائیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ جمعہ کی نماز ادا نہیں کرتے۔ قرامطہ سے تعلقات بھی رکھتے ہیں اور اس محمد بن اسماعیل کی جماعت میں داخل ہونے پر لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں جو کوفہ اور بغداد کے درمیان ظاہر ہوا ہے اور اپنے متعلق مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور مقتدر کی خلافت اور اس کے ماننے والوں سے برأت کرتے ہیں۔ اس لیے خلیفہ نے ان لوگوں کے گھیراؤ کا حکم دیا اور اس مسجد کے بارے میں علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں نے فتویٰ دیا کہ وہ مسجد ضرار ہے' اس لیے ان میں جو کوئی بھی پکڑا جاتا اُسے بہت زیادہ پیٹا جاتا اور انہیں خبر دی جاتی۔ ساتھ ہی اس مسجد مذکور کو ڈھا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ نازوک نے اُسے ڈھا دیا۔ اور وزیر خاقانی کے حکم سے اس مسجد کی جگہ پر ایک قبرستان بنا دیا گیا جس میں بہت سے غلاموں کو دفن کر دیا گیا۔

ماہ ذوالقعدہ میں بہت سے مسلمان حج کو جانے لگے' تو ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی القرامطی راستہ میں آ گیا۔ اس کے ڈر سے اکثر اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے اس سے امان چاہی تھی تو اس نے امان دے دیا تھا۔ خلیفہ کے لشکر نے اس سے مقابلہ کیا تھا' مگر ان کی زبردست طاقت کی وجہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اس بناء پر بغداد والے بہت بے چین ہو گئے' اور مغربی سمت والے ان لوگوں کے خوف سے مشرقی جانب منتقل ہو گئے' پھر قرمطی کوفہ میں جا کر ایک مہینہ تک رہا' اور ان کے مال اور ان کی عورتوں میں سے جتنا اور جسے چاہا پکڑ کر لے گیا۔

ابن الجوزی نے کہا کہ اس سال بغداد میں کھجوریں بہت زیادہ ہوئیں' یہاں تک کہ آٹھ رطل صرف ایک جبہ میں مل جاتیں اور وہاں سے کھجوریں بصرہ کو بھیجی گئیں۔

اس سال مقتدر نے اپنے وزیر خاقان کو ایک سال چھ مہینے دو دن وزارت پر رکھ کر معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ پر ابو القاسم احمد بن عبید اللہ بن احمد الخطیب الخصیبی کو بحال کر دیا۔ کیونکہ اس نے حسن بن فرات کی بیوی کے لیے کافی مال خرچ کیا تھا' جو سات لاکھ دینار تھے۔ اس کے بعد خصیبی نے علی بن عیسیٰ کو امیر بنا دیا' اس شرط پر کہ وہ مصر اور شام کے علاقوں میں منتظر رہے لیکن وہ خود مکہ مکرمہ میں مقیم رہے' اور وہیں سے گاہے گاہے ان شہروں کا گشت کیا کرے' پھر مزید مناسب کارروائی کر کے مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی:

علی بن عبدالحمید بن عبداللہ بن سلیمان:

ابوالحسن الغضائری' قواریری اور عباس عنبری سے احادیث سنی ہیں۔ بہت عابد اور ثقہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ سری سقطیؒ کے گھر آ کر ان کے دروازہ کو کھٹکھٹایا تو وہ گھر سے نکل کر میرے پاس آئے اور دروازہ کی دونوں چوکھٹوں کو پکڑ کر کھڑے ہو کر یہ کہا: ''اے اللہ! جس نے مجھے تیری یاد سے روک دیا ہے تو اُسے اپنی یاد میں مشغول رکھ''۔ کہتے ہیں کہ ان کی اسی دعاء کا یہ اثر ہے کہ میں حلب سے مکہ مکرمہ تک آتے جاتے پیدل چل کر میں نے چالیس حج ادا کیے۔

ابوالعباس السراج الحافظ:

عبداللہ الثقفی' کیونکہ قبیلہ ثقیف کے آزاد کردہ تھے' محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران بن ابوالعباس السراج' ثقہ' حافظ اور امام وقت تھے۔ سن دو سو اٹھارہ ہجری میں ولادت ہوئی' قتیبہ اور اسحاق بن راہویہ کے علاوہ خراسان' بغداد' کوفہ' بصرہ اور حجاز کے بہت سے مشائخ سے روایتیں سنی ہیں۔ بخاری اور مسلم نے بھی ان سے روایت کی ہے' حالانکہ یہ دونوں ان سے بڑے تھے۔ دونوں پیدائش میں بھی' اور وفات میں بھی ان سے مقدم تھے۔ ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں اور اپنے وقت میں مستجاب الدعوات شمار کیے جاتے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا یہ کسی سیڑھی پر چڑھ رہے ہیں اور اس کی ننانویں سیڑھیوں پر چڑھے ہیں تو کسی نے اس کی یہ تعبیر دی تھی کہ ننانوے برس عمر ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان کے ایک صاحبزادہ کی ولادت اس وقت ہوئی جبکہ ان کی عمر کے تراسی برس ہوئے تھے۔ حاکم نے کہا ہے کہ میں نے ان کے صاحبزادے ابوعمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں جب مسجد میں اپنے والد کے پاس جاتا تو اپنے حاضرین سے فرماتے کہ میں نے ان کے لیے ایک رات اس وقت کام کیا جبکہ میں تراسی سال کا تھا۔

واقعات ـــــ ۳۱۴ھ

اس سال شاہ رُوم الدمستق نے ساحل کے مسلمان باشندوں کو یہ اطلاع دی کہ وہ اسے خراج ادا کریں۔ ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ بناء بریں اس سال کی ابتداء میں وہ اپنی فوج لے کر ان پر حملہ آور ہو گیا اور پورے علاقہ میں فتنہ و فساد برپا ہوا' قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا' اور وہاں سولہ دن رہ کر وہاں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قید بھی کر لیا۔ اس لیے وہاں کے کچھ لوگ بغداد آئے تا کہ خلیفہ سے اس سلسلہ میں مدد چاہیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ ان ہی دنوں بغداد کے دو مقامات میں زبردست آگ لگ گئی' اور اس میں بھی بہت افراد جل کر مر گئے۔ ان میں سے صرف ایک جگہ ایک ہزار مکانات اور دو دکانیں جل گئیں۔ قدرتی طور پر وہ شاہِ روم دمستق مر گیا' اور خطوط سے ان کی اطلاع ملی۔ اس بناء پر مسجدوں کے منبروں پر ایسے خطوط پڑھ کر سنائے گئے تا کہ شہر کی بے چینی دور ہو۔

پھر مکہ مکرمہ سے بھی خطوط آنے لگے' جس میں وہاں قرامطہ کے حملہ کی خبر پر لوگوں میں بے چینی بڑھی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے لوگ وہاں سے اپنے مکانات چھوڑ کر طائف اور آس پاس کے علاقوں میں جانے لگے۔

اِس سال دو اتنے زبردست طوفان آ جانے کی وجہ سے بہت سے درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے اور مکانات ٹوٹ پھوٹ گئے۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہِ شوال کی آٹھویں تاریخ اتوار کے دن رومی مہینہ کانون اوّل کی ساتویں تاریخ تھی' بغداد میں زبردست اولہ باری کی وجہ سے ٹھنڈک بہت بڑھ گئی تھی اور کھجور کے باغات اور دوسرے درختوں کو بہت نقصان پہنچا تھا۔ پھر ہر قسم کے تیل' پینے کی چیزیں' گلاب کا پانی' سرکہ' بڑی ندیاں' دجلہ' سب جم گئے۔ آخر میں کچھ محدثین اور مشائخ نے دجلہ کے اوپر جمے ہوئے برف پر حدیث کے سبق کی مجلس قائم کی اور وہیں بیٹھ کر حدیث لکھنے کا کام کیا۔ تب بارش ہوئی اور ہر جگہ کی جمی ہوئی برف پگھلنے لگی' اور ساری پریشانیاں دُور ہوئیں۔ فللّٰہ الحمد۔

اور خراسان کے لوگ حج میں جانے کی نیت سے بغداد پہنچے تو مونس خادم نے ان لوگوں کو اس ارادہ سے باز رہنے کی درخواست کی' کیونکہ قرامطہ مکہ جانے والے تھے۔ مجبوراً وہ لوگ واپس لوٹ آئے اور عراق کی طرف سے کوئی بھی حج کو نہ جا سکا۔

ماہ ذوالقعدہ میں خلیفہ نے اپنے وزیر ابو العباس خصیبی کو ایک برس دو مہینوں کے بعد عہدہ سے برطرف کر دیا اور اُسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ کیونکہ وزارت کی ذمہ داریوں سے وہ بالکل غافل ہو گیا تھا۔ ملکی مصلحتوں کا اسے مطلق خیال نہ تھا اور رات بھر شراب نوشی میں مدہوش رہتا۔ صبح کے وقت اسے ذرہ برابر اچھے برے کی تمیز نہ ہوتی اور اپنے سارے کام

اپنے نائبوں کو ہٹا دیا کہ وہ ایسے تھے جنہوں نے ذمہ داریوں کی ادائیگی میں خیانت سے کام لیا اور اپنے کام بناتے رہے۔ اس کے بعد خلیفہ نے اس کی خالی جگہ پر ابوالقاسم عبید اللہ بن محمد الکلوذانی کو علی بن عیسیٰ کے آنے تک اس کا نائب بنا دیا۔ علی بن عیسیٰ جو اس وقت دمشق میں تھا' اسے بلوانے کے لیے آدمی دوڑا دیے۔ چنانچہ وہ بہت ہی شان و شوکت کے ساتھ بغداد پہنچا اور ملک خاص و عام تمام ضروریات میں غور و فکر کرنے لگا اور تمام حالات درست ہونے لگے۔ پھر سارے کام باضابطہ ہو گئے۔

اس وقت سابق وزیر خصیبی کو بلوا کر زبردست دھمکی دی' ملامت کی اور ڈانٹ ڈپٹ کی۔ کیونکہ خلیفہ اس پر خاص اعتماد کرتا تھا' مگر یہ برعکس خاص و عام سارے کام خراب کرتا اور دن رات اللہ کی نافرمانیوں میں لگا رہتا اور یہ ساری باتیں قاضیوں اور بڑے حکام کی موجودگی میں کیں۔ پھر اُسے قید خانہ میں ڈال دیا۔

اس سال نصر بن احمد السامان نے جس کا لقب السعید تھا ''ری'' کے شہروں میں قبضہ کیا اور وہاں تین سو سولہ ہجری تک قیام کیا۔

اس سال صائفہ نے طرسوس سے رومی شہروں پر چڑھائی کی اور سب کچھ غنیمت کا مال لے کر صحیح و سالم واپس لوٹ آئے۔

اس سال عراق والوں نے قرامطیوں کے فتنے کے خوف سے حج ادا نہیں کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں:

سعد النوبی:

یہی دار الخلافہ بغداد کے باب النوبی والے ہیں۔ ماہِ صفر میں وفات پائی' اور اس دروازہ کی حفاظت کے لیے جس کی نسبت آج تک ان کی طرف ہوتی رہی ہے' ان کے بھائی کو ان کا قائم مقام بنایا گیا اور محمد بن محمد الباہلی اور محمد بن عمر بن لبابہ القرمطی اور نصر بن القاسم الفرائضی الحنفی ابواللیث' جنہوں نے قواریری سے احادیث سنی ہیں' ثقہ تھے اور ابوحنیفہؒ کے مذہب کے مطابق علم فرائض کے بڑے عالم تھے۔ اپنے شیخ کے بڑے منظورِ نظر تھے۔

واقعات — ۳۱۵ھ

اس سال ماہِ صفر میں علی بن عیسیٰ دمشق سے واپس پہنچا' تو بہت سے لوگ اس کے استقبال کو نکلے۔ کچھ انبار تک بھی پہنچے اور کچھ اس کے آس پاس بھی۔ جس وقت وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچا۔ خلیفہ نے بہت بہتر انداز سے اسے خطاب کیا۔ تب وہ اپنے گھر واپس چلا آیا۔ اس کے ساتھ ہی خلیفہ نے اس کے پیچھے گدے' فرش' قیمتی اور معمولی لوازمات زندگی کے علاوہ بیس ہزار دینار بھی بھیج دیئے اور دوسرے دن پھر آنے کو کہا۔ تب دوسرے دن اسے خلعت پہنایا۔ خلعت پہنے ہوئے اس وزیر نے یہ اشعار کہے:

۱۔ ما الناس الامع الدنیا و صاحبها فکیف ما انقلبت به انقلبوا

ترجمہ: لوگ دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ رہتے ہیں جیسے بھی دنیا بدلتی ہے وہ بدل جاتے ہیں۔

۲۔ یعظمون اخا الدنیا فان و ثبت یوما علیه بما لا یشتهی و ثبوا

اس سال بہت سے خطوط اس مضمون کے آئے کہ روم والے شمیساط میں داخل ہو کر وہاں کی ساری چیزوں کو لے گئے اور بادشاہ کا خیمہ وہاں نصب کر دیا گیا ہے اور وہاں کی جامع مسجد میں ناقوس بنائے جا رہے ہیں۔ اس بناء پر خلیفہ نے مونس خادم کو بہت بڑے لشکر کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اسے قیمتی خلعت دیئے' مگر دوبارہ یہ خطوط آنے لگے کہ خود وہاں کے مسلمانوں نے ان رومیوں پر حملہ کر کے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ فللّٰه الحمد و المنة.

جس دن مونس وہاں سے کوچ کا ارادہ کر رہا تھا' کچھ خادموں نے آ کر اسے یہ پیغام سنایا کہ خلیفہ جب اس کے وداع کو آئے گا اس وقت خلیفہ اسے گرفتار کر لے گا۔ اس طرح واقعتہً دارالخلافہ کی طرف سے اس کے دل میں خطرہ اور شک ہونے لگا' اس لیے جانے سے کترانے لگا۔ لیکن چاروں طرف سے امراء اس کے پاس جمع ہو گئے تاکہ اس کے ساتھ خلیفہ کے پاس پہنچیں۔ ان خبروں کے پانے کے بعد خلیفہ نے اسے قسم کھا کر یہ لکھا کہ تم کو اس قسم کی جو کچھ خبریں ملی ہیں سب غلط ہیں۔ یہ خبر پا کر اس کا دل خوش ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ دارالخلافہ پہنچا۔ خلیفہ کے پاس پہنچتے ہی وہ اس کے پاس شاندار طریقہ سے پیش آیا اور قسم کھا کر کہا کہ میرا دل تمہاری طرف سے بالکل مطمئن ہے' اور تم سے خوش ہے اور دل کی صفائی تم سے ویسی ہی ہے۔ جیسا کہ خود تم جانتے ہو۔ اس کے بعد اس کے سامنے سے یہ وزیر عظمت و اکرام کے ساتھ نکلا اور عباس بن خلیفہ وزیر اور نصر حاجب سب اس کو رخصت کرنے کے لیے اس کی خدمت میں آئے' اور تمام امراء نے اس کے سامنے دوسروں کی طرح نعرۂ تکبیر کہا۔ رومیوں سے قتال کے لیے اس کی سرحدوں کی طرف روانگی کے دن کا لوگوں میں انتظار رہا۔

اس سال جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں ایک شخص کو گرفتار کر لیا' یہ جو خناق یعنی عورتوں کے گھونٹنے والے کے نام سے مشہور

تھا۔ کیونکہ فی الحقیقت اس نے بہت سی عورتوں کے گلے گھونٹ دیئے تھے۔ یہ عورتوں کے سامنے دعوے کرتا تھا کہ یہ علم نجوم اور عمل سحر کے ذریعہ عورتوں کو اپنی طرف مائل کرنا جانتا ہے۔ اس پر عورتیں اس کے عشق میں پھنس کر اس کے پاس آ جاتیں اور جب کسی عورت کو تنہائی میں پاتا' اسے پکڑ کر زبردستی بدکاری کرتا اور تانت کی رسی سے اس کا گلا گھونٹ دیتا۔ اس کام میں دوسری عورتیں بھی اس کا ساتھ دیتیں۔ پھر اپنے گھر میں کھدے ہوئے گڑھے میں جو اس کام کے لیے ہوتا' اس میں اسے ڈال دیتا' اس طرح کئی عورتوں کو گڑھے میں ڈال دینے سے جب وہ بھر جاتا تو اسے بند کر کے دوسرے مکان میں منتقل ہو جاتا۔ آخری بار اسے ایسے گھر میں پایا گیا اور پکڑا گیا جس میں اس نے سترہ عورتوں کو گلے گھونٹ کر دفن کر دیا تھا۔ پھر یہ جن جن گھروں میں سکونت اختیار کر چکا تھا' سب کی تلاشی لی گئی تو فی الحقیقت ایسی بہت سی مقتول عورتوں کا علم ہوا۔ اس لیے اسے ہزار کوڑے مارے گئے۔ پھر اس کا بھی گلا گھونٹ کر مار ڈالا گیا۔

اس سال ''ری'' کے علاقہ میں دیلم کا ظہور ہوا۔ ان کا ایک بادشاہ تھا جو ان کے معاملات پر حاوی تھا جسے مرداویج کہا جاتا تھا' وہ سونے کے تخت پر بیٹھتا اور اس کے سامنے دوسرا تخت چاندی کا پڑا ہوتا اور کہتا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔

اور ''ری'' 'قزوین' اصبہان کے لوگوں میں بری خصلت آ گئی تھی کہ وہ عورتوں اور گود کے بچوں کو قتل کر دیا کرتے تھے' اور لوگوں کے مال لوٹ لیتے۔ اس بادشاہ کے اندر جباریت اور سختی اور اللہ کے محارم کو توڑنے میں وہ بڑا دلیر تھا' لیکن ترکیوں نے اسے قتل کر دیا اور اللہ نے مسلمانوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

اس سال یوسف بن ابی الساج اور ابو طاہر قرمطی کے درمیان کوفہ کے پاس مقابلہ کی ٹھنی۔ ابو طاہر آگے بڑھ کر وہاں قابض ہو گیا اور یوسف اور باشندگانِ کوفہ کے درمیان حائل ہو گیا' تب یوسف نے اسے خط لکھا کہ تم میری اطاعت کرو اور بات مان لو۔ ورنہ شوال کی نویں تاریخ ہفتہ کے دن قتال کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اس نے جواب میں لکھا کہ آؤ مقابلہ کرو۔ چنانچہ یوسف آگے بڑھا' اس وقت یوسف نے قرمطی کے لشکر کو بہت کم سمجھا۔ کیونکہ یوسف کے ساتھ بیس ہزار جوان تھے اور قرمطی کے ساتھ ایک ہزار گھوڑ سوار اور پانچ سو پیدل تھے۔ یوسف نے للکار کر کہا' ان کتوں کی کیا قیمت ہے' اس بناء پر اپنے کاتب کو حکم دیا کہ قتال سے پہلے ہی خلیفہ کو اپنی کامیابی کی اطلاع دے دو۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو قرامطہ نے زبردست طریقہ سے جم کر مقابلہ کیا اور خود قرمطی گھوڑے سے اتر کر ان لوگوں کو جوش دلانے لگا۔ پھر ایک زوردار حملہ کیا جس سے خلیفہ کا لشکر شکست کھا گیا اور یوسف بن ابی الساج امیر لشکر قیدی بن گیا۔ پھر خلیفہ کے لشکر کے بے شمار مجاہدین کو قتل کر دیا۔ پھر کوفہ پر وہ پوری طرح قابض ہو گئے۔ اس کے بعد بغداد میں یہ خبر پہنچ گئی اور یہ بھی انہیں اطلاع ملی کہ قرامطہ اب بغداد پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس خبر کو وہ لوگ سچ سمجھنے لگے اور بہت زیادہ گھبرا گئے' اس لیے وزیر نے خلیفہ کے پاس جا کر کہا' اے امیر المؤمنین مال تو اسی لیے جمع کر کے رکھا جاتا ہے کہ بوقت ضرورت اللہ کے دشمنوں پر حملہ کی صورت میں یہ کام آئے۔ اس وقت کی جو صورتِ حال ہے' وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی نہیں ہوئی تھی۔ کفار نے مسلمانوں کے لیے حج کا راستہ بند کر رکھا ہے اور بار بار مسلمانوں کو وہ تنگ کر رہے ہیں' اس وقت بیت المال بھی بالکل خالی ہو رہا ہے۔ اس لیے امیر المؤمنین اب خود بھی معاملہ کی

نزاکت کو سمجھیں اور سیدہ یعنی اپنی والدہ سے بھی گفتگو فرمائیں' بہت ممکن ہے کہ ایسے نازک وقتوں کے لیے انہوں نے کچھ جمع کر رکھا ہو۔ چنانچہ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو خود ان کی والدہ نے ہی پیش کش کی اور پانچ لاکھ دینار نکالے۔ اتنی ہی رقم بیت المال میں بھی تھی۔ خلیفہ نے یہ ساری رقم وزیر کو دے کر قرامطہ سے مقابلہ کے لیے لشکر تیار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے چالیس ہزار جوانوں سے لشکر تیار کیا بلیق امیر کی سرکردگی میں' اور یہ ان کی طرف مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔

جب ان لوگوں کو خبر پہنچی تو ان لوگوں نے بھی ان کے تمام راستے بند کر دیئے اور لوٹ مار میں لگ گئے۔ پھر ان لوگوں نے بغداد واپس آنا چاہا تو یہ بھی ممکن نہ ہوسکا اور مقابلہ ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی یہ شکست کھا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر تو یوسف بن ابی الساج کو بھی ان لوگوں کا قیدی بنا کر ایک خیمہ میں بند کر دیا گیا' جہاں سے وہ لڑائی کے میدان کو دیکھتا رہا۔ قرمطی نے واپس آنے کے بعد اس سے کہا' کیا تم بھاگ جانے کا ارادہ کر رہے ہو؟ یہ کہہ کر اس کی گردن اُڑا دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد وہ قرمطی از خود بغداد کے ایک کنارے سے انبار کی طرف اور وہاں سے مصیت کی طرف چلا گیا۔ اس طرح غینی نے مدد سے وہ لوگ بغداد سے واپس چلے گئے۔ اس خوشی میں عام لوگوں نے اور خلیفہ کے ساتھ ان کی والدہ نے بھی اللہ کا بہت زیادہ شکر ادا کیا۔

اس سال وہ مہدی جو اپنے بارے میں فاطمی ہونے کا مدعی تھا' اس نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک لشکر کے ساتھ مغربی شہروں میں بھیجا' مگر اس کا لشکر شکست کھا گیا اور اس کی جماعت کے بہت سے افراد مارے گئے۔

اِس سال اس مہدی مذکور نے محمد یہ نامی ایک شہر کی بنیاد رکھی۔

اِس سال عبدالرحمٰن بن الداخل نے مغربی اموی شہروں میں سے ایک شہر طلیطلہ کا محاصرہ کرلیا وہ لوگ بھی مسلمان ہی تھے' مگر انہوں نے اپنا وعدہ ختم کر دیا تھا۔ اس لیے بزور اسے فتح کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ لوگ ہیں:

ابن الجصاص الجوہری:

ان کا نام حسین بن عبداللہ بن الجصاص الجوہری ہے۔ بڑے مالدار اور بڑی دولت کے مالک تھے۔ دراصل ان کی یہ دولت احمد بن طولون کے گھر سے حاصل ہوئی تھی' کیونکہ مصر سے اس کے پاس جتنے جواہر آتے' ان کی مزید تراش خراش وغیرہ کے لیے اس کے پاس جوہری کی حیثیت سے بھیج دیتا تھا۔ اس طرح اس کے ذریعہ سے بڑی دولت کمائی تھی۔

ابن الجصاص نے خود کہا ہے کہ ایک دن میں ابن طولون کے دروازہ پر تھا کہ قہرمانہ اپنے ہاتھ میں سولونی لے کر آئی' جس میں سے ہر ایک کی قیمت دوسو دینار ہوگی۔ اس نے مجھے یہ دیتے ہوئے کہا کہ میں جانتی ہوں کہ تم اسے تراش کر چھوٹے چھوٹے کر دو' کیونکہ اتنے بڑے لوگوں کو پسند نہیں آتے۔ میں نے اس کے ہاتھ سے یہ سب لے لیے اور میں اپنے گھر چلا آیا

اور انہیں اتنا چھوٹا کر دیا کہ اب ان میں سے ایک کی قیمت پہلی قیمت کے دسویں حصے کے برابر ہوگئی اور لا کر میں نے سارے دے دیئے اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا' لیکن اس نے انہیں ترشوا کر برباد کر دیا اس وقت ان کی قیمت دو لاکھ دینار ہوگئی۔

مزید اتفاق کی بات ہے کہ مقتدر کے دورِ حکومت میں ایک بار زبردست اس کی گرفت ہوگئی تھی اور اس سے اتنا مال لیا گیا جس کی قیمت ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار ہوگئی تھی' اس کے پاس بہت سا مال باقی بچ گیا تھا۔ اس موقع پر کسی تاجر نے کہا کہ میں جب اس جوہری کے پاس گیا تو اسے اس کے اپنے گھر میں انتہائی پریشان اور ایک دیوانہ کی مانند پایا۔ تو میں نے اس سے کہا' آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ جواب دیا' تمہارا برا ہو' میرا اتنا زیادہ مال چھین لیا گیا ہے' اس بناء پر مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے گویا بہت جلد میری روح نکل جائے گی۔ اس وقت میں نے اسے معذور سمجھا۔ ساتھ ہی میں نے اسے یہ تسلی بھی دی کہ آپ کے گھر' آپ کے باغات اور آپ کی دوسری جائداد بھی سات لاکھ دینار کے قریب ہوگی۔ پھر آپ مجھے ایک سچی بات یہ بتائیں کہ اب بھی آپ کے پاس جواہرات اور دوسرے سامان کتنے باقی رہ گئے ہیں؟ معلوم ہوا کہ وہ بھی تین لاکھ دینار کے برابر ہوں گے۔ ایسے سونے اور چاندی کو چھوڑ کر جو ڈھلے ہوئے یا ان کے زیورات بنے ہوئے ہیں' آخر میں میں نے ناصحانہ طور پر یہ بتایا کہ بغداد میں بڑے سے بڑا کاروباری بھی تو آپ کے مقابل کا نہیں ہوسکتا ہے۔

ان کے علاوہ آپ کے پاس آپ کا مال' عزت' حکومت اور لوگوں کی تعداد بھی بہت ہے۔ تاجر نے بتایا کہ میری ان باتوں سے اس کی طبیعت بالکل ہلکی ہوگئی اور فوت شدہ مال کا غم اس سے دُور ہوگیا' اور کھانا کھا لیا۔ حالانکہ تین دنوں سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا' اور جب اس نے مقتدر کی گرفت سے اس کی ماں سیدہ کی سفارش پر رہائی پائی تو اس نے خود اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ:

جب میں نے دارالخلافہ میں نظر دوڑائی تو ایک سو گٹھڑیوں پر نظر گئی' جس میں بڑے پرانے سامان رکھے ہوئے تھے جو مصر سے یہاں روک کے گئے تھے' اور وہ سب ان کے ایک معمولی سے گھر میں رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک گٹھڑی میں سو دینار مصر سے رکھے ہوئے تھے جن کی میرے سوا کسی دوسرے کو خبر تک نہ تھی' میں نے وہ گٹھڑی مقتدر کی والدہ سے مانگی اور انہوں نے اُنہیں اس لڑکے مقتدر سے اس کے بارے میں سفارش کی تو اس نے وہ گٹھڑی مجھے واپس کر دی۔ میں نے اسے قبضہ میں لینے کے بعد دیکھا تو اس کے سونے میں ذرہ برابر کمی نہیں پائی۔ اتنا دولت مند اور صاحب حیثیت ہونے کے باوجود یہ ابن الجصاص اپنے قول وفعل میں حد درجہ کا مغفل تھا اور اس سے کچھ ایسی ہی باتیں منقول ہیں جن سے اس الزام کا ثبوت پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں بعضوں نے کہا ہے کہ اس کی یہ کیفیت اس کی اپنی بناوٹی تھی تاکہ اسے مغفل ہی سمجھا جائے اور کچھ دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ اس طرح ظرافت اور ہنسی مذاق کے طور پر کہا کرتا تھا۔ واللہ اعلم

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی:

علی بن سلیمان بن المفضل:

ابوالحسن الاخفش۔ انہوں نے مبرد' ثعلب اور یزیدی وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے رویان اور معافا وغیرہم نے یہ اپنے نقل کے معاملہ میں ثقہ تھے۔ اپنے خرچ کے معاملہ میں فقیر تھے۔ انہوں نے ابوعلی بن مقلد سے رابطہ قائم کیا' یہاں تک کہ اس نے ان کے بارے میں وزیر علی بن عیسیٰ سے سفارش کی کہ ان کے لیے کچھ ماہوار وظیفہ مقرر کر دے' لیکن اس نے منظور نہیں کیا اور ان کی بدحالی اس حد تک ہوگئی تھی کہ یہ کچے شلجم کھاتے تھے۔ ایک دن زیادہ کھا لینے سے ماہِ شعبان میں موت آ گئی' یہ اخفش صغیر ہیں۔ دوسرے اخفش اوسط سعید بن سعدہ ہیں جو سیبویہ کے شاگرد تھے۔ اور تیسرے اخفش کبیر' جو ابوالخطاب عبدالحمید بن عبدالحمید ہیں' ہجر کے باشندوں میں سے تھے اور سیبویہ اور ابوعبید وغیرہما کے شیخ بھی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ابوبکر محمد بن السری السراج نحوی ہی الاصول فی النحو کے مصنف ہیں۔ اسی سال ان کی وفات ہوئی ہے' یہ بات ابن الاثیر نے کہی ہے۔ ان کے علاوہ محمد بن المسیب الارغیانی نے بھی وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۳۱۶ھ

اس سال ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی القرمطی نے اپنے علاقہ میں فساد پھیلایا۔ رقبہ کا محاصرہ کیا اور وہاں زبردستی داخل ہو کر وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کیا۔ اس سے ڈر کر قرقیسیا والوں نے اس سے امان چاہی تو اس نے انہیں امان دے دی۔ پھر اس نے اپنی جماعت آس پاس کے دیہاتیوں کے پاس بھیجی اور ان کے بھی بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ پھر تو فقط اس کا نام سنتے ہی لوگ اپنے علاقہ سے بھاگنے لگے' اس نے دیہاتیوں پر سالانہ ایک ٹیکس لازم کر رکھا تھا کہ وہ فی کس دو دینار سالانہ کے حساب سے دیں گے۔

پھر موصل' سنجار اور اس کے اطراف میں فساد پھیلایا' اور ان علاقوں کو برباد و ویران کیا اور لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ تب مونس خادم نے ان کا پیچھا لیا' مگر اس نے سامنا نہ کیا۔ بلکہ اپنے علاقہ ہجر کو واپس ہو گیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے ایک بڑا گھر تیار کر کے اس کا نام دارالہجرۃ رکھا۔ پھر اس ''مہدی'' کو جو مغربی شہروں میں تھا' مدینہ مہدیہ میں بلوایا۔ وہاں اس کی قوت زیادہ زور پکڑ گئی اور اس کے ماننے والوں کی تعداد اور بھی بڑھ گئی اور سواد کے دیہاتیوں میں لوٹ مار مچاتے' قتل کرتے اور ان میں غارت گری کرتے' اور اس نے کوفہ میں داخل ہونے اور ان کو لوٹ لینے کا ارادہ کیا' مگر اس کا موقع نہ ملا۔ جب وزیر علی بن عیسیٰ نے اسلامی ممالک میں قرامطی کی شورشوں اور فتنہ و فساد کو دیکھا' اور ان کو فرو کرنے کی کوئی تدبیر نہ رہی تو اپنی وزارت سے استعفیٰ دے دیا۔

خلیفہ اور اس کے لشکر کی کمزوری کی بناء پر خود کو وزارت سے بالکل کنارہ کر لیا۔ اس جگہ پر علی بن مقلہ کاتب مشہور نے کوشش کی' تب اسے عبداللہ البریدی نے نصر الحاجب کی کوشش سے اسے عہدہ پر مامور کر دیا۔ یہ لفظ البریدی ایک نقطہ والے حرف یاء سے ہے' اس کو یزیدی بھی کہا جاتا ہے' کیونکہ اپنے دادا یزید بن منصور الحمیری کی خدمت کرتا تھا۔ اس کے بعد خلیفہ نے مونس خادم کی معیت میں ایک زبردست لشکر تیار کیا اور اس نے قرامطہ سے قتال کر کے اس کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کے بڑے سرداروں میں سے بے شمار آدمیوں کو قیدی بھی کر لیا۔ مونس خادم ان سب کو لے کر بغداد آ گیا۔ ان کے پاس اپنے جھنڈے بھی موجود تھے' جن پر یہ آیت پاک:

﴿ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ ﴾

''ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے کمزوروں پر احسان کریں' اور ان میں لوگوں کو امام بنائیں اور ان میں لوگوں کو وارث بنائیں''۔

لکھی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر لوگ بہت خوش ہوئے۔ بغداد کے باشندوں کے دل خوش ہو گئے اور قرامطہ جو بہت زیادہ بڑھ گئے تھے وہ عراق میں بھی پھیل گئے تھے ان کا زور ختم ہو گیا۔ اب بقیہ قرامطہ نے اپنا امیر حریث بن مسعود کو بنا لیا اور لوگوں کو مہدی کی اتباع کی دعوت دیتے رہے جو فاطمین کا دادا تھا' مغربی ممالک میں ظاہر ہوا۔ یہ لوگ جھوٹے مدعی تھے جیسا کہ بہت سے علماء نے بیان کیا ہے اور ہم بھی اس کی تفصیل عنقریب اپنی جگہ پر بیان کریں گے۔

اِس سال مونس خادم اور مقتدر کے درمیان اختلاف بڑھ گیا۔ وجہ یہ ہوئی تھی کہ کوتوال نازوک اور ہارون ابن عریب' جو مقتدر خلیفہ کا ماموں تھا' دونوں میں اختلاف ہو گیا اور ہارون نازوک پر غالب ہو گیا اور عوام میں یہ خبر پھیل گئی کہ عنقریب ہارون ہی کو امیر الامراء بنا دیا جائے گا۔ جب مونس خادم کو اس کی خبر معلوم ہوئی' اس وقت وہ ''رقہ'' میں تھا' وہاں سے فوراً بغداد واپس آ گیا اور خلیفہ سے ملاقات کی' جس سے دونوں میں مصالحت ہوئی۔ پھر خلیفہ نے ہارون کو دار الخلافہ منتقل کر دیا۔

اِس بناء پر ان دونوں میں پھر وحشت بڑھ گئی' اور مونس کے ساتھ اُمراء کی ایک جماعت آ کر مل گئی اور دونوں میں پیغام رسانی کا سلسلہ ہوتا رہا۔ اس طرح یہ سال ختم ہو گیا۔ یہ ساری باتیں معاملات میں کمزوری' حالات میں پریشانی اور فتنوں کی زیادتی' اور ملکی انتشار کی وجہ سے ہوئیں۔ اس سال حسین بن القاسم داعی علوی والی ری کا قتل دیلم کے حاکم اور ان کے بادشاہ راویج الجرم کی وجہ سے ہوا' اللہ اس کا برا کرے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ حضرات ہیں:

بنان بن محمد بن حمدان بن سعید:

ابوالحسن الزاہد' جو حمال کے نام سے مشہور ہیں' ان کی کرامتیں بہت تھیں' اور لوگوں میں ان کی ایک خاص قدر و منزلت تھی'

بادشاہ کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے' ایک دن ابن طولون نے کچھ ناپسندیدہ کام کیے تو انہوں نے اس کے بدلے اچھے کام کرنے کو کہا۔ اس بناء پر غصہ میں آ کر اس نے انہیں شیر کے سامنے ڈال دینے کا حکم دیا۔ جب انہیں ڈال دیا گیا تو شیر ان کو سونگھ کر پیچھے ہٹ گیا' اس لیے وہاں سے اٹھا کر اپنے سامنے بٹھا لیا۔ اب تو لوگوں میں ان کی عظمت اور زیادہ بڑھ گئی۔ ان سے جب یہ دریافت کیا گیا کہ جب یہ شیر کے سامنے بٹھا دیئے گئے تھے تو ان کی کیا کیفیت تھی؟ جواب دیا کہ مجھے شیر کا تو کوئی ڈر نہیں تھا البتہ درندوں کے جھوٹوں اور اس سلسلہ میں علماء کے اختلافات کی سوچ رہا تھا کہ یہ پاک ہے یا ناپاک۔ لوگوں نے ان کے بارے میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص کے ذمہ میرے سو دینار ہیں' لیکن اس کی تحریر جو میرے پاس تھی وہ اب گم ہوگئی ہے' مجھے خطرہ ہے کہ وہ اس کا کہیں انکار نہ کر بیٹھے' لہٰذا آپ سے میری یہ ایک درخواست ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ کاغذ مجھے مل جائے۔ بنان بزرگ نے کہا' میری عمر بہت ہو چکی ہے اور ہڈی گل گئی ہے' مگر میں حلوا بہت پسند کرتا ہوں' لہٰذا تم فوراً جاؤ اور میرے لیے ایک رطل مٹھائی خرید کر لاؤ تا کہ میں تمہارے حق میں دُعا کروں' چنانچہ وہ شخص گیا اور ایک رطل مٹھائی خرید کر لے آیا' اور یہاں وہ کاغذ کھولا جس میں مٹھائی تھی' کاغذ کھولتے ہی انہوں نے اس سے کہا' کیا یہ وہی کاغذ ہے جو مطلوب تھا اور اس کی رسید تھی۔ جواب دیا' جی ہاں! وہی کاغذ ہے۔ انہوں نے کہا' تو یہ کاغذ لو اور یہ مٹھائی بھی لے جا کر اپنے بچوں کو کھلا دو۔ جب ان کی وفات ہوئی تو باشندگانِ مصر ان کے اکرام واحترام کے خیال سے ان کے جنازے کو لے کر دور تک گئے۔

اِس سال میں ان لوگوں نے وفات پائی۔

محمد بن عقیل البلخی' ابوبکر بن ابی داؤد السجستانی الحافظ بن الحافظ ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم الاسفرائنی' جنہوں نے صحیح مسلم کی احادیث کا استخراج کیا ہے اور یہ حافظین حدیث میں وہ بہت زیادہ روایت کرنے والوں میں تھے' اور دوسرے مشہور علماء اور نصر الحاجب جو بہت بڑے دولت مند' دیندار اور عاقل تھے اور قرامطہ کی لڑائی کے موقع پر اپنے مال سے ایک لاکھ دینار خرچ کیے تھے' اور نیک نیتی کے ساتھ خود بھی جہاد کے لیے نکلے تھے' مگر اسی سال راستہ میں وفات پائی اور یہ خلیفہ مقتدر کے دربان بھی تھے۔

واقعات ـــــ ۳۱۷ھ

اس سال مقتدر کو خلافت سے برخواست کر کے اس کے بھائی القاہر محمد بن معتضد باللہ کو خلافت سونپی گئی۔ ماہِ محرم میں مونس خادم اور مقتدر باللہ کے درمیان اختلافات بہت بڑھ گئے اور حالات خراب ہو کر اس حد تک پہنچ گئے تھے کہ لوگوں نے مقتدر کو خلافت سے سبکدوش کر کے قاہر محمد بن المعتضد کو اس جگہ پر لا کر بٹھا دیا اور لوگوں نے ان کی خلافت پر بیعت بھی کر لی۔ پورے طور پر ان کو خلعت کا ذمہ دار بنا کر قاہر باللہ ان کا لقب رکھ دیا۔

یہ واقعہ ۱۵ محرم ہفتہ کی رات کا ہے' اور علی بن مقلہ کو ان کا وزیر بنایا گیا۔ مقتدر کا پورا گھر لوٹ لیا' اس کی بہت سی چیزیں چھین لیں اور ان کی والدہ سے بھی پانچ لاکھ دینار چھین لیے' جنہیں قبر کے گڑھے میں جمع کر رکھا تھا۔ یہ سارے دینار بیت المال میں جمع کر دیئے گئے۔ اور مقتدر' ان کی ماں' خالہ' خواص اور باندیوں کو قصر شاہی کا محاصرہ کر کے وہاں سے نکال باہر کیا۔ جتنے دربان اور ملازمین تھے' سب کے سب وہاں سے بھاگ گئے اور نازوک کو پولیس کے ماتحت تمام عہدوں کی ذمہ داری کے علاوہ خاص محافظ بھی بنا دیا گیا اور مقتدر کو اس حد تک مجبور کر دیا کہ اس نے اپنی خلافت سے اپنی مرضی سے سبکدوشی کا استعفانامہ پیش کر دیا اور اپنے ان کاموں پر امراء اور ذمہ داروں کو گواہ بھی مقرر کر دیا اور اپنا استعفانامہ قاضی ابوعمر محمد بن یوسف کے حوالہ کر دیا۔ جسے قاضی نے مقتدر کے لڑکے حسین کو دے کر کہا تم اس کاغذ کو انتہائی احتیاط سے کہیں پر رکھ دو' دوسرا کوئی شخص بھی نہ دیکھنے پائے۔ مگر دو ہی دنوں کے بعد عہدۂ خلافت انہیں واپس مل گیا۔ اس لیے انہوں نے قاضی صاحب کا بہت زیادہ شکریہ ادا کیا اور خوش ہو کر انہیں قاضی القضاۃ بنا دیا۔

محرم کی سولہویں تاریخ' اتوار کے دن پھر قاصر باللہ منصب خلافت پر قابض ہوئے۔ اور ابوعلی بن مقلہ کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اپنے ماتحت تمام علاقوں میں مقتدر کی جگہ قاہر باللہ کی خلافت مان لینے کی خبر نشر کر دی اور علی بن عیسیٰ کو جیل خانہ سے رہا کر دیا' اور ان امراء کی جنہوں نے ان کی مدد کی تھی' ان کی جاگیروں میں اضافہ کر دیا' جن میں ابوالہیجاء بن حمدان ہیں۔ سوبہار کے دن آتے ہی لشکر والوں نے آ کر اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا اور ہنگامے کیے اور نازوک کے تحت مخالف ہو گئے' بالآخر اسے قتل ہی کر دیا جبکہ وہ نشہ کی حالت میں تھا۔ پھر اسے سولی بھی دے دی۔ وزیر ابن مقلہ اور دربان بھاگ گئے اور یا مقتدر یا منصور کے نعرے لگاتے رہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ مونس خادم اس وقت وہاں موجود نہ تھا۔ لیکن لشکر والوں نے مونس کے دروازے پر پہنچ کر اس سے مقتدر کا مطالبہ کیا۔ اولاً اسے گھر کے اندر رکھ کر باہر سے تالہ لگا دیا اور اس کے خادموں نے زبردست حفاظت کی کوشش کی۔ لیکن جب مونس نے دیکھا کہ اب مقتدر کی حفاظت ممکن ہی نہیں ہے تو مجبوراً اُسے گھر سے نکل جانے کے لیے کہا۔ مقتدر کو اب خطرہ محسوس ہوا کہ ممکن ہے کہ اس طرح وہ لوگ اس پر حملہ کر بیٹھیں۔ لیکن دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے گھر سے نکلا' نکلتے ہی

لوگوں نے اسے پکڑ کر خوشی کے مارے اپنے کندھوں پر اُٹھالیا' اس طرح دارالخلافہ لے گئے' تب اس نے اپنے بھائی قاہر اور ابوالہیجاء بن حمدان کے بارے میں دریافت کیا کہ ان دونوں کے لیے امان نامہ لکھ دے مگر ان میں سے کوئی بھی قریب میں بھی موجود نہ تھا' اتنے میں خادم ابوالہیجاء کا سر لے کر آیا جسے مونڈھوں کے درمیان رکھا تھا اور یہاں آ کر نکال کر دکھایا' پھر اپنے بھائی قاہر کو بلوا کر اپنے سامنے بٹھلایا اور اپنے قریب لا کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور اس سے کہا' اے بھائی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے' مجھے معلوم ہے کہ تم پر جبر اور قہر کیا گیا ہے اور قاہر بھی کہنے لگا۔ اے امیر المؤمنین خدا کا واسطہ دیتا ہوں' میری جان کی امان ہو' مقتدر نے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اب مجھ سے تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

اس وقت ابن مقلہ نے اپنے تمام علاقوں میں خبر بھیج دی کہ مقتدر پھر خلافت پر واپس آ گئے اور حالات پہلے جیسے ہو گئے ہیں اور نازوک اور ابوالہیجاء دونوں کے سر لٹکا دیئے گئے' اور اعلان کر کے یہ کہا گیا کہ یہ ان لوگوں کے سر ہیں جنہوں نے اپنے آقا کی نمک حرامی کی ہے۔ ابوالسرایا بن حمدان وہاں سے موصل بھاگ گیا۔ ابن نفیس مقتدر کا زبردست مخالف تھا اس لیے مقتدر کے خلافت پر واپس آتے ہی وہ اپنا بھیس بدل کر بغداد سے نکل کر موصل پہنچ گیا۔ وہاں سے امینیہ اور وہاں سے قسطنطنیہ پہنچ کر اپنے خاندان والوں کے ساتھ آخر مذہب اسلام چھوڑ کر نصرانی بن گیا اور مونس چونکہ دل سے مقتدر کا مخالف نہیں تھا' مجبوراً احکام کا ساتھ دیا تھا۔

اس بناء پر جب مقتدر اس کے گھر میں پناہ لے کر گیا تھا تو اس نے مقتدر کے ساتھ کچھ بھی برا سلوک نہیں کیا تھا بلکہ حتی الامکان اس کا دل بہلاتا رہا اور اگر چاہتا تو اس وقت جبکہ مقتدر کو گھر سے نکالا جا رہا تھا' اسے قتل کر ڈالتا۔ اس بناء پر جب مقتدر خلافت پر دوبارہ واپس آیا اس وقت بھی اس کے گھر میں جا کر رہا اور پورے اطمینان کے ساتھ وہاں ایک رات رہ گیا۔

پھر مقتدر نے ابوعلی بن مقلہ کو اپنا وزیر بنالیا اور محمد بن یوسف کو قضاء القضاۃ کے عہدہ پر مامور کر دیا اور اپنے بھائی محمد قاہر کو اپنی والدہ کے پاس نظر بند کی صورت میں رکھ دیا۔ وہ بہت شفقت کے ساتھ سلوک کرتیں' دل بہلانے کو باندیاں خرید کر دیتیں' اور بہت زیادہ خیال رکھتیں۔

قرامطہ کا حجر اسود کو اپنے علاقہ میں لے جانا

اس سال عراقیوں کی ایک جماعت اپنے امیر منصور دیلمی کے ساتھ صحیح وسالم مکہ معظمہ پہنچ گئی۔ پھر سارے علاقوں سے یکے بعد دیگرے حاجیوں کی جماعتیں وہاں پہنچتی رہیں۔ کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہوا۔ البتہ قرمطی اپنی جماعت کو لے کر یوم الترویہ میں پہنچا۔ تب لوگوں کو ہوش آیا مگر اسی وقت ان سبھوں نے مل کر وہاں ہنگامہ اور قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا' یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی گلیوں' کوچوں اور خانہ کعبہ میں بے شمار حاجیوں کو مار کر ڈھیر کر دیا اور ان کا امیر ابوطاہر لعنۃ اللہ علیہ خاص خانہ کعبہ کے دروازہ پر بیٹھ گیا اور اس کے چاروں طرف لوگ پچھاڑے جا رہے تھے' اور تلواریں اپنے کام کر رہی تھیں۔ جبکہ وہ مقامِ مشعر حرام کا دن یوم الترویہ' اور مہینہ شہر حرام کا تھا جو سارے دنوں میں انتہائی بابرکت ہوتا ہے اور وہ امیر وہاں پر بیٹھا ہوا کہہ رہا

تھا' میں ہی خدا ہوں' خدا کے ساتھ ہوں۔ میں ہی مخلوقات کو چلاتا ہوں اور میں ہی انہیں مارتا ہوں۔

لوگ اس کے ڈر سے بھاگ کر خانہ کعبہ کے پردوں سے چمٹ کر جان بچانے کی کوشش کرتے' مگر اس سے بھی ان کو نجات نہ ملتی۔ بلکہ اس حال میں بھی وہ قتل کر دیے جاتے۔ کوئی محدث اس دن طواف کر رہے تھے۔ جیسے ہی وہ طواف سے فارغ ہوئے' ان کے سر پر تلوار کا وار ہو گیا۔ جب جان نکلنے لگی تو یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

ترى المحبين صرعى فى ديارهم　　　كفية الكهف لا يدرون كم لبثوا

ترجمہ: تم ایسے بہت سے عاشقوں کو دیکھو گے کہ وہ اپنے علاقوں میں بچھڑے ہوئے ہیں غار کے جوانوں کی طرح وہ نہیں جانتے کہ وہ یہاں کتنے دن ٹھہرے۔

قرمطی کو جو کرنا تھا وہ سب کر گزرا اور حاجیوں کے ساتھ انہیں جو بھی بدترین سلوک کرنا تھا وہ سب بھی کر لیے۔ اب اس نے حکم دیا کہ ان تمام مقتولوں کو زمزم کے کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ ان میں سے بہت سے مقاماتِ حرم اور مسجد حرام میں بھی دفن کیے گئے۔

واہ! کتنے ہی خوش قسمت ہیں وہ مقتولین اور مدفونین' اور یہ قبرستان اور یہ مکان' انہیں نہ تو غسل دیا گیا اور نہ ہی کفن دیا گیا اور نہ ان پر نماز بھی پڑھی گئی۔ اس لیے کہ وہ انتہائی مظلوم اور درحقیقت وہ سب شہداء تھے۔ چاہِ زمزم کا قبہ توڑ دیا گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ اکھیڑ دیا گیا اور اس کے مکان لیے گئے اور سب کی موجودگی میں انہیں پھاڑ دیا گیا۔ اس شخص کو اس نے حکم دیا کہ میزاب کعبہ پر پہنچ کر اسے اکھیڑ دیا جائے۔ وہ شخص اس حال میں سر کے بل گر پڑا اور فوراً مر کر داخل جہنم ہوا۔ اس وقت وہ میزاب کے توڑنے کے خیال سے باز آ گیا۔

پھر اس نے حجر اسود کو اکھیڑ دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ایک شخص نے آ کر اپنے ہاتھ کی ایک بھاری چیز سے اس پر ضرب لگائی اور کہا' کہاں ہے وہ "طَيْرًا اَبَابِيْل " اور کہاں ہے "حِجارة من سجيل" آخر میں حجر اسود کو اُکھیڑ لیا اور جب وہاں سے وہ لوگ لوٹنے لگے' اس وقت اس پتھر کو بھی اپنے علاقوں میں لے گئے۔ جو ان کے پاس بائیس برس تک رہا۔ پھر لوٹا۔ جس کی تفصیل ہم عنقریب سن تین سو انتالیس ہجری کے واقعہ میں بیان کریں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب قرمطی اس حجر اسود کو لے کر اپنے شہر روانہ ہوا' اس وقت امیر مکہ اور اس کے اہل بیت سب اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اور اس سے درخواست کی' سفارشیں پہنچائیں کہ وہ حجر اسود واپس کر دے تاکہ اپنی جگہ پر اسے رکھ دیا جائے' اور اس کے عوض اپنی ساری جائیداد دینے کی پیش کش کی' مگر اس نے ایک نہ سنی۔ آخر امیر مکہ نے مقاتلہ کیا مگر قرمطی نے اسے اور اس کے اکثر اہل بیت' اہل مکہ اور لشکر سب کو شہید کر ڈالا۔ اور اپنے شہروں کی طرف چلتا ہی رہا۔ اس حال میں کہ اس کے ساتھ حجر اسود بھی تھا اور حاجیوں کے لوٹے ہوئے مال بھی تھے۔ اس لعین نے مسجد حرام میں ایسی ایسی نازیبا حرکتیں کیں جو نہ تو اس سے پہلے کبھی کسی نے اس کے ساتھ کیں اور نہ ہی بعد میں۔ لیکن عنقریب ہی خدائے قہار ان کو ایسے عذاب دے گا کہ ایسا عذاب کوئی کسی کو نہیں دے سکتا اور نہ ویسی گرفت کر سکتا ہے' ان لوگوں نے ایسی حرکتیں صرف اس لیے کی تھیں کہ یہ بد دین کفار ملحد تھے۔

یہ لوگ ان فاطمین میں سے اپنا تعلق بتاتے تھے جو افریقہ کے مغربی حصہ میں ابھرے تھے اور ان کے امیر کا لقب مہدی رکھا گیا تھا' جس کا نام ابو محمد عبید اللہ بن میمون القداح تھا۔ جو کہ قبیلہ سلمیہ کا رنگریز تھا۔ درحقیقت وہ ایک یہودی تھا۔ مگر اپنے اسلام کا اظہار کیا اور سلمیہ سے نکل کر افریقی علاقوں میں پہنچ گیا تھا اور وہاں خود شریف فاطمی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جسے قوم پر اور دوسرے جاہل قبیلہ والوں نے سچ سمجھ کر قبول کر لیا تھا۔ اس طرح اس کی اپنی ایک حکومت ہوگئی اور ایک شہر کا مالک ہوگیا۔ جس کا نام شہر سجلماسہ تھا۔ پھر وہاں ایک شہر بسایا جس کا نام اس نے ''مہدیہ'' رکھا۔ اور وہیں اس کی حکومت کا مرکز تھا۔ یہ قرامطہ بھی اس سے تعلقات قائم کیے ہوئے تھے' اور ان لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتے رہتے تھے۔ پھر ایک دوسرے پر الزامات بھی لگاتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ لوگ ایسی حرکتیں صرف سیاسۃً اور دنیا کو دکھانے کو کرتے۔ حقیقت ایسی نہیں تھی۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس مہدی نے ابو طاہر کو خط لکھ کر ایسی حرکتیں کرنے پر سخت ملامت کی کہ عوام کو مخالفت میں بولنے کا پورا موقع دیا اور وہ اسرار جنہیں اب تک وہ چھپا کر کام کر رہے تھے' سب کو ظاہر کر دیا۔ اور ان لوگوں سے تمام لوٹی ہوئی چیزیں' مال' اسباب وغیرہ سب واپس کرنے کا حکم دیا یہ خط پڑھ کر اور ملامت سن کر اس نے اس کی بات مان لی' فرمانبرداری کر لی اور اس میں جن باتوں کے کرنے کا اشارہ تھا' سب باتیں مان لیں۔ کچھ محدثین بھی ان قرامطہ کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے تھے۔ وہ کچھ دن اسی طرح گرفتار رہے' مگر اللہ نے انہیں آزادی دلا دی۔

ان لوگوں کی کم عقلی اور بے دینی کے سلسلہ میں بہت سی باتیں مشہور ہیں' جس نے انہیں گرفتار کیا تھا۔ وہ ان سے بہت زیادہ اور سخت قسم کی خدمتیں لیا کرتا تھا۔ اور نشہ کی حالت میں انتہائی بدخلقی سے پیش آتا۔

چنانچہ ایک دن وہ اپنے نشہ کی حالت میں مست ہو کر کہنے لگا' تم اپنے محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا' میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ وہ بہت بڑے سیاستدان تھے۔ پھر کہا' تم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا' میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا' وہ بہت کمزور اور بے وقعت تھے۔ پھر اس نے کہا' عمر رضی اللہ عنہ بہت ترشرو اور سخت مزاج تھے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ جاہل احمق تھے۔ اور علی رضی اللہ عنہ جھوٹے تھے۔ ان کے پاس ایک بھی ایسا آدمی نہ تھا جسے وہ علم سکھاتے' جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے کہ میرے سینے میں بہت زیادہ علوم ہیں۔ کیا ان کے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ کسی ایک کو ایک علم اور دوسرے کو دوسرا علم سکھاتے۔ پھر کہا' یہ سب جھوٹی باتیں تھیں۔

اس کے دوسرے دن اس نے کہا' میں نے کل تم سے جتنی باتیں کہی تھیں وہ کسی ایک سے بھی نہ کہنا' یہ ساری باتیں ابن الجوزی نے اپنی منتظم میں بیان کی ہیں۔

کسی نے ان کا ایک واقعہ یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں یوم الترویہ میں طواف کے مقام میں مسجد حرام میں تھا۔ اس وقت قرمطی نے ایک ایسے شخص پر جو میرے بغل میں تھا حملہ کر کے قتل کر دیا۔ پھر زور سے چلا کر کہا' او گدھے! کیا تم اس گھر کے بارے میں یہ کہا نہیں کرتے ہو کہ (مَنْ دَخَلَه كَانَ امِنًا) جو اس میں داخل ہوگا' امان پائے گا' تو وہ امن کہاں گیا؟

تو میں نے اس کے جواب میں کہا کیا تم میرا جواب سننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: ''ہاں!'' میں نے کہا' اللہ نے ارادہ کیا

تو اس لیے لوگوں نے رستے اس والا بنا دیا تھا۔ کہا کہ اس نے یہ اس کو اپنے گھوڑے کی لگام موڑ دی اور واپس چلا گیا۔

کسی نے اس موقع پر یہ اور بھی سوال کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان لوگوں پر عذاب نازل کیا جو کہ اصحاب فیل تھے اور نصاریٰ تھے، جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا ہے، لیکن ان لوگوں نے مکہ کے ساتھ جو کچھ بد سلوکیاں کیں اس سلسلہ میں ان پر کچھ بھی عذاب نازل نہیں کیا، حالانکہ یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ قرامطہ یہود، نصاریٰ، مجوس بلکہ بت پرستوں سے بھی بدترین تھے اور انہوں نے وہ حرکتیں کیں جو کسی نے بھی نہیں کی تھیں۔ تو ان لوگوں کو فی الفور عذاب اور سزا کا بدلہ کیوں نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ ہاتھی والوں کے ساتھ کیا گیا تھا؟

اصحابِ فیل کی فوری گرفت ہونے اور بدترین قرامطہ کو مہلت دینے پر ایک علمی باریک نکتہ

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بیت اللہ کی شرافت کے اظہار کے لیے اصحابِ فیل کو فی الفور سزا دی گئی تھی، اور اس کی شرافت عظمیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ والتسلیم کی رسالت اس شہر سے ظاہر ہونے والی تھی، جس میں یہ بیت اللہ موجود تھا۔ چونکہ ان لوگوں نے اس خطہ کی توہین کا ارادہ کیا تھا جس کی شرافت جلد ہی ظاہر ہونے والے رسول کی رسالت سے تھی۔ اس لیے ان کو بغیر کسی مہلت دیئے فی الفور سزا دی گئی۔ اس سے پہلے کوئی ایسی شریعت باقی نہیں رہ گئی تھی جو اس کی شریعت کو ظاہر کرتی۔

اگر سزا دینے میں ذرا بھی توقف کیا جاتا، اور وہ اس میں داخل ہو کر اُسے ویران کر ڈالتے تو لوگوں کے دل اس کی فضیلت سے ہمیشہ کے لیے متنفر ہو جاتے۔ برخلاف ان قرامطہ کے کہ انہوں نے جیسی بھی بری حرکت کی مگر اس وقت جبکہ شریعت مطہرہ آ چکی، دین کے اصول وقواعد مقرر ہو چکے اور لوگوں کو اس بات کا پختہ یقین ہو گیا کہ مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ کی شرافت اللہ کی دینی ضروریات اور لوازمات میں سے ہے اور ہر مومن نے یہ جان لیا کہ ان لوگوں نے حرم کے اندر بدترین قسم کا الحاد کیا ہے۔ اور یہ لوگ بدترین ملحد اور کافر تھے کہ یہ ساری باتیں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے معلوم ہوئی ہیں۔ اس لیے مجموعی حالات نے اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ ان مجرموں کو رنگے ہاتھوں فی الفور سزا دی جائے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس دن تک کی مہلت دی جبکہ لوگوں کی آنکھیں پتھرانے لگیں گی۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عادتِ قدیمہ ہے کہ وہ مجرموں کو پہلے مہلت دیتا ہے، ڈھیل دیتا ہے، نرمی کرتا ہے پھر ایک مرتبہ زبردست طریقہ سے پکڑتا ہے، جیسا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ اللہ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو وہ بچ نہیں سکتا۔ پھر یہ آیت پاک تلاوت فرمائی:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ○ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴾

''تم اللہ کو ظالموں کے اعمال سے غافل نہ سمجھو، وہ تو انہیں آنے والے آنکھیں پتھرا دینے والے دن تک کے لیے مہلت دے رکھی ہے''۔[1]

---

[1] پ ۱۳ رکوع ۱۹

راکھ اُڑی تھی جو حجاز کی زمین کے بالوؤں کے مشابہ تھی، جس سے سارے گھر بھر گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں:

احمد بن الحسن بن الفرج:

ابن سفیان ابوبکر النحوی، جو کوفیوں کے مذہب کے بڑے عالم تھے اور اس فن نحو میں ان کی کئی تصنیفیں ہیں۔

احمد بن مہدی بن رمیم:

العابد الزاہد، انہوں نے طلب علم میں تین لاکھ دراہم خرچ کیے، اور چالیس برس مسلسل کسی بستر پر پیٹھ نہیں رکھی۔

حافظ ابونعیم نے ان کا ایک واقعہ یہ بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ایک رات میرے پاس ایک عورت آئی، اور مجھ سے کہا کہ میں ایک بڑی آزمائش میں مبتلاء ہوگئی ہوں۔ یعنی مجھ سے کسی نے بزور زنا کرلیا ہے جس سے میں حاملہ بھی ہوگئی ہوں۔ لیکن میں نے اپنے اس عیب کو یہ کہہ کر چھپانے کی کوشش کی ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں، اور یہ حمل آپ سے ہے۔ لہٰذا آپ میرے عیب کو چھپائیں، اللہ آپ کے گناہوں کو چھپائے، آپ مجھے رسوا نہ کریں۔ میں سن کر خاموش ہوگیا۔ اس کے بعد جب اسے ولادت ہوئی تو محلّہ والے اور ان کے امام میرے پاس مجھے بچہ کی مبارکباد دینے کو آئے، یہ سن کر میں نے بھی چہرہ سے خوشی کا مظاہرہ کیا اور ان لوگوں کو دو دینار دے کر ان سے کچھ شیرینی منگوا کر انہیں کھلا دی۔ اس کے بعد سے ہر ماہ امام مسجد کے توسط سے دو دینار بچے کے خرچ کے نام سے میں اس کے پاس بھجواتا رہا اور اس کو سلام بھی کہلواتا رہا۔ اس عذرخواہی کے ساتھ کہ ہم دونوں میں بدقسمتی سے کچھ ایسی باتیں ہوگئیں جن سے ہم دونوں میں علیحدگی ہوگئی، دو سال اسی طرح گزر گئے، لیکن اللہ کی قدرت یہ ہوئی کہ اب وہ بچہ فوت ہوگیا اور سب لوگ میرے پاس اظہارِ تعزیت کے لیے آئے تو میں نے بھی اپنے چہرہ پر غم کا مظاہرہ کیا۔

اب وہ عورت خود ایک رات ان سارے دنانیر کو جو اس کے پاس بھیجے گئے تھے، ایک تھیلی میں لے کر آئی، اور مجھ سے کہا، اللہ آپ کے عیوب کی بھی پردہ پوشی کرے اور بہتر بدلہ دے۔ اور وہ یہ دینار ہیں جو آپ میرے پاس بھیجا کرتے تھے، آپ انہیں لے لیں۔ تو میں نے کہا، میں تو بچہ کی خدمت کے لیے بھیجا کرتا تھا۔ اب وہ ختم ہو چکا ہے۔ لیکن تم نے اس کی خدمت کی ہے، اس لیے یہ تمہارے ہی ہوئے، لہٰذا اب تم جہاں چاہو انہیں خرچ کرو۔ اس کے بعد وہ دعا دیتی ہوئی لوٹ گئی۔

بدر بن الہیثم:

بن خلف بن خالد بن راشد بن ضحاک بن نعمان بن محرق ابن النعمان بن المنذر، ابوالقاسم البلخی القاضی الکوفی، بغداد میں اقامت اختیار کی اور ابوکریب وغیرہ سے حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے چالیس برس کی عمر کے بعد حدیث کی سماعت شروع کی۔ ثقہ اور بڑے فاضل تھے۔ ایک سو سترہ برس عمر پائی۔ اس سال کوفہ میں ماہ شوال میں وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد

بن عبدالعزیز بن المرزبان بن سابور بن شاہنشاہ ابوالقاسم البغوی یہ ابن بنت المنیع کے نام سے مشہور تھے۔ سن دو سو تیرہ یا چودہ ہجری میں ولادت ہوئی۔ انہوں نے ابوعبید القاسم بن سلام کو دیکھا مگر ان سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ البتہ احمد بن حنبل علی بن المدائنی یحییٰ بن معین اور علی بن الجعد خلف بن ہشام البزار کے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین سے سماعت کی ہے۔ ان کے پاس ایک جزء تھا جس میں انہوں نے وہ احادیث جمع کی تھیں جو ابن معین سے سن رکھی تھیں۔

موسیٰ بن ہارون نے وہ جزء ان سے لے کر اسے دجلہ میں پھینک دیا اور کہا' کہ تینوں بڑے محدثین کی روایتوں کو جمع کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ستاسی شیوخ سے نقل میں یہ متفرد ہیں۔ یہ ثقہ حافظ اور ضابطہ تھے۔ بہت سے محدثین حافظین سے روایت کی ہے۔ ان کی کئی تصنیفات ہیں۔

موسیٰ بن ہارون حافظ نے کہا ہے کہ ابن بنت منیع ثقہ اور بہت سچے تھے۔ ان سے کسی نے کہا کہ یہاں کچھ لوگ تو ان کے بارے میں اعتراضات کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ حسد کی بناء پر ایسا کرتے ہیں۔ ابن بنت منیع حق بات کے سوا دوسری کوئی بات نہیں کہتے۔

ابن ابی حاتم وغیرہ نے کہا ہے کہ ان کی احادیث صحیح میں داخل ہوتی ہیں۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ بغوی کسی حدیث کے بارے میں بہت کم اپنی رائے پیش کرتے تھے۔ لیکن جب کبھی کوئی بات کہتے تو ایسی مضبوط ہوتی جیسے کہ ساگوان کی لکڑی میں کوئی کیل لگا دیتے تھے۔

ابن کامل نے بھی اپنی کتاب کامل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے ان پر اعتراضات کیے ہیں' اور کہا ہے کہ انہوں نے کچھ ایسی باتیں بیان کی ہیں جن پر میں نے اعتراض کیا ہے۔ ان کو معرفت حدیث حاصل ہے اور یہ صاحب تصانیف بھی ہیں لیکن ابن الجوزی نے ابن عدی کے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ انہوں نے اس سال عیدالفطر کے دن وفات پائی ہے اور ایک سو تین برس چند مہینے کی عمر پائی ہے۔ اس کے باوجود ان کے کان' آنکھ اور دانت سب صحیح و سالم تھے' اور باندیوں سے مجامعت کی بھی پوری قوت تھی' بغداد میں وفات پائی اور باب التین کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ ان پر رحم کرے اور ان کے ٹھکانہ کو مکرم بنائے۔ آمین۔

محمد بن ابی الحسین:

بن محمد بن عثمان الشہید الحافظ ابوالفضل الہروی ابن ابی السعید سے مشہور ہیں۔ بغداد آ کر وہاں محمد بن عبداللہ الانصاری سے حدیث کی سماعت کی' اور ان سے ابن المظفر الحافظ نے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ' ثبت حافظ اور متقیوں میں سے تھے۔ انہوں نے صحیح مسلم کی دس سے زائد حدیثوں پر کچھ اعتراضات کیے ہیں۔ انہیں بھی قرامطہ نے یوم مکہ مکرمہ میں ترویہ کے دن اسی سال قتل کیا ہے جبکہ بے شمار لوگوں کو قتل کیا ہے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

الکعبی المتکلم:

ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود البلخی الکعبی المتکلم۔ نسبت بنی کعب کی طرف ہے۔ معتزلہ کے مشائخ میں سے ایک ہیں۔

معتزلہ کے فرقہ کعبیہ کی نسبت بھی ان ہی کی طرف ہے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ یہ کبار متکلمین میں سے ہیں اور ا
ن کے مخصوص مسائل ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اس سے بے اختیار اور بغیر ارادہ صادر ہو
میں کہتا ہوں کہ انہوں نے مختلف نصوص قرآن مجید کی مخالفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ
وَيَخْتَارُ ''تمہارا رب پیدا کرتا جو چاہتا ہے اور جیسا پسند کرتا ہے''۔ اور بھی کہتا ہے: وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ''اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ لوگ ایسا نہ کرتے''۔ اور بھی کہا ہے: وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا. ''اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے''۔ اور بھی کہا ہے: وَ لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا. ''اگر ہم چاہتے کہ ہم گاؤں والوں کو ہلاک کر دیں تو ان کے زیادتی کرنے والوں کو حکم دیتے''۔ ان کے علاوہ ایسی باتیں بھی ہیں جو بدہتہ معلوم ہوتی ہیں۔ اور عقل و نقل کے بالکل موافق ہیں۔

واقعات — ۳۱۸ھ

اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابو علی بن مقلہ کو معزول کر دیا۔ اس کی مدتِ وزارت دو برس چار مہینے تین دنوں کی ہوئی۔ اور اس کی جگہ سلیمان بن الحسن بن مخلد کو اپنا وزیر بنا لیا۔ اور علی بن عیسیٰ کو اس کے معاون کی حیثیت سے رکھا۔ اور اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں وزیر ابو علی بن مقلہ کے گھر کو آگ لگا دی گئی۔ اس مکان پر اس نے ایک لاکھ دینار خرچ کئے تھے۔ آگ لگنے کے بعد لوگوں نے اس کے تختوں کے علاوہ لوہے اور سیسے وغیرہ بھی لوٹ لیے۔ پھر خلیفہ نے بھی اس پر دو لاکھ دینار کا جرمانہ کر دیا۔

اس سال دار الخلافہ میں جو لوگ رہا کرتے تھے' سبھوں کو بغداد سے نکال باہر کیا۔ یہ اس لیے کہ جب مقتدر دوبارہ خلافت پر واپس آ گئے' تو وہ لوگ آپس میں ان کے خلاف بہت زیادہ باتیں کرتے رہتے تھے۔ اس طور پر کہ جو لوگ ظالم کی اعانت کرتے تھے۔ اللہ نے ان ہی لوگوں پر اسے مسلط کر دیا ہے۔ اور یہ کہ جو شخص کسی گدھے کو چھت پر چڑھائے گا' وہ اسے وہاں سے نہیں اتار سکے گا۔ اس لیے خلیفہ نے ان لوگوں کو بغداد سے ہی نکال باہر کیا۔ اور جو وہاں جے رہ گئے ان کو سخت سزا کی گئی۔ اور ان کے اور رشتہ داروں کے گھروں کو جلا دیا گیا۔ اور ان میں سے کچھ لوگوں کی عورتیں اور ان کے بچے بھی جلا دیئے گئے۔

الحاصل یہ لوگ وہاں سے انتہائی ذلت کے ساتھ نکال دیئے گئے' پھر وہاں سے نکل کر واسط چلے گئے اور وہاں کے باشندوں پر زبردستی کی' اور ان کے عاملوں کو بھی وہاں سے نکال باہر کیا۔ مجبوراً خلیفہ نے ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے مونس خادم کو روانہ کیا۔ جس نے وہاں زبردست قیامت قائم کر دی' اور ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس طرح ایسے لوگوں کے لیے کہیں پناہ کی جگہ نہ رہی۔

اس سال خلیفہ نے ناصر الدولہ بن حمدان کو ''موصل'' سے نکال کر اس کی جگہ پر ان کے دونوں چچا' حمدان کے دونوں بیٹوں سعید اور نصر کو مقرر کر دیا اور خود اسے دیارِ ربیعہ نصیبین' سنجار' خابور' اور راس العین اور ان کے علاوہ میافارقین' اردن کا والی

مقرر کر دیا اور اس سلسلہ میں سالانہ کچھ رقم خلیفہ کے پاس بھیجنے کی ضمانت لی۔

اس سال جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں ایک شخص بوارتج کے علاقوں سے ظاہر ہوا۔ جس کو لوگ صالح بن محمود کہتے تھے۔ اس کا نام بن کربی مائل کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی۔ پھر وہ نجار کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر کے آخر اس میں داخل ہو گیا۔ وہاں سے بہت سا مال لوٹ لیا۔ پھر وہاں تقریر کی' اور کچھ نصیحتیں کیں' جن میں چند جملے یہ ہیں: ہم شیخین کی ولایت تسلیم کرتے ہیں اور حسین علیہ السلام سے برأت کرتے ہیں اور موزوں پر مسح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ پھر اس اطراف میں ہنگامہ پھیلا دیا۔ مجبوراً نصر بن حمدان نے اس کا مقابلہ اور اس کا مقاتلہ کر کے اسے اور اس کے ساتھ اس کے دو بیٹوں کو قید کر لیا۔ پھر اسے لے کر بغداد آ گیا' جس کی وہاں زبردست شہرت ہوئی' اور اس کا دوسرا شخص موصل کے علاقہ میں نکل گیا۔ تو ایک ہزار آدمیوں نے اس کی اتباع کر لی۔ اور نصیبین والوں کا محاصرہ کیا۔ اس وقت وہاں کے باشندگان ان لوگوں کے مقابلہ کو نکلے' اور ان سے مقاتلہ کیا۔ لیکن اس نے مقامی لوگوں میں سے ایک سو کو قتل کر دیا اور ایک ہزار کو قیدی بنا لیا اور بقیہ لوگوں سے بیعت کر لی' اور چار لاکھ درہم ان سے وصول کیے' اس لیے ناصر الدولہ ان کی طرف مقابلہ کے لیے بڑھا' پھر ان سے لڑائی کی۔ بالآخر کامیاب ہو کر اسے بھی قید کر کے بغداد بھیج دیا۔

اِس سال خلیفہ نے اپنے بیٹے ہارون کو خلعت دے کر اس کے ساتھ وزیر اور لشکر کو دے کر فارس' کرمان' سجستان' مکرمات کا نائب بنا دیا۔ اسی طرح اپنے بیٹے ابو العباس الراضی کو بھی خلعت دے کر بلادِ مغرب' مصر اور شام کا نائب بنا دیا اور مونس خادم کو اس کے ساتھ کر دیا جو اس کی ضرورت کا خیال رکھتا۔

اس سال عبدالسمیع بن ایوب بن عبدالعزیز الہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔ حجاج اپنے ساتھ ڈھال اور خود لے کر گھر سے نکلے' تاکہ جاتے اور واپس آتے وقت قرامطہ سے محفوظ رہیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن اسحاق:

بن بہلول بن حسان ابن ابی سنان۔ ابو جعفر التنوخی القاضی الحنفی العدل' الثقہ' الرضی زبردست فقیہ تھے۔ یوں تو بہت سی حدیثیں سنی ہیں۔ مگر ابو کریب سے صرف ایک حدیث کی روایت کی ہے۔ فن نحو کے عالم' فصیح عبارت لکھنے والے' عمدہ اشعار کہنے والے' اور اچھے فیصلے کرنے والے تھے۔

ایسا اتفاق ہوا کہ خلیفہ مقتدر کی والدہ سیدہ نے کوئی علاقہ وقف کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے وقف نامہ کی ایک کاپی سرکاری دفتر میں اپنے پاس رکھ لی تھی۔ لیکن بعد میں والدہ سیدہ نے اپنے وقف سے پھر جانے کا ارادہ کیا اور ان کو وہ وقف نامہ لے کر اپنے پاس بلوایا۔ تاکہ وہ وقف نامہ ان سے واپس لے کر اس وقف سے پھر جائے۔ یہ جب اس کے پردہ کے پیچھے

پہنچے' تو بلوانے کی وجہ سمجھ گئے۔ اس لیے انہوں نے کہا: آپ کے خیال کے مطابق میرے لیے عمل کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ میں مسلمانوں کا خازن ہوں۔ اب یا تو آپ مجھے اس عہدے سے الگ کر کے میری جگہ پر کسی دوسرے کو مقرر کر دیں یا یہ کہ اس وثیقہ کو میرے پاس ہی رہنے دیں اور آپ اپنے خیال سے باز آ جائیں۔ کیونکہ اس کام پر میں حاکم ہوں اس کے علاوہ دوسری کوئی صورت نہیں ہے۔

آخر کار والدہ سیدہ نے اپنے بیٹے خلیفہ مقتدر سے ان کی شکایت کی تو مقتدر نے بھی اس معاملہ میں ان دونوں سے سفارش کی۔ انہوں نے پوری صورتِ حال خلیفہ کے سامنے بیان کر دی۔ جواب سن کر خلیفہ اپنی والدہ کے پاس گئے' اور ان سے کہا کہ اس شخص کو ان کا غذات سے نہ تو کوئی مطلب ہے اور نہ یوں ہی اسے غیر ذمہ دارانہ طور پر چھوڑ سکتا ہے۔ ساتھ ہی نہ تو انہیں معزول کرنا ممکن ہے اور نہ انہیں تنگ کیا جا سکتا ہے' آخر کار وہ بھی ناراض ہوگئیں اور ان کے ایسا کرنے پر کسی کو ان کے پاس بھیج کر اس کا شکر ادا کیا تب حاکم نے خود کہا' جو شخص اللہ کے معاملے کو بندوں کے معاملات پر ترجیح دیتا ہے اللہ ایسے شخص کو تمام آفات سے محفوظ رکھتے ہیں کافی ہو جاتا ہے اور وہ اسے بہترین رزق دیتا ہے۔ ان کی وفات اس سال ہوئی جبکہ عمر اسّی برس سے آگے بڑھ چکی تھی۔

یحییٰ بن محمد بن صاعد:

ابو محمد' ابی جعفر المنصور۔ انہوں نے طلب حدیث کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر کر کے احادیث سنیں' لکھیں اور انہیں حفظ کیا۔ یہ بڑے حافظوں اور روایت کے شیوخ میں تھے۔ ان سے بھی اکابرین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔ ان کی یہ تصانیف ان کے حفظ' باریک بینی اور سمجھ پر دلالت کرتی ہیں۔ ستر برس کی عمر میں کوفہ میں وفات پائی ہے۔

الحسن بن علی بن احمد:

بن بشار بن زیاد جو ابن العلاف الضریر النہروانی سے مشہور ہیں' شاعر مشہور ہیں۔ معتضد کے قصہ گوؤں میں سے ایک تھے' ان کا ایک مشہور مرثیہ ہے جسے انہوں نے اپنی ایک بلی کے مارے جانے پر کہا تھا۔ کیونکہ اس بلی نے پڑوسی کے کبوتروں کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے پکڑ کر کھا لیا تھا' اس غصہ میں پڑوسی نے اسے مار ڈالا تھا۔ اس مرثیہ میں بہت سی آداب وحکمت کی باتیں ہیں اور وہ مرثیہ دل پر متأثر ہونے والا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مرثیہ میں بلی کا نام لے کر ابن المعتز کو مراد لیا ہے۔ لیکن صراحۃً خلیفہ مقتدر کی طرف اس کی نسبت کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے معتز کو قتل کیا تھا۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے اور اس کے کل پینسٹھ اشعار ہیں۔

یا ھِرُّ فارقتنا ولم تعد وکنت عندی بمنزلۃ الولد

ترجمہ: اے میری بلی! تو مجھے چھوڑ کر ایسی گئی کہ پھر نہ لوٹی۔ حالانکہ تو میرے نزدیک میرے بچہ کے برابر تھی۔

واقعات ـــــ ۳۱۹ھ

اس سال تمام حجاج ماہ محرم میں بغداد واپس آئے۔ کیونکہ خود مونس خادم بھی قرامطہ کے ڈر سے ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر حج کو نکلا۔ جس کی وجہ سے تمام مسلمان بہت خوش ہوئے تھے۔ بغداد کو خوب سجایا گیا تھا۔ اور مونس خادم کے لیے خیمے اور قبے راستے میں لگائے گئے تھے۔ اچانک دوران سفر اسے یہ خبر ملی کہ قرامطہ بھی آگے گئے ہوئے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے تمام لوگوں کو عام شاہراہ سے نکال کر کئی دنوں تک گھاٹیوں اور جھاڑیوں سے جلاتا رہا۔ اس دوران اس نے ان علاقوں میں تعجب خیز مناظرہ دیکھے' اور لانبی چوڑی ندیاں دیکھیں۔ اور لوگوں نے بہت سے ایسے انسان بھی دیکھے جو مسخ ہوکر پتھر بن گئے تھے۔ ان ہی لوگوں میں ایک ایسی عورت کو بھی لوگوں نے دیکھا' جو تنور پر بیٹھی روٹی پکا رہی تھی۔ مگر وہ عورت اور تنور سب مسخ ہوکر پتھر بن چکے تھے۔ ان میں سے کئی چیزیں اٹھوا کر اپنے ہمراہ خلیفہ کے پاس لے گئے۔ تاکہ وہ خود بھی مشاہدہ کر کے اس کی باتوں کی تصدیق کریں۔

یہ تمام باتیں ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں بیان کی ہیں۔ لوگوں کا گمان یہ ہے کہ یہ سب قوم عاد یا ہود یا قوم شعیب کے لوگوں میں سے تھے۔ واللہ اعلم

اس سال مقتدر نے اپنے وزیر سلیمان بن الحسن کو ایک برس دو مہینے نو دن وزیر رکھ کر معزول کر دیا تھا۔ اور اس کی جگہ ابو القاسم عبید اللہ ابن محمد الکلوذائی کو وزیر بنایا مگر صرف دو مہینے تین دن کے بعد ہی اسے بھی معزول کر دیا۔ اس کی جگہ پھر حسین بن القاسم کو وزیر بنایا پھر اسے بھی معزول کر دیا۔

اس سال خلیفہ اور مونس کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا۔ کیونکہ خلیفہ نے محاسبی کے عہدہ پر ایک ایسے شخص کو مامور کر دیا تھا جس کا نام محمد بن یاقوت تھا' اور وہ پولیس کا افسر تھا۔ مگر مونس نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ ایسے عہدوں پر قاضیوں اور دینداروں کے سوا کسی دوسرے کو مامور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور اس شخص میں ان میں سے کوئی بھی صلاحیت نہیں ہے اس کا اختلاف خلیفہ سے برابر قائم رہا۔ یہاں تک کہ آخر کار خلیفہ نے اسے محاسبی اور پولیس دونوں عہدوں سے نکال دیا۔ نتیجہ میں آپس کا اختلاف ختم ہو کر ان میں مصالحت ہوگئی۔

اس کے بعد پھر دونوں میں نفرت کی آگ بھڑک گئی۔ اس حد تک کہ آخر مقتدر باللہ کے قتل کی بھی نوبت آ گئی جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اسی سال طرسوس کے حاکم ثمل نے ارم کے علاقوں پر زبردست حملہ کیا۔ وہاں کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اور تقریباً تین ہزار آدمیوں کو قید کیا اور سونا' چاندی' ریشمی قیمتی کپڑوں سے بھی بہت کچھ لوٹا۔ اسی طرح پھر دوسری بار بھی ان پر حملہ کیا۔ ابن الدیرانی اور ارمنی کے شاہ روم کو خط لکھا کہ وہ ممالک اسلامیہ پر حملہ کرے۔ حملہ کی صورت میں اعانت کا

بھی وعدہ کیا۔ چنانچہ وہ رومی بہت بڑا لشکر لے کر ان پر حملہ آور ہو گئے اور آرمینی والے بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ ان کے مقابلے کے لیے آذربیجان کے نائب حاکم مفلح غلام یوسف بن ابی الساج سامنے آئے اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی بھی بڑی جماعت شریک ہوئی اور سب سے پہلے ابن الدیرانی نے تیرہ دن پر حملہ کیا۔ اور تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کو ڈھیر کر دیا۔ بے شمار لوگوں کو قید کر لیا اور غنیمت کا مال بھی بے حساب حاصل کر لیا۔ اور رومیوں کی ایک قلعہ میں بند ہو کر رومیوں کو خط لکھ کر بلوایا۔

چنانچہ ان رومیوں نے علاقہ شمیشاط میں پہنچ کر اسے گھیر لیا۔ اس مصیبت کے وقت موصل کے نائب گورنر سعید بن حمدان سے وہاں کے باشندوں نے فریاد رسی کی' اور وہ خبر پاتے ہی ان کی مدد کو پہنچ گئے۔ ایسے وقت میں کہ وہ اس علاقہ کو فتح کرنے ہی والے تھے' ان رومیوں کو جیسے ہی مسلمانوں کی آمد کی خبر ملی وہ اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلے اور ملطیہ پہنچ کر وہاں لوٹ کھسوٹ مچاتے ہوئے اپنے علاقوں میں ناکام لوٹ آئے۔ ان کے ساتھ ہی ابن نفیس بھی تھا' جس نے نصرانیت قبول کر لی تھی' اور بغداد کا باشندہ تھا۔ ساتھ ہی ابن حمدان نے ان کے علاقہ تک پیچھا کیا اور ان سے لڑ کر ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور قیدی بنایا اور ان سے بہت سا مالِ غنیمت بھی حاصل کیا۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس سال ماہ شوال میں زبردست سیلاب آیا اور جو تکریت کے بازاروں میں داخل ہوا۔ یہاں تک کہ ان بازاروں میں چودہ بالشت پانی کھڑا ہو گیا تھا۔ جس کے سبب سے وہاں کے چار سو گھر ڈوب ہو گئے اور وہاں کی کتنی جانوں کا جو نقصان ہوا' وہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں دفن کے وقت اتنی بھی تمیز نہ تھی کہ یہ کوئی مسلمان تھا یا نصرانی' سب اکٹھے دفن کئے گئے۔

اور یہ بھی کہا کہ اسی سال موصل میں زبردست آندھی آئی' پھر وہ سیاہ ہو گئی' یہاں تک کہ دن کے وقت بھی ایک انسان دوسرے انسان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ لوگوں نے یہ گمان کر لیا تھا کہ قیامت آ چکی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارش نازل کی' جس سے یہ کیفیت دور ہو گئی۔

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الحسین بن عبدالرحمٰن:

ابوعبیداللہ الانطاکی جو شام کی سرحدوں کے قاضی تھے اور ابن الصابون کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ثقہ اور بہت زیادہ قابل تھے۔ بغداد آئے اور وہیں جوان ہوئے۔

علی بن الحسین:

بن حرب بن عیسیٰ۔ مصر میں زمانۂ دراز تک عہدۂ قضاء پر مامور رہے ثقہ اور بڑے عالم تھے۔ تمام قاضیوں میں یہ پسندیدہ اور بہت زیادہ انصاف کرنے والے تھے۔ ابوثور رفقہ پر عامل تھے' ہم نے ان کا طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے۔ سن تین

ہو گیا، ہجری میں انہوں نے اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیا جو قبول ہوا اور معزول کر دیئے گئے۔ پھر بغداد [illegible] میں اقامت اختیار کر لی اور سالِ رواں کے ماہ صفر میں وفات پائی۔ ان کے جنازہ کی نماز ابوسعید الاصطخری نے پڑھائی اپنے ہی گھر میں دفن کیے گئے۔

دارقطنی نے کہا ہے کہ ابوعبدالرحمن النسائی میں اپنی صحیح میں ان سے روایت بیان کی ہے اور شاید وہ ان سے بیس برس قبل وفات پا گئے۔ ان کے اور بھی بڑائی اور فضائل ذکر کیے گئے ہیں۔

محمد بن الفضل:

بن عباس ابوعبداللہ البلخی الزاہد۔ ان کے متعلق یہ منقول ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھایا اور اللہ سے شرماتے ہوئے کسی بھی چیز کو للچائی ہوئی نظروں سے نہیں دیکھا اور تیس سال اپنے فرشتوں کو برائی لکھنے کا موقع نہیں دیا۔

محمد بن سعد:

بن ابوالحسین الوراق' ابوعثمان نیشاپوری کے شاگرد۔ فقیہ تھے اور معاملات پر اچھی گفتگو کرتے تھے۔ ان کے اچھے کلاموں میں سے یہ ہے کہ جس نے اپنی نظر محرمات کی طرف دیکھنے سے روک رکھی' اس کی وجہ سے اللہ اس کی زبان پر حکمت کی ایسی باتیں رواں کر دے گا' جس سے ان کے سننے والے ہدایت پائیں گے۔ اور جو شخص مشبہات کی طرف دیکھنے سے اپنی نظر بچا کر رکھے گا' اس سے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایسا نور پیدا کر دے گا جس سے وہ اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کے راستہ کو پالے گا۔

یحییٰ بن عبداللہ:

بن موسیٰ ابوزکریا الفارسی۔ انہوں نے مصر میں رہ کر ربیع بن سلیمان سے احادیث لکھیں۔ ثقہ' عادل اور حکام میں بہت زیادہ سچے مشہور تھے۔

واقعات ــــ ۳۲۰ھ

اسی سال مقتدر باللہ خلیفہ کا قتل ہوا' جس کا سبب یہ ہوا کہ ماہ محرم میں مونس خادم کی شان وشوکت اور حشم خدم سے ناراض ہو کر بغداد سے نکل کر موصل کی طرف جا رہے تھے' موسیٰ نے سفر کے دوران اپنے غلام یسری کو مقتدر کے پاس ان کی خبر دریافت کرنے کو بھیجا۔ اس کے ہاتھوں ایک خط بھی دیا' جس میں امیر المؤمنین کو خطاب کر کے کئی باتوں کے سلسلہ میں اپنی ناراضگی اور خفگی کا اظہار کیا۔ جب وہ غلام وہاں پہنچ گیا تب وزیر نے' جس کا نام حسین بن القاسم تھا' اور وہ مونس کا سب سے بڑا دشمن تھا۔ اس نے زور دے کر غلام سے اس خط کا مطالبہ کیا۔ مگر اس نے بھی خلیفہ کے سوا کسی بھی شخص کو دینے سے بالکل انکار کر دیا۔ اس لیے وزیر نے اسے اپنے سامنے حاضر کر کے اسے حکم دیا کہ خط کا مضمون اسے بتا دے۔ لیکن اس نے اس سے بھی انکار کیا اور کہا کہ میرے آقا نے مجھے اس بات کی بھی اجازت نہیں دی ہے۔ اس جواب پر وزیر نے اسے اور اس کے آقا مونس کو بھی گالی دی اور اس کے مارنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ تین لاکھ دینار اس پر جرمانہ کر کے وصول کیا اور بزور اس سے وہ خط بھی چھین لیا۔ بعد میں اس کے گھر کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اس وزیر نے مونس اور اس کے تمام ساتھیوں کے مکانوں' تمام جائیدادوں کے اوپر قبضہ کر لینے کا حکم دیا۔ اسی طرح اس سے بہت زیادہ مال حاصل کیا۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مقتدر کی نظر میں اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا۔ اور اسے عمید الدولہ کا خطاب دیا۔ علاوہ ازیں دراہم اور دنانیر پر اس کا نام کندہ کروا دیا' اور بہت کچھ اختیارات بڑھا دیئے جس کی بناء پر اس نے کچھ دنوں تک ملک میں لوگوں کو اپنی مرضی کے مطابق ان کے عہدوں سے معزول کیا۔ نئے لوگوں کو عہدے دیئے' نئے لوگوں سے تعلقات قائم کیے اور پرانے لوگوں سے تعلقات ختم کیے۔ اور کچھ ہی دنوں تک بہت خوش رہا اور ہارون بن عریب اور محمد بن یاقوت کے پاس خبر بھیج کر مونس کی جگہ لینے کو دونوں کو اپنے پاس بلوا لیا۔ اور مونس نے اپنے دوران سفر اپنی نئی رائے قائم کر کے موصل میں داخل ہو گیا اور علاقہ کے ذمہ داروں سے کہا کہ خلیفہ نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کا گورنر بنا کر بھیجا ہے۔ اس لیے بیشتر عوام نے اسے تسلیم کر لیا اور یہ بھی ان پر بے شمار دولت خرچ کرنے لگا۔ یوں بھی پہلے سے اس کے ان لوگوں پر بڑے احسانات تھے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں وزیر نے آلِ حمدان کو جو پہلے سے موصل اور اس کے اطراف کے حکام تھے' یہ حکم دیا کہ وہ ان لوگوں سے مقابلہ کریں۔

چنانچہ وہ تیس ہزار کا لشکر لے کر ان لوگوں کی طرف بڑھے۔ اسی طرح مونس نے بھی اپنے غلاموں اور خادموں میں سے آٹھ سو افراد کو لے کر ان کے مقابلہ کو بڑھا اور انہیں شکست بھی دے دی اور اس کے اپنے آدمیوں میں ایک آدمی کے سوا دوسرا کوئی قتل نہ ہوا جس کا نام داؤد تھا' اور بچپن سے اسے پالا بھی تھا اور وہ بہت دلیر بھی تھا۔ اب مونس موصل میں داخل ہو گیا۔

اس کے داخل ہوتے ہی اطراف و جوانب سے سارے فوجی اس کے قدیم احسانات کی بدولت جماعت میں داخل

ہو گئے۔ بعد ازاں تم مصر کے علاوہ دوسرے علاقوں کے بھی تھے

اس بنا پر اس کا لشکر ایک زبردست لشکر ہو گیا۔ اب اس وزیر مذکور کی خیانت ظاہر ہو کر اس کی عاجزی اور کمزوری بھی سب پر ظاہر ہو گئی۔ اس لیے مقتدر نے اس سال ربیع الآخر کے مہینے میں اسے معزول کر کے اس کی جگہ فضل بن جعفر بن محمد بن الفرات کو اپنا وزیر مقرر کیا جو کہ مقتدر کا آخری وزیر ثابت ہوا۔ اور مونس موصل میں نو مہینے اقامت کرنے شوال کے مہینے میں بغداد جانے کے ارادہ سے نکلا' تا کہ مقتدر سے فوجیوں کی ماہوار تنخواہیں وصول کرے اور ان کے ساتھ انصاف کا معاملہ کیا جائے۔ اپنی فوج کی روانگی سے پہلے اس نے مقدمۃ الجیش کے طور پر تھوڑی سی جماعت روانہ کر دی۔ یہاں تک کہ بغداد کے باب الشمامہ پر پہنچ کر پڑاؤ ڈالا۔ اور اس کے مقابلہ میں ابن یاقوت اور ہارون بن عریب بھی بادلِ نخواستہ نکلے۔ اور خلیفہ کو مشورہ دیا کہ اپنی والدہ سے بڑی رقم قرض لے۔ تا کہ فوجیوں پر رقم خرچ کی جا سکے۔ لیکن خلیفہ نے خود ہی جواب دیا کہ اب میری ماں کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔

اب لاچارگی میں خلیفہ نے طے کر لیا کہ لوگوں کے حالات درست ہو جائیں۔ تب واپس لوٹے۔ لیکن ابن یاقوت نے خلیفہ کو نکلنے سے روک دیا' اور مونس اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کرنے پر زور دیا۔ کیونکہ وہ لوگ جب اپنی آنکھوں سے خلیفہ کو دیکھ لیں گے تو وہ مونس کو چھوڑ کر سب اس سے مل جائیں گے۔

مجبوراً خلیفہ بادلِ نخواستہ ان کے مقابلہ کو اس صورت سے نکلا کہ اس کے سامنے فقہاء وقت تھے' اور ان کے ہاتھوں میں کھلے ہوئے قرآن پاک تھے اور اس کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی اور لوگ چاروں طرف سے اسے گھیرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ لڑائی کے میدان سے دُور رہ کر یہ عام اعلان کیا گیا کہ دشمن کا ایک سر لانے پر پانچ دینار' اور زندہ پکڑ کر لانے سے دس دینار ملیں گے۔

پھر ابن یاقوت نے خلیفہ کے پاس اس کے اُمراء کو بھیجا۔ تا کہ وہ خود خلیفہ کو بھی آگے بڑھنے کو کہیں' مگر اس نے میدانِ جنگ تک آنے سے انکار کیا۔ تب انہوں نے بہت زیادہ اصرار کر کے خلیفہ کو میدان میں جانے پر مجبور کیا۔ اس لیے وہ انتہائی مخالفت کے باوجود میدان میں اتر آیا۔ ابھی وہ پورے طور پر پہنچ بھی نہ سکا تھا کہ سارا لشکر شکست کھا گیا' اور وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور خلیفہ کو پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ اس وقت مونس کے حکام میں جو شخص سب سے پہلے ان سے ملا وہ علی بن بلیق تھا۔ وہ خلیفہ کو دیکھتے ہی اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا' اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ اور کہا' اللہ اس شخص پر لعنت کرے' جس نے آج آپ کو یہاں آنے کا مشورہ دیا ہے۔ پھر اپنی قوم مغاربہ پر بربرے حوالہ ان کو کر دیا۔ جیسے ہی ان لوگوں نے خلیفہ پر اپنا پورا قبضہ کر لیا' ہتھیار سے ان پر حملہ کر بیٹھے۔ خلیفہ نے یہ دیکھ کر ان سے کہا خدا تمہارا برا کرے تم یہ کیا کر رہے ہو؟ میں تو تمہارا خلیفہ ہوں۔ لوگوں نے جواب دیا: اے کمینے ہم نے تمہیں پہچان لیا ہے۔ تم تو ابلیس کے خلیفہ ہو۔ تم نے اپنے لشکر میں یہ عام اعلان کیا ہے کہ جو کوئی ایک سر کاٹ کر لائے گا' اسے پانچ دینار ملیں گے۔ یہ کہتے ہی ایک نے ان کے کندھے پر ایک تلوار ماری' جس سے وہ زمین پر گر پڑے۔ اور دوسرے نے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اور ان کی ہر چیز ان سے چھین لی۔ یہاں تک کہ ان کے پاجامے بھی

اتار لیے اور زمین پر بالکل ننگا کر کے ڈال دیا۔ آخر ایک شخص نے آ کر [illegible] کے بعد کسی
گمنام جگہ پر انہیں دفن کر دیا۔ لیکن مغاربہ نے اس کا سر لے کر ایک لکڑی میں ڈال کر ان پر لعنت کرتے ہوئے اسے بلند کیا۔
جب وہ اسے مونس کے پاس لے گئے جو کہ اس آخری دم پر وہاں پر موجود نہ تھا تو اس کو دیکھتے ہی اپنے سر اور چہرہ پر تھپڑ مارنے
لگا۔ اور کہا خدا تمہارا حال برا کرے۔ اللہ کی قسم! میں نے تم کو ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا اللہ تم سب پر لعنت کرے۔ اللہ کی قسم!
ہم سب بھی قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ فوراً سوار ہو کر دارالخلافہ پہنچا تا کہ وہ لوٹا نہ جائے۔ ادھر عبدالواحد بن المقتدر اور
ہارون بن عریب اور رائق کے بیٹے یہ سب مدائن کی طرف بھاگ نکلے۔

مونس کا یہی کام لوگوں میں اپنے اپنے علاقوں میں خلافت کے لیے لالچ اور معاملہ خلافت میں کمزوری کا سبب بنا۔ اس کے علاوہ خود مقتدر میں جو فضول خرچی' اور مال کی بربادی' عورتوں کی فرمانبرداری اور وزراء کو معزول کرتے رہنے کی جو زبردست برائیاں تھیں' ان سب نے معاملہ خلافت کو ختم کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک اندازہ کے مطابق مقتدر نے جو بیہودہ اخراجات کیے ہیں وہ تقریباً آٹھ کروڑ دینار ہو گئے تھے۔

المقتدر باللہ:

جعفر بن احمد المعتضد باللہ احمد بن ابی احمد الموفق بن جعفر المتوکل علی اللہ بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید ان کی کنیت ابوالفضل تھی اور عباسی امیر المؤمنین تھے۔ ان کی پیدائش سن دو سو بیاسی ہجری میں بائیسویں رمضان شب جمعہ کو ہوئی۔ ان کی ماں اُمِ ولد تھیں' اور نام شغب تھا لیکن اپنے لڑکے کی خلافت کے زمانہ میں ان کا لقب السیدہ ہو گیا تھا۔ سن دو سو پچانوے ہجری میں چودھویں ذی الحجہ کو اتوار کے دن ان کے بھائی خلیفہ المکتفی باللہ کے بعد ان کی خلافت پر بیعت لی گئی۔ جبکہ ان کی عمر صرف تیرہ برس ایک ماہ چند دنوں کی تھی۔

اسی وجہ سے ۲۹۶ھ کے ماہ ربیع الاوّل میں ان کے بچپن اور نابالغ ہونے کی بناء پر لشکر نے ان کو برطرف کر کے عبداللہ بن المعتز ل کو خلافت پر لانے کا مکمل ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا' اور دوسرے ہی دن اس کا ارادہ بدل گیا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ پھر ۳۱۷ھ کے ماہِ محرم میں بھی ان کو برخواست کر دیا تھا۔ اور ان کی جگہ ان کے بھائی محمد القاہر کو خلیفہ مان لیا تھا۔ لیکن صرف دو دنوں کے بعد ہی یہ دوبارہ مسند خلافت پر واپس آ گئے جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ یہ میانہ قد' چہرہ اور آنکھوں کے اعتبار سے بہت زیادہ خوبصورت تھے' دونوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ حسین بالوں' گول چہرہ والے۔ چہرہ میں سرخی تھی۔ اخلاق کے بہتر تھے۔ ان کے سر اور کنپٹیوں کے بال سفید ہو گئے تھے' بہت مہمان نواز اور بہت سخی' عقل پختہ' سمجھ پوری اور ذہن صحیح کے مالک تھے' بہت زیادہ پردوں میں رہنے والے اور زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ خلافت اور حکومت کے رسم و رواج میں بہت اضافہ کر دیا تھا۔ حالانکہ ہر بڑھنے والی چیز آخر گھٹ جاتی ہے۔ ان کے شاہی محل میں صرف خصی کیے ہوئے غلام گیارہ ہزار تھے جو صقالبہ اور فارسیوں اور رومیوں اور سوڈانیوں کے علاوہ تھے۔ ان کا ایک محل تھا' جس کا نام

دار الشجرہ کہا گیا تھا، اس میں اسباب اور سامان وغیرہ بیش بہا ان گنت تھے۔ جیسا کہ ہم ان کے پانچویں سن خلافت میں ذکر کر چکے ہیں جب رومی بادشاہ کا سفیر آیا تھا۔ ایک دن یہ اپنے جنگی جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ بھوک لگ گئی اور بہت جلد کھانا حاضر کرنے کو کہا۔ مگر ملاحوں نے کھانے دینے میں دیر کر دی۔ تو ان سے کہا تمہارا برا ہو، کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میرے کھانے کے لائق ہو۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ہے اور یہ کہہ کر بکری کے بچہ کا گوشت اور عمدہ روٹیاں اور کچھ نمکین کھانا لے کر آئے جو انہیں بہت پسند آئے۔ اس کے بعد ان سے کہا' کیا تمہارے پاس کچھ میٹھی چیزیں کھانے کو ہیں؟ کیونکہ جب تک میں کچھ میٹھا نہیں کھالیتا ہوں' میرا دل کھانے سے آسودہ نہیں ہوتا ہے۔ ملاح نے کہا' ہمارے لیے حلوہ صرف کھجور اور ہماری محنت کا پھل ہے۔ مقتدر نے کہا' میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

اس کے بعد دوبارہ کھانا لایا گیا' جس سے اس نے کچھ کھالیا۔ پھر کچھ میٹھی چیزیں لائی گئیں' جسے اس نے خود بھی کھایا اور ان ملاحوں کو بھی کھلایا' اور آخر میں یہ حکم دیا کہ اس جنگی کشتی میں ہر روز دوسو درہم سے کچھ میٹھی چیزیں پکا کر رکھی جائیں کہ اگر کبھی وہاں خلیفہ کا جانا ہو تو اس میں سے کچھ کھالیں' ورنہ ملاح اسے کھالیا کریں۔ اور یہ سلسلہ کئی سال متواتر قائم رہا۔ لیکن خلیفہ کو دوسری مرتبہ وہاں جانے کا کبھی اتفاق ہی نہ ہوا۔

خلیفہ کے کچھ مقرب لوگوں کی یہ خواہش ہوئی کہ خلیفہ کے لڑکے کی رسم تطہیر ادا کی جائے' چنانچہ اس خواہش کے مطابق زبردست انتظامات کیے گئے۔ پھر مقتدر کی والدہ سیدہ سے لوگوں نے درخواست کی کہ اس موقع پر چاندی کی وہ مصنوعی بستی جو مقتدر کی رسم تطہیر کے موقع پر بنائی گئی تھی وہ وقتی طور سے اس وقت دے دیں۔ تاکہ عوام اسے تقریب کے موقع پر دیکھ سکیں' چنانچہ اپنے لڑکے کی فرمائش پر ماں سیدہ نے مہربان ہو کر کلی طور پر ان کے حوالہ کر دی۔ اس بستی کی خوبی تھی کہ وہ مکمل طور پر خالص چاندی کی بنی ہوئی تھی۔ اس کے گھر تھیلے' گائیں' اونٹ' جانور' پرندے' گھوڑے' کھیتیاں' درخت' نہریں اور ایک بستی کے جو دوسرے لوازمات ہوتے ہیں وہ سب کے سب چاندی کے بنائے اور ڈھالے ہوئے تھے۔ اور یہ حکم دیا کہ میرے گھر کے دسترخوان کے پورے لوازمات میرے گھر سے اس گھر میں منتقل کر دیئے جائیں۔ اور کھانوں میں سوا تازہ مچھلی کے کسی اور چیز کا اضافہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ تین سو دیناروں سے ایک اچھی تازہ مچھلی خرید کر پکائی گئی۔ مقتدر کے دسترخوان پر یوں ہی ہر روز پندرہ سو دینار خرچ ہوا کرتے تھے' جو سب کے سب مقتدر ہی کی طرف سے ہوتے تھے۔

یہ مقتدر اہل حرمین اور وظیفہ خواروں پر بہت زیادہ صدقات دیتے اور احسانات کیا کرتے تھے۔ اسی طرح نماز' روزے اور عبادتوں میں نوافل کی کثرت رکھتے۔ لیکن بہت شہوت پرست اور باندیوں کے فرماں بردار بھی تھے۔ بہت جلد لوگوں کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیتے اور نئے لوگوں کو عہدوں پر بحال کر دیتے' مزاج بدل لینے کے بھی عادی تھے۔ ان کی یہی کیفیتیں آخری عمر تک باقی رہیں۔ چنانچہ ان ہی وجوہ سے مونس خادم کے خادموں کے ہاتھوں ان کی بربادی بھی ہوگئی۔

بالآخر اسی سال ۳۲۰ھ میں ماہ شوال کی اٹھائیسویں تاریخ یہ قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت ان کی عمر صرف اڑتیس برس کی

تھی۔ اور مدت خلافت چوبیس برس گیارہ ماہ چودہ دن ہوئی۔ یہ مدت خلافت گذشتہ تمام خلفاء میں سب سے زیادہ ہوئی۔

القاہر کی خلافت

مقتدر باللہ کے قتل کے بعد مونس خادم کی دلی خواہش یہ ہوئی کہ ان کی والدہ کی دلجوئی کے لیے ان کے لڑکے ابوالعباس بن المقتدر کو خلیفہ بنا دیا جائے' لیکن اس وقت کے تمام موجود رہنے والے امراء نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل النوبختی نے یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک ایسے بچہ کی خلافت پر بیعت کرلیں جس کی ماں اور خالائیں ہیں کہ یہ ان کی اطاعت کرے گا اور ان سے ہی مشورے لے گا۔ بالآخر لوگوں نے محمد بن المعتضد کو بلوایا' وہ بھی مقتدر ہی کی طرح تھے۔ ان کے ہاتھ پر تمام قاضیوں' اُمراء اور وزراء نے بیعت کرلی اور ان کا لقب قاہر باللہ رکھا۔

یہ واقعہ ماہِ شوال کی اٹھائیسویں تاریخ جمعرات کے دن ہوا۔ اس کے بعد اس نے ابوعلی بن مقلہ کو اپنا وزیر منتخب کیا۔ پھر ابوجعفر محمد بن القاسم بن عبداللہ پھر العباس پھر خصیبی کو یکے بعد دیگرے وزیر مقرر کیا۔ قاہر نے فوراً ہی مقتدر کے ساتھیوں اور ان کی اولاد کی پکڑ شروع کی اور ان پر سخت جرمانے عائد کرنے لگے۔ اور مقتدر کی ماں کو بلوایا' جو مرضِ استسقاء میں مبتلا تھیں۔ اور مقتدر کے قتل کیے جانے' پھر مادرزاد ننگا کر کے چھوڑ دیئے جانے کی خبر پا کر زبردست آہ وفغاں کرنے کی وجہ سے اس مرض کا اضافہ ہوگیا تھا۔ چنانچہ کئی دنوں تک تو انہوں نے مطلقاً نہ کچھ کھایا اور نہ پیا تھا' لیکن دوسری عورتوں کے سمجھانے بجھانے سے آہستہ آہستہ روٹی اور نمک کھانا شروع کیا۔ ایسی حالت میں بھی قاہر نے اسے اپنے پاس بلوایا' اور اس سے اس کے اموال کا اقرار کرایا تو اس نے صرف اتنے مال کا اقرار کیا جو عموماً عورتوں کے پاس بنوائے ہوئے اور ڈھلوائے ہوئے زیورات اور کپڑے ہوا کرتے ہیں۔ لیکن نقدی مالوں اور جواہر کا اس نے بالکل اقرار نہ کیا اور کہا کہ اگر میرے پاس یہ سب ہوتے تو میں اپنے لڑکے کو دشمن کے حوالہ نہ ہونے دیتی۔ اس لیے قاہر نے اسے مارنے اور پیروں سے الٹا لٹکا دینے کا حکم دیا اور طرح طرح کی دوسری سزائیں بھی دیں۔ بالآخر اس نے اس بات پر گواہ حاضر کیے کہ جو کچھ جائداد تھی اور سامان تھا' اس نے سب کچھ فروخت کر دیا ہے۔ تب فوجیوں نے اسے پکڑ کر اس کی ساری آمدنی کا حساب وکتاب کیا اور اس کے تمام اوقاف کے فروخت کر دینے پر اسے مجبور کرنا چاہا۔ مگر اس نے سخت انکار کر دیا۔

اس کے بعد قاہر نے مقتدر کی اولاد سے ابوالعباس' ہارون' عباس' علی' فضل' ابراہیم وغیرہ ایک جماعت کو پکڑوا کر ان کی جائداد چھین لینے' اور ان کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا۔ اور ان تمام کو اپنے حاجب علی بن بلبق کے حوالہ کر دیا' اور وزیر علی بن مقلہ کا رُتبہ بڑھ گیا۔ لیکن اسے بھی معزول کر کے دوبارہ بحال کیا۔ اور کئی دنوں تک لوگوں کو پکڑنے' ان سے کچھ چھیننے' پھر دینے کا سلسلہ قائم رکھا۔ بریدی کو بھی ان کے عہدے سے سبکدوش کر دیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال ان مشہور لوگوں کا انتقال ہوا

احمد بن عمیر:

بن جوصاء ابوالحسن الدمشقی حافظ محدثوں اور ہوشیار راویوں میں سے ایک ہیں۔

ابراہیم بن محمد:

بن علی بن بطحاء بن علی بن مقلہ ابواسحاق التیمی' جو بغداد کے محتسب تھے عباسی دوری اور علی بن حرب وغیرہما سے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ اور مرد فاضل تھے۔ ایک دن یہ قاضی ابوعمر محمد بن یوسف کے دروازے کے پاس سے ایسے وقت میں گزرے کہ آفتاب کافی بلند ہو چکا تھا' اور اس معاملہ کے دونوں فریق دروازے پر کھڑے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر انہوں نے اپنا ایک ملازم قاضی کے پاس یہ کہلوا کر بھیجا کہ یا تو آپ باہر نکل کر فریقین کے درمیان فیصلہ کریں یا اگر آپ واقعی معذور ہیں تو ان سے عذر خواہی کر لیں' تاکہ یہ لوگ دوسرے وقت آپ کے پاس آئیں۔

ابوعلی بن خیران:

شافعی مذہب کے فقیہ تھے۔ مستقل مذہب رکھنے والے اماموں میں سے ایک تھے۔ ان کا نام حسین بن صالح بن خیران ہے۔ بڑے فقیہ اور بڑے پرہیز گار تھے۔ ان کو منصبِ قضاء پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لیے وزیر علی بن عیسیٰ نے ان کے دروازہ پر سولہ دنوں تک پہرہ رکھا' تاکہ یہ مجبور ہو کر اسے قبول کر لیں۔

اس عرصہ میں ان کے ہاں باہر سے پانی نہ آ سکا۔ البتہ پڑوسیوں نے کچھ کسی طرح پہنچا دیا تھا۔ ان باتوں کے باوجود یہ انکار ہی کرتے رہے اور عہدہ قبول نہیں کیا۔ تب وزیر نے مجبور ہو کر یہ کہنا شروع کیا کہ اس طرح ہم لوگوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ ہماری حکومت اور ہمارے شہر میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کے پاس دنیا کے مشرق سے مغرب تک کے لیے قاضی کا عہدہ پیش کیا گیا۔ اس نے انکار کر دیا۔ ان کی وفات اسی سال ذوالحجہ کے مہینہ میں ہوئی۔ ہم نے ان کے تفصیلی اور کافی حالات طبقات الشافعیہ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

عبدالملک بن محمد:

بن عدی الفقیہ الاسترابازی۔ مسلمانوں کے اماموں اور حافظ محدثوں میں سے ایک تھے۔ ہم نے ان کے حالات بھی اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

القاضی ابوعمر المالکی:

محمد بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن زید' ابوعمر' جو بغداد اور سارے شہروں کے معاملات کے قاضی تھے۔ علم' معرفت

فصاحت و بلاغت اور عقل وحکومت کے اعتبار سے اسلام کے اماموں میں سے ایک تھے۔ اس طرح کہ ان کی عقل کی مثال دی جاتی ہے۔ بہت سی روایتیں مشائخ سے روایت کی ہیں اور ان سے دارقطنی وغیرہ حفاظ حدیث نے روایت کی ہے۔ اور لوگوں نے ان سے بہت زیادہ فقہ اور حدیث کا علم حاصل کیا ہے۔ اور تین سو ستر ہ ہجری میں قاضی القضاۃ کا عہدہ حاصل کر لیا تھا۔ ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ ایک بڑی اور جامع مسند لکھی ہے۔ جب یہ روایت حدیث کے لیے بیٹھتے تو ابوالقاسم البغوی ان کے داہنی جانب بیٹھا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کے والد کی عمر کے تھے۔ اور ان کے بائیں جانب ابن صاعد اور سامنے ابوبکر النیسابوری ہوتے تھے اور ان کے تخت کے چاروں جانب سارے حفاظ حدیث ہوا کرتے تھے۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اگر ان سے کبھی کسی فیصلہ میں غلطی ہو جاتی۔ جب بھی کبھی کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے صحیح اور عمدہ بڑے فیصلوں میں حسین بن منصور الحلاج کے قتل کا فیصلہ سنانا ہے۔ جیسا کہ ۳۰۹ھ کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔ یہ قاضی ابوعمر بہت عمدہ اخلاق اور اچھی صحبت کے مالک تھے۔ اتفاق سے ان کے پاس ان کے دوستوں کی ایک جماعت موجود تھی کہ ان کے پاس ایک قیمتی کپڑا لایا گیا' تاکہ یہ پچاس دینار سے اسے خرید لیں۔ اور تمام حاضرین نے اسے پسند کیا۔ اس لیے انہوں نے درزی بلوا کر اسے حکم دیا کہ حاضرین کی تعداد کے مطابق اس کے ٹکڑے کر کے ہر ایک کے لیے ایک ایک ٹوپی سلوا کر دی جائے۔ ان کے محاسن ومناقب بے شمار ہیں۔ رحمہ اللہ

اسی سال اٹھتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ بعد وفات کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا معاملہ کیا۔ تو جواب دیا کہ ایک صالح آدمی ابراہیم حربی کی دعاؤں کی برکت سے مجھے معاف کر دیا۔

واقعات ــــ ۳۲۱ھ

اس سال ماہِ صفر میں قاہر نے ایک شخص کو جو ڈکیتی کیا کرتا تھا' اپنے سامنے بلوا کر اسے ایک ہزار کوڑے لگوا کر اس کی گردن اڑا دی' اور اس کے ساتھیوں کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹوا دیئے۔ اس سال قاہر نے تمام شرابوں کو بہا دینے' اور گانے اور گانے والی باندیوں پر پابندی لگا دی اور یہ حکم دیا کہ گانے والی باندیوں کی خرید وفروخت صرف ان بازاروں ہی میں ہو جو اسی کے لیے مخصوص ہیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ بالکل معمولی لباس میں ہوں۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس نے ایسا حکم صرف اس لیے دیا تھا کہ وہ خود گانے والیوں کو بہت پسند کرتا تھا اور ان شرطوں کی وجہ سے ان باندیوں کو سستے داموں خرید سکے گا۔ ہم ان جیسے اخلاق رزیلہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اس سال عوام میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ حاجب علی بن بلق یہ چاہتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام منبروں پر لعن کیا جائے۔ جب حاجب کو یہ خبر پہنچی' اس نے فوراً حنابلہ کے سردار ابومحمد الواعظ کے پاس کسی کو اس معاملہ میں مقابلہ کے لیے بھیجا' تب وہ بھاگ کر چھپ گیا' اور اس کی جماعت کے ساتھیوں کو بصرہ کی طرف نکال دیے جانے کا حکم جاری کر دیا۔

اس موقع پر خلیفہ نے اپنے وزیر علی بن مقلہ کی عزت افزائی کی اور بہت ہی احترام وآرام کے ساتھ اس سے خطاب کیا۔

لیکن کچھ دنوں بعد وزیر مونس الخادم علی بن بلیق اور امراء کی ایک جماعت نے مل کر یہ مشورہ کیا کہ قاہر کو نکال کر اس کی جگہ ابواحمد المکتفی کو خلیفہ بنا دیا جائے اور خاموشی کے ساتھ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی جائے اور قاہر باللہ اور اس کے ساتھ رہنے والے تمام لوگوں کے اخراجات میں کمی کر دی جائے اور یہ بھی طے کر لیا کہ جلد از جلد اسے گرفتار کر لیا جائے۔ لیکن طریف یشکری نے خلیفہ کو ان تمام باتوں کی خبر پہنچا دی۔ اس لیے اس نے تمام مخالفین کے پکڑ لینے کی کوشش شروع کر دی۔

اتفاقاً سب سے پہلے الامیر المظفر یعنی مونس خادم ہی ان کے ہاتھوں لگ گیا۔ اس لیے اسے دیکھے بغیر ہی جیل خانہ میں ڈال دینے کا حکم دے دیا۔ اور اس کے گھروں اور جائیدادوں کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ اس وقت اس کے اندر انتہائی عجلت' مردانگی' غصہ' پریشان حالی' شکست کی صفتوں کا مظاہرہ تھا۔ اس کے علاوہ مونس کے مکان میں امیر الامراء اور فوجیوں کے حاکم اعلیٰ طریف یشکری کو بٹھا دیا' جو کہ ہمیشہ سے مونس خادم کا زبردست دشمن تھا۔ اور بلیق بھی گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن اس کا لڑکا علی بن بلیق چھپ گیا اور وزیر ابن مقلہ بھاگ گیا۔ تب اس کی جگہ ابوجعفر محمد بن القاسم بن عبیداللہ کو ابتداءِ ماہِ شعبان میں وزیر مقرر کر لیا' اور خلعت دے کر اسے نوازا' اور ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگا دینے کا حکم دیا۔

ان دنوں بغداد میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا اور فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھی۔ پھر ابواحمد المکتفی کے بارے میں قاہر نے یہ فیصلہ دیا کہ اسے اینٹ اور چونے سے بنائی ہوئی دو طرف کی دیواریں بنا کر اس میں اسے زندہ ڈال دیا جائے' یہاں تک کہ وہ اسی میں مر گیا اور بقیہ چھپ کر جان بچانے والوں کے بارے میں یہ عام اعلان کیا گیا کہ ان لوگوں کو پناہ دینے والوں کو قتل کر دیا جائے گا اور ان کے گھر لوٹ لیے جائیں گے۔ اس وقت علی بن بلیق پکڑا گیا جسے قاہر کے سامنے اس طرح ذبح کیا گیا' جس طرح ایک بکری ذبح کی جاتی ہے۔ پھر اس کا سر ایک طشت میں رکھ کر خود قاہر علی کے باپ بلیق کے پاس پہنچا' دیکھتے ہی وہ رونے لگا' اور بوسے دینے لگا' پیار کرنے لگا۔ تب اسے بھی ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ بھی ذبح کر دیا گیا۔ پھر ان دونوں کے سروں کو علیحدہ علیحدہ دو طشتوں میں رکھ کر مونس خادم کے پاس پہنچا' اس نے ان دونوں سروں کو دیکھتے ہی پہلے تو کلمہ شہادت پڑھا' پھر ان قاتلوں میں لعنت کی۔ تب قاہر نے حکم دیا کہ اس کے پیر باندھ کر کھینچے جائیں۔ پھر اسے بھی پکڑ کر ذبح کر دیا گیا اور اسے بھی ایک طشت میں رکھ کر تینوں طشت بغداد کے پورے علاقہ میں گشت کرایا گیا ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ جو لوگ اپنے امام کے ساتھ خیانت کرتے ہیں' اور ملک میں فساد پھیلانا چاہتے ہیں' ان کی سزا یہی ہے۔ آخر میں ان تمام سروں کو ہتھیار خانہ میں لا کر محفوظ کر دیا گیا۔

اس سال ذوالقعدہ کے مہینہ میں قاہر نے ابوجعفر محمد بن قاسم وزیر کو پکڑ کر جیل خانہ میں ڈال دیا۔ حالانکہ وہ مرضِ قولنج کا مریض تھا' وہ صرف اٹھارہ دن زندہ رہ کر مر گیا۔ اس کی مدتِ وزارت کل تین مہینے بارہ دنوں کی ہوئی۔ اس کی جگہ پر ابوالعباس احمد بن عبیداللہ بن سلیمان الخصیبی کو وزیر بنایا۔ اس کے بعد اس نے طریف یشکری کو گرفتار کیا جس نے مونس اور ابن بلیق کی گرفتاری میں مدد کی تھی' پھر اسے قید خانہ میں ڈال دیا۔

اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے اللہ اسی ظالم کو اس پر بھی مسلط کر دیتا ہے۔ اس کے بعد قاہر کے

معزول ہونے تک ۔۔ جیل خانہ میں پڑا رہا۔

اسی سال مصر کے علاقوں کے عامل کی موت کی خبر ملی اور یہ بھی خبر ملی کہ اس کے بیٹا محمد نے اپنے باپ کی جگہ لے لی ہے اسی لیے قاہر کی طرف سے اس کی تقرری اور پختگی کے لیے اس کے پاس خلعت بھیجی گئی۔

بنو بویہ کے معاملات کی ابتداء اور اس کی حکومت کا ظہور

یہ لوگ تین بھائی تھے (۱) عماد الدولہ ابوالحسن علی (۲) رکن الدولہ ابوعلی الحسن (۳) معز الدولہ ابوالحسین احمد۔ ان تینوں کے والد کا نام ہے' ابوشجاع بویہ بن قباخسرو بن تمام ابن کوہی بن شیرزیل الاصغر بن شیر کیدہ بن شیرزیل الاکبر بن شیران شاہ بن شیرویہ بن سیسان شاہ بن سیس بن فیروز بن شیرزیل بن سیسان بن بہرام جور الملک بن یزدجرد الملک بن صابور ذے الاکتاف الفارسی۔

ابونصر بن ماکولا نے اپنی کتاب میں ان کا نسب نامہ اسی مذکور طریق پر ذکر کیا ہے۔ ان کو دیالمہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے دیلم کی مجاورت کی اور ایک مدت تک ان کے درمیان رہے۔ ان کے باپ ابوشجاع بویہ بالکل کنگال تھا' مچھلیوں کا شکار کرتا' اور اس کے یہ بیٹے لکڑیاں کاٹ کر اپنے سروں پر رکھ کر لاتے تھے۔ اس کی بیوی ان تینوں بیٹوں کو چھوڑ کر مر گئی تھی۔ اس لیے بیوی کے مر جانے اور بچوں کے ماں کے بغیر رہ جانے پر یہ بہت مغموم رہتا تھا۔

ایک دن وہ اسی فکر میں اپنے ایک ساتھی شہریار بن رستم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس سے ایک نجومی گزرنے لگا' تو اسے اس نے بلوا کر کہا کہ میں نے ایک عجب خواب دیکھا ہے' تم میرے اس خواب کی تعبیر مجھے بتا دو۔

میں نے دیکھا ہے کہ میں بیٹھا پیشاب کر رہا ہوں کہ میرے پیشاب گاہ سے زبردست آگ نکلی اور آسمان کے قریب تک پہنچ گئی۔ پھر اس کی تین شاخیں ہو گئیں۔ پھر ہر شاخ مختلف شاخوں میں بٹ گئی۔ یہاں تک کہ بہت سی شاخیں ہو گئیں۔ اور اس کی وجہ سے ساری دنیا روشن ہو گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ سارے علاقے اور اس کے انسان سب اس آگ کے سامنے جھک گئے۔

اس نجومی نے کہا' تمہارا یہ خواب بہت زبردست ہے۔ اور بہت زیادہ مال لیے بغیر میں تم کو اس کی تعبیر نہیں بتاؤں گا۔ اس نے کہا' اللہ کی قسم! میرے پاس کوئی چیز بھی تم کو دینے کے لائق نہیں ہے' اور سوائے اس گھوڑے کے میں کسی چیز کا مالک بھی نہیں ہوں۔ تب اس نے کہا' خواب یہ بتا رہا ہے کہ تمہاری پشت سے تین بادشاہ لڑکے پیدا ہوں گے۔ پھر ہر ایک کی نسل سے متعدد بادشاہ ہوتے رہیں گے۔

یہ سن کر اس نے نجومی سے کہا' کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو؟ ساتھ ہی اپنے بیٹوں کو اسے تھپڑ مارنے کا حکم دیا۔ پھر اسے دس درہم دے دیئے۔ درہم لے کر نجومی نے کہا' اس وقت اور اس بات کو یاد رکھنا' جبکہ میں تمہارے پاس تمہاری بادشاہت کے زمانہ میں آؤں گا۔ یہ کہا اور ان سے رخصت ہو گیا۔

یہ گفتگو اور اس کی تعبیر انتہائی تعجب خیز ہے۔ اس کے بعد ایسا ہوا کہ یہ تینوں بھائی ماکان بن کافی نامی ایک بادشاہ

کے پاس جو طبقات ان کے علاقوں میں رہتے تھے۔ اس پر مرداویج نے اپنا قبضہ جمالیا، جس کی وجہ سے اس کی حالت بہت کمزور ہو گئی۔ اس لیے ان تینوں نے یہ مشورہ کیا کہ اس کے پاس سے نکل جانا چاہیے' یہاں تک کہ اس کے حالات صاف نظر آنے لگیں' چنانچہ کچھ دوسرے حکام کے ساتھ وہاں سے نکل کر وہ ای مرداویج کے پاس چلے گئے' تو اس نے ان تینوں کی بہت عزت افزائی کی اور مختلف شہروں میں اُنہیں عامل بنا کر بھیج دیا۔

چنانچہ اس نے عماد الدولہ علی بویہ کو کرخ کی نیابت سونپی۔ وہاں اس نے ان لوگوں کے ساتھ بہت عمدہ برتاؤ کیا' اس لیے وہ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے محبت کرنے لگے' یہ سن کر مرداویج کو اس پر حسد ہوا' اور اسے وہاں سے معزول ہونے کا حکم بھیج کر اپنے پاس بلوا بھیجا۔ لیکن اس نے اس کے پاس واپس آنے سے انکار کر دیا اور اصبہان کی طرف روانہ ہو گیا' تو وہاں کے نائب نے اس سے لڑائی کی' مگر اس نے اس نائب کو شکست دے دی اور اصبہان کا حاکم ہو کر بیٹھ گیا' حالانکہ اس کے ساتھ صرف سات سو گھوڑ سوار تھے' اور انہیں سے اپنے مقابل کو جو دس ہزار تھے' شکست دی تھی۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس کا سکہ بیٹھ گیا۔

جب مرداویج کو اس بات کی خبر ملی' تو اُسے بہت زیادہ قلق ہوا۔ اس لیے اس کے مقابلہ میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا' جس نے اسے اصبہان سے نکال دیا۔ اب اس نے آذربائیجان کا رخ کیا اور اُسے وہاں کے نائب حاکم سے چھین لیا' جس کی وجہ سے اسے بے شمار مال ہاتھ لگا۔ آہستہ آہستہ اس نے اور بھی دوسرے کئی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے رعب داب اور حسن اخلاق کا شہرہ دور دور ہو گیا۔ اور لوگ اس سے محبت اور اس کے ساتھ عظمت سے پیش آنے لگے۔ اس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس بھی ایک بڑا لشکر جمع ہو گیا۔ اس کے علاوہ عوام کی بھیڑ لگ گئی' اور دُنیا میں ترقی کے تمام منازل طے کرتا گیا۔

بالآخر یہ نتیجہ ہوا کہ یہ اس کے دونوں بھائی' تینوں نے بغداد کو عباسی خلفاء کے ہاتھوں سے چھین لیا' اور ان ہی لوگوں کو ان علاقوں میں جوڑ توڑ کرنے' اور لوگوں کو عہدوں پر بحال کرنے اور معزول کرنے کی پوری قوت حاصل ہو گئی۔ اور ان ہی لوگوں کے پاس ملک کی آمدنی جمع ہونے لگی۔ اور سارے معاملات اور حالات ان کے ہی سامنے پیش کیے جانے لگے جیسا کہ ہم عنقریب بالتفصیل ذکر کریں گے۔ واللہ المستعان.

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن محمد بن سلامہ:

بن سلمہ بن عبدالملک ابوجعفر الطحاوی سرزمین مصر کے ایک دیہات کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے یہ طحاوی کہلائے یہ شخص فقیہ' مفید تصنیفات اور قیمتی فوائد کے مالک ہیں۔ یہ حدیث کی روایت میں ثقہ' ثبت اور بڑے حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں۔ مصر کے ایک دیہات کا نام طحا تھا' اسی کی طرف یہ منسوب ہیں۔ یہ امام مزنی شافعی کے بھانجہ ہیں۔ بیاسی برس کی

عمر پا کر اسی سال ماہ ذی القعدہ کی پہلی تاریخ کو وفات پائی ۔ لیکن ابو سعید سمعانی نے بیان کیا ہے کہ ان کی ولادت سن دوسو انتیس ہجری میں ہوئی تھی ۔ اس لحاظ سے نوے برس سے زیادہ عمر پائی تھی ۔

ابن خلکان نے اپنی کتاب وفیات میں ان کے حالات کے ماتحت یہ لکھا ہے کہ ان کا اپنے ماموں مزنی شافعی کے مذہب کو چھوڑ کر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو قبول کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ ایک دن ان کے ماموں نے غصہ میں ان سے کہہ دیا تھا' اللہ کی قسم تم کچھ حاصل نہ کرسکو گے جس سے ان کو بہت غصہ آیا' اوران کی شاگردی چھوڑ کر ابوجعفر بن ابی عمران حنفی کی شاگردی اختیار کر لی' یہاں تک کہ بہت زیادہ قابل ہو گئے ۔ اور زمانہ کے تمام علماء سے علم میں بڑھ گئے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں' جن میں چند یہ ہیں: احکام القرآن' اختلاف العلماء' معانی الآثار اور التاریخ الکبیر ۔ شروطِ احادیث سے متعلق بھی ان کی ایک مستقل کتاب تھی ۔ اس معاملہ میں اپنے دور کے دوسرے علماء سے سبقت لے گئے تھے ۔ یہ کتاب انہوں نے قاضی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ کی فرمائش پر لکھی تھی ۔ اور قاضی ابوعبید بن حربویہ نے اس کتاب کی بہت تعریف کی تھی ۔ کہا کرتے ہیں کہ اللہ مزنی پر رحم کرے ۔ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو ان کو اپنی قسم کو حانث ہونے کی وجہ سے کفارہ دینا پڑتا ۔

اسی سال ابتدائے ماہِ ذی القعدہ میں وفات پائی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ۔ قرافہ میں دفن کیے گئے ۔ ان کی قبر وہاں بہت مشہور ہے ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن عساکر نے بھی ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سن دوسو اڑسٹھ ہجری میں دمشق آئے' اور وہیں کے قاضی ابوحازم سے فقہ حاصل کیا ۔

احمد بن محمد:

بن موسیٰ بن النضر حکیم بن علی بن زربی جو ابن ابی حامد کے نام سے مشہور اور بیت المال کے ذمہ دار تھے ۔ انہوں نے عباس الدوری کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں سے احادیث کی سماعت کی ہے ۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے ۔ یہ روایت کرنے میں ثقہ اور بہت سچے' اور بہت زیادہ سخی بھی تھے ۔ ان کے زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک اہل علم کے پاس ایک باندی تھی' جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتے تھے ۔

ایک وقت وہ بہت زیادہ مقروض ہو گئے ۔ اس لیے اس باندی کے فروخت کر دینے پر مجبور ہو گئے ۔ اس کو فروخت کرنے کے بعد جیسے ہی اس کی قیمت ہاتھ میں لی' اس کی جدائیگی پر بہت زیادہ شرمندگی محسوس کرنے لگے ۔ اور اس معاملہ کی وجہ سے وہ سخت پریشان اور ہکا بکا ہو کر رہ گئے ۔ پھر جس نے اسے خریدا تھا' اس نے بھی اسے بیچ ڈالا ۔ اس طرح وہ ابن ابی حامد کے پاس پہنچ گئی اور یہی بیت المال کے نگران بھی تھے ۔ اس وقت اس کے پہلے مالک نے' جس نے قرض سے مجبور ہو کر اسے بیچا تھا ۔ ان کے پاس ان کے کسی ساتھی سے بطور سفارش یہ کہلا بھیجا کہ اس باندی کو پہلے مالک کے پاس اس کی اصل قیمت کے بدلہ فروخت کر دے ۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ پہلے مالک کو اس سے بے پناہ محبت ہے اور یہ بھی کہ وہ صاحب علم ہے ۔ وہ تو صرف قرض کے بار سے مجبور ہو کر اسے فروخت کیا ہے ۔ جس وقت اس کے ساتھی نے ان سے اس قسم کی باتیں کیں ۔ اس وقت اس باندی کے

[illegible] میں انہیں [illegible] واقفیت نہ تھی‘ حقیقت حال سے بالکل بے خبر تھے‘ کیونکہ ان کی بیوی نے وہ باندی ان کے لیے خریدی تھی اور اب تک ان کو بتایا بھی نہ تھا۔ کیونکہ اس کے استبراء یا عدت کے ختم ہونے کا انہیں انتظار تھا اور یہی دن اس کے استبراء کا آخری دن تھا۔ اس وقت ان کی بیوی نے اسے بہترین کپڑے اور قیمتی زیور وغیرہ پہنا کر بناؤ اور سنگار کر کے تیار کیا تھا اس وقت وہ تو ایک چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہی تھی۔ اور وہ یوں بھی بہت زیادہ خوبصورت تھی اب جبکہ ان کے ساتھی نے ان سے پہلے مالک کے لیے سفارش کی تو اس کا علم انہیں نہ ہونے کی وجہ سے بالکل حیران ہوئے۔

پھر اپنی اہلیہ کے پاس حقیقت حال معلوم کرنے کو گئے تو اسے اپنے لیے بناؤ سنگار کی حالت میں پا کر وہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ کیونکہ پہلے مالک کے لیے انہوں نے اسے اسی حالت میں پایا۔ اب انتہائی خوشی کی حالت میں اسے اپنے ساتھ لے کر وہاں سے باہر آئے اور ان کی اہلیہ یہ یقین کیے ہوئے تھیں کہ وہ اسے وطی کرنے کو کہیں لے جا رہے ہیں۔ لیکن وہ اس باندی کو لے کر اس کے کپڑوں اور زیورات سمیت اس کے پہلے مالک کے پاس پہنچے‘ اور اس سے پوچھا کیا یہی تمہاری باندی ہے۔ جب اس نے اس باندی کو اس ہیئت کذائی اور بناؤ سنگار‘ اور زیورات سمیت دیکھا تو اس کے منہ کی آواز لڑکھڑانے لگی‘ اور عقل خبط ہو گئی۔ پھر کہا‘ جی ہاں! تب انہوں نے اس سے کہا‘ تم اسے اپنے پاس رکھو اور اللہ تم کو برکت دے۔

وہ جوان یہ سن کر اور بھی خوش ہو گیا۔ پھر کہا‘ میرے محترم! میں اس کی قیمت کس کے پاس جمع کروں؟ جواب دیا‘ مجھے اس کی قیمت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اب یہ تمہارے لیے بالکل حلال ہے۔ اس کی اس قیمت کو خود اپنے اوپر اور اس کے اوپر بھی خرچ کرو۔ کیونکہ مجھے خطرہ یہ ہے کہ اگر تم نے پھر محتاج ہو کر اسے کسی دوسرے کے پاس فروخت کر دیا۔ تو وہ دوبارہ تمہارے پاس لوٹ کر نہ آ سکے گی۔ اس نے پھر کہا تو اس کے زیورات اور جڑاؤ کے سامان کا کیا ہوگا؟ تو جواب دیا‘ یہ بھی ہم نے تمہیں دے دیئے۔ اور دی ہوئی چیز اب دوبارہ میرے پاس واپس نہیں آ سکتی ہے۔ یہ سن کر وہ اور زیادہ خوش ہوئے اور انہیں دُعائیں دیتے ہوئے اپنے ساتھ لے کر روانہ ہونے لگے۔

اس رخصتی کے وقت ابن ابی حامد نے اس باندی سے پوچھا‘ تمہیں کون زیادہ محبوب ہے‘ میں یا یہ مالک۔ اس نے جواب دیا‘ بلاشبہ آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور آپ نے میری بڑی مدد کی ہے‘ اس لیے اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ لیکن میرے اس مالک کا حال یہ ہے کہ اگر میں ان کی مالک ہوتی جس طرح وہ فی الحال میرے مالک ہیں تو میں انہیں بڑی سے بڑی دولت کے بدلہ بھی نہ بیچتی‘ اور نہ ان کے معاملہ میں کچھ کوتاہی کرتی۔ اس جواب کو تمام حاضرین نے بہت پسند کیا‘ اور اس باندی کی اس بات سے جو کمسن بھی تھی‘ بہت تعجب ہوا۔

شغب جو امیر المؤمنین المقتدر باللہ کی ماں تھیں‘ اور لقب السیدہ تھا:

ان کی جائیداد سے سالانہ آمدنی دس لاکھ دینار تھی۔ جن میں اکثر حصہ وہ حاجیوں کے پانی پلانے‘ کھانے پینے اور ان اطباء پر جو ان کے ساتھ ہوتے تھے‘ خرچ کیا جاتا تھا۔ اسی طرح آمد و رفت کے لیے راستوں اور گھاٹوں پر بھی خرچ ہوتا تھا‘ اور

اپنے لڑکے کے دور حکومت میں ان کا زور دست رعب داب تھا۔ جس وقت مقتدر باللہ کا قتل ہوا' یہ سخت بیمار تھیں۔ اس خبر کی وجہ سے ان کی حالت مزید خراب ہوگئی تھی۔ جب قاہر کا خلافت پر پورا قبضہ ہوگیا جو کہ ان کے شوہر معتضد کا بیٹا' اور ان کے بیٹے مقتدر کا علاتی باپ شریک بھائی تھا۔

جب قاہر کی ماں کا انتقال ہوگیا۔ انہوں نے اسے گود میں لیا تھا۔ جب ان کے بیٹے کی خلافت کے لیے بیعت لینے کی بات ہو رہی تھی' اس وقت انہوں نے خلافت قاہر کے لیے مخصوص رہنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن مقتدر ہی کو خلافت سپرد کر دی تھی۔ انہوں نے پھر بھی قاہر کے بارے میں سفارش کی اور اپنی حفاظت میں اسے رکھا۔ یہ اس کا بہت اکرام کرتیں اور اس کے لیے اس کے پسند کی باندیاں خرید کر لاتیں۔ لیکن جب ان کا لڑکا قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر یہ مسند نشین ہوا' فوراً انہیں اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حالانکہ وہ سخت بیمار تھیں۔ پھر سخت سزائیں دیں' یہاں تک کہ دونوں پیروں کو باندھ کر الٹا لٹکا دیا گیا اس طرح پر کہ سر نیچے اور دونوں پیر اوپر تھے۔ ایسا بھی ہوا کہ بے برداشت ہو کر ان سے پیشاب نکل پڑا' جو بہتا ہوا چہرہ پر سے نیچے آتا تھا۔

یہ سب کچھ محض اس لیے کیا گیا تھا تاکہ وہ اپنے مال کا اقرار کر لیں جو ان لوگوں کے خیال میں کہیں چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ لیکن سوائے ان کے ذاتی کپڑوں' زیورات' بناؤ سنگار کے سامان کے نقد کچھ مال نہ تھا' جن کی مجموعی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار ہوئی تھی۔ لیکن ان کے ماسوا جو کچھ جائیداد تھی' اس کے متعلق قاہر نے بیچنے کا حکم دیا' اور گواہوں کو بلوا کر ان سے ان کے فروخت کرنے کی اجازت پر گواہی لینی چاہی۔ لیکن گواہوں نے کہا کہ جب تک ہم لوگ ان کو دیکھ نہ لیں اور ان کا حلیہ نہ سمجھ لیں' اس وقت تک ہم ان کے گواہ نہیں بن سکتے ہیں۔

اس بناء پر خلیفہ قاہر نے پردہ اُٹھا دینے کا حکم دیا۔ انہیں دیکھ کر گواہوں نے کہنا شروع کیا' کیا آپ ہی کا نام شغب ہے' اور معتضد کی آپ باندی' جعفر مقتدر کی ماں ہیں؟ یہ سن کر وہ بہت دیر تک روتی رہیں۔ پھر کہا' ہاں۔ اس کے بعد ان کا حلیہ ان الفاظ میں لکھا: ''ایک بوڑھی عورت' گندمی رنگ' تپلی پیشانی والی ہیں''۔

اس کے بعد وہ گواہ خود بھی رونے لگے' اور سوچنے لگے کہ زمانہ لوگوں کے ساتھ کس طرح رنگ بدلتا ہے' اور جوانوں کو کس طرح بوڑھا بناتا ہے۔ اور یہ کہ یقیناً دنیا امتحان کی جگہ ہے۔ اور اس کی وفاداریاں بغیر بیوفائیوں کے نہیں ہوتیں۔ اس کی چمک بغیر بے رنگی کے نہیں ہوتی۔ جو اس کی طرف مائل ہوتا ہے' اسے اپنی آگ سے جلا دیتی ہے۔

ان تمام حالات میں قاہر نے ان کے گذشتہ احسانات کا ذرہ بھر تذکرہ نہیں کیا۔ اللہ ان پر رحم کرے' اور ان سے درگزر کرے۔

اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں وفات پا گئیں' اور رصافہ میں دفن کی گئیں۔

عبدالسلام بن محمد:

بن عبدالوہاب بن سلام بن خالد' بن حمیران بن ابان جو عثمان بن عفان کے غلام' اور کنیت ابو ہاشم بن ابی علی الجبائی تھی۔

المعتزلی بن المعتزلی اور ہاشمی معتزلیوں کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے جس طرح ان کے والد کی مسلک اعتزال میں کئی تصنیفات ہیں' اسی طرح ان کی بھی مسلک اعتدال میں کئی کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔

ان کی پیدائش سن دوسو سینتالیس ہجری میں ہوئی اور اسال ماہ شعبان میں وفات پائی ہے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کے ایک بیٹے کا نام ابوعلی تھا۔ وہ ایک مرتبہ الصاحب بن العباد کے پاس گیا تو اس نے اس کا بہت اکرام واحترام لیا اور اس سے چند مسائل پوچھے' تو اس نے کہا' مجھے نصف علم معلوم نہیں ہے' تو انہوں نے کہا: تم نے بالکل صحیح کہا ہے' تم سے پہلے تمہارے باپ بھی ایسے گزرے ہیں کہ ان کو دوسرا نصف علم معلوم نہ تھا۔

احمد بن الحسن:

بن درید بن عتاہیہ ابوبکر بن درید الازدی' لغوی' نحوی' شاعر مقصورہ والے۔ سن دوسو تئیس ہجری میں بصرہ میں ان کی ولادت ہوئی۔ طلب علم وادب کے سلسلہ میں مختلف شہروں کا سفر کیا۔ ان کے والد دولت مندوں میں سے تھے۔ بوڑھاپے میں بغداد آ کر اقامت اختیار کر لی۔ اور اس سال میں وفات تک وہیں رہے۔

عبدالرحمن بن اخی الاصمعی اور ابوحاتم اور الریاشی سے روایت حدیث کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ علماء کے اشعار کے یہ بہت بڑے عالم تھے۔ شرا . یں مست رہتے تھے۔

ابومنصور الازہری نے کہا ہے کہ میں ایک دن ان کے پاس گیا تو میں نے انہیں نشہ میں مست پایا' اس لیے میں لوٹ آیا' پھر ان کے پاس نہ گیا۔

ان کے متعلق دارقطنی سے دریافت کیا گیا تو محدثین نے ان کے بارے میں چہ میگوئیاں کی ہیں۔ ابن شاہین نے کہا ہے ہم اس کے پاس جاتے' مگر ان کے گھر میں لٹکے ہوئے بربط وسارنگی اور لہو ولعب کے آلات' اور خالص شراب پاتے' جس سے ہمیں شرمندگی ہوتی۔ یہ نوے برس سے تجاوز کر کے سو برس کے قریب پہنچ چکے تھے۔

اسی سال ماہِ شعبان کی اٹھارہویں تاریخ بدھ کے دن وفات پائی' اسی دن ابو ہاشم بن ابی علی الجبائی المعتزلی نے بھی وفات پائی ہے۔ اس لیے ایک ساتھ ہی دونوں کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی۔ اور دونوں ہی خیزران کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔ اس لیے لوگوں نے کہا کہ آج علم لغت اور علم کلام دونوں علوم کے عالم وفات پا گئے۔ اس دن زبردست بارش ہو رہی تھی۔

ابن درید کی مصنفات میں سے الجمہرۃ فی اللغۃ ایک تصنیف ہے' جو تقریباً دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح کتاب المطر' المقصورہ اور دوسرا قصیدہ جس میں اشعار مقصورہ وممدود دونوں طرح کے ہیں' اللہ ان کی غلطیاں درگزر کرے۔

واقعات ۔۔۔۔۔ ۳۲۲ھ

اس سال شاہِ روم نے پچاس ہزار فوجیوں سے ملطیہ کا رُخ کیا۔ اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں کا اوّلاً محاصرہ کر لیا۔ بعد میں انہیں امان دے دی۔ جب ان پر پورا قبضہ جما لیا' اس کے بعد وہاں کے باشندوں کے بے شمار لوگوں کو قتل کیا۔ اسی طرح بے حساب لوگوں کو قید بھی کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال لوگوں میں یہ خبر گشت کرنے لگی کہ مرداویج نے اصبہان پر قبضہ جما لیا ہے اور یہ کہ ابن بویہ سے اسے چھین لیا ہے۔ اور یہ کہ علی بن بویہ ارجان گیا اور اس پر قبضہ لیا ہے۔ اور یہ کہ ابن بویہ نے خلیفہ کو اپنی اطاعت اور فرماں برداری کا خط لکھ دیا ہے۔ اور اگر ممکن ہوا اور اجازت ملی تو دربارِ خلافت میں حاضر ہو کر چوکھٹ کو بوسہ دے گا۔ اور شیراز جا کر ابن یاقوت کا ساتھ دے گا۔

پھر ایسا ہوا کہ وہ شیراز گیا' اور اس کے نائب حاکم سے زبردست قتل وقتال کے بعد چھین لیا۔

اس لڑائی میں ابن بویہ ابن یاقوت اور اس کے ساتھیوں پر غالب آ کر بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ اسی طرح بہت سے لوگوں کو قید بھی کر لیا۔ لیکن پورا قبضہ کر لینے کے بعد ان قیدیوں کو چھوڑ دیا' اور ان کے ساتھ اچھے سلوک کیے' اور خلعت سے بھی نوازا۔ اور معاملات میں عدل وانصاف سے کام لیا۔ اس کے مال کی فراوانی ہو گئی تھی' جسے اصبہان' کرخ اور حمدان وغیرہما سے جمع کیا تھا۔ یہ فطرۃً بہت شریف' سخی اور ان فوجیوں کے ساتھ بہت داد ودہش کا معاملہ کرتا جو اس کے موافق ہو جاتے۔ شیراز میں رہتے ہوئے ایک مرتبہ اس کو مال کی کمی کی بھی شکایت ہو گئی تھی۔ اور فوجیوں نے اس سے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کر دیا تھا' جس کی وجہ سے اس بات کا خطرہ ہونے لگا تھا کہ نہ دینے کی صورت میں انتشار' اور ملک درہم برہم ہو جائے گا۔ وہ اسی فکر میں چت لیٹا ہوا تھا اور نظر چھت کی طرف اُٹھی ہوئی تھی۔ کیا دیکھتا ہے کہ چھت کے سوراخ سے ایک سانپ نکل کر وہیں دوسرے سوراخ میں چلا گیا۔ اس نے فوراً ان دونوں سوراخوں کو کھودنے کا حکم دیا' اس وقت ایک جگہ بہت سا سونا نکل آیا' جس کی قیمت پانچ لاکھ دینار کے قریب ہوگی' جسے اس نے حسب ضرورت فوجیوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر بھی کافی رقم اس کے پاس بچ گئی۔

پھر وہ کچھ دنوں بعد شہر کے آس پاس چکر لگاتا ہوا نکلا' یہ دیکھنے کے لیے کہ ہمارے اگلوں نے کس طرح کے کام کیے ہیں۔ اور ان سے کچھ سبق سیکھے۔ گھوڑے پر سوار تھا' چلتے ہوئے ایک دفعہ گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ وہاں بھی اس نے فوراً گڑھا کر کے تحقیق کرنے کا حکم دیا۔

اس موقع پر بھی بہت سا مال اس کے ہاتھ لگ گیا۔ ایک اور موقع پر اس نے ایک درزی کے پاس اپنا ایک آدمی بھیجا' تا کہ وہ اسے کپڑا تیار کر کے پہنا دے' مگر اس نے واپسی میں کافی دیر لگا دی' اس لیے اس نے اس درزی کو اپنے سامنے بلوایا۔

[illegible] کا کچھ بھرا ہوا تھا [illegible] دیکھتے ہی اس نے ایک [illegible] دھمکی دی [illegible] سے گھبرا گیا اور [illegible] سمجھ [illegible] کہنے لگا کہ اے بادشاہ سلامت اللہ کی قسم ابن یاقوت کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے' سوائے بارہ صندوقوں کے اور مجھے یہ بالکل معلوم نہیں ہے کہ ان میں کیا چیزیں ہیں؟ تب اس نے ان تمام صندوقوں کو اپنے پاس منگوانے کو کہا۔ بعد میں جب انہیں کھول کر دیکھا تو اس میں بھی بہت سا مال مل گیا جو تقریباً تین لاکھ دینار کے برابر تھا۔ اسی طرح یعقوب بن الیث کی بھی بہت سی امانت رکھی چیزوں کا پتہ چلا' جن کا اندازہ کرنا بھی مشکل ہے۔ مجموعی طور پر اس کی مالی حالت بہتر بہت ہوگئی' اور طاقت بھی زبردست ہوگئی' یہ ساری باتیں اللہ کی مقدرات میں سے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے اور جس طرح چاہتا ہے دیتا ہے اور فاقہ تنگی اور بدحالی کے بعد بھی دینوی سعادت بخشتا ہے:

''تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے''۔

ابن مقلہ نے خلیفہ کے وزیر راضی کو یہ خط لکھا کہ سالانہ ایک لاکھ دینار کے عوض اس علاقہ کے تمام شہروں کا انتظام اس کے پاس رہنے دیا جائے۔ جسے وزیر نے منظور کر لیا' اور ثبوت کے طور پر اس کے پاس خلعت جھنڈا اور خاص علامتیں بھیجیں۔

اس سال قاہر نے دو امیر کبیر کو قتل کر دیا۔ اسحاق بن اسماعیل النوبختی' حالانکہ یہ وہی شخص ہے جس نے تمام اُمراء کو قاہر کے خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ اور دوسرا ابوالسرایا بن حمدان جو اپنے باپ کا سب سے چھوٹا لڑکا تھا' کو قتل کر دیا تھا۔ جس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ خلافت پر آنے سے پہلے ہی اس قاہر خلیفہ کے دل میں ان دونوں کی طرف سے دونوں کا جذبہ بھڑکا ہوا تھا۔ کیونکہ ان دونوں نے دوگانے والی باندیوں کی وجہ سے اس کے ساتھ کچھ زیادتیاں کی تھیں' اس لیے ایک رات' ان دونوں کو قصہ گوئی کی مجلس میں اپنے قریب بلوایا' تو وہ دونوں خوش خوش اس کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت ہی میں گہرا گڑھا کھودا رکھا تھا' اس میں ان دونوں کو ڈلوا دیا۔ ان دونوں نے اس کے پاس بہت گڑگڑا کر معافی بھی مانگی' مگر ذرا برابر اس کے دل میں رحم نہیں آیا۔ آخر اسی گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس کا منہ ڈھانک دیا۔

قاہر کی معزولی اور اس کی دونوں آنکھوں کے نکلوا دینے اور طرح طرح سے اُسے تکلیف دینے کا بیان

اِس کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت مونس خادم کو پکڑا گیا تھا' اس وقت علی بن مقلہ وزیر اس کے پاس سے بھاگ کر اپنے گھر میں روپوش ہو گیا تھا' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ وہ اپنے گھر سے انتہائی خاموشی کے ساتھ قاہر کے فوجیوں سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھا۔ ان کو خطوط لکھ کر قاہر کے خلاف امادہ کرتا رہتا تھا۔ اس کی زبردستی' ظلم اور بہت جلد غصہ ہو جانے سے ان کو ڈراتا رہتا تھا۔ اور یہ بھی انہیں لکھتا رہتا تھا کہ تمام بڑے بڑے لوگوں کے لیے اپنے دارالخلافہ میں ایک مکان بنا رکھا ہے اس میں سبھوں کو قید رکھتا ہے' اور طرح طرح سے انہیں سزائیں دیتا ہے۔ جیسا کہ فلاں فلاں لوگوں کے ساتھ کر چکا ہے۔ اس طرح ان لوگوں کو

قاہر کے خلاف بھڑکا کر اسے گرفتار کرنے پر آمادہ کیا۔ اور وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ جلد از جلد اس سے رہائی پانے کی صورت نکالنی چاہیے۔ بالآخر وہ اپنے سردار جو سیما کے نام سے مشہور تھا' اس کے ساتھ روانہ ہو کر دارالخلافہ پہنچے' اور اسے گھیرے میں لے لیا۔ اور اچانک اس کے تمام دروازوں سے داخل ہو کر اس کے پاس ایسی حالت میں پہنچے کہ وہ نشہ میں مست تھا' پھر بھی وہ غسل خانہ کی چھت پر چڑھ کر چھپ گیا۔ لیکن انہوں نے آخر اسے گرفتار کر لیا۔ اور طریف یشکری کے مکان میں اسے مقید کر دیا۔ اور طریف یشکری کو قید خانہ سے نکال دیا۔ اور وزیر خصیبی عورت کا بھیس بدل کر وہاں سے نکل بھاگا' اس وقت بغداد کی حالت بہت دگرگوں ہو گئی' اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہو گیا۔

یہ واقعہ سال رواں کے ماہ جمادی الاول کی تیسری تاریخ ہفتہ کے دن کا ہوگا۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں السیدہ شغب نے وفات پائی تھی' اس حساب سے شغب کے عذاب اور وفات کے بعد خود قاہر کی دونوں آنکھوں کے پھوڑ دیئے جانے' اور طرح طرح سے اسے سزا دینے میں صرف ایک سال کا وقفہ ہوا' اور بدلہ میں اللہ کا عذاب اس پر آ کر رہا۔

پھر ان لوگوں نے اسے اپنے سامنے بلوا کر اس کی آنکھیں پھوڑ ڈالیں' اس طرح پر کہ وہ اس کے دونوں رخساروں پر بہنے لگیں۔ اور اس سے ایسے ایسے کام ہوئے' جس کی نظیر اسلام میں نہیں ملتی۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد بھی کبھی گرفتار کر کے کچھ دنوں بعد چھوڑ دیا جاتا۔ لیکن سن تین سو تینتیس ہجری تک اسے موت نہ آ سکی۔ اور اس قدر فقیر ہو گیا کہ منصورہ کی جامع مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے لوگوں سے سوال کیا۔ اور ایک شخص نے اس پر رحم کھا کر پانچ سو دینار دیے۔

کچھ لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس نے لوگوں سے صرف اس لیے سوال کیا تھا تاکہ ان لوگوں کا اس کے ساتھ بدسلوکی کا حال عوام کو معلوم ہو جائے۔ ہم جب اس کی وفات کا حال ذکر کریں گے' اس وقت اس کے تفصیلی حالات بھی ذکر کر دیں گے۔

الراضی باللہ ابی العباس محمد بن المقتدر باللہ کی خلافت:

فوجیوں نے جب قاہر کو خلافت سے معزول کر دیا' اور اس کی آنکھیں نکال دیں' تب ابوالعباس محمد بن المقتدر باللہ کو بلوا کر اس کے ہاتھوں پر خلافت کی بیعت کی' اور اس کا لقب الراضی باللہ رکھا۔ البتہ ابوبکر الصولی کی رائے تھی کہ اس کا لقب المرضی باللہ رکھا جائے مگر لوگوں نے یہ مشورہ قبول نہیں کیا۔ یہ معاملات سال رواں کی چھٹی تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ بدھ کے دن ہوئے۔ پھر قاہر کو بلوایا گیا' ایسی حالت میں کہ وہ بالکل نابینا تھا' آنکھیں نکالی ہوئی تھیں۔ اور الراضی کے سامنے اسے کھڑا کیا گیا' اور اس نے قانونی طور پر اپنی خلافت سے دستبرداری کر کے انہیں اپنا قائم مقام بنا دیا۔

اب الراضی نے پورے طور پر ذمہ داری سنبھال لی۔ اور بعد میں اچھے خلفاء میں ان کا شمار ہوا۔ جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اس کے بعد ابوعلی بن مقلہ کو بلوا کر وزارت سونپ دی۔ اور علی بن عیسیٰ کو اس کا نگران مقرر کر دیا۔

اس کے بعد قاہر کے قید خانے میں جتنے قیدی تھے' سبھوں کو آزاد کر دیا۔ اور قاہر کے طبیب عیسیٰ کو بلوا کر دو لاکھ دینار کا جرمانہ وصول کیا۔ قاہر نے اپنی جتنی امانتیں اس کے پاس رکھی تھیں سب اس سے وصول کر لیں' جن میں سونا' چاندی اور قیمتی ہیرے' جواہرات تھے۔

اس سال مرداویج کی اہمیت اصبہان میں بہت بڑھ گئی اور لوگوں [illegible] کہا جانے لگا کہ وہ بغداد پر قبضہ کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور قرامطہ کا امیر جو کہ بحرین پر قابض تھا اس کے ساتھ تعلقات رکھے ہوئے تھے۔ اور یہ دونوں اس بات پر متفق ہوئے تھے کہ اب عرب سے حکومت چھین کر عجم میں لائی جانی چاہیے۔ عوام سے حالات بہت بگاڑ دیئے تھے۔ اور خواص کے تو اور بھی زیادہ حالات خراب کر دیئے تھے' اس لیے سب اس سے ناراض ہو گئے یہاں تک کہ اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے قتل کے لیے سب سے زیادہ اس کے خاص آدمی درپے ہوئے' جس کا نام بحکم تھا' اللہ اس کے چہرہ کو منور رکھے۔ اور یہی وہ شخص ہے جس نے قرامطہ سے حجر اسود کو پچاس ہزار دینار دے کر خریدا' اور اس کی جگہ پر لا کر رکھا۔ اب جبکہ امیر بحکم نے مرداویج کو قتل کر ڈالا۔ علی بن بویہ کی بہت شہرت ہوگئی' اور اس کے تفصیلی حالات ہم عنقریب بیان کریں گے۔ اب آخر کار جبکہ قاہر نے خلافت سے دستبرداری کر لی اور راضی اس کی جگہ پر مقرر ہو گئے تو ہارون بن غریب کو بھی خلافت کے بارے میں لالچ ہوئی۔ کیونکہ وہ مقتدر کا ماموں زاد بھائی تھا اور ماہ' کوفہ' دینور ماسبذان وغیرہ علاقوں پر نائب حاکم تھا۔ اس لیے اس نے لوگوں کو اپنی حمایت کی دعوت دی اور فوجیوں اور امراء میں سے بہت سے لوگوں نے اس کی بات مان بھی لی۔ اور مال بھی اس کے پاس اکٹھا ہونے لگا۔ اس کے قدم مضبوط ہو گئے اور رُعب داب بڑھ گیا۔ اور بغداد کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کر لیا۔ تب اس کے مقابلہ کے لیے محمد بن یاقوت' جو نگرانِ اعلیٰ تھا' بغداد کے تمام فوجیوں کو لے کر آگے بڑھا' اور لڑائی بھی چھڑ گئی' یہاں تک کہ خود ہارون بن غریب بھی نکل کر میدان کی طرف آیا اور اس فکر میں رہا کہ کسی طرح محمد بن یاقوت کو موقع پا کر گرفتار کر لے۔

اتفاق سے اس ہارون کا گھوڑا اسے لے کر گر گیا اور نہر میں پھینک دیا۔ اس وقت اس کے غلام نے اس پر حملہ کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور محمد بن یاقوت کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس کے تمام ساتھی شکست کھا کر بھاگ گئے' اور ابن یاقوت لوٹ کر بغداد اس طرح پہنچا کہ ہارون بن غریب کا سر نیزہ پر اُٹھائے ہوئے تھا' جس کی وجہ سے تمام شہری بہت خوش ہوئے' اور یہ ان کے لیے ایک تاریخی دن ہو گیا۔

بغداد میں محمد بن علی الشلمغانی کا ظہور:

اس سال بغداد میں ایک ایسے شخص کا ظہور ہوا جو ابوجعفر محمد بن علی الشلمغانی کے نام سے مشہور تھا۔ اور اسے ابن العزانہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے متعلق لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ بھی حلاج کی طرح اُلوہیت کا دعویٰ کرتا تھا۔

مقتدر کے دورِ حکومت میں بھی خالد بن عباس کے سامنے ایک مرتبہ اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ اور اس پر یہ الزام تھا کہ یہ تناسخ کا دعویٰ کرتا ہے۔ مگر اس سے انکار کر کے اپنی جان بچالی تھی۔ اس مرتبہ بھی اسے گرفتار کر کے راضی کے سامنے حاضر کیا گیا۔ اس پر پھر پرانے الزامات عائد کیے گئے۔ اولاً اس نے ان کا انکار کیا مگر بعد میں چند باتوں کا اقرار کیا۔

اس بناء پر فقہاء وقت نے اس کے خون کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا۔ البتہ اگر اپنے دعویٰ سے توبہ کرے تو قابل معافی ہے۔ لیکن اس نے توبہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس لیے اولاً اسے اَسّی کوڑے مارے گئے۔ پھر حلاج کی طرح اس کی بھی گردن ماری گئی اور اس کا دوسرا ساتھی ابن ابی عون لعنۃ اللہ بھی اس کے ساتھ ہی قتل کیا گیا۔ یہ لعین اس کے خاص ماننے والے اور اس

کے کفریہ کلمات کے تصدیق کرنے والوں میں سے تھا۔

ابن اثیرؒ نے اپنی کتاب کامل میں ان کفار کے مذاہب کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے اور ان کے مذہب کو نصیریہ کے مذہب سے تشبیہ دی ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور شخص نے شاش کے علاقوں میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اور خرقِ عادت باتوں کا اس نے دعویٰ کیا اور حیلے وغیرہ بھی نکالے۔ اس لیے فوجیوں نے ان سے مقاتلہ کیا' اور ان کا نام ونشان مٹا دیا۔

افریقہ والے مہدی کی وفات

اس سال افریقہ والے مہدی کی وفات ہوئی جو جھوٹے مدعی خلفائے فاطمیین میں سے پہلا تھا۔ اس کا نام ابو محمد عبید اللہ جو علوی ہونے کا دعویدار تھا اور اپنا لقب مہدی رکھا تھا۔ شہر مہدیہ کی بناء ڈالی۔ اور وہیں تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی ولایت کی ابتداء رقادہ داخل ہونے اور امامت کا دعویٰ کرنے کے سال سے شروع ہو کر چوبیس برس ایک ماہ بیس دنوں تک رہی۔

یہ ایک بہادر سردار تھا' جس سے بھی اس کی دشمنی ہو جاتی' اپنی جماعت لے کر وہاں پہنچ جاتا۔ اور ان پر حملے اور قتل وقتال کر کے کامیاب ہو جاتا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو القاسم' جس کا لقب الخلیفہ القائم بامر اللہ تھا۔ اس نے اس کا انتظام سنبھالا' اپنے باپ کے موت کی خبر پورے ایک برس تک چھپا کر رکھی' پھر سارے انتظامات پورے کر لینے اور درست کر لینے کے بعد اس کا اظہار کیا۔ تب لوگوں نے اس کی تعزیت کی۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح ایک بہادر سردار تھا۔ کئی شہروں کو فتح کیا۔ اور قیدیوں کو روم کے شہروں میں بھیج دیا۔ اور مصری شہروں کے لینے کا بھی ارادہ کیا تھا' مگر اس کا موقع اسے نہیں ملا' لیکن اس کے بیٹے کے بیٹے المعز فاطمی جو قاہرہ معزیہ کا بانی تھا۔ اس نے مصری مقامات پر قبضہ کیا تھا۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

ابن خلکان نے اپنی کتاب الوفیات میں کہا ہے کہ اس مہدی کے نسب میں بہت زیادہ اختلاف ہوا ہے۔ چنانچہ تاریخ القیروان والے نے کہا ہے کہ اس کا نام عبید اللہ بن الحسن بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے نے کہا ہے کہ یہ عبید اللہ التقی' اور یہی الحسین بن الوفی بن احمد بن الرضی اور وہی عبد اللہ بھی ہیں جو ابن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق ہیں۔ ان کے نسب کے بارے میں اس کے علاوہ دوسری باتیں کہی لکھیں ہیں۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ محققین اس کے نسب کے بارے میں دعووں کا انکار کرتے ہیں' میں کہتا ہوں کہ متعدد ائمہ نے جن میں شیخ ابو حامد الاسفرائنی' قاضی باقلانی اور قدوری میں متفقہ طور پر کہا کہ یہ تمام لوگ فرضی نسب نامے بیان کرنے والے اور بالکل جھوٹے ہیں۔ اور اس عبید اللہ بن المہدی کا باپ دراصل ایک یہودی سلمیہ کا رنگریز تھا۔ اس میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا نام سعد تھا۔ عبید اللہ کا لقب القداح اس کی ماں کے شوہر الحسین بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن المیمون نے رکھا ہے۔

القداح کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا پیشہ فصد کھولنے اور آنکھوں سے پانی نکالنے کا تھا۔ اور اس علاقہ کو جس نے اس کے موافق بنا دیا تھا' اس کا نام ابوعبداللہ الشیعی تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ پھر اس نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ یہ شرقی علاقوں سے اس کے پاس پہنچا۔ اتفاق سے سجلماسہ والوں کے ہاتھ لگ گیا اور اسے مقید کر دیا۔ اس کے بعد وہ شیعی برابر اس کے آزاد کرانے کی فکر میں رہ کر آخر اسے آزاد کرا لیا' اور سارے اختیارات اسی کے حوالہ کر دیئے۔ بعد میں وہ شیعی کو اختیارات حوالہ کر دینے پر بہت شرمندہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس کے قتل کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ اور اس عبیداللہ نے بھی اس کا اندازہ لگا لیا۔ اس لیے اس نے خود ہی کسی کو مقرر کیا اور اس نے اس شیعی اور اس کے بھائی دونوں کو ایک ساتھ قتل کر دیا۔

مگر دوسرا قول یہ ہے کہ یہ شیعی جب اس کے قتل کے ارادہ سے اس قید خانہ میں گیا' جس میں یہ مقید تھا' وہاں جا کر دیکھا کہ سجلماسہ والے نے اسے قتل کر دیا ہے اور ایک اجنبی شخص کو اس میں مقید پایا۔ اس لیے اسے پکڑ کر باہر لایا اور لوگوں کو دکھا دیا' کیونکہ لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی تھی کہ مہدی سجلماسہ کے قید خانہ میں مقید ہے اور اسے قتل کرنا چاہتا ہے۔

اس بناء پر لوگوں کو اطمینان دلا دیا کہ یہی شخص مہدی ہے اور زندہ ہے۔ اور وہ شخص بھی اس وقت بالکل خاموش رہا کہ اس نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو میں کہوں وہی بولو' ورنہ زائد بولنے کی صورت میں قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اس طرح اس کی شہرت ہو گئی۔ بس یہی اس کا قصہ ہے۔ اور یہ لوگ اس کی نسل سے ہیں۔ واللہ اعلم

اس مہدی کو سن دو سو ساٹھ ہجری یا دوسرے قول کے مطابق اس سے پہلے یا اس کے بعد سلیمہ میں' اور ایک قول کے مطابق کوفہ میں پیدائش ہوئی۔ اس کو سب سے پہلے سن دو سو ستانوے ہجری تیئسویں ربیع الاوّل روز جمعہ رقادہ اور قیروان میں منبر پر آنے کی دعوت دی گئی اور اس کا غلبہ وہاں سن دو سو چھیانوے ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں ہوا۔ اس کے غالب آتے ہی اس علاقہ سے عباسی حکومت زائل ہو کر سن پانچ سو سرسٹھ ہجری تک اس کی حکومت قائم رہی' جبکہ عاضد کی حکومت ہوئی تھی۔ اور اپنے دورِ حکومت میں اس نے جس مہدیہ شہر کو بسایا تھا' اسی میں اس سال وسطِ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

مشہور قول کے مطابق ساٹھ برس سے زائد عمر ہو چکی تھی۔ اب عنقریب قیامت ہی کے دن اللہ آمر اور مامور کے درمیان فیصلہ سنائے گا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن عبداللہ بن قتیبہ الدینوری:

جو مصر کے قاضی تھے' اپنے والد کی مشہور کتابوں سے احادیث کی روایت کی ہے' مصری علاقوں کے قاضی کے عہدے پر رہتے ہوئے سالِ رواں کے ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

محمد بن احمد بن القاسم:

ابوعلی الروزبادی۔ کسی نے کہا ہے کہ ان کا نام احمد بن محمد ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نام حسین بن الہمام ہے۔ اصل میں بغداد کے باشندہ تھے' مگر مصر میں آ کر سکونت اختیار کر لی تھی۔ رؤساء اور وزراء اور کاتبین کی اولاد سے تھے۔ جنیدؒ کی شاگردی اختیار کی' ان سے احادیث سن کر بہت سی احادیث حفظ بھی کر لیں۔ ابراہیم الحربی سے علم فقہ اور فن نحو کو ثعلب سے حاصل کیا۔ بہت زیادہ صدقہ دینے والے اور فقراء کے ساتھ اچھے سلوک کرنے والے تھے۔ جب یہ کسی فقیر کو کوئی چیز دیتے تو اس طرح کہ اپنا ہاتھ نیچے رکھتے' اور لینے والے فقیر کو ہاتھ کو اوپر ہی رہنے دیتے۔ اس حالت سے فقیر اس چیز کو لے لیتا۔ مقصد یہ ہوتا کہ لینے والے فقیر کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے نیچے نہ ہونے پائے۔

ابونعیم نے کہا ہے کہ ابوعلی الروزباری سے اس شخص کے بارے میں یہ پوچھا گیا' جو گانے وغیرہ کو سنتا رہتا ہو اور کہتا ہو کہ یہ ایسی منزل پر پہنچ گیا ہے جس میں اختلافِ احوال کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ تو جواب دیا کہ ہاں وہ پہنچ چکا ہے' مگر جہنم کے دروازہ پر' اور کہا کہ اشارہ بیان کا کام دیتا ہے' جبکہ اس کے ساتھ وجد مشارالیہ کی طرف سے پایا جا رہا ہو' نہ کہ غیر کی طرف سے۔ اور حقیقت میں اشارہ کی تصحیح علتیں کرتی ہیں۔ اور علتیں غیر حقائق سے دور ہوا کرتی ہیں اور کہا ہے کہ خود فریبی میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ تم کسی کے ساتھ برائی کرو اور یہ اُمید رکھو کہ وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے گا۔ نتیجہ کے طور پر تم رجوع کرنا اور توبہ کرنا صرف اسی وہم پر چھوڑ بیٹھو گے کہ تمہاری غلطیوں میں تمہارے ساتھ درگزر کا معاملہ کیا جائے گا۔ اور یہ گمان کیے رہو کہ یہ سب کچھ حق کی طرف سے تمہارے ساتھ عنایتیں ہیں اور فرمایا کہ قلوب کو ذاتِ حق کے مشاہدہ کا شوق بڑھا تو ان کی طرف ناموں کا القا کیا گیا۔ تب وہ قلوب مشاہدۂ ذات کے عشق میں تجلی ہونے تک کے لیے ان ناموں ہی کی طرف مائل ہو گئے۔ اسی مضمون کو اس قولِ باری تعالیٰ میں ادا کیا گیا ہے:

﴿ وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ [۱۵۔ رکوع ۱۲]

''اللہ کے نام اچھے اچھے ہیں' تم ان ہی سے اسے پکارو''۔

اِس بناء پر یہ قلوب حقائق کے پالینے کی فکر چھوڑ کر ان ناموں میں ہی مشغول ہو گئے۔ اس کے بعد ناموں کو ظاہر کر دیا' اور مخلوق کے لیے ان کا ایجاد کیا۔ اور بھی فرمایا ہے کہ جسے صبر نہیں ہے اس میں رضامندی کا مادہ نہیں ہے۔ اور جو شکر ادا نہیں کرتا ہے' وہ کمال تک نہیں پہنچتا ہے۔

اور اللہ کی عنایتوں سے ہی عارفین اس کی محبت تک پہنچتے ہیں' اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور بھی کہا ہے کہ اللہ کے عشاق اور مشتاق شوق کے مزہ کو شہد سے بھی زیادہ میٹھا پائیں گے۔ اور بھی فرمایا ہے کہ جس کسی کو تین چیزوں کی توفیق دی گئی وہ آفات میں مبتلا ہونے سے بچ گیا۔ (۱) پیٹ بھوکا ہو' اور اس کے ساتھ دل قانع ہو۔ (۲) مستقلاً فقر ہو مگر اس کے ساتھ فی الواقع دنیا سے کنارہ کشی بھی پوری موجود ہو۔ (۳) صبر کامل ہو اور قناعت مستقل ہو۔ اور بھی فرمایا ہے کہ دنیا کے حاصل کرنے

میں نفوس کی ذلت ہے اور آخرت کمانے میں نفوس کی عزت ہے۔ اس لیے کتنے تعجب کی بات ہے اس شخص کے لیے جو فنا ہو جانے والی چیز کے لیے ذلت کو اختیار کرتا ہو باقی رہ جانے والی عزت کے مقابلہ میں اور ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ لَوْ مَضَى الْكُلُّ مِنِّي لَمْ يَكُنْ عَجَبًا وَإِنَّمَا عَجَبِي فِي الْبَعْضِ كَيْفَ بَقِي

ترجمہ: ساری دولت کے بھی چلے جانے پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہے۔ اگر مجھے تعجب ہے تو اس بات پر کہ یہ تھوڑی بھی اس طرح باقی رہ گئی۔

۲۔ اَدْرِكْ بَقِيَّةَ رُوحٍ مِنْكَ فَقَدْ تَلَفَتْ قَبْلَ الْفِرَاقِ فَهٰذَا آخِرُ الرَّمَقِ

ترجمہ: تمہاری روح برباد ہو چکی ہے' اس سے جو کچھ بھی باقی رہ گئی ہے اسے بچا کر رکھنے کی کوشش کرو۔ اس کے پورے طور پر جدا ہو جانے سے پہلے' کیونکہ بس یہی آخری سانس باقی ہے۔

محمد بن اسماعیل:

جو خیر النساج ابو الحسن الصوفی سے مشہور ہیں۔ بڑے مشائخ اور نیک حالات' اور مشہور کرامات والوں میں سے ہیں۔ اُنہوں نے مشائخ قوم میں سے سری سقطیؒ وغیرہ کو پایا ہے۔ اور ایک سو بیس سال تک زندہ رہے ہیں۔ جب ان کی موت کا وقت قریب آیا' تو انہوں نے گھر کے ایک کونہ کی طرف دیکھا اور کہا' ٹھہر و' اللہ تم پر رحم کرے' کیونکہ تم بھی حکم کیے ہوئے بندہ ہو اور میں بھی حکم کیا گیا بندہ ہوں۔ جس بات کا تم کو حکم کیا گیا ہے وہ تو اٹل ہے۔ لیکن جس چیز کا مجھے حکم کیا گیا ہے وہ تو ٹل جانے والی ہے۔ یہ کہہ کر وہ اُٹھے' وضو کیا' نماز پڑھی' اور لمبے ہو کر لیٹ گئے اور ختم ہو گئے۔ اللہ ان پر رحم کرے۔

کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر ان سے سوال کیا۔ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا' ہم نے تمہاری ناپاک دنیا سے نجات حاصل کر لی ہے۔

واقعات ـــــ ۳۲۳ھ

ابن شنبوذ المقری جس نے کچھ نئے عقائد پھیلائے تھے' اسے اس سال پکڑ کر حاضر کیا گیا اور فقہاء اور قراء کی جماعت نے اس پر لعن وطعن کیا تو اس نے ان باتوں میں سے کچھ کے کہنے کا اقرار کیا اور کچھ کا انکار کیا۔

اس بناء پر اس سے توبہ کرائی گئی اور جن باتوں کا اس پر الزام لگایا گیا تھا' ان سے رجوع کرنے پر اس سے تحریر لی گئی' اور وزیر ابوعلی بن مقلہ کے اشارہ سے اسے سات کوڑے مارے گئے' اور اسے بصرہ کی طرف نکال دیا گیا۔ چلتے وقت اس نے اس وزیر کے حق میں بددعا دی کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے اور اس کے حالات بدتر ہو جائیں' چنانچہ جلد ہی ان کا وقوع ہو گیا۔

ماہ جمادی الآخرۃ میں کوتوال ابن الحرسی نے بغداد کے دونوں حصوں میں یہ عام اعلان کیا کہ ابومحمد البربہاری واعظ حنبلی کے ماننے والوں میں سے کوئی آدمی ایک ساتھ جمع نہ ہوں اور اس کی جماعت کے کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کر لیا' اس ڈر سے ابن البربرو پوش ہو گیا۔ اور کافی دنوں تک ظاہر نہ ہوا۔

ابن الجوزی نے المنتظم میں کہا ہے کہ ایار (یعنی جیٹھ) کے مہینہ میں ایک دن فضاء میں بہت زیادہ بدلیاں جمع ہوئیں اور گرمی بہت بڑھ گئی۔ جب دن ختم ہونے لگا جو کہ جمادی الآخرۃ کی پچیسویں تاریخ تھی۔ ہوا بہت تیز چلنے لگی' زمین بالکل تاریک ہو گئی اور عصر کے بعد تک بالکل سیاہی چھائی رہی' پھر اس میں کچھ کمی آئی' پھر عشاء کے بعد تک زیادتی رہی۔

اسی زمانہ میں فوجیوں کی ماہوار تنخواہ دینے میں تاخیر ہو گئی' تو وہ سب مل کر وزیر ابوعلی بن مقلہ کے گھر پر آ کر اس میں زبردستی داخل ہو گئے اور گھر کی ساری چیزیں لوٹ لیں۔

اور طریق المواز ین میں زبردست آگ لگ گئی' جس سے لوگوں کی بہت سی چیزیں جل گئیں' اس نقصان کی تلافی کے لیے الراضی نے ان کی کچھ امداد کر دی۔

رمضان کے مہینہ میں اُمراء کی ایک جماعت جعفر بن المکتفی کی بیعت پر متفق ہوئی' اس لیے وزیر کو اس مہم کے سر کرنے پر مقرر کیا۔ چنانچہ اس نے جعفر کو قید کر کے اس کے گھر کو لوٹ لیا اور جن لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی' ان سبھوں کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس طرح ان کا معاملہ سرد پڑ گیا۔

امیر لؤلؤ کی چادر کو لے کر حجاج نکلے' تو ابوطاہر القرمطی ان کے سامنے آ گیا' ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔ جو کچھ بچ گئے' وہ شکست کھا کر بغداد کو لوٹ آئے۔ اور عراق کے راستہ سے اس سال سبھوں کا حج باطل ہو گیا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال بغداد میں اتنی زیادہ تعداد میں تارے ٹوٹے کہ اس سے پہلے کبھی بھی اتنے دیکھنے

کہ قریب میں بھی نہ آتے تھے۔ اس سال غلوں کی زبردست گرانی ہوگئی تھی' یہاں تک کہ ایک کر[1] گیہوں ایک سو بیس دینار تک بکنے لگا۔

صحیح قول کے مطابق مرداویج بن زیاد الدیلمی کا قتل اسی سال ہوا' اللہ اس کا حال برا کرے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی روح اس کے اندر حلول کرگئی ہے اس کے پاس سونے کا ایک تخت تھا' جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا اور ترکی اس کے چاروں طرف بیٹھے رہا کرتے تھے۔ ان کے متعلق وہ کہتا تھا کہ یہ لوگ وہی جن ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے لیے مسخر کردیا تھا۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ برے معاملات کرتا۔ اور ان کی انتہائی تحقیر کیا کرتا تھا۔ اس کی خصلت اسی طرح کی رہی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آخران کو اس کے مقابلہ کا موقع دیا' اور اسے غسل خانہ میں بری حالت میں قتل کردیا۔ اس کے غلام بحکم الترکی نے سب سے پہلے دوسروں کو اس کے قتل پر اُبھارا تھا۔ جب وہ قتل کردیا گیا اس وقت رکن الدین بویہ جو پہلے سے اس کے پاس گرفتار تھا' آزاد کردیا گیا۔ وہ آزادی کے بعد اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس کے ساتھ کچھ اور ترکی بھی اس کے بھائی کے پاس چلے گئے تھے۔

ان کی ایک جماعت بحکم کے ساتھ ہوگئی' اور لوگ خلیفہ کی اجازت پا کر اسے بغداد لے گئے۔ وہاں سے بصرہ گئے اور وہیں رہنے لگے' اور دیلم کو مرداویج کے بھائی شمکیر کے پاس روانہ کردیا گیا۔

جب وہ اس کے علاقہ میں پہنچا' تو وہ لوگ اس کے استقبال کو ننگے پاؤں پیدل چل کر آئے' اور اسے اپنا بادشاہ مقرر کردیا' تا کہ ان کا ملک برباد نہ ہو۔ اس وقت اس کے مقابلہ کو خراسان اور ماوراءالنہر اور اس کے آس پاس تمام علاقوں کا نائب حاکم الملک سعید نصر بن احمد السامانی آگے بڑھا' اور زبردست لڑائی کے بعد ان علاقوں کو اس کے قبضہ سے چھڑا لیا۔

اسی سال القاسم بامر اللہ الفاطمی نے افریقہ کے بحری راستہ سے فرنگی علاقوں کی طرف ایک لشکر بھیجا' اور وہاں کے شہر کو فتح کر کے اس سے بہت زیادہ مال و دولت بطورِ غنیمت حاصل کیا' اور بالکل صحیح وسالم واپس لوٹ آئے۔

اس سال عماد الدولہ کو اصبہان کی طرف بھیجا گیا تو وہاں اور پہاڑی شہروں پر اس نے حکومت قائم کرلی' اس طرح اس کی حکومت بہت وسیع ہوگئی۔ اس طرح خراسان کے علاقوں میں غلہ کی زبردست گرانی ہوئی' اور بے شمار انسانوں کی موت ہوئی۔ اتنی زیادہ کہ مردوں کا دفن کرنا بھی پریشان کن معاملہ بن گیا۔

اس سال موصل کے نائب حاکم ناصر الدولہ ابوالحسن بن حمدان نے اپنے چچا ابوالعلاء سعید بن الحمدان کو محض اس لیے قتل کردیا کہ اس نے اس سے ملک چھین لینے کا ارادہ کرلیا تھا' اس وقت خلیفہ نے اپنے وزیر ابوعلی بن مقلہ کو بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلہ کو بھیجا تو اس کے ڈر سے ناصر الدولہ بھاگ گیا۔ جب ناصر الدولہ کا قیام موصل میں طویل ہوگیا اور ناصر الدولہ کو پکڑ نہ سکا

---

[1] ایک کُر = ۱۲ وسق۔ ایک وسق = ۶۰ صاع۔ ایک صاع = ۲۷۰ تولے۔ ایک کُر۔ برابر ایک لاکھ چورانوے ہزار چار سو تولے۔ یا چھ من تیس سیر۔ (انوار الحق۔۔۔ ماہ جون ۷۸ء)

تو محمد [illegible] اس طرح ناصر الدولہ کا قبضہ موصل پر مضبوط ہو گیا تو اس نے اپنے لوگوں کو خلیفہ کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اس علاقہ میں اس کی حکومت تسلیم کرے۔ چنانچہ اس کی یہ بات مان لی گئی اور حالات اپنی جگہ پر قائم رہے۔ اس سال بھی حجاج جب سفر کو نکلے تو قرمطی ان کی راہ میں حائل ہو گیا۔ ان میں لوٹ مار مچا دی اور ان پر غالب آ گیا تب ان لوگوں نے ان ہی لوگوں سے امان چاہی تو انہوں نے امان دے دی اس شرط پر کہ وہ بغداد واپس لوٹ جائیں۔ لہٰذا یہ لوگ وہیں سے واپس لوٹ آئے اور اس سال بھی ان کا حج نہ ہو سکا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے لوگوں کے نام یہ ہیں

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

نفطویہ النحوی:

اُن کا نام ابراہیم بن محمد بن عرفہ بن سلیمان بن المغیرہ بن حبیب بن المہلب بن ابی صفرہ الازدی ابوعبداللہ العتکی جو نفطویہ النحوی کے نام سے مشہور ہیں فن نحو میں ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ انہوں نے کئی مشائخ سے احادیث کی سماعت کی اور روایت کی اور ان سے بھی کئی ثقہ محدثین نے روایت کی ہے' بہت سچے تھے۔ ان کے اشعار اچھے ہوتے تھے۔

خطیب بغدادی نے نفطویہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ کسی سبزی فروش کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس سبزی فروش سے پوچھا کر رأسین (سری جانوروں کے سر بیچنے والوں) کی طرف جانے کا راستہ کس طرف ہے۔ لیکن یہ کہنا چاہتے تھے رواسین (پہاڑیوں کی طرف جانے کے راستے) اس لیے وہ سبزی فروش اپنے پڑوسی کی طرف متوجہ ہو کر بولا' اللہ تیرے غلام کو برا کرے کہ وہ اب تک میرے پاس چقندر کی ٹوکری لے کر نہیں آیا ہے۔ اگر وہ لے کر آیا ہوتا' تو میں اسے اس کی ایک گٹھڑی دے دیتا' (گوشت کے ساتھ ملا کر کھانے کے لیے) یہ سن کر یہ نفطویہ (شرماتے ہوئے) واپس چلے آئے اور اسے کچھ جواب نہ دیا۔

یہ نفطویہ تراسی سال کی عمر پا کر اسی سال ماہِ صفر میں وفات پا گئے۔ امیر بہاری حنبلیوں کے سردار نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور کوفہ کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

ابوعلی القالی نے ان کی تعریف میں یہ چند اشعار کہے ہیں:

۱۔ قلبی أرق علیہ من خَدَّ لُکا — وفوادیٔ اوھی من قُویٰ جفنیکا

۲۔ لم ترق لمن یعذب نفسہ — ظلما و یعطفہ ھواہ علیکا

ابن خلکان نے کہا ہے کہ نفطویہ کے بارے میں ابومحمد بن زید بن علی بن الحسین الواسطی المشہور الامامۃ اور اعجاز القرآن وغیرہ دوسری کتابوں کے مصنف کہتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ کسی فاسق کو نہ دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اس بات کی کوشش کرے کہ نفطویہ پر اس کی نظر نہ پڑے۔ اللہ نے اس کو اس کے اپنے نام کے پہلے حصہ (لفظ بمعنی الکتز) سے جلا دیا ہے اور دوسرے

[illegible]
[illegible] ہے کہ خون کے رنگ ہونے کی وجہ سے یہ نام ہوا ہے۔
ابن خالویہ نے نئی تحقیق نکالی ہے کہ ایسا کوئی نام سننے میں نہیں آتا ہے کہ نام ابراہیم ہو [illegible] کی ذات کے۔

عبداللہ بن عبدالصمد:

ابن المہدی باللہ الہاشمی العباسی۔ انہوں نے بشار بن نصر الحلبی وغیرہ سے احادیث کی روایت کی ہے اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے۔ یہ ثقہ تھے اور فاضل فقیہ اور مسلکاً شافعی المذہب تھے۔

عبدالملک بن محمد:

بن عدی ابونعیم الاستر بازی المحدث الفقیہ یہ بھی مسلکاً شافعی ہیں۔ تراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی ہے۔

علی بن الفضل:

بن طاہر بن نصر بن محمد ابوالحسن البلخی طلب حدیث کے سلسلہ میں بہت زیادہ سفر کرتے تھے۔ یہ بھی ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔ ابو ہاشم الرازی وغیرہ سے احادیث سنی ہیں اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے۔

محمد بن احمد:

بن اسد ابوبکر الحافظ ابن التبنان کے نام سے مشہور تھے۔ زبیر بن بکار وغیرہ سے احادیث سنی ہیں اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے۔ اسی برس سے زیادہ عمر پائی ہے۔

واقعات — ۳۲۴ھ

اس سال فوجیوں نے دارالخلافہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا' اور کہنے لگے کہ خلیفہ خود ہی ہمارے سامنے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ وہ نکلے' اور ان لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ دیا۔ اس کے بعد غلاموں نے وزیر ابن مقلہ کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ خلیفہ کون ہوتا ہے جو کسی کو وزیر بناتا ہے۔ اس لیے خلیفہ نے بھی اس کا اختیار ان ہی لوگوں کو دے دیا۔ تو انہوں نے وزارت کے لیے علی بن عیسیٰ کو منتخب کیا۔ مگر اس نے قبول نہیں کیا اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا تو اُسے وزیر بنا دیا۔ ساتھ ہی ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگا دی گئی اور ابن مقلہ کو عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے حوالہ کر دیا' تو اس نے اسے بے حساب مارا اور اس سے ایک لاکھ دینار کی تحریر لے لی۔ مگر صرف پچاس دن بعد ہی عبدالرحمٰن بن عیسیٰ وزارت سنبھالنے سے عاجز ہو گیا' تو ابوجعفر بن القاسم کو وزارت سونپ دی گئی' تو اس نے علی بن عیسیٰ سے ایک لاکھ دینار کا جرمانہ وصول کیا اور اس کے بھائی عبدالرحمٰن عیسیٰ پر ستر ہزار دینار کا جرمانہ عائد کیا۔ پھر صرف ساڑھے تین ماہ بعد وزارت سے سبکدوش کر دیا گیا' اور اس کی جگہ پر

سلیمان بن الحسن کو وزیر بنا دیا گیا۔ پھر اسے بھی معزول کر کے ابوالفتح الفضل بن جعفر بن الفرات کو مامور کیا گیا۔ گزشتہ سال آتشزدگی میں ... اور اس کے گھر کو بھی اسی طرح آگ لگا دی گئی تھی۔ اور دونوں کی آگ کا معاملہ ایک ہی سال میں ہوا۔

یہ سارے فتنے صرف ترکوں اور غلاموں کی بد دماغی کی وجہ سے ہوئے۔ اس سال جب ابن مقلہ کے گھر میں آگ لگائی گئی۔ تو اس نے اپنے پڑوس کو یہ شعر لکھے

احسنت ظنّك بالايام اذ حسنت ولـم تـخف يـومـا يأتي به القدر

ترجمہ: زمانہ نے جب تمہارے ساتھ نیک سلوک کیا تو تم نے اس سے اپنا اچھا گمان قائم کر لیا۔ لیکن تم اس دن سے نہیں ڈرے جب کہ تقدیر پلٹ جائے گی۔

و سالمتك الليالي فاغتررت بها و عند صفو الليالي يحدث الكدر

ترجمہ: اور زمانے کی راتوں نے بھی تمہارے ساتھ اچھے سلوک کیے' اس لیے تم اس سے دھوکہ کھا گئے۔ لیکن راتوں کی صفائی کی حالت ہی میں وہ گدلا جاتی ہیں۔

اس سال خلافت کا معاملہ بہت ہی کمزور ہو گیا تو الراضی نے محمد بن رائق کو جو کہ واسط میں تھا' خط لکھ کر اپنے پاس بلوایا' تاکہ بغداد کے امراء کے معاملات کو اس کے حوالہ کر دے اور سارے شہروں اور رجسٹروں میں خراج وغیرہ کے انتظام کو درست کرنے کا حکم دیا' اور یہ کہ تمام منبروں پر خطبوں میں اس کا نام لیا جائے اور اس کے لیے خلعت دینے کا حکم دیا۔ اس وقت ابن رائق تمام ذمہ داریوں کے ساتھ بغداد آ گیا۔ اس کے ساتھ امیر بحکم ترکی جو مرداویج کا غلام تھا' وہ بھی آیا۔ یہ وہی ہے جس نے مرداویج کے قتل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ اور ابن رائق نے عراق کے سارے مال کو قبضہ میں لے لیا۔ اور بیت المال سے سارا مال نکال کر اپنے گھر کو لے گیا۔ اور وزیر کو تصرف کا مطلقاً کوئی اختیار باقی نہیں رہا تھا۔ اسی طرح خلافت کا معاملہ بھی بہت کمزور ہو گیا' اور اطراف کے تمام نوابوں کو اپنے علاقوں میں تصرف کا پورا پورا حق ہو گیا تھا اور خلیفہ کو صرف بغداد کا انتظام کا حق باقی رہ گیا تھا۔ اس کی حکومت کہیں اور نہیں رہ گئی تھی۔

ان حالات میں ابن رائق کے ساتھ اسے کسی بھی چیز پر اختیار باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اور نہ اس کی کوئی فرمانبرداری باقی رہ گئی تھی۔ ابن رائق حسب منشاء اور حسبِ ضرورت اس کے پاس مال اور سامان وغیرہ پہنچا دیا کرتا تھا۔ اس کے بعد جتنے بھی بڑے اُمراء ہوتے گئے' سب کا یہی حال ہو کر رہ گیا تھا۔ اور خلیفہ کے پاس ایک شخص کو بھی جانے نہیں دیتے تھے۔ اطراف و جوانب کا بھی حال اسی قسم کا ہو گیا تھا۔

چنانچہ بصرہ پر اسی ابن الرائق کا اختیار تھا' وہ جسے چاہتا وہاں کا حاکم بنا دیتا' خوزستان ابوعبیداللہ البریدی کے حوالہ ہو گیا تھا۔ ابن یاقوت کے قبضہ میں جو علاقے تھے' مثلاً تستر وغیرہ وہی ان پر غالب ہو گیا تھا' ان کے مال اور آمدنی پر وہی حاوی ہو گیا تھا۔ اور فارس پر عماد الدولہ بن بویہ غالب تھا۔ اور مرداویج کا بھائی شمکیر مدمقابل بنا ہوا تھا اور کرمان پر ابوعلی محمد بن الیاس بن الیسع قابض تھا۔ اور موصل' جزیرہ' دیارِ بکر' مضر اور ربیعہ کے علاقے بنی حمدان کے پاس تھے۔ اور مصر و شام محمد بن طغج کے قبضہ

میں تھے اور افریقہ اور مغربی علاقے القائم بامر اللہ ابن المہدی الفاطمی کی حکومت میں تھے اس نے لقب امیر المومنین اختیار کر لیا تھا۔ اندلس عبدالرحمٰن بن محمد کے زیر حکومت تھا جس کا لقب الناصر الاموی تھا' خراسان اور ماوراء النہر پر السعید نصر بن احمد السامانی کا قبضہ تھا۔ اور طبرستان اور جرجان پر دیلم کی حکومت تھی اور بحرین اور یمامہ اور ہجر ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی القرمطی کے زیر حکومت تھے۔

اِس سال بغداد میں زبردست غلہ کی گرانی اور قحط سالی اس قدر رہوئی کہ پانچ دنوں تک روٹی بالکل نایاب ہوگئی تھی' جس کی وجہ سے بے شمار انسانوں کی موت ہوئی تھی۔ جن میں اکثریت بوڑھوں اور کمزوروں کی تھی۔ مردے راستوں میں اس طرح ڈال دیئے جاتے تھے کہ ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی بھی نہ ہوتا تھا اور ایک ایک تابوت میں دو دو مردے رکھ کر لے جاتے تھے اور بسا اوقات ان کے درمیان کسی بچہ کو بھی رکھ دیا جاتا تھا۔ ایسا بھی ہوتا کہ گڑھا اوّلاً ایک آدمی کی نیت سے کھودا جاتا' مگر اسے اس قدر وسیع کر دیا جاتا کہ اس میں پوری جماعت دفن کر دی جاتی' اور اصبہان کے تقریباً دو لاکھ انسان مرے تھے۔

اس سال عمان میں ایسی زبردست آگ لگ گئی تھی' جس میں کالوں کی تعداد ایک ہزار اور گورے بے شمار تھے اور کافور کی چار سو بوریاں بھی جل گئی تھیں۔

اور اس سال خلیفہ نے احمد بن کیغلغ کو شام کی نیابت سے معزول کر دیا تھا۔ اور یہ علاقہ مصری علاقوں کے نائب ابن طغج کے ماتحت کر دیئے تھے۔ اس سال عضد الدولہ ابو شجاع فنا خسرو بن رکن الدولہ بن بویہ کی اصبہان میں ولادت ہوئی تھی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابن مجاہد المقری:

ابوبکر احمد بن موسیٰ بن العباس بن مجاہد المقری اس زمانہ کے اماموں میں سے ایک تھے' بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے' اور ان سے دار قطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ثقہ اور قابل امانت دار تھے۔ بغداد کے مشرقی حصہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ ان کے بارے میں ثعلب کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں کتاب اللہ کا عالم ان سے بڑھ کر دوسرا کوئی نہیں رہا ہے۔ اسی سال بیسویں شعبان بدھ کے دن وفات پائی۔ اور جمعرات کو دفن کے لیے لے جائے گئے۔ انہیں کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ تلاوت کر رہے ہیں تو اس نے ان سے کہا' کیا آپ کی وفات نہیں ہوئی ہے (کیا مردے تلاوت کرتے ہیں؟) کہا' ہاں بات صحیح ہے' مگر دنیا میں رہتے ہوئے ہر ختم قرآن کے بعد میں یہ دُعا کیا کرتا تھا کہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دیا جائے جو قبر میں بھی تلاوت کرتے ہیں' اس لیے اللہ کے فضل سے میں ان لوگوں سے بنا دیا گیا ہوں جو یہاں بھی قرآنِ پاک کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔ رحمہ اللہ

جحظۃ الشاعر البرمکی:

احمد بن جعفر بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک البرمکی' ابوالحسن الندیم جو جحظۃ الشاعر سے مشہور ہیں' کامل فن' بڑے

ادیب اور اخبار سے بھی واقف تھے۔علوم کے مختلف فنون اور نوادر حاضرہ کے مالک تھے اور عمدہ گانے گا سکتے تھے۔ان کے چند عمدہ اشعار یہ ہیں

[illegible]

ترجمہ: دنیا نے لوگوں کو اپنی طرف پکار کر کہا کوئی دنیا میں ہوتا جو سفارش کرتا۔

کم امل خیّبت اماله و جامع بدّدت ما یجمع

ترجمہ: بہت سے تمنا کرنے والوں کو ان کی تمناؤں سے میں نے محروم کر دیا ہے اور بہت سے جمع کر کے رکھنے والوں کے تمام مالوں کو میں نے بکھیر دیا ہے۔

کسی بادشاہ نے ان کو کچھ مال دینے کے لیے کسی سنار کو خط لکھا کہ وہ انہیں دے دے مگر وہ رقم ان کو نہیں پہنچی' تو انہوں نے اس بادشاہ کو خط میں اشعار لکھ کر مال نہ ملنے کی اطلاع دی:

اذا کانت صلاتکم رقاعًا تخطط بالانامل والاکفّ

ترجمہ: جبکہ آپ کی عطائیں پرچیوں کی صورت میں' جو انگلیوں اور ہتھیلیوں سے لکھی جاتی ہیں۔

فلا تجد الرقاع علیّ نفحا فذا خطّی فخذه بالف الف

ترجمہ: تو وہ پرچیاں مجھے کچھ بھی نفع نہیں پہنچائیں گی۔اس لیے کہ تم میری اس تحریر کو دس لاکھ کے عوض لو۔

ان کے وہ اشعار جن میں اپنے کسی دوست کی انتہائی لالچ' بخل اور حرص کی بیماری پر اسے ملامت کرتا ہے:

لنا صاحب من ابرع الناس فی البخل یسمی بفضل وهو لیس بذی فضل

ترجمہ: ہمارا ایک دوست ہے جو بخل میں دوسرے تمام دوستوں سے بڑھا چڑھا ہوا ہے۔اس کا نام تو فضل رکھا گیا ہے' لیکن وہ کسی فضیلت کا حامل نہیں ہے۔

دعانی کما یدعو الصدیق صدیقه فَجئت کما یأتی الی مثله مثلی

ترجمہ: اس نے مجھے اس طرح بلوایا ہے جس طرح ایک دوست اپنے دوست کو بلواتا ہے۔اس لیے میں اس کے پاس اسی طرح آیا جس طرح مجھ جیسا انسان ایسے انسان کے پاس آتا ہے۔

فلما جلسنا للغداء الیه رأیتهٗ یری انما من بعض اعضائه اکلی

ترجمہ: جب ہم اس کے پاس کھانے کو بیٹھے تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اس طرح مجھے دیکھ رہا ہے گویا میں اس کے کسی عضو کو کھا رہا ہوں۔

فیغتاظ اَحیانًا و یشتم عبده فاعلم ان الغیظ والشتم من اجلی

ترجمہ: تو وہ کبھی اپنے غلام پر غصہ ہوتا ہے اور کبھی گالی دیتا ہے' لیکن میں یہ جان رہا ہوں کہ اس کا غصہ ہونا اور گالی گلوچ کرنا صرف میری وجہ سے ہے۔

امد یدی من [illegible] الا کل القمة فیلحظنی شزراً فاعبث بالقفا

ترجمہ: میں آہستگی کے ساتھ اپنا ہاتھ بڑھاتا ہوں اور لقمہ اٹھاتا ہوں لیکن وہ مجھے گھور کر دیکھنے لگتا ہے تو میں سر کی [illegible] کھجانے لگتا ہوں۔

الی ان جنت کفی علی جنایة و ذلك ان الجوع اعدمنی عقلی

ترجمہ: یہاں تک کہ میری ہتھیلی نے مجھ پر ایک ظلم کر لیا' اس طرح پر کہ بھوک نے میری عقل ماردی۔

فاهوت یمینی نحو رجل دجاجة فجرت رجلها کما جرت یدی رجلی

ترجمہ: پس میرا ہاتھ مرغی کے پیر کی طرف بڑھا اور اس کے پیر کو کھینچ لیا جیسا کہ میرے ہاتھ نے میرے پاؤں کو کھینچ لیا۔

اور ان کے عمدہ اشعار میں یہ بھی ہیں:

رحلتم فکم من انة بعد حنة مبینة للناس حزنی علیکم

ترجمہ: تم چلے گئے جس سے کتنا ہی کراہنا اور رونا پڑا۔ اس قدر جو عام لوگوں پر بھی تمہارے سلسلے میں میرے غم کو ظاہر کرنے والا ہے۔

وقد کنت اعتقت الجفون من البکاء فقد ردها فی الرق شوق الیکمْ

ترجمہ: اور میں نے زیادہ روتے رہنے کی وجہ سے اپنے پپوٹوں کو خود مختار بنا دیا تھا۔ لیکن تمہاری طرف میری گردیدگی نے انہیں غلام کی طرف لوٹا دیا ہے۔

ان خلکان نے ان کے ان پسندیدہ اشعار کو منتخب کیا ہے:

فقلت لها بخلت علیّ یقظی فجوری فی المنام لمستهام

ترجمہ: تو میں نے اس سے کہا تم نے مجھ سے میری بیداری میں ملاقات کرنے میں بخالت سے کام لیا۔ اس لیے تم اپنے عاشق کے لیے خواب ہی کی حالت میں سخاوت کرو۔

فقالت لی و مرت تنام ایضًا و تطمع ان ازودك فی المنام

ترجمہ: تب اس نے مجھ سے کہا اور تم بھی سونے لگے ہو' پھر بھی تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری نیند میں میں تمہاری زیارت کروں۔

اور کہا ہے کہ ان کا لقب جحظۃ عبداللہ بن المعتز نے رکھا ہے' کیونکہ دیکھنے میں ان کی آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے بدصورت تھے۔ کسی نے ان کی ہجو کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

ببیت جحظة تسعین جحوظةً من فیل شطرنج و من سرطان

ترجمہ: جحظہ کے گھر سے تم اُبھرنے کی کوشش کرتے ہو' شطرنج کے ہاتھی اور کیکڑے کے مقابلہ میں۔

و ارحمنا لمنا دمیة تحملوا الم السعیون للذة الاذان

ترجمہ: ہائے رحم ہو اس کے ہم نشینوں پر کہ انہوں نے کانوں کی لذت پہنچانے کے خیال سے آنکھوں کی بھی تکلیف

برداشت کی۔

ان کی وفات واسط میں سن تین سو چوبیس یا پچیس ہجری میں ہوئی ہے۔

ابن المفلس الفقیہ الظاہری:

بہت مشہور شخص ہیں' ان کی اپنے مذہب میں کئی مفید کتابیں تصنیف شدہ ہیں۔ ابوبکر بن داؤد سے علم فقہ حاصل کیا ہے اور عبداللہ بن احمد بن حنبل' علی بن داؤد القنطری اور ابوقلابہ الریاشی وغیرہم سے احادیث سنی ہیں۔ یہ ثقہ' فقیہ اور فاضل بھی تھے۔ یہی وہ ہیں جس نے ان علاقوں میں داؤد کے مذہب کو پھیلایا ہے' سکنہ میں وفات پائی ہے۔

ابوبکر بن زیاد:

النیسابوری عبداللہ بن محمد بن زیاد بن واصل بن میمون ابوبکر الفقیہ' جوشافعی المذہب' اور نیشا پور کے رہنے والے تھے۔ ابان بن عثمان کے غلام تھے۔ عراق' شام اور مصر کا سفر کیا' اور بغداد کو اپنا مسکن بنایا۔ محمد بن یحییٰ الذہلی عباس الدوری کے علاوہ اور بھی لوگوں سے روایت حدیث کی ہے۔ اور ان سے دارقطنی کے علاوہ کئی دوسرے حفاظ نے روایت کی ہے۔

دارقطنی نے کہا ہے کہ ہمارے مشائخ میں ان کے مقابلہ میں کوئی دوسرے سندوں اور متنوں کے زیادہ حافظ نہیں دیکھے گئے۔ مشائخ کے اندر یہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ مزنی اور ربیع جیسے محدثین کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے۔

عبداللہ بن بطہ نے کہا ہے کہ ہم بہت سے ابن زیاد کی مجلس میں شریک ہوتے تھے' صرف روشنائی اور دوات لے کر آنے والوں کا شمار کرنے سے وہ تیس ہزار سے زائد ہو جاتے تھے۔ اور خطیب نے کہا ہے کہ ابوسعید المالینی نے ہم سے بیان کیا ہے کہ ہم سے یوسف بن عمر بن مسرور نے بیان کیا ہے کہ میں نے ابوبکر بن زیاد نیشاپوری سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو چالیس برس مسلسل بھوکا سویا ہے' وہ ہر روز صرف پانچ دانوں کو خوراک بنایا کرتے تھے۔ اور صبح کی نماز' عشاء کے وضو سے پڑھا کرتے تھے۔ پھر کہتے' میں ہی وہ ہوں جو ایسا کرتا تھا۔ عبدالرحمٰن یعنی اپنے بیٹے کی ماں (بیوی) کے آنے سے پہلے پھر جس نے میری شادی کرائی تھی' اس سے میں کہتا' یہ کیا ہو گیا۔ پھر کہا' ایسا کرنے میں بھی میں نیکی کا ارادہ رکھتا تھا (اتباع سنت) چھیاسی برس کی عمر پا کر اسی سال وفات پائی۔

عفان بن سلیمان:

بن ایوب ابوالحسن التاجر۔ مصر میں اقامت کی' اور وہاں محدثین اور ان کے خاندان والوں کے لیے کئی گھر وقف کر دیئے۔ رحمہم اللہ۔ یہ تاجر پیشہ اور دنیا میں بڑے مالدار تھے۔ حکام میں ان کی نیکی کی وجہ سے ان کی گواہی معتبر ہوتی تھی۔ اس سال ماہ شعبان میں وفات پائی۔

ابوالحسن الاشعری:

یہ بغداد آئے' اور زکریا بن یحییٰ الساجی سے حدیث اور ابن سریج سے علم فقہ سیکھا۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ وہ شیخ ابو

اسحاق المروزی کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ یہ اشعری ابتداء مسلکاً معتزلی تھے۔ بعد میں اس سے برسرِ منبر توبہ کا اعلان کیا۔ پھر معتزلہ کی خرابیاں اور برائیاں بیان کرنے لگے اور ان کی مختصر اور مطول ہر قسم کی لکھی ہوئی کتابیں تھیں۔ ابن حزم نے بیان کیا ہے کہ ان کی پچپن تصنیفات تھیں۔ اور بیان کیا ہے کہ ان کی سالانہ آمدنی سترہ ہزار درہم تھی۔ بہت زیادہ حسن مذاق کرتے تھے انہوں نے سن دوسوستر اور دوسرے قول میں تین سوتیس سے کچھ زائد میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

محمد بن الفضل:

بن عبداللہ ابو ذر تمیمی جرجان کے رئیس تھے' بہت سے لوگوں سے روایتیں سنیں' شافعی المذہب کے فقیہ تھے۔ ان کا گھر تمام علماء کے اکٹھے ہونے کی جگہ تھی۔ اپنے زمانہ کے طالب علموں کو بہت زیادہ دادو دہش کیا کرتے تھے۔

ہارون بن المقتدر:

جو خلیفہ راضی کے بھائی تھے۔ اس سال ماہِ رمضان میں وفات پائی جس کی بناء پر اس کے بھائی راضی کو بہت زیادہ دلی دُکھ ہوا۔ اور اسی وجہ سے اس کے معالج بختیشوع بن یحییٰ کو انبار کی طرف نکال دینے کا حکم دیا تھا' کیونکہ یہ خیال ہو گیا تھا کہ اس نے علاج میں لاپرواہی برتی تھی۔ مگر بعد میں اس راضی کی ماں کی سفارش سے فیصلہ واپس لے لیا۔

واقعات ـــ ۳۲۵ھ

اِس سال ماہِ محرم میں خلیفہ راضی اور امیر الامراء محمد بن رائق دونوں ایک ساتھ واسط جانے کے ارادہ سے اہواز کے نائب حاکم ابوعبداللہ البریدی سے قتال کرنے کی غرض سے نکلے' کیونکہ وہاں اس نے سرکشی کی تھی' اور خراج دینا بند کر دیا تھا' جب امیر الامراء وہاں پہنچے تو لوگ ان کے مقابلہ کو نکلے' اور قتال شروع کر دیا۔ ان سے نمٹنے کے لیے بجکم کو ان پر مسلط کر دیا' جس نے انہیں کچل دیا۔ اور ان شکست خوردوں کو بغداد کی طرف بھاگنے پر مجبور کیا۔ وہاں کے کوتوال نے آگے بڑھ کر انہیں گھیر لیا' اور ان میں سے اکثر کو قید کر دیا اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا۔ اور اب ان میں سے کوئی بھی سر اُٹھانے والا باقی نہ رہا۔ اور بیت المال سے ان کے تمام وظیفے بھی ختم کر دیئے اور ابوعبداللہ البریدی کی سرکوبی کے لیے خلیفہ نے ابن رائق کو بھیج دیا۔

بالآخر سالانہ تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار دینے پر وہ راضی ہو گیا۔ جنہیں علیحدہ علیحدہ تین قسطوں میں بھیجا کرے گا۔ علاوہ ازیں عضد الدولہ بن بویہ سے قتال کے لیے وہ کچھ فوج کا انتظام کیا کرے گا۔ اس کے بعد خلیفہ جب بغداد کو لوٹ آئے' تو اس نے نہ کوئی رقم بھیجی' اور نہ ہی کسی انسان کو بھیجا۔ تب ابن الرائق نے دوبارہ بجکم اور بدر الحسینی کو بریدی کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا۔ اس وقت ان لوگوں نے زبردست لڑائیاں اور ہنگامے کیے' اور بھی کچھ طویل معاملات ناقابل ذکر سامنے آئے۔ اس کے بعد مجبوراً بریدی نے عماد الدولہ سے پناہ لی اور بجکم کو اہواز کے علاقوں کا ذمہ دار بنا دیا۔ اور ابن الرائق نے وہاں کے خراج کا ذمہ دار اسی کو بنا دیا۔ بجکم بہت زبردست بہادر تھا۔ ربیع الاوّل کے مہینہ میں خلیفہ نے بجکم کو خلعت دیا اور اسے بغداد کا حاکم بنا دیا۔ اور شرق میں خراسان کا نائب حاکم بنایا۔ اس سال مشہور لوگوں میں ابوحامد بن الشرقی کا انتقال ہوا۔

احمد بن محمد بن الحسن:

ابو حامد الشرقی۔ سن دو سو چالیس ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ یہ حافظ حدیث بڑے رتبہ کے بہت زیادہ حفظ کرنے والے تھے۔ اسی طرح حج بھی بار ہا کر چکے تھے۔ مختلف شہروں اور علاقوں کا سفر کیا' بڑے بڑے محدثین سے روایتیں سنیں۔ ابن خزیمہ نے ان کی طرف ایک دن دیکھ کر کہا تھا کہ ابو حامد کی زندگی لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کے خلاف جھوٹ بولتے رہنے میں گزرتی ہے۔

عبداللہ بن محمد:

بن سفیان ابوالحسن الخزاز النحوی' مبرد اور ثعلب سے روایات بیان کی ہیں۔ علومِ قرآن کے اندر قیمتی فوائد پر مشتمل ان کی کئی تصنیفات ہیں۔

محمد بن اسحاق:

ابن یحیٰی ابوالطیب النحوی' ابوالوفاء نے کہا ہے حدیث کے اندر ان کی عمدہ تصنیفات ہیں۔ حارث بن ابی المبرد' اسامہ اور ثعلب وغیرہم سے احادیث بیان کی ہیں۔

محمد بن ہارون:

ابوبکر العسکری' جو ابوثور کے مذہب کے فقیہ تھے۔ حسن بن عرفہ عباس الدوری' دارقطنی اور آجری وغیرہم سے روایت کی ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۳۲۶ھ

اِس سال بادشاہِ رُوم کی طرف سے خلیفہ راضی کے نام ایک ایسا خط آیا' جس کا اصل مضمون تو خط رومی میں تھا۔ لیکن اس کی تفسیر زبانِ عربی میں سے تھے۔ زبان رومی سونے سے لکھی ہوئی تھی' لیکن زبان عربی چاندی سے لکھی گئی تھی۔ جس کا ماحصل دونوں قوموں میں امن سکون کے ساتھ رہنے کا مطالبہ تھا۔ اور اس خط کے ساتھ اس نے بہت سے ہدایا اور تحائف وغیرہ بھی بھیجے تھے' اس لیے خلیفہ نے اس رومی کی بات مان لی' اور مسلمانوں کے چھ ہزار قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔

اس سال وزیر ابوالفتح بن الفرات بغداد سے شام کو چلا گیا اور وزارت چھوڑ دی' اس کی جگہ پر ابوعلی مقلہ کو مقرر کر دیا گیا۔ اس وقت حکومت انتہائی کمزور ہو چکی تھی۔ ابن رائق کے ساتھ اس کا کسی قسم کا تعلق نہ تھا۔ اب ابن رائق سے یہ مطالبہ کرنے لگا کہ اپنی تمام مللکتیں اس کے حوالہ کر دے۔ لیکن وہ ٹال مٹول کرنے لگا۔ اس لیے بحکم کو خط لکھ کر بغداد میں رہنے کی لالچ دلائی کہ یہ معاملہ ابن مقلہ کے عوض ہو۔ اور ابن مقلہ نے بھی خلیفہ کے پاس خط لکھا کہ ابن رائق اور ابن مقاتل دونوں [illegible] عوض وہ انہیں دو ہزار دینار دے گا۔ اس کی خبر ابن رائق کو ہوگئی تو اس نے اسے پکڑ لیا

اس نے اس کے ہاتھ کو کاٹ ڈالا۔ اور کہا یہی شخص اس علاقہ میں سب سے زیادہ فسادی ہے۔ پھر یہ راضی کی خوشامد کرنے لگا تاکہ وہ اسے اپنا وزیر بنالے اور یہ کہ ہاتھ کٹے ہوئے سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ کیونکہ لکھنے کا کام اپنے کٹے ہوئے ہاتھ پر باندھ کر کرسکتا ہے۔

وزیر ابن مقلہ کے حالات اور اس کے عبرتناک واقعات:

پھر ابن رائق کو یہ خبر ملی کہ وہ ساری باتیں لکھ کر بحکم کو بتا رہا ہے اور اسے ان کے خلاف دعوت دے رہا ہے۔ لہٰذا اسے اب پکڑ کر اس کی زبان کاٹ ڈالی' اور ایک تنگ جگہ میں اسے مقید کر دیا۔ کسی کو اس کی خدمت کے لیے بھی نہ چھوڑا۔ لیکن وہ اسی صورت سے اپنے پانی پینے کا کام چلاتا رہا' اور بالٹی بائیں ہاتھ سے کھینچتا' پھر منہ سے اسے پکڑتا' پھر بائیں ہاتھ سے کھینچتا۔ اسی طرح پانی اوپر لے آتا' اور اس سے پی لیتا اور سیراب ہو جاتا۔ مگر وہ اس جگہ بڑا انتہائی' ناقابل برداشت تکلیفیں جھیلتا رہا۔ بالآخر اس جگہ تنہا پڑا پڑا مر گیا اور اس میں اسے دفن کر دیا گیا۔ لیکن اس کے گھر والوں کی فرمائش پر دوسری جگہ دفن کیا گیا۔ پھر وہاں سے تیسری جگہ منتقل کیا گیا۔ اس کے اس قصہ میں کئی واقعات سامنے آئے۔ ان میں سے یہ ہے کہ اسے تین بار وزیر بنایا گیا' اور تین بار معزول کیا گیا۔ اور تین خلفاء سے اسے عہدے ملے' اور تین بار دفن کیا گیا۔ دور دور کے بہت سفر کیے۔ دو مرتبہ اسے نکالا گیا اور ایک مرتبہ موصل کا سفر کیا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اسی سال بحکم بغداد آیا تو خلیفہ راضی نے ابن رائق کی جگہ پر امیر الامراء کے عہدے پر مامور کر دیا۔ حالانکہ یہ بحکم' ابو علی العارض ماکان بن کالی الدیلمی وزیر کے غلاموں میں سے تھا اس موقع پر بحکم نے یہ فرمائش کی کہ پہلے وزیر کی ساری چیزیں اسے دے دی جائیں اور اسے وہ ساری چیزیں دے دی گئیں۔ پھر بھی یہ اپنی ساری چیزیں چھوڑ کر مرداویج سے جاملا۔ پھر یہ بھی ان لوگوں میں شامل ہوگیا' جنہوں نے اسے غسلخانہ میں بند کر کے قتل کیا تھا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

جب خلیفہ نے اسے امیر الامراء کے عہدہ پر مامور کیا تو اسے مونس خادم کے گھر میں رہنے کو جگہ دی اور اس کی عزت اور اختیارات میں بہت زیادتی ہوگئی اور ابن رائق وہاں سے نکل گیا۔ اس کی کل مدتِ وزارت ایک برس دس ماہ سولہ دن کی ہوئی تھی۔

اس سال عماد الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو بھیجا' جس نے ابو عبداللہ البریدی کے لیے اہواز پر قبضہ کیا۔ اور بحکم کے قبضہ سے اسے چھین لیا۔ پھر اس کو وہ جگہ لوٹا دی۔

اسی سال دشمکیر الدیلمی ایک حاکم لشکری آذربائیجان کے علاقوں پر غالب آ گیا اور اسے رستم بن ابراہیم الکردی سے جو ابن الساج کے ماننے والوں میں سے تھا' چھین لیا۔ اس سال قرامطہ کے آپس کے حالات بہت بگڑ گئے تھے' اور آپس میں زبردست قتل وقتال ہوا تھا۔

اسی وجہ سے دوسرے علاقوں میں لوٹ مار اور خون ریزی بالکل نہ کر سکے' اور اپنے شہر ہجر میں ہی بند رہے۔ کسی دوسری جگہ جانے کی ہمت بھی نہ کر سکے تھے۔ فللّٰہ الحمد والمنة.

اس سال احمد بن زیاد بن عبدالرحمٰن الاندلسی کا انتقال ہوگیا ان کے والد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور یہی وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے فقہ مالکی کو اُندلس میں داخل کیا۔ انہیں عہدۂ قضاء پیش کیا گیا تھا' مگر اسے قبول نہیں کیا۔

واقعات ـــــ ۳۲۷ھ

اِس سال ماہِ محرم میں راضی امیر المؤمنین موصل گئے۔ ناصر الدولہ بن عبداللہ بن حمدان سے قتال کے لیے جو کہ وہیں نائب حاکم تھے۔ اور آگے آگے امیر الامراء اور بحکم اور قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن محمد بن یوسف تھے۔ اور اپنا قائم مقام بغداد میں اپنے لڑکے قاضی ابونصر یوسف بن عمر کو جو کہ منصبِ قضاء میں تھے' امورِ خلافت کا بھی ذمہ دار بنا دیا تھا۔ علمی لحاظ سے وہ فاضل اور بڑے عالم تھے۔ بحکم نے موصل پہنچتے ہی حسن بن عبداللہ بن حمدان پر حملہ کر دیا۔ آخر بحکم بن حمدان کو شکست دے دی۔ اور خلیفہ موصل اور جزیرہ کے ہی علاقہ میں ٹھہر گیا اور وہیں انتظام سنبھالا۔ ایسے موقع کو محمد بن رائق نے بہت ہی غنیمت جانا کہ خلیفہ بغداد سے بہت دور ہے اس لیے وہ ایک ہزار قرامطی فوجوں کو لے کر بغداد میں داخل ہوگیا' اور ہنگامہ وفساد برپا کر دیا۔ البتہ دار الخلافہ پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ پھر خلیفہ کے پاس مصالحت اور کیے ہوئے مظالم سے درگزر چاہنے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجا۔

چنانچہ اس کی درخواست قبول کر لی گئی' اور اس کے پاس قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن یوسف کو بھیجا۔ ادھر ابن رائق بغداد سے نکل گیا۔ اور خلیفہ جمادی الاولی میں بغداد واپس آ گیا۔ جس سے سارے مسلمان خوش ہو گئے اور آذر بائیجان مطابق ماہ جمادی الاولی کی پہلی رات مغرب کے قریب زبردست بارش ہوئی' اور بڑے بڑے اولے برسے۔ ہر اولے کا وزن دو اوقیہ (اکیس تولے کا) تھا۔ اور بارش دیر تک ہوتی رہ' جس کی وجہ سے بغداد کے بہت سے مکانات برباد ہو گئے' اور اس سال ٹڈیاں بھی بکثرت نکلیں۔ اور عراقی راستہ سے بھی اس سال حجاج حج کو گئے جو تین سو سترہ سے اس سال اور اس سال تک موقوف تھا۔ جس کے لیے شریف ابوعلی محمد بن یحییٰ نے قرامطہ سے سفارش کی۔ کیونکہ وہ لوگ اس کی بہادری اور اس کی شجاعت کی وجہ سے اسے بہت مانتے تھے۔ ان سے یہ طے کیا تھا وہ ان حاجیوں کو پریشان نہ کریں اور ہر اُونٹ سے پانچ دینار اور ہر محمل سے سات دینار لیں گے' جس پر وہ سب متفق ہو گئے' چنانچہ وہ لوگ اس شرط کے مطابق حج کو گئے تھے۔ ان جانے والوں میں ایک شیخ ابوعلی بن ابوہریرہ بھی تھے جو شافعی المذہب کے ایک بڑے امام تھے۔ جب یہ ان لوگوں کے قریب سے گزرنے لگے تو انہوں نے ان سے بھی حسب دستور ٹیکس کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے فوراً اپنے اُونٹ کی نکیل دوسری طرف موڑ دی' اور واپس چلے آئے۔ اور یہ کہنے لگے کہ میں بخل کی وجہ سے واپس نہیں ہوا ہوں۔ بلکہ ان کے ٹیکس کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے مجھ پر سے حج کی فرضیت ساقط ہو گئی۔

اس سال احمد بن زیاد بن عبدالرحمٰن الاندلسی کا انتقال ہو گیا۔ ان کے والد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ اور یہی وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے فقہ مالکی کو اُندلس میں داخل کیا۔ انہیں عہدۂ قضاء پیش کیا گیا تھا' مگر اسے قبول نہیں کیا۔

واقعات ـــــ ۳۲۷ھ

اس سال ماہِ محرم میں راضی امیر المؤمنین موصل گئے۔ ناصر الدولہ بن عبداللہ بن حمدان سے قتال کے لیے جو کہ وہیں نائب حاکم تھے۔ اور آگے آگے امیر الامراء اور بحکم اور قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن محمد بن یوسف تھے۔ اور اپنا قائم مقام بغداد میں اپنے لڑکے قاضی ابونصر یوسف بن عمر کو جو کہ منصبِ قضاء میں تھے' امورِ خلافت کا بھی ذمہ دار بنا دیا تھا۔ علمی لحاظ سے وہ فاضل اور بڑے عالم تھے۔ بحکم نے موصل پہنچتے ہی حسن بن عبداللہ بن حمدان پر حملہ کر دیا۔ آخر بحکم بن حمدان کو شکست دے دی۔ اور خلیفہ موصل اور جزیرہ کے ہی علاقہ میں ٹھہر گیا اور وہیں انتظام سنبھالا۔ ایسے موقع کو محمد بن رائق نے بہت ہی غنیمت جانا کہ خلیفہ بغداد سے بہت دور ہے اس لیے وہ ایک ہزار قرامطی فوجوں کو لے کر بغداد میں داخل ہو گیا' اور ہنگامہ وفساد برپا کر دیا۔ البتہ دار الخلافہ پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ پھر خلیفہ کے پاس مصالحت اور کیے ہوئے مظالم سے درگزر چاہنے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجا۔

چنانچہ اس کی درخواست قبول کر لی گئی' اور اس کے پاس قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن یوسف کو بھیجا۔ ادھر ابن رائق بغداد سے نکل گیا۔ اور خلیفہ جمادی الاولی میں بغداد واپس آ گیا۔ جس سے سارے مسلمان خوش ہو گئے اور آذربائیجان مطابق ماہ جمادی الاولی کی پہلی رات مغرب کے قریب زبردست بارش ہوئی' اور بڑے بڑے اولے برسے۔ ہر اولے کا وزن دو اوقیہ (اکیس تولے کا) تھا۔ اور بارش دیر تک ہوتی رہ' جس کی وجہ سے بغداد کے بہت سے مکانات برباد ہو گئے' اور اس سال ٹڈیاں بھی بکثرت نکلیں۔ اور عراقی راستہ سے بھی اس سال حجاج حج کو گئے جو تین سو سترہ سے اس سال اور اس سال تک موقوف تھا۔ جس کے لیے شریف ابوعلی محمد بن یحییٰ نے قرامطہ سے سفارش کی۔ کیونکہ وہ لوگ اس کی بہادری اور اس کی شجاعت کی وجہ سے اسے بہت مانتے تھے۔ ان سے یہ طے کیا تھا وہ ان حاجیوں کو پریشان نہ کریں اور ہر اُونٹ سے پانچ دینار اور ہر محمل سے سات دینار لیں گے' جس پر وہ سب متفق ہو گئے' چنانچہ وہ لوگ اس شرط کے مطابق حج کو گئے تھے۔ ان جانے والوں میں ایک شیخ ابوعلی بن ابو ہریرہ بھی تھے جو شافعی المذہب کے ایک بڑے امام تھے۔ جب یہ ان لوگوں کے قریب سے گزرنے لگے تو انہوں نے ان سے بھی حسب دستور ٹیکس کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے فوراً اپنے اُونٹ کی نکیل دوسری طرف موڑ دی' اور واپس چلے آئے۔ اور یہ کہنے لگے کہ میں بخل کی وجہ سے واپس نہیں ہوا ہوں۔ بلکہ ان کے ٹیکس کا مطالبہ کرنے کی وجہ سے مجھ پر سے حج کی فرضیت ساقط ہو گئی۔

اس سال اندلس میں ایک زبردست فتنہ برپا ہوا' جس کی وجہ یہ ہوئی کہ حاکم اندلس عبدالرحمٰن الاموی نے جس کا لقب الناصر الدین اللہ تھا۔ اپنے وزیر احمد کو قتل کر دیا۔ اس قتل سے اس کا بھائی امیہ بن اسحاق بہت غصہ ہوا جو کہ شنترین شہر کا نائب حاکم تھا۔ انتہائی غصہ کی وجہ سے وہ مرتد ہو کر نصاریٰ کے شہروں میں چلا گیا اور ان کے بادشاہ ادمیر سے مل کر انہیں مسلمانوں کے خفیہ راز بتانے لگا۔ اس لیے وہ جلالقہ کا ایک بڑا لشکر لے کر ان پر حملہ کے لیے آ گیا' ادھر عبدالرحمٰن بھی ان کے مقابلہ کے لیے نکلا' دونوں میں زبردست مقاتلہ ہوا اور جلالقہ میں سے بہت سے لوگ مارے گئے۔ پھر ان لوگوں نے مسلمانوں پر پلٹ کر حملہ کیا اور اتنے ہی مسلمانوں کو قتل کر دیا جتنے ان کے قتل کیے گئے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے جلالقہ پر متواتر حملے جاری رکھے' اور ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نتیجہ کے طور پر امیہ بن اسحاق اپنی گزشتہ حرکتوں پر سخت شرمندہ ہوا اور عبدالرحمٰن سے امان چاہی' چنانچہ اسے امان دے دیا۔ اور وہ جب اس کے سامنے آیا' اس کو بوسہ دیا' اور اس کا احترام کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الحسن بن القاسم:

بن جعفر بن رحیم ابوعلی الدمشقی۔ یہ محدثین کی اولاد سے ہیں' خود اخبار و روایات سے تعلق رکھتے تھے' اور اس میں ان کی کئی تصنیفات ہیں۔ عباس بن الولید البیروتی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ اس سال ماہ محرم میں مصر کے اندر وفات پائی ہے' اسی برس سے زیادہ عمر پائی ہے۔

الحسین بن القاسم:

بن جعفر بن محمد بن بشر ابوعلی الکوکبی الکاتب۔ فن اخبار و آداب سے متعلق تھے۔ احمد بن ابی خیثمہ' ابوالعینا اور ابن ابی الدنیا سے روایت کی ہے' اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

عثمان الخطاب:

بن عبداللہ ابوعمرو البلوی' المغربی الاشج' بھی ابوالدنیا کی کنیت سے مشہور ہیں۔ یہ صاحب سن تین سو ہجری کے بعد بغداد آئے۔ اور اس بات کا دعویٰ کیا تھا کہ یہ پہلے خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں' اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ یہ اپنے والد کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں بہت زیادہ پیاس لگی' تو اپنے والد کے لیے پانی کی تلاش میں نکل گئے۔ تو ایک چشمہ نظر آیا۔ اس میں خود پیا' غسل کیا اور اپنے والد کے لیے پانی لے کر چلے' پہنچ کر دیکھا کہ والد انتقال کر چکے ہیں۔ اس سے فراغت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچ کر یہ چاہا کہ ان کے گھٹنوں کو بوسہ دیں' کہ

سواری نے انہیں گرا دیا۔ جس سے ان کے سر میں زخم آ گیا اور شانہ پر گیا۔ اس وجہ سے یہ اشج کہلانے لگے۔

ان کے اس دعویٰ کو بالآخر ایک جماعت نے مان بھی لیا اور ان سے کچھ لوگ ایک نسخہ کی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے احادیث منقول ہیں۔ ان لوگوں میں حافظ محمد بن احمد بن المفید ہیں۔ اور وہ ان احادیث کو ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان پر شیعہ ہونے کا الزام ہے۔

اسی بناء پر انہوں نے ان روایتوں کے بارے میں چشم پوشی سے کام لیا ہے کہ وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لیکن اگلے پچھلے آج تک تمام محدثین ان کو اس میں جھٹلاتے ہیں۔ اور سب اس بات کی تصریح کرتے ہیں کہ جس نسخہ کی انہوں نے روایت کی ہے وہ پورا نسخہ موضوع ہے۔ اور نہ ماننے والوں میں ابو طاہر احمد بن محمد السّلفی ہیں' ان کے علاوہ ہمارے وہ تمام شیوخ ہیں' جن کو ہم نے پایا ہے۔ علامۃ الامیر شیخ الاسلام ابو العباس بن تیمیہ' علامہ ابو الحجاج مزنی' حافظ مورخ اسلام ابو عبداللہ الذہلی ہیں۔ میں نے اس بحث کو اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کیا ہے۔ فللہ الحمد والمنة.

مفید نے کہا ہے کہ مجھے یہ خبر معلوم ہوئی ہے کہ یہ اشج سن تین سو ستائیس ہجری میں وفات پائے ہیں۔ یہ اپنے شہر کو لوٹ گئے تھے۔ واللہ اعلم

محمد بن جعفر بن محمد:

بن سہل ابوبکر الخرائطی' جو بہت سی تصنیفوں کے مالک ہیں' ان کا خاندان سر من رای کا ہے اور ملک شام جا کر بس گئے اور وہیں حسن بن عرفہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

اِس سال جن لوگوں نے وفات پائی' ان میں یہ ہیں:

الحافظ الکبیر بن الحافظ الکبیر:

ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ہیں جن کی کتاب کتاب الجرح والتعدیل مشہور ہے' یہ کتاب اپنے موضوع کی اہم ترین تصنیف ہے۔ اور ایک کتاب التفسیر الحافل ہے' جو النقل مفید الکامل پر مشتمل ہے۔ تفسیر ابن جریر الطبری وغیرہ آج تک کے دوسرے مفسرین سے زیادہ تفسیر ہے۔ ایک اور کتاب ہے' کتاب العلل' جس کی تصنیف اور ترتیب فقہی ابواب پر مشتمل ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی مفید ترین تصنیفات ہیں' یہ بڑے ہی عابد' زاہد' پرہیز گار' دیندار اور بہت زیادہ مشہور کرامتوں والے ہیں۔

ایک مرتبہ انہوں نے نماز پڑھا کر جب سلام پھیرا' تو ان سے ایک مقتدی نے یہ شکایت کی کہ آپ نے نماز بہت طویل کر دی۔ ایک سجدہ میں ستر مرتبہ تسبیح پڑھی۔ تو جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے تو اس میں صرف تین بار تسبیح پڑھی تھی۔

کسی سرحدی شہر کی ایک دیوار گر گئی تھی' تو انہوں نے لوگوں کو اس کے بنانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا' جلدی بناؤ۔ لیکن اس کہنے کے باوجود لوگوں میں سستی دیکھی' تو یہ بولے جو اسے بنوائے گا' میں اللہ کے پاس اس کی جنت کی ضمانت لیتا ہوں۔ یہ

بات سننے ہی ایک تاجر نے کہا آپ اس ضمانت کی تحریر لکھ دیں میری طرف سے اس کام کے لیے ہزار دینار قبول فرمائیں۔
تب انہوں نے اس مضمون کا پرچہ لکھ کر اسے دے دیا اور وہ دینار بن گئی۔

اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہی اس تاجر کا انتقال ہو گیا۔ جب لوگ اس کے جنازہ کے قریب پہنچے تو اس کے کفن سے ایک پرچہ نکل کر اڑ گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ وہی پرچہ تھا جو ابن ابی حاتم نے اسے لکھ کر دیا تھا۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ اس کی پیٹھ پر اس پرچہ کا مضمون لکھا ہوا ہے۔ ہم نے تمہارے مہمان کو مان لیا ہے۔ اور آئندہ ایسا نہ کرو۔ واللہ سبحانہ اعلم

واقعات ــــ ۳۲۸ھ

ابن الجوزی نے اپنی کتاب منتظم میں لکھا ہے کہ ابتدائے ماہِ محرم میں فضا میں اتر پچھم کے کناروں میں زبردست سرخی اُٹھی، جس میں بہت زیادہ تعداد میں بڑے بڑے سفید ستون نظر آئے تھے۔

اور اس سال یہ خبر پہنچی کہ رکن الدولہ ابوعلی الحسن بن بویہ واسط پہنچ چکا ہے۔ خبر سنتے ہی وہ بحکم کو لے کر اس کے مقابلہ کو نکلا تو وہ ڈر کر وہاں سے اہواز کی طرف لوٹ گیا تو لوگ بھی بغداد واپس لوٹ آئے۔

اسی سال رکن الدولہ بن بویہ اصبہان شہر کا بادشاہ بن بیٹھا۔ جسے اس نے مرداویج کے بھائی وشمگیر سے چھین لیا تھا۔ کیونکہ اس وقت وہاں فوجیوں کی تعداد بہت کم تھی۔

اسی سال شعبان کے مہینہ میں دجلہ میں پانی بہت بڑھ کر مغربی جانب پھیل گیا تھا۔ جس کی وجہ سے بہت سے مکانات گر پڑے تھے۔ اور انبار کے علاقوں میں دریا کے کنارے کنارے بہت جگہوں پر دراڑ پڑ گئے تھے، جس سے بہت سے دیہات ڈوب گئے اور اس وجہ سے جنگل کے بہت سے درندے اور حیوانات بھی ہلاک ہو گئے تھے۔

اسی سال بحکم نے سارہ بنت عبداللہ البریدی سے نکاح کیا تھا۔ اور محمد بن احمد بن یعقوب وزیر اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ پھر وہ سلیمان بن الحسن کو وزارت دے کر علیحدہ ہو گیا۔ اور بریدی نے واسط کے شہروں اور تمام چیزوں کو چھ لاکھ دینار کے عوض لے لیا تھا۔

اسی سال قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن محمد بن یوسف کی وفات ہو گئی اور ان کی جگہ ان کے لڑکے ابونصر یوسف بن عمر بن محمد بن یوسف کو قائمقام بنا دیا گیا۔ اور خلیفہ راضی نے پچیسویں شعبان اور جمعرات کو انہیں خلعت بخشا۔ اور جب ابوعبداللہ البریدی واسط کے علاقہ میں گیا تو اس نے بحکم کو پہاڑی علاقوں کی طرف آنے کی ترغیب دی تا کہ اسے فتح کر کے دونوں مل کر اہواز پر حملہ کر کے اس علاقہ کو عمادالدولہ بن بویہ سے نجات دلائیں۔ اس سے اس کا اصل مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ بحکم کو بغداد سے باہر نکال کر خود بغداد پر قبضہ کر لے۔ جب بحکم اپنے لشکر کو لے کر بغداد سے نکلا۔ اسے بریدی کی بدنیتی اور مکاری کی خبر مل گئی تو وہ فوراً بغداد واپس لوٹ آیا۔ اور فوراً بہت بڑا لشکر لے کر اس کے چاروں طرف پھیل کر اسے گھیرے میں اس طرح لیا کہ

اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے بریدی کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔

اتفاق سے کہ جاتے ہوئے راستے میں ایک کشتی میں بجکم اور اس کا منشی دونوں بیٹھے ہوئے جا رہے تھے کہ ایک ایسی کبوتری گری کہ اس کی دم میں ایک خط بندھا ہوا تھا۔ بجکم نے فوراً اس خط کو لے کر پڑھا' تو معلوم ہوا کہ اس کے اس منشی نے اسی خط سے بجکم کے اس سفر کے ارادہ پر بریدی کو مطلع کرنا چاہا تھا۔ جب اس نے اس منشی سے اس خط کے بارے میں دریافت کیا تو اس کے لیے اقرار کے علاوہ چارہ نہ تھا۔ اس لیے فوراً قتل کر کے دجلہ میں بہا دیا گیا۔ اور بریدی کو جب بجکم کے ارادہ کی خبر ملی تو وہ فوراً بصرہ کی طرف بھاگا۔ پھر وہاں سے نکل کر کسی دوسرے علاقہ میں چلا گیا۔

اس موقع پر بجکم نے واسط کے علاقوں پر قبضہ جما لیا۔ لیکن دیلم نے بجکم کے اس بقیہ لشکر پر حملہ کیا جو ابھی تک پہاڑوں کے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس لیے وہ لوگ بھاگ کر بغداد پہنچ گئے۔

اس سال محمد بن رائق نے شام کے علاقوں پر قبضہ کیا۔ اس طور پر کہ اس نے حمص پہنچ کر اس پر قبضہ کیا۔ پھر دمشق آیا' جبکہ بدر بن عبداللہ الماخشیہ جو بدر الاخشید سے مشہور تھا اور یہی محمد بن طغج بھی تھا وہاں حاکم تھا۔ ابن رائق نے اسے دمشق سے بجبر نکال دیا تھا۔ اور علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ پھر یہ ابن رائق اپنے لشکر کو لے کر رملہ گیا اور اس پر بھی قبضہ کیا۔ پھر عریش مصر جا کر وہاں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ محمد بن طغج الاخشید سے مقابلہ ہو گیا' اور زبردست لڑائی ہوئی۔

بالآخر ابن رائق نے اسے شکست دے دی' اور اس کے آدمی وہاں لوٹ مار میں مشغول ہو گئے۔ اور خیام المصریین میں پڑاؤ ڈالا۔ اس وقت مصریوں نے ان پر دوبارہ حملہ کر دیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ تب ابن رائق اپنے ستر آدمیوں کو لے کر وہاں سے بھاگا۔ اور انتہائی بدترین حالت میں دمشق پہنچا۔ وہاں ابن طغج نے اپنے بھائی نصر بن طغج کو لشکر دے کر بھیجا' تو چوتھی ذی الحجہ کو لجون کے پاس ان لوگوں میں لڑائی ہوئی۔ تب ابن رائق نے مصریوں کو شکست دے دی۔ ان مقتولوں میں اخشید کا بھائی بھی تھا' جسے ابن رائق نے غسل اور کفن دیا' اور اس کے بھائی کے پاس اسے مصر میں بھیج دیا۔ اور اپنے لڑکے کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔ اور ایک خط لکھ کر اس کے پاس بھیج دیا۔ جس میں قسم کھاتے ہوئے یہ لکھا تھا کہ میں نے اس کے قتل کا ارادہ بالکل نہیں کیا تھا اور اس واقعہ سے اسے سخت تکلیف ہوئی ہے۔ اس کے عوض میں اپنے لڑکے کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں' تم اس سے اس کا بدلہ لے لو۔ لیکن اخشید نے محمد بن رائق کا بہت اکرام کیا۔ پھر ان دونوں میں اس بات پر صلح ہو گئی کہ رملہ سے دیارِ مصر تک اخشید کی حکومت ہو گی اور اس کے عوض وہ سالانہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار دیا کرے گا۔ اور رملہ سے دمشق کی طرف کا علاقہ ابن رائق کا ہو گا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو محمد جعفر المرتعش:

یہ مشائخ صوفیہ میں ایک تھے۔ خطیب بغدادی نے ہی ذکر کیا ہے اور ابو عبدالرحمٰن السلمی نے کہا ہے کہ ان کا نام عبداللہ

بن محمد ابومحمد النیسا پوری ہے۔ بڑے ہی دولت مند تھے۔ سب سے کنارہ کش ہو کر جنید بغدادی کے شاگرد وں ابوحفص اور ابو عثمان کی صحبت اختیار کی اور بغداد میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ شیخ الصوفیہ بن گئے۔

کہا جاتا ہے کہ بغداد کے عجائبات میں سے ہے۔ شبلی کے اشارے۔ المرتعش کے نکتے اور جعفر خواص کی حکایتیں۔ میں نے ابوجعفر الصائغ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ المرتعش نے کہا ہے جو شخص یہ گمان کرتا ہو کہ اس کے افعال اس کو عذاب جہنم سے بچا دیں گے یا اللہ کا رضوان اس کو حاصل ہو جائے گا۔ تو اس نے اپنے نفس اور اپنے فعل کو خطرے میں ڈال دیا۔ اور جس نے اللہ کے فضل پر اعتماد کیا' اللہ اس کو اپنے رضوان کی انتہائی بلندی تک پہنچا دے گا۔

المرتعش سے کہا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے۔ تو جواب دیا کہ خواہشات کی مخالفت پانی پر چلنے اور ہوا میں اُڑنے سے زیادہ بڑی بات ہے۔ اور جب مسجد شونیزیہ میں ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو لوگوں نے ان پر لوگوں کے قرض کا حساب کیا' تو سات ہزار درہم نکلے' یہ سن کر وہ کہنے لگے' میری تمام گڈریوں اور خرقوں کو بیچ ڈالو' اور ان سے میرے قرضوں کو ادا کر دو۔ میں اللہ کی ذات سے اُمید کرتا ہوں کہ وہ میرے کفن کے لیے کوئی خاص انتظام کر دے گا۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کی درخواست کی ہے۔ (۱) میری موت میرے فقر کی حالت میں ہو۔ (۲) میری موت اسی مسجد میں ہو کیونکہ میں نے اسی مسجد میں ہر قسم کے لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ اور (۳) یہ کہ میرے قریب ان لوگوں کو کر دے جن سے میں اُنس و محبت رکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر آنکھیں بند کر لیں' اور وفات پا گئے۔ انا للہ' ورحمہ اللہ۔

ابوسعید الاصطخری:

الحسن بن احمد بن یزید بن عیسیٰ بن الفضل بن یسار' ابوسعید الاصطخری شافعی مسلک کے ایک امام تھے' بڑے ہی عابد و زاہد' اور بڑے ہی عبادت گزار تھے۔ قضاء کے عہدے پر مامور کیے گئے' پھر بغداد کے۔ اس لیے اس کا گشت کرتے رہتے اور گلیوں میں چکر لگاتے ہوئے اپنے خچر پر ہی نماز پڑھتے رہتے' اور بہت ہی کم چیزوں پر کفایت کر لیتے۔ ہم نے ان کے حالات طبقات الشافعیہ میں ذکر کیے ہیں۔ اس موضوع پر اس جیسی دوسری کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی ہے۔ تقریباً نوے برس کی عمر پا کر وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ

علی بن محمد ابوالحسین:

المزین الصغیر۔ مشائخ صوفیہ میں سے ایک تھے۔ ان کی اصل بغداد کی تھی۔ جنید اور سہل تسری رحمہما اللہ کی صحبت میں رہے اور مکہ مکرمہ کے مجاور رہے' یہاں تک کہ اسی سال وفات پا گئے۔ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

''میں تبوک کے علاقہ میں ایک کنویں کے پاس گیا۔ جیسے ہی میں اس کے قریب پہنچا' میرا پیر پھسل گیا اور میں کنوئیں میں گر گیا۔ اور وہاں مجھے کوئی بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ جب میں نیچے پہنچ گیا تو وہاں پر ایک چبوترا نظر آیا تو میں اس پر چڑھ گیا۔ اور دل میں میں نے کہا کہ اگر میں اس پر مر گیا تو لوگوں کے پانی کو تو گندہ ناپاک نہیں کروں گا۔ اور میرا دل مطمئن ہو گیا۔ اور موت کے

لیے تیار ہو گیا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ اوپر سے ایک اژدھا اپنا دھڑ کنویں میں لٹکا کر مجھے اپنی دم سے چمٹ گیا۔ پھر مجھے اُٹھا لیا۔ یہاں تک کہ کنویں سے نکال کر زمین پر ڈال دیا۔ پھر وہاں سے وہ نہیں چلا گیا۔ مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا اور کہاں سے آیا تھا۔

مشائخ صوفیہ میں سے ایک دوسرے صاحب ہیں جن کو ابوجعفر المزین الکبیر کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بھی مکہ کی مجاورت کی اور وہیں وفات پائی۔ یہ بھی بڑے عبادت گزاروں میں سے تھے۔

خطیب نے علی بن ابی علی ابراہیم بن محمد الطبری سے انہوں نے جعفر خلدی سے روایت کی ہے کہ میں نے اپنے کسی حج کے موقع پر المزین الکبیر کو رخصت کرتے ہوئے کہا کہ آپ مجھے اپنی خاص یادگار عنایت فرمائیں جو میرے لیے توشہ کا کام دے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب تمہاری کوئی چیز گم ہو جائے تو ان الفاظ سے دُعا کرو:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَاد ، اِجْمَعْ بَيْنِي وَ بَيْنَ كَذَا.

''اے لوگوں کو اس دن جمع کرنے والے! جس کے ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور وہ اپنے وعدے سے خلاف ورزی نہیں کرتا ہے ہمیں اور ہماری اس مطلوبہ شئی کو جمع کر دے''۔

تو اس دعا کی برکت سے خدا تم کو تمہاری چیز واپس کر دے گا۔ کہا پھر میں ان کے پاس گیا اور انہیں رخصت کرتے وقت میں نے کہا اپنی کوئی خاص چیز مجھے بطور یادگار دیں تو انہوں نے مجھے ایک انگوٹھی جس کے نگینہ میں ایک نقش بنا ہوا تھا۔ مجھے وہ دیتے ہوئے بولے کہ جب کبھی تم کو کوئی غم لاحق ہو اس انگوٹھی کے نگینہ کی طرف دیکھنے لگو تمہارا غم دور ہو جائے گا۔

کہنے لگے کہ اس کے بعد جب بھی میں وہ دعا پڑھ کر کچھ مانگتا وہ چیز مل جاتی اور جب کبھی اس انگوٹھی کو دیکھتا میرا غم دور ہو جاتا۔ ایک دن میں سمریہ میں تھا' زوردار ہوا چلی' اس وقت میں نے اپنی انگوٹھی نکالی' اور اسے دیکھنے لگا۔ نہ جانے کیا ہوا وہ کس طرح لاپتہ ہو گئی آخر میں نے وہی دعا پڑھنی شروع کی' تاکہ میری یہ گمشدہ انگوٹھی مل جائے۔ اس کے بعد میں جب اپنے گھر پہنچا' اور وہاں کے سامان کو اُلٹ پلٹ کر کے دیکھنا شروع کیا تو کسی ایک کپڑے میں مجھے وہ انگوٹھی مل گئی جو گھر ہی میں رہ گیا تھا۔

احمد بن عبدربہ:

کتاب العقد الفرید کے مصنف۔ ابن حبیب بن جریر بن سالم ابوعمر القرطبی۔ مولی ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الحکم الاموی۔ ان فضلاء میں سے تھے جو بہت زیادہ روایتیں بیان کرتے ہیں۔ اور اگلے و پچھلے لوگوں کے حالات جانتے ہیں۔ ان کی یہ کتاب العقد ان کی قابلیت مسلمہ اور بہت زیادہ ماہر علوم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن ان کا اکثر کلام ان کی شیعیت اور بنی امیہ کے خیالات سے برگشتی پر دلالت کرتا ہے۔ حالانکہ ان سے ایسا ہونا خلاف توقع اور تعجب خیز ہے۔ کیونکہ یہ بنی امیہ کے ہی آزاد کردہ تھے' اس لیے ان کو ان کے ہی ہم خیال ہونا چاہئے اور مخالفین نہ ہونا چاہئے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کے اپنے عمدہ اشعار کی مستقل دیوان ہے۔ پھر ان کے کچھ اشعار نوجوانوں اور عورتوں سے

متعلق غزلوں میں ہیں۔ سن دوسو چھیالیس ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ اور اسی سال اٹھارہویں جمادی الاولی اتوار کے دن قرطبہ میں وفات ہوئی۔

عمر بن ابی عمر

محمد بن یوسف بن یعقوب بن حماد بن زید بن درہم ابوالحسین الازدی مسلکاً مالکی مذہب کے فقیہ اور قاضی تھے۔ بیس برس کی عمر ہی میں اپنے والد کی قائمقامی کی۔ قرآنِ پاک اور حدیث دونوں کے حافظ تھے۔ علوم فرائض، حساب، لغت، نحو، شعر سب کے عالم تھے۔ حدیث میں ایک کتاب مسند تصنیف کی ہے۔ انہیں قدرتی طور سے سمجھ، تیزی ذہن اور عمدہ اخلاق میسر تھے۔ ان کے اشعار بہت عمدہ ہوتے، فیصلوں کے مواقع میں بھی ان کے اخلاق سے سب بہت خوش رہتے۔ ان کا انصاف بہت صحیح ہوتا۔ قابل اعتماد اور امام وقت تھے۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ ابوالطیب طبری نے ہم سے بیان کیا ہے کہ میں نے معافی بن زکریا الجریری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم اکثر قاضی ابوالحسین کی مجلس میں آیا کرتے، ایک دن حسب دستور ہم ان کے دروازے پر بیٹھے ہوئے ان کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی وقت کوئی دیہاتی آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھی کسی ضرورت سے آیا ہوا ہے۔ اچانک اسی وقت ایک کوا آ کر کھجور کے درخت پر بیٹھ کر ایک آواز لگا کر اُڑ گیا۔ آواز سن کر دیہاتی نے کہا یہ کوا یہ خبر دینے آیا تھا کہ اس گھر کا مالک سات دنوں کے بعد مر جائے گا''۔

اس خبر بد کو سن کر ہم نے اسے ڈانٹا تو وہ اُٹھا اور چلا گیا۔ پھر قاضی کی طرف سے ہمیں اندر جانے کی اجازت مل گئی، تو ہم وہاں پہنچے تو انہیں دیکھا کہ ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے اور بہت غمزدہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا، کیا خبر ہے، آپ ایسے کیوں ہیں؟ جواب دیا کہ میں نے گزشتہ رات خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہتا ہے:

منازل ال حماد بن زید علی اھلیك و النعم السلام

ترجمہ: اے آلِ حماد بن زید کے گھر والو! تمہارے گھر والوں اور خوش حالوں کو سلام ہو۔

اس وجہ سے میرا دل بیٹھا ہوا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے لیے دعائے خیر کی، اور لوٹ آئے۔ اس دن سے ساتویں دن ہی ماہِ شعبان کی سترھویں تاریخ جمعرات کے دن انہیں دفن کر دیا گیا۔

ان کے بیٹے ابونصر نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور وہی ان کے بعد قاضی بنائے گئے۔

الصولی نے کہا ہے کہ قاضی ابوالحسین اپنی نوجوانی کی عمر کے باوجود علم کے بہت بڑے مرتبہ تک پہنچ چکے تھے۔ ان کی وفات کے بعد خلیفہ الراضی خود ان پر روتے رہتے اور ہمیں بھی رونے پر مجبور کر دیتے۔ ان کے بارے میں وہ کہا کرتے کہ میں ذرا بھی کسی معاملہ میں تنگ دل ہوتا تو وہ ہمارا دل بہت بڑھاتے۔ پھر وہ کہتے، اللہ کی قسم! ان کے بعد اب میں بھی زندہ نہیں رہوں گا۔ چنانچہ وہ بھی اسی سال ماہ ربیع الاوّل کی درمیانی تاریخوں میں وفات پا گئے۔ رحمہما اللہ۔ یہ خلیفہ راضی خود بھی نوجوان ہی تھے۔

ابن شنبوذ المقری:

محمد بن احمد بن ایوب بن الصلت ابوالحسن المقری' جو ابن شنبوذ سے مشہور ہیں۔ ابو مسلم الکجی اور بشر بن موسیٰ کے علاوہ اوروں سے بھی روایت کی ہے۔ انہوں نے کچھ نامقبول قراءتوں کو پسند کیا ہے۔ مگر ابوبکر الانباری نے ان کے رد میں ایک کتاب تصنیف کر دی ہے۔ ہم نے اس سے پہلے یہ ذکر کر دیا ہے کہ وزیر ابن مقلہ کے گھر میں خاص ایک مجلس منعقد کی گئی۔ اور اس میں ان کو بھی حاضر کیا گیا۔ تو گفتگو کے بعد ان میں سے اکثر سے رجوع کر لیا۔ یہ سب قراءات شاذہ تھیں' جنہیں ان کے ہمعصروں نے منکر اور نامقبول کر دیا تھا۔ اس سال ماہِ صفر میں وفات پائی۔

ایک موقع میں ابن وزیر مقلہ نے ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا تو انہوں نے ان کو بددعا کر دی تھی۔ اس کے بعد سے وہ خوش نہ رہ سکا۔ بلکہ طرح طرح کی سزاؤں میں مبتلا کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ بھی کاٹا گیا اور اس کی زبان بھی کاٹی گئی' اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ بالآخر اسی سال اس کی بھی موت آ گئی جس سال ابن شنبوذ کی موت آئی۔

اور اب ابن مقلہ وزیر کے حالات بیان کیے جاتے ہیں:

محمد بن علی بن الحسین:

بن عبداللہ ابوعلی جو ابن مقلہ وزیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اپنی ابتدائی زندگی میں کمزور اور کم آمدن کا آدمی تھا۔ لیکن اس کے حالات نے پلٹا کھایا' یہاں تک کہ وہ ملک کا وزیر تک بنا۔ تین بار تین خلفاء المقتدر' القاہر اور الراضی میں ہر ایک کی خلافت کے زمانہ میں اور تین مرتبہ معزول بھی کیا گیا۔ یہاں تک کہ اپنی آخری زندگی میں اس کا داہنا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ پھر زبان کاٹی گئی۔ بعد میں قید خانہ میں تنہا ڈال دیا گیا۔ پانی پینے کے لیے بائیں ہاتھ سے بالٹی کھینچتا اور دانتوں سے پکڑتا۔ اسی طرح گہرے کنویں سے پانی نکال کر پیتا۔ داہنا ہاتھ کٹا ہوا ہونے کے باوجود اس ہاتھ میں قلم باندھ کر ویسا ہی عمدہ لکھتا جس طرح ہاتھ کی موجودگی میں لکھا کرتا تھا۔ اس کی تحریر کی عمدگی اور پختگی بہت مشہور تھی۔ اس کے دورِ وزارت میں ایک گھر بنوایا تھا۔ اس کی بنیاد رکھنے کے وقت اس وقت کے تمام نجومیوں کو اکٹھا کر کے ان سے متفقہ طور پر مناسب وقت معلوم کر کے اس کی بنیاد رکھی تھی۔

چنانچہ مغرب اور عشاء کے درمیان ان نجومیوں کے مشوروں کے مطابق بنیاد رکھی گئی' لیکن اس کے مکمل ہونے کے بعد اسے کچھ ہی دن اس میں آرام سے رہنے کا موقع ملا۔ پھر تو وہ ویران کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ ٹیلہ بن کر رہ گیا۔ جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور اس کی دیواروں پر جو انہوں نے لکھا تھا وہ بھی ہم نے ذکر کر دیا ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا باغ بھی تھا۔ اس کے جانوروں اور پرندوں کی دیکھ بھال کے لیے ملازمین تھے۔ پورے باغ پر ایک ریشمی جال پڑا ہوا تھا۔ اس باغ میں قسم کے پرندے تھے۔ مثلاً قمری' ہزاری' طوطے' بلبل' مور وغیرہ اور بھی بہت قسم کے جانور تھے۔ اسی طرح اس کی اور چرنے والے جانور بھی تھے' مثلاً ہرن' جنگلی گائیں' شتر مرغ کے علاوہ اور بھی بہت سے جانور تھے اور لہلہاہٹ کے کچھ ہی دنوں کے بعد ان میں ہلاکت' بربادی زوال وفنا آ گیا۔ اور حقیقت

غافلوں' جاہلوں' متکبروں اور دنیائے فانی و غرور کی طرف مائل رہنے والوں کے بارے میں۔

جس وقت یہ وزیر اپنا گھر بنوا رہا تھا' اور محمد باغ لگوا رہا تھا' اس وقت کسی شاعر نے کہا تھا ؎

قل لابن مقلة لا تكن عجلا واصبر فانك في اضغاث احلام

ترجمہ: اے مخاطب تم ابن مقلہ کو جا کر یہ کہہ دو کہ جلد بازی نہ کرو۔ اور صبر سے کام لو' کیونکہ تم خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہو۔

تبنی یا حجر دور الناس مجتهدا دارًا ستهدم قنصًا بعد ايام

ترجمہ: تم لوگوں کے گھروں کو پتھروں سے بہت کوشش سے بنا رہے ہو۔ ایسا گھر جو عنقریب چند ہی دنوں میں شکار کی طرح ختم ہو جائے گا۔

ما ذلت تختار سعد المشتری لها فكم نحوس به من نحس بهرام

ترجمہ: تم نے اس مکان کی بنیاد ڈالنے کے لیے سعد وقت کی بہت تلاش کی' لیکن بہرام بادشاہ جیسے لوگوں کے لیے بہت سے اوقات منحوس آ چکے ہیں۔

ان القرآن و بطلیموسَ ما اجتمعا فی حالِ نقصٍ ولا فی حال ابرام

ترجمہ: یقیناً فلسفہ قرآنی اور بطلیموس ایک ساتھ مرکز میں جمع نہیں ہو سکے۔ نہ بربادی کے وقت میں اور نہ ہی بنانے کے وقت میں۔

تعمیر مکان کے بعد ہی وہ بغداد کی وزارت سے معزول کر دیا گیا اور اس کا گھر ویران کر دیا گیا' باغ کے درخت اُکھیڑ دیئے گئے۔ خود اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر اس کی زبان بھی کاٹ دی گئی۔ ساتھ ہی دس لاکھ دینار کا جرمانہ بھی کیا گیا۔ پھر اسے تنہا قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اس طرح پر کہ اس کے بڑھاپے' کمزوروں اور سخت مجبوروں اور بدن کے کچھ حصے نہ ہونے کے باوجود اس کے لیے کوئی خادم نہیں رکھا گیا۔ یہاں تک کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے گہرے کنویں سے پانی نکالتا' اس طرح سے کہ بائیں ہاتھ سے رسی اور ڈول کنویں میں ڈالتا' اور دانتوں سے اسے پکڑ کر اوپر کھینچتا' ہر قسم کی دنیاوی لطف' اور ہر طرح کے مزے لوٹنے کے بعد بدترین قسم کی سزائیں جھیلیں۔ اس نے خود اپنے ہاتھ کے کاٹے جانے پر یہ اشعار کہے ہیں ؎

ما سئمت الحياة لكن توثقت للحياة بايمانهم ، فبانت يمينى

ترجمہ: میں اپنی زندگی سے تھکا نہیں ہوں' بلکہ حصولِ زندگی کے لیے مضبوط رہا۔ ان کی قسموں پر اعتماد کرتے ہوئے' لیکن تیرا ہاتھ جدا کر دیا گیا۔

بعت دينی لهم بدنیای حتی حرمونی دنیاهم بعد دينی

ترجمہ: میں نے اپنے دین کو ان کے لیے بیچ دیا اپنی دنیا کے بدلے یہاں تک کہ انہوں نے پہلے میرے دین کو برباد کیا' پھر میری دنیا بھی برباد کر دی۔

ولقد حفظت ما استطعت بجهدی حفظ ارواحهم ، فما حفظونی

ترجمہ: میں نے اپنی کوشش صرف کر کے جہاں تک ممکن ہوسکا' ان کی روحوں کی حفاظت کی' لیکن انہوں نے کسی طرح میری حفاظت نہیں کی۔

لیس بعد الیمین لذۃ عیش یا حیاتی بانت یمینی فبینی

ترجمہ: میرے دائیں ہاتھ کے کٹ جانے کے بعد زندگی کی لذت ختم ہوگئی۔ اے میری زندگی جبکہ میرا ہاتھ جدا ہوگیا ہے تو بھی مجھ سے جدا ہوجا۔

وہ اپنے ہاتھ کے کاٹے جانے پر اکثر روتا رہتا' اور کہتا تھا کہ میں نے اس سے دوبار پورا قرآن پاک لکھا ہے۔ اور میں نے تین خلفاء کی خدمت کی ہے۔ یہ ہاتھ اسی طرح کاٹا گیا' جیسا کہ چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ پھر یہ شعر پڑھا ؎

اذا مـا مـات بـعضك فابك بعضًا فـان الـبـعـض مـن بعض قـريـبُ

ترجمہ: جب تمہارا کوئی حصہ مرچکا تو تم بقیہ بعض پر روؤ۔ کیونکہ بعض دوسرے بعض کے قریب ہوتا ہے۔

ان کی وفات اسی قید خانہ میں ہوئی (اللہ ان کی غلطیوں کو درگزر کرے) اور بادشاہ کے گھر ہی میں دفن کیے گئے۔ پھر ان کے لڑکے ابوالحسین نے خلیفہ سے درخواست کی کہ لاش ہمارے گھر کے قریب لے جانے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ درخواست مقبول ہوگئی۔ اس لیے قبر کھود کر لاش لے گئے' اور اپنے گھر میں دفن کردی۔ بعد میں ان کی بیوی دیناریہ نے مطالبہ کیا کہ اس کے گھر میں لے جانے کی اجازت دی جائے۔ تو ان کا بھی مطالبہ مان لیا گیا۔ اور ان کی لاش وہاں سے بھی اُکھیڑ کر بیوی کے گھر میں لے جا کر دفن کی گئی۔ اس طرح تین بار ان کی تدفین ہوئی۔ چھپن برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

ابوبکر ابن الانباری:

محمد بن القاسم بن محمد بن بشار بن الحسن بن بیان بن سماعہ بن فروہ بن قطن بن دعامہ ابوبکر الانباری۔ جو کتاب الوقف و الابتداء کے مصنف ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی دوسری مفید اور بہت زیادہ کتابوں کے مصنف ہیں۔ یہ لغت عربیت' تفسیر' حدیث وغیرہ تمام علوم کے سمندر تھے۔ انہوں نے الکدیمی اسماعیل قاضی اور ثعلب وغیرہم سے روایت سنی ہیں۔ دیندار فاضل اور اہل سنت میں سے تھے۔ علم نحو اور ادب میں اپنے زمانہ کے تمام لوگوں میں زیادہ عالم تھے۔ ان کو علوم وفنون کی کتابیں اس قدر زبانی یاد تھیں' جن کی بے شمار جلدیں تھیں۔ اور کئی اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھیں۔ اپنے ذہن اور قوتِ حافظہ کی بقاء کے خیال سے نقل کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہیں کھاتے' اور صرف عصر کے قریب پانی پیتے۔

کہا جاتا ہے کہ ان کو ایک سوبیس تفسیریں حفظ تھیں' اور خوابوں کی تعبیر سے متعلق کتابیں صرف ایک رات میں یاد کرلی تھیں۔ ہر جمعہ میں دس ہزار اوراق حفظ کرلیا کرتے تھے۔

اسی سال عید قربان کی رات کو ان کی وفات ہوئی۔

امّ عیسیٰ بنت ابراہیم الحربی:

یہ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں۔ مسائل فقہ کے فتوے دیتی تھیں۔ ماہ رجب میں ان کی وفات ہوئی اور اپنے والد کے بغل میں مدفون ہوئیں۔ رحمہا اللہ

واقعات ــــ ۳۲۹ھ

القاہر کی خلافت:

اس سال ماہ ربیع الاوّل کی درمیانی تاریخوں میں خلیفہ الراضی باللہ امیر المومنین ابوالعباس احمد بن المقتدر باللہ جعفر بن احمد المعتضد باللہ' احمد بن الموفق بن جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید العباسی کا انتقال ہوا۔ پھر چچا کے بعد بھتیجہ القاہر کو ماہ جمادی الاولی کی چھٹی تاریخ سن تین سو بائیس ہجری میں خلافت سونپی گئی۔ ان کی ماں ام ولد رومیہ تھیں۔ اور نام ظلوم تھا۔ ان کی ولادت ماہِ رجب سن دوسو ستانوے ہجری میں ہوئی' ان کی مدتِ خلافت کل چھ برس دس ماہ دس دن ہوئی۔ وفات کے بعد اکتیس برس دس مہینوں کے ہوئے تھے' گندمی رنگ اور ہلکا تھا۔ بال سیاہ اور لانبے تھے۔ ان کا قد چھوٹا' بدن دُبلا تھا' ان کے چہرہ میں لانبائی تھی۔ داڑھی کے سامنے کا حصہ پورا تھا۔ ان کی داڑھی کے بال باریک تھے۔ جس نے انہیں دیکھا ہے ایسا ہی بتایا ہے۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ راضی کے فضائل بہت تھے۔ متعدد امور میں اپنے اگلے خلفاء کی آخری علامت تھے۔ ان ہی میں یہ بھی ہے کہ ان کے کہے ہوئے کئی اشعار تھے اور آخری علامت یہ ہے کہ لشکر اور مال کے انتظام کی تدبیر میں بالکل منفرد تھے اور یہی آخری خلیفہ تھے جو جمعہ کے دن منبر پر آ کر خطبہ دیتے تھے۔ اور ایسے آخری تھے جن کے پاس اچھے ہمنشین اور مجلسی لوگ آیا کرتے تھے۔ اور ایسے آخری خلیفہ بھی تھے جن کے اخراجات' انعامات' بخششیں' وظائف' انتظامات' باورچی خانے کے لنگر' مجلسیں' خدام' احباب اور دوسرے امور سب کے سب پچھلے خلفاء کے نقش قدم پر تھے۔

اور کسی دوسرے نے کہا ہے کہ یہ بہت ہی فصیح و بلیغ' شریف' سخی' دوسروں کی تعریفیں کرنے والے تھے۔ ان کے عمدہ کلاموں میں سے وہ کلام جسے محمد بن یحییٰ الصولی نے خود ان کی زبانی سنایا ہے۔ اللہ کے ہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو سرچشمہ خیر ہیں اور کچھ سرچشمہ شر ہیں۔ اللہ جن کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے ان کو اہل خیر کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور ہمیں ان کا وسیلہ بنا دیتا ہے' چنانچہ ہم ان کی ضروریات پوری کر دیتے ہیں اور وہ ہمارے لیے شریک ہوتا ہے' ثواب' اجر اور شکر میں۔ اور اللہ جس کے ساتھ برے سلوک کرنا چاہتا ہے اسے ہماری طرف سے روگردان کر کے غیروں کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور وہ گناہ اور بوجھ سب میں شریک ہوتا ہے۔ بہرصورت اللہ ہی کی مدد کے ہم خواہاں ہیں۔ ان کی عذر خواہیوں کا بہترین نمونہ یہ ہے جو راضی نے اپنے بھائی متقی کو اس وقت لکھا تھا جبکہ دونوں ہی مکتب میں تھے۔

چنانچہ یوں لکھا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

''میں آپ کی غلامی کا قطعی طور پر معترف ہوں۔ اور آپ بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے فضیلت کے مستحق ہیں۔ غلام ہی سے گناہ ہوتا ہے اور آقا ہی معاف کرتا ہے اور شاعر نے کہا ہے:

یا ذا الذی یغضب من غیر شیئ   اعتب فعتباك حبیب الیّ

ترجمہ: اے وہ شخص جو بلاوجہ غصہ کیا کرتا ہے' دل بھر کر عتاب کر لو' کیونکہ تمہارا عتاب بھی مجھے محبوب ہے۔

انت علی انك لی ظالم   اعز خلق اللّٰہ طرًا علیّ

ترجمہ: اس بات کے باوجود کہ تم میرے لیے بڑے ہی ظالم ہو' اللہ کی ساری مخلوقات کے مقابلہ میں میرے لیے پیارے ہو''۔

یہ خط پاتے ہی ان کا بھائی المتقی ان کے پاس آیا' ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ دونوں نے آپس میں معانقہ کیا اور صلح کر لی۔

ان کے عمدہ اشعار میں سے وہ شعر جسے کامل میں ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے:

یصفر وجھی اذا تاملہ   طرفی و یحمر وجھہ فجلاً

ترجمہ: میرا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اس وقت جبکہ اسے غور سے دیکھتی ہے' میری نظر اور اس کا چہرہ شرمندگی کے باعث سرخ ہو جاتا ہے۔

فاحتی کان الذی بوجنتہ   من دم جسمی الیہ قد نقلا

ترجمہ: اتنا زیادہ گویا کہ اس کے رخسار میں' میرے بدن کے خون سے مجھے منتقل کر دیا گیا ہے۔

اور ان اشعار میں سے جن میں انہوں نے اپنے والد مقتدر کا مرثیہ کہا ہے:

ولو ان حیًا کان قبرًا لمیّت   لصیرت احشائی لَاعظمہ قبرًا

ترجمہ: بالفرض اگر کوئی زندہ کسی مردہ کی قبر بن سکتا تو میں اپنی آنتوں کو ان کی ہڈیوں کی قبر بنا دیتا۔

ولو ان عمری کان طوع مشیئتی   و ساعد فی المقدور قاسمتہ العمراء

ترجمہ: بالفرض اگر میری عمر میرے ارادہ کی فرماں بردار ہوتی اور میری تقدیر میری موافقت کرتی تو میں اپنی عمر ان کو تقسیم کر کے دے دیتا۔

بنفسی ثری ضاجعت فی تربۃ البلی   لقد ضم منك الغیث واللیث والبدرًا

ترجمہ: میری جان قربان ہو اس نرم آرام گاہ پر جہاں پرانی ہڈیوں کی قبر میں آپ لیٹے ہوئے ہیں' آپ ایک کے ساتھ بارش شیر اور چاند تین چیزیں ہیں۔

ابن الجوزی نے تاریخ منتظم میں ان کے جو اشعار بیان کیے ہیں' ان میں سے چند یہ ہیں:

لا تكثرن اللوم على الاسراف ربح المحامد متجر الاشراف

ترجمہ: میرے خرچ کی زیادتی پر میری ملامت پر زیادتی نہ کرو' تعریفوں کا نفع شرافت و بڑھانے والا ہے۔

اجول لما يأتي المكارم سابقا واشيد ما قد اسست اسلافي

ترجمہ: میں ان تمام عمدہ اخلاق کو اکٹھا کرتا ہوں جو اگلے لوگوں نے جمع کیے ہیں' اور میں ان اخلاق کو بلند و مضبوط کرتا ہوں' جن کی بنیاد میرے اسلاف نے رکھی ہے۔

انی من القوم الذین اکفهم معتادة الاملاق و الاتلاف

ترجمہ: یقیناً میں جس کسی قوم کا مقابلہ کرتا ہوں اس کے لیے محتاجی اور بربادی کا عادی ہوں۔

اور ان کے وہ اشعار جن کو خطیبؒ نے ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی الندیم کے واسطے سے بیان کیا ہے:

کل صفو الی کدو کل امن الی حذر

ترجمہ: ہر صاف شفاف چیز کو گدلا ہونا ہے' ہر امن والے کو ڈر کے مقام پر جانا ہے۔

و مصیر الشباب للموت فیه او الکبر

ترجمہ: اور ہر جوانی کو موت کی طرف جانا ہے یا بڑھاپے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

درّ درّ المشیب من واعظٍ ینذر البشر

ترجمہ: بڑھاپے کی یہ بہترین خوبی ہے کہ وہ ایسا واعظ ہے جو انسان کو ڈراتا ہے۔

ایها الامل الذی تاه فی لجة الغرر

ترجمہ: اے امیدوں والے ایسے جو دھوکوں کی موجوں میں پریشان ہیں۔

این من کان قبلنا درس العین والاثر

ترجمہ: وہ لوگ کہاں چلے گئے جو ہم سے پہلے تھے' ان کی ذات اور نشانِ قدم سب ان کے مٹ گئے۔

سیرد المعار من عمره کله خطر

ترجمہ: عنقریب قیامت لوٹا کر لے آئے گی' اس کی عمر کے ان تمام زمانوں کو جو گزر چکے ہیں۔

رب انی اذخرت عند ك ارجوك مدخر

ترجمہ: اے میرے رب! میں نے ذخیرہ بنا کر رکھا ہے' تیرے پاس میں تجھے ذخیرہ رکھنے والا یقین کرتا ہوں۔

رب انّی مؤمن بما بین الوحی فی السور

ترجمہ: اے میرے رب! میں ان تمام باتوں پر ایمان لایا ہوں' جن کو وحی قرآنی نے سورتوں میں بیان کیا ہے۔

واعترافی بترك نفعی و ایثاری الضرر

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اعتراف ہے اپنے نفع کی چیزوں کے چھوڑنے اور اپنے نقصان دہ چیزوں کو ترجیح دینے کا۔

رب فاغفر لي الخطيئة ـــا خير من عفا

ترجمہ: اس لیے اے میرے رب! میرے گناہوں کی مغفرت کردے۔ اے تمام معاف کرنے والوں میں بہتر۔

ان کی وفات اس سال ماہ ربیع الاول کی سولہویں تاریخ استسقاء کی بیماری کی وجہ سے ہوئی۔ اس موقع پر اس نے بحکم کو خبر بھیجی کہ ان کے چھوٹے لڑکے ابوالفضل کو ولی عہد بنادے مگر اس کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ اور لوگوں نے ان کے بھائی المتقی اللہ ابراہیم بن المقتدر کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ یہی اللہ کا آخری فیصلہ ہو چکا تھا۔

جب ان کے بھائی الراضی کا انتقال ہوگیا۔ تمام قاضی اور حکام و وزراء بحکم کے گھر میں جمع ہوئے' اور مشورے کرنے لگے کہ وہ کس کو اپنا خلیفہ مقرر کریں تو سب متقی کی خلافت پر متفق ہو گئے۔ اس کے بعد دارالخلافہ میں بلوایا گیا۔ اور اس سے بیعت کا ارادہ کیا تو زمین پر کھڑے ہو کر دو رکعت استخارہ کی نماز پڑھی۔ بعد نماز کرسی پر بیٹھے' پھر تخت خلافت پر بیٹھے اور ماہ ربیع الاول کی بیسویں تاریخ بدھ کے دن لوگوں سے بیعت لی۔ اور پچھلے تمام حالات' معاملات کو اپنی جگہ پر باقی رکھا' کچھ ان میں تغیر تبدل نہیں کیا۔ اور نہ کسی کے ساتھ وعدہ خلافی کی یہاں تک کہ خاص اپنی جماعت کے ساتھ بھی کسی چیز کی کمی یا رعایت کا معاملہ نہ کیا۔ وہ اپنے نام کے مطابق متقی تھے بہت زیادہ روزے' نماز کرنے والے تھے اور عبادت گزار تھے۔ اور یہ اعلان کر دیا کہ مجھے کسی ہم نشین یا قصہ گو کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ساتھی ہونے کے لیے قرآن کافی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا ساتھی نہیں چاہئے۔

یہ اعلان سن کر تمام صاحبین' قصے سنانے والے' شعراء اور وزراء ان سے کنارہ کش ہو گئے اور امیر لشکر بحکم سے مل گئے۔ وہی ان سے ہم نشینی' خوش گپی اور شعر و شاعری کرنے لگا۔ یہ بحکم عجمی ہونے کی وجہ سے ان لوگوں میں اکثر باتوں کو سمجھتا بھی نہ تھا۔ ان ہم نشینوں میں ایک شخص سنان بن ثابت الصابی تھا' جو اپنی ڈاکٹری کا مدعی تھا۔ یہ بحکم اس کے پاس اپنے اندر ہیجانی کیفیت پانے کی بیماری کی شکایت کرتا تھا۔ اور یہ سنان اس کے اخلاق کو درست کرنے اور اس کے ہیجانی کیفیت میں سکون لانے اور مزاج کو بدلنے کی کوشش کرتا' یہاں تک کہ اس میں دوسروں کے خون بہانے کی مرض میں کافی حد تک کمی آ گئی۔

یہ متقی باللہ حسین صورت' درمیانی قد' چھوٹی ناک' سفید رنگ' سرخی مائل بالوں کا رنگ سرخی زردی مائل تھا۔ گھونگریالے بال گھنے تھے' گھنی داڑھی۔ آنکھیں سیاہ سرخی مائل اور بے نفس تھے۔ زندگی میں نہ کبھی شراب پی اور نہ نبیذ۔ یہ متقی نام اور عمل دونوں اعتبار سے تھے۔ وللہ الحمد

متقی نے جب خلافت میں اپنا قدم جمالیا۔ اس وقت لوگوں کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور بحکم جو کہ اس وقت واسط میں تھا' اس کے پاس خلعت بھیجا اور اپنے ماتحت علاقوں میں ضروری خطوط روانہ کیے۔

اسی سال ابوعبداللہ البریدی اور بحکم جو اہواز کے علاقوں میں تھا کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ اس لڑائی میں بحکم قتل کر دیا گیا' اور بریدی اس پر غالب آ گیا' اس طرح اس کی قوت بہت بڑھ گئی۔ تب خلیفہ نے بحکم کی تمام جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

ہو کر مال [illegible] لیا' اس کے [illegible] لاکھ دینار [illegible] نقد ایک لاکھ دینار [illegible] بجکم کی حکومت کی کل مدت دو برس آٹھ مہینے نو دن ہوئے پھر بریدی کو بغداد میں داخل ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ اس موقع پر متقی نے اپنے لشکر والوں کو بہت زیادہ مال دے کر بریدی کو یہاں داخل ہونے سے روکنے کے لیے کہا' اور خود بھی سوار ہو کر راستہ پر نکل گئے تاکہ ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک دے۔ لیکن بریدی نے بات نہیں مانی' اور دوسری رمضان میں بغداد میں داخل ہو کر شفیع میں جا کر پڑاؤ ڈالا۔ اب جبکہ متقی پر اس کا داخل ہونا متحقق ہو گیا' تو اُسے مبارکباد دی اور کھانے پینے کا کافی سامان اس کے پاس بھیج دیا اور اسے وزیر کا خطاب دیا۔ لیکن امیر لشکر کا خطاب نہیں دیا۔

بریدی نے متقی کے پاس اپنا آدمی بھیج کر پانچ لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔ لیکن خلیفہ نے مطالبہ پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت بریدی نے خلیفہ کو دھمکی کا خط دے کر پھر مطالبہ کیا اور یہ کہا کہ نہ دینے کی صورت میں خلیفہ معز' مستعین باللہ' اور مہتدی اور قاہر کا سا تمہارا حشر ہوگا۔ اس طرح دونوں میں سفیروں کا تبادلہ ہوتا رہا۔

بالآخر مجبور ہو کر خلیفہ نے اس کا مطالبہ پورا کر دیا۔ لیکن خلیفہ اور بریدی کا بغداد میں ایک ساتھ رہنا ناممکن ہو گیا۔ اس لیے بریدی وہاں سے نکل کر واسط چلا گیا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ دیالمہ اس سے ناراض ہو کر ان کے بڑے کورتکین سے مل گئے۔ اور بریدی کے گھر میں آگ لگا دینے کا سوچنے لگے۔ بریدی سے ایک جماعت مستقلاً علیحدہ ہو گئی' جن کو بجکمیہ کہا جاتا تھا' کیونکہ بریدی نے خلیفہ سے جتنی رقم وصول کی تھی' اس میں سے ان کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا۔ اور بجکمیہ کی دوسری جماعت سے بھی آپس میں اختلاف ہو گیا' وہ جماعت دیالمہ کی تھی' جو دو قبیلوں میں بٹ گئی تھی' اور وہ جماعت دیالمہ سے مل گئی۔ مجبوراً بریدی ماہِ رمضان کے آخر میں بغداد سے شکست کھا کر بھاگا اور بغداد کے حالات پر کورتکین حاوی ہو گیا اور خلیفہ متقی سے مل گیا۔ اب متقی نے اسے سپہ سالار کا خطاب دیا اور خلعت سے نوازا۔ متقی نے علی بن عیسیٰ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو اپنے پاس بلوا لیا اور ذمہ داریاں اپنے بھائی عبدالرحمٰن کے سپرد کر دیں' لیکن وزیر کا خطاب نہیں دیا۔ پھر کورتکین نے ترکوں کے سردار بجکم کو غلام بکبک کو پکڑ لیا اور اسے پانی میں ڈبو دیا۔ ھرعوام کو دیلمیوں سے ظلم کی شکایت ہوئی۔ کیونکہ وہ لوگ ان کے گھروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے کورتکین تک اس کی شکایت پہنچائی بھی' مگر اس کے ازالہ کا انتظام نہیں کیا گیا۔ اس لیے عوام نے خطیبوں کو جامع مسجد میں آکر نماز پڑھانے سے روک دیا' اور عوام اور دیلمیوں میں لڑائی چھڑ گئی اسی طرح دونوں فریق کے بے شمار انسان مارے گئے۔ خلیفہ نے ابوبکر محمد بن رائق کو جو کہ شام کا حاکم تھا' خط لکھا اور اس سے مدد چاہی کہ خلیفہ کو دیلمیوں اور بریدیوں سے نجات دلائے۔ اس لیے وہ بیسویں رمضان کو ایک بڑا لشکر لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اور بجکمی ترکیوں میں سے بھی لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے مقابلہ میں گئی۔

جب وہ موصل میں پہنچا تو ناصر الدولہ بن حمدان راستہ میں مدمقابل بن گیا۔ لیکن دونوں فریقوں میں خط و کتابت ہو کر آپس میں مصالحت ہو گئی اور ابن حمدان نے ایک لاکھ دینار برداشت کر لیا۔ اب جبکہ ابن رائق بغداد کے قریب پہنچا' کورتکین اپنا لشکر لے کر اس سے مقاتلہ کرنے کو نکلا۔ لیکن ابن رائق بغداد میں مغربی جانب سے داخل ہو گیا اور کورتکین بغداد کی طرف

لوٹا' اور اس کے مشرقی جانب سے داخل ہو گیا' پھر بغداد کے اندر دونوں جماعتوں میں لڑائی کی صف بندی ہو گئی۔ اور عوام نے کورتلین کے خلاف ابن رائق کی مدد کی' اس طرح دیلم شکست کھا گیا۔ اس کے بے حساب آدمی مارڈالے گئے' اور کورتلین بھاگ کر کہیں چھپ گیا۔ اس طرح ابن رائق غالب آ گیا اور خلیفہ نے اسے خلعت سے نوازا۔ پھر دونوں بلدی کی طرف گئے۔ اتفاق سے وہاں کورتلین پر ابن رائق کی نظر پڑ گئی' اور اسے پکڑ لیا اور دارالخلافہ کی قید خانہ میں اسے ڈال دیا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ بارہویں جمادی الاولیٰ جمعہ کے دن براثی کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے اکٹھے ہوئے۔ حالانکہ مقتدر نے اپنے دور میں اسے آگ لگا دی تھی۔ کیونکہ اس نے جب اس پر حملہ کیا تھا تو اسے معلوم ہوا تھا کہ اس میں شیعہ حضرات صحابہ کرام کو شب وستم کے لیے اکٹھا ہوا کرتے ہیں۔ اس وقت سے وہ بے آباد اور ویران پڑی تھی۔ یہاں تک کہ بجکم نے راضی کے زمانہ میں اسے پھر سے آباد کیا تھا۔ اب متقی نے اس میں اس منبر کو لا کر رکھنے کا حکم دیا' جس پر الرشید کا نام لکھا ہوا تھا اور اسی نے اس میں لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد وہ سن چار سو پچاس ہجری تک آباد رہی اور جماعتیں ہوتی رہیں۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ جمادی الآخرۃ کی ساتویں تاریخ کی رات کو اولے' کڑک اور بجلی چمکنے کی رات تھی' جس کی وجہ سے قصر منصور کا سبز گنبد گر گیا۔ یہ گنبد بغداد کا تاج اور بنو عباس کی بڑی نشانیوں میں سے تھا۔ ان کے سب سے پہلے بادشاہ نے اسے بنوایا تھا۔ اس کے بنانے اور گرنے کے درمیان ایک سو ستاسی برس کا فاصلہ تھا۔ پھر ان لوگوں سے تشرین[1] کے دونوں مہینوں اسی طرح کانون[2] کے بھی دونوں مہینوں میں بارش بالکل بند رہی۔ سوائے ایک مرتبہ ایسی ہلکی بارش کے جس سے بدن کے کپڑے بھی تر نہ ہوئے تھے۔ پھر دوسرے دن بالکل نہ ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بغداد میں غلوں کی سخت گرانی ہوئی۔ یہاں تک کہ ایک کر گیہوں ایک سو تیس دیناروں کے عوض فروخت ہوتا' اور لوگوں میں ہلاکت پھیل گئی۔ یہاں تک کہ ایک گڑھے میں پوری جماعت دفن کی جانے لگی' اور وہ بغیر غسل اور بغیر نماز کے اور جائیداد اور قیمتی سامان بالکل معمولی قیمت سے فروخت ہونے لگے۔ یہاں تک کہ دوسرے دنوں میں جو سامان ایک دینار میں فروخت ہوتا' وہ ان دنوں صرف ایک درہم میں فروخت ہونے لگا۔

ان ہی دنوں ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا' فرما رہے ہیں کہ سوان میں نکل کر صلوٰۃ الاستسقاء پڑھو۔ خلیفہ نے خواب کی خبر سن کر عوام کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور نماز ادا کی گئی۔ اس کے بعد بارش ہوئی' اور اتنی ہوئی کہ فرات میں اتنا زیادہ پانی ہو گیا' جس کی نظیر نہیں ملتی' اور اس سے عباسیہ ڈوب گیا اور بغداد کی سڑکوں پر پانی آ گیا اور نئے پرانے سارے پل ٹوٹ گئے۔

---

[1] تشرین بزبان رومی دو مہینوں کا نام ہے۔ پہلا تشرین تقریباً ماہ کاتک۔ اور دوسرا تشرین تقریباً ماہ اگہن کے مطابق ہوتا ہے۔

[2] کانون الاوّل ہندوں میں تقریباً ماہ پوس اور انگریزی میں ماہ دسمبر اور کانون الآخر ہندی میں ماہ ماگھ اور انگریزی میں ماہ جنوری ہوتا ہے۔

(انوار الحق قاسمی ۱۹۸۷ء)

اور خراسان سے آنے والے قافلے کو [illegible] کیونکہ انہوں نے راستے کاٹ دیئے۔ اور اس سے اتنا مال وصول کیا جس کی قیمت تین ہزار دینار ہوگی۔ اور ترکی کے مالوں سے اس سے بھی زیادہ وصول کیا۔ اور لوگ حج کے لیے گئے۔ پھر راستہ سے ہی لوٹ آئے۔ اس وجہ سے کہ علویین میں سے ایک شخص نے مدینہ منورہ میں ہنگامے کرنے اور لوگوں کو دینی اتباع کے لیے بلانا شروع کر دیا۔ اور غدار بن گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن ابراہیم:

ابن ترمرد الفقیہ جو ابن سریج کے شاگردوں میں سے ہیں۔ حمام سے نکل کر باہر آئے۔ اس وقت حمام اوپر سے گر گیا اور فوراً انتقال کر گئے۔

بجکم الترکی:

بغداد میں بنی بویہ سے پہلے امیر الامراء تھا۔ بہت عقلمند تھا۔ عربی سمجھ سکتا تھا لیکن بولتا نہیں تھا۔ وہ خود کہتا کہ مجھے گفتگو میں غلطی کا خوف ہوتا ہے۔ اور سردار سے زبان کی غلطی کا صادر ہونا بہت بری بات ہے۔ اس کے باوجود علم اور علماء سے محبت کرتا۔ بہت زیادہ مالدار، اور بہت زیادہ صدقہ وخیرات کرنے والا تھا۔ اس نے بغداد میں مارستان بنانا شروع کیا تھا۔ مگر مکمل نہیں کر سکا تھا۔ اس لیے عضد الدولہ بن بویہ نے ازسرنو اسے مکمل کر لیا۔ یہ بجکم کہا کرتا تھا کہ بادشاہ کا معاملات میں عدل کرنا ہی دنیا و آخرت کا نفع ہے یہ میدانوں میں اپنا مال دفن کرتا تھا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد پتہ نہ چل سکا کہ وہ کہاں گیا۔ راضی کے سارے ہمنشین اس کے اردگرد جمع ہو گئے تھے، جبکہ یہ واسط میں تھا اور اس نے ان سے وعدہ کر لیا تھا کہ خلیفہ سے آٹھ لاکھ دینار وصول کر کے دے گا۔ وہ لوگ اس کے قریب اس طرح قصہ گوئی کرتے، جس طرح خلیفہ کے پاس کرتے تھے۔ حالانکہ ان کی اکثر باتوں کو پورا سمجھتا بھی نہ تھا۔ چونکہ اس کے مزاج میں تندی اور گرمی ہوگئی تھی۔ اس لیے سنان بن ثابت الصابی حکیم نے اس کا علاج کیا اور اس سے بہت فائدہ بھی ہوا۔ یہاں تک کہ اس کا مزاج نرم ہو گیا، اس کی سیرت اچھی ہوگئی۔ اور مزاج کی گرمی میں بہت فرق آ گیا تھا۔ مگر اس کے بعد زیادہ دنوں تک زندہ نہ رہ سکا۔

ایک مرتبہ ایک شخص اس کے پاس آیا، اور اس کے سامنے کچھ تقریر کی۔ جس سے یہ بہت رویا اور اس کے دل پر کافی اثر ہوا۔ اس لیے خوش ہو کر اس کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ اس کا ملازم وہ لے کر اسے دینے کو گیا تو بجکم نے اپنے ہم نشینوں سے کہا، میرے خیال میں یہ شخص یہ درہم نہیں لے گا۔ اور نہ اس کا خواہش مند ہوگا۔ آخر لے کر کیا کرے گا۔ یہ تو ہمیشہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہتا ہوگا۔ مگر فوراً ہی آدمی نے آ کر خبر دی کہ وہ رقم لے کر چلا گیا۔ اس پر بجکم کو سخت تعجب ہوا۔ پھر کہا، ہم میں کا ہر شخص شکاری ہے۔ البتہ چالیں بدلے ہوئے ہیں۔

اسی سال ماہ رجب کی تیسویں تاریخ کو اس کی وفات ہوئی۔ اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ شکار کے لیے نکل رہا تھا' راستہ میں کچھ کردیوں سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ان میں سے کسی کا اس نے مذاق اڑایا' جس سے وہ ناراض ہو گئے اور اس پر حملہ کر دیا۔ آخر ایک شخص نے اس پر ایسا حملہ کیا جس سے یہ ختم ہو گیا۔

اس کی حکومت بغداد پر دو برس آٹھ مہینے نو دن تک رہی۔ اپنے پیچھے اس نے تقریباً تیس دینار کا مال چھوڑا۔ یہ ساری رقم المتقی باللہ نے لے لی۔

محمد البربہاری:

بڑے عالم' زاہد' حنبلی' فقیہ اور واعظ تھے۔ مروزیؒ اور سہل تستریؒ کی شاگردی اختیار کی۔ ان کے والد سے جو ستر ہزار کی میراث ان کو مل سکتی تھی' کسی ناپسندیدگی کی بناء پر اس سے کنارہ کش ہو گئے۔ بدعتیوں اور نافرمانوں کے سخت دشمن تھے۔ بہت زیادہ عزت والے تھے۔ خاص و عام سب ان کی عزت کیا کرتے تھے۔ وعظ کرتے ہوئے انہیں ایک بار چھینک پر تمام حاضرین نے یرحمک اللہ کہہ کر ان کی چھینک کا جواب دیا۔ پھر جیسے جیسے لوگوں کو خبر ملتی گئی' سبھی وہ جواب دیتے رہے۔ یہاں تک کہ سارے بغداد والوں نے یہ جواب دیا۔ اور یہ آواز خاص دارالخلافہ میں بھی پہنچ گئی۔ اس نیک نامی کی وجہ سے خلیفہ کو بڑی غیرت ہوئی۔ اور کچھ حکومت والوں نے بھی اس کے کان بھر دیئے۔ تب خلیفہ نے ان کو بلوا بھیجا۔ ڈر کی وجہ سے یہ بوران کے پاس ایک ماہ تک روپوش رہے۔ وہیں رہتے ہوئے ٹانگوں میں ایک بیماری لاحق ہو گئی۔ بالآخر اس مرض میں وہیں انتقال کر گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے خادم کو ان کے لیے انتظام کرنے کا حکم دیا۔ وہیں جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ وہ اس وقت نماز میں شریک سفید کپڑے پہنے ہوئے مردوں سے بالکل بھر گیا' پھر اپنے پاس ہی ان کو دفن کرنے کا حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری لاش ان کے بغل میں دفن کی جائے۔ اس وقت ان کی عمر چھیانوے برس کی تھی۔ رحمہ اللہ

یوسف بن یعقوب:

بن اسحاق بن بہلول ابوبکر الارزق' کیونکہ ان کی دونوں آنکھیں نیلی تھیں۔ التنوخی الکاتب ان کا لقب تھا۔ اپنے دادا زبیر بن بکار اور حسین بن عرفہ وغیرہم سے احادیث سنیں۔ رہائش بہت ہی سادہ تھی۔ بہت زیادہ صدقات دیا کرتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ دینار صدقے کئے۔ نیک کاموں کا بہت زیادہ حکم کرنے والے' اور برے کاموں سے بہت روکنے والے تھے۔ دارقطنی اور دوسرے حافظین حدیث نے ان سے روایت کی ہے' ثقہ اور عادل تھے۔ اسی سال ماہ ذوالحجہ میں بانوے برس کی عمر پا کر وفات کی۔ رحمہ اللہ۔

واقعات ـــــ ۳۳۰ھ

ابن الجوزیؒ نے کہا ہے کہ اس سال ماہ محرم میں ایک دُم دار ستارہ ظاہر ہوا تھا ایسا کہ اس کا سر مغرب کی جانب اور اس کی دم مشرق کی جانب تھی۔ اور دُم کی جانب کئی شاخیں بھی تھیں۔ تیرہ دن صاف نظر آتا رہا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ ماہ ربیع الاوّل میں گرانی اتنی بڑھی کہ ایک کر گیہوں کی قیمت دوسو دینار ہو گئی' اور غرباء مردے کھانے لگے۔ اور موت بہت زیادہ ہونے لگی۔ راستوں سے آمد و رفت بند ہو گئی اور تمام محتاجی اور بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ لوگوں نے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیا اور کھیل کود سب چھوڑ دیا۔ پھر بارش ہوئی تو ایسی زوردار' گویا مشکیزہ کے دہانے سے پانی گرایا جا رہا ہے۔ اور دجلہ کا پانی تئیس ہاتھ اونچا ہو گیا۔

ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن رائق اور بریدی کے درمیان اس لیے اختلاف بڑھ گیا تھا کہ بریدی نے واسط سے خراج دینا بند کر دیا تھا' اس لیے ابن رائق اس کے پاس اپنا تمام بقیہ مال وصول کرنے کو گیا۔ مگر مصالحت ہو گئی' اور ابن رائق بغداد واپس آ گیا۔ تب لشکر والوں نے اس سے اپنی بقایا تنخواہوں کا مطالبہ شروع کیا۔ اور حالات خراب ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ترکیوں کی ایک جماعت اس سے برگشتہ ہو کر بریدی سے مل گئی' جس سے ابن رائق کی حالت پتلی ہو گئی۔ اور مجبور ہو کر بریدی سے بغداد کے لیے وزارت کے بارے میں خط و کتابت کرنے لگا۔ پھر وزارت کا نام اس نے ختم کر دیا اس وجہ سے بریدی ابن رائق پر سخت غصہ ہوا اور بغداد پر قبضہ کرنے کی سوچنے لگا۔ اسے لیے اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر دے کر بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ تب ابن رائق خلیفہ سمیت دارالخلافہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ اور قلعہ کے اوپر سے منجنیق اور عرادات (توپ کی قسم کے ہتھیار) نصب کر دیئے۔ عرادہ منجنیق سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح دجلہ پر نصب کر دیئے۔ اب بغداد والوں کا حال بہت خراب ہو گیا اور دن رات ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔

بالآخر ابوعبداللہ البریدی کا بھائی ابوالحسین اپنے فوجیوں کو لے کر پہنچ گیا۔ اور عوام سے آبادی اور دریا پر ہر جگہ لڑائی ہونے لگی اور حال بہت زیادہ خراب ہو گیا۔ حالانکہ پہلے سے ہی یہ لوگ گرانی' بیماری اور موت کی مصیبت میں مبتلا تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بالآخر خلیفہ اور ابن رائق دونوں جمادی الآخرۃ میں شکست کھا گئے۔ خلیفہ کے ساتھ اس کا بیٹا منصور بھی بیس فوجیوں سمیت وہاں سے نکل کر موصل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ابوالحسین دارالخلافہ پر غالب آ گیا۔ خلیفہ کے طرفداروں میں جتنے وہاں موجود تھے' سبھوں کو قتل اور لوٹ مار کرتے ہوئے خاص زنان خانہ تک پہنچ گیا۔ لیکن قاہر کو ان لوگوں نے نہیں چھیڑا' کیونکہ وہ اندھا اور لاچار تھا۔ اور کورتکین کو قید خانہ سے نکال لائے۔

پھر ابوالحسین نے اسے بریدی کے پاس بھیج دیا اور یہیں پر اس کا قصہ تمام ہو گیا۔ اس کے بعد وہ لوگ بغداد میں دن

دھاڑے لوٹ مار مچانے لگے' اور ابوالحسین مونس خادم کے اس مکان میں جا کر ٹھہرا' جہاں ابن رائق رہتا تھا لوگ وہاں کے گھروں کے توڑ پھوڑ میں لگے رہے۔ اور جس قدر مال لے سکتے تھے لیتے رہے۔ اس طرح ظلم انتہا کو پہنچ گیا اور ہر چیز کی گرانی شباب کو پہنچ گئی۔

مزید برآں ابوالحسین نے گیہوں اور جو پر ٹیکس نافذ کر دیا۔ اس طرح بغداد والوں نے اپنے اعمال کے نتیجے میں بھوک اور خوف کا مزہ پورا پورا پا لیا۔ اس ابوالحسین کے ساتھ قرامطہ کی ایک بڑی جماعت تھی' اس نے بھی شہر میں زبردست فساد پھیلایا۔ اور ان کے اور ترکوں کے درمیان گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ بالآخر یہ ترک ان پر غالب آ گئے۔ اور انہیں بغداد سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد عوام اور ابوالحسین کے لشکر دیلمیوں میں لڑائی ہونے لگی۔ پھر شعبان کے مہینہ میں بھی حالت خراب ہوئی۔ گھر لوٹے جاتے اور باشندے دن رات مارے کاٹے جاتے۔ پھر بریدی کا لشکر شہر سے نکل کر دیہاتوں میں جا کر وہاں بھی غلوں اور حیوانوں کو لوٹنے لگے' اور بے نظیر ظلم کرنے لگے۔

ابن اثیر نے اس موقع پر وضاحت کی ہے کہ میں نے یہ باتیں اتنی تفصیل سے صرف اس لیے ذکر کی ہیں تاکہ ظالموں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے اعمالنامے اور ان کے کردار چھپے نہیں رہتے بلکہ آہستہ آہستہ لوگوں میں مشہور ہو جاتے ہیں' اور کتابوں میں لکھے بھی جاتے ہیں تاکہ دنیا والے ان کو اچھی طرح سمجھیں' اور جس قدر ہو سکے' برے الفاظ میں انہیں یاد کرتے ہیں۔ یہی ان کے لیے دنیا کی رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ سے ہوگا۔ اسی طرح ممکن ہے کہ وہ لوگ ان باتوں میں غور کر کے ہمیشہ کے لیے بدنامی سے بچنے کے خیال سے اپنے ظلم سے باز آ جائیں' اگر اللہ کے ڈر سے وہ باز نہ بھی آئیں۔

ادھر خلیفہ نے بغداد میں رہتے ہوئے موصل کے نائب گورنر ناصر الدولہ بن حمدان کو خط لکھ کر اس سے مدد چاہی تھی' اور بریدی کے خلاف لڑنے پر اُسے آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ خط پاتے ہی ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ علی کو بھاری لشکر دے کر روانہ کر دیا تھا۔ مگر تکریت تک پہنچنے پایا تھا کہ خلیفہ اور ابن رائق وہاں سے بھاگ چکے تھے۔ اس لیے سیف الدولہ ان لوگوں کو لے کر اپنے بھائی کے پاس لوٹ آیا۔

اس عرصہ میں سیف الدولہ نے خلیفہ کی خوب خدمت کی۔ جب یہ لوگ موصل کے قریب پہنچ گئے' تب ناصر الدولہ وہاں سے نکل کر موصل کے مشرقی حصہ میں ٹھہر گیا۔ اور وہاں سے بہت زیادہ ہدایا اور تحائف خلیفہ کی خدمت میں بھیجے۔ لیکن خود خلیفہ کی خدمت میں محض اس لیے حاضر نہیں ہوا کہ اسے ابن رائق کے لوگوں سے حملہ کا خطرہ تھا' اس لیے خلیفہ نے اپنے بیٹے ابومنصور کو ناصر الدولہ کے پاس سلام کرنے کی غرض سے بھیجا' اور اس کے ساتھ ابن رائق کو بھی روانہ کیا۔

جب یہ دونوں اس کے پاس پہنچ گئے تو ناصر الدولہ نے حکم دیا کہ خلیفہ کے لڑکے پر سونے اور چاندی نچھاور کیے جائیں۔ پھر یہ دونوں اس کے پاس کچھ دیر بیٹھے رہے۔ بعد میں کھڑے ہو کر واپس لوٹنے لگے۔

ابن رائق کا قتل:

جب خلیفہ کا لڑکا گھوڑے پر سوار ہو کر لوٹنے لگا تو ابن رائق نے بھی اس کے ساتھ ہی لوٹنا چاہا تو اس سے ناصر الدولہ نے

کیا تم آج ٹھہر جاؤ گے کہ ہم لوگ بیٹھ کر موجودہ حالات پر غور کریں اور کوئی فیصلہ کریں۔ لیکن اس نے وہاں ٹھہرنے سے عذر خواہی کی کیونکہ کچھ خطرہ محسوس کیا تھا۔ لیکن اتنے میں ابن حمدان نے اس کی آستین پکڑ لی۔ اور ابن رائق نے بھی اپنی آستین چھڑانے کی کوشش کی۔ نتیجہ میں اس کی آستین پھٹ گئی اور بہت عجلت کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہونے کی کوشش کی لیکن ٹھیک سے بیٹھ نہ سکا اور زمین پر گر گیا۔

اس وقت ناصر الدولہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا' اور وہ قتل کر دیا گیا۔

یہ واقعہ سوموار کے دن تئیسویں تاریخ ماہ رجب کو ہوا۔ اس وقت خلیفہ نے ابن حمدان کو اپنے پاس آدمی بھیج کر بلوایا' اور اسے اس دن ناصر الدولہ کا لقب' اور امیر الامراء کا عہدہ دیا۔ اسی طرح اس کے بھائی ابوالحسن کو بھی خلعت دیا' اور اسی وقت سیف اللہ کا لقب دیا۔ جب ابن رائق کے قتل کی خبر حاکم مصر الاخشید محمد بن طغج کو پہنچی تو وہ فوراً سوار ہو کر دمشق پہنچا' اور ابن رائق کے نائب محمد بن یزداد سے دمشق کو اپنے قبضہ میں آسانی سے لے لیا۔ ان دونوں مینڈھوں میں لڑائی کی نوبت نہ آئی۔

جب ابن رائق کے قتل کی خبر بغداد پہنچی' تو بہت سے ترکیوں نے ابوالحسین البریدی کو اس کی بدخلقی اور بدسلوکی سے تنگ آ کر چھوڑ دیا۔ اور خلیفہ اور ابن حمدان کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی یہ لوگ بغداد کے قریب پہنچے' بریدی کا بھائی ابو الحسین وہاں سے بھاگ گیا۔ اور متقی ان کے ساتھ بنو حمدان کے بڑے لشکر کو لیے ہوئے شوال کے مہینے میں وہاں داخل ہو گئے۔ انہیں دیکھ کر سارے مسلمان بہت خوش ہو گئے۔ خلیفہ نے وہاں سے نکلنے سے پہلے اہل وعیال کو سامرا بھیج دیا تھا۔ اب ان کو وہاں سے بلوانے کے لیے حکم دے دیا۔ اور وہ بھی واپس پہنچ گئے تھے۔ اب وہ پھر بغداد لوٹ آئے۔ پھر خلیفہ نے ابواسحاق فزاری کو عہدہ وزارت پر اور نوزون کو بغداد کے دونوں علاقوں کی کوتوالی پر بحال کر دیا۔ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ایک لشکر کے ساتھ بریدی کے بھائی ابوالحسین کے پیچھے روانہ کیا اور اس نے ان لوگوں کو مدائن کے نشیبی علاقوں میں پا لیا۔ ان منحوس دنوں میں ان دونوں فریقوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ سیف الدولہ واسط میں بریدی کے بھائی ابوالحسین سے شکست کھا گیا۔ ساتھ ہی ناصر الدولہ خود بھی روانہ ہو کر اپنے بھائی کی مدد کے لیے مدائن میں ٹھہرا۔ سیف الدولہ ایک بار بریدی کے بھائی کے ہاتھوں شکست کھا چکا تھا۔ لیکن اس کے بھائی نے بھاری فوج سے اس کی معاونت کی۔ یہاں تک کہ بریدی کو شکست دے دی۔ اور اس کے ساتھیوں کو ایک بھاری جماعت کو قیدی کر لیا۔ پھر اپنے بھائی سیف الدولہ کو ابوعبداللہ البریدی سے قتال کے لیے بھیج دیا' جس سے یہ بریدی اور اس کا بھائی شکست کھا کر بصرہ کو چلا گیا۔ اور سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا۔ مزید تفصیل اور اس کے حالات آئندہ سال بریدی کے واقعات میں آئیں گے۔

ناصر الدولہ تیرہویں ذوالحجہ کو وہاں سے بغداد لوٹتے ہوئے قیدیوں کو اپنے ساتھ اونٹوں پر لاد کر لے آیا' جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی' اور انہوں نے اطمینان کی سانس لی اور عام لوگوں کے مفاد سے متعلق باتوں پر غور وخوض شروع کیا۔ چنانچہ دینار کی قیمت کی اصلاح کی۔ اس طرح پر کہ پہلے جتنی اس کی قیمت تھی اب وہ نہ رہی تھی۔ اس لیے نئے دینار ڈھالے جن کا نام ابریزیہ رکھا۔ اس وقت ایک دینار کی قیمت تیرہ درہموں کے برابر طے پائی۔ حالانکہ اس سے پہلے ان کی قیمت دس

درہموں کے مساوی تھی۔ اور بدر خشنی کو دربانی کے عہدہ سے برطرف کر کے اس عہدہ پر ناجیہ الطولونی کو بحال کیا۔ اور بدر کو فرات کے راستہ پر مقرر کر دیا۔ وہاں سے وہ اخشید کے پاس گیا تو اس نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اسے دمشق کا نائب مقرر کر دیا۔ بالآخر وہ وہیں مر گیا۔

اس سال رومی حلب کے بہت قریب پہنچ گئے۔ وہاں بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال طرسوس کے نائب حاکم نے رومی شہروں میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کیا' قید کیا ان سے غنیمت کا مال حاصل کیا اور صحیح و سالم واپس بھی لوٹ آیا۔ قیدیوں میں رومیوں کے بڑے اور مشہور بطریقوں اور پادریوں کے علاوہ اور بھی دوسرے لوگوں کو جمع کیا۔ فللّٰه الحمد.

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

اسحاق بن محمد:

بن یعقوب النہر جوری' مشائخ صوفیہ میں سے ایک ہیں۔ جنید بن محمد وغیرہ ائمہ صوفیہ کی خدمت میں رہے اور مستقلاً مکہ مکرمہ کی مجاورت میں رہے' یہاں تک کہ وہیں انتقال کر گئے۔ ان کے بہترین جملوں میں سے یہ ہے کہ دُنیا کے چٹیل میدانوں کو قدموں سے طے کیا جا سکتا ہے' لیکن آخرت کے میدان کو تو دلوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔

الحسین بن اسماعیل:

بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان' ابو عبداللہ الضبی' القاضی المحاملی' شافعی مسلک فقیہ اور محدث۔ بہت سے محدثین سے سماعت کی ابن عیینہ کے تقریباً ستر شاگردوں کو پایا۔ اماموں کی ایک جماعت سے روایت کی۔ اور ان سے بھی دارقطنی کے علاوہ دوسروں نے روایت کی ہے۔ ان کی مجلس میں تقریباً دس ہزار افراد شریک ہوتے تھے۔ یہ بہت ہی سچے دیندار' فقیہ اور محدث بھی تھے۔ ساٹھ برس کوفہ کے قاضی رہے۔ اس کے علاوہ فارس اور ملحقات کی قضاء بھی ان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ بالآخر ان تمام عہدوں سے استعفاء دے کر اپنے گھر میں مقیم ہو گئے تھے۔ اور صرف حدیثوں کے سنانے اور سننے پر اکتفا کرتے تھے۔ پچانوے برس کی عمر پا کر اسی سال ماہ ربیع الآخر میں وفات پائی۔

ایک موقع پر کچھ بڑوں کی موجودگی میں ان سے کسی شیعی نے مناظرہ شروع کیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری کا ذکر کرتے ہوئے اُحد' خندق' خیبر' حنین کے غزوات کا ذکر کیا۔ پھر ان محاملی سے کہا۔ کیا آپ ان غزوات سے واقف ہیں؟ جواب دیا' ہاں! لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں پر تھے؟ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جھونپڑی میں ان کے محافظ تھے' اس سردار کے قائمقام جو خاص آپ کی حفاظت پر نامور ہوں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ لڑائی

کے میدان میں تھے۔ یہ سن کر وہ شخص [illegible] ہو گیا [illegible] بات [illegible] الشیخ [illegible]

شیعی بالکل لاجواب ہو گیا۔

پھر علی نے اس سے کہا: ان کو رسول اللہ ﷺ کے بعد ان لوگوں نے مقدم کیا ہے جنہوں نے ہمارے لیے نماز زکوۃ اور وضو کے مسائل کو ذکر کیا ہے۔ اس طرح انہیں لوگوں نے ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس وقت مقدم کیا جبکہ ان کے پاس نہ مال تھا نہ غلام تھے۔ اور نہ ہی ان کا کوئی بڑا خاندان تھا۔ اس وقت بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے محافظِ خاص اور ان پر جاں نثار تھے۔ اور ان لوگوں نے ان کی بہتری اور بزرگی کو جان کر ان پر مقدم کیا تھا۔

یہ سن کر بھی وہ ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

علی بن محمد بن سہل:

ابوالحسن الصائغ بڑے زاہد عابد اور بڑے کرامات والے بزرگوں میں سے ایک تھے۔ ممشاد دینوری سے منقول ہے کہ انہوں نے ان ابوالحسن کو دیکھا کہ یہ سخت گرمی کے دنوں میں میدان میں نماز پڑھ رہے تھے اور گدھ اپنا بازو پھیلا کر ان کو گرمی کی تکلیف سے بچائے ہوئے تھا۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس سال ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری نے جو مشہور متکلم بھی تھے وفات پائی ہے۔ ان کی ولادت سن دوسو ساٹھ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ صحیح قول یہ ہے کہ اشعری کی وفات سن دوسو چوبیس ہجری میں ہوئی ہے جیسا کہ موقع پر ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس سال محمد بن یوسف بن النضر الہروی الفقیہ الشافعی کی وفات ہوئی ہے۔ اور ان کی وفات سن دوسو انتیس ہجری میں ہوئی ہے۔ انہوں نے الربیع بن سلیمان جو شافعیؒ کے شاگرد تھے سے روایت سنی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سال ابوحامد بن بلال' زکریا بن احمد البلخی اور عبد الغامز بن سلامہ الحافظ اور محمد بن رائق بغداد کے امیر نے وفات پائی ہے۔

اور اسی سال وفات پائی ہے ابو صالح مفلح الحنبلی نے' جو دمشق کے مشرقی دروازہ کے باہر مسجد ابی صالح میں پڑے رہنے والے تھے۔ ان کی کرامتیں' حالات اور مقامات بہت مشہور ہیں۔ ان کا نام مفلح بن عبداللہ ابو صالح المتعبد ہے' ان ہی کی طرف وہ مسجد منسوب ہے جو دمشق کے مشرقی دروازے کے باہر ہے۔ شیخ ابوبکر بن سعید حمدونہ الدمشقی کی صحبت میں رہے ہیں' اور ان سے ہی ادب سیکھا ہے۔ اور ان سے الموحدین اسحاق بن البری' ابوالحسن علی بن العجہ بانی مسجد' ابوبکر بن داؤد الدینوری الدقی نے روایت کی ہے۔

حافظ ابن عساکر نے دقی سے' انہوں نے شیخ ابو صالح سے یہ روایت کی ہے کہ میں ایک مرتبہ جبل الکام پر اللہ کے بندوں کی تلاش میں چکر لگا رہا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا' جو ایک بڑی چٹان پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا' آپ اس جگہ بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہیں؟ جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں اور غور کر رہا ہوں۔ میں نے کہا' میں تو آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں پاتا ہوں جسے آپ دیکھیں' یا اس میں غور کریں' سوائے ان ہڈیوں اور پتھروں

کہنے لگے کیا میں دیکھ رہا ہوں اپنے دل کے حالات کو [illegible] اور میں غور کر [illegible] قسم ہے اس ذات کی جس نے تم کو مجھ پر مطلع کیا کہ تم مجھ سے اپنی نظر نہ ہٹاؤ۔ میں نے کہا ہاں البتہ آپ مجھے کچھ نصیحت کریں کہ اس سے مجھے کچھ نفع ہو اور میں آپ کو چھوڑ کر جا سکوں۔ کہنے لگے جس نے دروازہ پر دھرنا دیا وہ خدمت میں ثابت قدم رہا اور جس نے موت کو زندہ یاد کیا اس نے اپنے لیے شرمندگی کو زیادہ کیا۔ اور جس نے اللہ سے غنا چاہا وہ فقر سے محفوظ رہا۔ پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ابوصالحؒ نے کہا ہے کہ میں نے متواتر چھ یا سات دنوں تک کچھ نہ کھایا اور نہ کچھ پیا ہے۔ اس وقت مجھے بہت زیادہ پیاس لگی تو میں اس نہر کے کنارے آیا جو مسجد کے پیچھے ہے۔ میں وہاں بیٹھ کر اس کے پانی کو دیکھنے لگا۔ اچانک یہ آیت پاک وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ مجھے یاد آ گئی (کہ اس کا عرش پانی پر تھا) یاد آتے ہی میری پیاس ختم ہو گئی۔ پھر میں نے دس دن پورے کر لیے اور کہا کہ میں نے چالیس دنوں تک ایک قطرہ نہ پیا۔ اس کے بعد پی لیا۔ پھر ایک شخص نے میرے اس بچے ہوئے پانی کو لیا اور اہلیہ کے پاس لے جا کر کہا' اسے پی لو' کیونکہ یہ ایک ایسے شخص کا جھوٹا ہے' جس نے چالیس دنوں تک پانی نہیں پیا ہے۔ ابوصالحؒ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا میرے متعلق یہ جان لینا تعجب خیز بات ہے کیونکہ سوائے میرے اور اللہ کے اس واقعہ میں کوئی بھی واقف نہیں ہوا (تو اسے کس طرح معلوم ہو گیا)۔

اور ابوصالحؒ کے کلام میں سے یہ جملہ بھی ہے کہ دنیا قلوب کے لیے حرام ہے لیکن نفوس کے لیے حلال ہے۔ کیونکہ جس چیز کو تمہارے سر کی آنکھ سے دیکھنا حلال ہوتا ہے تمہارے دل کی آنکھ سے اسے دیکھنا حرام ہوتا ہے۔

اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ بدن قلب کا لباس ہے اور قلب دل کا لباس ہے اور دل ضمیر کا لباس ہے اور ضمیر راز کا لباس ہے اور راز اللہ کی معرفت کا لباس ہے۔

ابوصالحؒ کے مناقب بے حد ہیں۔ رحمہ اللہ۔ اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

واقعات ـــــ ۳۳۱ھ

اس سال سیف الدولہ واسط میں داخل ہوا اس کے قبل بریدی اور اس کا بھائی ابوالحسین شکست کھا کر وہاں سے نکل چکے تھے۔ لیکن ترکیوں کو سیف الدولہ سے اختلاف ہو گیا تھا اس لیے سیف الدولہ وہاں سے نکل کر بغداد جانے لگا۔ اس بات کی خبر اس کے بھائی امیر لشکر کو مل جانے کی وجہ سے وہ بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اتنے میں اس کا گھر لوٹ لیا۔ اس کی حکومت بغداد پر تیرہ مہینے' پانچ دن تک رہی۔ سیف الدولہ موصل سے بغداد میں اس وقت پہنچا' جبکہ اس کا بھائی وہاں سے نکل چکا تھا۔ اس لیے باب حرب کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ اور خلیفہ سے درخواست کی کہ وہ اسے اتنا مال دے' جس کی مدد سے توزون کی لڑائی میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اس لیے خلیفہ نے اسے چار لاکھ درہم دیئے۔ اور اس سے انہیں اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن جیسے ہی توزون کے آنے کی خبر ملی' وہ بغداد سے نکل گیا۔ اور توزون وہاں پچیسویں رمضان میں داخل ہو گیا۔ اس لیے خلیفہ نے اسے خلعت دیا' اور اسے امیر الامراء کا لقب دیا۔ اور اب بغداد میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اس وقت بریدی واسط لوٹ گیا۔ اور وہاں توزون کے ماننے والے جتنے تھے' سبھوں کو نکال باہر کیا۔ توزون کے قیدیوں میں سیف الدولہ کے غلام ثمال بھی تھے۔ اس لیے اسے اس کے آقا کے پاس بھیج دیا تاکہ اسے اس کی خبر دے سکے' اور آلِ حمدان میں اس کا مرتبہ بڑھ جائے۔

اس سال ''نسا'' کے علاقوں میں زبردست زلزلہ آیا' جس سے وہاں کی بہت سی عمارتیں گر گئیں۔ اور بہت سی مخلوق ہلاک و برباد ہو گئی۔ بغداد میں ایلول بمطابق ماہ کنوار اور نشرین مطابق ماہ کاتک اور اگہن میں زبردست لو چلتی رہی۔

اور اس سال ماہِ صفر میں یہ خبر پہنچی کہ رومی ارزن اور میافارقین تک پہنچ چکے ہیں۔ اور لوگوں کو قید کر لیا ہے۔

اس سال ماہ ربیع الآخر میں خلیفہ متقی کے بیٹے ابومنصور اسحاق نے ایک علویہ ناصر الدولہ بن حمدان کی لڑکی سے نکاح کر لیا۔ مہر ایک لاکھ دینار اور دس لاکھ درہم مقرر کیا۔ اور اس لڑکی کے نکاح کا ولی ابوعبداللہ محمد بن ابی موسیٰ الہاشمی کو مقرر کیا۔ لیکن ناصر الدولہ خود حاضر نہیں ہوا۔

اس وقت ناصر الدولہ نے ایک سکہ ڈھالا اور اس میں ناصر الدولہ عبد آل محمد لکھا گیا۔

ابن الجوزی نے کہا کہ اس سال غلے بہت گراں ہو گئے تھے' یہاں تک کہ لوگوں نے کتوں کو بھی کھایا۔ اور لوگوں میں وبائیں پھوٹ پڑیں' جس کی تلافی کافی حد تک لوگوں نے ٹڈیوں سے کی۔ یہاں تک کہ پچاس رطل ٹڈی ایک درہم سے فروخت ہوتی۔ جس سے لوگوں نے کچھ گرانی سے بچاؤ کیا۔

اس سال شاہِ روم نے خلیفہ کو ایک خط لکھ کر اپنے اس رومال کا مطالبہ کیا جو کسی کنیسہ میں تھا۔ اور اس سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے اس سے اپنا چہرہ صاف کیا تھا اور اس میں ان کے چہرہ کا نقش اُتر گیا تھا۔ اگر وہ رومال بھیج دیں تو ہم اس کے عوض

بے شمار مسلمان قیدی آزاد کر دیں گے۔ خط پا کر خلیفہ نے علماء کو بلوا کر ان سے مشورہ لیا۔ کچھ لوگوں نے جواب دیا کہ ان کے مقابلہ میں ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اس رومال کے بھیج دینے سے مسلمانوں کی ذلت اور دین کی کمزوری کا اظہار ہے۔ لیکن علی بن عیسیٰ وزیر نے کہا' اے امیر المومنین کفار کے قبضہ سے مسلمان قیدیوں کو چھڑا لینا اس بات سے زیادہ بہتر اور زیادہ مفید ہے کہ رومال کنیسہ میں پڑا رہے۔ بالآخر خلیفہ نے اس رومال کے بھیج دینے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو ان کے قبضوں سے چھڑا لینے کے لیے کہا۔

اس سال یہ بھی خبر ملی کہ قرمطی کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس خوشی میں ابو عبداللہ البریدی نے اس کے پاس بہت سے ہدایا اور تحائف بھیجے' جن میں سونے کا ایک بستر تھا جس میں جواہر اٹکائے گئے تھے۔ اس کا پردہ سونے کے تار کا بنا ہوا تھا۔ یاقوت سے مزین تھا اور بھی بہت چیزیں تھیں۔

اس زمانہ میں بغداد میں رافض بہت بڑھ گئے تھے۔ اس لیے یہ اعلان کرا دیا گیا کہ جو شخص بھی کسی صحابیؓ کو برائیوں سے یاد کرے گا وہ غیر محفوظ سمجھا جائے گا۔

خلیفہ نے عماد الدولہ ابن بویہ کو خلعت بھیجا' جسے اس نے قبول کیا' اور تمام قاضیوں اور تمام حکام کی موجودگی میں اسے پہنا۔ خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم السعید نصر بن احمد بن اسماعیل السامانی کی وفات ہوگئی۔ اس سے پہلے وہ ایک برس اور ایک ماہ مرضِ سل میں گرفتار رہے تھے۔ اور اپنے گھر ہی میں ایک کمرہ خاص کر لیا تھا' جس کا نام بیت العبادۃ رکھا گیا' اچھے اور صاف کپڑے پہن کر ننگے پاؤں پر اس طرف جاتے اور اس میں نمازیں ادا کرتے۔ آہ وزاری کرتے' زیادہ نمازیں پڑھتے' درود بھیجتے' منکرات اور گناہوں کے کاموں سے مرنے تک احتیاط کرتے رہے۔ رحمہ اللہ۔ ان کے بعد ان کی ذمہ داریوں کو ان کے صاحبزادے نوح بن نصر السامانی نے سنبھالا' اور ان کو الامیر الحمید کا لقب دیا گیا۔ ان کے زمانہ میں محمد بن احمد النسفی پر بہت الزامات لگا کر بالآخر انہیں سولی دے دی گئی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ ہیں:

ثابت بن سنان بن قرہ الصابی:

ابو سعید الطبیب' یہ خود القاہر باللہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ لیکن نہ ان کا لڑکا اسلام لایا' اور نہ ان کے خاندان کا کوئی دوسرا شخص۔ فن طب میں اونچا مقام رکھتے تھے اور دوسرے بہت سے علوم میں بھی۔

اسی سال ماہِ ذی القعدہ میں جگر کے ایک مہلک مرض میں گرفتار ہو کر وفات پائی۔ ان کے اپنے فن نے اس موقع پر انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا' موت آ ہی گئی۔ اس موقع پر کسی شاعر نے یہ چند اشعار بہت عمدہ کہے ہیں ؎

قُل للذی صنع الدواء بکفه ۔۔۔ أتردُّ مقدورًا علیك قد جری

بے شمار مسلمان قیدی آزاد کر دیں گے۔ خط پا کر خلیفہ نے علماء کو بلوا کر ان سے مشورہ لیا۔ کچھ لوگوں نے جواب دیا کہ ان کے مقابلہ میں ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور اس رومال کے بھیج دینے سے مسلمانوں کی ذلت اور دین کی کمزوری کا اظہار ہے۔ لیکن علی بن عیسیٰ وزیر نے کہا' اے امیر المومنین کفار کے قبضہ سے مسلمان قیدیوں کو چھڑا لینا اس بات سے زیادہ بہتر اور زیادہ مفید ہے کہ رومال کنیسہ میں پڑا رہے۔ بالآخر خلیفہ نے اس رومال کے بھیج دینے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو ان کے قبضوں سے چھڑا لینے کے لیے کہا۔

اس سال یہ بھی خبر ملی کہ قرمطی کو ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس خوشی میں ابوعبداللہ البریدی نے اس کے پاس بہت سے ہدایا اور تحائف بھیجے' جن میں سونے کا ایک بستر تھا جس میں جواہر اٹکائے گئے تھے۔ اس کا پردہ سونے کے تار کا بنا ہوا تھا۔ یاقوت سے مزین تھا اور بھی بہت چیزیں تھیں۔

اس زمانہ میں بغداد میں رافض بہت بڑھ گئے تھے۔ اس لیے یہ اعلان کرا دیا گیا کہ جو شخص بھی کسی صحابیؓ کو برائیوں سے یاد کرے گا وہ غیر محفوظ سمجھا جائے گا۔

خلیفہ نے عماد الدولہ ابن بویہ کو خلعت بھیجا' جسے اس نے قبول کیا' اور تمام قاضیوں اور تمام حکام کی موجودگی میں اسے پہنا۔ خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم السعید نصر بن احمد بن اسماعیل السامانی کی وفات ہوگئی۔ اس سے پہلے وہ ایک برس اور ایک ماہ مرضِ سل میں گرفتار رہے تھے۔ اور اپنے گھر ہی میں ایک کمرہ خاص کر لیا تھا' جس کا نام بیت العبادۃ رکھا گیا' اچھے اور صاف کپڑے پہن کر ننگے پاؤں پر اس طرف جاتے اور اس میں نمازیں ادا کرتے۔ آہ وزاری کرتے' زیادہ نمازیں پڑھتے' درود بھیجتے' منکرات اور گناہوں کے کاموں سے مرنے تک احتیاط کرتے رہے۔ رحمہ اللہ۔ ان کے بعد ان کی ذمہ داریوں کو ان کے صاحبزادے نوح بن نصر السامانی نے سنبھالا' اور ان کو الامیر الحمید کا لقب دیا گیا۔ ان کے زمانہ میں محمد بن احمد النسفی پر بہت الزامات لگا کر بالآخر انہیں سولی دے دی گئی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ ہیں:

ثابت بن سنان بن قرہ الصابی:

ابوسعید الطبیب' یہ خود القاہر باللہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ لیکن نہ ان کا لڑکا اسلام لایا' اور نہ ان کے خاندان کا کوئی دوسرا شخص۔ فن طب میں اونچا مقام رکھتے تھے اور دوسرے بہت سے علوم میں بھی۔

اسی سال ماہِ ذی القعدہ میں جگر کے ایک مہلک مرض میں گرفتار ہو کر وفات پائی۔ ان کے اپنے فن نے اس موقع پر انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا' موت آ ہی گئی۔ اس موقع پر کسی شاعر نے یہ چند اشعار بہت عمدہ کہے ہیں ؎

قُل للذی صنع الدواء بکفه   أتردُّ مقدورًا علیك قد جری

ترجمہ: جو شخص اپنے ہاتھوں سے دوائیں بناتا ہو اس سے کہہ دو تم پر جو مقدر ہو چکا ہے کیا تم اسے ٹال سکتے ہو۔

مات المداوي والمداوى والذي صنع الدواء بكفه ومن اشترى

ترجمہ: سب موت کے گھاٹ پہنچ گئے جس نے علاج کیا جس کا علاج کیا گیا جس نے اپنے ہاتھ سے دوا بنائی اور جس نے خریدا۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اسی سال اشعری کی وفات کو ذکر کیا ہے۔ اس میں گفتگو کی ہے اور ان پر الزام لگایا ہے۔ جیسا کہ حنبلیوں کی پہلے اور اب بھی عادت ہے۔ کہ وہ اشعریوں کے خلاف کہتے رہتے ہیں۔ اور یہ ذکر کیا ہے کہ یہ سن دوسو ساٹھ ہجری میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور جبائی کے ہم خیال چالیس برس تک رہے مگر بعد میں رجوع کر لیا۔ بغداد میں وفات پائی اور مشرعۃ السروانی میں دفن کیے گئے۔

محمد بن احمد بن یعقوب:

ابن شیبہ بن الصلت السدوسی۔ ان کے آقا ابوبکر تھے۔ انہوں نے اپنے دادا اور عباس دوری وغیرہما سے روایتیں سنیں اور ان سے ابوبکر بن مہدی نے روایت کی ہے' یہ ثقہ تھے۔ اور خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ جب ان محمد کے والد کی پیدائش ہوئی۔ اس وقت نجومیوں نے ان کا زائچہ نکال کر ان کی عمر کا اندازہ بتایا کہ یہ اتنی عمر تک زندہ رہیں گے۔ اس کے بعد ان کے والد نے ایک گڑھا کھودوا کر جتنی عمر کا ان لوگوں نے اندازہ بتایا تھا' شروع سے ہر روز ایک ایک دینار اس میں ڈالتے گئے۔ جب وہ بھر گیا تو اس طرح ایک دوسرا گڑھا تیار کیا۔ اور اس کے بعد ایک اور گڑھا تیار کیا۔ اس طرح وہ اپنے لڑکے کی عمر کے اندازہ کے مطابق اس میں ہر روز تین دینار ڈالتے رہے۔ اس احتیاط کے باوجود ان کو ذرہ برابر فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ اتنے زیادہ محتاج ہو گئے کہ لوگوں سے مانگتے پھرتے تھے۔ اور مجلس سماع میں وہ اس ہیئت کے ساتھ حاضر ہوتے کہ ان کے بدن پر ازار کے بغیر ہی عبا ہوتا۔ اور اہل مجلس ان پر رحم کھا کر ان کی کچھ مدد کر دیتے۔ الحاصل سعید وہی ہے جسے اللہ سعید بنا دے۔

محمد بن مخلد بن جعفر:

ابوعمر الدوری العطار دور میں رہا کرتے تھے۔ یہ دور بغداد کے ایک کنارے کا محلہ ہے۔ انہوں نے الحسن بن عرفہ زبیر بن بکار' اور مسلم بن حجاج وغیرہم سے حدیثیں سنی ہیں۔ اور ان سے دارقطنی کے علاوہ اور لوگوں نے بھی روایت کی ہے۔ یہ ثقہ' بہت سمجھدار' اور بہت زیادہ روایتیں بیان کرنے والے تھے۔ ان کی دیانت داری کی لوگ تعریفیں کرتے۔ عبادت گزاری میں مشہور تھے۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ کل عمر ستنتر برس آٹھ مہینے اکیس دن کی پائی۔

المجنون البغدادی:

ابن الجوزی نے ابوبکر شبلی کے واسطہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رصافہ کی جامع مسجد کے قریب ننگی حالت میں دیکھا

ہے' اس وقت وہ کہا کرتے تھے میں اللہ کا مجنون ہوں' اللہ کا مجنون ہوں۔ اس حالت میں دیکھ کر میں نے کہا' آپ کپڑے پہن کر مسجد میں داخل ہو کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہیں؟ تو کہنے لگے۔

یقولون زرنا واقض واجب حقنا وقد اسقطت حالی حقوقهم عنی

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں ہماری ملاقات کرو اور ہمارے حق واجبی ادا کرو۔ حالانکہ میری بدحالی نے ان کے حقوق کو ہم سے جدا کر دیا ہے۔

اذا هم رأوا حالی ولم یانفوا لها ولم یانفوا منها انفت لهم منی

ترجمہ: جب انہوں نے میرے حال زار کو دیکھا اور ناک بھنوں نہ چڑھائے۔ اور اسے ناپسند نہ کیا تو میں اپنے کو ہی ناپسند کرنے لگا۔

واقعات ـــــ ۳۳۲ھ

اس سال امیر المؤمنین توزون سے ناراض ہو کر غصہ کی حالت میں بغداد سے نکل کر موصل کی طرف گئے کہ وہ اس وقت واسط میں تھا اور اس نے اپنی بیٹی کی شادی ابوعبداللہ البریدی سے کر دی تھی۔ اس طرح وہ دونوں بادشاہ کے خلاف یکجان ہو چکے تھے۔ اور ابن شیرزاد کو تین سو آدمیوں کی جماعت لے کر بغداد بھیج دیا۔ اس نے وہاں پہنچ کر زبردست فساد پھیلایا اور لوٹ مار کیا۔ اور کچھ لوگوں کو عہدوں پر فائز کیا' اور کچھ لوگوں کو عہدوں سے برخواست کیا۔ متقی کی غیبوبت ہی میں وہاں سب پر قابض ہو گیا۔ یہ سب سن کر متقی کو سخت غصہ آیا۔ اور وہاں سے غصہ کی حالت میں اپنے خاندان والوں' اور بال بچوں اور وزیر کے علاوہ خاص حکام کو بھی ساتھ لے کر موصل کی طرف بنی حمدان کے مقابلہ میں روانہ ہوا۔ راستہ میں سیف الدولہ تکریت کے پاس ملا۔ ناصر الدولہ بھی تکریت میں آ کر مل گیا۔

جب سے متقی بغداد سے نکلا' ابن شیرزاد نے وہاں زبردست فساد برپا کر دیا۔ وہاں کے باشندوں پر ظلم ڈھانے لگا' ان سے زبردست مال وصول کرنے لگا' اور توزون کو بھی خبر بھیجی' اس لیے وہ تیزی سے تکریت کی طرف بڑھا۔ راستہ ہی میں سیف الدولہ سے مقابلہ ہو گیا اور توزون نے سیف الدولہ کو شکست دے کر اس کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی طرح ان کے بھائی ناصر الدولہ کے فوجیوں کو بھی گرفتار کر لیا۔ سیف الدولہ نے پلٹ کر دوبارہ حملہ کیا' اس وقت بھی توزون نے اسے شکست دے دی۔ اب متقی' ناصر الدولہ اور سیف الدولہ سب موصل کو چھوڑ کر نصیبین چلے گئے۔ اور توزون نے آ کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ پھر خلیفہ کے پاس اپنا آدمی بھیج کر اسے خوش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن خلیفہ نے جواب دیا۔ یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ تم بنی حمدان کو بھی راضی کر لو۔ بالآخر سب میں مصالحت ہو گئی اور ناصر الدولہ موصل کے علاقہ کا چھتیس لاکھ پر ضامن ہوا' اور توزون بغداد لوٹ گیا۔ اور خلیفہ نے بنی حمدان کے درمیان اقامت کی۔

اس موقع پر توزون جب واسط سے غائب رہا۔ معزالدین بن بویہ دیلمیوں کی ایک بڑی جماعت لے کر واسط کی طرف

بڑھ گیا۔ توزون نے بھی بہت تیزی کے ساتھ اس کا رُخ کیا اور وہاں معزالدین سے دس دنوں سے زیادہ تک لڑائی کرتا رہا۔

بالآخر معزالدولہ شکست کھا گیا' اور اس کی ساری چیزیں لوٹ لی گئیں۔ اس کے لشکر کے بے شمار آدمی قتل کیے گئے۔ اور خاص خاص ساتھی اور حکام گرفتار کر لیے گئے۔ اس وقت توزون پر مرگی کے مرض کا دورہ بڑھ گیا اس لیے وہ اپنی جان لے کر بغداد واپس آ گیا۔

البریدی کا اپنے بھائی ابو یوسف کو قتل کر دینا:

اس سال ابوعبداللہ البریدی نے اپنے بھائی ابو یوسف کو قتل کر دیا' جس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب کبھی اس کے ہاتھ میں مال نہ ہوتا' اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض مانگتا۔ اور وہ تھوڑا بہت اسے دے کر جان چھڑا لیتا۔ پھر اس کی برائی کرتا اور فوجیوں کے مال کو اپنے خرچ میں لانے میں اس کی برائی کرتا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فوجی ابو یوسف کو چاہنے لگے' اور زیادہ تر بریدی سے نفرت کرنے لگے' اس لیے بریدی کو اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ لوگ اس سے کنارہ کش ہو کر اس کے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ اس لیے اس نے اپنے چند آدمیوں کو اس کے قتل کر دینے پر مقرر کیا۔ اور انہوں نے اسے بالآخر قتل کر دیا۔

اس کے بعد اس کے گھر جا کر اس کی ساری جائیداد اور مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت اس کا جو کچھ سامان اپنے قبضہ میں لیا اس کی قیمت تقریباً تین کروڑ تھی۔ لیکن اس سے صرف آٹھ مہینے فائدہ اٹھا سکا۔ اس کے بعد وہ بہت تیز بخار کے مرض کا شکار ہوا' دیکھتے دیکھتے اس سال ماہ شوال میں اس کی وفات ہو گئی۔

اب اس کا بھائی ابوالحسین اس کا قائم مقام بنا' اللہ اس کا برا حشر کرے۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بری راہ پر لگا دیا۔ بالآخر ان لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ مجبوراً اسے قرامطہ کی پناہ لینی پڑی۔ اور اب ابوالقاسم ابن ابی عبداللہ البریدی واسط' بصرہ اور اہواز کے آس پاس تمام علاقوں کا حاکم بن گیا۔

ادھر خلیفہ متقی باللہ موصل میں اولاد حمدان کے ساتھ رہنے لگا تھا۔ اس لیے ان لوگوں کی طرف سے اس کے ساتھ بدسلوکیاں ہونے لگیں۔ اور اس کو علیحدہ کر دینے کی فکر میں لگ گئے۔ مجبوراً خلیفہ نے توزون کو مصالحت کے لیے خط لکھا۔ خط پا کر توزون نے اپنے قاضیوں اور امراء کو جمع کیا' اور ان کے سامنے خلیفہ کا خط پڑھا۔ اس خط کا بہت زیادہ ادب بجا لایا۔ موافقت میں قسم کھائی اور اس بات کا اقرار کیا کہ خود خلیفہ اور اس کے ساتھ جتنے بھی ہیں سب کا انتہائی اکرام اور احترام کیا جائے گا۔ اس طرح خلیفہ کے لیے بغداد میں داخلہ کی صورت نکل آئی جس کی تفصیل آئندہ سال کے بیان میں آئے گی۔

اس سال روسیوں کی ایک جماعت آذربایجان کے علاقوں کی طرف آئی۔ علاقوں کے لوگوں نے اس کے دفع کرنے کا ارادہ کیا مگر ان لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان پر غالب آ گئے۔ بے شمار باشندوں کو قتل کر ڈالا' ان کے مال لوٹے۔ اور جو عورتیں پسند آئیں' انھیں قید کر لیا۔ پھر مراغہ کی طرف بڑھے۔ وہاں مختلف قسم کے بہت زیادہ پھل دیکھے تو انہیں کھانے لگے' جس سے ان میں بیماریاں پھوٹ پڑیں' اور اکثر افراد مر گئے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جب اپنے کسی کو دفن کرتے تو اس کے سارے

کیڑے اور اس کے ہتھیار بھی ساتھ ہی دفن کر دیتے' جسے مسلمان نکال لیتے۔ اس کے بعد ان کے مقابلہ میں المرزبان بن محمد آیا جس نے ان لوگوں میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔

سال رواں کے ماہ ربیع الاول میں شاہِ روم الدمستق اسّی ہزار فوجیوں کو لے کر راس العین تک آ کر وہاں داخل ہوگیا' اور لوٹ مار مچا کر لوگوں کو قتل کیا اور تقریباً پندرہ ہزار آدمیوں کو قید کر لیا۔ تین دنوں تک وہاں مقیم رہا۔ مقامی لوگوں اور دیہاتیوں نے مل کر چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا' اور زبردست لڑائی کر کے انہیں مار بھگایا۔

اس سال ماہِ جمادی الاوّل میں بغداد کے اندر غلوں کی سخت گرانی ہوئی۔ پھر بارش ہوئی تو اس قدر زیادہ کہ عمارتیں اور مکانات گر گئے۔ عمارتوں سے دب کر بہت سے باشندے بھی مر گئے۔ آدمیوں کی کمی کی وجہ سے اکثر غسل خانے اور مسجدیں بند ہوگئیں۔ جائیداد کی قیمت بہت گر گئی۔ یہاں تک کہ ایک دینار کی قیمت کی چیز صرف ایک درہم میں فروخت ہونے لگی' اور مکانات خالی ہو گئے۔ مکانوں کی لوٹ مار سے حفاظت کے لیے دلالی لوگوں کو ان میں اُجرت پر رکھنے لگے۔ رات کے وقت چوروں کی لوٹ کھسوٹ بہت بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ محلے والے ڈھول اور باجوں کے ساتھ رات کو پہرے دیتے اور ہر طرف سے فتنے ہی فتنے دکھائی دیئے جانے لگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اپنے نفسوں کی خرابیوں اور اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

سردار الجنابی القرمطی کا انتقال:

اس سال ماہِ رمضان میں ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید الحسن الجنابی الہجری القرمطی' جو قرامطہ کا سردار تھا' اس کا انتقال ہو گیا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کے اندر' اور اس کے چاروں طرف حاجیوں کو قتل کیا اور اس کے غلاف اتار لیے' اس کے دروازے اکھیڑ لیے' اور سونے وغیرہ سب لے گئے۔ اس کے حجر اسود کو اپنی جگہ سے اکھیڑ کر اپنے ساتھ اپنے شہر ہجر لے گئے جو ان کے پاس سن تین سوانیس ہجری سے تین سوانتالیس ہجری تک رہا۔ اسی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔ جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

جب یہ قرمطی مر گیا' تب اس کی ذمہ داریاں اس کے تینوں بھائیوں۔ (۱) ابوالعباس الفضل۔ (۲) ابوالقاسم سعید۔ (۳) ابویعقوب یوسف نے' جو تینوں ہی ابوسعید الجنابی کے بیٹے تھے' سنبھال لیں۔ ان میں سے ابوالعباس دبلا بدن اور لکھنے پڑھنے میں لگا رہنے والا تھا۔ اور ابویعقوب کھیل کود کا دلدادہ تھا۔ اس اختلافِ مزاج کے باوجود ایک دوسرے سے کسی بات میں اختلاف نہیں کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ وزراء تھے' وہ سب بھی ہم خیال تھے۔

اس سال ماہِ شوال میں ابوعبداللہ البریدی کی وفات ہوگئی۔ اس طرح تمام مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی جیسا کہ دوسروں سے ملی تھی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں میں ابوالعباس بن عقدہ الحافظ۔

احمد بن محمد بن سعید:

بن عبدالرحمٰن ابوالعباس الکوفی ہیں جو ابن عقدہ سے مشہور ہیں۔ لوگوں نے یہ لقب انہیں اس لیے دیا تھا کہ فن نحو وصرف میں مجمل کلام کرتے تھے۔ اسی طرح ورع اور عبادات میں بھی مختصر گفتگو کرتے تھے۔ بڑے محافظین حدیث میں سے تھے۔ انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں' اور مختلف مقامات میں سفر کر کے بہت سے مشائخ سے روایتیں سنیں اور ان سے طبرانی' دارقطنی ابن حجابی ابن عدی' ابن مظفر اور ابن شاہین نے روایت کی ہے۔

دارقطنی نے کہا ہے کہ تمام اہل کوفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے ابن عقدہ کے زمانہ تک ان سے بڑھ کر زیادہ حافظہ دوسرے کسی میں نہیں دیکھا گیا ہے۔

لوگوں کا بیان ہے کہ انہیں چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ ان میں سے تین لاکھ اہل بیت کی فضیلت میں ہیں جن میں صحیح اور ضعیف ہر قسم کی تھیں۔ ان کی کتابیں چھ سو اونٹوں کا بوجھ تھیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود ان کو شیعوں اور مسلک میں غلو کرنے والوں میں سے سمجھا جاتا تھا۔

دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ بہت بڑے انسان تھے۔

اور ابن عدی نے انہیں اس بات کی طرف منسوب کیا ہے کہ اپنے شیوخ کے لیے روایتیں لکھتے' اور انہیں ان کی روایت کا حکم دیتے۔

خطیبؒ نے کہا ہے کہ مجھ سے علی بن محمد بن نصر نے روایت کی ہے کہ میں نے حمزہ بن یوسف کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوعمر حبویہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن عقدہ براثی کی جامع مسجد میں بیٹھ کر جو روافض کا گڑھ تھا لوگوں کو صحابہؓ فرمایا یا شیخین کی برائیاں لکھوایا کرتے تھے۔ اس لیے میں نے ان سے سنی ہوئی ساری حدیثیں بے اعتبار سمجھ لیں' اور کسی دوسرے کے سامنے انہیں ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں کہ میں نے اپنی کتاب التکمیل میں ان کے بارے میں اتنی باتیں بیان کر دی ہیں جو بہت کافی ہیں۔

اسی سال ماہِ ذی القعدہ میں وفات پائی۔

احمد بن عامر بن بشیر:

بن حامد المروروزی۔ مرو الروز کی طرف ان کی نسبت ہے' المروز ایک شہر کا نام ہے۔ یہ شافعی المسلک فقیہ اور ابواسحاق المروزی کے شاگرد تھے۔ ان کی نسبت مرو الشاہجہان کی طرف ہے جو اس علاقہ کا ایک بڑا شہر تھا۔ ان کی ایک تصنیف مختصر المزنی کی ایک شرح ہے۔ اور ایک کتاب الجامع فی المذہب ہے۔ فن اصول فقہ میں بھی ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ایسے امام تھے کہ ان کے غبار تک بھی پہنچنا مشکل کام تھا۔ اسی سال وفات پائی ہے۔

واقعات ــــ ۳۳۳ھ

اس سال خلیفہ متقی بغداد کی طرف لوٹ آیا۔ خلافت سے دستبردار کر دیا گیا اور اس کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔ یہ ابھی تک موصل ہی میں موجود تھا کہ اس نے وہاں سے اخشید محمد بن طغج کو جو کہ مصر اور شامی علاقوں کا گورنر تھا' خط لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ چنانچہ وہ سالِ رواں کے ماہ محرم کے وسط میں اس کے پاس آیا اور خلیفہ کے سامنے انتہائی عاجزی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑا رہنے لگا۔ خود پیدل چلتا اور خلیفہ سواری پر سفر کرتا۔ پھر خلیفہ کے سامنے درخواست کی کہ وہ تکلیف کر کے اس کے ساتھ مصری علاقوں میں چلیں یا شامی علاقوں میں قیام کریں۔ ایک مرتبہ اس مشورہ پر عمل کرنا چاہا لیکن آخر میں انکار کر دیا۔ اس لیے اس نے مشورہ دیا کہ اس طرح موصل ہی میں قیام کریں اور توزون کے پاس بالکل نہ جائیں۔ توزون کے مکر اور اس کے چکر سے اسے بہت ڈرایا۔ پھر بھی اس کے مشورہ کو قبول نہیں کیا۔ اسی طرح اس کے وزیر ابوحسین بن مقلہ نے بھی مشورہ دیا لیکن اس پر بھی عمل نہیں کیا۔ ابن طغج نے خلیفہ کو بہت سے قیمتی تحائف پیش کئے۔ اسی طرح وزیر اور دوسرے حکام کو بھی دیئے۔ پھر وہ اپنے شہر کو لوٹ گیا اور حلب سے گزرا تو وہاں کا حاکم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان وہاں سے نکل گیا۔ لیکن ابن مقاتل وہیں تھا۔ اس لیے اسے اپنی واپسی تک کے لیے اسے اپنا قائم مقام بنا کر مصر بھیج دیا۔ لیکن خلیفہ دجلہ میں رقہ سے سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

اور توزون کو خبر بھیج دی' اور اس سے جس قدر اقرار اور قسم لینا ممکن تھا۔ سب کر کے اپنی بات پختہ کر لی اور فیصلہ پر قائم رہا۔ اب جب یہ بغداد کے قریب پہنچا تو توزون اپنے لشکر سمیت وہاں سے باہر آیا۔ خلیفہ کو دیکھ کر اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ اس کے سامنے اپنی پرانی قسم کی وفاداری کا مظاہرہ کیا اور سب کے سامنے خلیفہ کو اتروایا۔ خلیفہ کے ساتھ جتنے بھی امراء وغیرہ تھے' سب کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر خلیفہ کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی گئیں۔

اس تکلیف سے بے قرار ہو کر اس کے منہ سے ایک زبردست چیخ نکلی۔ جسے اس کی عورتوں نے بھی سن لیا۔ تو وہ بھی زبردست چیخ و پکار' اور رونے دھونے میں لگ گئیں۔ ان عورتوں کی آواز کو دبانے کے لیے اس نے حکم دیا کہ نقارے بجائے جائیں تا کہ ان کی آواز نہ سنی جائیں۔ پھر وہاں سے وہ فوراً نکل کر بغداد چلا گیا۔ اور فوراً المستکفی کے ہاتھوں پر بیعت کر لی۔ اس طرح متقی کی خلافت کل تین برس پانچ مہینے بیس دن کی ہوئی۔ اور دوسرے قول کے مطابق گیارہ مہینے۔

اس کے مزید حالاتِ زندگی اس کی وفات کے حالات میں مذکور ہوں گے۔

المستکفی باللہ عبداللہ بن المکتفی بن المعتضد کی خلافت

جب توزون بغداد واپس آیا' اور متقی کی دونوں آنکھیں اندھی کردیں۔ اس کے بعد المستکفی کو بلوایا اور اس سے بیعت لی' اور اس کا لقب المستکفی باللہ رکھا۔ نام عبداللہ تھا۔ یہ معاملہ اس سال ماہ صفر کے آخری عشرہ میں ہوا۔ اور توزون اس کے سامنے بیٹھا۔ المستکفی نے اسے خلعت دیا۔ یہ المستکفی گندمی صورت' میانہ قد' خوبصورت اور اچھے بدن' سفید رنگ' سرخی مائل تھا۔ نتھنے تنگ' اونچی ناک' چپٹے گالوں والا تھا۔

جس وقت اس کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس وقت اس کی عمر اکتالیس برس کی تھی۔ اس نے المتقی کو اپنے سامنے بلوایا' اور اس سے بھی بیعت لی۔ اور اس سے خلافت کی چادر اور چھڑی لے لی۔ اور ابوالفرج محمد بن علی السامری کو اپنا وزیر بنالیا۔ لیکن اس کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اختیارات کا مالک تو ابن شیرزاد تھا۔ اس کے بعد المتقی جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ پھر اس المستکفی نے ابو القاسم الفضل بن المقتدر کو بلوایا۔ یہ وہی ہے جو اس کے بعد خلیفہ بنایا جائے گا اور لقب المطیع للہ ہوگا۔ لیکن وہ اس وقت سامنے نہ آیا' بلکہ چھپ گیا اور اس المستکفی کی خلافت باقی رہنے تک چھپا رہا۔ اس لیے اس المستکفی نے اس کے اس گھر کو جو دجلہ کے کنارے تھا' ڈھانے کا حکم دیا۔

جب القاسم الفاطمی مرگیا اور اس کا بیٹا المنصور اسماعیل اس کی جگہ پر بیٹھ گیا تو اس نے اپنی مضبوطی نہ ہونے تک اپنے باپ کی موت کی خبر چھپا کر رکھی۔ پھر ظاہر کردی' لیکن صحیح بات یہ ہے کہ القائم اس سال کے بعد کے سال میں مرا ہے۔

اس سال ان لوگوں سے ابو یزید الخارجی نے زبردست لڑائی لڑی اور ان کے بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کیا' اور بار ہا انہیں توڑ پھوڑ کیا۔ پھر مقابلہ کیا اور ان سے لڑائی کی۔

آخر میں اسی منصور نے ان لوگوں کو خود سے لڑائی کی دعوت دی۔ اور بار ہا ان سے زبردست لڑائیاں ہوئیں۔ ان کا ذکر طوالت کا موجب ہوگا۔ لیکن ابن اثیر نے اپنی کتاب کامل میں ان باتوں کو کس قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ منصور کا لشکر کبھی کبھی شکست بھی کھا گیا' اور صرف بیس آدمی اس کے ساتھ رہ گئے تھے۔ اس لیے وہ خود کافی دیر تک لڑتا رہا ہے۔ اس طرح قتل ہونے کے قریب ہو کر بھی اس نے خود کو بچا کر ابو یزید کو شکست دے دی۔ اور منصور کی بہادری ثابت ہوگئی۔ اور لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت بہت بڑھ گئی اور عزت اور ہیبت بھی لوگوں کی نظروں میں زیادہ ہوگئی اور قیروان کے شہروں کو ان کے قبضہ سے نکال لیا اور اس سے برابر لڑتا ہی رہا۔

بالآخر منصور اس پر غالب آیا اور اسے قتل کر ڈالا۔ جب اس کا سر منصور کے سامنے لایا گیا تو اس نے خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا۔ یہ ابوسعید بدشکل' لنگڑا' ناٹا اور مسلکاً کٹر خارجی تھا۔ مذہب والوں کو وہ کافر کہا کرتا تھا۔

ابوالحسین البریدی کا قتل:

اس سال ماہِ ذی الحجہ میں ابوالحسین البریدی قتل کیا گیا۔ سولی پر لٹکایا گیا' پھر اسے جلا دیا گیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس

نے اپنے بھائی کے خلاف توزون' ابوجعفر بن شیرزاد سے مدد چاہی۔ پھر توزون اور ابن شیرزاد کے درمیان فساد پیدا کرنے لگا' جسے ابن شیرزاد نے تاڑ لیا۔ اس وقت اسے جیل میں ڈالنے اور مارنے کا حکم دیا۔ پھر بعض فقہاء نے اس کے مباح الدم ہونے کا فتویٰ دے دیا۔ لہٰذا اس کے قتل اور سولی' پھر جلا دینے کا حکم دیا۔ اس کے ساتھ ہی بریدیہ کا زور گھٹ گیا اور حکومت بھی ختم ہوگئی۔

اس سال مستکفی نے سابق خلیفہ قاہر کو وہاں سے نکال دینے کا حکم دے کر ابن طاہر کے گھر میں رہنے کی اجازت دی۔ اس وقت یہ بالکل فقیر ہو چکا تھا۔ اس کے لباس میں صرف اس کی عبا کا ایک ٹکڑا باقی رہ گیا تھا۔ جسے یہ اپنے بدن پر لپیٹے رہتا تھا۔ اور پیروں میں لکڑی کی کھڑاؤں رہ گئی تھی۔

اس سال موسمی سردی اور گرمی دونوں ہی بہت زیادہ ہوئیں۔

اس سال ماہِ رجب میں معزالدولہ تیار ہو کر واسط کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس کی خبر توزون کو مل گئی' اس لیے وہ خلیفہ المستکفی کو لے کر اس کے مقابلہ کو روانہ ہو گیا۔ اس نے ان دونوں کی روانگی کی خبر سنی تو اپنے علاقہ میں واپس لوٹ آیا۔ اور خلیفہ نے اس پر قبضہ کر لیا اور ابوالقاسم بن ابی عبداللہ اس کا ضامن بن گیا۔ پھر توزون اور خلیفہ دونوں ماہِ شوال میں بغداد واپس آ گئے۔

اس سال سیف الدولہ علی بن ابی الہیجاء عبداللہ بن حمدان حلب کی طرف گیا اور اسی حلب کا یانس المونسی سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر حمص کا رخ کیا اس پر قبضہ کرنے کے لیے' لیکن اخشید محمد ابن طغج اپنے آقا کافور کے ساتھ اس کے مقابلہ کو آ گیا۔ اور قنسرین میں دونوں فریق کے درمیان لڑائی ہوگئی۔ لیکن کوئی بھی کسی پر غالب نہ آ سکا۔ اس لیے یہ سیف الدولہ جزیرہ کی طرف لوٹ آیا۔ پھر حلب کی طرف گیا اور وہاں اس کی حکومت مستقل ہوگئی۔ لیکن وہاں رومی بہت بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلہ کو آئے تو اس نے ان کا مقابلہ کیا اور ان پر غالب آیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔

بن خلیفہ کے پاس پہنچ گیا۔ پھر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور خلیفہ اس کے سامنے آیا اور اس کا لقب معز الدولہ اور اس کے بھائی ابو الحسن کا عماد الدولہ اور اس کے بھائی ابو علی الحسن کا لقب رکن الدولہ رکھا گیا۔ اور درہم و دنانیر پر ان کے القاب کندہ کرا دیئے گئے اور اب معز الدولہ مونس خادم کے مکان میں ٹھہرا۔ اور اس کے دوسرے دیلمی ساتھی دوسرے لوگوں کے گھروں میں ٹھہرے۔ اس طرح لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور اب معز الدولہ نے ابن شیرزاد کو امن دے دیا۔ اس وقت جب وہ اپنی روپوشی کے بعد لوگوں میں ظاہر ہو گیا تو اس سے خراج دینے پر معاملہ طے کر لیا۔ اور خلیفہ کے اخراجات زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کے لیے روزانہ پانچ ہزار درہم مقرر کر دیئے گئے اسی طرح سارے انتظام درست ہو گئے۔

خلیفہ المستکفی باللہ کو پکڑ لینا اور اُسے خلافت سے معزول کر دینا

المطیع اللہ کی خلافت:

بائیسویں جمادی الآخرۃ کو جب معز الدولہ سب کے سامنے آیا' اور خلیفہ کے سامنے تخت پر بیٹھ گیا' تب دو دیلمی آئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ خلیفہ کی طرف بڑھا کر اسے پکڑ لیا۔ پھر اسے کھینچ کر اس کی کرسی سے اتار دیا۔ پھر اس کے گلے میں اس کے عمامہ کو لپیٹ کر ٹپک دیا۔ اس وقت معز الدولہ خود بھی اُٹھا۔ دارالخلافہ میں زبردست ہل چل مچ گئی۔ یہاں تک کہ وہ دارالخلافہ کے خاص محل میں داخل ہو گیا' اور اب حالات بدل گئے۔ پھر خلیفہ کو کھینچ کر پیدل چلا کر معز الدولہ کے پاس لایا گیا' اور اسے وہاں باندھ دیا گیا۔

پھر ابو القاسم الفضل بن المقتدر کو حاضر کیا گیا۔ اس سے خلافت پر بیعت لی گئی۔ اور المستکفی کی دونوں آنکھیں نکلوا دی گئیں' اور جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ سن تین سو اڑتیس ہجری میں وہیں مر گیا۔ جیسا کہ عنقریب اس موقع پر تفصیلی حالات میں ذکر کیا جائے گا۔ پھر معز الدولہ نے بغداد آ کر المستکفی کو پکڑ کر اس کی دونوں آنکھیں نکلوا دیں۔ پھر ابو القاسم الفضل بن المقتدر باللہ کو تلاش کروایا کہ وہ کہیں چھپا ہوا تھا۔ اس کی تلاش پر لوگوں کو آمادہ کر رہا تھا' اور پوری پوری کوشش کر رہا تھا' پھر بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ بلکہ یہاں تک کہا گیا کہ وہ باطنی طور پر معز الدولہ سے مل گیا تھا۔ وہی اسے المستکفی کے پکڑ لینے پر برانگیختہ کر رہا تھا' یہاں تک کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔

پھر اسے حاضر کیا گیا' اور اس کی خلافت پر بیعت لی گئی اور لقب المطیع للہ رکھا گیا۔ اور تمام ارکانِ دولت اور بڑے حکام اور عوام نے بھی اس کی خلافت پر بیعت کر لی' لیکن خلافت کے اندر بہت کمزوری آ گئی' یہاں تک کہ خلیفہ اس قدر بے اختیار ہو گیا کہ کسی بات سے اسے نہ روکنے کا اختیار تھا نہ کسی کام کے لیے حکم کرنے کا' اس کا کوئی وزیر بھی نہ رہا۔ البتہ جگہ جگہ علاقوں میں اس کے منشی ہوا کرتے تھے۔ اس وقت حکومت کے چھوٹے بڑے تمام امور میں اختیار صرف معز الدولہ کو تھا۔ یہ اس لیے کہ بنی بویہ اور ان کے ساتھ دیلمیوں میں بھی بے راہ روی اور من مانی کارروائی کی عادت ہو گئی تھی' کیونکہ ان لوگوں کا پختہ عقیدہ یہ تھا کہ بنی عباس نے علویین کے اختیارات کو بزور چھینا ہے۔ اسی لیے معز الدولہ نے خلافت کو علویین کی طرف منتقل کرنے کا پختہ ارادہ

کر لیا اور اپنے خاص لوگوں سے اس پر مشورہ کیا تو سبھوں نے بھی اس کی تائید کی۔ مگر ایک شخص نے جو بہت [illegible] اور صحیح رائے اور مشورے کا مالک تھا اس نے کہا' میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اس نے پوچھا کیوں؟ جواب دیا اس لیے کہ جب خلیفہ کو تم اور تمہارے ساتھی دیکھ رہے ہیں اس کی حکومت صحیح نہیں ہے' یہاں تک کہ تم اپنے کسی بھی آدمی کو اس کے قتل کا حکم دو گے' اور وہ اسے آسانی سے قتل کر دے گا۔

اور اگر علویوں میں سے کسی کو جس کے بارے میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یقین ہو کہ اس کی حکومت درست ہے' اگر اس کے قتل کے بارے میں کسی کو تم کہو گے تو کوئی بھی تمہاری بات نہ مانے گا۔ اس کے برعکس اگر وہی تم کو قتل کرنے کے لیے کسی کو کہہ دے تو وہ بآسانی تمہیں قتل کر دے گا۔ یہ سنتے ہی اس کی سمجھ میں آ گئی اور اپنے خیال سے باز آ گیا۔ صرف دنیاوی غرض سے' اللہ کے ڈر سے نہیں۔

اس کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔ ناصر الدولہ تیار ہو کر اس وقت نکلا' جبکہ معز الدولہ اور خلیفہ عکبرا تک پہنچ چکے تھے۔ اور ناصر الدولہ نے بغداد کے قریب پہنچ کر پہلے شرقی حصہ پھر مغربی حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اس لیے معز الدولہ' اور دیلمی جو اس کے ساتھ تھے' سبھوں میں کمزوری آ گئی۔ لیکن چالاکی اور دھوکہ بازی سے معز الدولہ غالب آ گیا اور اس کے ساتھی ناصر الدولہ کے ساتھیوں کے خلاف ہو گئے۔ اس طرح ان لوگوں نے شہر بغداد کو لوٹ لیا۔ اس کے علاوہ تاجروں اور غیر تاجروں کے مال سے جو کچھ ہو سکا' سب لوٹ لیا۔ جتنا مال اس وقت لوٹا گیا' وہ تقریباً ایک کروڑ دینار کا تھا۔ بعد میں فریقین میں صلح ہو گئی۔ ناصر الدولہ بن حمدان اپنے شہر موصل کی طرف لوٹ گیا۔ اور معز الدولہ کی حکومت بغداد پر مضبوط ہو گئی۔ پھر تیز دوڑنے والوں کو استعمال میں لانے لگا۔ تاکہ جلد از جلد اپنی خبریں اپنے بھائی رکن الدولہ کو پہنچا سکے۔ لیکن لوگ اس سلسلہ میں دھوکہ میں آ گئے۔ اور اپنے بچوں کو دوڑانے کی تعلیم شروع کی۔ یہاں تک کہ کچھ لوگ ایک دن میں تیس میل سے کافی زیادہ دوڑ جاتے۔ اس سے بڑھ کر وہ لوگ کشتی اور مکہ بازی کے کھیلوں میں بھی مقابلے پسند کرنے لگے۔ ان کے علاوہ ایسے ایسے کاموں میں مہارتیں حاصل کرنے لگے' جن سے صرف کم عقل اور انسانیت سے گرے ہوئے لوگ ہی فائدہ اٹھاتے' اور تیراکی وغیرہ میں بھی مہارت حاصل کرنے لگے' ان لوگوں کے چاروں طرف ان کے حوصلے بڑھانے کو ڈھول بجائے جاتے۔ یہ سب کام تکبر' کم عقلی اور بے حیائی کی بناء پر ہوتے۔

اس کے بعد فوجیوں کو ان کی ماہانہ تنخواہیں دینے کی ضرورت ہوئی تو ان کی تنخواہوں کے عوض آبادی اور زمینوں کے علاقے ان کے نام کر دیئے گئے۔ اس طرح وہ ساری عمارتیں اور زمین ویران ہو گئیں' سوائے ان زمینوں کے جو بڑوں کو دی گئی تھیں۔

اس سال بھی بغداد میں غلہ کی سخت گرانی ہو گئی' یہاں تک کہ لوگ مرے ہوئے جانور بلیاں اور کتے بھی کھانے لگے۔ کچھ لوگ تو دوسروں کے بچے پکڑ کر انھیں ذبح کر کے انہیں بھون کر کھا جاتے۔ اس طرح لوگوں میں وباء پھوٹ پڑی۔ اس کثرت سے انسان مرنے لگے کہ کوئی کسی کو دفن کرنے پر آمادہ نہ ہوتا۔ مردے راستے ہی میں پڑے رہتے' یہاں تک کہ انہیں کتے کھا

جاتے۔ اسی طرح چند روپیوں کے عوض مکانات اور زمینیں فروخت کر دی جاتیں' مجبور ہو کر وہاں کے باشندے بصرہ کی طرف منتقل ہونے لگے۔ لیکن کچھ تو زمانہ دراز کے بعد وہاں تک پہنچ جاتے' اور کچھ راستے ہی میں مر جاتے۔

اس سال القائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ المہدی کی وفات ہو گئی اور ان کی ذمہ داریوں کو ان کے بیٹے المنصور اسماعیل نے سنبھالا' جو بہت سمجھدار اور بڑا بہادر تھا جیسا کہ ہم نے گزشتہ سال کے حالات میں ذکر کر دیا ہے۔ اس کی وفات بھی صحیح قول کے مطابق اسی سال ماہِ شوال میں ہوئی۔

اس سال مصری اور شامی علاقوں کا گورنر الاخشید محمد بن طغج کی دمشق میں وفات ہوئی' اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال سے کچھ زیادہ ہو گئی تھی۔ اس کا قائمقام اس کے بیٹے ابو القاسم ابو الجور کو بنایا گیا۔ چونکہ وہ ابھی تک چھوٹا تھا' اس لیے کافور الاخشید کو اس کا نگران بنا دیا گیا' جو سارے علاقوں کی نگہداشت کرتا اور سارے امور کی دیکھ بھال کرتا۔

یہ ایک مرتبہ مصر گیا تو سیف الدولہ بن حمدان نے دمشق کا رُخ کیا اور اخشید کے آدمیوں سے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا' اور بہت زیادہ خوش ہوا۔ اور وہاں محمد بن احمد بن نصر الفارابی الترکی الفیلسوف سے مل گیا۔ ایک دن سیف الدولہ شریف العقیلی کے ساتھ کہیں دمشق کے کسی علاقہ میں گیا تو اس کی نظر سرزمین ''غوطہ'' پر گئی' جو اسے بہت پسند آئی۔ اور کہنے لگا' مناسب یہ ہے کہ پورا علاقہ سلطان کا محل خاص ہو۔ اس طرح اس نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ ان زمینوں کو ان کے مالکوں سے لے لیا جائے۔ اس بات سے عقیل کا ذہن غصہ سے بھر گیا اور دمشق والوں کو اس نے اس کے ارادہ سے مطلع کر دیا اور کافور الاخشیدی کا کو خط لکھ کر اس سے نجات پانے کی درخواست کی۔ اس لیے وہ ایک بڑا لشکر لے کر ان کے پاس پہنچا اور ان کی نظروں سے سیف الدولہ کو دور کر دیا۔ اور حلب سے بھی اسے بھگا دیا۔ اور وہاں کسی کو اپنا نائب بنا دیا۔ پھر دوبارہ دمشق پر حملہ کر دیا اور بدر الاخشیدی کو اس پر نائب مقرر کر دیا۔ جو بدیر کے نام سے مشہور تھا۔ پھر جب کافور مصری علاقوں میں گیا' تو سیف الدولہ حلب چلا گیا اور اسے جوں کا توں پایا۔ اور اب اس کے لیے دمشق میں لالچ کے لائق کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ یہ کافور وہی ہے جس کی مشہور شاعر متنبی نے ہجو بھی کی ہے اور تعریف بھی کی ہے۔

اِس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

عمر بن الحسین:

امام احمدؒ کے مسلک کے مطابق کتاب المختصر کے مصنف ہیں' قاضی ابو یعلی بن الفراء اور الشیخ موفق الدین بن قدامہ المقدسی نے اس کی شرح کی ہے۔ یہ شرقی فقہاء اور عابدوں کے سرداروں میں سے ہیں۔ بہت زیادہ فضائل اور عبادتوں کے مالک ہیں۔ یہ بغداد سے اس وقت نکل گئے تھے' جبکہ وہاں صحابہ کرام کو گالی گلوچ کرنے کا زور پکڑ گیا تھا۔ چلتے وقت انہوں نے اپنی تمام کتابیں ایک گھر میں رکھ دی تھیں' مگر بعد میں ہی آگ لگا دی گئی تھی' اس طرح ساری کتابیں جل گئیں' ان کی تمام تصنیفات معدوم ہو گئیں' پھر وہاں سے دمشق آ گئے' وہیں اقامت اختیار کر لی۔ اسی سال وہیں انتقال بھی کیا۔ ان کی قبر باب

اصغر کے پاس ہے جو شہیدوں کی قبروں کے قریب ہے۔ لوگ اس کی بھی زیارت کو برابر جاتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی اسی کتاب المختصر میں حج کے بیان میں لکھا ہے کہ حاجی حجر اسود کے پاس جائے اور اسے بوسہ دے اگر وہ وہاں پر موجود ہو۔ یہ شرطیہ جملہ اس لیے بڑھایا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف اس وقت ہوئی ہے جبکہ اس حجر اسود کو قرامطہ ۳۱۷ھ میں اپنے ساتھ لے گئے تھے جیسا کہ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اور ۳۳۹ھ سے پہلے تک اسے واپس نہیں کیا تھا۔ جیسا کہ اپنے موقع پر اس کا بیان آئے گا۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ مجھ سے قاضی ابو یعلی نے کہا ہے کہ ان شرقی کو بہت سی تصنیفات تھیں' مسلک کے مطابق مسائل کی بہت سی جزئیات بیان کی تھیں۔ جن کا ظہور نہیں ہو سکا' کیونکہ جب ان کے اپنے شہر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیوں کی بوچھاڑ پڑنے لگی تو اپنے علاقہ بغداد سے نکل گئے تھے۔ جس گھر میں اپنی کتابوں کو امانۃً رکھ آئے تھے۔ اسی گھر میں آگ لگا دی گئی تھی۔ اس طرح ان کی ساری کتابیں جل گئیں اور چونکہ یہ شہر سے دور تھیں' اس لیے دوسرے علاقوں میں پھیل نہ سکیں۔

پھر خطیب رحمہ اللہ نے ابو الفضل عبدالسمیع سے' انہوں نے الفتح بن شحرف سے' انہوں نے الخرقی سے بیان کیا ہے' کہا ہے کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اغنیاء کا فقراء کے سامنے تواضع سے پیش آنا کیا ہی عمدہ بات ہے۔ میں نے کہا' اے امیر المومنین' کچھ اور بھی فرمائیں' تو فرمایا کہ اس سے بہتر ہے فقیروں کا امیروں کے سامنے ڈینگ مارنا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی ہتھیلی اُونچی کی تو میں نے اس میں یہ اشعار لکھے ہوئے پائے:

۱۔ قد كنت ميتا فصرت حَيًّا   و عن قريب تعود ميتا

ترجمہ: یقیناً تم مردہ بے جان تھے' اب جاندار ہو گئے ہو۔ عنقریب تم بے جانی کی حالت میں پر لوٹ جاؤ گے۔

۲۔ فابن بدار البقاء بيتًا   ودع بدار الفناء بيتًا

ترجمہ: اسے تم ہمیشہ رہنے والی جگہ پر اپنا ایک گھر بنالو' اور ختم ہو جانے والی جگہ کے گھر کو چھوڑ دو۔

ابن بطہ نے کہا ہے کہ ان شرقی کی وفات سن تین سو چونتیس ہجری میں دمشق میں ہوئی' اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔

محمد بن عیسیٰ:

اور ابو عبداللہ بن موسیٰ الفقیہ الحنفی' جو اپنے زمانہ کے عراقی آئمہ میں سے ایک تھے۔ خلیفہ المتقی کے زمانوں میں قاضی رہے۔ یہ ثقہ بڑے فاضل تھے۔ چوروں نے ان کے گھر کو اس خیال سے لوٹا تھا کہ یہ بہت مالدار ہوں گے اور ان میں سے کسی نے انہیں بہت زیادہ مار پیٹ کی' جس کی تکلیف سے بے چین ہو کر انہوں نے خود کو زمین پر گرا دیا' بالآخر اسی چوٹ سے اس سال ماہ ربیع الاوّل میں وفات پا گئے۔ رحمہ اللہ

محمد بن محمد بن عبداللہ:

ابوالفضل السلمی' الوزیر' الفقیہ' المحدث' الشاعر' بہت سی احادیث سنیں' انہیں جمع کر کے کتابی شکل دی۔ ہر سوموار اور جمعرات کے دن روزے رکھا کرتے تھے۔ رات کی نماز اور تصنیف کے کام کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ یہ اکثر اللہ تعالیٰ کے دربار میں شہادت پانے کی دعا کرتے تھے' اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بادشاہ کا وزیر بنادیا۔ پھر لشکر والوں نے ان سے اپنی ماہانہ تنخواہ کا مطالبہ کیا اور بڑی جماعت لے کر وہ ان کے دروازہ پر اکٹھے ہوگئے۔ اس وقت انہوں نے حجام کو بلوا کر اپنے سر کے بال منڈوا لیے۔ گھر کو روشن کیا' خوشبو لگائی' اپنا کفن پہنا اور نماز پڑھنے کو کھڑے ہوگئے۔ اتنے میں لوگ گھر میں داخل ہوگئے' اور انہیں سجدے کی حالت میں قتل کر دیا۔ رحمہ اللہ۔ یہ واقعہ اس سال ماہ ربیع الآخرۃ کا ہے۔

الاخشید محمد بن عبداللہ بن طغج:

ابوبکر' جن کا لقب الاخشید تھا' جس کے معنی ہوئے شاہنشاہ۔ یہ لقب الراضی نے ان کو دیا تھا۔ کیونکہ یہ فرغانہ کے بادشاہ تھے۔ اور ہر وہ شخص جو اس کا بادشاہ تھا اسے الاخشید ہی کہا جاتا۔ جیسا کہ جو شخص اشروسیہ کا بادشاہ بنتا' اسے الافشین کہا جاتا۔ اور جو شخص خوارزم کا بادشاہ بنایا جاتا' اسے خوارزم شاہ کہا جاتا۔ اور جو شخص جرجان کا بادشاہ ہوتا' اسے صوک کہا جاتا۔ اور جو شخص آذربائیجان کا بادشاہ ہوتا اسے اصبہند اور جو شخص طبرستان کا بادشاہ ہوتا اسے ارسلان کہا جاتا۔ یہ تحقیق ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں کی ہے۔ اور سہیل نے کہا ہے کہ عرب والے اس کافر شخص کو جو شام اور سارے جزیروں کا بادشاہ ہوتا اسے قیصر' اور جو فارس کا بادشاہ ہوتا اسے کسریٰ اور جو شخص یمن کا بادشاہ ہوتا اسے تبع' اور جو شخص حبشہ کا بادشاہ ہوتا اُسے نجاشی' اور جو ہندوستان کا بادشاہ ہوتا اسے بطلیموس' اور جو شخص مصر کا بادشاہ ہوتا' اسے فرعون اور جو شخص اسکندریہ کا بادشاہ ہوتا' اسے مقوقس کہتے۔ اس کے علاوہ اور کچھ بھی ذکر کیا ہے۔

ان کی وفات دمشق میں ہوئی' اور بیت المقدس لے جا کر انہیں دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ

ابوبکر الشبلی:

صوفیوں کے مشائخ میں سے ایک ہیں' ان کے نام کی تحقیق میں لوگوں کے مختلف اقوال ہیں۔ چنانچہ یہ نام بتائے گئے ہیں۔ دلف بن جعفر' دلف بن مجدر' جعفر بن یونس' ان کا آبائی وطن وہ گاؤں تھا جس کو شبلہ کہا جاتا تھا جو ملک خراسان کے علاقہ اشروسیہ کا ایک دیہات تھا۔ ان کے والد خلیفہ موفق کے دربار میں بڑے محافظ تھے۔ ان کے ماموں اسکندریہ کے نائب حاکم تھے۔ خیر النساج کے ہاتھوں پر شبلیؒ نے توبہ کی تھی' اس طور پر کہ انہیں ایک جگہ وعظ کرتے ہوئے سنا تو ان کے دل پر بڑا اثر ہوا' اور فوراً توبہ کر لی۔ پھر فقراء اور مشائخ کی صحبتوں میں رہنے لگے۔ پھر قوم کے اماموں میں سے ہوگئے۔ جنیدؒ نے کہا ہے کہ شبلیؒ تمام اولیاء کے تاج تھے۔

خطیب بغدادیؒ نے کہا ہے کہ ہم سے ابوالحسن علی بن محمود الزوزنی نے کہا ہے کہ میں نے علی بن المثنی التمیمی کو یہ کہتے

ہوئے سنا ہے کہ میں ایک دن شبلیؒ کے گھر میں گیا۔ انہیں دیکھا کہ جوش کی حالت میں یہ اشعار کہہ رہے تھے۔

علی بعدك لا یصبر + من عادقه القرب ولا یقوی علی هجرك + من تیمه الحب

ترجمہ: تمہاری دوری پر وہ شخص صبر نہیں کر سکتا ہے + جو تمہارے قرب کا عادی ہو چکا ہو۔ اور تیرے فراق کو برداشت نہیں کر سکتا ہے وہ شخص + جس کو تیری محبت نے غلام بنا دیا ہو۔

فان لم ترك العین فقد یبصرك القلب

ترجمہ: اگر تمہیں ہماری یہ ظاہری آنکھ نہ دیکھ سکتی ہو تو کوئی نقصان نہیں ہے کہ قلب تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

ان کے دوسرے بہت سے احوال اور کرامتیں منقول ہیں۔ ہم نے ایک موقع پر یہ بتا دیا ہے کہ یہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن پر حلاج کی حقیقت ان اقوال میں واضح نہیں ہو سکی' جو اس کی طرف منسوب ہوئے تھے۔ کیونکہ اس معاملہ میں وہ غور و فکر نہیں کر سکے تھے' جو حلاج کے الحاد اور اتحاد ذات وغیرہ میں اس سے منقول ہیں۔

جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا' تو اپنے ایک خاص خادم سے فرمانے لگے۔ مجھ پر ایک شخص کا ایک کھوٹا درہم باقی تھا۔ میں نے اس کے عوض اس کے مستحق کی طرف سے ہزاروں درہم صدقہ کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود میرا دل اس سے بڑھ کر کسی اور چیز سے متفکر نہیں ہے۔ پھر اسے حکم دیا کہ ان کو وضو کرا دے۔ چنانچہ اس نے وضو کرا دیا' مگر داڑھی کا خلال کرانا چھوڑ دیا۔ اس وقت ان کی زبان اگرچہ بند ہو چکی تھی' پھر بھی انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اپنی داڑھی کا خلال کرنے لگے۔

یہ باتیں ابن خلکان نے وفیات میں ذکر کی ہیں۔ ان کا یہ واقعہ منقول ہے کہ یہ جنید کے پاس جا کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تالی بجا کر یہ اشعار پڑھنے لگے ؎

عودونی الوصال والوصل عذبٌ و دمونی بالصد والصد صعبٌ

ترجمہ: دوستوں نے مجھے وصال کا عادی بنا دیا ہے' وصال تو بہت شیریں ہوتا ہے اور روک کر مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور رکاوٹ سخت ہوتی ہے۔

زعموا حین اعتبوا ان جرمی فرط حبی لهم وما ذاك ذنبٌ

ترجمہ: جب میرے دوستوں نے مجھ پر عتاب کیا تو لوگوں نے کہا کہ میرا قصور ان سے میری محبت کا زیادہ ہونا ہے' لیکن یہ تو کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔

لا وحق الخضوع عند التلاقی ما جزاء من یحب الا یحب

ترجمہ: نہیں' ملاقات کے وقت عاجزی کا حق ہے' جو شخص محبت کیا کرتا ہو اس کا بدلہ سوائے محبت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

ان کا بیان ہے کہ میں نے رصافہ کی جامع مسجد کے دروازے پر ایک ننگے مجنون کو دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ کا دیوانہ ہوں' میں نے کہا تم چھپ کر مسجد میں جا کر نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو' تو جواب میں یہ اشعار کہے ؎

یقولون زرنا واقض واجب حقنا　　　　وقد اسقطت حالی حقوقھم عنی

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں ہماری ملاقات کرو اور ہمارے واجبی حق کو ادا کرو، حالانکہ میری بدحالی نے ان کے حقوق کو ہم سے جدا کر دیا ہے۔

اذا ابصروا حالی ولم یانفوا لھا　　　　ولم یانفوا منی انفت لھم منی

ترجمہ: جب انہوں نے میرے حالِ زار کو دیکھا اور ناک بھنوں نہ چڑھائے اور اسے ناپسند نہ کیا تو میں خود اپنے ہی کو ناپسند کرنے لگا۔

خطیب نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے لیے یہ اشعار کہے ہیں ۔

مضت الشبیبة والحبلیبة فانبری　　　　بسمود عین و لیس لی قلبان

ترجمہ: زمانے کے حادثات نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ انہوں نے مجھے پھینک دیا ہے، رخصت کرتے ہوئے، حالانکہ میرے پاس دونوں نہیں ہیں۔

ان کی وفات اس وقت ہوئی جبکہ سال کے ختم ہونے میں صرف دو دن باقی رہ گئے تھے اور ان کی عمر ستاسی برس کی ہوئی تھی۔ بغداد کے خیزران کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

واقعات ـــ ۳۳۵ھ

اس سال خلیفۃ المطیع للہ کی دار الخلافہ میں خلافت پختہ ہوگئی۔ اور معز الدولہ بن بویہ اور ناصر الدولہ بن حمدان سب اس بات پر متفق ہو گئے۔ پھر ناصر الدولہ اور تکین ترکی میں بار ہا لڑائیاں ہوئیں۔

بالآخر ناصر الدولہ تکین پر غالب آ گیا اور اس کی موجودگی میں تکین کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ اور اب موصل اور جزیرہ پر بھی اس کی حکومت مضبوطی ہوگئی۔ رکن الدولہ نے اسی پر قبضہ کر لیا اور خراسانیوں سے اسے چھین لیا اور اب بنی بویہ کی حکومت بہت وسیع ہوگئی۔ کیونکہ اس کے قبضہ اختیار میں ری کے پہاڑی علاقے، اصبہان، فارس، اہواز اور عراق بھی آ گئے اور موصل اور دیارِ ربیعہ وغیرہ سے اس کے پاس ٹیکس آنے لگے۔ پھر معز الدولہ اور ابوالقاسم بریدی کے لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں۔ بریدی کے لوگوں نے مخالف کو شکست دے دی اور ان کے بڑے سرداروں کی ایک جماعت کو قید کر لیا۔

اس سال رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی میں سرحدی علاقوں کے امیر سیف الدولہ بن حمدان کو کامیابی ہوئی تھی، اس لیے فریقین کے قیدیوں میں تبادلہ ہوا، جس میں ڈیڑھ ہزار مسلمانوں کو دوسروں کے قبضہ سے آزاد کرا لیا گیا۔ والحمدللّٰہ والمنة.

مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا ان کے نام یہ ہیں:

الحسن بن حمویہ بن الحسین:

قاضی استراباذی۔ بہت سی روایتیں نقل کی ہیں' ان کے ہاں حدیثیں لکھوانے والوں کی باضابطہ جماعت ہوا کرتی تھی۔ اپنے شہر میں زمانہ دراز تک حاکم رہے۔ بہت زیادہ عبادتیں کیا کرتے تھے' ہمیشہ تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان کی خوش طبعی اور بستگی کی باتیں ضرب المثل ہوئی تھیں۔ ان کی باندی کے سینے پر انزال کے وقت ان کو اچانک موت آ گئی۔

عبدالرحمٰن بن احمد:

بن عبداللہ ابوعبداللہ الختلی۔ انہوں نے ابن ابی الدنیا وغیرہ سے حدیثیں سنی ہیں' اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ' بہت ذہین اور بڑے حافظہ کے مالک تھے۔ انہوں نے پچاس ہزار حدیثیں زبانی روایت کی ہیں۔

عبدالسلام بن رغبان:

بن عبدالسلام بن حبیب بن عبداللہ بن رغبان بن زید بن تمیم ابومحمد الکلبی' جن کا لقب دیک الجن تھا۔ شاعر' نداقیہ اور شیعی العقیدہ تھے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ بنی تمیم کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے اشعار خماریہ اور غیر خماریہ سب مشہور ہیں۔ ابولواس شاعر نے خماریات میں ان کے اشعار کو بہت پسند کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ بن داؤد:

بن الجراح ابوالحسن۔ یہ المقتدر اور القاہر دونوں خلیفوں کے وزیر رہ چکے ہیں۔ سن دوسو پنتالیس ہجری میں ولادت ہوئی۔ بہت سے لوگوں سے روایتیں سنی ہیں۔ اور ان سے طبرانی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ ثقہ' بہت ذہین' بڑے عالم' اور پاک دامن تھے۔ بہت زیادہ تلاوت کرنے والے' بہت روزے رکھنے والے اور نمازیں پڑھنے والے تھے۔ اہل علم کو بہت پسند کرتے' اور ان کی مجلسوں میں بہت رہتے۔ ان کا نسلی تعلق فارس سے تھا۔ حلاج کی خدمت میں بہت رہنے والے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے ساتھ لاکھ دینار کمائے' جن میں سے چھ لاکھ اسی ہزار دینار نیکی کے راستوں میں خرچ کیے۔

بغداد سے نکالے جانے کے بعد جب یہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو سخت گرمیوں میں خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا۔ پھر اپنے گھر آ کر لیٹ گئے' اور کہنے لگے میں برف کا شربت پینا چاہتا ہوں' کسی نے جواب دیا یہاں یہ ناممکن ہے۔ جواب دیا' میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ نے اگر چاہا تو عنقریب اس کا انتظام ہو جائے گا۔ اور میں شام تک صبر کروں گا۔ دوپہر کے وقت ایک بدلی آئی' اور اس سے بہت سے اولے گرے۔ ان کے کسی ساتھی نے ان میں سے کچھ برف ان کے لیے جمع کر لی' اور

چھپا کر رکھ دی۔ اس وقت وہ روزے سے تھے۔ شام کے وقت برف نکال کر لائی گئی۔ جب وہ مسجد میں گئے تو کئی قسم کے شربت پیش کیے گئے اور ہر ایک میں برف ڈالی گئی تھی۔ اس وقت انہوں نے اپنے قریب کے تمام صوفیوں اور مجاوروں کو پلانا شروع کیا۔ لیکن خود اس میں سے ذرہ بھر بھی نہیں پیا۔ جب وہ اپنے گھر پہنچ گئے تو پھر ان کے ساتھی نے ان کو شربت پیش کیا جو بچے شربت سے تھوڑا سا اس ان کے لیے چھپا کر رکھا گیا تھا۔ اور ساتھی نے ان کے پینے کے لیے انہیں زبردست قسمیں دیں۔ بہت کوشش کے بعد انہوں نے اس میں سے کچھ پی لیا' اور کہنے لگے' اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ اے کاش میں اس وقت اپنی مغفرت کی تمنا کیے ہوتا۔ رحمہ اللہ وغفرلہ۔

فمن کان عنی سائلا بشماتۃ   لما نابنی اوشامتا غیر سائل

ترجمہ: اگر کوئی شخص مجھ سے سوال کرنے والا ہو مصیبت پر خوش ہوتے ہوئے' جبکہ وہ مجھے لاحق ہو' یا بغیر سوال کے ہی وہ خوش ہو رہا ہو۔

فقد ابرزت منی الخطوب ابن مرۃ   صبورًا علی اھوان تلک الزلازل

ترجمہ: تو یقیناً ایک شریف کو میری مصیبتوں نے ظاہر کر دیا ہے' ان زبردست ہلا دینے والی مصیبتوں پر بہت زیادہ صابر بنا کر۔

ابوالقاسم علی بن الحسن التنوخی نے اپنے والد سے' انہوں نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ کرخ کا باشندہ ایک عطار عامل سنت ہونے پر مشہور تھا۔ اتفاق سے اس پر چھ سو دیناروں کا قرض چڑھ گیا۔ مجبور ہو کر اس نے اپنی دکان بند کر دی اور اپنی کمائی کے ذریعہ سے محروم ہو کر اپنے گھر بیٹھ گیا۔ اور دعا کرنے' اللہ کے پاس گڑگڑانے' اور راتوں کو زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھنے لگ گیا۔

ان ہی دنوں اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ تم علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جاؤ کہ میں نے اسے حکم دیا ہے کہ تم کو چار سو دینار دے۔ صبح کے وقت وہ وزیر کے دروازہ پر پہنچا' لیکن کسی نے اسے نہیں پہچانا۔ اس لیے وہ وہیں پر بیٹھ گیا' اس انتظار میں کہ شاید ایسا کوئی آدمی مل جائے جس سے وزیر تک اس کی رسائی ہو جائے۔ وہ بہت دیر تک وہاں بیٹھا رہ گیا۔ یہاں تک کہ اب ان لوگوں کی واپسی کا وقت قریب ہو گیا' تو اس نے ایک دربان سے کہا' تم وزیر کو جا کر یہ کہہ دو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے' اور اب میں یہ چاہتا ہوں کہ خواب کے واقعہ کو اس کے سامنے ظاہر کروں۔ یہ سن کر دربان نے کہا' کیا تم ہی خواب والے آدمی ہو؟ وزیر نے تو تمہاری تلاش میں بار بار مختلف آدمیوں کو بھیجا ہے' پھر وہ دربان وزیر کے پاس گیا اور خبر سے مطلع کر دیا تو اس نے کہا' اسے فوراً لے آؤ۔ یہ وہاں گیا تو وزیر نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اس سے اس کے حالات' نام' گھر کا پتہ اور کیفیتیں ساری باتیں دریافت کیں' اس نے ساری باتوں کے جواب دیئے۔

پھر وزیر نے کہا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے حکم فرما رہے ہیں کہ میں تمہیں چار سو دینار دوں۔ لیکن صبح ہونے کے بعد سے میں کسی ایسے شخص کو نہیں پا رہا ہوں' جو تمہارا پتہ بتا سکے اور نہ میں تمہیں پہچانتا ہوں۔ اور نہ مجھے تمہارا

پتہ معلوم ہے۔ میں نے اس وقت سے اب تک بار بار لوگوں کو تمہاری تلاش میں بھیجا۔ اب اللہ تمہارا بھلا کرے کہ تم خود ہی میرے پاس آ گئے ہو۔ پھر وزیر نے ایک ہزار دینار لا کر دینے کے لیے کسی کو حکم دیا۔ اس کے بعد کہا' یہ چار سو تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ چھ سو میری طرف سے ہبہ ہیں۔ اس نے کہا' نہیں اللہ کی قسم! میں تو اس سے زائد کچھ بھی نہیں لوں گا' جس کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ میں تو اسی میں خیر و برکت پانے کا یقین رکھتا ہوں۔ یہ کہہ کر صرف چار سو دینار لے لئے۔

وزیر نے لوگوں سے کہا' یہ اس کی سچائی اور اس کا یقین ہے۔ وہاں سے چار سو دینار لے کر گھر چلا آیا' اور اپنے قرض خواہوں کو ان کے قرض دینے لگا' تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تین برس تک انتظار کر لیں گے۔ تم ان سے اپنی دکان کھولو اور اپنا کاروبار بڑھاؤ۔ لیکن اس نے کم از کم ایک تہائی لینے پر ان کو مجبور کیا۔ اس طرح دو سو ان میں تقسیم کر دیئے اور بقیہ دو سو سے اپنی دکان شروع کر لی۔ انہیں سے سال ختم ہونے سے پہلے ہی اسے ایک ہزار کا نفع ہو گیا۔ اس علی بن وزیر عیسی وزیر کے بہت سے اچھے واقعات منقول ہیں۔ ان کی وفات اس سال نوے برس کی عمر میں ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے کے سال میں انتقال ہوا۔ واللہ اعلم

محمد بن اسماعیل:

بن اسحاق بن بحر' ابو عبداللہ الفارسی الفقیہ الشافعی۔ حدیث میں ثقہ' ثبت اور بڑے عالم تھے۔ ابو زرعہ' دمشقی وغیرہ سے حدیثیں سنیں' ان سے دارقطنی وغیرہ نے' اور دوسرے شخص نے ان سے روایت کی ہے' وہ ابو عمر بن مہدی ہیں۔ اسی سال ماہِ شوال میں وفات پائی۔

ہارون بن محمد:

بن ہارون بن علی بن عمرو بن جابر بن یزید بن جابر بن عامر بن اسید بن تمیم بن صبح بن ذہل بن مالک بن سعید بن حبنہ ابو جعفر' قاضی ابو سعید عبداللہ الحسن بن ہارون کے والد' ان کے آباؤ اجداد' اور قدیم زمانے میں عمان کے غلاموں میں سے تھے۔ ان کے دادا یزید بن جابر نے زمانہ اسلام پایا۔ اسلام لانے اور بہتر طور پر اسلام لائے۔ یہی ہارون سب سے پہلے اپنے قدیمی وطن عمان سے منتقل ہو کر بغداد آئے اور حدیث کی روایت کی۔ اپنے والد سے بھی روایت کی' جو بڑے عالم اور ہر فن میں ماہر تھے۔ ان کا گھر ہر زمانہ میں علماء کا مرکز تھا۔ ان کے خرچے ان ہی علماء کے ذمے ہوتے۔ ان کا مرتبہ بغداد میں بہت بلند اور بارُعب تھا۔ دارقطنی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ فن نحو' لغت اور شعر' معانی قرآن اور علم قرآن میں بلند پایہ کے تھے۔

ابن الاثیرؒ نے کہا ہے کہ اسی سال ابو بکر محمد بن عبداللہ بن العباس بن صول الصولی کی وفات ہوئی۔ فنون آداب و اخبار کے بڑے عالم تھے اور ابن الجوزی نے اس کے بعد کے سال میں ان کی وفات کو ذکر کیا ہے' جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

ابو العباس بن القاضی احمد:

بن ابی احمد الطبری جو شافعی مسلک کے فقیہ تھے۔ ابن سریج کے شاگرد۔ کتاب التلخیص اور کتاب المفتاح ان ہی کی کتابیں ہیں۔ یہ کتابیں متن میں ان کی شرح ابو عبداللہ الحسین کے علاوہ ابو عبداللہ السنجی نے بھی کی ہے۔ ان کے والد لوگوں کو اخبار اور آثار سنایا کرتے تھے اور یہ خود طرسوس کے قاضی بنے۔

یہ بھی لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل پر خشیت الٰہی کا غلبہ ہوا' گرے' بیہوش ہو گئے اور اسی سال وفات پائی۔

واقعات ــــ ۳۳۶ھ

اس سال معز الدولہ اور خلیفہ المطیع للہ نے بغداد سے بصرہ جا کر اسے ابو القاسم البریدی کے قبضہ سے چھین لیا اور ابو القاسم خود اور اس کے بہت سے ساتھی وہاں سے بھاگ گئے۔ اس طرح معز الدولہ بصرہ پر قابض ہو گیا۔ قرامطہ کو پورے طور پر ڈرانے اور دھمکی دینے لگا کہ ان کے تمام شہروں کو ان سے چھین لے گا۔ خلیفہ کی زمینوں میں اتنی زمین کا اضافہ کر دیا کہ وہ دو لاکھ کی آمدنی ہونے لگی۔

پھر معز الدولہ اپنے بھائی عماد الدولہ کی ملاقات کو اہواز گیا۔ وہاں اپنے بھائی کے سامنے زمین کو بوسہ دیا' اور بہت دیر تک اس کے سامنے کھڑا رہا۔ پھر اس نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا' پھر بھی نہ بیٹھا۔ پھر خلیفہ کے پاس بغداد لوٹ گیا۔ اور انتظامات پھر سے درست کیے۔

اس سال رکن الدولہ نے دیلم کے بادشاہ کے بھائی دشمکیر سے طبرستان اور جرجان کے علاقوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس لیے دشمکیر نے خراسان جا کر اس کے حاکم سے مدد چاہی جس کی تفصیل عنقریب آتی ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو الحسین بن المنادی:

احمد بن جعفر بن محمد بن عبیداللہ بن یزید۔ انہوں نے احادیث اپنے دادا' اور عباس الدوری' اور محمد بن اسحاق الصاغانی سے سنی ہیں۔ حدیث کی روایت میں ثقہ' امین' حجۃ اور صادق تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور بہت سے علوم کو جمع کیا ہے۔ جبکہ ان میں سے صرف تھوڑے سے بھی علوم کو دوسروں سے سنا ہے۔ یہ ان کی اپنی تیزیٔ طبع کا نتیجہ ہے۔ سب کے آخر میں ان میں سے جس نے روایت کی ہے' وہ محمد بن فارسی اللغوی ہیں۔

ابن الجوزیؒ نے ابو یوسف القدسی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ابو الحسین بن المنادی نے علوم قرآن کی چار سو

اور چالیس [illegible] ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible] تصنیف کی ہیں [illegible] کے کلام میں کوئی فضائل [illegible] نہ ہی تمام نہیں ہوتا [illegible] بلکہ [illegible]

عقل ونقل کا جامع ہوتا ہے۔

ابن الجوزی نے یہ بھی کہا ہے کہ جو کوئی ان کی مصنفات کو پائے گا وہی ان کی فضیلت ان کی علمی واقفیت اور ایسے علوم کو جان لے گا جو ان کی کتابوں کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں نہیں مل سکتی ہیں۔ اسی برس کی عمر پا کر ماہ محرم میں وفات پائی ہے۔

الصولی محمد بن عبداللہ:

بن العباس بن محمد صول ابوبکر الصولی۔ یہ فنونِ ادب‘ بادشاہوں کے حالات سے اچھی طرح واقف‘ اور خلفاء کے حالات واقعات‘ اشراف اور طبقات شعراء کے حالات کے جاننے والوں میں سے ایک یہ بھی تھے۔ انہوں نے ابوداؤد السجستانی‘ مبرد‘ ثعلب اور ابوالعناء وغیرہم سے روایت کی ہے۔ یہ بہت زیادہ روایت کرنے والے‘ اچھے حافظہ والے‘ اور کتابوں کی تصنیف میں بہت ماہر تھے‘ ان کی بے شمار کتابیں ہیں‘ خلفاء کی ایک جماعت کی ہم نشینی کی ہے اور ان میں سے بلند مرتبہ پایا ہے۔ ان کے دادا اصول اور ان کے گھر والے جرجان کے بادشاہی خاندان سے تھے۔ ان کی اولاد بڑے محرروں میں تھی۔ یہ صولی اچھے عقیدے اور اچھے مسلک کے تھے۔ ان کے اشعار بہت عمدہ ہوتے۔ ان دار قطنی جیسے دوسرے حافظین حدیث نے روایت کی ہے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں:

احببت مـن اجله من كان يشبهه   و كل شيءٍ من المعشوق معشوق

ترجمہ: میں نے اس کی چھت کی بناء پر ہر اس شخص سے محبت کی جو اس کے مشابہ ہو کہ معشوق کی ہر چیز معشوق ہے۔

حتـى حكيت بجسمي ماء مقلته   كـانّ سقـمـي من عينيه مسروق

ترجمہ: یہاں تک کہ میں نے اپنے جسم کو اس کی آنکھ کے پانی سے تشبیہ دی ہے۔ گویا کہ میرا مرض اس کی آنکھوں سے چرالیا گیا ہے۔

یہ صولی اپنی ذاتی ضرورت سے بغداد سے بصرہ کو گئے‘ اور اس سال وہیں انتقال کر گئے۔

اسی سال شیخ ابوزاہد مکی کی لڑکی کی وفات ہوئی ہے‘ جو کہ بڑی عابدہ‘ عبادت گزار مکہ مکرمہ میں مستقلاً رہنے والی تھیں۔ ان کے والد کھجور کے پتوں کو فروخت کر کے روزگار فراہم کرتے اور اس میں سے ہر سال اپنی لڑکی کو تیس درہم بھیج دیا کرتے۔ ان ہی درہموں سے یہ اپنی زندگی گزارتیں۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ان کے والد نے اپنے کسی ساتھی کے ہاتھ وہ درہم لڑکی کو بھیج دیئے۔ اس نے راستہ میں اپنی طرف سے ان میں بیس درہم اور ملا کر ان کی لڑکی کو اس غرض سے دیئے تا کہ اس سے کچھ نیک سلوک ہو اور ان کے اخراجات میں کچھ سہولت ہو۔ انہوں نے یہ درہم الٹ پلٹ کر دیکھے‘ اور ان سے پوچھا‘ کیا آپ نے اپنے کچھ درہم ان میں ملا دیئے ہیں۔ میں آپ کو اس خدا کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں‘ جس کی خوشنودی کے لیے آپ ادائیگی حج کو آئے ہیں۔ جواب دیا کہ ہاں

میں نے بیس درہم ان میں ملائے ہیں۔ کہنے لگی' آپ یہ سب واپس لے جائیں' مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کی نیت نیکی کی نہ ہوتی تو میں آپ پر بددعا کرتی' کیونکہ آپ نے مجھے اب سے آئندہ سال تک بھوکا رکھا ہے۔ اور اب گھوڑوں کی خوردو بیریوں کے علاوہ میرے لیے کوئی غذا باقی نہ رہی۔ انہوں نے کہا' اچھا آپ ان میں سے وہ تیس درہم تو لے لیں جو آپ کے والد نے آپ کو بھیجے ہیں۔ اور میرے بیس چھوڑ دیں۔ کہنے لگیں' اب یہ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ آپ نے میرے اور اپنے سب ملا دیئے ہیں۔ اور میں اپنے درہموں کی تمیز نہیں کر سکتی۔ اس شخص نے کہا' مجبوراً میں وہ سارے درہم لے کر ان کے والد کے پاس پہنچا تو انہوں نے بھی ان کے لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا' تم نے مجھے بہت تکلیف پہنچائی' اور میری لڑکی کی معیشت میں تنگی کر دی۔ اب انہیں لے جاؤ اور صدقہ کر دو۔

واقعات ــــ ۳۳۷ھ

اس سال معز الدولہ بغداد سے موصل گیا' وہاں ناصر الدولہ سے مقابلہ ہو گیا اور اسے شکست دے دی۔ اس طرح معز الدولہ بن بویہ ماہِ رمضان میں موصل کا حاکم بن گیا۔ اور ان کے مال چھین لیے۔ پھر اس ناصر الدولہ بن حمدان سے اس کے ماتحت تمام لوگوں پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں اس کے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے خبر آئی کہ خراسانیوں کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے۔ اس لیے یہ اس بات پر مجبور ہو گیا کہ ناصر الدولہ سے یہ معاہدہ کر لے تا کہ اس کے قبضہ میں جزیرہ اور شام کے جتنے علاقے ہیں ان کے بدلے وہ سالانہ اسی ہزار درہم دیا کرے۔ اور یہ کہ اس کے لیے اور اس کے دونوں بھائیوں عماد الدولہ اور رکن الدولہ کے نام اس کے علاقے کے تمام منبروں پر خطبوں کے دوران لیا کرے' چنانچہ وہ ان شرطوں پر راضی ہو گیا۔ اس کے بعد معز الدولہ بغداد لوٹ گیا۔ وہاں سے اپنے بھائی کے پاس بھاری لشکر بھیج دیا' اور خلیفہ سے اس کے لیے خراسان کی حکومت کا وعدہ لے لیا۔

اس سال سیف الدولہ بن حمدان حلب کا حاکم رومی مملکتوں میں داخل ہو گیا تو رومیوں کے ایک بڑے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا' اور دونوں فریقوں میں زبردست قتل وقتال کی نوبت آئی' یہاں تک کہ سیف الدولہ شکست کھا گیا اور اس کے ساتھ جو کچھ ساز وسامان تھا وہ سب رومیوں نے لے لیا۔ اور طرسوس والوں سے سخت نقصان اُٹھایا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہِ رمضان میں دجلہ میں اکیس اور ایک تہائی ہاتھ پانی اُونچا ہو گیا۔

مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا' ان کے نام یہ ہیں:

عبداللہ بن محمد:

بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم ابو محمد البیع۔ یہی حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری کے والد ہیں۔ ترسٹھ سال تک اذان دیتے رہے۔

اور بائیس جہادوں میں شرکت کی اور علماء پر ایک لاکھ خرچ کیا۔ رات کے وقت دیر تک تہجد پڑھتے رہتے۔ بہت زیادہ صدقات دیتے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل اور مسلم بن الحجاج سے ملاقات کی ہے۔ ابن خزیمہ وغیرہ سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ ترانوے برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

قدامہ الکاتب المشہور:

یہ قدامہ بن جعفر بن قدامہ ابوالفرج الکاتب ہیں۔ مسئلہ خراج اور فن کتابت میں ان کی تصنیفیں ہیں۔ بڑے بڑے علماء ان کی اقتداء کرتے۔ ثعلب سے کئی مسائل دریافت کیے ہیں۔

محمد بن علی:

بن عمر ابوعلی جونیسا پور میں اکثر نصیحت کیا کرتے۔ اپنے ان مشائخ سے جن جن سے ان کی ملاقات نہیں ہوئی' ان سے روایت میں تدلیس کا کام بہت کرتے۔ اسی سال ایک سو سات برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ اللہ ان کی لغزشوں کو درگزر فرمائے۔

محمد بن مطہر:

بن عبداللہ ابوالمنجا۔ مالکی مسلک کے فقیہ اور فرائضی ہیں۔ مذہب مالکیہ کی فقہ پر ان کی ایک تصنیف ہے۔ فن فرائض میں ان کی کئی تصنیفات ہیں جن کی تطہیر کم ہے۔ یہ ادیب امام فاضل اور سچے تھے۔ رحمہ اللہ

واقعات ــــ ۳۳۸ھ

اس سال ماہِ ربیع الاوّل میں شیعہ اور سنیوں کے درمیان زبردست فتنے کھڑے ہوئے اور کرخ لوٹ لیا گیا۔ ماہِ جمادی الآخرہ میں ابوالسائب عتبہ بن عبیداللہ الہمدانی قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوا۔ اس سال ایک شخص کا ظہور ہوا۔ جسے عمران بن شاہین کہا جاتا۔ دراصل اس پر بہت سے فرد' جرم عائد تھے۔ اس لیے بادشاہ کے علاقے سے بھاگ کر میدانی علاقوں میں بھاگ گیا' اور وہاں مچھلیوں اور پرندوں کے شکار سے اپنا پیٹ پالتا۔ آہستہ آہستہ اس علاقے کے بہت سے شکاری اور ڈاکو اس کے گرد جمع ہو گئے اور اس کی طاقت بڑھ گئی۔

پھر ابوالقاسم بن البریدی نے اپنے کچھ علاقوں پر اسے عامل بنا لیا۔ تو اس کے مقابلے کے لیے معزالدولہ بن بویہ نے اپنے وزیر ابوجعفر بن بویہ ضمیری کو ایک لشکر کے ساتھ بھیج دیا' لیکن اسی شکاری نے وزیر کو شکست دی' اور اس کے ساتھ جو کچھ مال واسباب تھا' سب پر اس نے قبضہ کر لیا۔ اس طرح اس شکاری کی طاقت زبردست ہو گئی۔

عمادالدولہ بن بویہ اور اس وزیر کی موت اتفاقاً ایک ساتھ ہی ہوئی۔

ابوالحسن علی بن بویہ:

یہ بویہ کا سب سے بڑا لڑکا ہے۔ اور یہی ان میں سب سے پہلے بادشاہ بنا ہے۔ بہت عقلمند' سمجھدار اور اچھی خصلتوں کا

مالک اور فطرۃً رئیس تھا

اس کا ظہور سب سے پہلے ۳۲۲ھ میں ہوا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ سال رواں میں اس پر بیماریوں اور مصیبتوں کا تابڑ توڑ حملہ ہوا تو اس نے موت کا احساس کیا۔ لیکن اس کی بڑی حکومت' بادشاہت' آدمیوں اور مالوں کی زیادتی میں سے کسی نے بھی اس خدائی فیصلہ کے سامنے بھی مدد نہ دی' نہ کوئی فائدہ پہنچایا اور نہ ہی جنگجو دیلمیوں' ترکیوں اور عجمیوں کی بڑی سے بڑی تعداد نے اس کا مقابلہ کیا۔ بلکہ وہ سب اسے محتاج بناتے ہوئے اس سے کنارے ہو گئے۔

پاک ہے وہ خدا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے' قادرِ مطلق ہے' سب پر غالب ہے اور سب کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔ اولاد میں اس کا کوئی مرد لڑکا نہ تھا۔ اس لیے اس نے اپنے بھائی اور اس کے بیٹے عضد الدولہ کو خط لکھ کر دونوں سے درخواست کی کہ وہ اس کے پاس آئے تاکہ اسے اپنے بعد اپنا قائم مقام کر دے۔ بھتیجہ جب اس کا خط پا کر اس کے پاس پہنچا' تو یہ بے حد خوش ہوا' اور خود مع اپنے لشکر کے اس کے استقبال کو نکلا' جب اس کو لے کر دارالسلطنت میں پہنچا تو اسے اپنے تخت پر بٹھایا۔ اور دوسرے حکام کی مانند یہ خود بھی اس کے سامنے کھڑا رہا۔ تاکہ اُمراء وزراء اور دوسروں کی نظر میں اس کا مرتبہ بہت بڑھ جائے۔

پھر یہ جن ملکوں' شہروں کا مالک تھا' اور حکومت میں جتنے افراد تھے' سب سے اس کی بیعت لی۔ ان میں سے جن حکام نے اسے ناپسند کیا' انہیں گرفتار کر لیا۔ پھر ان میں سے جسے مناسب سمجھا' قتل کیا اور باقی کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ عضد الدولہ کی حکومت کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔

اسی سال شیراز میں عماد الدولہ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت اس کی عمر ستاون برس اور مدتِ حکومت سولہ برس تھی۔ اپنے زمانہ کے اچھے بادشاہوں میں سے تھا۔ یہ اپنے تمام ہم عمروں میں سب سے آگے تھا۔ یہ امیر الامراء کہلاتا تھا' اسی لیے خلفاء اس سے خط و کتابت کرتے تھے۔ لیکن اس کا بھائی معز الدولہ عراق اور سواد میں اس کی قائم مقامی کرتا تھا۔

جب عماد الدولہ کا انتقال ہو گیا تو وزیر ابو جعفر الضمیری عمران بن شاہین صیاد کی لڑائی سے علیحدہ ہو گیا۔ حالانکہ معز الدولہ نے اسے یہ لکھا تھا کہ وہ شیراز جائے اور وہاں کے حالات پر قابو پائے۔ اس وجہ سے یہ عمران کمزور ہو جانے کے باوجود اب قوی ہو گیا تھا۔ اس کے بقیہ حالات اپنی جگہ پر ذکر کیے جائیں گے۔

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا' ان میں ابو جعفر النحاس النحوی بھی ہے۔

احمد بن محمد اسماعیل:

بن یونس ابو جعفر الراوی المصری النحوی جو النحاس کے نام سے مشہور ہے۔ لغوی' مفسر اور ادیب بھی ہیں۔ فن تفسیر میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ مبرد کے شاگردوں سے ملاقات کی' اور ان سے حدیثیں سنیں۔ ان کی وفات اسی سال ماہِ ذی الحجہ میں ہوئی۔ ابن خلکان نے پانچویں تاریخ اور ہفتہ کے دن کی تعیین بھی کی ہے۔ ان کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ مقیاس (ناپنے تولنے وغیرہ کا آلہ) کے پاس بیٹھے ہوئے کسی چیز کو کاٹ رہے تھے۔ کسی اجنبی شخص نے ان کو اس حالت میں دیکھ کر یہ گمان کیا کہ یہ تیروں پر جادو منتر کر رہے ہیں۔ اس لیے غصہ میں انہیں ایک لات ماردی' اور یہ پانی میں ڈوب کر مر گئے۔ اور یہ پتہ بھی نہ چلا

کی آخر ان کی رہائش کہاں چلی گئی؟ انہوں نے فن نحو علی بن سلیمان الاحوص، ابوبکر الانباری، ابو اسحاق الزجاج اور نفطویہ وغیرہ سے حاصل کیا ہے۔ ان کی بہت سی بہت مفید تصنیفات ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں تفسیر القرآن الناسخ والمنسوخ۔ ابیات سیبویہ کی شرح۔ اس جیسی دوسری کوئی شرح نہیں ہوسکی ہے۔ اور نہ اس جیسی کوئی دوسری تصنیف ہوئی ہے۔ معلقات کی شرح، دواوین عشرہ کی شرح وغیرہ۔ حدیث نسائی سے روایت کی ہے۔ یہ مال کے خرچ میں بہت بخیل تھا۔ لیکن دوسرے لوگوں نے ان کے مال سے بہت زیادہ فائدہ اٹھالیا ہے۔

اسی سال خلیفہ المستکفی باللہ کی وفات ہوئی ہے، جن کا نام عبداللہ بن علی المکتفی باللہ ہے۔ ایک برس چار مہینے دو دن خلافت کی ہے۔ پھر انہیں بزور معزول کر دیا گیا۔ ان کی آنکھیں نکال دی گئیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ جبکہ یہ اپنے گھر میں مقید تھے، ان کی وفات ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر چھیالیس سال دو مہینے تھی۔

علی بن ممشاد بن سحنون:

بن نصر ابوالمعدل۔ نیشاپور میں اپنے زمانہ کے محدث تھے۔ بہت سے شہروں کا سفر کیا اور بہت سی حدیثیں سنیں، حدیثیں بیان کیں۔ چار سو اجزاء کی ایک مسند تصنیف کی۔ اس کے علاوہ اور بھی کتابیں تھیں۔ ان میں مضامین حاصل کرنے، اور حفظ کرنے کی قوت بہت زیادہ تھی۔ ساتھ ہی عبادت کی زیادتی، گناہوں سے خود کو بچانا اور اللہ عزوجل سے ڈرتے رہنے کا بہت خیال تھا۔ ان کے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ میں ان کے ساتھ حضر اور سفر، ہر حالت میں رہا ہوں، لیکن میں یہ نہیں جان سکا کہ کسی بھی موقع پر ان کے فرشتوں نے ان کا کوئی گناہ لکھا ہو۔ ان کی ایک تفسیر دو سو سے بھی زیادہ حصوں کی ہے۔ اچھی تندرستی کی حالت میں غسل خانہ میں گئے، اور بغیر کسی ظاہری سبب کے اچانک وہیں وفات پا گئے۔

یہ واقعہ سالِ رواں کے ماہِ شوال کی چودھویں تاریخ اور جمعہ کے دن ہوا۔ رحمہ اللہ

علی بن محمد بن احمد:

بن الحسن ابوالحسن الواعظ البغدادی۔ بغداد سے سفر کر کے مصر آ گئے، اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ مصری کہلانے لگے۔ بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کے گھر میں مجلس وعظ ہوا کرتی اور اس میں مرد عورتیں سب شامل ہوتے۔ گفتگو کرتے ہوئے چہرہ پر نقاب ڈالے رکھتے تاکہ عورتیں ان کے حسین چہرہ کو نہ دیکھ سکیں۔

ایک مرتبہ ابوبکر النقاش چھپ کر ان کی مجلس میں شریک ہوئے۔ جب ان کی گفتگو سنی تو سیدھے کھڑے ہوئے اور اپنا تعارف کراتے ہوئے ان سے کہا۔ آپ کی مجلس کے بعد اب قصے بیان کرنا حرام ہے۔

خطیبؒ نے کہا کہ یہ ثقہ، امانت دار، اور عارف باللہ تھے۔ لیث اور ابن لہیعہ کی حدیثیں جمع کیں۔ زہد کے مسئلہ میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں۔ ستاسی برس کی عمر میں اسی سال ماہ ذی القعدہ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۳۳۹ھ

اس مبارک سال کے ماہ ذی القعدہ میں حجراسود کو مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کے اندر اسی جگہ لا کر رکھ دیا گیا' جہاں سے اسے قرامطہ سن تین سوستر ہ ہجری میں لے کر چلے گئے تھے۔ جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس وقت میں قرامطہ کا بادشاہ ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید الحسین الجنابی تھا۔ اس کے لے جانے پر تمام مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی۔ اس کی واپسی کے لیے امیر تحکم الترکی نے اسے پچاس ہزار دینار کی پیش کش اس شرط پر کی کہ وہ اسے اپنی جگہ پر لا کر رکھ دے' مگر ایسا نہیں کیا۔ بلکہ جواب دیا۔ کہ ہم نے کسی کے حکم سے اسے اس کی جگہ سے اٹھایا ہے' اسی لیے صرف اسی حاکم کے دوبارہ حکم کرنے پر ہی ہم لوٹا سکتے ہیں۔ لیکن اس سال اسے کوفہ میں لے آئے' اور وہاں کے جامع مسجد کے ساتویں ستون پر اسے لٹکا دیا۔ تا کہ تمام لوگ اسے دیکھ سکیں۔ اس کے ساتھ ہی ابوطاہر کے بھائی نے ایک پرچہ بھی لکھ کر لگا دیا کہ جس نے ہمیں اس کے لینے کا حکم دیا تھا' اب اسی کے حکم کی بناء پر اسے لوٹا دیا ہے تا کہ حاجیوں کا حج اور اس کے فرائض پورے ہو جائیں۔ پھر کسی مطالبہ کے بغیر مکہ مکرمہ میں اُسے واپس کر دیا۔ اس طرح وہ اس سال ماہ ذی القعدہ میں پہنچ گیا۔ اللہ ہی کا ہزار شکر اور احسان ہے۔ وہ حجراسود اپنی جگہ سے بائیس برس تک غائب رہا۔ اس کے پا لینے سے تمام مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی۔

اس موقع پر بہت سے لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرامطہ جب اسے لے کر جا رہے تھے' اس وقت اسے بہت سے اونٹوں پر لادنا پڑا تھا۔ کیونکہ اونٹ پر لادنے کے بعد وہ یکے بعد دیگرے ہلاک ہوتے جاتے تھے' اور ان کے کوہان زخمی ہوتے جاتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے اسے واپس کیا تو صرف ایک ہی اُونٹنی پر لاد کر لیتے آئے اور اسے کوئی تکلیف بھی نہ ہوئی۔

اس سال سیف الدولہ بن حمدان تقریباً تیس ہزار کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر رومی شہروں تک گیا۔ اور چھپ کر دور تک چلا گیا۔ بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کیا' بہت سے لوگوں کو قیدی بھی بنایا۔ اور غنیمت کا بہت سا مال لے کر واپس چلا آیا' لیکن رومی راستہ کاٹ کر ایسی جگہ پر آ کر رُک گئے جہاں انہیں نکلنا تھا اس وقت رومیوں نے ان پر اچانک زبردست حملہ کر دیا' اس کے بے شمار ساتھیوں کو قتل کیا' اور جو بچے انہیں قیدی بنا کر لے گئے اور جو کچھ ان سے لوٹا تھا' وہ سب واپس لے گئے۔ لیکن خود سیف الدولہ اپنے خاص ساتھیوں کو لے کر جان بچا کر کسی طرح واپس لوٹ آیا۔

اسی سال ابوجعفر الضمیری وزیر مر گیا تو معز الدولہ نے اس کی جگہ پر ابو محمد الحسین بن محمد المہلبی کو ماہ جمادی الاولیٰ میں وزیر بنا دیا۔ اس وقت عمران بن شاہین الصیاد کی اہمیت بڑھ گئی اور حالات اس کے درست ہو گئے۔ اس لیے معز الدولہ نے اس کے مقابلہ میں لشکر پر لشکر بھیجنا شروع کیا۔ لیکن ہر بار وہ انہیں شکست دیتا رہا۔ اب معز الدولہ نے اس سے مصالحت کر لینے میں مصلحت کر لی۔ اور اس کو اس طرف کے کچھ علاقوں کا حاکم بنا دیا۔ اس کے بعد کے حالات انشاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا ہے' ان کے نام یہ ہیں۔

الحسن بن داؤد بن باب شاذ:

ابوالحسن مصر کے باشندہ تھے۔ مگر بغداد آ گئے تھے۔ وہاں کے بڑے فضلاء اور علماء میں سے تھے۔ ابوحنیفہؒ کے مسلک پر عامل تھے۔ ذہانت بہت زیادہ اور سمجھ بہت پختہ تھی' حدیثیں لکھیں۔ اور اس میں وہ ثقہ بھی تھے۔ اسی سال بغداد میں وفات ہوئی اور شونیزیہ کے مقبرہ میں مدفون ہوئے' چالیس سال کی عمر کو بھی نہیں پہنچ سکے تھے۔

محمد القاہر باللہ امیر المومنین:

ابن المعتضد باللہ۔ ایک برس چھ مہینے سات دن تک خلیفہ رہے۔ بہت جلد غصہ ہو جانے والے اور جلد بدلہ لینے والے تھے۔ اس لیے ان کا وزیر ابوعلی بن مقلہ ان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ اور ان کے خلاف ترکیوں سے مل کر انھیں اُبھارا۔ بالآخر انہوں نے ان کو عہدہ سے معزول کر دیا' اور ان کی دونوں آنکھیں نکلوا دیں۔ کچھ ہی دنوں تک یہ دارالخلافہ میں رہے۔ پھر سن تین سو تینتیس میں ابن طاہر کے گھر میں منتقل ہو گئے۔ وہاں بھوکے رہنے کے علاوہ دوسری محتاجیاں بھی رہیں۔ اسی سال وفات پائی۔ جبکہ یہ باون برس کے تھے۔ اپنے والد المعتضد کے بغل میں مدفون ہوئے۔

محمد بن عبداللہ بن احمد:

ابوعبداللہ الصفار الاصبہانی' خراسان میں اپنے زمانے کے بڑے محدث تھے۔ بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں اور ابن ابی الدنیا سے ان کی کچھ کتابوں کی حدیثیں بیان کیں۔ مستجاب الدعوات تھے چالیس برس سے بھی زیادہ دنوں تک آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر نہیں دیکھا۔ کہا کرتے تھے کہ میرا نام محمد' میرے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہے۔ اس طرح وہ اپنے اور اپنے والدین کے ناموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے والدین کے ناموں میں مطابقت پائے جانے سے بہت خوش رہتے تھے۔

ابونصر الفارابی:

ترکی فلسفی ہیں۔ فن موسیقی کے اتنے بڑے عالم تھے کہ ان کو اور ان کے اس فن کو لوگوں میں وسیلہ بنایا جاتا۔ ان کی موسیقی کی مجلس کے سننے والوں میں سے جسے چاہتے' خواہ وہ رو رہا ہو یا ہنس رہا ہو۔ بے قابو کر دیتے۔ فن فلسفہ کے بھی ماہر تھے۔ ان ہی کی کتابوں سے ابن سیناء نے مہارت حاصل کی۔ قیامت کے دن مرنے کے بعد دوبارہ صرف روحانی زندہ کیے جانے کے قائل تھے۔ اور جسمانی معاد کا انکار کرتے۔ وہ بھی عالموں کی روحوں کے معاد کو ماننے اور جاہلوں کی روحوں کے معاد کو نہیں مانتے۔ لیکن ان کا یہ مسلک عام مسلمانوں اور دوسرے فلسفیوں کے بھی بالکل مخالف ہیں۔ اس لیے اگر اسی عقیدہ پر ان کی موت آئی ہو تو ان پر اللہ کی لعنت ہو۔

ابن الاثیرؒ نے اپنی کتاب الکامل میں لکھا ہے کہ ان کی وفات دمشق میں ہوئی اور حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ تک نہیں کیا ہے ان کے عقیدہ کی خرابی اور گندگی کی وجہ سے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــ ۳۴۰ھ

اس سال عمان کے حاکم نے یہ طے کیا کہ بصرہ جا کر وہاں کا تمام سامان بہت سی کشتیوں میں لاد کر لے آیا جائے اور اس کی مدد کے لیے ابو یعقوب ہجری بھی آیا۔ لیکن ابو محمد مہلبی نے اس میں رکاوٹ ڈالی اور اس کام سے اسے باز رکھا۔ اور اس کے بہت سے آدمیوں کو قید کر لیا' اور اس کی بہت سی کشتیاں بھی چھین کر اپنے ساتھ دجلہ میں لے گیا اور اس طرف سے بڑے ہی شان و شوکت کے ساتھ بغداد پہنچا دیا۔ فللّٰہ الحمد

اسی سال ابو محمد مہلبی وزیر کے سامنے ایک شخص کو حاضر کیا گیا جو ابو جعفر بن ابی المعز کے ساتھیوں میں سے تھا' جسے زندیق ہونے کی بناء پر حلاج کی طرح قتل کیا گیا تھا۔ پس یہ بھی وہی دعویٰ کرتا جو اس کا ساتھی ابن ابی العز دعویٰ کرتا تھا اور آہستہ آہستہ بغداد کے بہت سے جاہل بھی اس سے مل گئے اور اس کے ربوبیت کے دعوے کی تصدیق کرنے لگے اور یہ کہ انبیاء اور صدیقین کی روحیں ان کی طرف منتقل ہوتی ہیں اور اس گھر میں کچھ ایسی تحریری دستاویزات بھی مل گئیں جن سے ان دعووں کا ثبوت ملتا تھا۔ جب اس کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ وہ گرفت میں آ چکا ہے اور اب ہلاک کر دیا جائے گا تو اس نے خود کو شیعی ہونے کا دعویٰ کیا۔ تاکہ اس کا معاملہ معز الدولہ بن بویہ کے پاس جائے' کیونکہ وہ بھی شیعیت کو پسند کرتا تھا خدا اس کا برا کرے۔

جب اس کی بات مشہور ہو گئی' تو وزیر کے لیے اس کو پکڑ کر رکھنا اور سزا دینا ممکن نہ رہا کہ اسے خود اپنی جان کا ہی معز الدولہ سے خطرہ ہو گیا۔ اور یہ کہ اس کی مدد کو تمام شیعہ صف بستہ ہو جائیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر بھی اس کے بہت سے مال پر قبضہ کر لیا۔ اور اس مال کو زنادقہ کا مال کہتا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہِ رمضان میں وہاں شیعہ اور سنی کی زبردست مذہبی لڑائی ہوئی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

اشہب بن عبدالعزیز:

بن ابی داؤد بن ابراہیم ابو عمر العامری۔ عامر بن لوئ کی طرف منسوب ہے۔ مشہور فقہاء میں سے تھے اسی سال ماہِ شوال میں انتقال کیا۔

ابوالحسن الکرخی:

حنفی مشہور اماموں میں سے ہیں۔ سن دو سو ساٹھ میں ولادت ہوئی۔ بغداد میں سکونت اختیار کی' فقہ حنفی کو پڑھایا۔ تمام

علاقوں میں ان کے شاگردوں کا ہی نام مشہور رہا۔ بڑے عابد اور بہت زیادہ نماز وروزہ کے پابند تھے۔ فقر میں بہت صبر کرنے والے لوگوں نے مالوں پر ان کی نظر بالکل نہ ہوتی۔ اس کے باوجود بہت زیادہ کنارہ کش تھے۔ قاضی اسماعیل بن اسحاق سے حدیثیں سنیں اور ان سے یحییٰ اور ابن شاہین نے روایت کی ہے۔ آخری عمر میں فالج کا ان پر حملہ ہوا۔ اس موقع پر ان کے خاص لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ سیف الدولہ بن حمدان کو حالات سے مطلع کیا جائے تاکہ ان سے اس مرض میں علاج کے لیے کچھ مدد مل سکے۔ جب ان کو اس بات کی اطلاع ملی' تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا اے اللہ تو نے مجھے رزق دینے کا جس طرح وعدہ کیا ہے' اسی طرح دے۔

چنانچہ قبل اس کے کہ سیف الدولہ نے جو دس ہزار درہم انہیں علاج کی غرض سے بھیجے تھے وہ ملتے ان کا انتقال ہو گیا۔ جس کو لوگوں نے ان کے انتقال کے بعد صدقہ کر دیا انتقال کے وقت اسی برس کے تھے۔

ان کے جنازہ کی نماز ابوتمام الحسن بن محمد بن الزیلعی نے پڑھائی' جو کہ ان کے شاگرد تھے۔ نہر واسطیین پر ابوزید کی گلی میں ان کو دفن کیا گیا۔

محمد بن صالح بن زید:

ابوجعفر الوراق سے بہت سی روایتیں سنیں۔ سمجھتے اور حفظ کر لیتے تھے۔ ثقہ اور دنیا سے کنارہ کش تھے' اپنے ہاتھ کی محنت کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہیں کھاتے' رات تہجد کی نماز میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے کسی نے کہا ہے کہ میں ان کے ساتھ سالہا سال رہا ہوں۔ اس طویل عرصہ میں میں نے ان کو اللہ عزوجل کی رضا مندی کے سوا دوسرا کوئی کام کرتے نہیں دیکھا۔ سوال کے جواب کے علاوہ کچھ نہ بولتے' رات کے زیادہ حصے میں عبادت کرتے رہتے۔

اسی سال منصور بن قراتکین کی بھی وفات ہوئی۔ یہ امیر نوح سامانی کی طرف سے خراسانی لشکر کے امیر تھے۔ اسی زمانہ میں ان کو کوئی مرض لگ گیا' جس سے ان کا انتقال ہوا۔ کسی نے کہا ہے کہ انہوں نے متواتر کئی دنوں تک بہت زیادہ شراب نوشی کی اس لیے موت آ ئی۔ ان کے بعد ابوعلی المحتاج الزجاجی کو لشکر کا امیر بنایا گیا۔

ان کا نام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق النحوی اللغوی ہے۔ نسلاً بغداد کے باشندہ تھے۔ پھر دمشق میں سکونت اختیار کی۔ فن نحو کے ایک مشہور رسالہ الجمل کے مصنف ہیں' جو بہت نفع بخش اور بہت فائدہ پہنچانے والا ہے۔ مکہ مکرمہ میں رہ کر اس کی تصنیف کی لکھتے وقت اس کے ہر باب کے لکھنے کے بعد اللہ سے دعا کرتے کہ اسے نفع بخش بنائے۔

انہوں نے اوّلاً فن نحو محمد بن بن العباس الیزیدی' ابوبکر بن درید اور ابن الانباری سے حاصل کیا۔ سن تین سو چالیس یا تین سو انتالیس یا تین سو سینتیس ہجری کے ماہ رجب میں وفات پائی' دمشق یا طبریہ میں۔ ان کی کتاب الجمل کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں' ان میں سب سے بہتر اور جامع وہ ہے جسے ابن عصفور نے جمع کیا ہے۔ واللہ اعلم

واقعات ـــــ ۳۴۱ھ

اس سال رومیوں نے سروج پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے باشندوں کو قتل کیا۔ ان کی مسجدوں میں آگ لگا دی۔ ابن الاثیرؒ نے کہا ہے کہ عمان کے حاکم موسیٰ بن وجیہ نے بصرہ پر حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن مہلبی نے اس سے روک دیا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اس سال معز الدولہ نے اپنے وزیر کو پکڑ کر ایک سو پچاس کوڑے مارے۔ لیکن عہدہ سے معزول نہیں کیا' بلکہ ان پر کچھ ٹیکس لگا دیا۔

اس سال مصریوں اور عراقیوں کے درمیان مکہ معظمہ میں زبردست لڑائی ہوئی تو اوّلاً مصر والوں کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ پھر عراقیوں کو غلبہ ہوا' تو رکن الدولہ بن بویہ کا نام خطبہ میں لیا گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

المنصور الفاطمی:

جن کا نام ابو طاہر اسماعیل بن القائم باللہ ابی القاسم محمد بن عبید اللہ المہدی ہے۔ مغرب کے مصنف ہیں۔ اس وقت ان کی عمر انتالیس برس کی تھی۔ خلافت سات برس سولہ دن کی ہے۔ بہت عقل مند' بڑے بہادر' نڈر تھے' ابو یزید الخارجی کو مغلوب کیا' جس کا مقابلہ بہادری' دلیری اور صبر و برداشت کرنے میں کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ بہت ہی فصیح و بلیغ بھی تھے۔ پریشانی کے حالات میں بھی فوری طور پر زبردست خطبہ دے سکتے تھے۔ ان کی موت کا سبب حرارتِ عزیزیہ کی کمی ہوئی تھی' جیسا کہ ابن الاثیرؒ نے اپنی کتاب الکامل میں ذکر کیا ہے' اس لیے اطباء کا ان کی مرض کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ قاہرہ معزیہ کے بانی المعز الفاطمی کے زمانہ کے قریب ہی ان کا زمانہ تھا۔ جیسا کہ عنقریب اس کا بیان اور نام ذکر کیا جائے گا۔ اس وقت ان کی عمر صرف چوبیس برس تھی۔ بہادر' عقلمند اور رائے کے بہت پختہ تھے۔ بربر اور اس کے اطراف کے لوگوں نے بھی ان کی اطاعت کی ہے۔ انہوں نے اپنے غلام جواہر القائد کو حکم دیا۔ اور اس نے ان کے لیے مصر کے علاقہ میں ایک عمارت القاہرۃ المتاخمہ بنا ڈالی' اور ایک عمارت دار الملک کے نام کی بھی بنائی۔ یہ دونوں عمارتیں اب بھی وہاں ہیں۔ جن کو آج کل بین القصرین کہا جاتا ہے۔ یہ معاملہ سن تین سو چونسٹھ ہجری کا ہے۔ اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

اسماعیل بن محمد بن اسماعیل:

بن صالح ابو علی الصفار۔ محدثین میں سے ایک ہیں۔ مبرد سے ملاقات کی ہے۔ اور ان کی شاگردی کی وجہ سے مشہور

[illegible] ان کی پیدائش [illegible] تالیس ہجری کی ہے۔ حسن بن عرفہ [illegible]
ایک جماعت نے روایت کی ہے جن میں دارقطنی بھی ہیں۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے چوراسی رمضان کے مہینوں میں روزے رکھے ہیں۔ وفات کے وقت ان کی عمر پورا نوے برس کی تھی۔ رحمہ اللہ

احمد بن محمد بن زیاد:

بن یونس بن درہم ابوسعید بن الاعرابی، مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی، اور شیخ الحرم بن گئے۔ جنید بن محمد اور النوری وغیرہما کی شاگردی اختیار کی، حدیث کی سندیں بیان کیں اور صوفیہ کے لیے کتابیں تصنیف کیں۔

اسماعیل بن القائم:

بن المہدی، جن کا لقب المنصور العبیدی تھا۔ اور اپنے متعلق فاطمی ہونے کا دعویٰ تھا۔ مغربی شہروں کے حاکم، اور قاہر کے بانی، المعز کے والد اور یہی مغربی علاقوں میں منصوریہ کے بھی بانی تھے۔ ابوجعفر المروزی نے کہا کہ میں ان کے ساتھ اس وقت نکلا تھا، جبکہ انہوں نے ابویزید الخارجی کو شکست دے دی تھی۔ ان ہی دنوں میں ان کے ساتھ جا رہا تھا۔ اتفاقاً ان کے ہاتھ سے ان کا نیزہ گر گیا تو میں اُتر گیا اور وہ اُٹھا کر میں نے انہیں دے دیا اور یہ شعر ان کے سامنے پڑھنے لگا:

فالقت عصاها واستقربها النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

ترجمۃ: تب اس محبوبہ نے اپنی چھڑی ڈال دی اور وہاں اس کا ٹھکانا طے پا گیا۔ جیسا کہ مسافرت میں آنکھ کو ٹھنڈک ہوئی سفر سے واپسی کے وقت۔

یہ سن کر انہوں نے کہا، تم نے یہ آیت کیوں تلاوت نہیں کی:

﴿ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ فَغُلِبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صَاغِرِينَ ○ ﴾ [پ ۹، رکوع ٤]

''اس وقت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنا ڈنڈا زمین پر ڈال دیا۔ اچانک وہ سانپ بن کر ان کے بنائے ہوئے سانپوں کو نگلنے لگا۔ اور جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے، سب کو اس نے برباد کر دیا۔ اس وقت وہ مغلوب اور ذلیل وخوار ہو گئے''۔

کہا کہ میں نے کہا کہ آپ تو رسول اللہ ﷺ کے نواسہ ہیں۔ اس لیے آپ نے اپنے علم سے تھوڑا سا کہا۔ لیکن میں نے تو اپنے علم کے زیادہ سے زیادہ پہنچ کے مطابق کہا ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ واقعہ ایسا ہی ہے جیسا کہ عبدالملک بن مروان کا ہوا کہ اس نے ایک بار حجاج کو حکم دیا کہ بیت المقدس کے پاس ایک دروازہ بنوا کر اس پر لکھوا دے۔ اس نے حکم کے مطابق ایک دروازہ بنوایا۔ ساتھ ہی ایک دوسرا دروازہ بھی بنوا کر اس پر اپنا نام لکھوا دیا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ عبدالملک کے دروازہ پر بجلی گری، اور اسے جلا ڈالا۔ اس عبدالملک نے خبر پا کر حجاج کو عراق میں اس کی

واقعات ـــــ ۳۵۰ھ

اس سال ماہِ محرم میں معز الدولہ بن بویہ پیشاب بند ہو جانے کی بیماری میں مبتلا ہو گیا' جس سے اس کو بہت پشیمانی ہوئی اور اپنے خاص لوگوں میں سے سبکتگین اور اپنے وزیر المہلبی کو ایک جگہ بلوا کر دونوں میں مصالحت کرا دی۔ اور اپنے لڑکے بختیار کے بارے میں ان کو بہتر سلوک کرنے کی وصیت کی' پھر اس مرض سے اسے شفایابی ہو گئی' تو اس نے بغداد سے اہواز منتقل ہو جانے کا پختہ خیال کر لیا۔ اپنے اس اعتقاد کی وجہ سے کہ اس مرض کے ہونے کا سبب بغداد کی ہوا اور پانی کا ناموافق ہونا ہے' لیکن تمام مشیروں نے اس خیال کی مخالفت کرتے ہوئے یہیں رہنے پر زور دیا' ساتھ ہی بغداد کے بالائی حصوں میں ایسی جگہ پر رہائشی مکان بنوانے کا اصرار کیا' جہاں کی ہوا بہت عمدہ اور پانی بہت صاف ہو۔ چنانچہ اس نے ایک گھر بنوایا جس پر ایک کروڑ تیس لاکھ اور ایک قول میں بیس لاکھ دینار خرچ ہوئے' اس سلسلہ میں کچھ لوگوں پر مال کی فراہمی کے لیے اسے جبر بھی کرنا پڑا۔ لیکن اس کی بدقسمتی سے ابھی تک اس کا کام پورا نہیں ہوا اور اس میں اسے رہنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ عزرائیل نے اس کا گلہ دبا دیا۔ اور پہلے خلفاء نے جو کچھ خاص تعمیرات کی تھیں ان میں بہت سی چیزوں کو اس نے برباد بھی کر دیا تھا۔ ان ہی میں سُرَّ مَنْ رای کو بھی اس نے برباد کر دیا۔ اسی طرح لوہے کے وہ دروازے بھی جو شہر منصورہ اور رصافہ اور اس کے محلات سے اس کے گھر تک لگائے ہوئے تھے سب توڑ ڈالے' خدا کرے کہ اس کی خوشی اسے راس نہ آئے' کیونکہ وہ خبیث رافضی تھا۔ اس سال.......

قاضی ابوالسائب عتبہ بن عبداللہ:

کا انتقال ہو گیا اور ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد اس عہدہ پر ابوعبداللہ الحسین بن ابی الشوارب کو مقرر کیا گیا' لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس عہدے کے عوض وہ ہر سال دو لاکھ درہم معز الدولہ کو ادا کرتا رہے گا' معاملہ طے پا جانے کے بعد معز الدولہ نے اسے خلعت پہنایا اور اس کے ساتھ اس کے گھر تک نقارے اور ڈھول باجے بجاتے ہوئے گیا۔ یہی پہلا شخص ہے جس نے عہدۂ قضا حاصل کرنے کے لیے رشوت دی۔ واللہ اعلم

لیکن خلیفہ المطیع للہ نے اس قاضی کو اپنے پاس آنے کی یا اس کی سواری کے ساتھ چلنے کی اجازت نہ دی' کیونکہ خلیفہ اس قاضی سے بہت ناراض ہو گیا تھا۔ اس کے بعد معز الدولہ پولیس اور محاسب مقرر کرنے پر بھی رشوت لینے لگا۔

اس سال انطاکیہ کا ایک قافلہ جو طرسوس جا رہا تھا' اور اس میں انطاکیہ نائب حاکم بھی تھا' اس پر فرنگیوں نے حملہ کر کے اپنے باپ کی جماعت کے بدلے ان پر قبضہ کر لیا۔ ایسا قبضہ کیا کہ سوائے نائب حاکم کے' جو کہ خود بھی اپنے بدن میں بہت زیادہ زخم کھائے ہوئے تھا' کوئی بھی نہ بھاگ سکا۔

اس سال سیف الدولہ کا غلام نجا رومی شہروں میں گھس گیا اور ان کے لوگوں کو قتل کیا' قید کیا' ان سے غنیمت کا مال لوٹا اور صحیح و سالم لوٹ آیا۔ اس سال ......

امیر نوح بن عبد الملک:

السامانی نے' جو خراسان' غزنہ اور ماوراء النہر کا حاکم تھا' وفات پائی ہے۔ اس طرح پر کہ گھوڑے سے گرا اور مر گیا' اس کے بعد اس کا بھائی منصور بن حلاج السامانی اس عہدہ پر مقرر کیا گیا۔ اور اس سال ......

الناصر لدین اللہ عبد الرحمٰن الاموی:

کا بھی انتقال ہوا ہے' جو کہ اندلس کے خلیفہ تھے۔ ان کی خلافت پچاس برس چھ ماہ تک باقی رہی۔ وفات کے وقت ان کی عمر تہتر برس کی ہوئی تھی۔ گیارہ اولاد چھوڑی۔ سفید رنگ' خوبصورت بڑا جسم' لمبی پیٹھ اور چوڑی پنڈلیوں والے تھے' یہ اموی خاندان کے پہلے وہ شخص ہیں جن کا رسوخ مغربی حلقوں تک تھا' اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا' اس وقت جبکہ ان کو عراق کے خلفاء کی کمزوری اور فاطمیین کے غلبہ کی خبر ملی تھی' تو اپنی موت سے تئیس برس پہلے یہ لقب اختیار کر لیا تھا' مسلکاً شافعی المذہب عبادت گزار اور اچھے شاعر تھے۔ خلفاء میں ان سے زائد مدت تک کسی دوسرے خلیفہ نے خلافت نہیں کی' کیونکہ مسلسل پچاس برس تک انہوں نے خلافت کی تھی' سوائے ایک فاطمی خلیفہ المستنصر بن الحاکم' کہ انہوں نے مسلسل ساٹھ برس تک مصر میں خلافت کی تھی' اس کی تفصیل عنقریب آ رہی ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو سہل بن زیاد القطان:

احمد بن محمد بن عبد اللہ بن زیاد ابو سہل القطان ثقہ اور حافظ تھے' قرآن پاک کی اکثر تلاوت کرتے رہتے۔ قرآن پاک سے عمدہ عمدہ معانی اخذ کرتے' اسی بنا پر انہوں نے معتزلہ کے کافر ہونے پر اس آیت پاک سے استنباط کیا ہے۔

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اپنے بھائیوں سے کہا جبکہ وہ سفر میں ہوں یا غزوہ کی حالت میں ہوں کہ اگر وہ لوگ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ خود موت سے مرتے اور نہ قتل کیے جاتے''۔

اسماعیل بن علی بن اسماعیل:

بن بیان ابو محمد الحطمی' انہوں نے ابن ابی اسامہ عبد اللہ بن احمد اور کوبکی وغیرہم سے حدیث کی سماعت کی ہے اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے' یہ ثقہ اور بڑے پایہ کے حافظ' فاضل اور تاریخ عالم کے اچھے جاننے والے تھے' ان کی تاریخ سن وار مرتب ہے۔ بڑے ہی ادیب' عقلمند' سمجھ دار اور بہت سچے تھے' اسی سال ماہ جمادی الآخرہ میں اکاسی برس کی عمر پا کر انہوں

نے انتقال کیا ہے۔

احمد بن محمد بن سعید:

ابن عبیداللہ بن احمد بن سعید بن ابی مریم القرشی الوراق ابن فطیس سے مشہور ہیں' خوش خطی میں بہت مشہور ہیں' ابن جوصا کے لیے حدیث لکھا کرتے تھے' ابن عساکر نے ان کے حالات لکھ کر تاریخ وفات اسی سال دوسری شوال بتائی ہے۔

تمام بن محمد بن عباس:

بن عبدالمطلب ابوبکر الہاشمی العباسی' عبداللہ بن احمد سے حدیث کی روایت کی ہے' اوران سے ابن زرقویہ نے روایت کی ہے' اکاسی برس کی عمر میں اسی سال وفات پائی ہے۔

الحسین بن القاسم:

ابوعلی الطبری' مسلک شافعی کے فقیہ تھے' اختلافی صورت میں بڑے ائمہ میں سے ایک شمار ہوتے تھے۔ مسئلہ اختلافیات میں سب سے پہلے ان ہی نے تصنیف کی ہے' ان کی الایضاح فی المذھب اورمناظرہ اوراصول فقہ میں بھی ان کی کتابیں ہیں' علاوہ ازیں اوردوسری تصنیفات بھی ہیں' ہم نے ان کے حالات الطبقات میں ذکر کیے ہیں۔

عبداللہ بن اسماعیل:

بن ابراہیم بن عیسیٰ بن جعفر المنصو رالہاشمی الامام' ابن بویہ سے مشہور ہیں' سن دوسوتر سٹھ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ ابن ابی الدنیا وغیرہ سے روایت کی ہے اوران سے ابن زرقویہ نے روایت کی ہے' زمانہ دراز تک جامع منصور کے خطیب رہے' اس جامع مسجد میں انہوں نے سن تین سوتیں ہجری میں اوراس سے قبل پوراایک برس خطبہ دیا ہے' اوراسی مسجد میں دوسوتیں ہجری میں واثق نے بھی خطبہ دیا ہے۔ یہ دونوں منصور کی طرف منسوب ہونے میں برابر ہیں' اسی سال ماہِ صفر میں وفات پائی ہے۔

عتبہ بن عبداللہ:

بن موسیٰ بن عبداللہ ابوالسائب القاضی الہمذانی' الشافعی بڑے قابل اور فاضل تھے' عہدۂ قضا پر بھی فائز رہ چکے ہیں' لوگوں کے معاملات اکثر خراب کردینے کی ان میں عادت تھی' ان کی وفات کے بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کرسوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور جنت میں جانے کا مجھے حکم دیا۔ باوجودیکہ مجھ میں معاملات کوخراب کردینے کی عادت ہوچکی تھی' لیکن مجھ سے میرے مولیٰ نے کہا کہ چونکہ میں نے اپنے اوپر یہ بات لازم کررکھی ہے کہ میں اسی برس کی عمر والوں کو عذاب نہیں دوں گا۔ شافعیوں میں قاضی القضاۃ کے عہدے پرسب سے پہلے آپ ہی فائز ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم

محمد بن احمد بن حیان:

ابوبکر الدہقان' بغدادی' بخارا میں سکونت اختیار کی' اور وہیں یحییٰ بن ابی طالب اورحسن بن مکرم وغیرہما سے حدیث

روایت کی ہے۔ ستاسی برس کی عمر میں وفات پائی ہے۔

ابوعلی الخازن:

سالِ رواں کے ماہِ شعبان میں وفات پائی تو اُن کے گھر سے مدفون خزانے اور لوگوں کے پاس سے رکھی ہوئی امانتیں ملیں جو تقریباً چار لاکھ دینار کی ہوں گی۔ واللہ اعلم

واقعات ـــــ ۳۵۱ھ

اس سال شاہِ روم دمستق کی معیت میں دولاکھ رومی جنگجو بہادروں کے ساتھ حلب میں داخل ہو گئے' اللہ ان پر لعنت کرتا رہے' کیونکہ انہوں نے اچانک ایسا حملہ کیا تھا' اس لیے سیف الدولہ بن حمدان ان لوگوں کو لے کر جو اس کے پاس موجود تھے' ان کے مقابلہ میں آیا' لیکن دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہ کر سکا' چنانچہ رومیوں نے سیف الدولہ کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر ڈالا' چونکہ سیف الدولہ میں صبر کرنے کا مادہ زیادہ نہ تھا' اس طرح اس نے اس خاص محل سے جتنا بھی مال و دولت' افراد' لڑائی کے سامان' اور دوسرے لوازمات پائے' سب پر اس نے قبضہ کر لیا۔ خلاصہ یہ کہ اس نے بے شمار مال پایا اور اس میں عورتیں اور لڑکے وغیرہ تھے' سب کو گرفتار کر لیا' اس کے بعد حلب شہر کی چہار دیواری کا بھی اس نے محاصرہ کر لیا۔ شہر والوں نے بھی ان کا زبردست مقابلہ کیا اور رومیوں کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ تب رومیوں نے شہر کی چہار دیواری میں جگہ جگہ سے سوراخ کر دیئے اور اس میں سے وہ داخل ہوئے' تو مسلمانوں نے ان پر بھی حملہ کر کے مزید اندر آنے سے روک دیا۔ اور رات کے آتے ہی ان لوگوں نے ان شگافوں کو اچھی طرح بند کر دیا' صبح ہوتے ہوتے وہ دیوار پہلی جیسی حالت پر آ گئی اور اس دیوار کو خوب مضبوط کر دیا۔ اس وقت ان مسلمانوں کو خبر ملی کہ لچے لفنگے اور لٹیرے اندرون شہر گھروں کو بہت زیادہ لوٹ رہے ہیں' اس لیے وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے اور ان لٹیروں کو ایسی حرکت کرنے سے منع کرنے لگے۔ اللہ ان لوگوں کی عاقبت خراب کرے کہ یہی لوگ بڑے شر پسند اور فسادی بنے۔ آخر کار اس رومی نے چہار دیواری پر قبضہ کر لیا اور اوپر چڑھ کر اس شہر کے اندر داخل ہو گئے' یہاں جس کسی پر نظر پڑتی اسی کو قتل کرتے' اس طرح مسلمانوں کی بڑی تعداد مقتول بھی ہوئی اور ان کے مال بھی لوٹے گئے' اور ان کے بچے اور عورتیں گرفتار ہو گئیں اور وہ تمام رومی جو اب تک ان مسلمانوں کے قبضہ میں' جو چودہ سو تھے' سب کو انہوں نے چھڑا لیا۔ اب ان قیدیوں نے بھی تلواریں اپنے ہاتھوں میں لیں اور مسلمانوں کو قتل کرنے لگے' ان سے جو نقصان پہنچا وہ اس سے بہت زیادہ تھا' جو داخل ہونے والے رومیوں سے پہنچا تھا' اور اب دس ہزار سے بھی زیادہ بچوں' بچیوں اور عورتوں کو قید کرنے کے علاوہ مال و سامان بھی بے حساب لوٹا اور جوان مردوں سے بھی دو ہزار کو قید کر لیا۔ مسجدوں کو ویران کر کے ان میں آگ لگا دی' پھر وہاں کے تیل کے کنوؤں میں اتنا زیادہ پانی ڈالا کہ نیچے سے تیل اوپر آ کر راستوں میں بہنے لگا' اس کے بعد جو چیز بھی ان کے ہاتھ آئی سب کو لے لیا یا برباد کر ڈالا' اور جو چیز وہ اپنے قبضہ میں نہ لا سکے اسے آگ لگا دی' اس قسم کی لوٹ مار' آتش زنی اور قتل و غارت گری کا بازار مسلسل نو دنوں تک گرم رکھا۔ یہ سارا نقصان ان

کمینوں اور لٹیروں کی وجہ سے انہیں برداشت کرنا پڑا' اللہ ان کا حشر خراب کرے۔

اسی طرح ان کا حاکم ابن حمدان بھی نقصان دہ ہوا' جو رافضی تھا' شیعوں سے محبت اور اہل سنت سے بغض رکھتا تھا' اس وقت حلب والوں کو مختلف طریقوں سے مختلف نقصانات اٹھانے پڑے۔ اس کامیابی کے بعد دمستق نے اپنے وطن لوٹ جانے کا ارادہ کرلیا۔ سیف الدولہ سے انتقامی کارروائی کا اسے خطرہ تھا' لیکن اس کے بھتیجے نے کہا' آپ پورے قلعہ کو صحیح وسالم چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں' لوگوں کا زیادہ مال اور ان کی عورتیں تو اسی میں اب تک محفوظ ہیں' دمستق نے جواب دیا کہ ہمیں جتنی کامیابی کی امید تھی' ہم اس سے کہیں زیادہ حاصل کرچکے ہیں اور اس قلعہ میں لڑنے اور قتل وقتال کرنے والوں کا مجمع ہوگا' اس کے بھتیجے نے کہا پھر بھی ہمیں اسے لوٹنا ہی ہے مجبوراً دمستق نے اس سے کہا اچھا وہاں جاؤ' وہ ایک بڑا لشکر لے کر اس قلعہ کے محاصرہ کو گیا' لوگوں نے اوپر سے اسے ایسا پتھر مارا کہ وہ اسی وقت اتنے بڑے لشکر کے درمیان وہیں پر ختم ہوگیا' یہ سن کر دمستق کو سخت غصہ آ گیا اور انتقامی جذبہ میں اس نے تمام مسلمان قیدیوں کو جو تقریباً دو ہزار تھے اپنے پاس بلوا کر ایک ایک کر کے سب کو اپنی نظروں کے سامنے قتل کروادیا' اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس نے دوبارہ پلٹ کر حملہ کیا' وہ لوگ ماہِ محرم میں عین زربہ میں داخل ہوچکے تھے' اس لیے وہاں کے باشندوں نے اس شاہِ روم سے امان چاہی' تو اس نے ان لوگوں کو یہ کہہ کر امان دی کہ تم مسجد میں چلے جاؤ' اس کے بعد اب جو کوئی کہیں اور پایا جائے گا اسے قتل کردیا جائے گا' یہ سنتے ہی وہ سب اپنے گھر چھوڑ کر مسجد میں داخل ہوگئے' مگر بعد میں اس نے یہ اعلان کردیا کہ مسجد بھی چھوڑ کر جہاں جی چاہے یہاں سے چلے جاؤ۔ اب اگر کوئی شخص اس جگہ پایا جائے گا قتل کردیا جائے گا۔ یہ اعلان سنتے ہی لوگ وہاں سے بھی نکل پڑے اور سامنے کی سمت چلنے لگے' انہیں اس کی بھی خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جارہے ہیں' اس بے سروسامانی کے ساتھ نکل پڑنے اور چلتے رہنے کی وجہ سے راستے میں بے شمار مسلمان مرنے لگے' جامع مسجد کے خالی ہوتے ہی اس نے جامع مسجد کو ڈھا دیا' اس کا منبر توڑ دیا۔ شہر کے چاروں طرف جو چالیس ہزار کھجوروں کے درخت لگا رکھے تھے' ان لوگوں نے ان سب کو کاٹ کر پھینک دیا' شہر کی چہار دیواری ڈھا دی اور راستے پر جتنے نشانات وغیرہ تھے' ان سب کو بھی ختم کردیا اور اس کے چاروں طرف کے چون قلعے انہوں نے فتح کرلیے' بعضوں کو طاقت سے اور بعضوں کو امان دے کر۔ اس موقع پر بھی اس ملعون نے بے شمار انسانوں کو قتل کردیا' جو لوگ قتل کردیئے گئے ان میں سیف الدولہ کی طرف سے متعین کیا ہوا منبج کا نائب ابوفراس بن سعید بن ہمدان بھی تھا' جو بڑا زبردست شاعر تھا' اس کا اپنا ایک عمدہ دیوان بھی ہے' یہ رومی بادشاہ عین زربہ پر اکیس دن تک رہا' پھر وہاں سے قیسریہ چلا گیا' تو وہاں کا نائب ابن الزبات وہاں کے چار ہزار باشندوں سمیت اس کے مقابلہ پر آیا' تو اس نے ان لوگوں میں سے اکثر لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اتنے میں نصاریٰ کے روزے رکھنے کے دن آ گئے' تو وہ قتل وقتال سے کچھ دنوں کے لیے رُک گیا' جب روزوں سے وہ فارغ ہوگئے' تو پھر اچانک حلب والوں پر حملہ کردیا۔ جس کا حال ابھی کچھ پہلے گزر چکا ہے۔ اس سال عام رافضیوں نے تمام مسجدوں کے دروازوں پر مختلف جملے اور نعرے لکھوادیئے تھے' ان میں سے چند یہ ہیں:

☆ ''معاویہ'' بن سفیان پر لعنت ہو۔ (رضی اللہ عنہ وعنہم)

☆ ''جس نے فاطمہ کے حق کو غصب کیا اس پر لعنت ہو'' اس سے مراد حضرت ابوبکر ؓ تھے
☆ ''جس نے حضرت عباس کو مجلس شوریٰ سے نکال باہر کیا اس (یعنی حضرت عثمان ؓ) پر لعنت ہو'' اللہ تمام صحابہ کرام سے راضی رہے اور ان پر لعنت کرنے والوں پر لعنت کرے۔
☆ ''اور جس نے حضرت حسن ؓ کو ان کے نانا جان کے پاس دفن کرنے سے روکا (یعنی مروان بن حکم) اس پر لعنت ہو''۔

ان باتوں کی خبر جب معز الدولہ کو پہنچی تو اس نے بھی ان باتوں کو ناپسند نہیں کیا اور نہ ان جملوں کو مٹانے یا بدلنے کا حکم دیا۔ پھر اس کو یہ خبر پہنچی کہ اہل سنت نے ان تمام عبارتوں کو مٹا دیا ہے اور اس کے برعکس ان جگہوں میں لکھ دیا ہے کہ اللہ ان تمام لوگوں پر لعنت کرے جنہوں نے ابتداء سے انتہاء تک آلِ محمدؐ پر ظلم کیا ہو' لیکن معز الدولہ نے اس میں اس خاص جملہ ''معاویہ پر لعنت ہو'' کو بڑھا کر لکھنے کو کہہ دیا۔ اللہ اس معز الدولہ اور اس کے تمام معاون شیعوں اور روافض پر لعنت کرے' یقینی طور پر یہ لوگ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔

اسی طرح حلب میں سیف الدولہ بن حمدان کے اندر بھی شیعیت بھری ہوئی تھی اور روافض کی طرف اس کا میلان تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان جیسے لوگوں کی ہرگز مدد نہیں کرتا ہے بلکہ ان پر تو ان کے دشمنوں کو کامیاب کرتا ہے' کیونکہ یہ سب اپنی خواہشات کی تکمیل میں اپنے سرداروں' اپنے بڑوں' اپنے آباؤ اجداد کی متابعت اور موافقت کرتے رہنے اور اپنے انبیاء اور علماء کی موافقت اور متابعت چھوڑ دینے میں ہم خیال ہیں۔

اسی بنا پر جب مصر اور شام کے شہروں پر فاطمیوں کی حکومت قائم ہوگئی اور ان میں روافض بھرے ہوئے تھے' شام کے ساحلی اور شہری تمام علاقوں' یہاں تک کہ بیت المقدس پر بھی فرنگیوں کا غلبہ ہوگیا اور مسلمانوں کے قبضہ میں یہ علاقے نہ رہ سکے' سوائے حمص' حلب' حماۃ اور دمشق اور جگہ جگہ چند عاملوں کے۔ بقیہ ساحلی علاقے وغیرہ سب فرنگیوں کے قبضہ مین آ گئے تھے' تمام بڑی بڑی شاندار عمارتوں اور محلات پر ان ہی انگریزوں کے ناقوس اور طبل بجتے رہے اور ایمان کے مرکزوں اور مسجدوں اور محترم عمارتوں اور مقامات میں کفریہ افعال برملا کیے جاتے اور کلمات کہے جاتے' تمام مسلمان ان کے قبضہ میں انتہائی گھٹن اور دینی تنگی میں زندگی گزار رہے تھے' اور اس علاقہ کے لوگ بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے ان فرنگیوں کی وجہ سے بہت زیادہ خوف اور وحشت کی حالت میں اپنے شب و روز گزار رہے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ سب ان کے گناہوں اور نافرمانیوں اور نبیوں کے بعد ساری مخلوق میں افضل لوگوں کو گالیاں دینے کے نتیجے میں تھا۔

اسی سال گالی دینے کے سبب بصرہ والوں پر بھی زبردست فتنہ آیا اور اس میں بے شمار انسان قتل کیے گئے۔

اسی سال سیف الدولہ بن حمدان نے عین زربہ کی عمارت دوبارہ بنائی اور اپنے غلام نجا کو لشکر دے کر روانہ کیا تو اس نے رومی شہروں میں داخل ہو کر بے شمار آدمیوں کو قتل کیا' اسی طرح بے حساب آدمیوں کو گرفتار کیا' اور غنیمت کا مال حاصل کر کے صحیح و سالم واپس لوٹ آیا' اسی طرح اپنے دربان کو بھی ایک لشکر دے کر طرسوس روانہ کیا تو وہ بھی رومی علاقوں میں داخل ہو کر غنیمت کا مال لے کر لوگوں کو قیدی بنا کر صحیح و سالم لوٹ آیا۔

اسی سال معز فاطمی نے مغربی علاقہ کے طبرمین کے علاقہ کو فتح کرلیا جو کہ فرنگیوں کے شہروں میں بہترین قلعہ شمار ہوتا تھا' ساڑھے سات ماہ مسلسل اس کا محاصرہ کرنے کے بعد وہ فتح کیا جا سکا تھا۔

ان فرنگیوں نے جزیرہ اقریطش پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا تھا' لیکن معز نے بمشکل اس کے باشندوں کو بچا لیا' اس طرح پر کہ اس نے بھی فرنگیوں کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیج دیا۔ جس نے فرنگیوں پر کامیابی حاصل کرلی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے لوگوں کے نام یہ ہیں:

الحسن بن محمد بن ہارون:

المہلبی' جو کہ معز الدولہ بن بویہ کا تیرہ برس تک وزیر رہ چکا تھا' اس میں بردباری' شرافت اور سنجیدگی کا مادہ بھرا ہوا تھا' ابو اسحاق الصابی نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن میں اس کی مجلس میں موجود تھا' اسنے میں اس کے پاس ایک دوات لائی گئی جو خاص اس کے لیے بنوائی گئی تھی اور ایک جوڑا بھی اس کے پاس لایا گیا' جسے عمدہ اور قیمتی نقش و نگار کے ساتھ خاص اس کے لیے تیار کیا گیا تھا' یہ دیکھ کر ابو محمد الفضل بن عبداللہ الشیرازی نے بہت ہی خاموشی کے ساتھ مجھ سے کہا' مجھ سے بڑھ کر وہ اس کا ضرورت مند نہ تھا' کہ میں اسے بیچ کر اپنا فائدہ حاصل کرتا' میں نے کہا تو وزیر کو اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا' تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب اس کے خزانے میں ہی تو واپس چلے جائیں گے۔ وزیر ہماری طرف کان لگائے ہوئے ہماری باتیں سن رہا تھا' مگر ہم لوگوں کو اس کا اندازہ نہ تھا' شام کے وقت اس نے وہ دوات' وہ جوڑا' دس کپڑے مزید برآں پانچ ہزار درہم بھی ابو محمد الشیرازی کے پاس بھیج دیئے' اور اس نے اپنے لیے دوسرا سامان بنوالیا۔ ایک دن پھر ہم اتفاقاً اس کے پاس پہنچ گئے' وہ اس نئی دوات سے دستخط کا کام کر رہا تھا' اس نے ہماری طرف دیکھ کر کہا' تم میں سے کون اب اس کا خواہش مند ہے' یہ سن کر ہمیں اس سے بہت شرمندگی ہوئی' اس وقت ہمیں یقین آ گیا کہ اس دن کی بات اس نے سن لی تھی' ہم نے کہا' اللہ ہمارے وزیر کو اس جیسا مال اور دے اور اس کی عمر دراز کرے' تا کہ وہ پھر ہمیں اس جیسا دے سکے۔ یہ مہلبی اسی سال چونسٹھ برس کی عمر پا کر انتقال کر گیا۔

دعلج بن احمد بن دعلج:

بن عبدالرحمٰن بن محمد السجستانی المعدل' خراسان' حلوان' بغداد' بصرہ' کوفہ اور مکہ میں جا کر حدیثیں حاصل کیں' بہت ہی مالدار اور نیکی' صدقات' خیرات کرنے میں بہت مشہور تھے۔ ان کے صدقہ جاریہ کے کام اور ان کی طرف سے اوقاف بہت زیادہ تھے' کہ دنیا میں بغداد کے مانند کوئی جگہ نہیں ہے اور بغداد میں قطیعہ کی طرح اور قطیعہ میں دار ابی خلف کی طرح اور دار ابی خلف میں میرے گھر کی طرح کوئی گھر نہیں ہے۔ دارقطنی نے ان کی ایک مسند لکھی ہے' ان کو اگر کسی حدیث میں ذرہ برابر کسی قسم کا شک ہوتا تو اس پوری روایت کو ترک کر دیتے۔ دارقطنی کہا کرتے تھے کہ میرے اساتذہ میں ان سے بڑھ کر دوسرا کوئی پختہ نہیں ہے' انہوں نے اہل علم اور ضرورت مندوں میں بے شمار مال خرچ کیا تھا' ایک موقع پر کسی تاجر نے ان سے دس ہزار دینار قرض

لیے اور ان سے کاروبار کرنا شروع کیا' یہاں تک کہ صرف تین سال کی مدت میں اسے تیس ہزار دینار کا فائدہ حاصل ہو گیا' تو ان میں سے دس ہزار گن کر قرض واپس کرنے کے لیے ان کے پاس آیا' اس تاجر کو دیکھ کر انہوں نے ان کے لیے شاندار مہمانی کا انتظام کیا' اس سے فارغ ہونے کے بعد ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ کا آنا کیونکر ہوا' جواب دیا کہ ایک وقت آپ نے جو مجھے دس ہزار دینار دے کر مجھ پر احسان کیا تھا' اب میں انہیں لے کر آپ کے پاس واپس کرنے کو آیا ہوں' کہنے لگے سبحان اللہ! میں نے تو آپ کو واپس لینے کی نیت سے نہیں دیئے تھے' آپ ان سے اپنے اہل وعیال کے ساتھ صلہ رحمی کریں' کہنے لگے میں نے ان سے تیس ہزار کا فائدہ حاصل کر لیا ہے۔ ان ہی میں سے یہ دس ہزار ہیں۔ دعلج نے اس سے کہا آپ واپس لے جائیں' اللہ اور بھی برکت دے۔ آخر میں اس نے ایک سوال یہ کیا کہ آپ کے مال میں اتنی برکت کہاں سے آئی اور یہ مال آپ کو کہاں سے دستیاب ہوا؟ دعلج کہنے لگے کہ میں اپنی جوانی کی عمر میں طلب حدیث میں مشغول تھا کہ ایک ایسا تاجر جو دریاؤں میں سفر کر کے دور دراز علاقوں میں کاروبار کیا کرتا تھا' اس نے مجھے دس لاکھ درہم دیتے ہوئے یہ کہا کہ آپ ان سے کاروبار کریں' جو نفع حاصل ہو اس میں ہم دونوں برابر کے شریک ہوں گے' اور اگر کبھی نقصان ہو تو وہ صرف میرے مال سے ہو گا' آپ کے مال سے نہیں ہو گا' پھر میں اللہ کو حاضر و ناظر رکھ کر آپ پر یہ لازم کرتا ہوں کہ اگر آپ کسی ضرورت مند اور محتاج کو پالیں تو خاص میرے مال سے اس کی ضرورت پوری کر دیں' اس کے بعد وہ تاجر دوبارہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اب میں دریائی سفر پر جا رہا ہوں' اگر میں ہلاک ہو جاؤں تو میرا مال آپ کے پاس اس شرط کے ساتھ رہے گا جو میں نے کہہ دیا ہے' چنانچہ اب تک ان کا مال میرے پاس ان ہی شرطوں کے ساتھ ہے' پھر مجھے دعلج نے کہا کہ میری زندگی تک تم یہ باتیں کسی دوسرے سے نہ کہنا' چنانچہ میں نے بھی ان کی زندگی میں کسی سے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا۔

اسی سال ماہِ جمادی الآخرہ میں چورانوے یا پچانوے برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

عبدالباقی بن قانع:

ابن مرزوق ابوالحسن الاموی' کہ یہ ان کے غلاموں میں سے تھے۔ الحارث بن اسامہ سے حدیث سماعت کی' اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے' یہ ثقہ اور امین و حافظ بھی تھے' لیکن آخری عمر میں حفظ میں فرق آ گیا تھا' دارقطنی نے کہا ہے کہ یہ روایت میں خطا بھی کرتے تھے اور اس پر اصرار بھی کرتے۔ اس سال ماہ شوال میں وفات پائی۔

ابوبکر النقاش المفسّر:

محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر' ابوبکر النقاش' المفسر المقرئ' ابودجانہ سماک بن خرشہ کے آزاد کردہ غلام تھے' آبائی وطن موصل تھا' تفسیر اور قراءات کے بڑے عالم تھے' مختلف علاقوں میں جا کر مختلف مشائخ سے بہت سی روایتیں سنی تھیں' اور ان سے ابوبکر بن مجاہد' الخلدی' ابن شاہین' ابن رزقویہ کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی روایتیں کی ہیں' سب سے آخر میں ان سے ابن شاذان نے روایت کی ہے' کئی منکر روایتوں کے بیان میں یہ منفرد ہیں۔ دارقطنی نے ان کی مختلف غلطیوں پر

نشاندہی کی ہے بعد میں اس سے رجوع کرلیا ہے' بعضوں نے کھل کر انہیں جھوٹا کہا ہے۔ واللہ اعلم

ان کی ایک کتاب تفسیر میں ہے جس کا نام انہوں نے شفاء الصدور رکھا ہے' بعضوں نے اس سے ناراض ہو کر اس کا نام اسقام الصدور رکھ دیا ہے۔ یہ فی نفسہ نیک اور عبادت گزار تھے' ان کی جان کنی کے وقت حاضر ہونے والوں میں ایک شخص نے کہا ہے کہ یہ اس وقت کچھ دعائیں مانگ رہے تھے' آخر میں بلند آواز سے انہوں نے کہا:

﴿ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴾. [پ ۲۳، رکوع ٦]

''عمل کرنے والوں کو ان کی طرح عمل کرنا چاہیے''۔

اسی آیت پاک کو انہوں نے تین بار کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔

سالِ رواں کی دوسری شوال منگل کے دن ان کی وفات ہوئی اور دارقطنی کے اپنے مکان میں مدفون ہوئے۔

محمد بن سعید:

ابوبکر الحربی الزاہد اور یہ ابن الضریر سے بھی مشہور تھے۔ ثقہ' نیک اور عبادت گزار تھے' ان کا ایک جملہ ہے کہ میں نے اپنی خواہشات نفسانی کا خوب مقابلہ کیا' یہاں تک کہ میری خواہشات ہی مقابلہ کرنے والی ہوگئیں۔

واقعات ــــ ۳۵۲ھ

اس سال دسویں محرم کو معز الدولہ بن بویہ (اللہ اس کا برا حشر کرے کہ اس) نے عام حکم دیا کہ سارے بازار بند رکھے جائیں' عورتیں بالوں کے کمبل بدن پر ڈالیں' اور چہرے کھول کر سر کے بال بکھیرے ہوئے اپنے چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے حسین بن علیؓ بن ابی طالب پر نوحہ خوانی کرتے ہوئے بازاروں میں نکلیں۔ شیعوں کی بہت زیادتی اور بادشاہِ وقت کی اس کام میں موافقت کی وجہ سے اہل سنت کو بھی اس کی مخالفت ممکن نہ ہو سکی' اسی سال دسویں ذی الحجہ کو معز الدولہ بن بویہ نے بغداد میں اظہار زینت کرنے' عید کے دن کی طرح رات کو بھی بازار کھلے رکھنے اور نقارے اور بگل وغیرہ کے بجانے اور امراء کے دروازوں اور فوجیوں کے پاس چراغاں کرنے کا بھی حکم دیا' غدیر خم' عید الغدیر کی خوشی کی مانند وہ وقت انتہائی تعجب خیز اور تاریخی تھا' اور انتہائی بدترین بدعت اور کھلم کھلا منکر کا مرتکب تھا۔

اسی سال رومیوں نے رُہا پر غارت گری کی' لوگوں کو قتل کیا' قید کیا اور با عزت واپس لوٹ آئے۔ رومیوں نے دوبارہ ان کے ملک پر حملہ کیا' انہیں قتل کیا' پھر دوسری طرف رُخ کیا۔

اس سال ارمن کا بادشاہ الدمستق مر گیا' اس نے حلب پر قبضہ کر کے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیا تھا' اسکے بعد لوگوں نے دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر لیا۔

ارمن کے بادشاہ النقور کے حالاتِ زندگی جس کا نام الدمستق تھا:

یہ شخص تین سو باون یا پچپن یا چھپن میں مرا ہے' اللہ اس پر بالکل رحم نہ کرے۔ یہ ملعون تمام بادشاہوں میں انتہائی سخت

[illegible] کافر بہت طاقتور تھا اور اس کی مار بہت زبردست تھی اور اپنے زمانہ میں مسلمانوں سے سب سے زیادہ قتل و قتال کرنے والا تھا' اللہ اس پر لعنت کرے کہ اس نے اپنے زمانہ میں بہت سے ساحلی علاقوں پر غلبہ حاصل کرلیا تھا' ان میں زیادہ تر علاقوں کو طاقت کے ذریعہ مسلمانوں سے چھینا تھا۔ اس کے قبضہ میں زمانہ دراز تک وہ علاقہ انتہائی مغلوبیت کے ساتھ رہا' ان علاقوں کو رومی حکومت میں داخل کرلیا تھا' یہ سب کچھ محض اس زمانہ کے لوگوں کی کوتاہی اور لاپرواہی کے ظہور اور ان بدترین قسم کی بدعتوں کے پھیل جانے اور ان کے خاص و عام کے گناہوں میں ڈوب جانے کا نتیجہ تھا' ان میں بدعتیں بھی زیادہ عام ہوگئی تھیں اور رفض وشیعیت کی بھی ان میں بہت زیادتی ہوگئی تھی' اور ان کے درمیان جو اہل سنت تھے ان پر بھی ظلم کی انتہاء کر رکھی تھی' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام کے دشمنوں کو مسلط کر رکھا تھا' چنانچہ ان دشمنوں نے ان مسلمانوں سے ان کے قبضہ کی تمام چیزیں انتہائی دہشت کے ساتھ ان کے قبضہ سے ان کے شہر چھین لیے' ان کی زندگی ان پر اجیرن کردی' ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھاگتے پھرتے تھے' دشمنوں کی دشمنی اور متواتر آفات وبلیات کے نازل ہوتے رہنے کے خوف سے کسی ایک جگہ رات بسر نہیں کرسکتے تھے۔ بس اللہ کی مدد درخواست ہے۔

سن دوسوا کا ون میں اچانک دو لاکھ لڑنے والے گھس پڑے اور سارے علاقہ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ کسی طرح ان کے درمیان سے وہاں کا حاکم سیف الدولہ نکل بھاگا' اس کے بعد اس علاقہ پر اس لعین کا بزور قبضہ ہوگیا' اور وہاں کے باشندوں' عورتوں اور مردوں کو اتنا زیادہ قتل کیا کہ ان کی صحیح تعداد خدا کے سوا کسی اور کو معلوم نہیں ہوسکی۔

سیف الدولہ کا وہ محل جو حلب کے کھلے علاقہ میں تھا اسے اس نے بالکل ویران کردیا اور اس میں جو کچھ مال ومتاع اور جتنے انسان تھے' سب پر پورا قبضہ کرلیا۔ تمام باشندوں کی کمر توڑ دی' انہیں بالکل منتشر کردیا۔ اور اس ملعون کا زور وہاں بہت بڑھ گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلام اور اس کے ماننے والوں کو قتل اور نیست ونابود کردینے میں بھرپور کوشش کی' اصلی حکومت تو اس خدا ہی کے لیے ہے جو سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔ یہ ملعون جس شہر میں بھی جاتا وہاں کے لڑنے والوں جوانوں اور مردوں کو قتل کر ڈالتا' ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیتا' وہاں کی مسجدوں کو اپنے گھوڑوں کے اصطبل بنا دیتا' مسجد کے ممبروں کو توڑ ڈالتا اور ان کی اذان گاہوں کو گھوڑوں پیروں اور جس طرح بھی ہوتا' ویران کردیتے۔

آخر تک اس کا طور طریق یہی رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی بیوی کو اس پر مسلط کردیا کہ اس کی بیوی نے اپنی باندیوں کی مدد سے گھر کے بیچ میں اسے قتل کر ڈالا' اس طرح اللہ نے اس سے اسلام اور مسلمانوں کو نجات دی' اس منحوس بادل کو ان سے چھانٹ دیا' اور اس کی طاقت ختم کردی' ان میں انتشار برپا کردیا۔ اللہ کے لیے ساری نعمتیں اور فضیلتیں ہیں۔ والحمد للہ علی کل حال' بہر حال اللہ ہی کے لیے تعریفیں ثابت ہیں۔

یہ ایک اتفاق ہے کہ اس کی وفات کے سال میں ہی قسطنطنیہ کا بادشاہ مرگیا۔ اس لیے مسلمانوں کی خوشیاں مکمل ہوگئیں اور ساری تمنائیں حاصل ہوگئیں' ساری تعریفیں اسی خدا کو لائق ہیں کہ اسی کی نعمتوں کے طفیل نیکیاں مکمل ہوتی ہیں اور برائیاں ختم ہوتی ہیں اور اسی کی رحمت کے صدقے لغزشوں اور گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ارمن کا بادشاہ نقفور جس کا لقب دمستق تھا' اس ملعون نے خلیفہ المطیع للہ کے پاس ایک طویل قصیدہ بھیجا تھا' جسے کسی ایسے شخص نے لکھا تھا' جسے اللہ نے ذلیل ورسوا کیا تھا' اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی تھی اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا تھا' اور اسے اسلام اور بنیاد اسلام سے بالکل دور کر دیا تھا' وہ مردود اس قصیدہ سے اپنے لیے فخر کا اظہار کرتا ہے اور عام مسلمانوں اور نفس اسلام کو گالی دیتا ہے اور اس میں تمام حلقہ بگوشانِ اسلام کو یہ دھمکی دیتا ہے کہ آنے والے صرف چند سالوں میں وہ تمام ممالک اسلامیہ یہاں تک کہ حرمین شریفین پر بھی قابض ہو جائے گا' حالانکہ وہ خود چار پایوں اور جانوروں سے بھی بدترین' ذلیل اور گمراہ ہے اور وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس طرح وہ دین مسیحی بن بتول علیہ السلام کی مدد اور نصرت کر رہا ہے' اس میں جگہ جگہ باری تعالیٰ کی طرف سے رسولِ خدا کی طرف خطاب کا انداز بھی ظاہر کرتا ہے۔ قیامت تک اللہ تعالیٰ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل کرے۔

ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ کسی نے بھی اس کے قصیدہ کا مناسب جواب دیا ہو' یا تو اس لیے کہ یہ قصیدہ زیادہ مشہور نہیں ہو سکا یا اس لیے کہ وہ کھلم کھلا منکر تھا' جس کا مناسب جواب یہی ہوتا ہے کہ اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی جائے' کہ وہ خود ہی گمنام اور ختم ہو جائے۔ اس ناظم کی روح شیطانی معلوم ہوتی ہے۔ البتہ صرف ایک شخص ابو محمد بن حزم الظاہری نے اس کی طرف توجہ دی اور بطور فرض کفایہ اس کا بھرپور اور بہت معقول منہ توڑ جواب دیا ہے' اس میں ہر باب اور ہر فصل کا خیال کر کے مناسب اور معقول جواب دیا ہے۔ اللہ اس کی قبر کو اپنی رحمت سے تر رکھے اور جنت میں اس کا ٹھکانہ بنائے۔

اب میں اس قصیدہ کو جو ارمینیہ کے نام سے مشہور ہے' وہ ہمیشہ بدنام اور رسوا رہے' اس کو ذکر کرتا ہوں' اور اس کے بعد ہی اس اسلامی قصیدہ کو بھی ذکر کروں گا' جو یکتا اور منصور اور مقبول ہے' وہ شاعر مرتد اس قصیدہ کو اپنے اسی بادشاہ کی زبان سے کہلوا رہا ہے اور ان دونوں پر اور ان کے تمام کے تمام مددگاروں پر اللہ قیامت تک لعنت کرے۔ آمین یارب العالمین

میں نے اسے ابن عساکر کے خط سے نقل کیا ہے اور ان لوگوں نے صلۃ السلۃ للفرغانی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

القَصيدةُ الاَرْمِيْنيّة المَخْذُولة المَلْعُوْنَة

۱۔ من الملك الطهر المسيحي مالكٍ — الى خلفِ الاملاك من ال هاشم

ترجمہ: یہ خط بشکل قصیدہ اس بادشاہ کی طرف سے ہے جو پاک ہے مسیحی ہے مالک ہے اس آخری بادشاہ کے نام جو ہاشمی خاندان کا ہے۔

۲۔ الی الملك الفضل المطيع اخی العلاء — و من يرتجی للمعضلات العظائم

ترجمہ: اس بادشاہ کے نام جو فاضل ہے اس کا نام مطیع ہے' علاؤ الدولہ کا بھائی ہے' اور ان تمام لوگوں کے نام ہے جو بڑی سخت پریشانیوں میں گھبرائے ہوئے ہیں۔

۳۔ اما سمعت اُذناك ما انا صانع — ولكن دهاك الوهن عن فعل حازم

ترجمہ: کیا تمہارے کانوں نے وہ خبر نہیں سنی جو میں کہنے والا ہوں لیکن ہوشیاری کے کام کرنے سے سستی کرنے نے تم کو آفت میں مبتلا کر دیا ہے۔

٤۔ فان تك عما قد تقلدت نائما — فانی عما همنی غير نائم

ترجمہ: اب اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو بجالانے سے غافل ہو تو رہو کیونکہ میں تو اپنی ذمہ داری بجالانے سے غافل نہیں ہوں۔

۵۔ ثغور کم لم یبق فیها ۔ لوهنکم — وضعفکم ۔ الّا رسوم المعالم

ترجمہ: تمہاری سستی اور کمزوری کی وجہ سے تمہاری سرحدیں باقی نہیں رہیں البتہ چند مٹے ہوئے نشانات رہ گئے۔

٦۔ فتحنا الثغور الارمنيّة کلها — بفتیانٍ صدقٍ کاللیوث الضراغم

ترجمہ: ہم نے تمام ارمنی سرحدوں کو فتح کر لیا ہے ایسے بہادر جوانوں کی مدد سے جو زبردست شیروں کی طرح ہیں۔

۷۔ و نحن صلبنا الخیل تعلك لجمها — و تبلیغ منها قضمها للشکائم

ترجمہ: ہم نے لڑائی کے میدان میں اپنے ایسے گھوڑوں کو ختم کر ڈالا ہے جو اپنی لگام کو اتنا چباتے رہتے تھے کہ چباتے ہوئے لگام کے کڑے کو بھی چبا ڈالتے تھے۔

۸۔ الی کل ثغر بالجزیرة آهل — الی جند قنسرینکم فالعواصم

ترجمہ: جزیرہ آبل کی تمام سرحدوں کی طرف بھی تمہارے قنسرین اور عواصم کے لشکر کی طرف بھی۔

۹۔ ملطیةٍ مع سمیساطٍ من بعد کرکرٍ — و فی البحر اضعاف الفتوح النواحم

ترجمہ: کرکر کے بعد ملطیہ کے ساتھ سمیسا کی طرف بھی اور دریا میں بھی زیادہ سے زیادہ سرحدی کامیابی کی طرف۔

۱۰۔ و بالحدث الحمراء جالت عساکری — و کیسوم بعد الجعفری للمعالم

ترجمہ: اور ہمارے لشکر نے الحدثِ الحمراء کی طرف پیش قدمی کی ہے اور جعفری کے بعد کیسوم کی طرف بھی اپنی نشانیاں باقی رکھنے کے لیے۔

۱۱۔ و کم قد ذللنا من اعزّةِ اهلها — فصارولنا من بین عبدٍ و خادم

ترجمہ: ہم نے وہاں کے کتنے ہی معزز لوگوں کو اپنا فرمانبردار بنا لیا اس لیے وہ لوگ ہمارے یہاں غلام اور خادم بن کر رہ گئے ہیں۔

۱۲۔ و سد سروج اذ خربنا بجمعنا — لنا رتبة تعلوا علی کل قائم

ترجمہ: اور زینوں کو کس کر کے جبکہ ہم نے اپنی جماعت کے ذریعہ خراب کر دیا ہے ہمارا رتبہ اونچا ہے جو ہر کھڑے ہونے والے سے بھی بلند ہے۔

۱۳۔ و اهل الرُّها لا ذوابنا و تَحَزّبوا — بمندیل مولی علاعن وصف آدمی

ترجمہ: اور رُھا والوں نے ہماری پناہ لی اور ٹولی ٹولی بنالی اپنے ایسے آقا کے رومال کو لے کر جو آدمی کی صفت سے کہیں بلند ہو

دیکھا ہے۔

۱۴۔ و صبّح راس العین عما نطارق		بیض غزو ناها بضرب الجماجم

ترجمہ: اور رات کے وقت آنے والے ہمارے لشکروں نے راس العین میں صبح کی ہے۔ بدن پر ہتھیار ڈالے ہوئے ہم نے وہاں حملہ کر دیا' ان لوگوں کی کھوپڑیاں اڑا کر کے۔

۱۵۔ ودارًا ومیا فارقین وارزنًا		اذ قناهم بالخیل طعم العلاقم

ترجمہ: اور دارا اور میا فارقین اور ارزن پر ہم نے گھوڑوں سے حملہ کر کے ان کو ایلوا کا مزہ چکھا دیا ہے۔

۱۶۔ واقریطش قد جازت الیها مراکبی		علٰی ظهر بحر مزبد متلاطم

ترجمہ: اور ہماری کشتیاں اقریطش سے آگے بڑھ گئیں' ایسے سمندر پر سے گزر کر جو جھاگ اڑانے والا اور موجزن تھا۔

۱۷۔ فخزتهم اسری و سیقت نساء هم		ذوات الشعور المسبلات النواعم

ترجمہ: پس میں نے وہاں کے باشندوں کو قیدی کی حیثیت سے جمع کر لیا اور ان کی عورتیں ہنکا کر لائی گئیں' جو بڑے لانبے بالوں والی اور نرم و نازک تھیں۔

۱۸۔ هناك فتحنا عین زربة عنوةٍ		نعم و أبدنا كل طاغٍ و ظالم

ترجمہ: ہم نے وہاں عین زربہ کو بزور فتح کیا' ہاں! اور ہم نے ہر سرکش اور ظالم کو قابو میں کر لیا ہے۔

۱۹۔ الی حلب حتّٰی استبحنا حریمها		وهدم منها سورها كل هادم

ترجمہ: فتح کرتے ہوئے ہم حلب تک پہنچ گئے' یہاں تک کہ وہاں کی بیگمات کو بھی ہم نے اپنے لیے حلال کر لیا' اور اس شہر کی ساری چہار دیواری کو توڑنے والوں نے چور چور کر دیا۔

۲۰۔ اَخذنا النساء ثم البنات نسوقهم		وصبیانهم مثل الممالیك خادم

ترجمہ: ہم نے ان کی عورتوں پھر لڑکیوں کو پکڑا پھر انہیں ہنکا کر ہم لاتے رہے' اور ان کے بچوں کو بھی مثل غلاموں اور خادموں کے لے آئے۔

۲۱۔ و قد فرّعنّا سیف دولة دینكم		و ناصر كم منّا علٰی رغم راغم

ترجمہ: اور تمہارا دینی سیف الدولہ ہم سے کسی طرح بھاگ نکلا' اور ہماری گرفت سے تمہاری مدد کرنے والا' ہماری سخت ناگواری کے باوجود بھاگ گیا۔

۲۲۔ و علنا علٰی طرسوس میلة حازم		اذقنا لمن فیها لحزّ الحلاقم

ترجمہ: اور ہم نے بہت ہوشیار شخص کی طرح طرسوس کا رخ کیا' وہاں جتنے بھی ہیں سب کو ہم نے حلقوں کی تکلیف پہنچا دی ہے۔

۲۳۔ فكم ذات عزٍّ حرّةً علویة		بنعمة الاطراف ریّا المعاصم

ترجمہ: پس کتنی ہی ایسی باعزت' شریف اور علوی خاندان کی' نرم و نازک اعضاءِ بدن' خوشبودار کلائیوں والی عورتیں ہیں۔

۲۴۔ سبینا ثم سقنا [illegible] ... [illegible] ... لا لاحکم حاکم

ترجمہ: ہم نے انہیں قید کیا پھر انہیں ہنکایا اس حال میں کہ وہ سر جھکانے والی ننگے سر تھیں مہر دیئے بغیر ہی نہیں نہیں یہ صرف ایک حکم حاکم کی وجہ سے ہوا۔

۲۵۔ وکم من قتیلٍ قد ترکنا منجدلاً یصب دمًا بین اللہا واللہازم

ترجمہ: اور کتنے ہی مقتول ہیں کہ ہم نے انہیں چٹان کی مانند چھوڑ دیا' اس حال میں کہ وہ حلق اور گردن کی نیچے کی ہڈی کے درمیان خون بہا رہے تھے۔

۲۶۔ وکم وقعةٍ فی الدرب افنت کماتکم و سقناھم تسرًا کسوق البھائم

ترجمہ: اور سڑکوں میں کتنے ہی واقعات ایسے ہوئے جنہوں نے تمہاری جڑوں کو ختم کر دیا۔ اور ہم نے انہیں بزور ہنکایا جانوروں کے ہنکانے کی طرح۔

۲۷۔ و ملنا علی ارباحکم و حریمھا مدوخة تحت العجاج السواھم

ترجمہ: ہم نے تمہاری عمدہ چیزوں پر حملہ کیا' اس حال میں کہ ان کے محافظ' تیروں کے سائے کے نیچے ذلیل پڑے ہوئے تھے۔

۲۸۔ فاھوت اعالیھا وبدل رسمھا من الانس و حشا بعد بیض نواعم

ترجمہ: اور اس کے بلند حصہ کو گرا دیا اور اس کی علامتوں کو بدل دیا ہے' گوری نرم ونازک انسان عورتوں کی جگہ وحشی جانوروں سے۔

۲۹۔ اذا صاح فیھا البوم جاوبه الصدٰی واتبعه فی الربع نوح الحمائم

ترجمہ: جب اس میں کوئی اُلو چیختا ہے تو آواز ٹکرا کر اسے جواب دیتی ہے' پھر اس علاقہ میں کبوتروں کا رونا متواتر ہونے لگتا ہے۔

۳۰۔ وانطاك لم تُبعد علیّ واننی سافتحھا یومًا بھتك المحارم

ترجمہ: اور انطاکیہ ہمارے لیے کوئی بہت دُور نہیں ہے اور یقیناً میں عنقریب ایک دن اسے فتح کر لوں گا اس کے محترم مقامات کو روندتے ہوئے۔

۳۱۔ و مسکن ابائی دمشق فاننی سأُرجع فیھا مُلکنا تحت خاتمی

ترجمہ: میرے آباء کا وطن دمشق ہے' اور یقیناً میں عنقریب اس میں اپنے ملک کو اپنی انگوٹھی کے نیچے لے آؤں گا۔

۳۲۔ و مصر سافتحھا بسیفی عنوةً و اخذ اموالاً بھا و بھائمی

ترجمہ: اور عنقریب میں اپنی تلوار کے زور سے اسے فتح کر لوں گا' اور وہاں کے تمام مال اور جانوروں پر قبضہ کر لوں گا۔

۳۳۔ واجزی کافوراً بما یستحقه بمشط ومقراض وقصّ محاجم

ترجمہ: اور کافور کو جس کا وہ مستحق ہے پورا پورا بدلہ دوں گا' کنگھی اور قینچی اور نشتر لگانے کی جگہوں کو کاٹ کر۔

۳۴۔ اَلَاشمّروا یا اھل حمدان شمّرُوا اتتکم جیوش الروم مثل الغمائم

ترجمہ: اے آل حمدان! تیار ہو جاؤ' تیار ہو جاؤ' تم پر رومی لشکر مثل بادلوں کے چھا چکا ہے۔

۳۵۔ فان تھربوا تنجوا کراما و تسلموا　　　من الملك الصادی بقتل المسالم

ترجمہ: اس لیے اگر تم بھاگ جاؤ تو تم شریفانہ طور پر بچ جاؤ گے' اور محفوظ رہ جاؤ گے' حملہ آور بادشاہ کے بھرپور قتل کر دینے سے۔

۳۶۔ کذلك نصیبین و موصلها الی　　　حوزة [illegible] ابائی و ملك الاقادم

ترجمہ: اسی طرح نصیبین اور موصل کو بھی شامل کرلوں گا' اپنے آباء کے علاقوں اور اگلوں کی حکومت میں۔

۳۷۔ سافتح سامرا ولوثًا و عبكراً　　　و تكريتها مع ماردين العواصم

ترجمہ: میں عنقریب فتح کرلوں گا سامرا' لوث اور عبکرا کو' اور تکریت کو ماردین دارالسلطنتوں کے ساتھ۔

۳۸۔ و اقتل اهليها الرجال باسرها　　　و اغنم اموالًا بها حرائم

ترجمہ: میں وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر ڈالوں گا' اور غنیمت بنا کرلے آؤں گا وہاں کے مالوں اور تمام محترم چیزوں کو۔

۳۹۔ الاشمروا یا اهل بغداد وَیْلكم　　　فكلكم مستضعفٌ غیر رائم

ترجمہ: اے بغداد والو! تم سب تیار ہو جاؤ' تم سب کی بربادی ہو کہ تم سب لوگ حقیر بے مقصد ہو۔

۴۰۔ رضیتم بحكم الدیلمّی ورفضه　　　فصرتم عبیدًا الاعبید الدیالم

ترجمہ: تم دیلمی کے حکم اور اس کے رفض کے حکم کے مطابق چلنے پر راضی رہے' اب تم غلام بن گئے' لیکن دیلمیوں کے غلام نہیں۔

۴۱۔ و یا قاطنِی الرملات و یلكم ارجعوا　　　الی ارضِ صنعاءَ راعین البهائم

ترجمہ: اے بالوؤں میں اقامت کرنے والو! تمہاری بربادی ہو لوٹ جاؤ' صنعاء کے علاقہ کی طرف جانوروں کو چراتے ہوئے۔

۴۲۔ وعودوا الی ارض الحجاز اذلة　　　و خلُّوا بلاد الروم اهل المكارم

ترجمہ: اور تم حجاز کی سرزمین کی طرف ذلت کے ساتھ لوٹ جاؤ' اور شریف رومیوں کے علاقوں کو چھوڑ دو۔

۴۳۔ سألقی جیوشها نحو بغداد سائرًا　　　الی باب طاقٍ حیث دارالقماقم

ترجمہ: میں عنقریب بغداد کی طرف بہت سے لشکر بھیجوں گا' جو چلتا ہوا جائے گا' باب طاق کی طرف جہاں دارالقماقم ہے۔

۴۴۔ واحرق اعلاها واهدم سورها　　　واسبی ذراریها علی رغم راغم

ترجمہ: میں اس کی بلند عمارتوں کو جلا دوں گا اور اس کی چہار دیواری کو توڑ ڈالوں گا' اور میں اس کے بچوں کو قید کرلوں گا' ناراض ہونے والے کے نہ چاہنے کے باوجود۔

۴۵۔ واحــرر اموالا بها و اسرة　　　و اقتل من فیها بسیف النقائم

ترجمہ: اور وہاں کے سارے مالوں اور تختوں کو اپنے قبضہ میں لے لوں گا' اور نیست و نابود کر دینے والی تلوار سے اس کے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا۔

۴۶۔ واسری بجیشی نحو الاهواز مسرعًا لاحرز دیباجا و اخز [illegible]

ترجمہ: اوراہواز کی طرف اپنی فوج کو تیزی کے ساتھ راتوں رات لے جاؤں گا' ریشمی اور قیمتی کپڑوں کو جمع کرنے لینے کے لیے۔

۴۷۔ و اشعلها نهبًا و اهدم قصورها واسبی ذراریها کفعل الاقادم

ترجمہ: اور میں اسے لوٹ لینے کے بعد جلا ڈالوں گا اور اس کی بلند و بالا عمارتوں کو ویران کردوں گا اور اس کے بچوں کو قید کر ڈالوں گا' اپنے اگلے لوگوں کے عمل کے مطابق۔

۴۸۔ منها الی شیراز و الریّ فاعلموا خراسان قصری و الجیوش بحارم

ترجمہ: اور وہاں کے شیراز اور رے کی طرف فوج روانہ کردوں گا' اس لیے یاد رکھو کہ خراسان میرا شاہی محل ہے اور سارا لشکر میرا محافظ ہے۔

۴۹۔ الی شاس بلخ بعدها و خواتها و فرغانة مع مروها و المخارم

ترجمہ: شاس کی طرف اور اس کے بعد بلخ اور اس کے قریب کے علاقے' اور فرغانہ اور اس کے ساتھ مرو اور مخازم بھی۔

۵۰۔ وسابور اهدمها و اهدم حصونها واوردها یومًا کیوم السمائم

ترجمہ: اور سابور اور اس کے تمام قلعوں کو تہس نہس کردوں گا' اور ایک دن میں اس میں داخل ہو جاؤں گا' ابابیل پرندوں کی طرح۔

۵۱۔ و کرمان لا انسی سجستان کلها و کابلها النائی و ملك الاعاجم

ترجمہ: اور کرمان میں بھی' پھر پورے بجستان میں داخل ہونے کو نہیں بھولوں گا' اور اس کے دور کے علاقہ کابل اور عجمی ملکوں کو بھی نہیں بھولوں گا۔

۵۲۔ اسیر بجندی نحو بصرتها التی لها بحر عجاج رائع متلازم

ترجمہ: اور میں اپنے لشکر کو لے کر وہاں بصرہ کی طرف جاؤں گا' جس کے دریا کے اوپر ہمیشہ خوش کن دھند چھائی رہتی ہے۔

۵۳۔ الی واسط وسط العراق و کوفة کما کان یومًا جندنا ذوا العزائم

ترجمہ: اور میرا سفر واسط کی طرف بھی ہوگا جو کہ عراق اور کوفہ کے وسط میں ہے' جیسا کہ کسی دن ہمارا پختہ ارادہ والا لشکر تھا۔

۵۴۔ و اخرج منها نحو مکة مسرعًا اجرُّ جیوشًا کاللیالی السواجم

ترجمہ: پھر میں وہاں سے نکل کر تیزی کے ساتھ مکہ کی طرف جاؤں گا' پھر میں وہاں اپنے ساتھ اتنا زبردست لشکر لے کر جاؤں گا' جو آنسو بہا دینے والی راتوں کی طرح ہوگا۔

۵۵۔ فاملکها دهرًا عزیزًا مسلّمًا اقیم بها للحق کُرسی عالم

ترجمہ: پھر میں اس علاقہ کا جم کر زمانہ دراز تک مالک بنا رہوں گا' وہاں میں سارے عالم پر حکومت کرنے کے لیے حق کی کرسی لگا کر رہوں گا۔

٥٦۔ واحوی نجدًا کلها و تهامها   وسرًّا واتهام مذحج وقحاطم

ترجمہ: اور میں حاوی ہو جاؤں گا سارے نجد اور تہامہ پر اور سر من رای پر اور قبیلہ مذحج اور قحطم کے علاقوں پر۔

٥٧۔ واغزو ایمانًا کلها و زبیدها   و صنعاء هامع صعدة و انهائم

ترجمہ: اور میں غزوہ کروں گا سارے یمان اور زبیدہ پر اور صنعاء یمن کے علاوہ صعدہ اور نہائم پر بھی۔

٥٨۔ فاترکها ایضا خرابًا بلاقعًا   خلاءً من الاهلین اهل نعائم

ترجمہ: تب میں ان علاقوں کو ویران چٹیل میدان کر کے چھوڑوں گا' شتر مرغ والے باشندوں سے خالی کر کے رہوں گا۔

٥٩۔ و احوی اموال الیمانین کلها   وما جمع القرماط یوم محارم

ترجمہ: اور میں سارے یمان کے مالوں پر قبضہ کروں گا' اور ان تمام چیزوں کو بھی جنہیں قرمطیوں نے محترم دنوں میں جمع کیا ہے۔

٦٠۔ اعود الی القدس التی شرفت بنا   بعز مکین ثابت الاصل قائم

ترجمہ: اور میں لوٹ جاؤں گا اس مقدس مقام کی طرف جس نے ہماری شرافت بڑھائی ہے' اصل باشندے کو عزت دے کر جن کی اصل ثابت اور موجود ہے۔

٦١۔ واعلوا سریری للسجود معظّمًا   و تبقی ملوك الارض مثل الخوادم

ترجمہ: اور میں اپنے تخت معظم کو لوگوں کے سجدہ کے لیے بہت اونچا کروں گا' اور دنیا کے سارے بادشاہ خادموں کی طرح رہ جائیں گے۔

٦٢۔ هنالك تخلوا الارض من کلم مسلم   لکل نقیّ الدین اغلف زاعم

ترجمہ: اس وقت وہ علاقہ ایک ایک کر کے تمام مسلمانوں سے خالی ہو جائے گا' ایسے لوگوں کے لیے جو صاف دین والے بے ختنہ والے اور یقین رکھنے والے ہوں گے۔

٦٣۔ نُصرنا علیکم حین جارت ولاتکم   واعلنتموا بالمنکرات العظائم

ترجمہ: ہمیں تمہارے خلاف غیبی مدد اس وقت ملی جبکہ تمہارے حکام تم پر ظلم کرنے لگے تھے اور تم بڑے بڑے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے لگے تھے۔

٦٤۔ قضاتکم باعواء القضاء بدینهم   کبیع ابن یعقوب ببخس الدراهم

ترجمہ: تمہارے قاضیوں نے اپنا دین دے کر قاضی کے عہدہ کو خریدا' جیسے کہ ابن یعقوب (یوسف علیہ السلام) کو چند درہموں کے عوض ان کے بھائیوں نے بیچا تھا۔

٦٥۔ عدولکم بالزور یشهد ظاهرًا   و بالافك والبرطیل مع کل قائم

ترجمہ: تمہارے موافق کھلم کھلی جھوٹی گواہی دینے کے لیے وہ دوڑے' اور ہر ضرورت مند کے لیے جھوٹی تہمت اور رشوت کے ساتھ۔

۶۶۔ سافتح ارض اللّٰہ شرقًا و مغربًا وانشر دینًا للصلیب بصارمی

ترجمہ: میں عنقریب مشرق سے مغرب تک کی اللہ کی ساری زمین کو فتح کرلوں گا' اور میں اپنی تلوار کے زور سے صلیبی دین کو دنیا میں پھیلاؤں گا۔

۶۷۔ فعیسٰی علا فوق السمٰوٰت عرشہ یفوز الذی والاہ یوم التخاصم

ترجمہ: پس عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں کے اوپر عرش سے بلند ہو گئے' جو شخص ان سے دلی محبت رکھتا ہوگا وہی لڑائی کے درمیان کامیاب ہوگا۔

۶۸۔ وصاحبکم بالترب اودی بہ الثری فصار رفاتاً بین تلک الرمائم

ترجمہ: لیکن تمہارے آقا مٹی میں مدفون ہیں' مٹی نے انہیں ہلاک کر دیا ہے' اس طرح وہاں بوسیدہ ہڈیوں کے درمیان ان کی ہڈیاں بھی سڑ گل گئی ہیں۔

۶۹۔ تناولتم اصحابہ بعد موتہ بسبب وقذف وانتهاء المحارم

ترجمہ: تم نے اپنے نبی کے بعد ان کے ساتھیوں کو نشانہ بنایا ہے' گالیوں سے تہمتوں سے اور ان کی بے عزتی کر کے۔

اس ناظم کی نظم کا یہ آخری شعر ہے' اللہ اس ناظم پر لعنت کرے اور اسے جہنم میں جگہ دے' اس دن جبکہ کسی بھی ظالم کو عذر خواہی کرنا فائدہ نہ ہوگا' اور ان پر لعنت ہوگی اور ان کا ٹھکانا بہت برا ہوگا' اس دن وہ نظم کہنے والا اپنی ہلاکت کو پکارے گا' اور جہنم کی آگ میں اسے جھونکا جائے گا' اس دن ظالم افسوس کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو چبائے گا' اور اظہار ندامت کے طور پر کہے گا' اے کاش میں ان رسولؐ کے ساتھ اپنا اچھا تعلق قائم کیے ہوتا۔ یقیناً ہمارے لیے نصیحت آئی تھی' قرآن آیا تھا لیکن ہمیں شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔ اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہے' اگر حالتِ کفر میں مر گیا ہو۔

اب اس قصیدہ کا جواب دیا جاتا ہے' جو ابو محمد بن حزم الفقیہ الظاہری الاندلسی کا لکھا ہوا ہے۔ انہیں جونہی اس ملعون کے قصیدہ کی خبر ملی' فوراً فی البدیہہ غصہ کی حالت میں اس کا جواب لکھ ڈالا۔ اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی حاصل کرنے اور اس کے دین کی حفاظت کی خاطر' جیسا کہ اس کے دیکھنے والے نے بیان کیا ہے۔

اللہ ان پر رحم کرے اور ان کا ٹھکانا عمدہ بنائے' اور ان کے گناہوں کو معاف کر ڈالے۔ آمین

اَلْقصیدۃ الْاِسْلَامیّہ الْمَنْصُوْرۃ الْمَیْمُوْنَۃ

۱۔ من المحتمی باللہ رب العوالم و دین رسول اللہ من ال ھاشم

ترجمہ: اس شخص کی طرف سے یہ جواب ہے جو اللہ رب العالمین کی پناہ چاہنے والا ہے اور ایسے رسول اللہ کے دین کا ماننے والا ہے جو ہاشمی خاندان سے ہے۔

۲۔ محمد الھادی الی اللّٰہ بالتقی و بالرشد والاسلام افضل قائم

ترجمہ: جن کا نام نامی محمد ہے' جو اللہ کی طرف لوگوں کو راستہ دکھانے والے ہیں' تقویٰ' رشد اور اسلام کا تمام لوگوں میں افضل ہیں۔

۳۔ علیہ من اللّٰہ السلام مردَّدًا الی ان یوافی الحشر کل العوالم

ترجمہ: آپؐ پر اللہ کی طرف سے بار بار رحمت نازل ہوتی رہے' یہاں تک کہ حشر کا دن سارے عالم کو پورا پورا بدلہ دے۔

٤۔ الی قائل بالافك جھلاً وضِلّۃً عن النقفور المفتری فی الاعاجم

ترجمہ: اس شخص کے نام جو جہالت اور گمراہی کی بناء پر جھوٹی باتیں کہنے والا ہے' اس نقفور کی طرف سے جو عجمیوں میں جھوٹی باتیں پھیلانے والا ہے۔

۵۔ دعوت امامًا لیس من امرائہٖ بکفّیہ الا کالرسومِ الطواسم

ترجمہ: تو نے ایسے امام کو مخاطب کیا ہے جس کے امراء اس کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ہیں' مگر قوم طسم کے مٹے ہوئے نشانات کی طرح۔

٦۔ دھتہ الدواھی فی خلافتِہٖ کما دھت قبلہ الاملاكَ دُھْمُ الدواھم

ترجمہ: اس امام کی خلافت کے دور میں بہت سی آفتیں نازل ہوئیں' جیسا کہ اس کے پہلے بھی بڑے بڑے بادشاہوں پر سیاہ ترین مصیبتیں آتی رہیں۔

۷۔ ولا عـ ـب من نکبۃ او ملمّۃٍ تصیب الکریم الجدود الاکارم

ترجمہ: اور کوئی تعـ ـی بات بھی نہیں ہے اس خرابی یا مصیبت کے آنے پر' جو شریف اور نیک آباء واجداد پر آتی رہی ہیں۔

۸۔ ولو انّہٗ فی حالِ ماضی جدودہٖ لجُرِّعتم منہ سموم الا راقم

ترجمہ: اور اگر وہ امام اپنے قدیم آباء کے نقش قدم پر ہوتا تو تم کو اس کی جانب سے بھی زہریلے سانپوں کے زہر کے گھونٹ پلائے جاتے۔

۹۔ عسی عطفة للّه فی اهل دینه　　تجدّد منه دارسات المعالم

ترجمہ: بہت ممکن ہے کہ اللہ اپنی مہربانی سے اپنے دین پر چلنے والوں کے طفیل اس کے سارے پرانے مٹے مٹائے نشانات نئے بنا ڈالے پائیں۔

۱۰۔ فخرتم بمالو کان فیکم حقیقة　　لکان بفضل اللّه احکم حاکم

ترجمہ: تم نے اپنے اندر ایسی باتوں کے ہونے پر اظہارِ فخر کیا ہے کہ اگر وہ باتیں حقیقت میں تمہارے اندر پائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے فضل سے شہنشاہِ وقت ہو کر رہے گا۔

۱۱۔ أذن لا عترتکم خجلة عند ذکرهٖ　　واخرس منکم کُلّ فاهٍ مخاصم

ترجمہ: ایسی صورت میں اس کے ذکر سے ہی تم کو شرمندگی لاحق ہوگی اور تم میں سے ہر جھگڑا کرنے والے کی زبان کو گنگ کر دے گا۔

۱۲۔ سلبناکم کرًّا ففزتُم بغِرَّةٍ　　من الکر افعال الضعاف العزائم

ترجمہ: ہم نے ڈنکے کی چوٹ تم پر حملہ کر کے تمہاری چیزیں چھینیں لیکن تم دھوکے بازی کے ساتھ حملہ کر کے کامیاب ہو گئے' کمزور ارادوں کے حملہ کے وقت دھوکہ دہی سے۔

۱۳۔ فُطِرتُم سُرورًا عند ذالك و نشوةً　　کفعل المهین الناقص المتعالم

ترجمہ: اس وقت تو تم خوشی اور مستی کے ساتھ اڑنے لگے' کمزور' ذلیل' ناقص اور معمولی علم جاننے والے کی طرح۔

۱٤۔ وما ذاك الا فی تضاعیف عقلهٖ　　عریقًا و صرف الدهر جمُّ الملاحم

ترجمہ: نہیں تھا وہ مگر بچانے والا خون اپنی کم عقلی میں اور زمانے کا ہیر پھیر مصیبتوں کا مجموعہ ہے۔

۱۵۔ ولمّا تنازعنا الامور تخاذلًا　　و دانت لاهل الجهل دولة ظالم

ترجمہ: اور جبکہ ہم باہمی مدد کو چھوڑ کر معاملات میں آپس میں لڑنے لگے' اور جاہلوں کو ظالم کی حکومت بھی میسر آ گئی۔

۱٦۔ وقد شعلت فینا الخلائف فتنة　　لعُبد انهم مع تُرکهم والدلائم

ترجمہ: اور ہمارے خلفاء نے فتنہ کی آگ بھڑکا دی' ان کے غلاموں اور ان کے ترکیوں اور دیلمیوں کے درمیان۔

۱۷۔ بکفر ایادیهم و جحدَ حقوقهم　　بمن رفعوهُ من حضیض البهائم

ترجمہ: اور ایسے لوگوں کے احسانات کی ناشکری اور ان کے حقوق کے انکار کی وجہ سے جنہوں نے انہیں جانوروں کے درجہ سے نکال کر اونچے مقام پر پہنچایا۔

۱۸۔ وثبتم علی اطرافنا عند ذاکم　　وُثوب لصوصٍ عند غفلة نائم

ترجمہ: ان حالات میں تم نے ہمارے اطراف میں حملے کیے' چوروں کے حملوں کی طرح سونے والے کی غفلت کے وقت۔

۱۹۔ الم تنتزع منکم باعظم قوةٍ　　جمیع بلاد الشام ضربة لازم

ترجمہ: کیا پوری قوت کے ساتھ تم سے نہیں چھین لیے؟ ہمارے حملے نے شام کے سارے علاقے۔

۲۰۔ و مصرًا و ارض القیروان باسرھا   و اندلسنا قسرا لصرب الجماجم

ترجمہ: اور مصر کو اور قیروان کے سارے علاقہ کو اور اندلس کی طاقت کے ذریعہ ان کی کھوپڑیوں وار اڑاتے ہوئے۔

۲۱۔ الم نتنزع منکم علی صعف حالنا   صقلیۃ فی بحرھا المتلاطم

ترجمہ: کیا ہم نے اپنی انتہائی کمزور حالت ہونے کے باوجود تم سے نہیں چھین لیا ہے' صقلیہ کو اس کے ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر میں۔

۲۲۔ مشاھد تقدیساتکم و بیوتھا   لنا و بایدینا علی رغم راغم

ترجمہ: تمہاری متبرک جگہیں اور وہاں کے مکانات' ہمارے ہیں اور ہمارے قبضہ میں ہیں' تمہاری مرضی کے نہ ہونے کے باوجود۔

۲۳۔ أما بیت لحم و القمامۃ بعدھا   بایدی رجال المسلمین الا عاظم

ترجمہ: بیت اللحم اور وہاں کی جماعتیں بھی سب' بڑے بڑے مسلمانوں کے قبضے میں ہیں۔

۲٤۔ وسر کیسکم فی ارض اسکندریۃ   و کرسیکم فی القدس اورثاکم

ترجمہ: اور تمہاری کرسی اسکندریہ کی زمین میں ہے اور تمہاری کرسی قدس شہر کے گاؤں اور شالم میں ہے۔

۲۵۔ ضممناکم قسرًا برغم انوفکم   و کرسی قسطنطنیہ فی المعادم

ترجمہ: ہم نے تم کو بزور تمہاری ناکوں کو مٹی میں رگڑتے ہوئے اپنے اندر شامل کر لیا اور قسطنطنیہ کی شاہی کرسی کو کمزوروں میں تقسیم کر دیا ہے۔

۲٦۔ ولا بُدّمن عود الجمیع باسرہ   الینا بعزٍ قاھر متعاظم

ترجمہ: اس لیے یقینی طور پر ان ساری چیزوں کو دوبارہ ہمارے پاس لوٹ آنا ہے' اس خدائے مہربان کی مہربانی سے جو غالب ہے اور بڑی عظمتوں والا ہے۔

۲۷۔ الیس یزید حلّ وسط دیارکم   علی باب قسطنطنیہ بالصوارم

ترجمہ: کیا یزید تمہارے علاقہ کے وسط پر قابض نہیں ہوا ہے' تلواروں کے زور سے قسطنطنیہ کے دروازے پر نہیں پہنچا ہے۔

۲۸۔ ومسلمۃ قد داسھا بعد ذاکم   بجیش تھامٍ قد دوّی بالضراغم

ترجمہ: ان تمام باتوں کے علاوہ مسلمہ نے بھی ان علاقوں کو پیروں تلے روندا ہے' عربی تہامی لشکروں کے ذریعہ جو شیروں کی طرح آواز نکال رہے تھے۔

۲۹۔ واخدمکم بالذل مسجدنا الذی   بنی فیکم فی عصرہ المتقادم

ترجمہ: اور ذلت کے ساتھ تم سے خدمت لی ہے' ہماری اس مسجد نے' جو پچھلے زمانوں میں تمہارے درمیان بنائی گئی تھی۔

۳۰۔ الی جنب قصر الملك من دار ملككم [illegible]

ترجمہ: تمہارے ملک کے شہر میں شاہی محل کے بغل میں خبردار یہ تو تیز تلوار کی دھار کا حق ہے۔

۳۱۔ وادی لهارون الرشید ملیککم رفـــــادة مغلوب وحزیة غارم

ترجمہ: اور تمہارے بڑے بادشاہ نے ہارون الرشید کو دیے ہیں' مغلوبوں کے عطیے کی طرح اور قرض خواہوں کے جزیہ کی طرح۔

۳۲۔ سلبنـا کـم مصر اشهود بقوة حبانا بها الرحمن ارحم راحم

ترجمہ: ہم نے تم سے مصر کو چھینا ہے اور وہ ہماری قوت کا بڑا گواہ ہے' جو کہ خدائے رحمٰن ورحیم نے ہمیں بخشی ہے۔

۳۳۔ الی بیت یعقوب وارباب دومة الی لجة البحر المحیط المحارم

ترجمہ: بیت یعقوب (علیہ السلام) اور ارباب دومہ تک' بحرمحیط کے زبردست شور سننے کی جگہ تک قبضہ کرلیا ہے۔

۳٤۔ فهل سرتم فی ارضنا قط جمعة ابی لِلّٰه ذاکـم یـا بـقایا الهزائم

ترجمہ: کیا تم کبھی ہمارے علاقوں میں اکٹھے داخل ہوئے ہو'اے شکست خوردہ لوگوں میں بچے بچائے' اللہ نے تمہارے لیے ایسا ہونے سے انکار کردیا ہے۔

۳۵۔ فـمـا لـکـم الا الامـانـی وحدهـا بـضـائـع نـوکـی تلك احلام نائم

ترجمہ: اب تمہارے لیے کچھ بھی نہیں صرف تمہارے پاس تمنائیں باقی رہ گئی ہیں' یہ تمنائیں بے وقوفوں کی پونجیاں ہیں' سونے والوں کے خواب ہیں۔

۳٦۔ روید ابـعـد نحو الخلافة نورها و سفـر مـغیـر وجـوه الهواشم

ترجمہ: اس کی خلافت کی روشنی بجھ جانے کے بعد' اور سفید ہوگئے سیاہ گردآلود چہرے۔

۳۷۔ وحینئذٍ تـدرون کیف قرارکم اذا صدمتکم خیل جیش مصادم

ترجمہ: اس وقت تم جان لوگے کہ تمہارا ٹھکانا کیسا ہے' جبکہ برسرپیکار لشکر کے گھوڑے تم کو روند ڈالیں گے۔

۳۸۔ عـلـی سالف العادات مناومنکم لیـالـی بُهـم فـی عـداد الـغـنـائم

ترجمہ: ہم اور تم سب اپنی اپنی عادتوں پر قائم ہیں' اندھیری راتوں میں غنیمت کے مال جمع کرنے میں۔

۳۹۔ سبیتـم سبـایـا یحصر العد دونها و سبیـکـم فیـنـا کـقـطـر الغمائم

ترجمہ: تم نے تو ہمارے اتنے آدمیوں کو قید کیا ہے جو بآسانی شمار ہوسکتے ہیں' اور تمہارے قیدی تو ہمارے پاس بارش کے قطروں کے برابر ہیں۔

٤۰۔ فـلـورام خـلـق عـدهـا رام معجزًا وأنـی تبـعـدادٍ لـرش الـحـمـائم

ترجمہ: اگر کچھ لوگ ان لوگوں کے شمار کرنے کا ارادہ کریں تو وہ انہونی بات کا ارادہ کریں گے۔

٤۱۔ بـابنا بنی حمدان و کافور صلتم ارا زل انـجـاس قـصـار المعاصم

ترجمہ: تم نے بنی حمدان کے دو بیٹوں اور کافور پر حملہ کیا ہے' جو قوم میں رذیل' گندے اور چھوٹی کلائیوں کے تھے۔

۴۲۔ دعیٌ و حجام سطو تم علیهما   و ما قدر مصاص دماء المحاجم

ترجمہ: وہ لوگ ایسے جن کا نسب مشکوک ہے اور وہ نشتر لگانے والے ہیں' جبکہ خون کو چوس کر نکالنے والا کبھی نشتر لگانے والے کے خون کی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتا ہے۔

۴۳۔ فهلا عن دمیانة قبل ذاك او   علی محل اربا رماط الضراغم

ترجمہ: اگر تم اتنے ہی بہادر تھے تو اس سے پہلے دعیانہ پر حملہ کیوں نہیں کیا تھا' ایسے ہی پورب والوں کے علاقوں پر جو شیروں کو تیر کا نشانہ کرنے والے تھے' ان پر حملہ کیوں نہیں کیا تھا۔

۴۴۔ لیالی قادو کم کما اقتاد کم   اقیال جرجان بحز الحلاقهم

ترجمہ: ایسی راتوں میں انہوں نے تمہاری سرداری کی جیسا کہ تم کو کھینچ کر لائے' جرجان کے قبیلوں کے حلق کاٹنے والے۔

۴۵۔ و ساقوا علی رسل بنات ملو ككم   سبایا كما سیقت ظباءُ الصرائم

ترجمہ: اور وہ اطمینان کے ساتھ تمہارے بادشاہوں کی لڑکیوں (شہزادیوں) کو لے آئے' قیدی بنا کر جس طرح کٹے ہوئے کھیت کی ہرنیاں آسانی سے پکڑ کر لائی جاتی ہیں۔

۴۶۔ ولكن سلوا عناهرقلاً ومن خلی   لكم من ملوكٍ مكرمین قماقم

ترجمہ: لیکن ہمارے بارے میں دریافت کرلو ہرقل سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے چھوڑ دیے ہیں تمہارے لیے شریف بادشاہوں اور فیاض سرداروں کو۔

۴۷۔ یخبّر كم عنا التنوخ و قیصر   وكم قد سبینا من نساءٍ كرائم

ترجمہ: ہمارے متعلق تم کو صحیح خبریں تنوخ اور قیصر دیں گے' اور یہ کہ ہم نے کتنی ہی شریف بہو بیٹیوں کو قید کیا ہے۔

۴۸۔ وعما فتحنا من منیع بلاد كم   وعما اقمنا فیكم من مآثم

ترجمہ: اور وہ یہ بھی بتلا دیں گے کہ ہم نے تمہارے کتنے ہی مضبوط شہروں کو فتح کیا ہے' اور یہ کہ ہم نے تمہارے گناہوں کے سبب تمہارے درمیان کتنے دن قیام کیے ہیں۔

۴۹۔ ودع كل نذلٍ مفتر لا تعدّهٗ   امامًا ولا الدعوىٰ لهٗ بالتقادم

ترجمہ: اور تم ایسے تمام لوگوں کا تذکرہ چھوڑ دو' جو حقیر جھوٹی باتیں بنانے والے ہوں' انہیں تم شمار نہ کرو امام کی حیثیت سے اور نہ ان کے پرانے ہونے کے دعویٰ کو مانو۔

۵۰۔ فهیهات سامرّا و تكریت منكم   الی جبل تلكم امانی هائم

ترجمہ: اور تمہارا سامرا اور تکریت سے پہاڑی علاقوں تک قبضہ کا خواب دیکھنا تمہارے لیے قابل افسوس ہے کہ یہ سب تمہارے لیے پریشان کن خواب ہیں۔

۵۱۔ [illegible] | [illegible]

ترجمہ: یہ ایسی آرزوئیں ہیں جن کی تمنا کوئی مریل آدمی ہی کرتا ہے ان ہی جیسی دوسری تمنائیں بھی ہیں اور سرداران قوم کو قتل کرنے کی تمنا بھی ہے۔

۵۲۔ تریدون بغداد سوقًا جدیدۃً | مسیرۃ شهر للنیق القواصم

ترجمہ: تم بغداد کے نئے بازار پہنچنے کا ارادہ کرتے ہو جس کی راہ ایک ماہ کا سفر ہے ایک شریف اور مضبوط اونٹ کے لیے۔

۵۳۔ محلة اهل الزهد والعلم والتقٰی | ومنزلة یختارها کل عالم

ترجمہ: جو کہ زاہدوں عالموں اور پرہیزگاروں کی قرارگاہ ہے جسے ہر عالم اپنی منزل بنانا پسند کرتا ہے۔

۵۴۔ دعوا الرملة الصهباءَ عنکم فدونها | من المسلمین الغرِّ کل مقاوم

ترجمہ: لوگوں نے ریتلی زمین کے ٹکڑے پر رکھی ہوئی شراب تم سے مانگی مگر انہوں نے وہ شراب ایسے مسلمانوں سے پائی جو بھولے بھالے پورا مقابلہ کرنے والے ہیں۔

۵۵۔ ودون دمشق جمع عیش کانه | سحائب طیر ینتحی بالقوادم

ترجمہ: اور دمشق کے قریب ہر قسم کا سامانِ زندگی میسر ہے گویا کہ وہ اڑنے والے بادل ہیں جو آنے والوں تک پہنچتے ہیں۔

۵۶۔ وضرب یلقی الکفر کل مذلةٍ | کما ضرب السکیُّ بیض الدراهم

ترجمہ: اور وہ ایک ٹکسال ہے جو کافروں کو انتہائی ذلت کے ساتھ نکال پھینکتا ہے جیسا کہ ٹکسال میں کام کرنے والا سفید درہم ڈھالتا ہے۔

۵۷۔ ومن دون اکناف الحجاز حجافلٌ | کقطر الغیوم الهائلات السواحم

ترجمہ: اور حجاز کے اطراف میں بھاری بھاری لشکر ہیں زوردار کالی کالی دل دہلانے والی گھٹاؤں کے قطروں کے مانند۔

۵۸۔ بها من بنی عدنان کلّ سمیدعٍ | ومن حی قحطان کرام العمائم

ترجمہ: وہاں بنی عدنان کا ہر فرد فیاض ہے اور قبیلہ قحطان میں سے بھی بہت سے شریف لوگ موجود ہیں۔

۵۹۔ ولو قد لقیتم من قضاعة کبَّة | لقیتم ضرامًا فی یبیس الهشائم

ترجمہ: اور اگر قبیلہ قضاعہ کی ایک جماعت سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو تم انہیں ایسے شیر پاؤ گے جو سوکھی جھاڑیوں میں پڑے ہوں۔

۶۰۔ اذا اصبحوا ذکرّوکم بما خلا | لهم معکم من صادقٍ متلاحم

ترجمہ: جب وہ بوقت صبح تم سے ملاقات کریں گے تو وہ تمہیں گزری ہوئی وہ باتیں یاد دلا دیں گے جو انہیں تمہارے ساتھ گھمسان لڑائیوں میں پیش آئی تھیں۔

۶۱۔ زمان یقودون الصوافن نحوَکُمْ | فجئتم ضمانًا انکم فی الغنائم

ترجمہ: اس وقت کی باتیں جبکہ وہ تمہاری طرف تیز رو گھوڑوں کو لے کر بڑھتے تھے تو تم اس وقت ان کے پاس بطورِ ضمانت

بہت سی بکریاں لے کر آئے تھے۔

٦٢۔ ساتیکم منهم قریبًا عصائب   تنسیکم تذکار اخذ العواصم

ترجمہ: عنقریب ان کی کچھ جماعتیں تمہارے پاس آئیں گی' جو مدینہ منورہ اور دارالسلطنتوں پر تمہارے قبضہ کر لینے کی باتیں بھی بھلا دیں گی۔

٦٣۔ واموالکم حلٌ لهم و دماء کم   بها یشتفی حرُّ الصدورِ الحوائم

ترجمہ: اور تمہارے مال اور تمہارے خون سب ان کے لیے حلال ہو جائیں گے' جن سے پیاسوں کے سینوں کی گرمی کو شفا حاصل ہوگی۔

٦٤۔ وارضیکم حقًا سیقتسمونها   کما فعلوا دهرًا بعدل المقاسم

ترجمہ: اور یقینی طور پر تمہاری زمینوں اور علاقوں کو وہ بانٹ لیں گے' جیسا کہ اس سے پہلے وہ زمانہ دراز تک بانٹتے رہے ہیں۔

٦٥۔ ولو طرقتکم من خراسان عصبةٌ   و شیراز والری الملاحِ القرائم

ترجمہ: اور اگر پہنچ جائے کوئی جماعت تمہارے پاس خراسان' شیراز اور حسین مناظر والے رَی سے۔

٦٦۔ لما کان منکم عند ذالك غیر ما   عهدنا لکم ذل و عضُ الا باهم

ترجمہ: ایسی صورت میں اس کے سوا کوئی دوسری چیز تمہارے پاس نہ ہوگی' جس کا ہم نے تمہارے بارے میں طے کر رکھا ہے' یعنی ذلت اور تمہارا انگلیوں کو چبانا۔

٦٧۔ فقد طالماز اروکم فی دیارکم   مسیـــرة عامٍ بالخیول الصوادمِ

ترجمہ: اس سے پہلے بارہا وہ تمہارے علاقوں میں پہنچ چکے ہیں' ایک سال کے راستہ کو مضبوط گھوڑوں کے ذریعہ طے کر چکے ہیں۔

٦٨۔ فاما سجستانٌ و کرمان بار   أولی و کابل حلوانٌ بلاد المراهمِ

ترجمہ: اس لیے بجستان اور کرمان تک تو وہ بدرجہ اولیٰ پہنچ سکتے ہیں' اور کابل اور حلوان' تو وہ مرہم رکھنے اور شفا دینے والے علاقے ہیں۔

٦٩۔ وفی فارس والسوس جمع عرمرمٌ   وفی اصبهان کل اروعَ عارمِ

ترجمہ: اور فارس اور سوس کے علاقوں میں بے شمار لشکر ہے' اور اصبہان میں تو سبھی ہوشیار اور دوسروں کے لیے بڑی موذی ہیں۔

۷۰۔ فلو قد اتاکم جمعهم لغدوتُم   فرائس کالاسادِ فوق البهائمِ

ترجمہ: اگر ان کی جماعت تم پر حملہ کر بیٹھے تو تم شکار بن جاؤ گے مثل ان شیروں کے جو جانوروں کے اوپر حملہ آور ہوں۔

۷۱۔ وبالبصرةِ الغراء والکوفة الّتِی   سمعت وبآدی واسط بالعظائمِ

ترجمہ: اور ایسے بصرہ سے جو روشن ہے اور اس کوفہ سے جو بلند ہے۔

۷۲۔ جموعٌ تسامی الرمل عدًا و کثرۃً فما احد عادوہ منہ بسالم

ترجمہ: اور ان کی جماعت تو گنتی اور زیادتی میں ریتوں کے برابر بے شمار ہے، وہ جس کسی سے بھی دشمنی کر لیں گے اس کی خیریت نہیں ہے۔

۷۳۔ ومن دون بیت اللّٰہ فی مکۃ التی حباھا بمجد للبرایا سراحم

ترجمہ: اور اس اللہ کے گھر کے ماسوا جو اس مکہ مکرمہ میں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کے لیے اپنی مہربانیوں سے بزرگی بخشی ہے۔

۷۴۔ محل جمیع الارض منھا تیقنًا محلۃ سفل الخف من فص خاتم

ترجمہ: اسی مکہ کی زمین کے مقابلہ میں سارے علاقے یقینی طور پر، انگوٹھی کے نگینہ کے مقابلہ میں موزے کے نچلے تلے کی جگہ میں ہیں۔

۷۵۔ دفاع من الرحمٰن عنھا بحقھا فماھو عنھا ردّ طرفٍ برائم

ترجمہ: خدائے رب رحمٰن کی طرف سے اس کی پوری پوری حفاظت کی ذمہ داری ہے۔

۷۶۔ بھا وقع الاحبوش ھلکی وفیلھم بحصباءَ طیر فی ذری الجوّ حائم

ترجمہ: وہاں سارے حبشی حملہ آور ہلاک ہو گئے اور ان کے ہاتھی بھی، ان پرندوں کی کنکریوں کی وجہ سے جو فضا کی بلندیوں میں منڈلا رہے تھے۔

۷۷۔ وجمع کجمع البحر ماض عرمرم حمی بنیۃ البطحاء ذات المحارم

ترجمہ: اور وہاں مخلوقات کی ایک جماعت ہے سمندر کی مخلوقات کی طرح جو اپنے اپنے ارادہ کو کر گزرنے والی ہے، سخت ہے، محافظ ہے، بطحاء کی بنیاد کی جو بڑی حرمتوں والا ہے۔

۷۸۔ ومن دون قبر المصطفٰی وسط طیبۃ جموع کمسود من اللیل فاحم

ترجمہ: طیبہ (مدینہ منورہ) کے بالکل بیچ میں محمد مصطفیٰ ﷺ کی قبر مبارک کے اردگرد اتنی زیادہ جماعتیں ہیں کہ ان کی زیادتی کی وجہ سے وہاں کالی رات کی اندھیری ہے۔

۷۹۔ یقودھم جیش الملائکۃِ العلٰی دِفاعًا و دفعًا عن مصلٍّ وصائم

ترجمہ: ان کی حفاظت اور نگرانی کرتا ہے بڑے بڑے فرشتوں کا لشکر، بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے ہر نمازی اور ہر روزہ دار سے۔

۸۰۔ فلو قد لقیناکم لعدتم رمائما کما فرق الاعصار عظم البھائم

ترجمہ: اگر ہم تم پر حملہ کر بیٹھیں تو تم سڑی گلی ہڈیوں کی طرح ہو جاؤ گے، جیسا کہ زمانہ جانداروں کی ہڈیوں کو جدا جدا کر دیتا ہے۔

۸۱۔ وباليمن المحمي فتيان غارة ‏ ‏ اذا التقيتم كنتم كالمطاعم

ترجمہ: اور یمن میں جو بالکل محفوظ ہے حملہ کرنے والے بہادر نوجوان ہیں جب وہ تم سے ملیں گے (مقابلہ میں آ جائیں گے) تو تم خوراک اور کھانے والے بن جاؤ گے۔

۸۲۔ وفي جانبي ارض اليمامة عصبة ‏ ‏ معاذر امجاد طوال البراجم

ترجمہ: اور یمامہ کی زمین کے دونوں کناروں میں ایسی جماعت ہے جو شریفوں کے عذروں کو مان لینے والے انگلیوں کے لانبے پوروں والے ہیں۔

۸۳۔ نستفينكم والقرمطين دولة ‏ ‏ تقوّوا بيسمون التقيّة حازم

ترجمہ: ہم تمہاری اور قرمطیوں کی حکومت تک آ جائیں گے۔

۸۴۔ خليفة حق ينصر الدين حكمه ‏ ‏ ولا يتقي في اللّٰه لومة لائم

ترجمہ: حق کا خلیفہ ہے اس کا ہر حکم دین کی مدد کرتا ہے اور اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتا نہیں ہے۔

۸۵۔ الىٰ ولد العباس تنمي جدودهٗ ‏ ‏ بفخر عميم مزبد الموج فاعم

ترجمہ: اس کے باپ دادا کا نسب عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد تک پہنچ جاتا ہے انتہائی فخر کے ساتھ وہ جو جھاگ اڑانے والی موج کی طرح چھا جانے والے تھے۔

۸۶۔ ملوك حبرىٰ بالنصر طائر سعدهم ‏ ‏ فاهلا بماضي منهم و بقادم

ترجمہ: وہ ایسے بادشاہ تھے جن کی خوش بختی کا پرندہ کامیابیوں کو لے کر اڑنے والا تھا قابل مبارکباد ہیں وہ لوگ جو ان سے پہلے گزرے اور بعد میں آنے والے بھی۔

۸۷۔ محلهم في مسجد القدس او لدى ‏ ‏ منازل بغدادٍ محل المكارم

ترجمہ: ان کے ٹھہرنے کی جگہ مسجد قدس میں ہے یا بغداد کے علاقوں کے پاس مکرم مقام میں ہے۔

۸۸۔ و ان كان من عليا عدي و تيمها ‏ ‏ ومن اسد هذا الصلاح الحضارم

ترجمہ: اور اگر عدی اور تیمی کے اوپر کے خاندان سے۔

۸۹۔ فاهلا و سهلا ثم نعمىٰ و مرحبا ‏ ‏ بهم من خيارٍ سالفين اقادم

ترجمہ: مبارک ہے باعث سہولت ہے پھر نعمتیں ہیں اور خوش آمدید ہے ان لوگوں کو جو ہمارے متقدمین اور بزرگوں میں بہترین لوگ ہیں۔

۹۰۔ هم نصر وا الاسلام نصرًا موزرًا ‏ ‏ وهم فتحوا البلدان فتح المراغم

ترجمہ: ان ہی لوگوں نے اسلام کی پرزور مدد کی ان ہی لوگوں نے شہروں کو فتح کیا زبردست غصہ کرنے والوں کے فتح کی مانند۔

٩١. رويدًا [illegible] بالصدق و ربّ [illegible] سيسقي اهل الكفر طعم العلاقم

ترجمہ: ذرا ٹھہرو کہ اللہ کا سچا وعدہ پورا ہونے والا ہے' ان کافروں کو ایلوا کا تلخ گھونٹ ایک ایک قطرہ کر کے پلائے گا۔

٩٢. سنفتح قسطنطينة و ذواتها و نجعلكم فوق النسور القعاشم

ترجمہ: عنقریب ہم فتح کرلیں گے قسطنطنیہ کو اور اس کے آس پاس کے علاقہ کو' اور تم سب کو مادہ گدھوں کے سامنے ڈھیر کر کے رکھ دیں گے۔

٩٣. و نفتح ارض الصين و الهند عنوةً بجيش لارض الترك و الخزر حاطم

ترجمہ: اور عنقریب ہم چین اور ہند کے علاقہ کو بھی بزور فتح کرلیں گے' ایسے لشکر کو لے کر جو مقابل کو تہس نہس کر کے رکھ دینے والا' اور جو قوم ترک اور خزر کے علاقہ کا ہے۔

٩٤. مواعيد الرحمن فينا صحيحة و ليست كآمال العقول السواقم

ترجمہ: ہمارے رحمٰن کے وعدے ہمارے حق میں بالکل صحیح ہیں' اور کم عقلوں کی تمناؤں کی طرح نہیں ہیں۔

٩٥. و نملك اقصى ارضكم و بلادكم و نلزمكم ذل الحر او الغارم

ترجمہ: اور ہم تو تمہاری زمین اور تمہارے شہروں کے آخری حد تک مالک ہو کر رہیں گے' اور ہم تم پر ایک شریف یا قرضخواہ کی ذلت مسلط کر کے رہیں گے۔

٩٦. الى ان تر الاسلام قد عمَّ حكمه جميع الا راضى بالجيوش الصوّارم

ترجمہ: یہاں تک کہ تم اسلام کو ایسا دیکھ لو گے کہ اس کا حکم عام ہو چکا ہے' ساری دنیا پر بہادر فوجوں کے ذریعہ۔

٩٧. اتقرن يا مخذول دينا مثلثا بعيدًا عن المعقول بادى المآثم

ترجمہ: اے ذلیل! کیا تو اپنے دین تثلیث کا ہمارے دین سے مقابلہ کرتا ہے' جو عقل سے دور اور سراپا گناہ ہے۔

٩٨. تدين المخلوق يدين لغيره فيالك سحقًا ليس يخفى لعالم

ترجمہ: تم لوگوں کو آمادہ کرتے ہو ایسی مخلوق (عیسیٰ علیہ السلام) کی عبادت پر جو خود اپنے غیر (خدا) کی عبادت پر آمادہ کرتا ہے' اور جاہل! تیری ہلاکت ہو کہ اس خدا سے عالم مخفی نہیں ہے۔

٩٩. اناجيلكم مصنوعة قد تشابهت كلام الاولىٰ فيها اتوا بالعظائم

ترجمہ: تمہاری مذہبی کتابیں انجیلیں فرضی ہیں جو مشابہ ہیں' اگلے لوگوں کے کلاموں کے جن میں بہت سی بری اور نامناسب باتیں بھی کہی ہیں۔

١٠٠. وعود صليب ما تزالون سجّدًا لهٗ يا عقول الهاملات السرائم

ترجمہ: اور تم لوگ ہمیشہ صلیب کے تختہ کو سجدہ کرتے رہو' اے آزاد جانوروں کی عقلیں رکھنے والو۔

١٠١. تدينون تضلا لا بصلبِ الهلم بايدى يهودٍ ارزذلين لآثم

ترجمہ: تم نے پسند کیا ذلت کو اپنے آل کی صلیب کے ساتھ یہودیوں کے ہاتھوں کے زیادہ ذلیل ہونا ملامت کے سبب۔

۱۰۲۔ الی ملة الاسلام توحید ربّنا فما دین ذا دین لها بمقاوم

ترجمہ: ملت اسلام کی طرف جو ہمارے رب کی توحید کی دعوت دیتی ہے' اس لیے کسی بھی دیندار کا دین ملت اسلام کے برابر نہیں ہوسکتا۔

۱۰۳۔ و صدق رسالات الذی جاء بالھدیٰ محمد الآتی برفع المظالم

ترجمہ: دین اسلام نے ان تمام پیغاموں کی تصدیق کی ہے' جن کو ہادی برحق' آنے والے نبی محمد (ﷺ) لے کر آئے ہیں' مظالم کو ختم کرنے کے لیے۔

۱۰۴۔ و اذعنت الاملاك طوعًا لدینه ببرھان صدق، طاھرٍ فی المواسلا

ترجمہ: سارے بادشاہوں نے ان کے دین کو خوشی کے ساتھ مان لیا ہے' جو سچے دلائل کے ساتھ آیا ہے' ہمیشہ پاک وصاف رہا ہے۔

۱۰۵۔ وسائر املاك الیمانین اسلموا ومن بلد البحریر قوم اللھازم

ترجمہ: اور سارے یمنی بادشاہوں نے اسلام قبول کرلیا ہے' اور بحرین کے علاقہ کی اس قوم نے بھی جس کے کان کے نیچے کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں۔

۱۰۶۔ کمادان فی صنعاء مالك دولة و اھل عمان حیث رھط الجھاضم

ترجمہ: جیسا کہ صنعاء میں بادشاہ وقت نے سر جھکالیا' اور اہل عمان نے بھی جہاں قبیلہ جہضم موجود ہے' اسلام لائے۔

۱۰۷۔ اجابوا الدین اللّٰہ لا من مخافةٍ ولا رغبة یحظی بھا کف عادم

ترجمہ: ان لوگوں نے اللہ کے دین کو بغیر کسی دھمکی کے خود سے قبول کیا ہے' اور کسی ایسے لالچ سے نہیں کہ جس سے فقیر ہتھیلی بھر کر فائدہ اُٹھائے۔

۱۰۸۔ فخلوا عری التیجان طرعًا و رغبة بحق یقینٍ بالبراھین فاحم

ترجمہ: اس وقت انہوں نے خوشی خوشی اپنے سروں سے تاج اتار دیئے' اس حق اور یقین کے ساتھ' جو دلائل کے ساتھ خاموش کردینے والا ہے۔

۱۰۹۔ وحاباهُ بالنصر المکین الھهٔ و صیر من عاداه تحت المناسم

ترجمہ: اور ان کے معبود نے تو ان کی ہر طرح کے سامان کے ساتھ مدد کی' اور ان لوگوں کو جنہوں نے ان کے ساتھ دشمنی کی' اونٹوں کے پاؤں کے نیچے کردیا۔

۱۱۰۔ فقیر وحید لم تعنه عشیرةٌ ولا دفعوا عنه شتیمة شاتم

ترجمہ: وہ محمد ﷺ بے کس' تنہا تھے' ان کے قبیلہ کے اکثر نے ان کی مدد نہیں کی اور نہ کسی گالی دینے والے کی گالی کا ان کی

طرف سے جواب دیا۔

۱۱۱۔ ولا عندہٗ مال عتید الناصر ولا دفع مرھوب ولا لمسالم

ترجمہ: اور نہ آپ کے پاس کوئی بہت زیادہ مال تھا اپنے مددگار کے لیے اور نہ زبردست کو دور کرنے کے لیے اور نہ مصالحت کرنے والے کے لیے۔

۱۱۲۔ ولا وعد الانصار مالا یخصھم بلٰی کان معصومًا لا قدرِ عاصم

ترجمہ: اور آپ نے انصار کے لیے کسی خاص مال کا وعدہ نہیں کیا' ہاں وہ تو معصوم تھے۔

۱۱۳۔ ولم تنھنھہ قط قوۃ اسِرٍ ولا مکنت من جسمه ید ظالم

ترجمہ: اور کسی بھی قید کرنے والے زبردست کی قوت نے ان کو نہیں روکا ہے' اور نہ ہی کسی ظالم کے ہاتھ کو ان کے جسم پر قدرت حاصل ہوئی۔

۱۱۴۔ کما یفتری افکًا و زورًا و ضلة علی وجه عیسٰی منکم کل لاطم

ترجمہ: جیسا کہ تہمت' جھوٹ اور گمراہی کا الزام' حضرت عیسٰی علیہ السلام پر تم میں سے ہر ایک نے لگایا۔

۱۱۵۔ علی انکم قد قتلتموا ھو ربکم فیا لضلال فی القیامة عائم

ترجمہ: اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ تم نے اپنے رب کو اپنے عقیدہ کے مطابق قتل کر دیا ہے' ہائے کتنی ہی گمراہیاں ہیں' جو قیامت میں بہالے جانے والی ہوں گی۔

۱۱۶۔ ابی للّٰه ان یدعیٰ لهٗ ابنٌ وصاحبٌ ستلقیٰ دعاۃ الکفر حالة نادم

ترجمہ: انہوں نے اس بات سے صاف انکار کیا کہ اللہ کی طرف کسی بیوی یا بیٹے کی نسبت کی جائے' عنقریب تم کفر کی ایسی دعوت دینے والوں کو شرمندگی کی حالت میں پاؤ گے۔

۱۱۷۔ ولکنَّهٗ عبدٌ بنیٌ رسولٌ مکرمٌ من الناس مخلوق ولا قول زاعم

ترجمہ: حالانکہ حقیقت میں وہ تو اللہ کے ایک بندے' نبی رسول مکرم' اور دوسری مخلوق کی طرح ایک مخلوق ہیں' وہ دوسروں کے غلط دعووں کے مطابق نہیں ہیں۔

۱۱۸۔ ایلطِمُ وجه الرب ؟ تبالدینکم لقد فقتُم فی قولِکم کل ظالم

ترجمہ: کیا وہ اپنے رب کے منہ پر طمانچے مار سکتا ہے' تمہارے دین کی بربادی ہو' تم تو ایسی بات کہہ کر ظالموں سے بڑھ گئے ہو۔

۱۱۹۔ وکم ایةً ابدی النبی محمدٌ وکم علمٍ ابداهُ للشرك حاطم

ترجمہ: اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر کر دی ہیں انہوں نے بہت سی ایسی باتیں بتائی ہیں جو شرک کو ختم کرنے والی ہیں۔

۱۲۰۔ تساوی جمیع الناس فی نصر حقہ — بل الکل فی اعطائہ حال خادم

ترجمہ: ان کی حقانیت کی مدد میں ان کے لیے سارے انسان برابر ہیں بلکہ وہ تو عمومی داد و دہش میں خادم کی طرح نظر آتے ہیں۔

۱۲۱۔ فعرب و احبوش و فرس و بربر — و کردیھم کل فاز قداح المراحم

ترجمہ: اسی بنا پر عرب، حبشی، فارسی بربر اور کرد سب کے سب رحمٰن کے رحم کے بڑے پیالہ کو لے کر کامیاب ہو گئے۔

۱۲۲۔ و قبطٌ و انباط و خــزرٌ و دیلمٌ — و روم رموکــم دونــہ بــالقواصم

ترجمہ: اور قبطی، نبطی، خزری اور دیلمی، رومی تمام قبیلے والوں نے ان کی طرف سے تم پر ہتھیاروں سے حملے کیے۔

۱۲۳۔ ابو اکفـر اسـلاف لھم فتمنعوا — فــابوا بــحــظٍّ فی السعـادۃ لازم

ترجمہ: انہوں نے اپنے اسلاف کے کفریہ عقیدہ کو ماننے سے انکار کر دیا، اس طرح انہوں نے توبہ کی مقدر سعادت مندی کے حصہ کے مطابق۔

۱۲۴۔ بــہ دخـلـوا فـی مـلۃ الحق کلھم — و دانــو لا حــکــام الا لــہ اللوازم

ترجمہ: اسی وجہ سے وہ سب کے سب ملتِ حق میں داخل ہو گئے اور وہ سب اپنے معبود کے ضروری احکام کے آگے جھک گئے۔

۱۲۵۔ بــہ صــحّ تـفسیر المنام الذی آتی — بــہ دانیــال قبلــہ حتم حــاتم

ترجمہ: ان سے ہی اس خواب کی تفسیر یقینی طور پر صحیح ہو گئی جو اس سے بہت پہلے دانیال نے دیکھا تھا۔

۱۲۶۔ وھـنـد و سـنـدٌ اسلموا و تدینوا — بـدین الھدیٰ رفض لدین الا عاجم

ترجمہ: اور ہندی اور سندی سبھی اسلام لے آئے، اور سب نے دین ہدایت کو قبول کر لیا، عجمیوں کے دینوں کو چھوڑ چھاڑ کر۔

۱۲۷۔ وشـق لـــہٗ بـدر السَّمٰوٰت ایۃً — واشبـع لـہٗ من صاعٍ لہٗ کل طاعم

ترجمہ: اور آپ کی تائید میں آسمانوں کا چاند بھی معجزہ کے طور پر دو ٹکڑے ہو گیا، اور آپ کی طرف سے پیش کیا ہوا صرف ایک صاع تمام حاضرین کے کھانے کے لیے کافی ہو گیا۔

۱۲۸۔ و سالت عیون الماء فی وسط کفّہٖ — فــاروی بــہ جیشــا کثیــرا ھماھم

ترجمہ: اور آپ ﷺ کی ہتھیلی کے بیچ سے پانی کے چشمے ابل پڑے، جس نے بڑے پیاسے لشکر کو سیراب کر دیا۔

۱۲۹۔ وجــاءَ بما تقضی العقول بصدقہٖ — ولا کــدعــاءٍ غیــر ذات قــوائم

ترجمہ: اور آپ نے وہ وہ کام کر دکھائے اور ایسی باتیں بتائیں جن کی تمام عقلوں نے تصدیق کر دی، اور بے پاؤں والوں کی آواز کی طرح ان کی آواز بے مطلب نہ تھی۔

۱۳۰۔ عـلیــہ سـلام الـلــہ مــاذر شــارق — تـعـقبــہ ظـلـمــاء اسـحـم قــائم

ترجمہ: ان پر اللہ کا سلام نازل ہوتا رہے جب تک کہ سورج چمکتا رہے، جن کے بعد قائم رہنے والے بادلوں کی تاریکیاں بھی آتی رہیں۔

۱۳۱۔ براهينه كالشمس لا مثل قولكم [illegible]

ترجمہ: ان کے دلائل تو سورج کی طرح روشن ہیں، تمہاری باتوں کی طرح نہیں ہیں اور تمہارے اچھے میں برے ملا دینے کی طرح نہیں ہے۔

۱۳۲۔ لنا كل علم من قديم و محدث و انتم حمير داميات المحارم

ترجمہ: ہمیں تو ہر نئی اور پرانی بات کا علم ہے اور تم تو ایسے گدھے ہو کہ جس کی پیٹھ کی تنگ باندھنے کی جگہ خون آلود ہے۔

۱۳۳۔ اتيتم بشعر باردٍ متخاذلٍ ضعيف معاني النظم جم البلاعم

ترجمہ: تم نے تو ایسے اشعار لکھ بھیجے ہیں جو بے معنی اور بے ربط ہیں اور اس نظم کے معانی انتہائی کمزور ہیں، صرف حلقوں کو بھر دینے والے ہیں۔

۱۳۴۔ فدونكها كالعقد فيه زمرد وردٌ و ياقوتٌ باحكام حاكم

ترجمہ: تم قبول کرلو ان اشعار کو جو مثل ایسے ہار کے ہیں جس میں زمرد ہیں، موتی ہیں اور یاقوت ہیں، حاکم کے احکام کے ہیں۔

اسی سال ابن ابی الشوارب عہدۂ قضا سے سبکدوش کر دیئے گئے، ان کے رجسٹر اور دفاتر پھاڑ ڈالے گئے، ان کے زمانہ کے تمام احکام باطل کر دیئے گئے، اور سالانہ ان سے جو کچھ وصول کیے جاتے تھے سب موقوف کر دیئے گئے۔

اس سال بارش زمانہ دراز تک نہ ہونے کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ میں استسقاء کی نماز پڑھی گئی جو ماگھ یا جون کا مہینہ تھا، اس کے باوجود بارش نازل نہ ہوئی:

ایک عجیب الخلقت انسان:

ابن الجوزی نے ثابت بن سنان المورخ سے اپنی کتاب المنتظم میں نقل کیا ہے کہ مؤرخ نے کہا ہے، مجھ سے کئی ایسے افراد نے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں، بیان کیا ہے کہ ارمن کے کچھ پادریوں نے سن تین سو باون ہجری میں ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس دو جڑواں آدمیوں کو بھیجا جو پچیس برسوں کے تھے، ان دونوں کے ساتھ ان کے باپ بھی تھے، ان کی دو نافیں، دو پیٹ، دو معدے، ان کو علیحدہ علیحدہ بھوک لگتی تھی، ان کے پھیپھڑے بھی دو تھے، ان میں سے ایک عورتوں کی طرف مائل ہوتا تو دوسرا لڑکوں کی طرف خواہش مند ہوتا۔ آپس میں ان دونوں کے درمیان جھگڑے اور اختلافات بھی ہوتے۔ یہاں تک کہ غصہ میں آ کر وہ ایک دوسرے سے باتیں نہ کرنے کی قسمیں بھی کھا لیا کرتے۔ کچھ دن اس پر قائم رہتے پھر ان میں مصالحت ہو جاتی۔ تو ناصر الدولہ نے ان دونوں کو دو ہزار درہم دیے اس کے علاوہ خلعت بھی دیئے۔ اور ان دونوں کو اسلام لانے کی دعوت دی، کہا جاتا ہے کہ ان دونوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد یہ چاہا کہ بغداد میں ان دونوں کو بھیج دے تاکہ عوام انہیں دیکھ سکیں، لیکن ایسا نہیں کیا، خیال بدل دیا۔ پھر یہ دونوں اپنے والد کے ہمراہ اپنے وطن واپس چلے گئے، وہاں ان میں سے ایک شخص بیمار پڑ گیا اور مر گیا اور اس کی بدبو سخت ہوئی، دوسرے کے لیے اس سے رہائی کی کوئی صورت نہ ہوئی، ان دونوں کے درمیان کر کے پاس کا

حصہ ملا ہوا تھا‘ جسے ناصر الدولہ نے ایک سے دوسرے کو علیحدہ کرنے کا خیال ظاہر کیا اور حکماء کو جمع بھی کیا گیا لیکن اس کے لیے یہ ممکن نہ ہوا اس ایک کے مر جانے سے اس کے باپ کو سخت پریشانی لاحق ہوئی کہ کس طرح ایک سے دوسرے کو علیحدہ کیا جائے۔ مگر ایک بھائی کے مر جانے کے غم میں اور اس کی بدبو کی وجہ سے دوسرے کی بھی طبیعت خراب ہوگئی بالآخر وہ بھی مر گیا اور دونوں کو ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

عمر بن اکثم:

بن احمد بن حیان بن بشر ابو البشر الاسدی‘ سن دو سو چوراسی ہجری میں ولادت ہوئی اور خلیفہ مطیع کی خلافت میں ابو السائب عتبہ بن عبید اللہ کی جگہ خلافت کا عہدہ قبول کیا تھا‘ بعد میں یہ قاضی القضاۃ کے عہدہ پر بھی فائز ہو گئے تھے۔

یہ ابو السائب کے ماسوا شافعیوں میں پہلے ہیں جو قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے تھے‘ قضا کے معاملہ میں اچھی نیک نامی پائی‘ اسی سال ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی ہے۔

واقعات ـــ ۳۵۳ھ

اس سال بھی دسویں محرم کو رافضیوں نے سال گزشتہ کی طرح حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیہ کے کام انجام دیئے' چنانچہ ان میں اور اہل سنت میں سخت قتال کی نوبت آئی اور مال بھی خوب لوٹے گئے۔

اسی سال سیف الدولہ کے غلام نجا نے سرکشی کی' اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سال گزشتہ میں اس سیف الدولہ نے حران والوں سے بہت زائد مال جبر کے ساتھ وصول کیا تھا' جس کی وجہ سے اس کے دل میں سرکشی آ گئی' اور بھاگ کر آذربائیجان چلا گیا' اور وہاں ایک بدوابوالورد کے قبضہ سے کچھ آدمیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور اس شخص کو قتل کر کے اس کا بہت سا مال بھی لے لیا۔ اس طرح اس کی طاقت بڑھ گئی' مجبوراً سیف الدولہ اس کے مقابلہ میں گیا اور اسے پکڑ لیا' پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کے سامنے ہی وہ قتل کر دیا گیا اس کی لاش گھوڑے پر پھینک دی گئی۔

اس سال دمستق نے مصیصہ پہنچ کر اسے گھیرے میں لے لیا اور اس کی چہار دیواری میں سوراخ کر دیا' لیکن وہاں کے لوگوں نے اس کا مقابلہ کیا' اس لیے اس نے وہاں کے دیہاتوں میں آگ لگا دی اور اس کے اردگرد' جو تقریباً پندرہ ہزار تھے' سب کو قتل کر دیا' اوراذنہ اور طرسوس کے شہروں میں فساد برپا کر دیا۔ پھر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا۔

اسی سال معز الدولہ نے موصل اور جزیرہ ابن عمرو کا رخ کر کے' موصل پر قبضہ کر لیا' اور وہیں ٹھہر گیا' مجبوراً وہاں کے باشندوں نے اس سے خط وکتابت کر کے اس سے مصالحت کر لی اور یہ شرط قرار پائی کہ ہر سال کچھ اسے ٹیکس پہنچایا جائے گا' اور یہ کہ ناصر الدولہ کے بعد اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوگا' جسے معز الدولہ نے قبول کر لیا۔ اس کے بعد بھی اسے وہاں بہت کچھ اہم واقعات پیش آئے' جنہیں ابن اثیر نے ذکر کیا ہے' پھر وہاں سے بغداد لوٹ آیا۔

اسی سال دیلم کے شہروں میں ابوعبداللہ محمد بن الحسین کا ظہور ہوا' جو خود کو اولاد حسین بن علی میں سے شمار کرتا تھا' اور ابن الداعی کے نام سے مشہور تھا۔

بہت سے لوگوں نے اس کی موافقت کی' اس کے بعد اس نے ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی اور اپنا نام المہدی رکھا' اس کا آبائی وطن بغداد تھا' اس علاقہ میں اس کی بہت شہرت ہوئی اور اپنا اثر قائم کر لیا۔ اس لیے ابن الناصر علوی وہاں سے بھاگ گیا۔

اسی سال شاہِ روم نے اور اس کے ساتھ ہی شاہ ارمن دمستق نے بھی طرسوس کے شہروں کا رُخ کیا' اور ایک عرصہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا' اسی بنا پر وہاں ہر چیز کی قیمت بہت بڑھ گئی' ساتھ ہی وبائی امراض بھی پھوٹ پڑے' اس لیے یہ لوگ اپنے علاقوں میں لوٹ آئے۔ (آیت کا ترجمہ)

''اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کافی ہے مومنین کے لیے قتال کے وقت کہ وہ اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے''۔ (پ ۲۱ رکوع ۱۹)

ان کا پختہ ارادہ یہ تھا کہ وہ سارے اسلامی ملکوں پر غالب آ جائیں ایسا محض اس وجہ سے ہوا کہ ان کے حکام بدترین تھے اور صحابہ کے بارے میں ان کے عقیدے بہت خراب تھے پھر بھی اللہ نے بچا لیا اور وہ ناکام ہو واپس چلے گئے۔

اسی سال صقلیہ کے علاقوں میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ رومیوں کا ایک بڑا لشکر اسی طرح فرنگیوں کے بھی تقریباً ایک لاکھ آدمی ان پر حملہ آور ہو کر آئے' اس لیے صقلیہ والوں نے معز فاطمی کے پاس مدد کے لیے درخواست کی تو اس نے جہازوں کے بڑے بیڑے میں ایک بھاری لشکر ان کے پاس روانہ کر دیا۔ پھر مسلمانوں اور مشرکوں میں صبح سے عصر تک زبردست لڑائی ہوتی رہی' آخر میں مویل رومی سپہ سالار قتل کر دیا گیا اور سارے رومی بھاگنے لگے' اس طرح انہیں زبردست شکست ہوئی' اس موقع پر مسلمانوں نے ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا' بھاگتے ہوئے یہ افرنجی گہرے پانی میں گر کر اکثر تو ڈوب گئے' اور باقی کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگنے لگے۔ امیر لشکر صقلیہ کے حاکم احمد نے بھی اپنے آدمی ان کے پیچھے کشتیوں میں روانہ کیے' تب ان لوگوں نے بھی ان بھاگنے والوں میں سے اکثر کو دریا ہی میں قتل کر دیا۔ اس غزوہ میں ان مسلمانوں کو بے حساب غنیمت کا مال' حیوانات' سامان اور ہتھیار دستیاب ہوا' ان میں سے ایک ایسی تلوار بھی ہاتھ لگی جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ ہندی تلوار ہے اور اس کا وزن ایک سوستر مثقال[1] ہے' اس سے بار بار رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں لڑائی لڑی گئی' لوگوں نے خوش ہو کر یہ تلوار بطور خاص تحفہ افریقہ میں معز فاطمی کے پاس بھیج دی۔

اسی سال قرامطیوں نے طبریہ شہر پر دھاوا بول دیا تا کہ اسے مصر و شام کے حاکم اخشید سے چھین لے' اسی وقت ان لوگوں نے سیف الدولہ سے درخواست کی کہ وہ ان لوگوں کو لوہے بھیج کر مدد کریں تا کہ ان لوہوں سے ہتھیار بنا سکیں' چنانچہ سیف الدولہ نے فوراً ان کی درخواست پر رقہ کے دروازے اکھڑوا کر ان کے پاس بھیج دیئے جو کہ بہت مضبوط لوہے کے بنے ہوئے تھے' ان کے علاوہ اور بھی لوگوں سے یہاں تک کہ دکانوں اور بازاروں سے تولنے کے لوہے بھی لے کر ایک ساتھ سب ان کے پاس بھیج دیئے' ان لوگوں نے یہ لوہے پا کر یہ کہلوا بھیجا کہ بس ہمارے لیے کافی ہیں۔

اس سال معز الدولہ نے خلیفہ سے اس بات کی اجازت چاہی کہ وہ دار الخلافہ میں داخل ہو کر وہاں گھومے پھرے اور وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے' تو خلیفہ نے اسے اجازت دے دی' ساتھ ہی اپنے کچھ آدمی بھی اس کے ساتھ شامل کر دیئے تا کہ وہ تمام ضروری مقامات کو اچھی طرح دکھا دیں۔ چنانچہ ان سب نے خوب دل بھر کر دیکھا' مگر اس بات سے معز الدولہ کو ڈر لگا رہا کہ کہیں کوئی دشمن اسے یہیں پر ختم کر دے۔ اسی وجہ سے وہاں سے صحیح و سالم نکل آنے پر اس نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دس ہزار درہم صدقہ کر دیئے۔ مگر خلیفہ مطیع سے اس دن سے اس کی محبت اور خلوص میں بہت اضافہ ہو گیا۔ وہاں تفریح

---

[1] ایک مثقال ایک سوجو کے برابر ہوتا ہے۔ (انوار الحق قاسمی)

[illegible] انتہائی تعجب خیز معلوم ہوئی وہ ایک بت تھا جو پیتل کا بنایا گیا تھا اور ایک حسین عورت کے روپ میں تھا اور اس کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے اور بھی بت تھے گویا وہ اس کے خدمت گار تھے جسے مقتدر کے زمانہ میں وہاں لایا گیا تھا اور اسے وہیں کھڑا کر دیا گیا تھا تاکہ باندیاں اور عورتیں اس کا نظارہ کر کے دل بہلائیں معز الدولہ کو یہ بت اتنے پسند آئے تھے کہ خلیفہ سے ان کے مانگنے کا ارادہ کیا مگر کچھ سوچ کر اپنا خیال ترک کر دیا۔

اس سال ماہِ ذی الحجہ میں کوفہ میں ایک شخص کا ظہور ہوا اس نے خود کو علوی ہونے کا دعویٰ کیا' وہ ہمیشہ چہرہ پر نقاب ڈالے رہتا تھا' اس لیے وہ متبرقع کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اس کی شہرت جب کچھ زیادہ ہوگئی' اس کے فتنے بھی بڑھنے لگے' یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ معز الدولہ بغداد سے غائب رہ کر موصل کے معاملات میں مصروف تھا' جب وہ بغداد واپس آ گیا تو وہ نقاب پوش بھی غائب ہو گیا اور کہیں دوسری جگہ چلا گیا' پھر اس کا کیا ہوا؟ معلوم نہ ہو سکا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

بکار بن احمد:

بن بکار بن بیان بن بکار بن درستویہ بن عیسیٰ المقری' حدیث کی روایت عبداللہ بن احمد سے کی ہے' اور ان سے ابوالحسن الحمانی نے روایت کی ہے' ثقہ تھے' قرآن کریم کے بہترین قاری تھے' ساٹھ برس سے زیادہ عمر پائی' سال رواں کے ماہِ ربیع الاوّل میں وفات پائی' بقول بعض ستر برس سے زیادہ اسی برس کے قریب عمر پائی ہے' ابوحنیفہؒ کے مزار کے قریب خیزران کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔

ابواسحاق الجہمی:

سن دوسو پچاس میں پیدائش ہوئی' حدیث کی سماعت کی' مگر جب کبھی ان سے حدیث کی روایت کی فرمائش کی جاتی تو قسم کھا بیٹھتے کہ سو برس نہ ہونے تک روایت نہ کریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم پوری کر دی اور سو برس سے زیادہ ہونے کے بعد ہی روایت کی ہے' ایک سو تیس برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ـــ ۳۵۴ھ

اس سال بھی ماہِ محرم کی دسویں تاریخ کو شیعوں نے حسب سابق ماتم اور بدعت کے کام پورے کیے' سارے بازار بند کروائے' اور چادریں بدن پر لٹکائیں' عورتیں اپنے بالوں کو بکھیرے ہوئے ننگے پیر چلتی رہیں' بازاروں اور گلیوں میں حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر نوحہ کرتی چہروں پر طمانچے مارتی جاتی تھیں' حالانکہ یہ کام بالکل غیرضروری ہے' جس کی اسلام میں کوئی اہمیت نہیں ہے' اگر یہ سب کام واقعتہً پسندیدہ ہوتے تو پہلی صدی ہجری کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین ضرور کرتے' بلاشبہ پہلی صدی کا دور سب سے بہتر دور تھا: لَوْ كَانَ خيرًامّا سَبَقُوْنا اليه. (اگر یہ کام بہت اچھے ہوتے تو وہ ہم پر اس کام کے کرنے میں سبقت نہ لے جاتے)۔

اہل سنت اچھے کاموں میں اقتدا تو کرتے ہیں' مگر بدعت کی ایجاد نہیں کرتے ہیں' بعد میں اہل سنت روافض پر جب غالب آ گئے' تو ان کی مسجد' مسجد براثا جو روافض کے لیے مرکز کی حیثیت تھی' اس پر وہ غالب آ گئے' اس میں جو لوگ موجود تھے' ان میں کچھ لوگوں کو قتل بھی کیا۔

اس سال ماہِ رجب میں شاہِ روم بھاری لشکر لے کر مصیصہ کی طرف بڑھا اور اسے طاقت سے لے لیا اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور بقیہ لوگوں کو جو تقریباً دولاکھ تھے قیدی بنا کر لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

وہ پھر طرسوس کی طرف بڑھا تو وہاں کے باشندوں نے اس سے امان چاہی تو اس نے انہیں امن دیا۔ مگر وطن چھوڑ دینے کو کہا' اور وہاں کی بڑی مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بنالیا' اور اس کے منبر کو جلا ڈالا۔ اور اس کی قندیلوں کو اپنے شہر کے گرجوں میں لے گیا۔ ان میں سے کچھ لوگوں نے مذہب نصرانیت قبول کر لیا' ان پر اللہ کی لعنت ہو' انہی طرسوس اور مصیصہ والوں کو سخت قسم کی مصیبتوں اور زبردست قحط اور وبا کا سامنا کرنا پڑا' یہاں تک کہ ایک ایک دن میں آٹھ آٹھ سو آدمی ختم ہو جاتے تھے' پھر ان پر یہ مصیبت عظمٰی آن پڑی۔

پھر شاہِ روم نے طرسوس میں قیام کا ارادہ کیا تا کہ وہاں کے مسلمانوں کا علاقہ قریب ہو جائے' لیکن اپنے خیال سے باز آ گیا' اور قسطنطنیہ کا رُخ کیا' اس کی خدمت میں شاہ ارمن دمستق بھی تھا' اللہ اس پر لعنت کرے۔

اس سال حاجیوں کے سفیر بنانے کی ذمہ داری طالبیوں کے نقیب کے سپرد کی گئی۔ جن کا نام ابو احمد الحسن بن موسیٰ الموسوی تھا' جو کہ رضی اور مرتضٰی کے والد تھے' اور ان کے لیے نقابت اور حج کرانے کا فرمان لکھ دیا گیا۔

اس سال معزالدولہ کی بہن کی وفات ہوئی تو خلیفہ خود اپنی خاص سواری میں اس کی تعزیت کے لیے پہنچے' انہیں دیکھ کر معز الدولہ نے ان کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور ان کے آنے اور ساتھ عطیات لانے پر ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔

اس سال بارہویں ذی الحجہ میں روافض نے پرانی عادت کے مطابق عید غدیر منائی۔

اس سال انطاکیہ پر ایک ایسے شخص کا غلبہ ہو گیا جسے لوگ رشیق النسیمی کہتے تھے یہ شخص ابن الاہوازی کی مدد سے آیا تھا اور طواحین کا ضامن تھا اس لیے اسے بہت مال دیا اور انطاکیہ پر قبضہ لینے کی لالچ دلائی ساتھ ہی یہ خبر بھی دی کہ سیف الدولہ اب میافارقین میں رہ کر اس سے غافل ہو چکا ہے اور حلب کی طرف بھی لوٹنے سے عاجز ہو چکا ہے اس کے بعد انطاکیہ پر دونوں کے قبضہ کر لینے کی نیت پوری ہوگئی' پھر یہاں سے ایک بھاری لشکر لے کر یہ حلب کی طرف روانہ ہوئے لیکن راستہ ہی میں ان دونوں سے نائب سیف الدولہ کا مقابلہ ہوگیا۔ اور زبردست لڑائی ہوئی تو اس نے شہر پر قبضہ کر لیا اور نائب حاکم قلعہ میں جا کر بند ہوگیا' تو اس کو سیف الدولہ کی طرف سے کمک پہنچی' جسے سیف الدولہ کا ایک غلام جس کا نام بشارہ تھا' لے کر آیا تھا' اس موقع پر رشیق شکست کھا گیا اور اپنے گھوڑے سے گر پڑا' موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے فوراً کوئی بدو سامنے آیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر اس کا سر لے کر حلب کی طرف چلا گیا' اس وقت ابن الاہوازی مکمل طور پر تنہا انطاکیہ کا مالک بن گیا' وہاں اس نے ایک رومی شخص کو' جس کا نام وزیر تھا' امیر کا عہدہ دے کر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ اور علویوں میں سے ایک دوسرے شخص کو بھی اپنا نائب بنا دیا تا کہ بعد میں اسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دے اور اس کا نام الاستاذ رکھ دیا۔ اس وقت حلب کے نائب نے جس کا نام قرعویہ تھا' اس طرف کا رُخ کیا اور ایک موقع پر دونوں فریقوں میں زبردست لڑائی ہوگئی' بالآخر ابن الاہوازی نے اسے شکست دے دی اور وہ انطاکیہ میں جم گیا۔ سیف الدولہ جیسے ہی حلب کی طرف آیا وہاں صرف ایک رات ٹھہر کر انطاکیہ کا رخ کیا۔ وہاں ابن الاہوازی نے سیف الدولہ کا بھی مقابلہ کیا اور دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی' آخر کار وزیر اور ابن الاہوازی دونوں ہی شکست کھا گئے' اور[1] قیدی بنا لیے گئے' آخر سیف الدولہ نے ان دونوں کو بھی قتل کر ڈالا۔

اسی سال ایک قرمطی نے جس کا نام مروان تھا' اور وہ سیف الدولہ کے آمد و رفت کے موقع پر اس کے لیے راستہ کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا' اس نے حمص پر حملہ کر کے اس پر اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا' اس وقت حلب سے وہاں کے امیر نے جس کا نام بدر تھا' ایک بڑے لشکر کے ساتھ اس پر حملہ کیا' دونوں فریقوں میں لڑائی ہوئی' اس موقع پر بدر نے اسے زہر سے بجھا ہوا ایک تیر مارا جو نشانہ پر لگ گیا' ادھر مروان کے ساتھیوں نے بدر کو قید کر لیا' بعد میں مروان نے اپنی آنکھ کے سامنے اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد ہی خود مروان بھی مر گیا' اس کے مرتے ہی اس کے تمام ساتھی منتشر ہو گئے۔

اسی سال بجستان والوں نے اپنے امیر خلف بن احمد کی نافرمانی کی' جس کی تفصیل یہ ہے کہ سن تین سو ترپن ہجری میں یہ حج کو گیا' اور اپنے علاقہ میں طاہر بن الحسین کو اپنا نائب مقرر کر دیا' بعد میں خود بادشاہ بننے کی اسے خواہش پیدا ہوگئی' تو کچھ مقامی لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ جب وہ حج سے واپس آیا تو اس نے حکومت اس کے حوالہ کرنے سے انکار کر دیا اور بغاوت کر دی'

---

[1] یہ جملہ مصری نسخہ میں نہیں ہے۔

مجبوراً وہ شخص بخارا کے امیر منصور بن نوح سے مدد طلب کی تو اس نے اس کی فوجی مدد کی اور اس علاقہ کو حاصل کر کے اس امیر خلف بن احمد کے حوالے کر دیا۔ یہ خلف خود عالم اور علماء سے محبت بھی رکھتے تھے طاہر نے وہاں سے نکل کر باہر سے پھر اپنی فوج اکٹھی کر کے خلف کے علاقہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا اور شہر پر قبضہ بھی کر لیا۔ خلف نے دوبارہ امیر منصور سامانی سے فوجی مدد طلب کی تو اس نے بھی دوبارہ فوجی مدد دے کر اس علاقہ کو اس سے چھین کر خلف کے حوالے کر دیا' اب جبکہ پورے طور پر خلف کی حکومت قائم ہوگئی' تو اس سے پہلے یہ ہدیے اور تحفے جو امیر منصور سامانی کو بخارا میں بھیجا کرتے تھے' ان سب کے دینے سے انکار کر بیٹھے۔ غصہ میں آ کر منصور سامانی نے خود اس کے خلاف فوج سے چڑھائی کر دی' تو خوف کے مارے وہ خلف قلعہ بند ہو گیا' جس کا نام حسن اراک تھا' اس فوج نے متواتر نو برس تک اس کے پکڑنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکی' کیونکہ یہ قلعہ بہت ہی محفوظ تھا' اس تک پہنچنا بہت ہی مشکل' اس کی خندق بہت ہی گہری اور دیواریں بہت اونچی تھیں' آخر اس کا حشر کیا ہوا؟ ہم عنقریب تفصیل سے بیان کریں گے۔

اس سال کچھ ترکیوں نے خزر کے شہروں پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے خوارزم والوں سے مدد چاہی' ان لوگوں نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اسلام لے آؤ تو ہم تمہاری مدد کریں گے' تو سوائے ان کے بادشاہ کے سب اسلام لے آئے۔ اس لیے وعدہ کے مطابق خزر والوں نے خوارزم کا ساتھ دے کر ترکیوں کے خلاف مقاتلہ کیا اور ان لوگوں کو وہاں سے مار بھگایا۔ اس کے بعد خود بادشاہ بھی اسلام لے آیا۔ فللّٰہ الحمد۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

المتنبی الشاعر المشہور:

احمد بن الحسین بن عبدالصمد ابوالطیب الجعفی' جو متنبی شاعر کے نام سے مشہور ہے اس کا باپ عیدان السقا کے نام سے مشہور تھا' جو اپنے اونٹ پر پانی لا کر کوفہ والوں کو پلایا کرتا تھا' یہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔

ابن ماکولا اور خطیب نے کہا ہے کہ عیدان' عین کے کسرہ اور اس کے بعد دو نقطوں والی یا کے ساتھ ہے' ایک قول یہ ہے کہ عین کو فتح ہے کسرہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اس متنبی کی پیدائش کوفہ میں سن تین سو چھ ہجری میں ہوئی' شام کے دیہاتی علاقہ میں بڑا ہوا' ادب سیکھا' اتنا کہ اپنے زمانہ کے تمام لوگوں سے ادب میں بڑھ گیا' سیف الدولہ بن حمدان کی مصاحبت میں لگ گیا' اس کی تعریفیں کہتا اور لکھتا رہا' اس طرح اس کے نزدیک بڑا مرتبہ پا لیا۔ پھر مصر جا کر الاخشید کی بھی تعریفیں بیان کیں' پھر ناراض ہو کر اس کی ہجو کر کے اس کے پاس سے بھاگ گیا' وہاں سے بغداد پہنچا تو وہاں کے حاکموں کی تعریفیں بیان کیں' پھر کوفہ پہنچا تو وہاں ابن العمید کی تعریفیں کہیں' اس سلسلہ میں ابن العمید کی طرف سے اسے تیس ہزار دینار مل گئے' پھر فارس گیا اور وہاں عضدالدولہ بن بویہ کی تعریف کی تو اس نے خوش

[illegible] ایک قول [illegible] عضد الدولہ [illegible] متنبی [illegible] تھے'
پھر اس نے کسی شخص کو یہ بات جاننے کے لیے مقرر کیا کہ عضد الدولہ اور سیف الدولہ بن حمدان کے عطیوں میں سے کس کا عطیہ اس کے خیال میں بہتر ہے؟ جواب دیا کہ یہ بہت زیادہ ہے لیکن تکلف کے ساتھ دیا ہے اور یہ کم ہے لیکن خوش دلی کے ساتھ ہے جب یہ جواب عضد الدولہ کو پہنچایا گیا تو اس جواب سے اسے بہت زیادہ غصہ آیا' اس لیے کچھ بدوؤں کو اس نے اس کے خلاف مقرر کر دیا' چنانچہ وہ لوگ متنبی کے راستہ میں چھپ کر کھڑے ہو گئے جبکہ وہ بغداد واپس جا رہا تھا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ متنبی شاعر نے ان کے سربراہ ابن فاتک اسدی کی ہجو کی تھی' جبکہ وہ اپنی جماعت کے ساتھ راستوں پر لوٹ مار کیا کرتا تھا' اس لیے عضد الدولہ نے ان لوگوں کو اشارہ کر دیا کہ اسے گھیر کر اس پر حملہ کر دیں اور قتل کر کے اس کا سارا مال چھین لیں' چنانچہ بدھ کے دن جبکہ رمضان کے صرف تین دن باقی رہ گئے تھے' ان کے ساٹھ آدمیوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ بدھ کے دن جبکہ رمضان کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے' قتل کیا گیا ہے۔ ایک اور قول یہ ہے کہ ماہ شعبان میں قتل کیا گیا ہے' جبکہ دامن کوہ میں درختوں کے نیچے چشمے کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور کھانے کے لیے اس کے سامنے دسترخوان بچھا ہوا تھا' اس کے ساتھ اس کا لڑکا محسن اور دوسرے پندرہ ملازمین بھی تھے' جب اس کے سامنے وہ لوگ آئے' تو انہیں دیکھ کر اس نے کہا اے عرب والو! آؤ اور کھانے میں شرکت کرو' لیکن ان لوگوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تو اسے خطرہ محسوس ہوا اور فوراً اپنا ہتھیار ہاتھ میں لے کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ لیکن ان لوگوں نے ایکبارگی حملہ کر کے اس کے بیٹے محسن اور کچھ دوسرے ملازمین کو بھی قتل کر دیا' یہ دیکھ کر اس نے راہِ فرار اختیار کرنی چاہی تو اس کے خاص غلام نے کہا آپ کہاں جاتے ہیں۔ حالانکہ آپ کا یہ شعر ہے ؎

فالخیل و اللیل و البیداء تعرفنی والطعنُ والضربُ والقرطاس والقلمُ

ترجمہ: گھوڑے' رات اور میدان سب مجھے پہچانتے ہیں' نیزے' تلوار' کاغذ اور قلم بھی مجھے پہچانتے ہیں۔

اس عار دلانے پر متنبی نے کہا تیرا برا ہو تو نے مجھے قتل کروا دیا یہ کہہ کر وہ لوٹ آیا' تب ان کے سردار نے اسی نیزہ سے جو اس کے گردن میں تھا' اس پر حملہ کر دیا' یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس جو کچھ مال و اسباب تھا' سب چھین لیا' یہ واقعہ نعمانیہ کے قریب اس وقت ہوا جبکہ یہ بغداد لوٹ رہا تھا' وہیں اسے دفن کر دیا گیا اس وقت یہ اڑتالیس برس کا تھا' ابن عساکر نے کہا ہے کہ جہاں یہ قتل کیا گیا ہے اس سے پہلے کی منزل میں کچھ بدوؤں نے اس سے کہا کہ تم ہمیں پچاس درہم دو تو ہم تمہاری جانی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں' لیکن اس کے بخل' شیخی اور بہادری کے دعویٰ نے اتنی سی رقم دینے سے روک دیا۔

یہ متنبی نسبی لحاظ سے جعفی خاندان سے تعلق رکھتا تھا' اور اس وقت جبکہ یہ حمص کے قریب سادہ کے علاقہ میں بنی کلب کے ساتھ تھا اس وقت اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ علوی ہے' پھر اس نے دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں اور مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس دعویٰ کو کچھ لوگوں نے اپنی جہالت اور بے وقوفی کی بنا پر مان بھی لیا تھا' اور یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس پر قرآن کا نزول ہوا ہے' اس میں سے یہ چند آیتیں ہیں:

والنجم السیار ، والفلک الدوار ، واللیل والنہار ، ان الکافر لفی خسار امض علیٰ

سسک ، واقف أثر من كان قبلک من المرسلين فان الله قامع بک من الحد في دينه و ضال عن سبيله.

"تم سے حرکت کرتے رہنے والے تاروں کی گھومتے رہنے والے آسمانوں کی رات کی اور دن کی کہ تاقرِ ہٹ سے میں ہیں تم اپنی راہ پر چلتے رہو اور اپنے سے پہلے آنے والے رسولوں کے نشانِ قدم پر گامزن رہو کیونکہ اللہ تمہارے ہاتھوں ان لوگوں کا قلع قمع کر دے گا جو اس کے دین میں الحاد پھیلانے کی کوشش کریں گے اور جو اس کے راستوں سے گمراہ ہوں گے"۔

یہ سب اس کی رسوائی اور بیہودہ بکواس اور لن ترانی کرتے رہنے کا ثمرہ ہے' اگر وہ اپنی مدح میں النافق اور النفاق کا اور ہجو کرتے وقت الکذب اور الشقاق کا قافیہ لاتا تو فی الواقع بہت بڑا شاعر اور بڑا فصیح شمار کیا جاتا' لیکن اس نے اپنی جہالت اور کم عقلی کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے کی کوشش کی' جو ایسے رب العالمین کے کلام کے مشابہ ہو جائے کہ اگر سارے جنات اور تمام انسان اور پوری مخلوق ایک ساتھ مل کر بھی ایسا کلام کرنے کی کوشش کریں کہ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت کے برابر ہو' تو بھی وہ طاقت نہ پائیں گے اور ایک جملہ بھی نہ کہہ سکیں گے۔

اور سماوہ والوں میں اس کی ان باتوں کی شہرت ہوئی' اور یہ کہ جاہلوں کی ایک جماعت اس کے ارد گرد جمع ہوگئی۔ تو بنی الاخشید کی جانب سے حمص کا نائب حاکم الامیر لولو اس کے مقابلہ کو نکلا' اللہ اس کے چہرہ کو روشن کر دے' اس سے مقاتلہ کیا اور اس کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ اور اسے انتہائی ذلت کے ساتھ مقید کر لیا اور زمانہ دراز تک قید میں رکھا' یہاں تک کہ اسی حالت میں بیمار پڑ گیا' اور مرنے کے قریب ہو گیا' اس وقت اس کو بلوا کر اس سے توبہ کرائی اور اس سے اس کے اِدّعاء نبوت کے بطلان پر ایک تحریر لکھوائی کہ اس نے اپنی غلطی پر توبہ کی ہے اور دین اسلام میں دوبارہ داخل ہو گیا ہے' تب امیر نے اسے آزاد کر دیا۔ اس کے بعد جب کبھی اس کے سامنے اس کے متنبّی بننے کا تذکرہ کیا جاتا تو اگر اس کے لیے اس سے جھٹلانا ممکن ہوتا فوراً جھٹلا دیتا' ورنہ عذر خواہی کرتا اور شرمندہ ہو جاتا' وہ ایک ایسے لفظ سے مشہور ہو گیا' جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنے نبوت کے دعویٰ کے جھوٹے دعویٰ اور الزام تراشی کے معاملہ میں جھوٹا ہے' وہ لفظ متنبّی (بتکلف نبوت کا دعویٰ کرنے والا انسان) ہے۔ فللّٰه الحمد و المنّه.

کسی نے اس کی ہجو کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

۱۔ ای فضل لشاعر یطلب الفضل من الناس بكرةً وّ عشيًّا

ترجمہ: کونسی بڑائی حاصل ہوئی اس شاعر کو جو تلاش کرتا ہے' فضیلت انسانوں سے صبح اور شام۔

۲۔ عاش حينًا يبيع في الكوفة الماءَ و حينا يبيع مآءَ المحيّا

ترجمہ: جو ایک وقت میں کوفہ میں پانی بیچتا ہے' تو ایک وقت میں چہرہ کی عزت بیچتا ہے۔

اس متنبّی کا اپنا ایک مشہور دیوان ہے' اس کے اشعار بہت عمدہ اور اس کے تخیلات بالکل نئے ہیں' ایسے کہ اس سے پہلے

[illegible] متاخرین شعراء میں وہ مشہور تھے [illegible] متقدمین شعراء میں امراء القیس کے [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] اپنے [illegible] معاصرین [illegible]

بڑھا ہوا ہے۔

ابوالفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب منتظم میں اس کا ایک عمدہ قطعہ بیان کیا ہے جسے انہوں نے اس کے تمام اشعار میں سے پسند کیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابن عساکر اپنے علاقہ کے شیخ وقت نے بھی ذکر کیا ہے' ابن جوزی نے اس کے اس قول کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

۱۔ عزیز اسبی من داؤہٗ الحدق النجل عیاءٌ بـہ مـات الـمحبون من قبل

ترجمہ: ایسے شخص کا قیدی ہونا شاذ ونادر ہے' جس کی بیماری آنکھوں کی سیاہی اور بڑی خوبصورت آنکھوں والی ہو' کہ وہ پہلے ہی عاجز ہو کر پیٹ پھول کر مرجاتا ہے۔

۲۔ فـمـن شـاءَ فـلـيـظر الیّ فمنظری نذیر الی من ظنّ انّ الهوی سهلٌ

ترجمہ: اس لیے جو چاہے میری طرف دیکھ لے کہ میرا چہرہ' ڈرانے والا ہے' اس شخص کو جو یہ گمان کرتا ہے کہ عشق کرنا کھیل ہے۔

۳۔ جری حبها مجری دمی فی مفاصل فاصبح لی عن کل شغل بها شغل

ترجمہ: اس کی محبت میرے خون کے ساتھ دوڑتے ہوئے میرے تمام جوڑوں تک پہنچ چکی ہے لہٰذا اب وہی ایک شغل دوسرے تمام شغلوں کے لیے کافی ہو گیا ہے۔

۴۔ ومن جسدی لم یترك السقم شعرة فـمـا فـوقـهـا الا وفـیـا لـهٗ فـعـلٌ

ترجمہ: میری بیماری نے میرے بدن کے ایک بال کے برابر بھی جگہ نہیں چھوڑی ہے' بلکہ اس سے کم تر جگہ میں بھی اس نے اپنا کام کر لیا ہے۔

۵۔ کـانّ رقیبًا مـنك سدّ مسـامعی عن العذل حتی لیس یدخلها العذل

ترجمہ: گویا تمہارے رقیب نے میرے کانوں کے سوراخ کو بند کر دیا ہے' ملامت کے سننے سے یہاں تک کہ اب کانوں میں کسی کی بھی ملامت داخل نہیں ہو سکتی ہے۔

۶۔ کـانّ سهـاد الـلـیـل یعشق مقلتی فبینهـمـا فی کل هجر لنا وصل

ترجمہ: گویا کہ شب بیداری میری آنکھوں کے ڈھیلوں سے عشق کرتی ہے' اس طرح ان دونوں کے درمیان جدائیگی سے ہمارے لیے ملاپ کا مزہ ہے۔

ان کے علاوہ متنبی کا یہ قول بھی ہے:

۷۔ کشفت ثلاث ذوائب من شعرها فـی لیـلـة فـأرت لیـالـی اربـعـا

ترجمہ: اس نے اپنے بالوں کے تین جوڑوں کو کھول کر رات کے وقت مجھے ایک ساتھ چار راتیں دکھا دیں۔

۸۔ [illegible]

ترجمہ: اور اس نے اپنے چہرہ کو آسمان کے چاند کی طرف متوجہ کیا تو اس نے مجھے ایک وقت میں دو چاند دکھا دیے۔

اور یہ بھی اسی کے اشعار ہیں:

۹۔ ما نال اهل الجاهلية كلهم   شعري ولا سمعت بسحري بابل

ترجمہ: تمام شعرائے جاہلیت میں سے کسی نے بھی مرتبہ نہیں پایا ہے' میرے شعر جیسا' اور نہ بابل والوں نے کبھی بھی میرے جادو کے اثر سے اس سے پہلے سنا ہے۔

۱۰۔ و اذا اتتك مذمّتي من ناقصٍ   فهي الشهادة لي بانّي كاملٗ

ترجمہ: اور جب کسی کمینہ کی جانب سے تمہارے پاس میری برائی کی خبر پہنچے' تو یہی بات میرے کامل ہونے کے لیے بڑی شہادت ہے۔

۱۱۔ من لي بفهم اُهيل عصرٍ يدّعي   ان يحسب الهندي منهم باقلٗ

ترجمہ: ایسا کون ہے جو میرے ہم عصر بے وقوفوں کو یہ بتا دے جو ان میں سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہندی مجھے سبزی فروش سمجھنے لگیں۔

۱۲۔ و من نكد الدنيا على لحران يرىٰ   عدوًّا لهٗ ما من صداقته بُدّ

ترجمہ: ایک شریف انسان کے لیے دنیا کی مصیبتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایسے شخص کو دشمن بتا دے جس کی دوستی کے بغیر گزر نہ ہو۔

اور یہ چند اشعار بھی علیحدہ علیحدہ اسی کے ہیں:

۱۳۔ و اذا كانت النفوس كبارًا   تعبت في سرادها الاجسام

ترجمہ: اور جب لوگ کسی وجہ سے بڑے ہو جاتے ہیں' تو اس کو پانے کے لیے بہت سے جسم تھک جاتے ہیں (کہ وہ بآسانی ہاتھ نہیں آتے)۔

۱۴۔ و من صحب الدنيا طويلا تقلّبت   على عينيه يرىٰ صدقها كذبا

ترجمہ: اور جو شخص دنیا کی صحبت زیادہ دنوں تک اختیار کرتا ہے وہ الٹ جاتی ہے اس کی دونوں آنکھوں پر' پھر وہ اس کے سچ کو جھوٹا سمجھنے لگتا ہے۔

۱۵۔ خذ ما تراه و دع شيئًا سمعتَ به   في طلعة الشمس ما يغنيك عن زحل

ترجمہ: جس چیز کا تم مشاہدہ کر رہے ہو' اسے قبول کر لو' اور چھوڑ دو تم کچھ ان باتوں کو بھی جن کو تم نے سورج کی روشنی میں سنا ہے' تو ایسا کرنا تم کو تھکنے سے بچا دے گا۔

اس کے یہ بھی اشعار ہیں جو اس نے ان بادشاہوں کی تعریف [illegible] کہے ہیں:

۱۶۔ تمضي الكواكب والابصار شاخصة   منها الى الملك الميمون طائرهٗ

ترجمہ: ستارے ختم ہو رہے ہیں اور پھٹی آنکھیں غور سے دیکھ رہی ہیں ایسے بادشاہ کی جانب جس کا پرندۂ قسمت مبارک ہے۔

۱۷۔ قد حزن في بشر في تاجه قمرٌ   في درعه اسد تدمى اظافرهٗ

ترجمہ: ایسے شخص کے بارے میں ہر شخص غم کرتا ہے جس کے تاج میں چاند ہو جس کے زرہ کے نیچے ایک شیر ہو جس کے ناخون خون نکال رہے ہوں۔

۱۸۔ حلو خلائقهٗ شوسٌ حقائقهٗ   يحصى الحصى قبل ان تحصى مآثرهٗ

ترجمہ: جس کے اخلاق شیریں اور اوصاف دلیرانہ ہوں اس پر مٹی ڈال دی گئی ہو اس سے پہلے کہ اس کی اچھائیاں شمار کر لی گئی ہوں۔

اور یہ بھی اسی کے اشعار ہیں:

۱۹۔ يامن الوذبه فيما أؤملهٗ   ومن اعوذبه ممّا احاذرهٗ

ترجمہ: اے وہ شخص جس کی میں پناہ لیتا ہوں ان تمام کاموں میں جن میں اس سے امید رکھتا ہوں اور جن چیزوں میں میں اس سے خوف کھاتا ہوں ان میں اس کے علاوہ اور کس سے پناہ پا سکتا ہوں۔

۲۰۔ لا يجبر الناس عظمًا انت كاسرهٗ   ولا يهيضون عظمًا انت جابرهٗ

ترجمہ: جس ہڈی کو تم توڑ دو اسے لوگ جوڑ نہیں سکتے اور جس ہڈی کو تم جوڑ دو اسے لوگ نہیں توڑ سکتے۔

ہمیں اپنے شیخ علامہ شیخ الاسلام احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ کے بارے میں یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ اس متنبی پر کسی مخلوق کی اس طرح بھرپور مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنے پر ناراضگی کا بہت زیادہ اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ایسی زبردست تعریف تو صرف خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کی شایانِ شان ہے۔

اور ہمیں علامہ شمس الدین بن القیم رحمہ اللہ نے یہ بتایا ہے کہ انہوں نے شیخ تقی الدین مذکورؒ سے سنا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ بسا اوقات میں تو ان دونوں اشعار کو اپنے سجدہ میں کہا کرتا ہوں اور انتہائی خشوع اور خضوع کے ساتھ اسے پکارتا ہوں۔ اور ابن عساکرؒ نے متنبی کے حالات ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اسی کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

۲۱۔ ابعين مفتقرٍ اليك رأيتني   فاهنتني وقذفتني من حالقي

ترجمہ: کیا تم نے مجھے اپنی طرف محتاجی کی آنکھ سے دیکھتے پایا ہے؟ اگر ایسا ہے تو تم نے میری توہین کی ہے اور تم نے مجھے میرے بلند مقام سے نیچے گرا دیا ہے۔

۲۲۔ لست الملوم انا الملوم لانّني   انزلت آمالي بغير الخالق

ترجمہ: ایسی صورت میں تم قابل ملامت نہیں ہو بلکہ میں خود ہی مستحق ملامت ہوں کیونکہ میں نے اپنی آرزوؤں کو غیر خالق

[illegible]

ابن خلکان نے کہا ہے کہ یہ دونوں اشعار متنبی کے دیوان میں موجود نہیں ہیں۔ البتہ حافظ کندی نے تصحیح کے ساتھ ان دونوں کو اس کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اس کے چند اشعار یہ بھی ہیں:

۲۳۔ اذا ما کنت فی شرفٍ مروم   فلا تقنع بما دون النجوم

ترجمہ: جب کہ تم مقصد کے پالینے کے امیدوار رہو تو ستاروں کی بلندی سے کم پر اکتفاء نہ کرو۔

۲۴۔ فطعم الموت فی امر حقیر   کطعم الموت فی امر عظیم

ترجمہ: کیونکہ معمولی چیز کے لیے موت کا مزہ چکھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی بڑے اور اہم کام کے لیے موت کا مزہ چکھنا ہے۔

اور یہ بھی اس کے اشعار ہیں۔

۲۵۔ وما انا بالباغی الحب رشوةً   قبیح هوی یرجی علیه ثوابُ

ترجمہ: میں محبت کے لیے کسی رشوت کا طالب نہیں ہوں' ایسی خواہش بری چیز ہے جس سے ثواب کی امید رکھی جائے۔

۲۶۔ اذا نلت منك الود فاکل هین   و کل الذی فوق التراب ترابُ

ترجمہ: جب تم اپنی دوستی کو پالو تو بقیہ ساری چیزیں ہیچ ہیں کیونکہ مٹی کے اُوپر کی چیز بھی مٹی ہی ہے۔

اس سے پہلے یہ بات بتادی گئی ہے کہ متنبی کی ولادت کوفہ میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اور ۳۵۴ھ کے ماہ رمضان میں قتل کیا گیا ہے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ ۳۵۴ھ میں ایک موقع پر ابن خالویہ نے چابی کا گچھا اس کے منہ پر پھینک کر مارا تھا جس سے اس کا منہ خون آلود ہوگیا۔ اسی وقت وہ سیف الدولہ بن حمدان کی مصاحبت چھوڑ کر بھاگ آیا اور مصر چلا گیا۔ وہاں کافور الاخشید کی مدح خوانی کرتے ہوئے چار برس گزار دیئے' اس کی عادت تھی کہ یہ ہمیشہ اپنے غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ رہتا اور آمدورفت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اچانک کافور بادشاہ کو اس کے خلاف خطرہ محسوس ہوا خود متنبی نے بھی اس کا عندیہ معلوم کرلیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ کافور نے خبر پاتے ہی اس کے پیچھے اپنے آدمی دوڑا دیئے لیکن وہ تیزی سے بھاگ کر بچ نکلا۔ کسی نے کافور سے سوال کیا کہ تم متنبی سے کیوں ڈر گئے' کیا بات دیکھی؟ جواب دیا کہ یہ شخص جب نبوت کا دعویٰ کرسکتا ہے جو کہ بادشاہت کے مقابلہ میں بہت بڑی چیز ہے تو کل کو مصر کی بادشاہت کا دعویٰ کیوں نہیں کرسکتا ہے۔ یہ متنبی وہاں سے بھاگ کر عضد الدولہ کے پاس گیا اور اس کی مدح سرائی کی تو اس نے اسے کثیر رقم دی۔ جب وہاں سے لوٹ رہا تھا' راستہ میں فاتک ابن ابی جہل الاسدی اس کے سامنے آیا اور اسے قتل کردیا اور اس کا بیٹا محسن اور اس کا غلام مفلح بغداد کے علاقہ میں بدھ کے روز چوبیسویں یا اٹھائیسویں تاریخ کو قتل کیا گیا۔ بہت سے شعراء نے اس کی مرثیہ خوانی کی ہے' فن شعر اور لغت کے بہت سے علماء نے اس کے دیوان کی شرح لکھی ہے جو قریب قریب ساٹھ کی تعداد میں ہیں ان میں سے کچھ مختصر ہیں اور کچھ بہت مفصل بھی ہیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو حاتم البستی صاحب الصحیح محمد بن حبان:

بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ابو حاتم البستی جو الانواع والتقاسیم کے مصنف اور بڑے مصنفوں اور مجتہدوں میں تھے۔ بہت سے شہروں کا سفر کیا اور بہت سے مشائخ سے بہت سی حدیثیں سنیں۔ پھر اپنے علاقہ کے قاضی ہوئے اور وہیں اسی سال وفات پائی۔ کچھ لوگوں نے اعتقادی اعتبار سے ان کے کلام میں گفتگو کی ہے اور ان کو اس اعتقاد کی طرف منسوب کیا ہے کہ نبوت بھی کوشش سے حاصل کی جاسکتی تھی۔ یہ فلسفی موشگافیاں ہیں۔ اللہ ہی صورت حال سے صحیح واقف کار ہے کہ ایسی نسبت ان کی طرف کہاں تک درست ہے۔ میں نے اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

محمد بن الحسن بن یعقوب:

بن الحسن بن الحسین بن مقسم ابوبکر بن مقسم المقری' انکی پیدائش ۲۵۰ھ میں ہوئی تھی۔ بہت سے مشائخ سے بہت سی روایتیں سنی ہیں۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ علم القراءت کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ کوفیوں کے مسلک کے مطابق فن نحو میں ان کی ایک کتاب ہے جس کا نام انہوں نے کتاب انوار رکھا ہے۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ میں نے ان جیسا کوئی دوسرا عالم نہیں دیکھا ہے۔ مذکورہ ایک کتاب کے علاوہ اور بھی ان کی دوسری بہت سی مصنفات ہیں' لیکن لوگوں نے ان کے بارے میں یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ مفردات اور قراءت شاذہ کا بہت ذکر کرتے تھے جو دوسروں کے ہاں غیر مقبول ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ہر وہ قراءت جو رسم قرآنی کے مخالف نہ ہو اور معنی کے اعتبار سے اس کی گنجائش ہو اس کی قراءۃ جائز ہے جیسے کہ اس فرمان الٰہی میں "فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا" یہ نَجِيًّا معنی میں یتناجون کے ہے۔ لیکن اگر اسی لفظ میں لفظ نجابت سے نجبَاءَ پڑھا جاتا تو بہت بہتر ہوتا۔ مگر بعد میں ایسا مضمون بھی لوگوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے ان جیسے عقیدوں سے رجوع کرلیا تھا مگر اس کے باوجود اپنی آخری زندگی تک ان کا عمل اسی قسم کا رہا۔ یہ رائے ابن الجوزی کی ہے۔

محمد بن عبداللہ بن ابراہیم:

بن عبدر بہ بن موسیٰ ابوبکر الشافعی جو ۲۶۰ھ میں جیلان میں پیدا ہوئے۔ بہت سی احادیث سنیں۔ بغداد میں مستقل سکونت اختیار کی۔ یہ ثقہ' ثبت اور بہت زیادہ روایت کرنے والے تھے۔ ان سے دارقطنی کے علاوہ دوسرے حفاظ حدیث نے بھی روایت کی ہے جب کہ دیلمیوں نے صحابہ کرام کی فضیلت بیان کرنے پر پابندی لگادی تھی اس وقت یہ مدینۃ المنصور کی جامع مسجد میں باآواز بلند ان کی مخالفت کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔ اسی طرح باب الشام کی اپنی مسجد میں بھی بیان کیا کرتے تھے۔ چورانوے برس کی عمر پاکر سال رواں میں ان کا انتقال ہوا۔ رحمہ اللہ

واقعات ـــــ ۳۵۵ھ

اس سال بھی دسویں محرم کو رافضیوں نے اپنی پرانی عادت کے مطابق جیسا کہ بغداد میں بدعتی کام ماتم وغیرہ کیا کرتے تھے وہ سارے کام کیے۔ اس سال قرامطہ نے عمان سے ہجر والوں کو نکال باہر کیا۔ اور اس سال رومیوں نے آمد پر حملہ کے ارادہ سے اس کا محاصرہ کیا لیکن وہ پورے کامیاب نہ ہو سکے البتہ وہاں کے تین سو باشندوں کو قتل کیا اور چار سو کو قیدی بنا کر لے گئے۔ پھر وہاں سے نصیبین چلے گئے۔ وہاں سیف الدولہ موجود تھا' ان لوگوں کی خبر پا کر اپنی جماعت کو لے کر وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن رومی اس وقت وہاں نہیں گئے اس لیے وہ اپنی جگہ پر باقی رہ گیا' اگرچہ سارے ارکانِ دولت متزلزل ہو چکے تھے۔ اس سال خراسان کی ایک جماعت وہاں پہنچی جس میں ایک ہزار سے زائد آدمی تھے۔ انہوں نے آ کر یہ کہا کہ ہم لوگ رومیوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر رکن الدولہ بن بویہ نے ان کی بہت زیادہ خاطر مدارات کی اور ان کو اطمینان سے رہنے کو کہا۔ اس کے بعد وہ لوگ آگے بڑھے مگر دھوکہ دے کر دیلمیوں کو پکڑ لیا۔ اس لیے رُکن الدولہ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور ان پر غالب بھی آ گیا۔ اکثر ان میں سے بھاگ گئے۔ اس سال معز الدولہ بغداد سے واسط کی طرف عمران بن شاہین سے قتال کے لیے گیا تو وہاں کے حالات اس کے لیے ناموافق ہو گئے اور پورے علاقہ میں اس کی شہرت ہو گئی۔ پھر معز الدولہ بہت بیمار پڑ گیا یہاں تک کہ مجبور ہو کر دوسرے کو اپنا نائب بنا کر بغداد واپس آ گیا۔ اور اس کے دوسرے سال انتقال بھی ہو گیا جیسا کہ عنقریب ہم بیان کریں گے۔

اسی سال دیلم کے علاقہ میں ابوعبداللہ ابن الداعی کی بہت شہرت ہوئی۔ اس نے حج اور دوسری عبادت گزاری کی طرف توجہ دی اور اُونی کپڑے کو اپنا لباس بنایا۔ اس طرف کے سارے علاقوں میں' یہاں تک کہ بغداد تک اس نے اعلان کر کے تمام لوگوں کو ان لوگوں سے جہاد کے لیے دعوت دی جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے تھے۔

ماہ جمادی الآخرۃ میں ذوی الارحام کو بھی میراث دینے کا عام اعلان کیا گیا اور اسی سال سیف الدولہ اور رومیوں کے درمیان بے شمار قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ جن میں اس کا چچازاد بھائی ابوفراس بن سعید بن حمدان' اور ابوالہیثم بن حصن القاضی بھی تھے۔ یہ واقعہ ماہ رجب کا ہے۔ اسی سال معز الدولہ ابن بویہ نے مارستان بنانے کی بنیاد رکھی اور اس کے لیے بہت سے علاقے وقف کر دیئے۔

اس سال بنوسلیم نے شام' مصر اور مغربی علاقوں کے لوگوں کو حج سے واپسی میں راستے میں تھے' ان کے خلاف لوٹ مار کی اور ان سے بیس ہزار اونٹ مع ان کے لدے ہوئے سامان کے لوٹ لیا' ان پر مال و اسباب اتنا زیادہ تھا کہ ان کا شمار ناممکن تھا۔ ان میں سے ایک شخص جن کو ابن الخواتیمی کہا جاتا تھا اور وہ طرسوس کے قاضی تھے ان کے پاس نقد ایک لاکھ اور بیس ہزار دینار

تھے۔ کیونکہ ان کا ارادہ تھا کہ حج کے بعد وہ شہر سے عراق جائیں گے [illegible] انہوں نے بھی [illegible]
تھا۔ ان کے اونٹوں کو لے کر ان لوگوں کو ایسے دور دراز علاقوں میں لے جا کر چھوڑ دیا جہاں زندگی بچانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔
جس کی وجہ سے ان میں تھوڑے سے آدمی بچ سکے۔ اکثر تو مر ہی گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سال ابو احمد نقیب الطالبیین
نے عراق کی جانب سے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الحسن بن داؤد:

بن علی بن عیسیٰ بن محمد القاسم بن الحسن بن زید بن الحسین بن علی بن ابی طالب ابوعبداللہ العلوی الحسنی۔ حاکم نے کہا ہے کہ ابوعبداللہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ اور اپنے زمانہ میں علوم کے سردار تھے۔ اور تمام انسانوں سے نماز پڑھنے' صدقے دینے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت میں بڑھے ہوئے تھے۔ میں ان کی خدمت میں زمانہ دراز تک رہا ہوں۔ اس عرصہ میں جب بھی خلیفہ ثالث کا نام لیتے تو وہ عثمان الشہید رضی اللہ عنہ کہتے اور روتے۔ اور جب کبھی میں نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام لیتے سنا تو وہ کہتے الصدیقہ صدیق کی لڑکی اور حبیب اللہ کی حبیبہ پھر روتے' انہوں نے حدیث ابن خزیمہ اور ان کے ہم عصروں سے سنی ہے۔ ان کا آبائی وطن خراسان تھا اور ان کے پورے علاقوں میں نجیب الطرفین سردار رہا کرتے۔ ایک شعر ہے:

من آلِ بیت رسولِ اللّٰہ منهم   لهم دانت رقاب بنی معد

ترجمہ: ان کے خاندان کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے ہے ان کے لیے بنی معد کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

محمد بن الحسین بن علی:

بن الحسن بن یحییٰ بن حسان بن الوضاح۔ ابوعبداللہ الانباری' الشاعر جو الوضاحی کے نام سے مشہور ہیں وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میں نے احادیث المحاملی' ابن مخلد اور ابوروق سے سنی ہیں۔ حاکم نے ان کے کچھ اشعار کی روایت کی ہے جو اپنے وقت میں بہترین شمار کیے جاتے تھے۔ چنانچہ چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ سقی اللّٰہ باب الکرخ ربعًا و منزلًا   و من حلهٗ ضوب السحاب المجلل

ترجمہ: اللہ تعالیٰ باب کرخ کے میدان اور مکانات کو سیراب کرے اور اسے بھی جو وہاں اقامت کرے زور سے برسنے والے بادل کے رُخ پر۔

۲۔ فلو ان باکی دمنة الدار بالکویٰ   وجارتها ام الرباب بمائبل

ترجمہ: اور اگر گھر کے مٹے ہوئے مکانات پر رونے والا کوئی میں اور اس کے آس پاس ام الرباب میں ماسل ہیں۔

۳۔ رای عرصات الکرخ او حل ارضہا — لأمسك عن ذكر الدخول فحومل

ترجمہ: کرخ کے میدانوں کو دیکھتا یا اس کی زمین میں اترتا تو وہ اپنی زبان کو دخول اور حومل کے ذکر سے روک لیتا۔

ابوبکر بن الجعابی:

محمد بن عمر بن سلم بن البراء بن سبرہ بن سیار ابوبکر الجعابی' جو موصل شہر کے قاضی تھے' سن دوسو چوراسی ہجری کے ماہ صفر میں پیدا ہوئے' بہت سی حدیثیں سنیں' ابوالعباس بن عقدہ کی تربیت میں رہے' ان ہی سے علم حدیث حاصل کیا اور ان ہی سے کچھ شیعیت کا اثر قبول کیا۔ یہ حافظ حدیث اور بہت زیادہ روایت حدیث کرنے والے تھے' لوگ کہتے تھے کہ انہوں نے چار لاکھ حدیثیں سند اور متن کے ساتھ حفظ کی تھیں' اور چھ لاکھ احادیث کا مذاکرہ کرتے تھے' تقریباً اتنی ہی اور مقطوع اور حکایات بھی یاد تھیں' راویوں کے نام اور جرح وتعدیل' ان کی وفات کے اوقات' مذاہب سب کو یاد رکھتے تھے' یہاں تک کہ اپنے زمانہ میں سب سے فوقیت لے گئے' اور اپنے ہمعصروں سے بڑھ گئے' جس وقت یہ احادیث لکھانے کے لیے بیٹھتے' ان کے گھر پر زبردست بھیڑ لگ جاتی۔ احادیث کی سند اور متن جو کچھ لکھواتے عمدگی کے ساتھ' صاف اور بالکل صحیح' اپنے استاد ابن عقدہ کی طرح یہ بھی شیعیت کی طرف منسوب ہوتے' یہ ان لوگوں کے پاس باب البصرہ میں رہتے' ان کے بارے میں دارقطنی سے جب پوچھا گیا تو کہا کہ یہ احادیث میں خلط ملط کر دیا کرتے' اور ابوبکر البرقانی نے کہا ہے کہ یہ غریب احادیث نقل کرنے والے تھے' ان کا مذہب تشیع میں مشہور ہے۔ ان پر یہ بھی الزام ہے کہ ان میں دینداری کم تھی اور شراب پیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم

جب ان کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنی کتابوں میں آگ لگا دینے کا حکم دیا' چنانچہ وہ جلا دی گئیں۔ ان کے ساتھ بہت سی وہ بھی جلائی گئیں جو ان کے پاس دوسروں کی تھیں' ان کا یہ عمل بہت برا ہوا۔ جب ان کا جنازہ نکالا گیا تو ایک شیعی عورت نوحہ کرنے والی جس کا نام سکینہ تھا ان پر نوحہ کرتی جا رہی تھی۔

واقعات — ۳۵۶ھ

اس سال کا نیا چاند نظر آیا تو اس وقت خلافت المطیع للہ کی اور سلطنت معز الدولہ بن بویہ الدیلمی کی تھی' اس سال بھی شیعوں نے اپنی پرانی عادت کے مطابق دسویں محرم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام کا تعزیہ نکالا اور مرثیہ اور نوحہ وغیرہ کا بھی انتظام کیا جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

معز الدولہ بن بویہ:

سال رواں کے ماہ ربیع الاوّل کی تیرھویں تاریخ ابوالحسن احمد بن بویہ الدیلمی کا انتقال ہوا' جس نے رافضیوں کا زور بڑھا دیا تھا' اس کو معز الدولہ (حکومت کی بکری) کا خطاب اس لیے ملا تھا کہ اس کے پیٹ میں ایسی بیماری لگ گئی تھی' جس کی وجہ سے اس کے معدہ میں ذرہ برابر کوئی غذا نہیں ٹھہرتی تھی' جب اس کو اپنی موت کے قریب ہونے کا احساس ہو گیا تو اس نے توبہ کا اظہار کیا اور اللہ عزوجل کی طرف متوجہ ہوا' ظلم سے حاصل کی ہوئی بہت سی چیزیں واپس کر دیں' بہت سا مال صدقہ کر دیا اور اپنے

غلاموں کی بڑی تعداد آزاد کردی۔ پھر اپنا ولی عہد اپنے بیٹے عزالدولہ کو بنا دیا۔ اس وقت کچھ علماء اس کے پاس جمع ہوئے تو انہوں نے اہلسنت والجماعت کے عقیدے کے بارے میں اس سے گفتگو کی اور یہ بتلایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں دیا تھا یہ سن کر اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ تحقیقی بات کبھی بھی نہیں سنی تھی' اس کے بعد وہ اہل سنت کے عقیدہ اور اس کی اتباع کی طرف لوٹ آیا' دوران گفتگو جب نماز کا وقت آیا تو وہ عالم اسے چھوڑ کر نکلنے لگے' اس نے ان سے پوچھا' آپ کہاں جارہے ہیں؟ جواب دیا نماز پڑھنے جارہا ہوں۔ کہا آپ یہیں پر کیوں نہیں نماز پڑھ لیتے؟ وہ کہنے لگے میں یہاں نہیں پڑھوں گا' اس نے پھر پوچھا ایسا کیوں؟ جواب دیا کہ تمہارا یہ گھر دوسرے سے زبردستی حاصل کیا ہوا ہے' اس جواب سے وہ مطمئن ہوگیا۔ درحقیقت یہ معزالدولہ بہت بردبار' شریف اور عقلمند بھی تھا' اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اسی نے سب سے پہلے اپنے سامنے مخبروں کا ایسا انتظام کیا تھا جو اس کی خبریں اس کے بھائی رکن الدولہ کو بہت جلد شیراز میں پہنچا دیا کرتے تھے' ایسے کام کرنے والوں کی عزت اس کے نزدیک بہت زیادہ تھی' بغداد میں اس کے پاس دو بہت ماہر مخبر تھے۔ ایک کا نام فضل اور دوسرے کا نام برغوش تھا۔ ایک سے اہلسنّت کے عوام کو تعصب تھا' تو دوسرے سے شیعوں کے عوام کو' ان دونوں کے لیے اس کے پاس عزت اور تنخواہیں کافی تھیں' جب یہ معزالدولہ مرگیا تو اسے باب التبن میں قریش کے مقبرہ میں دفن کیا گیا اور اس کا لڑکا اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ متواتر تین دنوں تک وہاں بارش ہوتی رہی' اس زمانہ میں اس کے جانشین عزالدولہ نے اس وقت کے تمام بڑے حکام کے پاس کافی رقم بھجوائی' تاکہ اس کی بیعت سے پختگی ہونے سے پہلے وہ لوگ اس کی مخالفت پر اکٹھے نہ ہوں' یہ اس کی انتہائی ہوشیاری تھی' اس وقت معزالدولہ کی عمر ترپن برس کی ہوگئی تھی' اور حکومت پر اکیس سال گیارہ مہینے دو دن قابض رہا۔ اس نے اپنی حکومت کے زمانہ میں یہ عام اعلان کردیا تھا' کہ مستحقین میراث سے بچا ہوا مالی ترکہ بیت المال میں جمع کرنے سے پہلے اس کے ذوی الارحام کو دیا جائے' اگر وہ موجود ہوں' جس رات کو اس کی وفات ہوئی اسی رات کسی نے غیبی آواز میں یہ چند اشعار سنے:

لما بلغت ابا الحسین مراد نفسك بالطلب

ترجمہ: جبکہ تم نے ابوالحسین کو پہنچادی' چاہ کر اپنے دل کی مراد۔

و امنت من حدیث اللیالی واحتجبت عن النوب

ترجمہ: اور تم محفوظ ہوگئے' حوادثِ زمانہ سے اور تم بچ گئے مصیبتوں سے۔

مدت الیك یدی الردی و اخذت من بین الرتب

ترجمہ: اب تمہاری طرف مصیبت کا ہاتھ بڑھ گیا ہے' اور رتبہ والوں میں سے تم پکڑ لیے گئے ہو۔

جب اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا عزالدولہ اس کا قائم مقام ہوگیا تو وہ لہو ولعب اور عورتوں سے عشق بازی میں لگ گیا' یہ دیکھ کر اس کے لوگوں میں انتشار پیدا ہوگیا۔ اور اس کے خلاف مختلف قسم کی باتیں لوگوں میں ہونے لگیں' اس وقت خراسان کے حاکم امیر منصور بن نوح السامانی کے دل میں بنی بویہ کی حکومت پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور ایک بڑی فوج

وشمگیر کے لوگوں کے ساتھ ان کی طرف ... جب اس کی خبر رکن الدولہ بن بویہ کو ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے عضد الدولہ اور اپنے بھتیجے کو اس کے خلاف مدد کے لیے خط لکھا۔ خط پاتے ہی ان دونوں نے بڑی فوج ان کی مدد کو روانہ کر دی۔ اس موقع پر رکن الدولہ اور وشمگیر کے درمیان براہ راست مقابلہ ہوا' دونوں ایک دوسرے پر حملہ کرتے ہوئے کہنے لگے وشمگیر یہ کہتا کہ اگر میں تم پر غالب آ گیا تو تمہارے ساتھ ایسی ایسی بد سلوکیوں سے پیش آؤں گا' اس کے جواب میں رکن الدولہ نے یہ کہلا کر بھیجا کہ اگر میں تم پر غالب آ گیا تو تمہارے ساتھ اچھے سلوک اور درگزر کا معاملہ کروں گا۔ خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ اسی کو غلبہ حاصل ہوا اور اللہ نے اس کو دشمن کے شر سے بچا لیا۔ صورت یہ ہوئی کہ یہ وشمگیر ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر گیا جس پر سوار ہو کر جانوروں کا شکار کیا کرتا تھا۔ اچانک کسی طرح ایک جنگل میں خنزیر اس کے سامنے آ گیا اور اس پر حملہ کر بیٹھا جس سے اس کا گھوڑا بدک گیا اور اسے زمین پر گرا دیا۔ جس کی چوٹ سے اس کے دونوں کانوں کے راستے سے بہت زیادہ خون بہہ گیا بالآخر اسی حالت میں وہ مر گیا۔ اس کے مرتے ہی اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی' ایسی حالت میں اس کے بیٹے نے رکن الدولہ کے پاس آدمی بھیج کر امان چاہی' تو اس نے اسے امان دیتے ہوئے کافی مال بھی دیا اور اس کے آدمی بھی اس کے حوالے کر دیئے' اس طرح اس سے پہلے احسان کرنے کا جو اس نے وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا اور اس طرح اللہ نے اسے سامانیوں کے چکر میں پڑنے سے بچا لیا۔ یہ اس کی سچی نیت اور نیک سلوک کا نتیجہ ہوا۔ واللہ اعلم

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا ان کے نام یہ ہیں:

ابوالفرج الاصبہانی:

ایک مشہور کتاب' کتاب الاغانی کے مصنف' ان کا نام علی بن الحسین بن محمد بن احمد بن الہیثم بن عبدالرحمٰن بن مروان بن محمد بن مروان بن الحکم الاموی ہے' کتاب الاغانی اور کتاب ایام العرب کے مصنف ہیں' اس میں انہوں نے اپنے زمانہ کے سترہ سو واقعات ذکر کیے ہیں' یہ اچھے شاعر' ادیب اور مصنف تھے' انسانوں اور زمانوں کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے' لیکن ان میں شیعیت تھی' ابن الجوزیؒ نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ اپنی کتابوں میں ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جو معاشقہ کے لوازمات میں سے ہیں اور شراب نوشی کو ایک معمولی بات بتاتے ہیں' ان میں سے باتیں خود اپنی طرف سے بیان کی ہیں' جو شخص اس کتاب الاغانی کا مطالعہ کرے گا' وہ یقین کرے گا کہ اس میں ہر قسم کی خرابی اور برائی بھری ہوئی ہے۔ انہوں نے محمد بن عبداللہ بن بطین اور ان کے علاوہ دوسروں سے بھی حدیث کی روایت کی ہے اور اس سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے سالِ رواں کے ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی' ولادت سن دو سو چوراسی ہجری میں ہوئی تھی' جس میں بحتری شاعر کی وفات ہوئی۔ ابن خلکان نے ان کی کئی تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے' جن میں چند یہ ہیں الاغانی' المزارات اور ایام العرب۔ اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

سیف الدولہ

یہ بہادر حاکموں اور بہت زیادہ داد و دہش کرنے والوں میں سے ایک ہے۔ البتہ اس میں بھی شیعیت کا مادہ تھا' یہ ایک وقت میں دمشق کا بھی بادشاہ بن گیا تھا' اس کی خوش قسمتی سے کئی باتیں اسے بیک وقت میسر آ گئی تھیں' اس کا خطیب بڑے فصحاء اور بلغاء میں سے تھا' جو الخطب النباتیہ کا مصنف بھی تھا۔ اور اس کا شاعر متنبی مشہور شاعر تھا اور اس کا گویا ابونصر فارابی مشہور مطرب تھا' یہ سیف الدولہ فطری طور پر شریف' سخی او بہت زیادہ داد و دہش کرنے والا تھا۔ اس کے ان اشعار میں سے جو اس نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کی شان میں کہے تھے' جو کہ موصل کا حاکم تھا' چند یہ ہیں:

۱۔ رضیت لك العلیا و قد کنت اهلها و قلت لهم بینی و بین اخی فرق

ترجمہ: میں آپ کے لیے بلند مقام پر پہنچنے پر راضی ہو گیا' آپ تو اس کے اہل بھی تھے اور آپ نے دوسروں سے کہا کہ میرے اور میرے بھائی کے درمیان بہت فرق ہے۔

۲۔ وما کان لی عنها نکولٌ و انما تجاوت عن حقی فتم لك السبق

ترجمہ: اور مجھے آپ کے استحقاق بلندی سے مطلقاً انکار نہیں ہے' البتہ آپ نے میرے حق سے بھی وصول کر لیا اس طرح آپ کی زیادتی مکمل ہو گئی ہے۔

۳۔ اما کنت ترضی ان اکون مصلیًا اذا کنت ارضی ان یکون لك السبق

ترجمہ: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ میں نمازی رہوں' جبکہ میں اس بات پر راضی ہوں کہ آگے بڑھنا آپ ہی کے لیے ہو۔

اور یہ اشعار بھی اسی کے ہیں:

٤۔ قد جری فی دمعه دمهٗ قال لی کم انت تظلمهٗ

ترجمہ: اس نے اپنے آنسو میں اپنے خون کو ملا دیا ہے' اس نے مجھ سے کہا کہ تم کب تک اس کے ظلم کو برداشت کرتے رہو گے۔

۵۔ ردّ عنه الطرف منك فقد جرحتهٗ منك اسهمهٗ

ترجمہ: اس نے اس سے تمہاری نظر کو پھیر دیا ہے' تمہاری طرف سے اس کے پھینکے ہوئے تیروں ہی نے اسے زخمی کر دیا ہے۔

٦۔ کیف تستطیع التجلد من خطرات الوهم تولمهٗ

ترجمہ: تم صبر کے برداشت کرنے کی کس طرح طاقت پاتے ہو' وہم کے خطرات سے جس سے تم اس کو تکلیف دیتے ہو۔

اس کی موت کا سبب اس پر فالج کا حملہ بنا' دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے پیشاب کا بند ہونا سبب بنا' حلب میں اس کی وفات ہوئی اور اس کا جنازہ میا فارقین لا کر دفن کر دیا گیا۔ اس وقت اس کی عمر ترپن برس تھی۔ اس کی وفات کے بعد حلب کے ملک میں اس کا لڑکا سیف الدولہ ابوالمعالی الشریف اس کا جانشین ہوا' لیکن کچھ دنوں کے بعد اس کے اوپر اس کے باپ کا غلام

پر غالب آ گیا جس نے اسے حلب سے میافارقین کی طرف نکال دیا لیکن بعد میں یہ دوبارہ واپس آ گیا جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ ابن خلکان نے سیف الدولہ کے بہت سے اشعار نقل کیے ہیں' خلفاء کے بعد کسی بادشاہ کے دربار میں اتنے شعراء جمع نہیں ہوتے تھے' جتنے اس کے دربار میں اکٹھے ہو جاتے' اس نے بہت سے شعراء کو بڑے بڑے انعامات دیئے تھے' اور یہ بھی کہا ہے کہ اس کی ولادت تین سو تین اور ایک قول میں سن تین سو ایک ہجری میں ہوئی' اور تین سو تیس ہجری کے بعد حلب کا بادشاہ بنا ہے۔ اس سے پہلے یہ واسط اور اس کے قریبی علاقوں کا بادشاہ تھا' بعد میں جب حالات بدل گئے تو یہ پورے حلب کا ہی بادشاہ بن بیٹھا' جسے اس نے اخشید کے حاکم احمد بن سعید الکلابی سے چھینا تھا' ایک دن اس نے کہا کہ تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو میرے اس مصرع پر مصرع لگا دے' ویسے میں تم میں سے کسی سے بھی اس بات کی امید نہیں رکھتا ہوں' مصرع یہ ہے:

"لك جسمي تعلهٔ فدمي لم تحله"

ترجمہ: تم کو یہ اختیار ہے کہ تم میرے جسم کو بیمار کر دو لیکن تم میرے خون کو حلال نہیں کر سکتے''۔

مگر یہ سنتے ہی اس کے بھائی ابو فراس نے فوراً یہ مصرعہ لگایا:

"ان كنت مالكاً الامر كله"

ترجمہ: جب کہ ساری چیزوں کے تم ہی مالک بن جاؤ''۔

یہ سارے بادشاہ اتفاق سے رافضی تھے۔ لیکن یہ بات اس کی بہت بری تھی۔ اسی سال ....

کافور الاخشید:

کی بھی وفات ہوئی' جو محمد بن طغج الاخشیدی کا آزاد کردہ غلام تھا' اس کی وفات کے بعد اس کے معاملات کی دیکھ بھال اس کے غلام کو کرنا پڑی تھی' کیونکہ اس کا لڑکا بہت چھوٹا تھا' یہ کافور مصر اور دمشق کا بادشاہ بنا تھا' سیف الدولہ اور کچھ دوسرے بھی اس کے سپہ سالار بنے تھے اس کی قبر پر یہ چند اشعار لکھے ہوئے تھے۔

انظر الى غير الايام ما صنعت — افنت قرونًا بها كانوا وما فنيت

ترجمہ: گزرے ہوئے دنوں پر غور کرو کہ اس نے کیا کیا اور کتنے لوگوں کو فنا کیا' اس نے ان تمام لوگوں کو فنا کے گھاٹ پہنچا دیا جو اس وقت موجود تھے۔

دنياهم ضحكت ايام دولتهم — حتى اذا فنيت ناحت لهم و بكت

ترجمہ: ان بادشاہوں کی حکومت جب تک قائم رہی اس وقت تک دنیا ان سے خوش رہی' لیکن جب حکومت ختم ہوئی تو ان پر نوحہ کیا اور ان پر رو دھو کر بیٹھ گئی۔

ابو علی القالی:

الامالی کے مصنف ہیں' نام ہے اسماعیل بن القاسم بن عبدون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان' ابو علی القاضی' القالی'

اللغوی الاموی ان کے غلام تھے اس لیے کہ یہ سلیمان بن عبدالملک بن مروان کے غلام تھے اور قالی قلا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے قالی کہلائے' کہا جاتا ہے کہ یہ روم کا اردن ہے۔ واللہ اعلم

ولادت میافارقین میں ہوئی جو علاقہ جزیرہ دیار بکر کا ایک حصہ ہے۔ ابویعلی الموصلی وغیرہ سے حدیث کی' فن نحو اور لغت ابن درید' ابوبکر انباری اور نفطویہ وغیرہ سے حاصل کیا' کتاب الامالی تصنیف کی' جو مشہور ہے' اس طرح ایک کتاب تاریخ میں حروفِ ابجد کے اعتبار سے لکھی ہے جو پانچ ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ فن لغت وغیرہ کی بھی کئی کتابیں تصنیف کیں' انہوں نے بغداد جا کر روایتیں سنیں' پھر وہاں سے قرطبہ سن تین سو تیس ہجری میں داخل ہوئے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا۔ اور وہیں کتابیں تصنیف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سالِ رواں میں اڑسٹھ برس کی عمر پا کر یہیں انتقال کیا۔ یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں۔

اسی سال ابوعلی محمد بن الیاس کی وفات ہوئی' جو کرمان اور اس کے علاقوں کا بادشاہ تھا' اس کے انتقال کے بعد عضدالدولہ بن رکن الدولہ نے کرمان کے علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ جو کہ محمد بن الیاس کی اولاد سے تھا اور یہ تین بھائی تھے' الیسع' الیاس اور سلیمان عضدالدولہ کے علاوہ الملک الکبیر اور دشمکیر نے بھی قبضہ کیا تھا' جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

واقعات ——— ۳۵۷ھ

اس سال بغداد وغیرہ دوسرے شہروں میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ ایک ایسا شخص نمودار ہوا جس کو محمد بن عبداللہ کہا جاتا' اور اس کا لقب المہدی تھا' اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں ہی مہدی موعود ہوں' وہ اچھی باتوں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا اور بری باتوں سے روکتا' شیعہ حضرات اس کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا تھا کہ یہ علوی ہے اور ہماری جماعت کا ہے۔ کافور اخشیدی کی وفات سے پہلے تک یہ شخص مصر میں اس کے پاس رہتا تھا' اور وہ اس کی تعظیم و تکریم کرتا تھا' اس کو اچھا جاننے والوں میں سے ایک سبکتگین حاجب بھی تھا' چونکہ وہ خود شیعی تھا اس لیے اسے علوی سمجھ لیا اور اسے خط لکھا کہ وہ بغداد آ جائے' تا کہ اس کے لیے شہروں کو فتح کرلے۔ چنانچہ یہ عراق کی طرف جانے کی نیت سے مصر سے نکلا' راستہ میں سبکتگین حاجب سے انبار کے قریب ملاقات ہوگئی' سبکتگین نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ تو محمد بن المستکفی باللہ العباسی ہے' جب اُسے اس بات کا یقین ہوگیا کہ یہ شخص علوی نہیں ہے بلکہ عباسی ہے' فوراً اس کے بارے میں اس کی رائے بدل گئی' نتیجہ یہ ہوا کہ المہدی کے سارے ماننے والے اس سے بچھڑ گئے' اور اس کے حالات بدل گئے' تب اسے پکڑ کر لوگ معزالدولہ کے پاس لے گئے' اس نے فوری طور پر اس کی پشت پناہی کرتے ہوئے اسے خلیفہ المطیع کے حوالہ کردیا۔ اس نے اس کی ناک کٹوادی' اس کے بعد یہ شخص لاپتہ ہوگیا اور کسی طرح اس کی خبر معلوم نہ ہوسکی۔

اسی سال رومیوں کی ایک جماعت انطاکیہ کے شہروں میں پہنچی اور بہت سے ایسے لوگوں کو جو اس کے ہاتھ لگے' انہیں قتل کیا اور بارہ ہزار باشندوں کو گرفتار کر کے قیدی بنا کر اپنے شہروں میں لے گئے' کسی نے ذرا بھی ان کا مقابلہ نہیں کیا۔

اس سال بھی عادت کے مطابق عاشورہ کے دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مرثیہ اور ماتم کیا گیا اور غدیر خم کے دن خوب خوشیاں منائی گئیں۔

اس سال تشرین (کاتک) کے مہینے میں ان میں ایک بیماری پھیلی جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔

اسی طرح اس سال اونٹ سوار اکثر حاجی حج کے لیے جاتے ہوئے راستہ ہی میں پیاس کی زیادتی کی وجہ سے مر گئے صرف تھوڑے سے حاجی مکہ معظمہ تک زندہ پہنچ سکے اور ان پہنچنے والوں میں سے بھی بہت سے حج کے بعد انتقال کر گئے۔

اس سال ابو المعالی شریف بن سیف الدولہ اور اس کے ماموں اور باپ کے چچا زاد بھائی کے درمیان میدان میں زبردست لڑائی ہوئی۔ ابن اثیر نے کہا ہے کہ کہنے والے نے یہ بات بہت صحیح کہی ہے کہ حکومت بانجھ اور اندھی ہوتی ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں میں یہ لوگ بھی ہیں:

ابراہیم بن المتقی للہ:

جسے خلافت سونپی گئی تھی مگر سن تین سو سینتیس ہجری میں خلافت سے سبکدوش کر دیا گیا اور وہ اپنے ہی گھر میں بند ہو کر زندگی گزارنے لگا' یہاں تک کہ اس سال ساٹھ برس کی عمر پا کر اس کا انتقال ہو گیا' اور اپنے ہی گھر میں دفن کر دیا گیا۔

عمر بن جعفر بن عبداللہ:

بن ابی السری ابو جعفر البصری الحافظ سن دو سو اسی ہجری میں ولادت ہوئی' ابو الفضل بن الحباب وغیرہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی' ان کے اوپر ایک سو حدیثوں کے وضع کرنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ دارقطنی نے کہا ہے کہ میں نے جب ان حدیثوں کی تحقیق کی تو عمر بن جعفر ہی کی روایت صحیح نکلی۔

محمد بن احمد بن علی:

بن مخلد ابو عبداللہ الجوہری المحتسب جو ابن المحزم کے نام سے مشہور ہوئے' ابن جریر الطبری کے شاگردوں میں سے تھے۔ کدیمی وغیرہ سے روایت کی ہے' ان کے ساتھ یہ عجیب بات پیش آئی کہ انہوں نے ایک عورت سے شادی کی' جب اسے ان کے پاس لایا گیا تو یہ بیٹھے ہوئے حدیثیں لکھ رہے تھے' یہ دیکھ کر اس عورت کی ماں ان کے پاس آئی اور ان کی دوات لے کر پھینک دی' اور کہا یہ تو میری لڑکی کے لیے سوکنوں سے بھی بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ ترانوے برس کی عمر پا کر اس سال ان کا انتقال ہوا۔ یہ کمزور روایتیں بھی بیان کیا کرتے تھے۔

کافور بن عبداللہ الاخشیدی:

جو سلطان محمد بن طغج کا غلام تھا' جسے صرف اٹھارہ دینار کے عوض کسی مصری سے خریدا تھا' پھر اسے پاس بلایا اور رتبہ بڑھایا

یہاں تک کہ تمام غلاموں سے اسے چن لیا اور اپنا مخصوص بنالیا' پھر اپنی بادشاہت کے زمانہ میں اسے اپنے والدین کا اتالیق مقرر کر دیا۔ ان دونوں کی وفات کے بعد پچپن برس کی عمر میں تمام امور کا مستقل ذمہ دار بن گیا اور اسی کے نام سے حکومت قائم ہو گئی' اس طرح مصری' شامی اور حجازی شہروں میں منبروں پر اس کا نام خطبہ میں لیا جانے لگا۔ یہ بڑا فرمانروا' بہادر' ذہین اور اچھی سیرتوں کا مالک تھا' بہت سے شعراء نے اس کی مدح سرائی کی ہے جن میں متنبی بھی ہے' اس مدح سرائی سے اسے بڑی رقم ملی تھی' مگر کسی بات پر اس بادشاہ سے ناراض ہو کر اس کی ہجو کرتا ہوا اس کے پاس سے نکل گیا۔ اور عضدالدولہ کے دربار میں پہنچ گیا اور یہ کافور اپنی مشہور قبر میں دفن کیا گیا' اس کے بعد اس کی حکومت کی باگ ڈور ابوالحسن علی بن الاخشید نے سنبھالی اور اس سے مصری علاقوں میں فاطمین مدعیین نے لے لی' جیسا کہ عنقریب بیان ہوگا' کافور نے صرف دو برس تین مہینے بادشاہت کی۔

واقعات ــــ ۳۵۸ھ

حسب سابق اس سال بھی روافض نے عاشورہ محرم میں تعزیہ داری اور نوحہ وغیرہ کے کام کیے' اور یوم خم میں بھرپور خوشیوں کا مظاہرہ کیا۔ اس سال بھی غلہ کی سخت گرانی رہی یہاں تک کہ بازار سے روٹی تقریباً ناپید ہوگئی' اور سب بھوکے مرنے کے قریب ہو گئے' اس سال رومیوں نے ملک میں زبردست فساد پھیلایا' حمص میں آگ لگا دی اور زبردست فساد برپا کر دیا تقریباً ایک لاکھ مسلمانوں کو قیدی بنا کر لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال ابوالحسین جوہر القائد الرومی سترھویں شعبان منگل کے دن المعز الفاطمی کی جانب سے ایک بہت بڑا لشکر لے کر مصر کے علاقوں میں داخل ہوا' مصری تمام علاقوں کے تمام منبروں پر خطبوں کے دوران جمعہ کے دن اور دوسرے معاملات میں بھی المعز الفاطمی کا نام لیا گیا اور جامع مسجد کے مؤذنوں کو جوہر نے یہ حکم دیا کہ وہ اذانوں میں حی علی خیر العمل بولا کریں اور یہ کہ تمام ائمہ کرام پہلے سلام کو بآواز بلند کہیں' یہ باتیں اس لیے ہوئیں کہ کافور کے انتقال کے بعد ایسا کوئی شخص ان میں نہیں بچا تھا جسے لوگ دل سے مانتے ہوں' پھر ان میں سخت گرانی مسلسل رہنے کی وجہ سے وہ سب انتہائی کمزور بھی ہو چکے تھے' اس لیے جب المعز کو ان باتوں کی اطلاع ہوئی تو موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس نے اس جوہر کو ان کے پاس بھیجا تھا' جو کہ اس کے باپ المنصور کا غلام تھا' اور وہ ایک لشکر لے کر مصر پہنچا' جب یہ خبر کافور کو ملی تو وہ جوہر کے وہاں آنے سے پہلے ہی اپنے لشکر کو لے کر بھاگ گیا' اس طرح جوہر وہاں پورے اطمینان کے ساتھ کسی بھی قسم کی لڑائی یا مقابلہ کے بغیر ہی داخل ہو گیا' اور وہ کام کیے جو ہم نے پہلے ذکر کر دیے ہیں۔

اسی سال اس جوہر القائد نے ایک شہر القاہرہ المعزیہ کے بنانے کی بنیاد ڈالی۔ اس کے پاس ہی دو محلات بھی بنوانے شروع کیے' جن کا ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ اور مسلمانوں کی امامت کی ذمہ داریاں العز الفاطمی کے خاندان میں آ گئیں۔ اسی موقع پر جوہر نے جعفر بن فلاح کو ایک بڑا لشکر دے کر شام کی طرف بھیج دیا' تو اس نے وہاں کے لوگوں سے زبردست لڑائی کی'

دمشق میں شریف ابوالقاسم بن یعلی الہاشمی کا دور دورہ تھا اور وہی سب کے لیڈر بھی تھے' زمانہ دراز تک عباسیوں سے اس جعفر کا مقابلہ ہوتا رہا' یہاں تک کہ المعز ہی کا نام دمشق کی مسجد کے خطبوں میں لیا جانے لگا اور اس الشریف نے القاسم' اسی طرح الحسن بن طغج کو بھی ایک جماعت نے ساتھ گرفتار کر کے مصر لے گئے' جوہرالقائد نے ان تمام لوگوں کو معز کے پاس افریقہ میں بھیج دیا۔ اس طرح فاطمیوں کی حکومت ۳۶۰ ہجری میں دمشق میں جڑ پکڑ گئی' جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ وہاں اور اس کے آس پاس تمام علاقوں میں حی علی خیر العمل کی ندا سو برس تک دی جاتی رہی اور تمام جامع مسجدوں اور دوسری مسجدوں کے دروازوں پر شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہما) کے ناموں کے ساتھ لعنت الشیخین لکھا رہنے لگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہاں تک کہ نورالدین الشہید اور سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان ترکیوں اور کردیوں کی حکومت ختم کر دی' جس کا بیان عنقریب آتا ہے۔

اسی سال رومی جب حمص میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں کے اکثر باشندے اس علاقہ کو چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ چلے گئے ہیں' اس لیے ان علاقوں میں انہوں نے آگ لگا دی اور باقی جتنے وہاں اور اس کے آس پاس انسان تھے سب کو' جو تقریباً ایک لاکھ تھے قیدی بنا کر لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال ماہ ذی الحجہ میں عزالدولہ نے اپنے والد معزالدولہ بن بویہ کی نعش کو اپنے گھر سے نکال کر مقابر قریش میں دفن کر دیا۔

واقعات ــــ ۳۵۹ھ

اس سال بھی ماہ محرم میں حسب سابق رافضیوں نے بدعت کے کام کیے' چنانچہ بازار بند کروائے' اداروں میں چھٹیاں دلوائیں' عورتیں چہرے کھول کر ننگے پیر چل کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرتی ہوئی چہرے پر طمانچے مارتی ہوئی نکلیں' اس صورت سے کہ بازاروں میں جگہ جگہ ٹاپ کے ایسے ٹکڑے لٹکا دیئے گئے تھے' جن میں بھوسے بھرے ہوئے تھے۔

اسی سال رومی انطاکیہ میں داخل ہوئے' اور وہاں کے تمام بوڑھے بوڑھیوں کو قتل کر دیا' اور لڑکوں اور بچوں کو جو تقریباً بیس ہزار تھے سب کو قیدی بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ساری آفتیں رومی بادشاہ نقفور کی کوشش کا نتیجہ تھیں۔ لعنۃ اللہ علیہ۔ اور ان کی اصل خرابی رافضی بادشاہوں سے پیدا ہوئی' جنہوں نے ان علاقوں پر چڑھائیاں کر کے وہاں فتنے اور فساد برپا کر دیئے تھے' اللہ ان کا حشر برا کرے۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ یہ رومی شہنشاہ سرکشی اور ظلم وزیادتی میں حد سے آگے بڑھ گیا تھا' اس خبیث نے ایک ایسی عورت سے شادی کر لی تھی جس کے پہلے شوہر سے دو لڑکے تھے اور وہ شوہر اس سے پہلے بادشاہ بھی تھا' اس رومی بادشاہ نے دل میں یہ طے کر لیا کہ ان دونوں لڑکوں کو خصی بنا کر گرجا خانے میں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ آئندہ کبھی اس کی بادشاہت میں حصہ داری کا دعویٰ نہ کر سکے۔ لیکن جب ان دونوں کی ماں اس موجودہ بادشاہ کی بیوی نے اس کے چھپے ہوئے ارادہ کو بھانپ لیا تو

اس کی دشمن ہوگئی' اور اس کے خلاف حکام کو مقرر کر دیا جنہوں نے اسے سوتے ہوئے میں قتل کر دیا اور اس کے بعد ان دونوں لڑکوں میں سے بڑے کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

اس سال ماہ ربیع الاوّل میں ابوبکر احمد بن سیار نوان نے عہدۂ قضا سے معزول کر کے ابومحمد بن معروف کو دوبارہ ان کے سابق عہدہ پر بحال کر دیا گیا۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال دجلہ کا پانی بہت کم ہوگیا تھا' یہاں تک کہ کنوؤں کا پانی بھی خشک ہوگیا تھا۔

اس سال الشریف ابواحمد النقیب نے لوگوں کو حج کرایا۔

ماہ ذی الحجہ میں ایک تارہ ٹوٹ کر ایسا گرا تھا کہ اس سے سارا علاقہ بالکل روشن ہوگیا' یہاں تک کہ سورج جیسی روشنی ہو گئی تھی' بعد میں اس سے ایک زبردست دھماکہ کی آواز پیدا ہوئی۔

ابن اثیر نے کہا ہے کہ اس سال ماہِ محرم میں دمشق کے اندر معز فاطمی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا' جعفر بن فلاح کے حکم سے جسے جوہر قائد نے مصر پر قبضہ کر لینے کے بعد یہاں بھیجا تھا' پھر ابومحمد الحسن بن عبداللہ بن طغج نے رملہ میں اس سے مقابلہ کیا' بالآخر ابن فلاح اس پر غالب آ گیا' اور اسے مقید کر کے جوہر کے پاس بھیج دیا۔ اس نے اسے معز کے پاس افریقہ میں بھیج دیا۔

اس سال ناصر الدولہ بن حمدان اور اس کے بیٹے ابوتغلب کے درمیان نفرت بڑھ گئی' اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب معز الدولہ بن بویہ کا انتقال ہوگیا تو ابوتغلب اور اس کے گھر والوں میں سے اس کے ماننے والوں نے بغداد پر حملہ کر لینے کا ارادہ کیا' تو ان کے باپ ناصر الدولہ نے ان سے کہا کہ معز الدولہ نے اپنے بیٹے عز الدولہ کے لیے بے حساب دولت چھوڑی' اس لیے تم لوگ فی الحال اس پر حملہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے' یہاں تک کہ دولت اس کے قبضہ سے ختم ہو جائے۔ ابھی کچھ اور انتظار کرو یہاں تک کہ وہ اپنی ساری دولت گنوا دے کیونکہ وہ ویسے بھی ناتجربہ کار اور فضول خرچ ہے' جب اس کی دولت ختم ہو جائے گی اس وقت تم اس پر حملہ کر کے کامیاب ہو جاؤ' مگر باپ کی اس نصیحت سے ان لوگوں کو بالخصوص ابوتغلب کو سخت ناگواری ہوئی اور اپنے باپ کو ہمیشہ کے لیے قید خانہ میں ڈال دیا۔ اس طرح اس کے دوسرے بھائیوں سے آپس میں ان بن ہوگئی' اور یہ کئی جماعتوں میں بٹ گئے' اور ان میں بہت ہی کمزوری آ گئی۔ اس لیے ابوتغلب نے عز الدولہ سے موصل کے علاقہ کے لیے سالانہ دس لاکھ دینار دینے پر رضامندی اور ضمانت حاصل کر لی۔ اس طرح ابوتغلب کو موصل کی مستقل حکومت مل گئی۔ البتہ وہ لوگ ہمیشہ آپس میں برسر پیکار رہے۔ اسی سال شاہِ روم نے طرابلس میں داخل ہو کر وہاں کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا اور اکثر علاقہ کو جلا دیا۔ طرابلس کے شاہ کو وہاں کے تمام باشندوں نے اس کے ظلم سے عاجز ہو کر متفقہ طور پر وہاں سے نکال دیا تھا' پھر رومی نے اسے اپنا قیدی بنالیا اور اس کے سارے مال اور ساری جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا' جس کی مالیت بے شمار تھی' پھر وہ لوگ ساحلی علاقوں کی طرف متوجہ ہوئے اور دیہاتوں کو چھوڑ کر اٹھارہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اس وقت ان کے ہاتھوں پر بہت سے لوگوں نے مذہب عیسائیت قبول کر لیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر حمص کی طرف وہ لوگ گئے' اور وہاں بھی علاقوں کو آگ لگائی' ان کے مال لوٹے اور ان لوگوں کو قیدی بنا لیا۔ شاہِ

روم نے وہاں دو مہینے رہ کر ان علاقوں سے جتنا مال لے سکتا تھا لیا اور جتنوں کو قیدی بنا سکتا تھا بنایا' لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت بیٹھ گئی تھی' وہاں سے رخصت ہوتے وقت اپنے ساتھ تمام قیدیوں کو لے گیا' جن میں تقریباً ایک لاکھ بچے اور بچیاں تھیں' اپنے علاقوں میں اس کے لوٹنے کی وجہ یہ ہوئی کہ لشکر میں بیماری پھیل گئی تھی اور ان لوگوں کو اپنے بال بچوں سے ملنے کی خواہش بہت بڑھ گئی تھی' اس کے بعد فوجیوں کی ایک جماعت جزیروں کی طرف بھیج دی' جنہوں نے وہاں پہنچ کر لوٹ مار کی اور لوگوں کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ لیتے آئے' سیف الدولہ کے غلام قرعویہ نے حلب پر قابض ہو کر وہاں سے اپنے استاد شریف کے لڑکے کو نکال باہر کیا' تو وہاں سے نکل کر اس کے آس پاس گیا' وہ علاقہ بھی اسی کے قبضہ میں تھا' اس لیے وہاں کے باشندوں نے بھی اسے داخل نہیں ہونے دیا۔ لہٰذا اب وہ میافارقین چلا گیا' جہاں اس کی ماں سعید بن حمدان کی بیٹی رہتی تھیں' وہاں کچھ دن رہ کر اس کے آس پاس کے علاقوں میں جا کر ان پر قبضہ کر لیا۔ پھر دو سال بعد حلب چلا گیا جیسا کہ عنقریب بیان کیا جائے گا۔

اس سال رومیوں نے جب شام میں بربادیاں کر لیں تو قرعویہ نے حلب سے اس کی خوشامدیں کیں اور رشوتوں میں ان کے پاس بہت سے مال اور تحفے بھیجے' پھر وہ لوگ انطاکیہ چلے گئے' اور اس پر قبضہ کر کے وہاں کے بے شمار آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر لے گئے' اس کے بعد جب یہ حلب میں گئے' تو وہاں دیکھا کہ ابو المعالی شریف قرعویہ کو گھیرے ہوئے تھے' مگر ان کے پہنچتے ہی وہ لوگ ڈر کر وہاں سے بھاگ نکلے' تو ان رومیوں نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا' اور بہت آسانی سے اس پر پورا قبضہ کر لیا' البتہ وہ لوگ اپنے قلعہ میں بند ہو گئے' اس لیے ان کو پورا نقصان نہ پہنچا سکے۔ بالآخر قرعویہ نے ان لوگوں سے اس شرط پر مصالحت کر لی کہ وہ سالانہ ہدیہ اور تحفہ مقررہ ان کے پاس بھیج دیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ لوگ شہر چھوڑ کر وہاں سے لوٹ آئے۔

اس سال جبکہ معز فاطمی افریقہ میں تھا' اس کے مقابلہ میں ایک شخص نمودار ہوا جس کا نام ابوخزر تھا' اسے جب خبر ملی تو وہ خود اپنے لشکر سمیت اس کے مقابلہ میں آیا اور اسے نکال باہر کیا' اور خود لوٹ آیا۔ اس کے بعد اس شخص نے اس سے امان چاہی تو اس نے درخواست قبول کر لی اور پہلی غلطیوں سے درگزر کیا' اس وقت جوہر کی طرف سے ایک شخص فتح مصر کی خوشخبری لے کر اس کے پاس آیا اور وہاں جانے کی دعوت دی' یہ سن کر اسے بہت خوشی ہوئی اور شعراء نے اس موقع پر اشعار میں اسکی مدح خوانی کی' ان شعراء میں محمد بن حانی نے بھی ایک قصیدہ کہا' جس کا پہلا شعر یہ ہے:

یقول بنی العباس قد فتحت مصرُ فـقـل لبنی العباسِ قد قضی الامر

ترجمہ: بنو العباس یہ خوشخبری دے رہے ہیں کہ مصر فتح کر لیا گیا ہے' تم ان بنو العباس کو کہہ دو کہ اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

اس سال بغداد کے بادشاہ عز الدولہ نے عمران بن شاہین الصیاد کے محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکا اس لیے مصالحت کر کے وہ بغداد لوٹ آیا۔

اسی سال قرعویہ نے اس کا نام خطبہ میں لیا اور دوسرے تمام معاملات میں بھی معز فاطمی کا نام لیا جانے لگا۔ یہی حال حمص اور دمشق کا بھی ہوا' مکہ معظمہ میں المطیع للہ اور قرامطہ کا نام لیا جاتا تا' لیکن مدینہ منورہ میں معز الفاطمی کا اور اس کے باہر کے علاقوں

میں ابواحمد الموسوی نے المطیع للہ کا نام لیا۔

ابن الاثیر نے بیان کیا ہے کہ اسی سال نقفور کی موت ہوگئی تھی' اس کے بعد روم کی بادشاہت اس بادشاہ کے لڑکے کو مل گئی' جو اس سے پہلے بادشاہ تھا' اور اسے دمستق کہا جاتا تھا' وہ مسلمانوں کی اولاد میں سے تھا' اس کا باپ طرسوس کا تھا' اور وہ دیندار مسلمانوں میں سے تھا' جو ابن الفقاس کے نام سے مشہور تھا' لیکن اس کا یہ بڑا لڑکا نصرانی ہوگیا تھا' اور نصاریٰ میں اسے مقبولیت حاصل ہوگئی تھی' اس لیے اس کا مقام بہت اونچا ہوگیا تھا۔ یہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن تھا' اسی لیے اس نے مسلمانوں سے بہت سے شہر اور علاقے طاقت سے چھین لیے تھے' جن میں سے چند یہ ہیں: طرسوس' الاذنہ' عین ذربہ اور مصیصہ وغیرہ۔ اور اتنے مسلمانوں کو قتل بھی کیا تھا' جن کی تعداد خدا کے سوا کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہوسکی۔ اسی طرح اتنی زیادہ تعداد کو قید بھی کیا جسے صرف خدا جانتا ہے۔ جن میں اکثر اپنا مذہب بدل کر نصرانی ہو گئے تھے' یہی وہ شخص ہے جس نے قصیدۂ ارمنیہ المطیع للہ کو بھیجا تھا' جیسا کہ گزر چکا ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

محمد بن احمد بن الحسین:

بن اسحاق بن ابراہیم بن عبداللہ ابوعلی الصواف۔ انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ اور ان جیسے لوگوں سے روایت کی اور ان سے بھی بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے' جن میں دارقطنی بھی ہیں اور یہ کہا ہے کہ میری آنکھوں نے ان جیسا مصنف اور دیندار آدمی نہیں دیکھا ہے' نواسی برس کی عمر پاکر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

محارب بن محمد بن محاربؒ:

ابوالعلاء الفقیہ الشافعیؒ جو محارب بن دثار کی اولاد میں سے تھے' ثقہ اور عالم تھے' انہوں نے جعفر فریابی وغیرہ سے روایت کی ہے۔

ابوالحسین احمد بن محمد:

یہ ابن القطان سے مشہور ہیں' یہ شافعی المذہب لوگوں کے امام تھے' ابن سریج سے فقہ کی تعلیم حاصل کی' پھر شیخ ابواسحاق الشیرازی سے علم حاصل کیا۔ ابوالقاسم الداران کی وفات کے بعد اپنے مسلک کے سب سے بڑے رئیس ہوئے' اصول الفقہ اور اس کے فروع کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے' یہ بغداد سے شیراز کی طرف گئے تھے' وہیں لوگوں کو سبق دیا' اور بہت سی کتابیں تصنیف کی۔ سالِ رواں کے ماہ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۳۶۰ھ

اس سال بھی حسب دستور سابق عاشوراء محرم کے موقع پر رافضیوں نے بدعت کے کام کیے' ماہ ذی القعدہ میں قرامطیوں نے دمشق پر قبضہ کیا اور وہاں کے نائب حاکم جعفر بن فلاح کو قتل کر دیا۔ اس وقت قرامطیوں کا رئیس اور ان کا امیر حسین بن احمد بن بہرام تھا۔ عزالدولہ نے اس کے پاس بغداد سے ہتھیار اور فوج بھیج کر اس کی مدد کی' پھر یہ لوگ رملہ گئے۔ اور اس پر قبضہ کیا' جتنے مغاربہ وہاں تھے' سب کو قید خانہ میں بند کر دیا۔ اس کے بعد یہ قرامطی ان لوگوں کو محاصرہ میں رکھنے کے لیے اپنے کچھ آدمیوں کو وہاں چھوڑ کر بہت سے بدوؤں' اخشیدیہ اور کافوریہ کو ساتھ لے کر قاہرہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں عین شمس میں پہنچ کر وہاں کے باشندوں اور جوہر قائد کے لشکر سے زبردست قتال کیا' آخر میں ان قرامطیوں کو ہی کامیابی ہوئی اور مغاربہ کو زبردست حصار میں لے لیا' پھر ایک دن موقع پا کر ان مغاربہ نے ان قرامطیوں کے میمنہ پر حملہ کر کے ان کو زبردست شکست دی' تو وہ قرامطی شام کی طرف لوٹ آئے' اور یہاں آ کر باقی مغاربہ کے حصار کی کوشش بہت بڑھا دی' تو جوہر قائد نے اپنے لوگوں کی امداد کے لیے غلہ اور راشن کی پندرہ کشتیاں بھیج دیں' لیکن ان قرامطیوں نے سوائے دو کشتیوں کے بقیہ تمام پر قبضہ کر لیا اور ان دو کشتیوں کو افرنجیوں نے لے لیا۔ حالات میں کچھ اور بھی اتار چڑھاؤ آئے۔ اس موقع پر قرامطیوں کے امیر حسین بن احمد بن بہرام نے اشعار کہے۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ زعمتُ رجالُ الغرب انّی هبتها فدمی اذن ما بینهم مطلول

ترجمہ: مغاربہ نے گمان کیا کہ میں ان سے ڈر گیا ہوں' تو ایسی صورت میں میرا خون ان کے درمیان چھڑکا ہوا ہے۔

۲۔ یا مصر ان لم اسق ارضیك من دمٍ یروی ثراك فلا سقانی النیل

ترجمہ: اے مصر! اگر میں تیری زمین کو اپنے اتنے خون سے سیراب نہ کروں' جو تیری مٹی کو سیراب کر دے تو نیل بھی مجھے اپنا پانی نہ پلائے۔

اس سال ابو تغلب بن حمدان نے بختیار عزالدولہ کی ایسی لڑکی سے نکاح کیا جس کی عمر صرف تین برس کی تھی اور اس کا مہر ایک لاکھ دینار رکھا تھا' یہ نکاح سال رواں کے ماہ صفر میں ہوا تھا۔

اس سال مؤید الدولہ بن رکن الدولہ نے الصاحب ابو القاسم بن عباد کو اپنا وزیر بنایا تھا' جس نے اس کے سارے حالات درست کر دیئے اور اس کی حکومت کا انتظام بہت بہتر کر دیا۔

اس سال دمشق اور شام کے سارے علاقوں میں اذان کے دوران حی علیٰ خیر العمل کا جملہ بڑھا دیا گیا۔ ابن عساکر نے جعفر بن فلاح کے حالات میں جو کہ دمشق کا نائب حاکم تھا' اور یہی شخص فاطمیوں کی طرف سے سب سے پہلے وہاں کا امیر بنایا

گیا تھا بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابو محمد الافاقی نے بیان کیا ہے کہ ابو عمر احمد بن محمد بن شرام نے بیان کیا ہے کہ سن تین سو ساٹھ ہجری کے پانچویں ماہ صفر جمعرات کے دن دمشق کی جامع مسجد اور اس کے علاوہ شہر کی دوسری اذان گاہوں اور تمام مسجدوں میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کے کہنے کا اضافہ کر دیا گیا۔ اس کام کے لیے ان لوگوں کو جعفر بن الفلاح نے حکم دیا اور کسی کو بھی اس کی مخالفت کی ہمت نہ ہوئی' ان کے لیے اس کی فرمانبرداری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ ماہِ جمادی الاخریٰ کی آٹھویں تاریخ جمعہ کے دن موذنوں کو حکم دیا گیا کہ اذان کے وقت اور اقامت میں اللہ اکبر صرف دو مرتبہ کہے جائیں اور اقامت میں بھی حی علی خیر العمل کا اضافہ کیا کریں۔ لوگوں کو اس حکم سے اگرچہ بہت تکلیف ہوئی مگر اللہ کے اس فیصلہ پر انہوں نے صبر کیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

سلیمان بن احمد بن ایوب:

ابو القاسم الطبرانی' الحافظ الکبیر' جو تینوں معجم یعنی المعجم الکبیر' المعجم الاوسط اور المعجم الصغیر کے مصنف ہیں' ان ہی کی یہ کتابیں بھی ہیں' کتاب السنۃ' کتاب مسند الشامیین' ان کے علاوہ اور بھی کئی مفید تصنیفات ہیں' ان کی عمر سو برس کی ہوئی تھی' اصبہان میں ان کی وفات ہوئی' اور اس شہر کے دروازے پر حمۃ الصحابی کی قبر کے پاس ہی مدفون ہیں' یہ باتیں ابو الفرج ابن الجوزی نے کہی ہیں۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار شیوخ سے روایتیں سنی ہیں' اور یہ بھی کہا ہے کہ ان کی وفات سالِ رواں میں ماہِ ذی القعدہ کی اٹھائیسویں تاریخ ہفتہ کے دن ہوئی ہے۔ اور یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ماہِ شوال میں وفات ہوئی۔

ولادت سن دو سو ساٹھ ہجری میں ہوئی' وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ایک سو سال کی ہو گئی تھی۔

الرفا الشاعر' احمد بن السری ابو الحسن:

الکندی الرفا الشاعر الموصلی۔ ابن اثیر نے ان کی تاریخ وفات سال رواں بیان کی ہے بغداد میں وفات پائی۔ لیکن ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سن تین سو باسٹھ میں وفات پائی ہے' جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

محمد بن جعفر:

بن محمد بن الہیثم بن عمران بن یزید ابو بکر بن المنذر' ان کی اصل انباری ہے۔ احمد بن خلیل بن البرجلانی' محمد بن العوام الریاحی' جعفر بن محمد الصائغ اور ابو اسماعیل الترمذی سے حدیثیں سنیں' الجوزی نے کہا ہے کہ ان لوگوں سے روایت کرنے والوں میں سب سے آخری یہی ہیں۔ لوگوں نے کہا ہے کہ ان کے اصول عمدہ اور ان کا سماع بالکل صحیح تھا' ان سے ابو عمرو البصری نے احادیث کا انتخاب کیا ہے' عاشوراء کے دن ان کا اچانک انتقال ہو گیا' اس وقت ان کی عمر نوے برس سے زائد تھی۔

محمد بن الحسن بن عبد اللہ:

ابو بکر الآجری انہوں نے جعفر فریابی' ابو شعیب الحرانی اور ابو مسلم الکجی کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں'

یہ ثقہ، سچے اور دیندار تھے، بہت سی مفید کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ ان میں سے ایک الاربعون الآخر یہ بھی ہے۔ یہ ان تین سو میں سے پہلے بغداد آئے، پھر وہاں سے مکہ مکرمہ چلے گئے اور وہیں مستقلاً تیس سال تک زندگی گزار کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

محمد بن جعفر بن محمد:

ابوعمرو الزاہد بہت سی روایتیں کی ہیں اور دُور دُور تک بہت سے علاقوں کا سفر کیا ہے، جہاں بڑے بڑے حفاظ سے روایتیں سنیں، فقر کو پسند کرتے، تھوڑی آمدنی سے زندگی بسر کرتے، فقیروں کی قبروں پر دودھ کا چھڑکاؤ کرتے، روٹی اور گاجر یا پیاز سے پیٹ بھرتے، ساری رات عبادت میں مشغول رہتے، پچانوے برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ جمادی الآخرہ میں وفات پائی۔

محمد بن داؤد ابوبکر الصوفی:

جو الدقی کے نام سے مشہور تھے، ان کے آباء دینور کے تھے مگر انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، پھر اسے چھوڑ کر دمشق کو اپنا مسکن بنایا، ابن مجاہد سے پڑھنا سیکھا، اور محمد بن الجعفر الخرائطی سے حدیث سنی، ابن الجلاء اور الدقاق کے شاگرد تھے، ایک سو سال سے زائد عمر پا کر سالِ رواں میں وفات پائی۔

محمد بن الفرحانی:

بن زردیہ المروزی الطبیب، بغداد میں جا کر اپنے والد کے نام سے منکر حدیثیں بیان کرتے، جنید اور ابن المرزوق سے بھی روایتیں بیان کرتے، ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ان کے اندر خوش طبعی اور ذہانت بھری ہوئی تھی، لیکن لوگ ان پر وضع حدیث کا الزام رکھتے تھے۔

احمد بن الفتح:

ان کو ابن ابی الفتح الخاقانی اور ابوالعباس النجاد بھی کہا جاتا، دمشق کی جامع مسجد کے امام تھے، ابن عساکر نے کہا ہے کہ یہ بہت عابد اور صالح تھے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ ان کے پاس ان کی ملاقات کو آئے تو ان سے کسی درد کی وجہ سے آہ آہ کرنے کی آواز سنی، اس پر لوگوں نے ان کے سامنے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو اللہ کے ناموں میں سے ہے جس سے عالم بالا میں راحت حاصل کی جائے گی، یہ سن کر ان لوگوں کی نظروں میں ان کی عظمت بڑھ گئی اور انہیں ایک نئی تحقیق ملی، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے یہ قابل قبول نہیں ہے۔ بلکہ اسمائے الٰہی تو توفیقی اور سماعی ہیں اور خبر نقل صحیح کے قابل قبول نہیں ہوتے، یہی مسلک صحیح ہے۔

واقعات ـــ ۳۶۱ھ

اس سال بھی رافضیوں نے حسب سابق عاشوراء محرم میں تعزیہ داری وغیرہ بدعتی کام کیے' ماہ محرم میں رومیوں نے جزیرہ اور دیار بکر پر حملے کر کے بہت سے رہا والوں کو قتل کیا اور شہروں میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کرتے قیدی بناتے اور غنیمت کے مال جمع کرتے ہوئے نصیبین تک پہنچ گئے' اور وہاں بھی یہ سب کام کیے' اور ابوتغلب بن حمدان جو وہاں کا منتظم تھا' اس نے ان لوگوں کی نہ کچھ مدد کی اور نہ دشمنوں کا کچھ مقابلہ کیا اور نہ قوت تھی' اس پریشانی میں جزیرہ والے بغداد چلے گئے' اور چاہا کہ وہاں براہِ راست خلیفہ المطیع للہ اور اس کے مددگار کے دربار میں پہنچ کر ان سے مدد چاہیں' اور ان کے پاس کچھ چیخ و پکار کریں۔ اس موقع پر بغداد والوں نے ان کی کچھ غمخواری کی اور ان کے ساتھ خلیفہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کی' لیکن وہاں تک ان کی رسائی نہ ہو سکی' اس وقت بختیار بن معز الدولہ شکار کھیلنے میں مصروف تھا' اسے آدمیوں کی معرفت خبر پہنچائی گئی' اس وقت حاجب سبکتگین کے ذریعہ ان کو منتشر کرا دیا' یہ دیکھ کر عوام کی بڑی جماعت نے خود اپنا سامان تیار کیا اور تغلب کو لکھا کہ وہ ان لوگوں کے لیے خوراک اور رہائش کا انتظام کر کے رکھے' یہ سن کر اس نے بہت ہی خوشی کا اظہار کیا' لیکن جب یہ عوام جہاد کی نیت سے نکلنے لگے اتفاق سے ان میں شیعی اور سنی کا مذہبی اختلاف زبردست بھڑک گیا' اور ان سنیوں نے روافض کے گھروں میں کرخ کے علاقہ میں آگ لگا دی۔ اور لٹیرے بغداد کے علاقہ میں لوگوں کے مال لوٹنے لگے' اور نقیب ابواحمد الموسوی اور وزیر ابوالفضل الشیرازی کے درمیان اختلاف بڑھ گیا' اس وقت بختیار بن معز الدولہ نے خلیفہ سے مالی مدد کی درخواست کی تاکہ اس غزوہ میں اس سے کچھ تقویت حاصل ہو' تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر میرے پاس خراج کا مال آتا تو میں اس سے مسلمانوں کی مدد کرتا' لیکن تم مسلمانوں سے مال وصول کر کے بالکل بے موقع خرچ کرتے ہو۔ اور میرے پاس کچھ ہے نہیں کہ اس سے میں اس وقت تم لوگوں کی مدد کر سکوں' اس طرح بار ہا ان میں خط و کتابت کا تبادلہ ہوتا رہا یہاں تک کہ بختیار نے خلیفہ کے خلاف سخت جملے کہنے شروع کیے' پھر دھمکیاں بھی دینے لگا' اس لیے خلیفہ نے مناسب سمجھا کہ ان کے لیے کچھ رقم کا انتظام کر دیا جائے اس لیے اس نے اپنے بدن کے کچھ استعمالی کپڑے اور کچھ گھر کے سامان اور گھر کی کچھ چھتوں کو توڑ کر ان کو فروخت کیا تو اسے لاکھ درہم حاصل ہوئے اور بختیار کو دے دیئے' بختیار نے یہ ساری رقم اپنی ضرورتوں میں خرچ کر دی اور ان غازیوں کو بالکل نظر انداز کر دیا' ان باتوں سے عوام کو خلیفہ سے ہمدردی ہوئی' اور ابن بویہ رافضی کی اس حرکت سے ان کی بہت رنجش ہوئی کہ خلیفہ سے رقم بھی وصول کر لی اور جہاد کو نظر انداز کر دیا۔ اس لیے اللہ اس کو مسلمانوں کی طرف سے سزا دے۔

اس سال ابوتغلب بن حمدان نے قلعہ ماردین پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے وہاں کی ساری آمدنی موصل کی طرف بھیجی جانے لگی۔

اسی سال امیر منصور بن نوح السامانی خراسان کے حاکم اور رکن الدولہ بن بویہ اور اس کے بیٹے عضد الدولہ نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ یہ دونوں اسے سالانہ ڈیڑھ لاکھ دینار دیا کریں گے اور رکن الدولہ کی لڑکی سے شادی کر لی‘ اس طرح اس نے پاس بے حد وحساب ہدایا اور تحائف بھیجے گئے۔

اس سال معز الفاطمی شوال کے مہینے میں اپنے اہل وعیال‘ موافقین اور لشکر کو لے کر مغربی شہروں کے شہر منصورہ سے نکل کر مصری علاقوں کی طرف جانے کے لیے نکلا‘ اس سے پہلے ہی اس کے غلام جوہر نے وہاں اس کے لیے مکمل انتظام کر لیا تھا‘ خاص کر دو قلعے بھی بنوا لیے تھے‘ وہاں سے نکلنے سے پہلے معز الدولہ نے مغربی شہروں اس کے آس پاس کے علاقوں اور صقلیہ اور اس کے تمام علاقوں پر مختلف لوگوں کو اپنا قائم مقام بنا دیا تھا‘ اور اپنے ساتھ اپنا مخصوص شاعر محمد بن ہانی الاندلسی کو بھی ساتھ لیا تھا‘ لیکن راستہ ہی میں اس کی وفات ہو گئی‘ معز کا قاہرہ کی طرف کا سفر سال آئندہ کے ماہِ رمضان میں ہوا‘ جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال ان مشہور لوگوں نے وفات پائی:

سعید بن ابی سعید الجنابی:

ابو القاسم القرمطی الہجری‘ ان کے بعد ان کے کاموں کی ذمہ داری ان کے بھائی ابو یعقوب یوسف نے سنبھالی اور ابو سعید کے نسب سے اس کے سوا اور کوئی باقی نہ رہا۔

عثمان بن عمر بن خفیف:

ابو عمر المقری جو الدراج کے نام سے مشہور ہیں‘ ابو بکر بن ابی داؤد سے روایت حدیث کی اور ان سے ابن زرقویہ نے روایت کی ہے‘ فن قراءت کے بڑے ماہروں میں سے تھے‘ اسی طرح فن فقہ‘ سمجھ بوجھ‘ دینداری اور اچھی سیرت کے مالک تھے‘ ابدال میں شمار کیے جاتے تھے‘ اسی سال ماہِ رمضان میں جمعہ کے دن ان کا انتقال ہوا۔

علی بن اسحاق بن خلف:

ابو الحسین القطان الشاعر جو المراہی کے نام سے مشہور ہیں۔

ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ قم فهن عاشقين اصبحا مصطبحين ، جمعًا بعد فراقٍ ، فجعا منه ببين

ترجمہ: اٹھو! کہ یہ دو عاشق ہیں‘ ایک ساتھ دونوں نے صبح کی‘ دونوں جدائیگی کے بعد ملے ہیں‘ اس جدائی سے دونوں گھبرائے ہیں۔

۲. ثم عادا في سرورٍ من صدود آمنين بهما روح ولكن ركبت في بدنين

ترجمہ: پھر دونوں خوشی کی طرف لوٹے ہیں روکاوٹوں سے امن کے ساتھ دونوں میں روح ہے لیکن وہ ایک روح دو قالب ہیں۔

احمد بن سہل.

بن شداد ابوبکر المحرقی انہوں نے ابوخلیفہ وجعفر الفریابی ابن ابی الفوارس اور ابن جریر وغیرہم سے روایتیں سنی ہیں اور ان سے دارقطنی ابن زرقویہ اور ابونعیم نے روایت کی ہے لیکن البرقانی اور ابن الجوزی وغیرہم نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

واقعات ــــ ۳۶۲ھ

اس سال بھی عاشورہ ماہِ محرم میں حسب دستور سابق مرثیہ تعزیہ ٹاٹ اور کمبل وغیرہ کا بازاروں میں لٹکانا اور بازاروں کا بند کرنا یہ سارے کام ہوئے۔

اس سال فقیہ ابوبکر رازی حنفی ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمانی اور ابن الدقاق الحنبلی سب نے متفقہ طور پر عزالدولہ بختیار بن بویہ سے ملاقات کے بعد اسے رومیوں سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ اس نے ایک بھاری لشکر ان رومیوں سے قتال کے لیے بھیجا اور اللہ نے ان لوگوں کو رومیوں کے مقابلہ میں فتح عظیم دی۔ ان کے بے حساب آدمیوں کو قتل کیا اور ان کے سروں کو بغداد بھیج دیا۔ یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں کے دلوں میں کچھ ٹھنڈک آئی۔

اسی سال رومی اپنے بادشاہ کی معیت میں آمد کے حصار کے لیے روانہ ہوئے اس وقت وہاں ابوالہیجاء بن حمدان کا غلام ہزرمرد کی نگرانی تھی اس لیے اس نے ابوتغلب کو خط لکھ کر اس کی مدد چاہی چنانچہ اس نے اپنے بھائی ابوالقاسم ھبۃ اللہ ناصرالدولہ بن حمدان کو اس کی مدد کے لیے بھیجا دونوں نے متفقہ طور پر ماہِ رمضان کے دنوں میں مقابلہ کیا ایسی تنگ جگہ میں جہاں گھوڑوں کو بھی لے جانے کا موقع نہ تھا بہرصورت ان رومیوں سے زبردست لڑائی ہوئی تو رومیوں نے بھاگنے کا ارادہ کر لیا لیکن وہ بھاگ نہ سکے اور لڑائی نے بھی بہت شدت اختیار کر لی۔ اسی طرح الدمستق شاہِ روم قید کر لیا گیا اور قید خانہ میں اسے ڈال دیا گیا وہ وہیں بیمار پڑ کر سال آئندہ اس کا انتقال ہو گیا اس موقع پر ابوتغلب نے بہت سے حکیموں کو اس کے علاج کے سلسلہ میں اکٹھا بھی کیا مگر ان سے بھی اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا اس سال بغداد کے علاقہ میں کرخ کو آگ لگا دی گئی جس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی شخص نے کسی عام انسان کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا اس بات پر عوام اور کچھ ترکیوں میں غصہ کی آگ بھڑک اٹھی جس سے ڈر کر وہ شخص ایک گھر میں گھس گیا مگر لوگوں نے اسے گھیر کر وہاں سے نکالا اور قتل کیا پھر جلا بھی دیا۔ اس واقعہ سے وزیر ابوالفضل شیرازی جسے سنیوں سے انتہائی نفرت تھی اور ان سے اسے سخت تعصب تھا اس نے اپنے حاجب کو کرخ والوں کی طرف بھیج کر ان کے گھروں میں آگ لگوا دی اس آگ سے بہت سے مکانات اور مال وغیرہ جل کر خاک ہو گئے جن میں تین سو دکانیں تینتیس مسجدیں سترہ ہزار انسان جل گئے اس وقت بختیار نے اسے عہدہ وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ پر محمد بن بقیہ کو بٹھا دیا اس طرزِ عمل سے لوگوں کو اس پر سخت تعجب ہوا کہ یہ شخص لوگوں کی نظروں میں انتہائی حقیر تھا اس کی کوئی عزت نہ تھی اس کا باپ ایک

دیہات ''کوثا'' کا کاشتکار تھا' اور عزالدولہ کے خادموں میں سے تھا' اور اس کے لیے کھانا لاکر دیا کرتا اور اپنے کندھے پر مشک سے معطر رومال اس کے ہاتھ پونچھنے کو لیے رہتا تھا۔ ایسے شخص کو وزارت کی کرسی پر بٹھا دیا گیا تھا' ان تمام باتوں کے باوجود یہ شخص اپنے ماتحت لوگوں کے مقابلہ میں لوگوں کے لیے بڑا ظالم تھا' اور اس کے زمانہ میں بغداد میں بدمعاشوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی تھی' اور معاملات میں فسادات زیادہ ہونے لگے تھے۔

اسی سال عزالدولہ اور اس کے حاجب سبکتگین کے درمیان اختلاف بہت بڑھ گیا تھا' مگر بعد میں ان دونوں کے درمیان فریب کے ساتھ مصالحت بھی ہوگئی تھی۔

اسی سال معز فاطمی مصری علاقوں میں گیا' اس کے ساتھ اس کے آبائی خاندان کے رشتہ دار بھی تھے' چنانچہ وہ ماہِ شعبان میں اسکندریہ پہنچا' وہاں مصر کے سربرآوردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا۔ اس موقع پر اس نے وہاں فی البدیہہ ایک بہت ہی فصیح و بلیغ خطبہ دیا' جس میں ان کی فضیلت اور شرافت کا ذکر کیا' حالانکہ ان باتوں میں وہ جھوٹ بھی بولا' چنانچہ اس نے یہ کہا کہ ہماری اور ہماری حکومت کی مدد سے اللہ تعالیٰ نے عوام کی فریادرسی کی ہے' مصر کے علاقہ کے قاضی نے جو اس کے ایک بغل میں بیٹھا ہوا تھا' بیان کیا ہے کہ اس معز نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم نے مجھ سے بڑھ کر کسی خلیفہ کو بہتر پایا ہے؟ میں نے کہا: ہاں' پھر کہا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کی قبر کی زیارت کی ہے' میں نے کہا: ہاں' پھر سوال کیا اور ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کی قبروں کی بھی زیارت کی ہے؟ وہ کہنے لگے کہ اس سوال پر میں متحیر ہوگیا کہ کیا جواب دوں۔ اتفاقاً اس کے بڑے بیٹے پر میری نظر پڑ گئی جو بڑوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا' تو میں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت میں مشغول رہنے کی وجہ سے ان دونوں کی طرف توجہ کرنے کا مجھے خیال نہ رہا۔ جیسا کہ اس مجلس میں آپ کی موجودگی کی وجہ سے میں ایسا مشغول ہوگیا کہ آپ کے بڑے صاحبزادے جو ولی عہد بھی ہیں ان کو میں سلام کرنا بھول گیا۔ یہ کہتے ہی میں اُٹھ کر اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا' پھر اپنی جگہ لوٹ آیا' اتنے میں مجلس برخواست ہوگئی' پھر وہ اسکندریہ سے مصر گیا اور وہاں رمضان کی پانچویں تاریخ کو داخل ہوگیا اور دونوں شاہی قلعوں میں جا کر ٹھہرا۔

کہا جاتا ہے کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو اپنے شاہی محل میں اللہ کے لیے سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہوا' اور یہ کارنامہ بھی اسی کی حکومت کا پہلا کارنامہ ہے جیسا کہ کافور الاخشیدی کی بیوی نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک یہودی کے پاس ایک ایسی قبا امانت کے طور پر رکھی جو سونے کے تار سے بنی گئی تھی' اور اس پر موتی ٹکے ہوئے تھے' مگر میرے مطالبہ پر اس نے صاف انکار کر دیا۔ تو میں نے معز سے اس کی شکایت کی' اس نے اسے بلوا کر دریافت کیا تو اس نے اس کے سامنے بھی صاف انکار کر دیا۔ اس وقت اس معز نے حکم دیا کہ اس کے گھر کی ساری زمین کھود کر دیکھا جائے کہ اس نے گھر میں کہاں پر کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی ہیں' چنانچہ کھودنے کے بعد زمین سے ایک گھڑا نکلا اس میں اس نے وہی قبا چھپا کر رکھ دی تھی۔ معز نے فوراً وہ جوں کا توں قبا اس عورت کے حوالہ کر دیا۔ اور مزید کچھ اور بھی دیا۔ اس معز نے قبا اس عورت کو دینے میں کسی طرح کی پس وپیش نہیں کی' تو عورت نے بھی اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے اسے قبول کرنے کی پیش کش کی مگر معز نے اس کے لینے سے صاف انکار کر کے قبا

عورت کو واپس کر دی۔ تمام لوگوں نے اس کی یہ بات بہت پسند کی اور سب خوش ہو گئے۔

ایسا اس لیے ہوا کہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو ایک فاجر شخص کے ہاتھوں بھی مضبوط کر سکتا ہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں:

السری بن احمد بن ابی السری:

ابوالحسن الکندی' الموصلی' الرفا' الشاعر' سیف الدولہ بن حمدان وغیرہ بادشاہوں اور حکام کے لیے اس نے بہت سے مدحیہ کلام کہے ہیں' یہ بغداد آ کر اسی سال انتقال کر گیا' اور دوسرے قول سن چوالیس' پینتالیس اور چھیالیس کے بھی ہیں' اس کے اور محمد بن سعید کے درمیان بہت دشمنی تھی' بلکہ اس پر یہ الزام بھی لگایا تھا کہ اس نے دوسرے کے اشعار چرائے ہیں' یہ بہترین گانے والا بھی تھا۔ کشاجم الشاعر کے دیوان کے طرز پر شعر کہتا اور گاتا تھا' اور کبھی کبھی خالدیین کے اشعار بھی اس میں ملا دیتا تھا' تاکہ اس کی ضخامت اور بھی بڑھ جائے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ اس السری الرفا الشاعر کا ایک بڑا اور عمدہ دیوان ہے اور اس کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

۱۔ یلقی الندی برقیق وجهٍ مسفرٍ فاذا التقی الجمعان عاد صفیقا

ترجمہ: وہ مجلس کا استقبال کرتا ہے خوشحال اور خوبصورت چہرہ کے ساتھ' لیکن ان سے ملاقات ہوتے ہی وہ بے حیا ہو جاتا ہے۔

۲۔ رحب المنازل ما اقام فان سری فی جحفل ترك القضاء مضیقا

ترجمہ: جب تک وہ موجود رہتا ہے مجلسیں وسیع رہتی ہیں مگر وہ جب سفر کرتا ہے ایک ایک بڑے لشکر کو لے کر تو وہاں کی فضا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے۔

محمد بن ھانی:

الاندلسی' الشاعر' المعز الفاطمی القیروان کے علاقہ سے مصر کی طرف آتے ہوئے اسے بھی ساتھ لایا تھا۔ لیکن راستہ میں ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اسے ماہِ رجب میں دریا کے کنارے مقتول پایا گیا۔ یہ بہترین نظم کہتا تھا۔ البتہ بہت سے علماء اسے مخلوق کی تعریف کرنے میں مبالغہ کرنے کی وجہ سے اس پر کافر ہونے کا حکم لگایا ہے' ان میں سے ایک شعر یہ ہے جو اس نے معز کی مدح کرتے ہوئے کہا ہے:

۱۔ ما شئت لا ما شاءت الاقدارُ فاحکُم فانت الواحد القهار

ترجمہ: تم نے جو چاہا وہی ہوا' قدرت نے جو چاہا وہ نہیں ہوا' اس لیے تم جو چاہو فیصلہ کر لو کہ تم ہی تنہا اور زبردست ہو۔

(۱) ونطا لمازا حمتْ تحت رکابه جبریلا

ترجمہ: بسا اوقات اس کی رکاب کے تحت میں نے جبریل سے بھی لڑائی کی ہے۔

اس لیے ابن الاثیر نے کہا ہے کہ میں نے ان اشعار کو اس کے اشعار میں اور اس کے دیوان میں نہیں پایا ہے۔

۲۔ حل بزیادۃ جل المسیح ‏ ‏ ‏ ‏ بهما وحل ادم و نوح

ترجمہ: اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا جس طرح مسیح (علیہ السلام) کا مرتبہ بڑھ گیا ہے اور جس طرح آدم (علیہ السلام) اور نوح (علیہ السلام) کا مرتبہ بڑھ گیا ہے۔

۳۔ جل بها الله ذو المعالی ‏ ‏ ‏ ‏ فكل شئ سواه ريح

ترجمہ: اس سے اللہ عزوجل کا مرتبہ بھی بلند ہو گیا ہے کیونکہ اس کے ماسوا تمام چیزیں ہوا ہیں۔

البتہ کچھ اس کے متعصبین نے اس کے کلاموں میں تاویل کر کے عذر بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر میں کہتا ہوں اگر یہ کلام واقعتہً اسی کا ہے تو اس کلام کی توجیہ اور عذر خواہی قابل قبول نہیں ہے۔ نہ آخرت کی زندگی میں اور نہ اس دنیاوی زندگی میں۔ اسی سال اس کا انتقال ہوا۔

ابراہیم بن محمد:

بن شجونہ بن عبداللہ المزکی' حافظوں میں سے ایک ہیں' حدیث اور اہلحدیث کی خدمت میں بہت زیادہ دولت خرچ کی ہے' اپنی روایت کردہ احادیث لوگوں کو سنائی ہیں' نیشاپور میں ان کی خاص مجلس حدیث منعقد کی جاتی' اس میں احادیث لکھوائی جاتیں' مشرق سے مغرب تک دور دور سفر کر کے بڑے بڑے محدثین سے حدیثیں سنی ہیں۔ ان کے مشائخ میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم بھی ہیں' ان کی حدیث کی مجلس میں بڑے بڑے محدثین شریک ہوا کرتے' جن میں ابوالعباس الاصم اور ان کے ہم مرتبہ محدثین بھی ہیں' سرسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی ہے۔

سعید بن القاسم بن خالد:

ابوعمرو البردعی' حفاظ میں سے ہیں ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

محمد بن الحسن بن کوثر:

بن علی ابوبکر البر بہاری' ابراہیم الحربی' تمام الباغندی الکدیمی وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے اور دارقطنی نے ان سے کچھ انتخاب کیا ہے اور کہا ہے کہ جتنی حدیثیں میں نے ان سے انتخاب کی ہیں' ان پر ہی اکتفا کر لو' کیونکہ انہوں نے ان کے بارے میں عیوب ظاہر کیے ہیں' کیونکہ یہ روایتوں میں خلط ملط کر دیا کرتے تھے' اور غفلت سے بھی کام لیتے' بعضوں نے تو ان پر کذب کا بھی الزام لگایا ہے۔

واقعات ــــ ۳۶۳ھ

اس سال بھی حسب معمول سابق عاشوراء محرم میں روافض نے من مانی حرکتیں کیں اور بدعت اور حرام کاموں کا ارتکاب کیا۔ اس سال بغداد میں سنیوں اور شیعوں کے درمیان فتنہ برپا ہوا۔ دونوں ہی فریق نے کم عقلی بلکہ انتہائی جہالت کا مظاہرہ کیا جو ہوش وحواس سے بہت دور تھا۔ اس طور پر کہ سنیوں نے ایک عورت کو سواری پر سوار کیا اور اس کا نام عائشہ رکھا' اور ایک مرد کا نام طلحہ اور دوسرے کا نام زبیر رکھا' اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم علی کے ان ماننے والوں سے قتال کریں گے' اس مہمل کام کے موقع پر دونوں فریق میں زبردست قتال ہوا اور بے شمار انسان قتل کیے گئے' فسادیوں نے اس موقع پر نہر میں زبردست فتنے برپا کیے' لوگوں کے مال لوٹے' بعد میں کچھ لوگ پکڑے گئے جنہیں قتل کیا گیا' اور سولی دیا گیا' اس طرح فتنہ دب گیا۔

اسی سال بختیار بن معزالدولہ نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنی بیٹی ابن ابی تغلب بن حمدان کے نکاح میں دے دی۔

اسی سال دیلمیوں اور ترکیوں کے درمیان بصرہ میں فتنہ برپا ہوگیا' اور دیلمی ترکیوں پر بھاری ہو گئے' کیونکہ خود بادشاہ ان ہی لوگوں میں تھا' اس لیے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور ان کے سرداروں کو قید کر کے ان کا بہت سا مال ومتاع لوٹ لیا۔ اس وقت عزالدولہ نے اپنے گھر میں ایک خط لکھا کہ عنقریب میں تم کو یہ لکھوں گا کہ میں آ رہا ہوں' جب یہ خط تم کو مل جائے' اس وقت تم لوگ گھر میں نوحہ وزاری کرنا اور غم کی مجلس منعقد کرنا اس موقع پر جب سبکتگین تعزیت کے لیے گھر آئے' فوراً اسے پکڑ کر بند کر دینا' کیونکہ وہ ترکیوں کا رکن اور ان کا سردار ہے۔ اس کے بعد جب گھر میں عزالدولہ کا خط آ گیا تو گھر والوں نے مشورہ کے مطابق نوحہ اور آہ وزاری کرنا شروع کر دیا اور مرثیہ کی مجلس منعقد کی مگر یہ سبکتگین بہت ہوشیار تھا' حالات کو بھانپ گیا کہ یہ سب مکاری ہے' اس لیے وہ تعزیت کے لیے اس کے قریب بھی نہیں آیا۔ اب اس کے اور عزالدولہ کے درمیان دشمنی بہت بڑھ گئی' اور وہ فوراً اپنی جماعت لے کر ترکیوں کے پاس پہنچ گیا اور دو دنوں تک عزالدولہ کے گھر کو گھیرے میں لیے رہا' پھر تمام لوگوں کو وہاں سے نکال کر باہر کیا اور گھر میں جو کچھ بھی تھا' سب لوٹ لیا اور ان لوگوں کو دجلہ اور واسط کے علاقوں میں بھیج دیا۔ اور یہ بھی ارادہ کرلیا تھا کہ خلیفہ المطیع کو بھی ان لوگوں کے ساتھ روانہ کر دے گا' لیکن خلیفہ نے کچھ سفارش سے معاملہ کو ٹھنڈا کیا اور ان لوگوں نے اسے معاف کر دیا اور خلیفہ کو اسی گھر میں رہنے کی اجازت دے دی' اس طرح سبکتگین اور ترکیوں کی طاقت بغداد میں بہت بڑھ گئی' اور ترکیوں نے دیلمیوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور عام مجمع میں سبکتگین کو خلعت پہنایا گیا' کیونکہ یہ لوگ اس کے ساتھ دیلمیوں کے مخالف تھے' اس وقت سنیوں کی شیعوں کے مقابلہ میں طاقت بڑھ گئی اور کرخ کو آگ لگا دی گئی' کیونکہ یہ رافضیوں کا دوسرا گڑھ تھا' اور ترکیوں کے ہاتھوں سنیوں کا غلبہ ہوگیا' اب مطیع نے اپنی خلافت سے دستبرداری کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنا دیا جیسا کہ ان شاء اللہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

طائع کی خلافت اور المطیع کی دستبرداری:

ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ تیرھویں ذی القعدہ کو اور ابن الجوزی نے کہا ہے کہ یہ دن منگل کا تھا' اور ذی القعدہ کی انیسویں تاریخ تھی' المطیع للہ نے اپنے عہدہ سے دستبرداری لی کیونکہ اس پر مرض فالج کا حملہ ہوگیا تھا' جس کی وجہ سے اس کی زبان بھاری ہوگئی تھی' اس لیے سبکتگین نے اس کو مشورہ دیا کہ خود دستبردار ہوکر اپنے بعد اپنے بیٹے طائع کو ولی عہد بنا دے' چنانچہ اس نے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ اور حاجب سبکتگین کے ہاتھوں دارالخلافہ میں طائع کے لیے بیعت منعقد ہوگئی اور ان کے والد المطیع نے انیس برس خلافت کے گزار کر اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اپنا قائم مقام اپنے بیٹے کو بنا دیا' اس طائع کا نام ابوبکر عبدالکریم بن المطیع ابی القاسم تھا' اس کے ماسوا اس سے پہلے کوئی بھی خلیفہ ایسا نہیں گزرا تھا جس کا نام عبدالکریم ہو' اور ایسا بھی کوئی نہیں گزرا تھا کہ اس کی خلافت کے وقت اس کا باپ بھی زندہ موجود ہو۔ اسی طرح ایسا بھی کوئی نہیں گزرا سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ اس کی کنیت ابوبکر ہو' اور بنو العباس میں اس سے بڑھ کر دوسرا کوئی معمر بھی نہیں گزرا' کیونکہ خلیفہ بنتے وقت اس کی عمر اڑتالیس برس کی تھی' اس کی ماں ام ولد تھی اور اس کا نام غیث تھا' جو اس کی خلافت کے وقت زندہ بچ رہی تھی' بیعت کا معاملہ ختم ہو جانے کے بعد لوگوں کے سامنے اس ہیئت کے ساتھ آیا کہ اس کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے سبکتگین اور لشکر تھا' اس نے اس کے دوسرے دن سبکتگین کو شاہی خلعت پہنایا اور اس کا لقب ناصر الدولہ رکھا اور اسے امیر کی ذمہ داری سونپی۔ عیدالاضحیٰ کے دن طائع اس طرح ظاہر ہوا کہ اس کے بدن پر سیاہ کپڑے تھے' نماز عید کے بعد اس نے لوگوں کے سامنے ایک عمدہ اور مختصر خطبہ دیا۔ ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں ذکر کیا ہے کہ مطیع للہ کا نام دستبرداری کے بعد الشیخ الفاضل رکھ دیا گیا تھا۔

معز فاطمی اور حسین کے درمیان لڑائی:

جب معز فاطمی نے مصری علاقوں میں اپنا قبضہ جما لیا اور اس میں قاہرہ اور دو شاہی محل بھی بنوا لیے اور اس کے ملک کی بنیاد پوری طرح مضبوط ہوگئی تو حسین بن احمد القرمطی اپنے ماننے والوں کی بہت بڑی جماعت لے کر سب ایک ساتھ اس کے مقابلہ کے لیے آئے۔ المعز فاطمی کو جب اس کی خبر ملی تو یہ بہت زیادہ گھبرا گیا' اور فوراً خوشامد میں ایک خط لکھا کہ تمہارے باپ دادوں کے خطوط ہمیشہ ہی ہمارے باپ دادوں کے پاس آتے رہتے ہیں۔ اب تمہارا خط ہمارے پاس آیا' ساتھ ہی اس خط میں اس کی ذاتی اور آبائی خوبیوں کا بھی تذکرہ کیا' اس خط کے جواب میں اس نے خط لکھا کہ تمہارا وہ خط ملا جس کی بڑائی بہت ہے لیکن اس کا حاصل بہت کم ہے' اور ہم اس خط کے ساتھ ساتھ آ رہے ہیں۔ والسلام

اس کے ساتھ ہی یہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور پہنچتے ہی قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا' اس قدر فساد برپا کر دیا کہ معز حیرت میں پڑ گیا کہ اب وہ کیا کرے۔ اس کی فوج میں ان لوگوں سے مقابلہ کی ہمت بہت کم ہوگئی' اس لیے اس نے مکاری اور دھوکہ بازی سے کام لیتے ہوئے' امیر عرب حسن بن الجراح کو خاموشی کے ساتھ خط لکھا' جس میں اس سے یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ

مقابلہ کے وقت سب کے سامنے اپنی شکست تسلیم کر لے تو ایک لاکھ دینار اسے دیئے جائیں گے اس نے جواب دیا کہ تم نے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ بہت جلد ہمارے پاس بھیج دو اور جن کو تم لے کر آنا چاہتے ہو آ جاؤ' مقابلہ کے وقت میں اپنے آدمیوں کے ساتھ شکست قبول کروں گا' اس وقت اس قرمطی کی کوئی قوت نہ رہے گی' تم جس طرح چاہو گے قبضہ کر لو گے' تب اس معز نے اپنے وعدے کے مطابق ایک لاکھ دینار تھیلیوں میں رکھ کر اس کے پاس بھیج دیئے' لیکن ایسے جو خاص اسی مقصد کے لیے بنوائے گئے تھے' کہ ان میں اکثر پیتل کے ڈھلوا کر ان کے اوپر سے سونے کا پانی چڑھا دیا گیا تھا' ان درہموں کو تھیلیوں کے بالکل نیچے ڈال کر اوپر سے تھوڑے خالص سونے کے بھی دینار رکھوا دیئے گئے تھے' ان درہموں کے بھجوانے کے ساتھ ہی ساتھ پیچھے سے خود بھی فوجیوں کو لے کر اس کی طرف روانہ ہو گیا' فریقین میں لڑائی ہوتے ہی حسان نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت شکست تسلیم کر لی' اس وجہ سے قرمطی بھی کمزور پڑ گیا اور اس پر غالب آ گیا اور اسے پوری طرح کچل دیا۔ اب یہ وہاں سے بھاگ کر کسی طرح کچھ دور گیا' تو معز نے اس کے پیچھے قائد ابو محمود بن ابراہیم کے دس ہزار فوجیوں کے ساتھ روانہ کر دیا' تاکہ اس کی بیخ کنی کر دے اور ان کا نام ونشان مٹا دے۔

معز فاطمی دمشق کو قرامطیوں سے چھینتا ہے:

قرمطی کے شکست کھا جانے کے بعد معز نے ایک جماعت بھیجی اور ظالم بن موہوب عقیلی کو اس کا سردار بنایا' یہ لوگ دمشق آئے اور زبردست حصار کے بعد دمشق کو ان کے قبضہ سے اپنے قبضہ میں لے لیا' اور اس کے متولی ابوالہیجاء قرمطی اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا' ساتھ ہی ایک ایسے شخص کو بھی گرفتار کیا جس کا نام ابوبکر اور نابلس کا باشندہ تھا' اور فاطمیوں کے بارے میں بہت فکر مند تھا' وہ کہا کرتا تھا کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ان میں سے صرف ایک تیر رومیوں کی سمت اور بقیہ نو تیر فاطمیوں کی طرف پھینکوں گا' اسے پکڑ کر معز کے سامنے اس کی کھال ادھیڑی گئی پھر اس میں بھس بھر دیا گیا' اس کے بعد اسے سولی پر چڑھا دیا گیا' ادھر ابو محمود القائد قرامطیوں کی لڑائی سے فارغ ہو کر دمشق کی طرف متوجہ ہوا تو ظالم بن موہوب بھی اس طرف آ گیا اور اس نے اس شہر کے باہر ہی استقبال کیا' اعزاز واکرام کیا اور دمشق کے کنارے اسے ٹھہرایا تو اس کے لوگوں نے غوطہ میں فساد پھیلایا اور ان کے کاشتکاروں میں لوٹ مار مچا دی' ان کے راستے بند کر دیئے' اس وقت لوٹ مار کی زیادتی کی وجہ سے شہر کے علاقوں میں منتقل ہو گئے' اور وہاں کے زخمیوں کی بڑی تعداد بھی یہاں لائی گئی' اس بنا پر وہاں زبردست چیخ وپکار ہوئی' بازار بند کر دیئے گئے' اور سارے عوام لڑائی کے لیے نکل پڑے اور مغاربہ پر حملہ آور ہو گئے' اس طرح فریقین کے بے شمار آدمی قتل کیے گئے' اور بار ہا عوام کو شکست ہوئی' ان مغاربہ نے باب الفرادیس کے ایک علاقہ میں آگ لگا دی' جس کی وجہ سے بہت سا مال جل کر خاک کا ڈھیر ہو گیا۔ مکانات نیست ونابود ہو گئے' اور سن چونسٹھ تک یہ لڑائی چلتی رہی' پھر ظالم بن موہوب کے معزول ہونے اور جیس بن صمصامہ ابو محمود کے بھانجے کے حاکم بنا دیئے جانے (اللہ اس کا برا حشر کرے) کے بعد دوبارہ شہر میں آگ لگائی گئی اور نالے نالیاں سب کاٹ کر کے اور بند کر کے شہر میں آب رسانی کے تمام ذرائع درہم برہم کر دیئے۔ یہاں تک کہ زمینوں اور

راستوں میں غربا اور فقراء بھوکے اور پیاسے مرنے لگے' یہ سارے مظالم مسلسل قائم رہے یہاں تک کہ معز الفاطمی کی جانب سے الطواشی ریان خادم کو جب حاکم مقرر کر دیا گیا' اس وقت سکون ہوا اور لوگوں کو اطمینان ہوا۔ والحمد للہ

فصل

بغداد میں ترکیوں کا پورا قبضہ ہو جانے کی وجہ سے بختیار بن معز الدولہ کو اپنے مستقبل کے بارے میں فکر ہوئی۔ اس وقت وہ اہواز میں مقیم تھا اور بغداد میں داخل بھی نہیں ہو سکتا تھا' اس لیے اپنے چچا رکن الدولہ کے پاس خط لکھ کر اس سے مدد چاہی' تو اس نے اپنے وزیر ابوالفتح بن الحمید کی ماتحتی میں اس کے پاس لشکر روانہ کر دیا' اسی طرح اپنے چچازاد بھائی عضد الدولہ بن رکن الدولہ کو بھی خط لکھا لیکن اس نے جواب میں تاخیر کی' اس طرح عمران بن شاہین کے پاس آدمی بھیجا۔ لیکن اس نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا' اور ابوتغلب بن حمدان کے پاس بھی اپنا آدمی مدد چاہنے کے لیے بھیجا' تو اس نے بظاہر اس کی مدد کا وعدہ کیا لیکن درحقیقت اس طرح یہ خود بغداد پر قبضہ جمانا چاہتا تھا' ان کے مقابلہ کے لیے بغداد سے ترکی بہت بڑا لشکر لے کر نکلے ان کے ساتھ خلیفہ مطیع بھی تھے' واسط تک پہنچتے ہی مطیع کا انتقال ہو گیا' اس کے چند دنوں کے بعد سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا' ان دونوں کو بغداد پہنچا دیا گیا۔ اب ان ترکوں نے ایک شخص افتکین کی امارت پر اتفاق کر لیا' اور سب متفق ہو کر بختیار کے مقابلہ کو نکلے اس وقت وہ بہت ہی کمزور ہو گیا تھا' اور اس کا چچازاد بھائی عضد الدولہ اس پر غالب آ گیا اور اس نے اس سے عراق کی حکومت چھین لی اب اس کے آدمیوں میں انتشار پیدا ہو گیا' سب ادھر ادھر ہو گئے۔

اس وقت حرمین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مسجدوں میں خطبوں کے دوران معز فاطمی کا نام لیا جانے لگا' اس سال بنو ہلال اور عرب کی ایک ایک جماعت نے حاجیوں کے قافلوں پر حملہ کر دیا۔ اور بہت سے حاجیوں کو انہوں نے قتل کر دیا اور جو حجاج اس سے بچ رہے ان کو اس سال حج ادا کرنے سے روک دیا۔ اس سال ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ کی تاریخ ختم ہو گئی' جبکہ ان کی ابتداء سن دوسو پچانوے سے ہوئی تھی' اور یہی مقتدر کی حکومت کی ابتداء ہے۔

اس سال واسط میں زبردست زلزلہ آیا۔ اور الشریف ابواحمد الموسون نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال سوائے ان لوگوں کے جو عراق کے راستوں پر تھے' اور کسی کو حج ادا کرنے کی توفیق نہ ہو سکی۔ بہت سے مدینہ منورہ کے راستوں میں پکڑ لیے گئے تھے' اس لیے ان کا حج حکماً مکمل ہو گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

العباس بن الحسین:

ابوالفضل السراجی جو عز الدولہ بختیار بن معز الدولہ بن بویہ کے وزیر تھے' سنیوں کے مددگار اور بہت زیادہ حامی تھے'

اپنے مخدوم کے بالکل برعکس' اسی لیے انہیں عز الدولہ نے معزول کر دیا تھا' اور ان کی جگہ پر محمد بن بقیہ البابا کو وزیر بنا دیا تھا' جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے' پھر انہیں قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر میں قتل بھی کر دیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر اسّی برس کی ہوئی تھی' ان کے اندر ظلم کرنے کا بھی مادہ تھا۔ واللہ اعلم۔

ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر:

یہ حنبلی مذہب کے فقیہ تھے' غلام کے نام سے مشہور تھے' بڑے مشہور نامور حنبلیوں میں سے ایک تھے' انہوں نے کئی کتابیں بھی تصنیف کیں اور لوگوں سے مناظرے بھی کیے تھے' ابوالقاسم البغوی اور ان جیسے محدثین سے حدیثیں سنیں' اسی برس سے کچھ زیادہ عمر پا کر انتقال کیا' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ان کی ایک تصنیف مقنع ہے' سو اجزاء کی' اور ایک الشافی ہے اسی اجزاء کی' اسی طرح زاد السفر' الخلاف مع الشافعی' کتاب المقولین' مختصر السنۃ' ان کے علاوہ اور بھی کتابیں تفسیر اور اصولِ تفسیر میں ہیں۔

علی بن محمد:

ابوالفتح البستی' مشہور شاعر' ان کا بہت عمدہ دیوان ہے' ان کو فن مطابقت اور مجانستہ میں بہت زیادہ مہارت اور نئی باتوں کی ایجاد میں کمال تھا' ابن الجوزی نے اپنی کتاب منتظم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک بڑا قطعہ نقل کیا ہے جو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب ہے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں:

اذا قنعت بميسور من القوتِ　　　بقيت في الناس حرّا غير ممقوت

ترجمہ: جبکہ تم اپنے فراخی کے زمانہ میں کم خوراک پر قناعت کر لو گے' تو تم لوگوں میں معزز ہو کر کسی قسم کی ملامت سنے بغیر زندگی گزار لو گے۔

ياقوت يومي اذا ما در خلفك لي　　　فلستُ اسى على درٍّ و يا قوت

ترجمہ: اے میرے آج کے دن کی خوراک جبکہ مجھے تیرا کسی طرح پتہ معلوم ہو جائے' تو میں آئندہ کے لیے موتی اور یاقوت کا بھی غم نہیں کھاؤں گا۔

يا ايها السائل عن مذهبي　　　ليقتدیٰ فيه بمنهاجي

ترجمہ: اے وہ شخص جو میرے مذہب کے متعلق جاننے والا ہے' تاکہ اس معاملہ میں میرے طریقہ کی اقتداء کر جائے۔

منهاجي الحق و قمع الهوىٰ　　　فهل منهاجي من هاجي

ترجمہ: میرا طریقہ حق گوئی اور خواہشات کو ختم کرنا ہے' تو کیا میرے طریقے کی کوئی برائی کرنے والا ہے؟

اور یہ بھی اسی کا قول ہے:

اَفِد طبعك المكدود بالجد راحةً　　　تجم، و عللـه بشيء من المزّح

ترجمہ: تم اپنی مغلوب طبیعت کو کوشش کے ساتھ راحت پر فدا کر دو گے' اور تھوڑا مذاق بھی اسے بار بار پلاؤ۔

ولكن اذا اعطيت ذلك فليكن　　　بمقدار ما تعطي الطعام من الملح

ترجمہ: اب جب تم کو ایسا کرنے کی توفیق ہو جائے تو اتنا مزاح کرو کہ کھانے کے اندر نمک ڈالنے کے برابر ہو۔

ابوفراس بن حمدان الشاعر:

ان کا دیوان مشہور ہے ان کے بھائی سیف الدولہ نے ان کو حران اور منبج پر نائب حاکم مقرر کیا تھا' ایک مرتبہ رومیوں سے مقاتلہ کرتے ہوئے انہیں مقید کر لیا تھا' بعد میں سیف الدولہ نے انہیں چھڑا لیا تھا' ان کی وفات اسی سال اڑتالیس برس کی عمر میں ہوئی' ان کے اشعار بہت اور ان کے معانی عمدہ ہوتے تھے' ان کے بھائی سیف الدولہ نے ان کا مرثیہ کہتے ہوئے یہ چند اشعار بھی کہے ہیں:

المرء رهن مصائب لا تنقضي حتى يوارى جسمه في رمسه

ترجمہ: انسان اتنے مصائب میں گروی رہتا ہے جو کبھی ختم ہونے والے نہیں ہوتے' یہاں تک کہ اس کے جسم کو اس کی قبر میں چھپا دیا جائے۔

فمؤجل يلقى الردى في اهله و معجل يلقى الاذى في نفسه

ترجمہ: پس مستقبل کے مصائب یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان میں مصیبت لا کر چھوڑ دیتا ہے اور فی الفور مصائب یہ ہیں کہ وہ خود کو تکالیف میں ڈالے رہتا ہے۔

ابوفراس نے جس وقت یہ دونوں اشعار کہے اتفاقاً ایک عربی بھی وہاں پر موجود تھا اس سے اس نے یہ فرمائش کی کہ تم بھی اس مفہوم کے اشعار کہہ دو' تو اس نے یہ دو اشعار فی البدیہ کہے:

من يتمنى العمر فليتخذ صبرًا على فقد احبابه

ترجمہ: جو شخص اپنے لیے درازی عمر کی تمنا کرتا ہوا سے اپنے احباب کے گم ہو جانے پر صبر کا عادی ہو جانا چاہیے۔

ومن يعمر يلق في نفسه ما يتمناه لاعدائه

ترجمہ: اور جس کسی کی عمر بڑھائی جائے گی یقیناً اپنے سامنے ایسی چیزوں کو پالے گا' جنہیں وہ اپنے دشمنوں کے لیے تمنا کرتا تھا۔

ابن الساعی نے ان دونوں اشعار کو سیف الدولہ کے اشعار میں ذکر کیا ہے جو اس نے اپنے بھائی ابوفراس کے بارے میں کہے ہیں۔ لیکن ابن الجوزی نے ان اشعار کو خود ابوفراس ہی کے بتائے ہیں۔ اور یہ کہ اس اعرابی نے مذکورہ دونوں اشعار ان کے بعد ہی کہے ہیں۔

ابوفراس کے اشعار یہ ہیں:

۱۔ سيفقدني في قومي اذا جد جدهم و في الليلة الظلماء يفتقد البدر

ترجمہ: عنقریب میری قوم مجھے اس وقت تلاش کرے گی جبکہ ان کی اپنی کوشش پوری ہو جائے گی' کہ اندھیری گھپ رات ہی میں چاند تلاش کیا جاتا ہے۔

۲۔ ولو سد غیری ما سددت اکتفوا بہ و ما فعل النسر الرفیق مع الصقر

ترجمہ: اور میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص ویسی ہی درست بات کہہ دے جیسی میں نے کہی ہے تو وہ لوگ اسی طرح بس کریں گے جس طرح کسی گدھ نے اپنی ساتھی چیل کے ساتھ کیا ہے۔

اور قصیدہ میں سے ایک کا قول یہ بھی ہے:

الی اللّٰہ اشکو اننا بمنازل تحکم فی اسادھن کلاب

ترجمہ: میں اللہ ہی کے پاس اپنے رتبوں کے بارے میں شکایت کرتا ہوں' کہ شیروں کے درمیان کتوں نے حکومت حاصل کر رکھی ہے۔

فلیتک تحلوا و الحیاۃ مریرۃ ولیتک ترضی والانام غضاب

ترجمہ: کاش کہ تم شیریں رہو اور زندگی خوشگوار ہو' اور کاش کہ تم راضی رہو اور ساری مخلوق غصہ سے ہو۔

ولیت الذی بینی و بینک عامرٌ و بینی و بین العالمین خرابٌ

ترجمہ: اور کاش وہ جگہ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے آباد رہے' اور جو میرے اور دونوں جہان کے درمیان ہے ویران رہے۔

واقعات ـــ ۳۶۴ھ

اس سال عضد الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ اپنے ساتھ اپنے والد کے وزیر ابوالفتح بن العمید کو لے کر آیا۔ اس لیے فتکین بغداد میں ترکیوں کے پاس بھاگ کر چلا گیا' تو عضد الدولہ بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا' اور بغداد کے مشرقی حصہ میں قیام کر کے بختیار کو حکم دیا کہ وہ مغربی حصہ پر جا کر قیام کرے' اس طرح بغداد کو گھیر لیا اور ترکیوں پر زبردست دباؤ ڈالا' ساتھ ہی دوسرے حکام کو حکم دیا کہ آس پاس کے علاقوں پر غارت گری کریں' اور وہ غلہ اور اسباب وخوراک وغیرہ جو کچھ باہر سے وہاں پہنچتا ہے سب کو وہاں پہنچنے سے روک دیں۔ اس طرح تمام چیزوں کی قیمت بہت بڑھ گئی' اور فسادیوں اور لوٹ مار کرنے والوں کی زیادتی کی وجہ سے لوگوں کی زندگی اجیرن ہوگئی اور فتکین نے خوراک کے حصول کے لیے اپنے گھروں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا' لوگوں کی حالت بہت خراب ہوگئی' آخرکار ان ترکیوں اور عضد الدولہ میں مقابلہ ہوا تو عضد الدولہ نے ان لوگوں کو تہ وبالا کر کے رکھ دیا۔ مجبوراً وہ لوگ تکریت کی طرف بھاگ گئے' اور عضد الدولہ نے بغداد اور اس کے متعلقات پر قبضہ کر لیا' یہ ترکی اپنے ساتھ خلیفہ کو بھی لے جا رہے تھے' مگر عضد الدولہ نے خلیفہ کو باعزت طور پر دارالخلافہ میں واپس کر دیا اور خود شاہی قلعہ میں ٹھہرا' اس وقت بختیار کی حالت بہت خراب ہوگئی' اب اس کے پاس مطلقاً کوئی چیز باقی نہ رہی' اس نے اپنا دروازہ بند کر دیا' اور دربانوں منشیوں کو وہاں سے نکال دیا اور اپنی امارت سے استعفاء دے دیا' یہ سب کچھ عضد الدولہ کے مشورہ سے ہوا۔ اس لیے ظاہر میں عضد الدولہ نے اس پر رحم کیا اور جان بخشی کی' مگر اندرونی طور پر خلیفہ کو اشارہ کر دیا کہ اسے قبول نہ کرے' اس لیے اس کا استعفاء قبول نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد دونوں میں درخواست کا تبادلہ ہوتا رہا' یہاں تک کہ بختیار نے ظاہری طور پر اپنے

[illegible] قبضہ میں اضطرار کیا' لیکن عضد الدولہ نے اسے مجبور کیا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ یہ اب انتظامی امور سے عاجز ہو جانے کی بنا پر ایسا کر رہا ہے' اس لیے اس نے بختیار' اس کے اہل وعیال اور تمام بھائیوں کی گرفتاری کا حکم دیا' اس حکم سے خلیفہ طائع بہت خوش ہوا' ساتھ ہی عضد الدولہ نے موجودہ دستور کے مطابق خلیفہ کی حد سے زیادہ تعظیم کا مظاہرہ کیا۔

اور دار الخلافہ کو از سر نو آراستہ کر کے پورے قلعہ کو جگمگا دیا' اس کے علاوہ خلیفہ کے پاس عمدہ' خوبصورت' قیمتی سامان اور مال بھیج دیا اور جتنے ترکی شریر اور فتنہ پرور تھے سب کو قتل کر دیا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال بغداد میں فتنہ پروروں پر زبردست مصیبتیں ڈھالی گئیں' لوگوں نے باب الشعیر کے باب کو جلا ڈالا' ان کے بے شمار مال لوٹ لیے ان کے گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور اپنا لقب قوادر کھا' سڑکوں اور بازاروں کے محافظین کو گرفتار کر لیا۔ یہاں تک کہ ان میں ایک ایسے شخص نے جو سیاہ رنگ اور بہت ہی غریب تھا' فسطوں پر ان سے معاملہ کرنے لگا' اس طرح آہستہ آہستہ اس کے پاس بھی مال جمع ہو گیا اور اب مالدار ہو گیا تھا' اس نے ایک ہزار دینار سے ایک باندی خریدی' جب وہ اس کے قبضہ میں آ گئی اور اس سے مطلب برآری کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کر دیا' تب اس نے اس باندی سے پوچھا تم کو میری کس چیز سے نفرت ہے؟ اس نے کہا' تمہاری ہر چیز سے' پھر اس نے اس باندی سے پوچھا کہ تم اب کیا پسند کرتی ہو؟ اس باندی نے کہا آپ مجھے فروخت کر دیں' اس نے کہا اس سے بھی بہتر کام ہو سکتا ہے' یہ کہہ کر اُسے قاضی کے پاس لے گیا اور اسے آزاد کر دیا' مزید برآں اسے علیحدہ سے ایک ہزار دینار دے کر رخصت کر دیا۔ اس کی اس بردباری اور شرافت پر لوگوں کو بہت تعجب ہوا' حالانکہ وہ فاسق بھی تھا' اور طاقتور بھی تھا۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ماہ محرم میں یہ بات معلوم ہوئی کہ حج کے موسم میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں جگہوں میں خطبوں کے دوران خلیفہ طائع کے نام کی جگہ معز فاطمی کا ہی نام لیا گیا۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ ماہِ رجب میں بغداد شہر کے اندر غلوں کی قیمت بہت بڑھ گئی تھی۔ یہاں تک کہ ایک کر گیہوں کا آٹا ایک سوستر دینار سے بھی زائد میں فروخت ہوا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سال عضد الدولہ بن بویہ کی عزت بہت کم ہوئی' اس کا لشکر اس سے منتشر ہو گیا' صرف بغداد کے علاوہ اور کہیں بھی فوجی اس کے ساتھ نہیں رہے' تب اس نے اپنے والد کے پاس اس بات کی شکایت لکھ بھیجی' تو اس نے اس کو اپنے بھتیجے بختیار کے ساتھ غداری کرنے پر ملامت کی' جب یہ ملامت نامہ اسے ملا تو وہ بغداد چھوڑ کر فارس چلا گیا اور اس سے پہلے اپنے چچا زاد بھائی بختیار کو قید خانہ سے رہائی دلا دی اور اسے خلعت بخشا' اور اسے اپنی جگہ پر لا کر بٹھا دیا۔ لیکن اس سے یہ شرط کر لی کہ یہ عراق میں اس کا نائب ہو کر رہے گا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا' اور اس کے ساتھ اپنے بھائی ابواسحاق کو امیر لشکر مقرر کر دیا' کیونکہ بختیار میں انتظامی امور میں کمی آ گئی تھی' اس کے بعد وہ اپنے ہی حلقہ میں رہا' یہ سب کچھ اس نے اپنے والد کے حکم اور مشورہ سے کیا' اور اس پر اس کے ناراض رہنے کی وجہ سے کہ اس نے اپنے بھتیجے کے ساتھ غداری کی اور خطوط کے تبادلہ میں اس نے بے جا اصرار اور تکرار کیا تھا' اس کے چلے جانے کے بعد اپنے والد کے وزیر ابوالفتح بن العمید کو علیحدہ کر دیا۔

جب بغداد اور ملک عراق میں عز الدولہ بختیار کی حکومت پورے طور پر مستحکم ہو گئی تو اس نے اپنے چچازاد بھائی سے جو کچھ وعدہ کیا تھا ان میں سے ایک بات بھی پوری نہیں کی اور جو کچھ اپنے اوپر لازم کیا تھا ان میں سے کچھ بھی نہیں ادا کیا بلکہ یہ اپنی پرانی سرکشی پر قائم رہا اور اپنی گمراہی رافضیت اور شیعیت پر بھی جما رہا۔

سال رواں کے دسویں ماہ ذی القعدہ میں جمعرات کے دن خلیفہ طائع نے عز الدولہ کی بیٹی شاہ باز سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کر لیا' اور ذی القعدہ ہی کے مہینے میں قاضی ابوالحسن محمد بن صالح بن ام شیبان کو عہدہ سے معزول کر کے ابومحمد معروف کو عہدہ دے دیا۔

اس سال حج کی امامت فاطمیوں نے کی اور بجائے خلیفہ طائع کے ان پر لوگوں کے نام حرمین میں خطبوں کے دوران لیے گئے۔ واللہ اعلم

دمشق کو فاطمیوں کے چنگل سے نکال لینے کا ذکر:

ابن الاثیر نے اپنی کتاب کامل میں ذکر کیا ہے کہ معز الدولہ کے غلام فتکین نے جو اس کی فرمانبرداری سے منکر ہو چکا تھا' جیسا کہ گزر چکا ہے' اور اس سے تمام لشکر والے دیلمی اور ترکی اور دیہاتی سب مل گئے تھے' اس وقت اس دمشق پر فاطمیوں کی طرف سے ریان الخادم منتظم تھا' یہ جب دمشق کے قریب اس کے باہر آ کر ٹھہرا تو وہاں کے تمام بڑے بوڑھے امراء حکام اور مشائخ نکل کر اس کے پاس آئے اور ان پر فاطمیوں کی طرف سے جو کچھ ظلم و زیادتی اور بداعتقادی بڑھ گئی تھی' ان کا اس سے تذکرہ کیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ وہ دمشق پر حملہ کر کے ان کے قبضہ سے چھڑائیں' یہ سن کر اس نے اس دمشق پر قبضہ کر لینے کا پورا پورا ارادہ کر کے ان سے مقابلہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس شہر پر قبضہ کر لیا اور ریان خادم کو وہاں سے نکال کر تمام شر پسندوں کو بھی مار بھگایا' اچھے لوگوں کو منظر عام پر لایا' ان لوگوں میں عدل و انصاف قائم کر دیا اور لہو و لعب کا خاتمہ کر دیا۔ ان بدوؤں کے ہاتھ باندھ دیئے' جنہوں نے شہر میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا' پھر چراگاہوں اور غوطہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے باشندوں کو لوٹ لیا' جب فتکین کے ہاتھوں شام کے حالات درست ہو گئے اور وہاں کے حالات میں پائداری آ گئی' تو معز الفاطمی نے خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے اپنے پاس بلوایا تا کہ اسے خلعت پہنائے اور اسے اپنا نائب مقرر کر دے۔ مگر اس فتکین نے اس کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شام کی مسجدوں کے خطبوں سے اس کا نام خارج کر کے طائع عباسی کا خطبہ پڑھنے لگا' پھر اس نے علاقہ صید کا رُخ کیا جہاں مغاربہ بہت سے موجود تھے' اور ان کے اوپر شیخ کا بیٹا حاکم تھا' اسی طرح ان لوگوں میں ظالم بن موہوب العقیلی بھی تھا' جو معز فاطمی کی طرف سے دمشق کا نائب مقرر کیا ہوا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے اخلاق کو ان لوگوں نے بہت بگاڑ کر رکھ دیا تھا' فتکین نے وہاں پہنچ کر ان سب کا محاصرہ کیا اور اس محاصرہ کو اتنا طول دیا کہ آہستہ آہستہ اس علاقہ پر اپنا پورا قبضہ جما لیا۔ اور ان کے تقریباً چار ہزار قیدیوں کو تہہ تیغ کر دیا' اس کے بعد طبریہ کا رُخ کیا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا' ان پریشانیوں میں معز فاطمی نے خود اس کے مقابلہ کا ارادہ کیا' اب وہ مقاتلہ کے لیے لشکر جمع کر رہا تھا کہ اسی موقع پر پینسٹھ سال کی عمر میں اس کی اچانک موت ہو گئی' جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا العزیز اس کا قائم مقام بنا۔

اس کی موت سے فتکین کو شام میں پورا اطمینان ہو گیا' اس کی عظمت بہت بڑھ گئی اور شوکت زیادہ ہو گئی' اس وقت مصر والوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ جوہر قائد کو فتکین کے مقاتلہ کے لیے بھیجا جائے' تا کہ وہ شام کو اس کے قبضہ سے چھین کر اپنے قبضہ میں کر لے۔ اس وقت شام والوں نے فتکین کے پاس جا کر قسم کھا کر کہا کہ ہم لوگ فاطمیوں کے خلاف اور آپ کے ساتھ ہیں اور ہمیں آپ سے پورا اخلاص ہے' ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں۔ اس وقت جوہر قائد نے آ کر دمشق کا سات مہینوں تک زبردست محاصرہ کیے رکھا' اور فتکین کی زبردست بہادری اور قابلیت کا مشاہدہ کیا' اس وقت کسی دمشقی نے فتکین کو مشورہ دیا کہ حسین بن احمد قرمطی کو جو کہ حساء میں ہے خط لکھ کر مدد کے لیے بلایا جائے' وہ خط پاتے ہی مدد کے لیے روانہ ہو گیا' جوہر کو جب ان لوگوں کے آنے کی خبر ملی تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ اندرون شہر کے باشندوں اور بیرون شہر سے آنے والوں کا بیک وقت مقابلہ مشکل ہو جائے گا اس لیے وہ وہاں سے رخصت ہو کر رملہ کی طرف چلا گیا۔ لیکن فتکین اور آنے والے قرمطیوں نے پچاس ہزار افراد کے ساتھ پیچھا لیا' یہاں تک کہ نہر الطواحین کے پاس جو کہ رملہ سے صرف تین فرسخ پر تھا' ان لوگوں کو پا لیا اور مقاتلہ کیا یہاں تک کہ جوہر کو رملہ میں گھیر لیا' جس سے اس کی حالت بہت خراب ہو گئی اور بھوک و پیاس کی زیادتی کی وجہ سے وہ اور اس کے دوسرے ساتھی مرنے کے قریب ہو گئے' تو اس نے فتکین سے درخواست کی کہ ہم اور تم دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر خاموشی کے ساتھ کچھ مشورے کریں' چنانچہ اس نے اس کی بات مان لی۔ اس کے بعد جوہر مسلسل اس سے نرمی کے ساتھ یہ کہتا رہا کہ وہ اسے چھوڑ دے تا کہ یہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اپنے استاذ شاکر کے پاس جا کر اسے حالات سے مطلع کر کے مشورہ لے اور قرمطی سے اس کے بارے میں کوئی مشورہ نہ لے۔ یہ جوہر دراصل بہت چالاک اور ہوشیار تھا' فتکین نے جب اس کی بات مان لی تو قرمطی نے فتکین کو ملامت کی اور کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم لوگ اسے گھیرے میں رکھیں اس وقت تک کہ وہ مر جائے' کیونکہ وہ جوہر یہاں سے نکل کر اپنے استاذ کے پاس جائے گا' اور ممکن حد تک لشکر جمع کر کے ہم سے مقابلہ کے لیے انہیں لے کر آئے گا' اور اس وقت ہم لوگوں کو ان سے مقابلہ کی تاب نہ ہو گی' بعد میں اس کی یہ پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی' کیونکہ فتکین نے جب جوہر کو اس کی قید سے رہائی دے دی وہ اسی کام میں لگا رہا کہ وہ عزیز کو فتکین کے خلاف حملہ کر دینے پر آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ عزیز پہاڑوں جیسے مضبوط لوگوں کا ایک بہت بڑا لشکر خود لے کر آگے بڑھا اور مقابلہ پر آیا اور اپنے لشکر میں لڑاکا لوگوں کی زیادتی کے ساتھ ساتھ ساز و سامان اور ہتھیار بھی زیادہ لے کر آیا۔ سامنے کے حصہ میں وہ جوہر قائد خود بھی تھا' ادھر فتکین اور قرمطی اپنے لشکر اور بدوؤں کو جمع کر کے رملہ کی طرف بڑھے اور سن سرسٹھ ہجری کے ماہِ محرم میں لڑائی شروع ہو گئی' مقاتلہ شروع ہو جانے کے بعد عزیز نے فتکین کی بہادری اور ہوشیاری کا اندازہ کر کے اس کے پاس آدمی یہ کہہ کر بھیجے کہ اگر وہ اس کی اطاعت قبول کرے اور لڑائی کے میدان سے واپس چلا جائے تو وہ اسے اپنا سپہ سالار مقرر کرے گا اور اس کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرے گا' یہ سن کر فتکین دوصفوں کے درمیان اپنے گھوڑے سے اتر گیا اور عزیز کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر یہ بات موجودہ حالت سے پہلے ہوتی تو میرے لیے اس کا قبول کرنا ممکن ہوتا بلکہ میں خود اس کی اطاعت کو اپنی خوش قسمتی سمجھتا' لیکن اب یہ بات ممکن نہیں ہے' پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور عزیز کو میسرہ پر حملہ کر کے اس کے لشکر میں انتشار پیدا کر

دیا اور ساری فوج کو تیار کر دیا اسی وقت عزیز مصر وہاں سے نکلا اور فوج کو حکم دیا تو اس نے ... حملہ کر کے قرمطی اور اس کے ساتھی شامی شکست کھا گئے' ان کے بھاگتے وقت ان کے پیچھے سے فوج بھی ان پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے' سامنے آنے والوں میں جسے چاہتے قتل کر دیتے اور جسے چاہتے قیدی بناتے جاتے' وہاں کے عزیز اپنا منہ موڑ کر اپنے تمام ساتھیوں سمیت شامیوں کے خیموں میں جا کر ٹھہرے اور بھاگنے والوں کے پیچھے اپنے فوجیوں کو لگا دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جو کوئی کسی کو قیدی بنا کر لائے گا اسے خلعت دیا جائے گا' اس موقع پر فتکین کو زبردست پیاس لگ گئی اور وہ مفرج بن دغفل کے قریب سے گزرا جو اس کا ساتھی تھا' اس سے اس نے پینے کو پانی مانگا' اس نے اسے پانی پلا کر اپنے گھر میں آرام سے رہنے کو کہا' ادھر خاموشی کے ساتھ عزیز کو یہ خبر بھیجی کہ آپ کا مطلوب میرے پاس ہے' مقررہ رقم دے کر کسی کو میرے پاس بھیج دیں اور اپنا مطلوب پکڑ کر لے جائیں' چنانچہ اس نے وعدہ کے مطابق اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج دیئے' اور اسے پکڑ کر اپنے پاس منگوا لیا۔ اب فتکین کو اس طرح گرفتار ہو جانے پر اسے اپنے قتل کیے جانے کے بارے میں ذرہ برابر شبہ بھی باقی نہ رہا' لیکن بالکل خلاف توقع جب یہ فتکین اس کے پاس پہنچا تو اس نے اس کا بہت زیادہ اعزاز واکرام کیا اور اس کا مال واسباب وغیرہ جو بھی اس سے چھینا گیا تھا ان میں سے ایک ایک چیز اس کے سامنے لا کر رکھ دی گئی' کوئی چیز بھی کم نہ کی گئی اور اپنے خاص مصاحبین اور حکام میں اسے داخل کر لیا اور اپنے گھر کے قریب بھی اسے رہنے کو جگہ دی' پھر بہت باعزت طور پر اسے مصری علاقوں میں واپس کر دیا اور وہاں اس کے لیے قیمتی زمینیں حاصل کر دی گئیں' اور قرمطی کے بارے میں بھی یہ حکم لکھ کر بھیج دیا کہ اسے بھی سامنے لایا جائے اور جس طرح فتکین کی عزت افزائی کی گئی ہے اس کی بھی عزت افزائی کی جائے' لیکن اس نے ان کے سامنے جانے سے انکار کر دیا' اسے اپنے اوپر خطرہ محسوس ہوا' اس لیے اس کے پاس بیس ہزار دینار بھیج دیئے گئے' مزید برآں اس کے لیے اتنی ہی رقم ہر سال کے لیے مقرر کر دی تاکہ ان دیناروں سے وہ اپنی تکالیف دور کرے اور ضروریات کا انتظام کرے۔ اس طرح فتکین اس کے پاس بہت ہی اعزاز واکرام کے ساتھ رہنے لگا' یہاں تک کہ اس کے اور وزیر بن کلس کے درمیان اختلاف ہو گیا تو اس وزیر نے اسے زہر کا شربت پلا دیا' جس سے وہ مر گیا' عزیز کو جب اس کی خبر معلوم ہوئی تو وہ اس پر سخت غصہ ہوا اور چالیس سے کچھ زائد دنوں تک اسے قید میں ڈال دیا اور پانچ لاکھ دینار اس سے وصول کیے' پھر سوچا کہ اس سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا' اس لیے وہ واپس کر دیئے' اور اسے دوبارہ عہدہ وزارت پر بحال کر دیا' یہ مذکورہ باتیں ابن الاثیر کے بیان کا اختصار ہیں۔

مشہور لوگوں میں فات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والا شخص

سبکتگین الحاجب الترکی:

یہ المعز الدیلمی کا آزاد کردہ غلام اور اس کا دربان ہے مرتبوں میں ترقی کرتے ہوئے یہاں تک پہنچا کہ طائع خلیفہ نے اسے امارت سونپ دی' خلعت بخشی اور خاص جھنڈا دے کر نور الدولہ کا لقب دیا۔ اس جگہ پر اس کی مدت دو مہینے تیرہ دنوں کی

ے' بغداد میں مدفون ہوا' اس کا گھر بغداد کے بادشاہ کا گھر تھا' جو بہت بڑا تھا' اس کے ساتھ ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ یہ ایک مرتبہ اپنے گھوڑے سے گر گیا جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی' لیکن طبیب کے معالجہ کے بعد اس حد تک اچھا ہو گیا تھا کہ سیدھا کھڑا ہو سکتا تھا اور نماز بھی پڑھ سکتا تھا' لیکن رکوع کرنے سے مجبور ہو گیا تھا' اس نے اپنے طبیب کو خوش ہو کر بہت زیادہ مال دیا۔ اپنے طبیب کو کہا کرتا تھا کہ جب کبھی میں اپنے درد اور تمہاری مسیحائی کو یاد کرتا ہوں تو میں تمہارے حق مسیحائی کا بدلہ ادا کرنے سے خود کو مجبور پاتا ہوں' لیکن جب کبھی مجھے تمہارا قدم میری پیٹھ پر رکھنا یاد آتا ہے تو تمہارے خلاف میرے غصہ کی آگ بھڑک اُٹھتی ہے۔

اس کی وفات محرم کی تئیسویں تاریخ منگل کی رات کو ہوئی' بہت زیادہ مال چھوڑ کر مرا ہے' جن میں دس لاکھ دینار' ایک کروڑ درہم' جواہر کے دو صندوق' پندرہ صندوق بلور کے' پندرہ صندوق سونے کے برتنوں کے' ایک سو تیں سونے کے پیالے' جن میں پچاس ایسے تھے جن میں ہر ایک کا وزن ایک ہزار دینار تھا' چاندی کی چھ سو سواریاں' دیباج کے چار ہزار کپڑے' دس ہزار دبیقی اور عتابی' تین سو بستروں کی گھڑیاں' تین ہزار گھوڑے' ایک ہزار اونٹ' تین سو غلام' چالیس خادم یہ ساری چیزیں اس کے علاوہ ہیں جو اس کے اپنے خاص آدمی ابوبکر البزار کے پاس تھیں۔

واقعات — ۳۶۵ھ

اس سال رکن الدولہ بن بویہ نے اپنی سلطنت کو اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے اپنی اولاد میں اس طرح تقسیم کر دیا کہ عضد الدولہ کو فارس اور کرمان' مؤید الدولہ کو رَی اور اصبہان اور فخر الدولہ کو ہمدان اور دینور دیئے' اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو عضد الدولہ کی نگرانی میں دیا اور اسے اس کی خاص وصیت کی۔

اس سال بغداد کے قاضی القضاۃ ابومحمد بن معروف کو عزالدولہ کے گھر میں مقدمات کے فیصلے کے لیے بٹھا دیا' چنانچہ اس کی موجودگی میں لوگوں میں فیصلے کیے جاتے۔

اس سال عزیز فاطمی کی طرف سے مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا' اس سے پہلے مکہ والوں کا محاصرہ کیا گیا تھا' اور انہوں نے سخت تکلیفیں برداشت کی تھیں' وہاں غلوں کی قیمتیں بہت مہنگی ہو گئی تھیں۔

ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ یوسف بلکین جو معز الفاطمی کی جانب سے افریقی شہروں پر نائب حاکم مقرر تھا' وہ سبتہ کی طرف گیا اور پہاڑ پر چڑھ کر ان لوگوں پر نظر ڈالی اس وقت ہلکی بارش شروع ہو گئی' اب وہ اس بات پر غور کرنے لگا کہ ان لوگوں پر کس طرف سے محاصرہ کرنا چاہیے' اس کے بعد اس نے صرف آدھے دن کا ہی محاصرہ کیا تھا کہ وہ لوگ بہت زیادہ گھبرا گئے' اس کے بعد وہ اس کے قریب مغرب کی جانب ایک اور شہر کی طرف گیا' جسے بصرہ کہا جاتا تھا' وہاں پہنچ کر اسے ڈھا دینے اور مال و اسباب کو لوٹ لینے کا حکم دیا' پھر وہاں سے برغواطہ شہر کی طرف گیا' وہاں ایک شخص عیسیٰ بن ام الانصار تھا اور وہی اس کا بادشاہ تھا'

وہاں کے لوگ اس کے جادو اور شعبدہ بازی اور نبوت کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے بہت زیادہ مرعوب تھے' اسی بنا پر اس کی بہت خدمت کرتے تھے' اس نے ان لوگوں کے لیے اپنی بنائی ہوئی ایک شریعت بھی مقرر کر رکھی تھی' جس کی وہ لوگ اقتدا کرتے تھے' اس بلکین نے ان لوگوں سے مقاتلہ کیا اور انہیں شکست دے کر اس فاجر شخص کو قتل کر دیا' اس نے مال لوٹ لیے' ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا' اس وقت اس علاقہ میں ان سے بڑھ کر کوئی بھی دوسرا قیدی خوبصورت نہیں تھا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن جعفر بن محمد:

بن سلم ابوبکر الختلی' ان کی تصنیف کردہ ایک مسند کبیر ہے' انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ابومحمد الکجی کے علاوہ اور دوسروں سے بھی حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے' ثقہ تھے' تقریباً نوے برس کی عمر پائی۔

ثابت بن سنان بن ثابت:

بن قرہ الصابی' بہت بڑا مؤرخ ہے' ابن الاثیر نے کامل میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

الحسین بن محمد بن احمد:

ابوعلی الماسرجسی الحافظ' کئی ملکوں میں سفر کیا اور بہت سی حدیثیں سنیں' تیرہ سو حصوں میں ایک مسند تصنیف کی' جس میں حدیثوں کی تمام سندوں اور راویوں اور روایتوں کے عیوب کو خوب بیان کیا ہے' ان ہی کی مصنفہ القبائل اور المغازی بھی ہے' صحیح وغیرہ پر تخریج کی ہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ان کے گھر میں اور اسلاف میں انیس محدث ہوئے ہیں' اسی سال ماہ رجب میں وفات پائی۔

ابواحمد بن عدی الحافظ:

ابوعبداللہ بن محمد بن ابی احمد الجرجانی' ابواحمد بن عدی' بہت بڑے حافظ بہت بڑے فائدہ رساں' امام وقت' بڑے عالم' بہت بڑے سیاح' بہت زیادہ روایتیں نقل کرنے والے تھے' حدیث کے فن جرح وتعدیل میں ایک کتاب الکامل نامی لکھی ہے' نہ اس سے قبل کسی نے ایسی کتاب لکھی اور نہ ہی اس کے بعد کسی نے لکھی ہے' حمزہ نے دارقطنی سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ کتاب اپنے فن اور ضروریات میں اتنی کافی ہے کہ اب اس پر اضافہ نہیں کیا جا سکتا ہے' ان کی ولادت سن دو سو ستانوے میں ہوئی اور اسی سال ۲۹۷ھ میں ابوحاتم الرازی کی وفات ہوئی' اور ابواحمد بن عدی کی وفات سال رواں کے ماہ جمادی الآخرہ میں ہوئی۔

المعز الفاطمی:

قاہرہ کے بانی محمد بن اسماعیل بن سعید بن عبداللہ ابوتمیم جو خود کے لیے فاطمی ہونے کا مدعی تھا' مصری علاقوں کا حاکم تھا'

فاطمیوں میں سے سب سے پہلے ہی ان علاقوں کا بادشاہ بنا' مغربی ممالک میں افریقہ اور اس کے آس پاس شہروں کا سب سے پہلا بادشاہ ہوا۔ سن تین سو اٹھاون ہجری میں اپنے غلام جوہر قائد کو شہروں میں بھیجا' جس نے اس کے لیے کافور الاخشیدی سے لڑ کر مصر کے شہروں کو چھینا' جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے' اسی کے ہاتھوں فاطمیوں کے ہاتھ مضبوط ہوئے' اسی نے وہاں قاہرہ شہر آباد کیا' اور شاہی محل کے دو قلعے بنوائے' اسی جوہر نے خطبوں کے درمیان سن تین سو باسٹھ ہجری میں معز فاطمی کا نام پڑھوایا۔ ان تمام کاموں کے مکمل ہو جانے کے بعد یہ معز ایک بہت بڑا لشکر اور بہت سے دوسرے مغاربہ اور بڑے ارکانِ دولت کو لے کر روانہ ہوا' جس وقت یہ اسکندریہ پہنچا' تمام لوگوں نے ان لوگوں کا استقبال کیا' اس وقت اس نے ان کے سامنے بہت زبردست فصیح و بلیغ خطبہ دیا' جس میں یہ بات بھی کہی کہ میں ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کروں گا' اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اسی انصاف کرنے سے اس امت پر رحم کرتا ہے۔ ان دعووں کے باوجود یہ شخص ظاہر و باطن ہر طرح سے رافضی تھا' جیسا کہ قاضی باقلانی نے کہا ہے کہ اس کا مذہب کھلم کھلا کفر اور اس کا عقیدہ رفض کا تھا۔ اللہ ان سب کا حشر برا کرے' اس کے سامنے ایک بہت بڑا زاہد' عابد' پرہیزگار' متقی ابوبکر النابلسی کو لایا گیا تو اس نے ان سے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ تم یوں کہا کرتے ہو کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ان میں سے نو تیر رومیوں کو اور ایک تیر بصریوں کو ماروں' انہوں نے جواب دیا کہ میں نے تو ایسا نہیں کہا ہے' اتنا جملہ کہنے سے اس معز نے گمان کیا کہ شاید اس نے اپنے خیال سے رجوع کر لیا ہے۔ پھر بھی اس نے سوال کیا کہ تم نے کیا کہا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تجھے نو تیر ماروں اور دسواں تیر رومیوں کی طرف پھینکوں۔ اس نے کہا' ایسا کیوں خیال کیا ہے؟ جواب دیا' اس لیے کہ تم نے امت محمدیہ کے دین کو بدل دیا ہے' نیکوں کو قتل کیا ہے اور نورِ الٰہی کو بجھا دیا ہے' اور تم نے ان باتوں کا دعویٰ کیا ہے جو تمہارے لائق نہیں ہیں' اس گفتگو سے وہ ناراض ہو گیا' اور حکم دیا کہ ایک دن پورے شہر میں ان کی تشہیر کی جائے' دوسرے دن زوردار کوڑے بہت سے مارے جائیں' تیسرے دن ان کی کھال ادھیڑی جائے' چنانچہ ایک یہودی کو اس کام کے لیے مقرر کیا گیا اور وہ ان کی کھال ادھیڑنے لگا اور یہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے' اس موقع پر خود اس یہودی کا دل ان کے لیے پسیج گیا' پھر جب وہ ان کے سینے تک پہنچا' اس وقت اس نے ان کے سینے میں چھرا پیوست کر دیا اور وہ اسی وقت انتقال کر گئے' اسی وقت سے انہیں شہید کہا جانے لگا' اور نابلس والوں کو آج تک بنو الشہید کہا جاتا ہے اور ابھی تک ان میں اچھائی پائی جاتی ہے' خدا اس معز کا برا کرے' لیکن اس میں ذاتی طور پر بہادری' ارادہ کی پختگی اور سیاست بھری ہوئی تھی' وہ یہ ظاہر کرتا تھا کہ وہ انصاف کرتا ہے اور حق کی مدد کرتا ہے' لیکن اس کے باوجود وہ ستارہ شناس تھا اور ستاروں کی حرکتوں پر پورا یقین رکھتا تھا' نجومیوں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ امسال تمہارے اوپر زبردست خطرہ ہے' اس لیے کسی طرح زمین والوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو جاؤ' یہاں تک کہ یہ مدت گزر جائے' چنانچہ مشورہ کے مطابق اس نے ایک تہ خانہ بنوایا اور اپنے تمام حکام کو بلوا کر اس نے اپنے بیٹے نزار کے بارے میں ضروری وصیتیں کیں' اس لڑکے کا لقب العزیز رکھا' اور تمام معاملات اس کے واپس آنے تک کے لیے اس کے سپرد کر دیئے' ان تمام کاموں کے بعد خاموشی کے ساتھ وہ اس تہ خانہ میں داخل ہو گیا اور ایک سال تک لوگوں سے روپوش رہا' یہاں تک کہ ان مغاربہ کو یقین ہو گیا تھا کہ جب کبھی آسمان پر ابر دیکھتے اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے وہ

گھوڑے سے اس خیال سے اُتر جاتے اور اسے سلام کرتے' اس خیال سے معز اسی امر میں ہے: فاستخف قومه فاطاعوه انهم كانوا قومًا فاسقين. (اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی' یہ لوگ (پہلے سے بھی) شرارت کے بھرے تھے۔

جب ایک برس گزر گیا وہ تہ خانہ سے باہر آ گیا اور شاہی تخت پر بیٹھ گیا' اور حسب معمول فیصلے کرنے لگا' اسی طرح ابھی صرف چند ہی دن گزرے تھے کہ اس کی تدبیر بیکار ہوگئی' اس کی مقدر قضا سامنے آ گئی' قسمت کا لکھا پورا ہو گیا' اور اسی سال اس کی موت آ گئی۔ مصر پر حکومت کرنے سے پہلے اور اس کے بعد مجموعی طور پر اس کی مدتِ حکومت تیئیس برس پانچ ماہ دس دن رہی' جن میں مصر پر صرف دو برس نو ماہ اور باقی مدت دو مغربی ممالک پر رہی' اس کی عمر پینتالیس برس چھ ماہ کی تھی' کیونکہ اس کی ولادت افریقہ میں سن تین سو انیس ہجری کے ماہ رمضان کی دسویں تاریخ کو ہوئی اور وفات مصر میں سالِ رواں کے سن تین سو پینسٹھ ہجری کے ماہ ربیع الآخر کی سترہویں تاریخ کو ہوئی۔

واقعات ـــــ ۳۶۶ھ

اس سال رکن الدولہ بن علی بن بویہ کا نوے برس سے زائد عمر میں انتقال ہوگیا۔ اس کی حکومت کے دن چالیس برس سے زائد ہوئے' اپنی موت سے ایک سال قبل اس نے اپنی حکومت اپنی اولاد میں تقسیم کر دی تھی' جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔ عمید کے بیٹے نے ایک مرتبہ اپنے گھر میں مہمانداری کا انتظام کیا تھا' اس وقت جبکہ مجلس بالکل بھری ہوئی تھی' رکن الدولہ اور اس کے بیٹے اور ارکانِ دولت سب موجود تھے' ان سب کی موجودگی میں اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ عضد الدولہ نے اپنے تمام بھائیوں اور تمام امراء کو دیلمیوں کی عادت کے مطابق قباء اور چادروں کا خلعت بخشا' اسی طرح عادت کے مطابق قیمتی عطر کا ان پر چھڑکاؤ کیا' وہ دن سب کے لیے بہت ہی پر مسرت تھا' اس وقت رکن الدولہ کی عمر بہت زیادہ ہو کر وہ بوڑھا ہو گیا تھا' اس تقریب کے چند ماہ بعد ہی اسی سال اس کا انتقال ہو گیا' وہ بہت زیادہ بردبار' باوقار' بہت صدقات دینے والا' علماء سے محبت کرنے والا تھا' اس میں نیکی' بخشش اور ایثار کا جذبہ بہت زیادہ تھا' قرابت داروں کے ساتھ بہتر سلوک اور بہتر حکومت کا جذبہ بھی تھا' رعایا اور رشتہ داروں پر بہت مہربان تھا۔ اس کے بیٹے عضد الدولہ کی حکومت جب مضبوط ہوگئی تو اس نے عراق کا رُخ کیا' تاکہ اسے اپنے چچازاد بھائی بختیار سے چھین لے' کیونکہ اس کی سیرت بہت خراب تھی اور اخلاق ردّی تھے' اہواز میں ان بھائیوں کا مقابلہ ہوگیا' تو عضد الدولہ نے اسے شکست دے دی اور اس کا مال وسامان سب چھین لیا' اسی طرح اپنے لوگوں کو بصرہ کی طرف بھیجا تو اسے بھی حاصل کر لیا' اور وہاں کے دو مشہور قبیلوں ربیعہ اور مضر کے درمیان مصالحت کرا دی' جبکہ ان کے درمیان تقریباً ایک سو بیس برس سے مخالفت چلی آ رہی تھی' قبیلہ مضر اس کے مخالف اور ربیعہ اس کے مخالف تھا' یہ دونوں ہی قبیلے اس سے مل گئے' اس طرح اس کی قوت بہت بڑھ گئی اور بختیار بہت ذلیل ہو گیا' پھر اپنے وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر لیا' کیونکہ اس کی مرضی کے بغیر وہ خود تمام کام انجام دینے لگا تھا' اور ساری دولت اسی کے خزانہ میں جمع کی جا

رہی تھی اس کے بعد عضد الدولہ نے ابن بقیہ کے پاس جو کچھ دولت اور مال تھا سب پایا اس نے اس سے سب چھین لیا اور اس کے لیے کچھ نہیں چھوڑا۔

اسی طرح رکن الدولہ نے اسے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے باپ کے وزیر ابوالفتح بن العمید کے پاس بھی جو کچھ پائے وہ سب اس سے چھین لے اس کی تفصیل کچھ پہلے گزر چکی ہے۔ اور ابن العمید وزیر میں فسق و فجور کا مادہ بہت زیادہ تھا' اس لیے تقدیر نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اور بادشاہ کا غضب اس پر نازل ہوگیا' ہم اللہ رحمٰن کے غضب سے پناہ لیتے ہیں۔

اس سال وسط شوال میں خراسان اور بخارٰی وغیرہ کے حاکم امیر منصور بن نوح السامانی کا انتقال ہوگیا' اس کی کل مدتِ حکومت پندرہ سال ہوئی' اس کے بعد اس کی ذمہ داریاں اس کے بیٹے ابوالقاسم نوح کو سپرد کر دی گئی تھیں' جبکہ وہ صرف تیرہ برس کا تھا' اور اس کو منصور کا لقب دیا گیا۔

اس سال حاکم مستنصر باللہ بن الناصر لدین اللہ عبدالرحمٰن اموی کا انتقال ہوگیا' جو بہترین بادشاہوں اور بڑے علماء میں سے تھے' یہ فن فقہ' اختلاف اور تاریخ کے عالم تھے۔ علماء سے محبت کرنے والے اور ان پر احسان کرنے والوں میں سے بھی تھے۔ تریسٹھ برس اور سات مہینے کی عمر میں وفات پائی۔ انہوں نے پندرہ سال پانچ مہینے تک خلافت کی۔ اس کے بعد ان کے کاموں کی ذمہ داری ان کے بیٹے ہشام نے سنبھالی' جن کا لقب المؤید باللہ ہوا تھا' اس وقت وہ صرف دس برس کے تھے' ان کے زمانہ میں لوگوں میں اختلافات رہے اور عوام میں بہت بے چینی رہی' کچھ دنوں تک قید خانہ میں بھی رہے' پھر رہائی پائی اور دوبارہ مسند خلافت پر آ گئے' اس وقت ان کے کاموں کی نگہداشت ان کے حاجب المنصور ابو عامر محمد بن ابی عامر المعافری اور ان کے دو بیٹے المظفر اور الناصر نے کی' اس دوران رعایا میں بہتر طریق پر حکومت کی' ان کے درمیان انصاف سے کام لیا' دشمنوں سے لڑائیاں بھی لڑی گئیں' تقریباً چھبیس برس تک ان کا یہی حال رہا' اس موقع پر ابن الاثیر نے ان سے متعلق تفصیلی حالات لکھے ہیں۔

اسی سال حلب کا بادشاہ ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ بن حمدان کے پاس لوٹ کر گیا' کیونکہ جب ان کے والد کا انتقال ہوگیا اور ان کی جگہ پر یہی ان کے قائم مقام بنائے گئے' اس وقت ان کے غلام قرعویہ نے وہاں غلبہ حاصل کرلیا اور ان کا مالک بن گیا' آنے کے بعد اس نے اسے اس جگہ سے نکال دیا اور مار بھگایا' دوبارہ وہی شخص آ کر علاقہ کے قریب ہی ٹھہر گیا' اسی دوران رومیوں نے حمص کو ویران کر دیا تھا' اس لیے وہ اس شہر کو آباد کرنے اور وہاں کے حالات درست کرنے میں لگ گئے' جب قرعویہ سے اس کے اختلافات بڑھ گئے تو حلب والوں نے اس کو اپنے پاس آنے کے لیے خط لکھا' جب کہ یہ حمص میں تھا' تو یہ فوراً اس کے پاس گیا اور چار ماہ تک ان کا محاصرہ جاری رکھا' بالآخر اسے فتح کرلیا' لیکن بکجور قلعہ بند ہوگیا تھا' اس لیے ان تک یہ نہیں پہنچ سکا' بعد میں اس ابوالمعالی سے اس کی اس بات پر مصالحت ہوگئی کہ وہ اس کی جان بخشی کرے گا' اور حمص میں اسے اپنے قائم مقام بنا کر رکھے گا' پھر اسے دمشق کی بھی نیابت حاصل ہوگئی' اور اس کی طرف دمشق کے ظاہری حصوں کی نسبت ہوگئی جو بکجوری محل سے مشہور ہوئے۔

بنو سبکتگین کی حکومت کی ابتداء:

محمود غزنوی کے مالک' سبکتگین' جو امیر ابو اسحاق بن البتکین جو غزنی اور اس کے متعلقات کے لشکر کا سپہ سالار تھا' یہ سبکتگین وہ نہیں ہے جو معز الدولہ کا حاجب تھا' کیونکہ وہ تو گزشتہ سال ہی وفات پا چکا ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے جب اس سبکتگین کے آقا کا انتقال ہو گیا' اور اپنی اولاد یا اپنے رشتہ داروں میں سے کسی ایسے شخص کو نہ چھوڑا جو اس کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے' تو لشکر والوں نے متفقہ طور پر اس کی ذاتی صلاحیت' نیکی' حسن سیرت' انتہائی عقلمندی' بہادری اور دیانتداری کی بنا پر اس کو سپہ سالار منتخب کر لیا' چنانچہ اس کے ذریعہ ملک میں پائیداری آ گئی اور اس کے بعد اس کے بیٹے السعید محمود بن سبکتگین اس کا قائم مقام بنا' اس نے ہندوستانی علاقوں پر فوج کشی کی اور ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور غنیمت کا بہت سامال حاصل کیا' ان کے بہت سے بڑے بڑے بتوں کو اور نذر و نیاز کے بہت سے سامان کو تہس نہس کر دیا' جو کہ ایک بہت مشکل کام تھا' اور اسی کے لشکر والوں نے زبردست لڑائیاں لڑیں' اس کے مقابلہ میں ہندوستان کا سب سے بڑا راجہ جیپال خود بڑی فوج لے کر آیا' اس راجہ کو دو بار سبکتگین نے زبردست شکست دے کر ان کو انتہائی ذلت کے ساتھ بہت بری حالت میں اپنی جگہ واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب الکامل میں ذکر کیا ہے کہ سبکتگین کا ہندوستان کے مہاراجہ جے پال سے جب ایک لڑائی میں مقابلہ ہوا' وہ ایک ایسے تالاب کے پاس تھا' جو باغورک کے پیچھے تھا' ان ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ اس تالاب میں جب کوئی گندگی پڑ جاتی ہے' تو اسے پاک کرنے کے لیے آسمان پر کالی گھٹا چھا جاتی ہے' زوردار کڑک اور زبردست بجلی گرنے کے بعد بارش ہو جاتی ہے جو مسلسل برستی رہتی ہے' یہاں تک کہ وہ گندگی اس سے نکل کر بھر جاتی ہے اور اس کا پانی اور وہ علاقہ سب پاک ہو جاتا ہے' اس لیے سبکتگین نے حکم دیا کہ اس میں نجاست ڈال دی جائے اور وہ علاقہ اس وقت ان دشمنوں کے قریب تھا' چنانچہ بجلی کڑک اور مسلسل زوردار بارش ہوتی رہی' جس سے وہ لوگ وہاں سے بھاگ کر اپنے گھروں میں بے عزتی کے ساتھ چلے جانے پر مجبور ہو گئے' بالآخر اس مہاراجہ نے سبکتگین سے مصالحت کے لیے آدمی بھیجے تو اس نے اپنے بیٹے محمود کی مخالفت کے باوجود اس سے مصالحت کر لی' اس شرط پر کہ وہ انہیں بہت زیادہ مال دے گا اور بہت سے علاقے ان کے حوالے کر دے گا' اور ان کے علاوہ پچاس ہاتھی دے گا' اور ان چیزوں کی ادائیگی نہ ہو جانے تک کے لیے اپنے بڑے بڑے سرداروں کو ان کے پاس گروی رکھے گا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو یعقوب یوسف:

بن الحسین الجنابی' ہجر کے حاکم اور قرامطیوں کے سردار' اس کے بعد اس کی قوم کے چھ آدمی اس کے قائم مقام بنے جو سادہ کہلاتے تھے' اپنے معاملات کے انتظام میں یہ سب متفق رہے' ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوا' اسی سال اس کی وفات ہوئی۔

حسین بن احمد

بن ابی سعید ابو محمد القرمطی ابن عساکر نے کہا ہے کہ ابو سعید کا نام حسین بن بہرام ہے اور ابن احمد بھی کہا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ فارسی الاصل تھا' یہ سن تین سو ستاون ہجری میں شام پر غالب آ گیا تھا' پھر ایک سال کے بعد احساء کے علاقہ میں چلا گیا' پھر سن ساٹھ ہجری میں دمشق میں لوٹ آیا اور جعفر بن فلاح کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ یہی وہ پہلا شخص ہے جو معز فاطمی کا شام میں نائب بن کر رہا اور اسے قتل بھی کر دیا' پھر مصر کا رُخ کیا اور ماہ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ میں ۳۶۱ھ اکسٹھ ہجری میں اس کا محاصرہ کیا اور مسلسل کئی ماہ تک اس کا محاصرہ جاری رکھا' ظالم بن موہوب کو دمشق میں اپنا خلیفہ مقرر کیا' اس کے بعد پھر الاحساء کی طرف گیا' پھر رملہ لوٹ آیا اور وہیں سالِ رواں میں انتقال کر گیا' اس وقت اس کی عمر نوے برس سے زیادہ ہو چکی تھی' یہ عبدالکریم الطائع للہ العباسی کی فرمانبرداری کا اقرار کرتا تھا۔ ابن عساکر نے اس کے اشعار بھی نقل کیے ہیں جو بہت بہتر تھے' ان میں وہ چند اشعار ہیں جنہیں اس نے جعفر بن فلاح کی شان میں لکھا تھا' اس سے اختلاف ہونے سے پہلے اور یہ بہترین اشعار ہیں:

۱۔ الكتب معذرة والرسل مخبرة والحق متبع والخير محمود

ترجمہ: کتابیں الزام سے بری کرنے والی ہیں اور تمام رسول خبر دینے والے ہیں' اور حق اسی لائق ہے کہ اس کی اتباع کی جائے' اور خیر اسی لائق ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

۲۔ والحرب ساكنة والخيل صافنة والسلم مبتذل والظل ممدود

ترجمہ: اور لڑائی خاموش ہے اور گھوڑا اپنا ایک پاؤں اُٹھائے ہوئے ہے' اور سلامتی رسوا ہے اور سایہ دراز ہے۔

۳۔ فان انبتم فمقبول انابتكم و ان ابيتم فهذا الكور مشدودُ

ترجمہ: تو اگر تم توبہ کرلو' تو تمہاری توبہ مقبول ہے' اور اگر انکار کرو تو یہ بندھن سخت ہے۔

٤۔ على ظهور المنايا او يرون بنا دمشقَ والباب مسدود و مردودٌ

ترجمہ: موتوں کی پیٹھ پر یا یہ کہ ہمارے ساتھ وہ آئیں' دمشق میں ایسے وقت میں کہ دروازہ بند ہو اور کاوٹ پڑی ہوئی ہو۔

۵۔ انی امروٌ ليس عن شانی ولا اربی طبلٌ يرن ولا نایٌ ولا عودٌ

ترجمہ: میں تو ایسا شخص ہوں کہ نہ تو میری شان سے ہے اور نہ میری ضرورت سے ہے کہ کوئی ڈھول بجتا ہو اور نہ بانسری ہے اور نہ سارنگی۔

٦۔ ولا اعتكاف على خمر و مخمرة و ذات دلٍ لها غنجٌ و تفنيدٌ

ترجمہ: اور نہ مائل رہنا ہے شراب پر' گھونٹ والی پر' اور ایسی نازنین پر جس کے نازنخرے ہوں اور اسے ملامت کرتے رہنا ہو۔

۷۔ ولا ابيت بطين البطن من شبعٍ ولی رفيق خميص البطن مجهود

ترجمہ: اور نہ میں اپنا پیٹ بھر کر آسودگی کے ساتھ پیٹ پھلا کر سوتا ہوں' اس حال میں کہ میرا دوست اپنی تکلیف اور پریشانی

ے سا تھ ان کا پیٹ بالکل دبا ہوا ہو۔

۸۔ و لا تسامت بی الدنیا الی طمع   یوما و لا حرست فیها المواعید

ترجمہ: اور دنیا نے مجھے کسی لالچ پر آمادہ کیا ہے ایک دن بھی اور نہ وعدوں کی بھرمار نے مجھے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

۹۔ یا ساکن البلد المنیف تعززًا   بقلاعہ و حصونہ و کھوفہ

ترجمہ: اے اونچے شہر کے باشندے جس کو عزت حاصل ہے اپنے قلعوں سے اپنی بلڈنگوں سے اور اپنے غاروں سے۔

۱۰۔ لا عز الّا بعزیز بنفسہ   و بخیلہ و برجلہ و سیوفہ

ترجمہ: (سن لو کہ!) عزت نہیں ہے مگر اس شخص کو جو عزت کا خواہش مند ہو اپنی ذات سے اور اپنے گھوڑے سے اور اپنے پاؤں سے اور اپنی تلواروں سے۔

۱۱۔ و بقبۃ بیضاء قد ضربتُ علی   شرف الخیام بجارہ و ضیوفہ

ترجمہ: اور سفید گنبد سے جسے بنایا گیا ہے اس کے پڑوسی اور مہمانوں کے خیموں کے قریب۔

۱۲۔ قومٌ اذا اشتد الوغا اردی العدٰا   و شفی النفوس بضربہ و زحوفہ

ترجمہ: ہم ایسی قوم ہیں کہ جب لڑائی سخت ہوتی ہے اس وقت دشمن کو ہلاک کر دیتی ہے اور لوگوں کو شفا دیتی ہے اپنے حملے سے اور اپنے لشکر سے۔

۱۳۔ لم یجعل الشرف التلید لنفسہ   حتی افادَ تلیدَہٗ سطریفہ

ترجمہ: اس نے اپنی شرافت نئے طور پر اپنے لیے حاصل نہیں کی ہے یہاں تک کہ اس نے نئی شرافت کو پرانوں کی شرافت سے ملا دیا ہو یعنی اس کی شرافت نسلاً بعد نسلٍ ہو۔

اس سال قابوس میں دشمکیر نے جرجان طبرستان وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے وقت خلیفہ طائع نے عزالدولہ بن بویہ کی لڑکی شہباز سے شب زفاف منائی یہ شادی بہت دھوم دھام سے منائی گئی اس سال جمیلہ بنت ناصر الدولہ بن حمدان نے بہت ہی شان و شوکت کے ساتھ حج ادا کیا یہاں تک کہ اس کا حج ضرب المثل بن گیا۔ اس طرح پر کہ بالکل ایک شکل کے چار سو کجاوے اور سواریاں تیار کی گئیں ان میں یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ خود کس میں سوار ہوئی ہیں بیت اللہ کے پاس پہنچنے پر اس نے فقراء اور مجاوروں میں دس ہزار دینار نثار کیے حرمین شریفین کے تمام مجاوروں کو کپڑے پہنائے اور جاتے اور آتے وقت بے شمار مال خرچ کیا عراق سے الشریف احمد بن حسین بن محمد العلوی نے لوگوں کو حج کرایا۔ اسی طرح سن تین سو اسی ہجری تک متواتر وہ حج کراتے رہے ان تمام برسوں میں بجائے عباسیوں کے مصر کے فاطمیوں کے لوگوں کے نام لیے جاتے رہے۔

اسماعیل بن نجید:

بن احمد بن یوسف ابو عمرو السلمی جنید بغدادیؒ وغیرہ بزرگوں کی صحبت میں رہے اور حدیث کی روایت کی ثقہ تھے ان کے

اکابر [illegible] ایک موقع پر ان کے
شیخ ابوعثمان کو کچھ مالی ضرورت پڑ گئی تو اس کا تذکرہ اپنے شاگردوں سے کیا تو انہوں نے ایک تھیلی ایک ہزار درہم کی بھر کے لا کر
اپنے شیخ کو دے دی، شیخ نے وہ تھیلی ان سے لی اور دوسرے شاگردوں سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا تذکرہ بھی کر دیا۔ اس
وقت ابن نجید نے اپنے تمام ساتھیوں کے سامنے اُٹھ کر ان سے کہا: اے جناب! یہ مال جو میں نے آپ کو لا کر دیا ہے یہ میری
ماں کا ہے اور میں ان سے زبردستی ان کو ناراض کر کے لایا ہوں، اس لیے آپ مہربانی فرما کر یہ تھیلی مجھے واپس کر دیں تاکہ میں
اپنی والدہ کو ان کی تھیلی واپس کر دوں، اس بات پر انہوں نے تھیلی انہیں واپس کر دی، مگر رات کو وہ پھر وہی تھیلی لے کر آئے اور
انہیں دے دی، ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ آپ یہ اپنی ضرورت میں خرچ کریں اور مہربانی فرما کر اس کا تذکرہ کسی سے نہ فرمائیں،
ان کے شیخ ابوعثمان فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ابوعمرو بن نجید کی ہمت پر رشک آتا ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

الحسن بن بویہ:

ابوعلی رکن الدولہ، ان پر مرض قولنج (آنتوں میں درد کی بیماری کا) حملہ ہوا، جس سے سال رواں کے ماہِ محرم کی اٹھائیسویں تاریخ ہفتہ کی رات کو ان کا انتقال ہوگیا، چوالیس برس ایک ماہ نو دِنوں تک حکومت کی اور کل اٹھتر برس عمر پائی، بہت بردبار اور شریف تھے۔

محمد بن اسحاق:

بن ابراہیم بن افلح بن رافع بن ابراہیم بن افلح بن عبدالرحمٰن بن رفاعہ بن رافع ابوالحسن الانصاری الزرقی، انصار کے محافظ تھے، انہوں نے ابوالقاسم البغوی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی، ثقہ تھے، انصار کے حالات اور ان کے فضائل کو اچھی طرح جانتے تھے، ان کی وفات ماہِ جمادی الآخرہ میں ہوئی۔

محمد بن الحسن:

بن احمد بن اسماعیل ابوالحسن السراج، انہوں نے یوسف بن یعقوب وغیرہ سے روایت سنی ہے، بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے، نماز پڑھتے پڑھتے اپاہج ہوگئے، اور روتے روتے اندھے ہوگئے، سال رواں میں عاشورہ کے دن وفات پائی۔

القاضی منذر البلوطی:

رحمہ اللہ، اندلس کے قاضی القضاۃ تھے، بڑے امام عالم اور فصیح تھے، اسی طرح بڑے خطیب، شاعر اور ادیب بھی تھے، یہ نیکی، تقویٰ اور زہد کی قسموں کی تمام خوبیوں کے مالک تھے، ان کی بہت سی تصنیفات ہیں، یہ کئی باتوں میں منفرد الخیال ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ جنت جس میں حضرت آدم علیہ السلام تھے اور جس سے نکالے گئے تھے وہ اسی دنیا میں تھی، اور وہ جنت نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو قیامت کے بعد دینے کے لیے بنائی ہے، ان کی اس بارے میں ایک مستقل منفرد تصنیف ہے، لوگوں کے دلوں میں ان کی بہت عزت تھی۔

یہ ایک دن ان کے [illegible] اس وقت پہنچے [illegible] کے قلعوں کی [illegible] سے فارغ ہوا تھا' اس میں خاص اس کے لیے بہت بڑا شاندار شاہی محل بھی بنوایا گیا تھا۔ جسے مختلف خوشبوؤں سے بسایا گیا اور پردوں سے جایا گیا تھا' اور اس کے پاس بڑے بڑے تمام امراء اور ارکان دولت بیٹھے ہوئے تھے' اسی حالت میں یہ قاضی القضاۃ آئے اور اس کے بغل میں بیٹھ گئے' تمام حاضرین مجلس اس عمارت اور ساز و سامان کی مدح سرائیاں کر رہے تھے' لیکن یہ قاضی صاحب بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے' ایک حرف بھی نہیں بول رہے تھے' اتنے میں وہ بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا' اے ابوالحکم! آپ کیا فرماتے ہیں؟ یہ سنتے ہی قاضی صاحب اتنا روئے کہ ان کی داڑھی پر آنسو بہنے لگے' پھر کہنے لگے کہ مجھے امید نہیں تھی' کہ شیطان لعنۃ اللہ علیہ آپ پر اس حد تک حاوی ہو کر آپ کو اس طرح رسوا کرے گا' اور دین اور دنیا ہر جگہ آپ کو ہلاک کرے گا' اور اس بات کی بھی امید نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی آپ کو فضیلت اور صلاحیت بخشی ہے جو کہ دوسرے بہت سے لوگوں سے بہت زیادہ ہے' ان باتوں کے باوجود آپ کو وہ کافروں اور فاسقوں کی جگہ پر بٹھادے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: ''اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاویں گے تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی کر دیتے اور نیز زینے بھی' جن پر سے چڑھا (اترا) کرتے ہیں اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور یہی چیزیں سونے کی بھی''۔ (پ ۲۵/رکوع ۹)

بادشاہ نے یہ سن کر اپنا سر جھکالیا' اور رو پڑا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور مسلمانوں میں آپ جیسے بہت سے لوگوں کو بنادے۔

ایک سال ملک میں قحط سالی ہوگئی تو بادشاہ نے کسی کے ذریعہ ان کے پاس یہ خبر بھیجی کہ یہ بارش کی نماز کا انتظام کریں اور اس کے لیے دعا مانگیں' جب آدمی ان کے پاس وہ پیغام لے کر پہنچا تو انہوں نے اس شخص سے پوچھا کہ تم نے وہاں سے رخصت ہوتے وقت بادشاہ کو کس حال میں چھوڑا تھا؟ جواب دیا کہ اس وقت ان پر بہت خوف طاری تھا اور دل میں اس کا بہت زیادہ اثر تھا اور وہ دعاء اور آہ و زاری میں مشغول تھے۔ قاضی صاحب نے یہ سن کر کہا اب تو تم پر بارش ہو کر رہے گی' اللہ کی قسم جب زمین کے متکبروں اور بڑے لوگوں میں نرمی آجاتی ہے تو آسمان والا بھی ان پر رحیم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ تم لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرو۔ اعلان کردو۔ اعلان سن کر سب لوگ اس میدان میں جمع ہو گئے جہاں استسقاء کی نماز ہوتی تھی' اس وقت وہ قاضی منذر بھی آئے اور منبر پر چڑھ گئے' سب لوگ ان کو دیکھ رہے تھے اور جو کچھ وہ بول رہے تھے سب ان کی باتیں سن رہے تھے' جب ان کا لوگوں سے سامنا ہوا تو سب سے پہلے انہوں نے یہ آیت پاک تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: ''تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام

کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں''۔ (پ ۷ رکوع ۱۴)

یہی آیت انہوں نے بار بار تلاوت کی' یہ سنتے ہی لوگوں کے دلوں پر اثر پڑا اور وہ رونے دھونے اور آہ وزاری میں لگ گئے' کچھ دیر تک یہی کیفیت رہی' بالآخر وہیں بارش ہوگئی اور پانی میں گرتے پڑتے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔

ابوالحسن علی بن احمد:

بن المرزبان' شافعی المذہب فقیہ تھے' ابوالحسن بن القطان سے علم فقہ حاصل کیا اور ان سے شیخ ابو حامد الاسفرآئینی نے سیکھا۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ یہ بہت پرہیزگار اور عبادت گزار تھے' کسی کو ان سے ظلم کی شکایت نہیں تھی' ان کو مذہب کے بارے میں گہرا علم تھا' یہ بغداد میں سبق پڑھایا کرتے تھے' ماہ رجب میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ـــــ ۳۶۷ھ

اس سال عضد الدولہ بغداد میں داخل ہوا اور عز الدولہ بختیار وہاں سے نکل آیا' عضد الدولہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے اور اس کے ساتھ خلیفہ الطائع کو بھی گرفتار کرلیا مگر خلیفہ کو بعد میں معافی چاہنے پر معاف کر دیا۔ لیکن عضد الدولہ کو گرفتار کر کے جلد ہی قتل کر دیا' اس کے بعد عضد الدولہ کی حکومت بغداد میں مضبوط ہوگئی پھر خلیفہ نے اسے قیمتی خلعت اور کنگن اور ہار پہنایا اور اسے ایک جھنڈا سونے کا دوسرا چاندی کا کل دو جھنڈے دیئے' یہ چیزیں صرف ولی عہد کو دی جاتی تھیں اور عضد الدولہ نے بھی خلیفہ کو سونے چاندی کے علاوہ بہت قیمتی مال اور تحفے دیئے۔ اس طرح اس کی بادشاہت بغداد اور اس کے پاس کے تمام علاقوں پر مضبوط ہوگئی۔

اس سال بغداد میں بار بار زلزلے آئے اور دجلہ کا پانی اتنا زیادہ بڑھا کہ اس سے بہت سی مخلوق ڈوب گئی' اور دوسرے بہت سے نقصانات ہوگئے' اس عضد الدولہ سے ایک مرتبہ یہ کہا گیا کہ یہاں لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہوگئی' طاعون اور آگ لگنے اور پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے جو شیعہ اور سنی کے فتنوں کی وجہ سے پیدا ہوئے' تو کہا یہ فتنے لوگوں کے غلط قصے کہنے وعظ و نصیحت کرنے کی وجہ سے ہوئے ہیں' اس لیے آئندہ سے پورے بغداد میں کوئی بھی نہ تو قصہ گوئی کرے اور نہ نصیحت و وعظ کرے اور کوئی کسی سے کسی صحابی کا نام دریافت کرے' بلکہ اب صرف قرآن کی تلاوت کیا کرے' اس کے پڑھنے والے کو اگر کوئی کچھ دے تو وہ اسی کو لے' چنانچہ پورے شہر میں اسی پر عمل ہونے لگا' بعد میں اسے یہ خبر پہنچی کہ ابوالحسین بن سمعون واعظ جو کہ صالحین میں سے تھے ابھی تک حسب دستور اپنا کام کر رہے ہیں' وعظ کہنے کا کام نہیں چھوڑا ہے' یہ سن لینے کے بعد ان کے پاس کسی کو بھیج کر انہیں اپنے پاس بلوایا اور وہ عضد الدولہ خود اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہیں چلا گیا اور تنہا ہو کر کہیں بیٹھ گیا' تاکہ یہ ابن سمعون بھرے مجمع میں کوئی ایسی بات نہ کہہ بیٹھیں جسے خود اپنے کانوں سے سنے اور وہ ناپسند ہو اور ابن سمعون کو یہ مشورہ دیا گیا کہ آپ جب

دربارِ شاہی میں پہنچیں تو اپنی گفتگو میں تواضع سے کام لیں اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیں' یہ جب شاہی دربار میں پہنچے تو اسے بالکل تنہا پایا تاکہ ابن معروف سے تمام لوگوں کے سامنے کوئی ایسی بات نہ کہیں جو موثر ہو اِدھر دربان اس کے پاس ان کے داخل ہونے کے لیے اجازت چاہنے کو گیا اُدھر ابن سمعون از خود اس کے پیچھے پہنچ گئے اور یہ آیت تلاوت کرنے لگے

ترجمہ: ''اور تمہارے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے جبکہ وہ آبادیوں کو پکڑتا ہے جبکہ وہاں کے لوگ ظلم کرنے والے ہوں''۔ (پ۱۲/رکوع۹)

پھر اپنا چہرہ عز الدولہ کے گھر کی طرف کیا اور اس آیت کی تلاوت شروع کی:

ترجمہ: ''پھر ہم تمہیں ان کے بعد زمین میں اپنا خلیفہ بناتے ہیں تاکہ ہم یہ دیکھ لیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو''۔ (پ۱۱/رکوع۷)

اس کے بعد بادشاہ کی طرف رُخ کیا اور اسے نصیحت کرنے لگے' یہ سن کر وہ رونے لگا اور بہت زیادہ رویا پھر جزاک اللہ خیرا کہہ کر رخصت کیا' جب وہ اس کے پاس سے نکل کر باہر آئے تو اپنے دربان سے کہا کہ تین ہزار درہم اور دس جوڑے کپڑے انہیں جا کر دے دو' اگر یہ قبول کرلیں تو فوراً ان کا سر قلم کر کے میرے پاس لے آؤ۔ اس دربان کا بیان ہے کہ میں سب لے کر ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو یہ ہدیہ دیا' انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ان چیزوں کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے' میرے پاس میرے یہ کپڑے میرے والد کے زمانے سے چالیس سال سے ہیں جب میں کسی کے پاس جاتا ہوں' انہیں پہن لیتا ہوں اور جب واپس آتا ہوں انہیں تہہ کر کے رکھ دیتا ہوں اور میرا ایک ذاتی مکان ہے جسے میرے والد نے میرے لیے چھوڑا ہے اس کے کرایہ سے کھاتا پیتا ہوں۔ لہٰذا میں بہت آسودہ ہوں اور ان چیزوں کا مطلقاً محتاج نہیں ہوں' یہ سن کر میں نے ان سے کہا کہ آپ انہیں اپنے گھر کے فقراء میں بانٹ دیں' انہوں نے جواب دیا کہ بادشاہ کے گھر والے میرے گھر والوں سے زیادہ فقیر ہیں' اور یہ خود ان کے مقابلہ میں سب سے زیادہ فقیر ہے' اس گفتگو کے بعد میں بادشاہ کے پاس آیا تاکہ میں اس گفتگو سے ان کو مطلع کر کے ان کے بارے میں مشورہ لے لوں' یہ سن کر بادشاہ خاموش ہو گیا اور کہا اس اللہ کی تعریف ہے جس نے انہیں میری تلوار سے بچا لیا اور مجھے ان کی زبان سے بچا لیا' پھر عضد الدولہ نے عز الدولہ کے وزیر بن بقیہ کو پکڑ کر ان کے پیر باندھ کر ہاتھی کے پیروں کے نیچے ڈال دیا جس نے اسے اپنے پیروں سے کچل کر مار ڈالا' پھر پل کے اُوپر سے اسے سولی پر چڑھا دیا گیا' یہ واقعہ ماہ شوال کا ہے' ابن الحسین بن الانباری نے اس کا مرثیہ کہا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ علو فی الحیاۃ و فی الممات — بحق انت احدی المعجزات

ترجمہ: تم اپنی زندگی میں بلند ہوا اور مرنے میں بھی' قسم بخدا کہ تم ایک معجزہ ہو۔

۲۔ کأن الناس حولك حین قاموا — وفود نداك ایام الصلات

ترجمہ: جس وقت لوگ تمہارے چاروں طرف کھڑے ہوئے ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ داد و دہش کے دنوں میں وہ جتھ بندی کر کے تم کو آواز دے رہے ہیں۔

۳. کانک واقف فیہم خطیبا وہم وقوف للصلوٰۃ

ترجمہ: اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ان کے درمیان خطیب بنے رہے ہو اور وہ سب کے سب نماز کے لیے کھڑے ہیں۔

۴. مددت یدیک نحوہم احتفاءً کمدہما الیہم بالہبات

ترجمہ: اور تم نے ان کی طرف ننگے پیر ہو کر اپنے دونوں ہاتھ بڑھائے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ وہ دونوں ہاتھ ان کی طرف عطیات دینے کو بڑھے ہوئے ہیں۔

یہ قصیدہ بہت طویل ہے جسے ابن الاثیر نے اپنی کتاب کامل میں نقل کیا ہے۔

عزالدین بختیار کا قتل:

جب عزالدولہ بغداد میں داخل ہو گیا اور اس پر پورا قبضہ کر لیا تو بختیار وہاں سے انتہائی ذلت کے ساتھ چند آدمیوں سمیت نکل گیا اس کا ارادہ تھا کہ شام پہنچ کر اس پر قبضہ کر لے۔ لیکن عضدالدولہ نے اسے یہ قسم دے دی کہ ابوتغلب کو بالکل نہ چھیڑنا' کیونکہ ان دونوں میں دوستی تھی اور خط و کتابت کے تعلقات قائم تھے' اور اس نے بھی اس بات پر قسم کھالی تھی۔ لیکن بغداد سے نکلتے وقت اس کے ساتھ حمدان بن ناصرالدولہ بن حمدان بھی تھا جس نے عزالدولہ کو موصل کے علاقوں کو ابی تغلب سے چھیننے کے لیے آمادہ اور اس کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ جگہ شام سے بہت بہتر ہے اور بہت مالدار بھی ہے اور اس کے قریب بھی ہے اور یہ عزالدولہ کم عقل اور دینداری میں بھی بہت کم تھے' اس بات کی جب ابوتغلب کو خبر پہنچ گئی تو اس نے عزالدولہ کو یہ خبر بھیجی کہ اگر تم میرے پاس میرے بھتیجے حمدان بن ناصرالدولہ کو بھیج دو تو میں جان مال اور لشکر کی امداد دے کر عضدالدولہ سے بغداد چھین کر تم کو اس پر قبضہ دلا دوں گا' یہ خبر پا کر اس نے حمدان کو گرفتار کر کے اس کے چچا ابوتغلب کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے کسی قلعہ میں بند کر دیا' اب جب عضدالدولہ کو یہ خبر ملی کہ یہ دونوں اس سے لڑائی کے لیے متفق ہو گئے ہیں تو اس نے خود ہی ان دونوں سے لڑنے کی تیاری کی پیش قدمی کر کے ان کے پاس پہنچا اور یہ چاہا کہ اپنے ساتھ خلیفہ طائع کو بھی لے جائے مگر اس کے معافی چاہنے پر اس نے معاف کر دیا' بالآخر خود تنہا ان دونوں کے مقابلہ کے لیے گیا اور ان دونوں سے مقاتلہ کیا' یہاں تک کہ ان دونوں کو کچل دیا اور شکست دے دی' عزالدولہ کو قید کر کے فوراً قتل بھی کر دیا اور موصل اور اس کے تمام متعلقات پر قبضہ کر لیا پھر اپنے ساتھ بہت سا غلہ اور خوراک لیتا آیا' اور ابوتغلب کو دوسرے علاقوں کی طرف مار بھگایا' اس کے پیچھے بڑی تعداد فوجیوں کی روانہ کر دی' سن اڑسٹھ کے آخر تک موصل میں مقیم رہا پھر بکر اور ربیعہ کے علاقوں میں سے میافارقین اور آمد کو فتح کیا' اور ابوتغلب کے قائم مقام لوگوں سے مضر کے علاقوں پر قبضہ کرتے ہوئے رحبہ کو بھی چھین لیا اور اس کے بقیہ حصوں کو حلب کے حاکم سعدالدولہ بن سیف الدولہ کے حوالہ کر دیا' پھر سعدالدولہ کو بھی پکڑ لیا' موصل سے واپسی کے وقت وہاں ابوالوفاء کو اپنا قائم مقام بنا کر بغداد لوٹ آیا' اس وقت خود خلیفہ اور دوسرے تمام ارکانِ دولت نے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا' وہ ایک دن تاریخی دن ہو گیا تھا۔

اس سال جو اہم واقعات پیش آئے ان میں وہ واقعہ ہے جو عزیز بن المعز الفاطمی اور دمشق کے حاکم معز الدولہ کے غلام فتکین کے درمیان پیش آیا تھا کہ عزیز اسے شکست دے کر قیدی بنا کر بہت ہی اعزاز واکرام کے ساتھ اپنے شامل مصری علاقوں میں لے گیا اور عزیز نے دمشق اور اس کے متعلقات پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ باتیں تفصیل کے ساتھ سن چونسٹھ ہجری کے بیان میں گزر چکی ہیں۔

اس سال قاضی عبدالجبار بن احمد المعتزلی کو رئی اور ان تمام علاقوں کا قاضی القضاۃ بنا دیا گیا جو مؤید الدولہ بن رکن الدولہ کے ماتحت تھے ان کی کئی مفید اور عمدہ تصانیف ہیں جن میں دلائل النبوۃ اور عمدۃ الادلہ وغیرہ بھی ہیں۔

اس سال مصریوں کے نائب حاکم' ایر بادلیس بن زیری' یوسف بن بلکین کے بھائی نے لوگوں کو حج کرایا' یہ جب مکہ میں پہنچے تو بہت سے چور ان کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور ان سے کہا کہ آپ جتنا بھی مال چاہیں لے کر اس سال کے لیے ہم لوگوں کی ضمانت لے لیں تو ظاہری طور پر ان سے رضامندی کا اظہار کیا اور یہ کہا کہ تم سب اکٹھے ہو کر میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سب کی ضمانت لے لوں۔ تو ان کے پاس تیس سے بھی کچھ زائد افراد اکٹھے ہو کر آئے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا اور بھی کوئی باقی بچا ہے؟ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ اب کوئی بھی نہیں بچا ہے۔ تب انہوں نے فوراً ان سبھوں کو پکڑ لینے اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا' اس طرح انہوں نے جو کچھ کیا بہتر کیا۔

حجاز میں خطبہ کے دوران فاطمیوں کے نام لیے جاتے تھے عباسیوں کے نہیں۔

بختیار بن بویہ الدیلمی:

یہ اپنے باپ کے بعد حکومت کا بادشاہ بنا' اس وقت اس کی عمر صرف بیس برس کی تھی' بدن کا خوبصورت' حملہ میں سخت اور دل کا بہت قوی تھا' لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ ایک مضبوط بیل کے پاؤں پکڑ کر بغیر کسی دوسرے کی مدد کے اسے زمین پر گرا دیا کرتے تھے اور سوراخوں میں بڑے بڑے سانپوں کو تلاش کرتا پھرتا تھا' لیکن یہ بہت زیادہ لہو لعب میں مشغول رہتا اور لذتوں میں مست رہا کرتا تھا' اہواز کے علاقوں میں جب اس کے چچا زاد بھائی نے اسے شکست دی تو جتنے بھی آدمی اس کے گرفتار کیے گئے ان میں ایک امرد (بے داڑھی مونچھوں والا نوجوان) بھی تھا جس سے یہ بہت زیادہ محبت کرتا' اور اس کے بغیر اس کا عیش مکمل نہیں ہوتا' اس لیے اس کی واپسی کے لیے اس نے بہت عاجزی اور نرمی کے ساتھ درخواست بھیجی اور قیمتی بے شمار تحفے اور بہت سا مال اور انتہائی حسین وجمیل انمول دو باندیاں بھی بھیجیں۔ چنانچہ اس نے اس غلام کو واپس کر دیا مگر لوگوں نے اس وجہ سے اسے بہت برا بھلا کہنا شروع کیا اور بادشاہوں کی آنکھوں سے یہ گر گیا۔ اس کے جواب میں وہ کہا کرتا کہ پورے بغداد بلکہ پورے عراق کے قبضہ سے نکل جانے سے بھی اس کا میرے پاس نہ رہنا زیادہ تکلیف دہ ہے' اس کے بعد ایسا ہوا کہ اس کے چچا زاد بھائی نے اسی کو گرفتار کر کے فوراً قتل کر دیا یہ کل چھتیس برس زندہ رہا اور اکیس برس چند ماہ حکومت کی' اسی نے بغداد میں شعیت کو فروغ دیا اور اسی کی وجہ سے سینکڑوں خرابیاں پیدا ہوئیں' جیسا کہ گزر چکا ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن:

ابوبکر التمیمی جو ابن القریعہ کے نام سے مشہور ہیں گفتگو میں بہت فصیح کلام کرتے اور ان کا کلام بلا تکلف اور بغیر کسی غور کے ترتیب ہوا کرتا' ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ لی حیلۃ فی من ینـ ـم و لیس فی الکذاب حیلۃ

ترجمہ: چغلخور کے لیے میرے پاس علاج ہے' لیکن جھوٹے شخص کا کوئی علاج نہیں۔

۲۔ من کان یخلق ما یقول فحیلتی فی قلیلۃ

ترجمہ: جو شخص اپنی بات بنا کر کہتا ہو' اس کے لیے میرے پاس تھوڑا علاج ہے۔

یہ جب اپنے کسی ساتھی کے ساتھ چلتے تو کہا کرتے کہ اگر کسی وقت میں آپ سے آگے بڑھ جاؤں' اس وقت میں بحیثیت دربان ہوں اور اگر پیچھے رہوں تو ملازم ہوں' سالِ دوراں میں ماہِ جمادی الآخرۃ کی بیسویں تاریخ ہفتہ کے دن وفات پائی ہے۔

واقعات ــــ ۳۶۸ھ

اس سال ماہِ شعبان میں الطائع اللہ نے حکم دیا کہ خلیفہ کے بغداد میں منبروں پر عضد الدولہ کا نام لیا جائے اور فجر' مغرب اور عشاء کے بعد اس کے دروازہ پر ڈھول بجائے جائیں۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ بنی بویہ میں کسی نے بھی ایسا حکم نہیں دیا ہے۔ ایک مرتبہ معز الدولہ نے خلیفہ سے اس کے دروازے پر ڈھول بجانے کے لیے اجازت چاہی تھی' مگر اس نے اجازت نہیں دی تھی' عز الدولہ نے اس وقت جب کہ یہ موصل میں موجود تھا' ابوتغلب بن حمدان کے بہت سے شہر آمد اور رحبہ وغیرہ فتح کر لیے تھے' پھر ذوالقعدہ کے آخر میں بغداد بھی فتح کر لیا تھا۔ اس وقت خود خلیفہ اور دوسرے بڑے لوگوں نے اس کا راستہ میں استقبال کیا تھا۔

قسام التراب دمشق کا بادشاہ بنتا ہے:

جس زمانہ میں فتکین مصر کے شہروں کی طرف گیا اسی زمانہ میں دمشق کے ایک شخص کا ظہور ہوا جسے قسام التراب کہا جاتا تھا' فتکین اس کے پاس اکثر جاتا اور اس سے راز درانہ گفتگو کر کے راز کی باتیں اسے بتاتا اس طرح وہ آہستہ آہستہ دمشق والوں پر غالب آ گیا اور لوگوں نے اس کی فرمانبرداری قبول کر لی لیکن مصر کے عزیز کے لشکر نے اس کو پکڑنے کی کوشش میں اس کا محاصرہ کیا مگر اس پر وہ لوگ قابو نہ پا سکے۔ پھر ابوتغلب بن ناصر الدولہ بن حمدان نے اس کا محاصرہ کیا لیکن دمشق میں داخل نہ ہو سکا۔ اس لیے ناکام ہو کر طبریہ کی طرف وہ واپس چلا گیا اور وہاں اس کے اور عرب کے قبائل بنی عقیل وغیرہ کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر قتل کر دیا گیا اس وقت اس کے ساتھ اس کی بہن اور اس کی بیوی جمیلہ سیف الدولہ کی بیٹی تھی۔ دونوں حلب میں سعد الدولہ بن سیف الدولہ کے پاس بھیج دی گئیں۔ جس نے اس کی بہن کو رکھ لیا اور جمیلہ کو بغداد بھیج دیا جسے ایک گھر میں بند کر دیا گیا اور اس سے بہت سی دولت وصول کی گئی' یہ قسام التراب یمن کے بنی الحارث بن کعب سے تعلق رکھتے تھے' انہوں نے شام میں اپنی اقامت اختیار کی' اس کی خرابیوں کو دور کیا اور کئی سال تک اس کی اصلاح کرتے رہے' وہاں کی جامع

جد میں اپنی مجلس [illegible] میں لوگ [illegible] کی تلقین [illegible] لوگ اس کی باتوں پر عمل کرتے۔

ابن عساکر نے کہا ہے کہ یہ اصل میں ایک گاؤں تلفیتا [illegible] کے باشندے تھے اور میں یہ کہتا ہوں کہ عام لوگ اسے قسیم الزبال بھی کہتے [illegible] تھا اس جگہ [illegible] دمشق کی [illegible] ایک دیہات سے قریب ایک گاؤں تلفیتا تھا اس کی دہی ہوتی تھی۔ اس شخص کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ وہ دمشق کے ایک نوجوان کے احمد بن المسطان کہا جاتا تھا اس کی طرف منسوب ہوا' اس کے بعد وہ اس کی جماعت میں داخل ہوگیا۔ پھر تمام معاملات پر حاوی ہوگیا اور تمام حکام اور امراء پر بھی غالب آ گیا' یہاں تک کہ مصر سے تین سو چھہتر[1] ہجری کے ماہِ محرم کی سترہویں تاریخ جمعرات کے دن بلکگین ترکی پہنچا اور اس پر قبضہ کرلیا۔ یہ قسام التراب ایک مدت تک روپوش رہا پھر ظاہر ہوگیا تو اسے قیدی بنالیا گیا اور اسی حالت میں اسے مصری علاقوں میں بھیج دیا گیا۔ وہاں رہائی مل گئی اور اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا گیا اور وہاں باعزت طور پر اقامت کی۔

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

العقیقی:

ان ہی کی طرف دمشق کے باب البرید کا ایک غسل خانہ اور ایک گھر منسوب ہے۔ احمد بن الحسن العقیقی بن ضعقن بن عبداللہ بن الحسین الاصغر بن علی بن الحسن بن علی بن ابی طالب الشریف ابوالقاسم الحسین العقیقی ہے۔ ابن عساکر نے کہا ہے کہ یہ دمشق کے شریف اور مشہور لوگوں میں سے تھے۔ محلّہ باب البرید کے گھر اور غسل خانے ان ہی کی طرف منسوب ہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ سالِ رواں کے ماہِ جمادی الاولیٰ کی چوتھی تاریخ کو ان کی وفات ہوئی اور دوسرے دن دفن کیے گئے' نماز جنازہ کے سلسلہ میں پورے شہر میں تعطیل منائی گئی اور ساری دکانیں وغیرہ بند رکھی گئیں' جنازہ میں بلجور یعنی دمشق کا نائب حاکم اور اس کے مصاحبین وغیرہ بھی شامل ہوئے اور باب الصغیر کے باہر دفن کیے گئے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ بادشاہ نے ان کے گھر کو خرید کر مدرسہ اور دارالحدیث اور ایک مقبرہ بھی بنالیا تھا اور اس میں ان کی قبر بنائی گئی ہے۔ یہ سب واقعات سن چھ سو ستر ہجری کے قریب وقوع پذیر ہوئے جیسا کہ عنقریب اس کا بیان ہوگا۔

احمد بن جعفر:

بن مالک بن شبیب بن عبداللہ بن مالک القطیعی۔ جس کا تعلق بغداد کے قطیعۃ الدقیق سے ہے۔ مسند احمد کی اپنے بیٹے عبداللہ سے روایت کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان سے مصنفات احمد میں بھی روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے مشائخ سے بھی روایت کی ہے۔ یہ ثقہ اور بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے تھے۔ ان سے دارقطنی' ابن شاہین' برقانی' ابونعیم' اور حاکم نے بھی روایت کی ہے' ایک وقت قطیعہ سیلاب کے پانی سے ڈوب گیا تھا جس سے ان کی کتابیں بھی غرق ہوگئی تھیں بعد میں

---

[1] میرے خیال میں سن چھہتر کا سال غلط معلوم ہوتا ہے سن سرسٹھ ہونا چاہیے کیونکہ ۶۸ھ میں اس کا ابھی تذکرہ ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم۔ (قاسمی)

دوسرے نسخوں سے ملا کر اپنا دوسرا نسخہ درست کر لیا تھا' اس لیے ان کتابوں اور روایتوں پر لوگوں نے اعتراضات بھی کیے لیکن عام محدثین نے ان باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ہے کہ اس سے کوئی بڑی خرابی نہیں ہوئی ہے' بعضوں نے یہ کہا ہے کہ آخری عہد میں ان کے حافظہ میں تغیر پیدا ہو گیا تھا اس لیے ان کو اپنی غلطیوں کا احساس نہیں تھا' نوے برس سے زیادہ عمر پائی ہے۔

تمیم بن المعز فاطمی:

اسی کنیت سے مشہور تھے' اپنے والد اور اپنے بھائی عزیز کے بڑے حکام اور افسران بالا میں سے تھے' ان کے ساتھ یہ ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ یہ ایک مرتبہ بغداد گئے ہوئے تھے وہاں ایک عمدہ گانے والی باندی بہت زیادہ قیمت سے ان کے لیے خریدی گئی' اس کے آنے کے بعد اپنے لوگوں کی دعوت کی اور اسی دعوت میں اس نے حکم پا کر اپنا گانا سنایا' اسے اس وقت بغداد کے ایک شخص سے بہت زیادہ دلی محبت تھی۔ اشعار یہ تھے:

۱۔ و بـدالـهٔ من بعد ما انتقل الهوٰی   بـرق تـألـق مـن هُـنـا لمعانُـهٗ

ترجمہ: جب اس میں عشق منتقل ہو گیا تب اس کے سامنے ایک ایسی بجلی کوندی جس کی چمک یہاں سے ظاہر ہوئی۔

۲۔ یبـد و لـحـاشیـه الـرداء و درنـهٗ   صـعـب الـذری متمنع ارکـانـه

ترجمہ: ظاہر ہو رہے تھے اس کی چادر کے نشانات اور ڈھورے' مشکل تھا اس کا اندازہ لگانا کیونکہ ڈھانپے ہوئے تھیں اس کی اطراف۔

۳۔ فـبـدا الـنـظر کیف لاح فلم یطق   نـظـرًا الیـه و شـده اشـجـانـهٗ

ترجمہ: اسے یہ خیال آیا کہ دیکھئے کہ چمک کیسی تھی لیکن اسے ممکن نہ ہوا اس کی طرف دیکھنا' اس کی خواہشات نے تو اسے اور بھی مشکل بنا دیا ہے۔

٤۔ فـالـنـار اشتـمـلـت علیه ضلوعهٗ   والـمـاء مـا سـمـحـت به اجفانهٗ

ترجمہ: پس جب تک اس کی پسلیاں باقی رہیں آگ باقی رہی اور پانی اس وقت تک رہا جب تک کہ اس کے پپوٹے بہاتے رہے۔

ان کے علاوہ چند اور بھی اشعار گائے یہ سن کر یہ تمیم مست ہو گیا اور اس سے کہہ بیٹھا کہ تم مجھ سے ضرور کوئی چیز مانگو' اس نے کہا آپ کی عافیت' تمیم نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور بھی' تب اس نے کہا کہ آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں تاکہ وہاں بھی یہ اشعار گا کر سنا سکوں۔ یہ فرمائش سن کر یہ لاجواب ہو گیا اور اس کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہی کیونکہ اس نے خود اس کو فرمائش کرنے کا حکم دیا تھا۔ مجبوراً اپنے کسی آدمی کو حکم دیا کہ اسے پردہ میں اپنے ساتھ وہاں لے جائے۔ شام ہونے کے بعد وہ رات کے وقت کس طرح کہاں نکل گئی جس کا پتہ نہیں چل سکا۔ تمیم کو اس واقعہ کی خبر ملنے سے انتہائی دلی صدمہ ہوا اور حد سے زیادہ اسے شرمندگی بھی ہوئی مگر یہ شرمندگی لاحاصل تھی۔

ابوسعید السیرافی:

3

النحوی الحسن بن عبداللہ بن المرزبان' القاضی۔ بغداد میں سکونت اختیار کی اور قائم مقامی میں قاضی بنے۔ کتاب سیبویہ

اور طبقات النحاۃ کی شرح لکھی ... انہوں نے ... بن درید وغیرہ سے روایت کی ہے ان کے والد آتش پرست تھے۔ یہ ابوسعید بہت سے فنون علم مثلاً لغت' نحو' قراءت' فرائض اور حساب وغیرہ کے عالم تھے۔ اس کے باوجود دنیا سے کنارہ کش صرف اپنے ہاتھ کی محنت کی مزدوری سے اپنے اہل وعیال کا خرچ برداشت کرتے۔ ہر روز دس صفحے کی کتابت کرکے دس درہم حاصل کرتے' ان سے ان کا خرچ چلتا۔ بصریوں کے نحو کے سب سے زیادہ عالم تھے۔ فن فقہ میں اہل عراق کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے۔ فن قراءت ابن مجاہد سے' علم لغت ابن درید سے' نحو علی بن السراج اور ابن المرزبان سے حاصل کیا ہے' کچھ لوگوں نے انہیں اعتزال کی طرف منسوب کیا ہے' اور بعضوں نے اس کا انکار کیا ہے' چوراسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ رجب میں وفات پائی اور خیزران کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن ابراہیم:

بن ابی القاسم الریحانی۔ یہ الانبدری سے مشہور ہیں' طلب حدیث کے سلسلہ میں دور دراز علاقوں کا سفر کیا ہے' ابن عدی کا بھی انہوں نے کسی سفر میں ساتھ دیا ہے۔ پھر بغداد میں سکونت اختیار کی اور وہاں ابی یعلیٰ' حسن بن سفیان اور ابن خزیمہ وغیرہم سے حدیث کی روایت کی ہے۔ یہ ثقہ اور ثبت اور زاہد بھی تھے' ان کی کئی تصنیفیں ہیں' ان سے البرقانی نے روایت کی اور کافی تعریف کی ہے' یہ بھی بتلایا کہ ان کے گھر والوں کی اکثر وبیشتر خوراک میں روٹی ہوتی جو سبزی کے شوربہ کے ساتھ کھائی جاتی۔ اس کے علاوہ اور بھی ان کی کفایت شعاری' زہد اور پرہیزگاری کے واقعات بیان کیے ہیں۔ پچانوے برس کی عمر پاکر وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد بن ورقاء:

امیر ابواحمد الشیبانی جو بہت زیادہ مکانات اور بہت زیادہ حشمت وشوکت کے مالک تھے۔ نوے برس کی عمر پائی۔ ابن الاعرابی سے منقول ہے کہ انہوں نے عورتوں کی صفت ان اشعار میں بیان کی ہے۔

۱۔ ھی الضلع الاوجاع لست تقیمھا ۔۔۔ ألا ان تقویم الضلوع انکسارھا

ترجمہ: یہ عورتیں ٹیڑھی پسلیاں ہیں تم انہیں سیدھی نہیں کر سکتے' خبردار پسلیوں کو سیدھا کرنے کا مطلب ان کو توڑ دینا ہے۔

۲۔ ایجمعن ضعفا و اقتداراً علی الفتی ۔۔۔ الیس عجیبًا ضعفھا و اقتدارھا

ترجمہ: یہ اپنے اندر کمزوری اور جوان پر بالادستی کی دو صفتیں رکھتی ہیں' کیا ان کے اندر کمزوری اور بالادستی کی صفت کا ہونا۔

میں کہتا ہوں کہ ان اشعار کا مضمون ایک صحیح حدیث کا ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے' اور ان پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی اوپر کی پسلی ہے' اب اگر تم اس ہڈی کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر تم اس سے نفع حاصل کرنا چاہتے ہو تو اسی ٹیڑھی حالت میں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

محمد بن عیسیٰ:

بن عمرو بن الجلودی' صحیح مسلم میں روایت کی گئی ہے' ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ سے انہوں نے روایت کی ہے' مسلم بن الحجاج سے بہت زاہد تھے' اپنے ہاتھ سے کتابت کر کے اس کی کمائی سے کھاتے تھے۔ اسی برس کی عمر پائی۔

واقعات ــــ ۳۶۹ھ

عمر بن شاہین جو کہ بطیحہ کے شہروں کا حاکم تھا چالیس برس تک حکومت کر کے سالِ رواں کے ماہ محرم میں وفات پا گیا' یہ وہاں اس طرح غالب آ گیا تھا کہ اس کے مقابلہ میں اس علاقہ کے تمام امراء' بادشاہ اور خلفاء سب اس سے عاجز آ چکے تھے۔ انہوں نے اس کے خلاف بار ہا اس کے خلاف لشکر کشی کی لیکن یہ اس کو دندان شکن جواب دیتا رہا اور ہر بار اس کی قوت اور طاقت بڑھتی ہی رہی' تا دم مرگ اس کا یہی حال رہا۔ ان تمام باتوں کے باوجود یہ شخص اچانک اپنے بستر پر بظاہر بلا سبب فوت ہو گیا' لیکن کمزوروں کی آنکھیں نہیں سوئیں (وہ مقصد میں کامیاب ہوئے) اس کے بعد اس کا بیٹا حسن اس کا قائم مقام بنا اس وقت عضد الدولہ کی خواہش یہ ہوئی کہ ملک کو اس کے ہاتھ سے چھین لے' اس لیے اس نے اس کے خلاف کافی تعداد میں فوج کشی کی' لیکن اس حسن بن عمر بن شاہین نے اسے شکست دے دی۔ ایسا بھی اسے موقع ہاتھ آیا تھا کہ ایک ایک کر کے سب کو تہ تیغ کر دے لیکن عضد الدولہ نے اس کے پاس اپنے آدمی بھیجے جس نے اسے سالانہ سامان دینے پر آمادگی کا اظہار کر کے اس سے مصالحت کر لی اور یہ واقعہ انتہائی تعجب خیز ہے۔

ماہِ صفر میں طالبین کے نمائندوں نے الشریف ابی احمد الحسن بن موسیٰ الموسوی کو گرفتار کر لیا' حالانکہ وہ برسہا برس سے امیر حج ہوتا تھا۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ وہ راز کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کر دیتے تھے اور یہ بھی الزام تھا کہ ان کے پاس عز الدولہ نے قیمتی ہار رکھا تھا۔ ان کے پاس سے لوگوں نے ایک ایسی تحریر پائی تھی جس میں راز دارانہ باتیں تھیں۔ لیکن انہوں نے اسے اپنی تحریر ہونے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ درحقیت ان پر یہ الزام تھا اور ہار کا انہوں نے اقرار کر لیا تھا' اس لیے ان سے لے لیا گیا۔ اور ذمہ دارانہ عہدے سے انہیں معزول کر کے کسی دوسرے کو یہ عہدہ سپرد کر دیا گیا۔ درحقیقت ان پر ظلم کیا گیا تھا۔ اسی طرح اس ماہ میں عضد الدولہ نے ابو محمد بن معروف کو بھی قاضی القضاۃ سے معزول کر کے کسی دوسرے کو یہ عہدہ دے دیا۔ ماہِ شعبان میں عضد الدولہ کے پاس ڈاکیا بہت سے خطوط لے کر آیا اور اس نے ان تمام خطوط کا جواب دیا جن کا ماحصل نیت کی سچائی اور خیالات کی اچھائی تھی' پھر عضد الدولہ نے خلیفہ طائع سے از سرِ نو خلعت مرحمت کرنے اور جواہرات کے دینے کی درخواست کی اور اس کی بھی درخواست کی کہ اس کے اختیارات وغیرہ میں وسعت دی جائے' جسے طائع نے منظور کر لیا' چنانچہ اس نے مختلف قسم کے ایسے اور اتنے زیادہ خلعت پہنائے کہ ان کو پہن کر خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دینا بھی ممکن نہ تھا۔ نیز اپنے دروازے سے باہر پودب سے پچھّم تک کے تمام علاقوں کی وہ تمام ذمہ داریاں اس کے متعلق کر دیں جن کا تعلق مسلمانوں کی مصلحتوں سے ہو' ان تمام کاموں کی انجام دہی کے وقت ملک کے تمام بڑے بڑے لوگ موجود تھے۔ یہ ایک تماشہ اور تاریخی دن ہو گیا تھا۔ ماہ رمضان میں بنی شیبان کے بدوؤں کی جانب اسے روانہ کیا گیا۔ تو اس نے ان پر حملہ کر کے تتر بتر کر دیا۔ ان کا

امیر ابو [illegible] بن محمد [illegible] التجرید کے قاتل [illegible] سے بھی زیادہ مدت تک [illegible] لیکن اس کے تمام گھروں [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ ذوالقعدہ کی نویں تاریخ منگل کے دن طائع للہ نے عضد الدولہ کی بڑی لڑکی سے تمام ارکان دولت کی موجودگی میں ایک لاکھ دینار [illegible] کے عوض نکاح کیا۔ عضد الدولہ نے شیخ ابو علی الحسین بن احمد الفارسی نحوی کو اپنا وکیل بنایا تھا جو کتاب الایضاح اور التکملہ کے مصنف تھے۔ قاضی ابو علی الحسن بن علی التنوخی نے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا۔

ابن الاثیر نے کہا ہے کہ عضد الدولہ نے اسی سال بغداد کی عمارتوں کو اور اس کی خوبیوں کو از سر نو درست کیا اسی طرح تمام مسجدوں اور اہم جگہوں کی بھی اصلاح کی اور فقہاء کی تنخواہیں مقرر کیں' اسی طرح محدثین اور فقہا کے آئمہ' طبیبوں اور حساب دانوں' وغیرہم کی بھی تنخواہیں مقرر کیں۔ صاحب جائیداد اور معزز شہریوں کو بھی انعامات اور تحائف دیئے اور جائیداد والوں پر ان میں تعمیر مکان اور کمرے بنانا لازم کر دیا۔ راستے درست کر دیئے' جائیداد کی ٹیکس اور چنگی معاف کر دی' بغداد سے مکہ معظمہ تک جانے کے راستہ کو بھی درست کر دیا' حرمین کے مجاوروں کو ہدایا بھیجے اور اپنے نصرانی وزیر نصر بن ہارون کو گرجا گھر اور مندر غیر اسلامی عبادت گاہوں کے بنانے کی اجازت دے دی اور ان کے غریبوں کی بھی دل کھول کر مدد کی' اسی سال حسنو یہ بن حسین الکردی کی وفات ہوئی' جنہوں نے دینور کے شہروں ہمدان اور نہاوند وغیرہ پر پچاس برس تک حکومت کی تھی۔ اچھی سیرت کے مالک اور حرمین وغیرہما میں بہت صدقے دیا کرتے' ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد میں اختلاف ہو گیا' اور وہ منتشر ہو گئے' اس لیے عضد الدولہ نے ان کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ ان کی قوت وہاں بہت زیادہ ہو گئی۔

سالِ رواں میں عضد الدولہ بہت بڑا لشکر لے کر اپنے بھائی فخر الدولہ کے علاقوں میں گیا' کیونکہ اس نے عضد الدولہ سے تعلق قائم کر کے اس کی رائے سے پورا پورا اتفاق کر لیا تھا' اس لیے اپنے بھائی فخر الدولہ کے تمام علاقوں کے علاوہ ہمدان اور رے وغیرہ اور ان کے درمیان کے تمام شہروں پر بھی قبضہ کر کے اپنے دوسرے بھائی مؤید الدولہ کے حوالہ کر دیا تاکہ وہ اس کی طرف سے وہاں کا نائب رہے۔ اس کے بعد حسنو یہ کردی کے علاقوں کا رُخ کیا اور اس پر قبضہ کر کے وہاں کی بے شمار دولت اور ذخیروں کو جو بے شمار اور حد سے زیادہ تھے' اپنے علاقہ میں لے آیا۔ اس کی کچھ اولاد کو قید خانہ میں ڈال دیا اور کچھ دوسروں کو اپنا قیدی بنا لیا۔ اسی طرح ہکاریہ کردوں کی طرف بھی اپنا لشکر بھیج کر ان کے کچھ علاقوں پر اپنا قبضہ جما لیا' اس طرح عضد الدولہ کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا اور اس کی بہت زیادہ شہرت ہو گئی' آخر میں اس سفر کے دوران اس کو درد سر کی بیماری لگ گئی۔ موصل میں بھی اس پر اسی قسم کا حملہ ہوا تھا' مگر اس نے چھپا رکھا تھا' یہاں تک کہ اسے بھولنے کی بیماری ہو گئی جو اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ کسی بات کو بھی یاد نہیں رکھ سکتا تھا' اسے یاد کرنے کے لیے حافظہ پر بہت زور ڈالنا پڑتا' الحاصل دنیا جتنی تکلیف پہنچاتی ہے اتنا وہ خوشی میسر نہیں کرتی ہے:

دارٌ اذا مـا اضـحـكـتُ فی یومها　　　ابـكـتُ غـدا بـعـدًا لهـا من دارِ

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن زکریا ابوالحسن اللغوی:

جو فن لغت میں کتاب المجمل اور دوسری کتابوں کے مصنف ہیں' اپنی موت سے صرف دو دن قبل یہ اشعار کہے تھے

یارب ان ذنوبی قد احطت بها علما وبی وباعلانی واسراری

ترجمہ: اے رب میرے! تو نے میرے سارے گناہوں کو جان لیا ہے اور مجھے بھی اور میرے ظاہر اور باطن ساری چیزوں کو جان لیا ہے۔

أنا الموحد لكنی المقر بها فهب ذنوبی لتوحیدی واقراری

ترجمہ: میں توحید کا مدعی ہوں لیکن اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہوں' اس لیے میری توحید اور میرے اقرار کے سبب سے میرے گناہوں کو بخش دے۔

یہ اشعار ابن الاثیر نے ذکر کیے ہیں۔

احمد بن عطا بن احمد:

ابوعبداللہ الروزباری' یہ ابوعلی الروزباری کے بھانجہ ہیں۔ حدیث کی سند حاصل کی' صوفیہ کے مذہب کے مطابق گفتگو کرتے' بغداد سے نقل مکانی کر کے صور میں اقامت کی اور سالِ رواں میں وہیں وفات پائی۔ فرمایا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا' کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ نماز میں کونسی چیز زیادہ بہتر ہے؟ میں نے جواب دیا' ارادہ کا صحیح ہونا' پھر میں نے سنا کوئی کہہ رہا ہے قصد روایت کو بھی نظر انداز کر کے اصل مقصود کی رؤیت ہی کامل مرتبہ ہے' اور یہ کہا کہ متضاد لوگوں کی ہمنشینی سوہانِ روح ہے اور ہم خیال لوگوں کی ہمنشینی عقلوں کو جلا دیتی ہے۔ لیکن جو شخص ہمنشینی کے لیے مناسب ہو ضروری نہیں ہے کہ اس سے دلی تعلق رکھنا بھی مناسب ہو' اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جس کسی سے دلی تعلق رکھنا مناسب ہو اس کو راز کی باتیں بتانا بھی مناسب ہو' راز کی باتیں بتانا بھی مناسب ہو' راز کی باتیں صرف ایسے ہی لوگوں کو بتانا مناسب ہے' جو امانت دار ہو' اور یہ بھی فرمایا کہ نماز میں خشوع کا پایا جانا کامیابی کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''یقیناً وہ مومن کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں''۔ (پ ۱۸/ رکوع ۱)

اور نماز میں خشوع کا نہ ہونا نفاق اور دل کے ویران ہو جانے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''یقیناً کافر کامیاب نہیں ہو سکتے''۔

عبداللہ بن ابراہیم:

بن ایوب بن ماسی ابومحمد البزار بہت سے لوگوں سے سندیں حاصل کیں' پچانوے برس کی عمر پائی۔ ثقہ اور ثبت تھے۔ سالِ رواں کے ماہِ رجب میں وفات پائی۔

محمد بن صالح:

بن علی بن یحییٰ ابوالحسن الہاشمی۔ یہ ابن ام شیبان کے نام سے مشہور ہیں۔ بڑے عالم اور فاضل تھے۔ ان کی بہت سی تصنیفیں ہیں بغداد کے قاضی بنائے گئے اچھی سیرت کے مالک تھے سال رواں میں وفات پائی۔ ستر برس سے زائد اور اسی برس سے کم عمر پائی۔

واقعات ــــــ ۳۷۰ھ

اس سال مؤید الدولہ کی طرف سے ان کے بھائی عضد الدولہ کے پاس الصاحب بن عباد آئے' اس لیے عضد الدولہ نے شہر سے نکل کر ان کو خود اور تمام بڑے بڑے لوگوں نے شاندار استقبال کیا اور خلعت پہنایا' ان کی جاگیر میں اضافہ کیا گیا' واپسی میں بہت سے ہدایا بھیجے۔ اس سال ماہ جمادی الآخرہ میں عضد الدولہ واپس آئے تو خود خلیفہ الطائع نے ان کا استقبال کیا۔ گنبد بنوائے اور بازار سجائے۔ اس مہینے میں حاکم یمن کی طرف سے بھی عضد الدولہ کو بہت سے ہدایا اور تحائف ملے۔ حرمین شریفین میں حاکم مصر کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ نام العزیز بن المعز الفاطمی تھا۔

مشہور لوگومیں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابوبکر الرازی الحنفی:

احمد بن علی ابوبکر الفقیہ الرازی ابوحنیفہؒ کے ماننے والوں میں ایک بڑے' امام ان کی بہت سی مفید تصنیفوں میں کتاب احکام القرآن ہے۔ ابوالحسن الکرخی کے شاگرد ہیں۔ بہت ہی عابد زاہد اور پرہیز گار تھے۔ ان کے وقت میں حنفیوں کی سرداری ان کو ہی ملی ہوئی تھی۔ دور دور سے طلبہ ان کی خدمت میں آتے رہتے تھے۔ انہوں نے ابوالعباس الاصم' ابوالقاسم الطبرانی سے حدیثیں سنی ہیں۔ خلیفہ طائع نے ان کو قاضی بنانے کا خیال ظاہر کیا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ سال رواں کے ماہِ ذوالحجہ میں وفات پائی اور ابوبکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

محمد بن جعفر:

بن محمد بن زکریا ابوبکر الوراق۔ ان کا لقب غندر تھا۔ بہت زیادہ چکر لگانے والے اور سفر کرنے والے تھے۔ ملک فارس اور خراسان بہت سے لوگوں سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں۔ بالخصوص الباغندی ابن صاعد' ابن درید وغیرہ سے حدیثیں سنی تھیں' اور ان سے حافظ ابونعیم الاصفہانی نے روایت کی ہے۔ ثقہ اور حافظ حدیث تھے۔

ابن خالویہ:

الحسین بن احمد ابن خالویہ ابوعبداللہ النحوی اللغوی یہ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے' آبائی تعلق ہمدان سے تھا۔ وہاں

سے بغداد آ گئے اور وہاں بڑے بڑے مشائخ مثلاً درید' ابن مجاہد اور ابو عمر الزاہد کو پایا۔ اور ابو سعید السیرافی کی خدمت میں رہے۔ وہاں سے حلب میں چلے گئے تو آل حمدان کے پاس بڑا رتبہ پایا۔ ان کی بہت عزت کی گئی۔ سیف الدولہ ان سے ہم نشینوں میں سے تھا۔ اور ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ متنبی شاعر سے ان کے بارہا مناظرے ہوئے۔

ابن خلکان نے ان کی کئی تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے' ان کی ایک کتاب لیس فی کلام العرب ہے' کیونکہ یہ اکثر کہا کرتے تھے کہ کلام عرب میں یہ نہیں اور ایسا نہیں ہے' اور ایک کتاب الف لام' جس میں اس کی تمام قسموں سے بحث کی گئی ہے' نیز ایک کتاب جس میں بارہ اماموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں' جس کا نام تراجم الآئمہ الاثنی عشر۔ اسی طرح ایک کتاب جس میں قرآن پاک کی تمیں سورتوں کے ترجمے اور اعراب سے بحث کی گئی ہے اسی طرح شرح الدریدیہ کے علاوہ اور بھی دوسری کتابیں ہیں۔ اشعار بھی عمدہ کہتے تھے۔ ایک خاص بیماری میں مبتلا ہو گئے تھے اسی میں ان کا انتقال ہوا۔

واقعات ــــ ۳۷۱ھ

سالِ رواں کے ماہ ربیع الاوّل میں کرخ میں بھیانک آگ لگی تھی۔ اور اس سال عضد الدولہ کی کوئی بہترین قیمتی چیز چوری ہو گئی تھی۔ اس لیے لوگوں کو اس چور کی بہادری اور ہاتھ کی صفائی پر انتہائی تعجب ہوا تھا کہ اتنے زیادہ رعب وداب والے عضد الدولہ کے سامان کو کس نے اور کیونکر چرالیا ہے' پھر اس کی تلاش کی ہر ممکن کوشش کر لی گئی پھر بھی وہ پکڑا نہ جا سکا' کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حاکم مصر نے اپنے ہاں سے اسی مقصد سے اپنے کسی خاص آدمی کو بھیجا ہوگا۔ واللہ اعلم

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الاسماعیلی احمد بن ابراہیم:

بن اسماعیل بن العباس ابوبکر الاسماعیلی الجرجانی الحافظ' مختلف شہروں میں بہت سیاحی اور سفر کرنے والے تھے۔ بہت سے لوگوں سے روایتیں سنی تھیں' پھر حدیثیں بیان کیں' ان سے مسائل کا استنباط کیا' کتابیں تصنیف کیں اور بے شمار عمدہ اور مفید باتیں جمع کیں' لوگوں کے پرکھنے اور ان سے عقیدت رکھنے میں عمدہ رویہ اختیار کیا' صحیح بخاری کے اوپر ایک کتاب تصنیف کی جس میں بہت سے فوائد اور اچھے علوم جمع کیے' دار قطنی نے کہا ہے کہ میں نے ان کی طرف جانے کا بار ہا ارادہ کیا مگر مجھے اس کا موقع نہ ملا۔

سالِ رواں کے ماہ رجب میں دسویں تاریخ کو ہفتہ کے دن ان کی وفات ہوئی' اس وقت ان کی عمر چوہتر برس کی تھی۔ رحمہ اللہ

الحسن بن صالح:

ابو محمد السبیعی' ابن جریر اور قاسم المطرز وغیرہما سے احادیث سنیں اور ان سے دارقطنی اور البرقانی نے روایت کی ہے' ثقہ اور حافظ حدیث تھے بہت زیادہ روایتیں بیان کیا کرتے' روایتیں نادر ہوا کرتیں۔

الحسن بن علی بن الحسن:

بن الہیثم بن طہمان ابوعبداللہ الشاہد جوالبادی سے مشہور ہوئے' حدیثیں سنیں' ثقہ تھے' ستانوے برس کی عمر پائی' ان میں سے پندرہ برس قید میں گزارے۔ نابینا تھے۔

عبداللہ بن الحسین:

بن اسماعیل بن محمد ابوبکر الضبی' بغداد میں منصف کا عہدہ پایا۔ پاک طبیعت' کنارہ کش اور دیندار تھے۔

عبدالعزیز بن الحارث:

بن اسد بن اللیث ابن الحسن التمیمی' حنبلی مذہب کے فقیہ تھے۔ علم کلام اور اختلافِ مذاہب کے سلسلہ میں ان کی ایک تصنیف ہے۔ حدیثیں سنیں اور کئی محدثین سے روایت کی۔ خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے احادیث من گھڑت بیان کی ہیں' لیکن ابن الجوزی نے اس کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ احمد بن حنبلؒ کے شاگردوں کے بارے میں یہ خطیب ایسا ہی کہتے رہے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ خطیب کے وہ استاد جنہوں نے ان سے یہ باتیں بیان کی ہیں' ان کا نام ابوالقاسم عبدالواحد بن اسد العکبری ہے' ان کی باتیں قابل اعتماد نہیں ہیں' کیونکہ وہ معتزلی تھے۔ محدثین میں سے نہ تھے' ان کا دعویٰ تھا کہ کفار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے' بلکہ کبیرہ گناہ کرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے' اور یہ بھی کہا ہے کہ ان سے ابن بطہ نے بھی کلام نقل کیا ہے۔

علی بن ابراہیم:

ابوالحسن المصری' الصوفی' الواعظ' بغداد کے صوفیوں کے امام تھے' اصل میں ان کا تعلق بصرہ سے تھا' شبلی وغیرہ کی صحبت میں بھی رہے۔ جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ کہا کرتے۔ جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی تو جامع منصور کے مقابل میں ان کے لیے ایک مسافر خانہ بنوا دیا گیا تھا۔ پھر یہ اپنے شیخ المروزی کے نام سے مشہور رہے۔ وہ صرف ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے لیے گھر سے نکلتے تھے۔ متوصفین کے طریقے کے مطابق فن تصوف میں ان کا اچھا کلام ہے۔ ابن الجوزی نے ان کے کلام سے جو کچھ نقل کیا ہے' ان میں سے چند جملے یہ ہیں: ''میرا اپنے اوپر کیا اختیار ہے اور کونسی چیز میرے اندر ہے کہ میں ان کے بارے میں اللہ سے ڈروں اور امید رکھوں' اگر اس نے رحم کیا تو اپنے مال پر' اور اگر عذاب دیا تو اپنے مال کو''۔ اسی برس سے کچھ زائد عمر پا کر ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی۔ بغداد کے دارِحرب کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

علی بن محمد الاحدب المزور:

بہت زیادہ خوش خط تھے' نقل تحریر میں ان کو مہارت حاصل تھی' جس کسی کی تحریر نقل کرنا چاہتے کر لیتے' پھر اصل اور نقل میں

کچھ شک نہیں کیا جا سکتا تھا' اسی وجہ سے لوگوں پر ایک بڑی مصیبت آن پڑی تھی' بادشاہ نے بارہا ان کی تحریر پر پابندی لگائی تھی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا' یہ تحریر کی نقل کرتے ہی رہے' اس سال ان کی وفات ہوئی۔

الشیخ ابوزید المروزی الشافعی:

محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد ابوزید المروزی' اپنے زمانہ میں شوافع کے شیخ تھے' اور فقہ زہد عبادات اور پرہیزگاری میں اپنے زمانہ کے امام تھے' حدیثیں سن کر بغداد آئے' اور وہاں حدیثیں بیان کیں۔ تو وہاں دارقطنی وغیرہ نے ان سے حدیثیں سنیں' ابوبکر البزار نے کہا ہے کہ حج کے راستہ میں میں نے ان کا بہت غور سے جائزہ لیا لیکن میں یہ نہیں پا سکا کہ اس عرصہ میں اعمال لکھنے والے فرشتے نے ان کے کسی بھی گناہ کو نقل کیا ہو' میں نے ان کے حالات تفصیل سے ''طبقات الشافعیہ'' میں لکھے ہیں۔ شیخ ابونعیم نے کہا ہے کہ سالِ رواں کے ماہِ رجب کی تیرہویں تاریخ جمعہ کے دن انہوں نے وفات پائی ہے۔

محمد بن خفیف:

ابوعبداللہ الشیرازی صوفیا کے مشاہیر میں سے ہیں۔ الجریری اور ابن عطاء وغیرہما کی صحبت میں رہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ میں نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں ان کے کچھ ایسے قصے نقل کیے ہیں' جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ مذہب اباحیہ پر عامل تھے۔

واقعات ـــــ ۳۷۲ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اسی سال عضدالدولہ نے اپنے گھر اور باغ میں پانی کی نہر رواں کی تھی' اور ماہ صفر میں (شفا خانہ) انمارستان کا افتتاح کیا تھا' جسے عضدالدولہ نے بغداد کے مغربی جانب تیار کیا تھا' اس میں معالجین اور ملازموں کا پورا انتظام کیا گیا تھا' اس میں دوائیں' شربت اور جواہرات رکھنے کا بھرپور انتظام تھا' اور یہ بھی کہا ہے کہ سالِ رواں ہی میں عضدالدولہ کی وفات ہوگئی تھی' مگر ان کے آدمیوں نے ان کی وفات کی خبر چھپا کر رکھی یہاں تک کہ ان کے لڑکے صمصامہ کو اس جگہ حاضر کر کے اسے حکومت کا ذمہ دار بنا دیا گیا' اس کے بعد قانونی طور پر خلیفہ کو مطلع کیا گیا تو اس نے بھی باضابطہ اسے خلعت بھیجا اور اس کی بادشاہت کو بحال رکھا۔

عضدالدولہ کے کچھ حالاتِ زندگی

ابوشجاع ابن رکن الدولہ ابوعلی الحسین بن بویہ الدیلمی ملک بغداد وغیرہ کا بادشاہ' سب سے پہلے اپنے لیے شاہنشاہ یعنی تمام بادشاہوں کا بادشاہ' کا لقب اختیار کرنے والا ہے۔

ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے' سب سے خراب نام (اس جگہ آپ کے فرمان میں دو الفاظ اوضع اور اخنع آئے ہیں' دونوں کے معنی تقریباً ایک جیسے ہیں) اللہ پاک کے نزدیک اس شخص کا ہے جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو' ایک

اور روایت ہے جس میں انقطاع ہے کہ ملک الاملاک ہے جبکہ حقیقت میں شہنشاہ تو اللہ عزوجل ہے' یہی عضد الدولہ وہ پہلا بادشاہ ہے جس کے لیے ڈھول بجائے جاتے تھے اور یہی وہ شخص ہے کہ خطبہ کے دوران خلیفہ کے ساتھ اس کا بھی نام لیا جاتا تھا۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ بہت سے شعراء جنہوں نے اس کی زبردست مدح خوانی کی ہے' ان میں متنبی وغیرہ شامل ہیں' ان ہی لوگوں میں ابوالحسن محمد بن عبداللہ السلامی نے اپنے قصیدہ میں اس کی مدح کی ہے' جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

۱۔ الیك طوی عرض البسیطة جاعلٌ قصاری المطایا ان یلوح لها القصر

ترجمہ: تیری طرف سمٹ گئی ہے چوڑائی اپنی وسعت کے لحاظ سے کم کرنے والی منزل کو یہ کہ چمکے اس کے لیے محل۔

۲۔ فکنت و عزمی فی الظلام و صارمی ثـلاثة اشیـاءٍ کـمـا اجتمع النسر

ترجمہ: تم ہو' تاریکی میں میرا پختہ ارادہ ہو اور میری تیز تلوار ہو' ان ہی تینوں چیزوں کا اجتماع ایسا ہے گویا کہ گدھ (مردار کھانے کو) جمع ہو گیا ہو۔

۳۔ وبشـرت آمالی بملك هو الوری ودارٍهـی الـدنیـا و یوم هو الدهر

ترجمہ: اور میں نے اپنی آرزوؤں کو خوش خبری دی ہے' ایسے بادشاہ کی کہ وہ تنہا ہی ایک مخلوق ہے' اور ایک ایسے گھر کی کہ وہ تنہا ایک دنیا ہے' اور ایک ایسے دن کی کہ وہی ایک زمانہ دراز ہے۔

ایسا ہی متنبی نے کہا ہے:

هی الغرض الاقصٰی و رؤیتك المنٰی ومـنـزلـك الـدنیا و انت الخلائق

ترجمہ: یہی غرض کی منتہا ہے اور تمہارا دیدار آرزو ہے اور تمہارا گھر دنیا ہے اور تم تن تنہا ساری مخلوق ہو۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ ابوبکر احمد الارجانی نے اپنے ایک قصیدہ میں ایک شعر ایسا کہا ہے کہ سلامی بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکا' وہ شعر یہ ہے:

لـقیتــه فـرأیـت الـناس فی رجل والدهر فی ساعة والارض فی دارٍ

ترجمہ: میں نے اس عضد الدولہ کو دیکھ کر ساری دنیا کو ایک شخص میں' اور سارے زمانہ کو ایک وقت میں اور ساری دنیا کو ایک گھر میں محدود و موقوف پایا۔

عضد الدولہ کے بھائی کے غلام افتگین نے اس کو خط لکھ کر لشکر بھیجنے کی فرمائش کی تھی' تاکہ فاطمیوں کے مقاتلہ کے لیے اسے دمشق بھیج دے' اس کے جواب میں عضد الدولہ نے یہ لکھا: ''تمہاری عزت نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے' تمہارے لیے مفید نصیحت یہ ہے کہ تم اپنی بری حرکت سے باز آ جاؤ' ورنہ تمہاری موت کا احتمال ہے''۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ عضد الدولہ نے اپنے جواب میں فن بدیع کا پورا اظہار کیا ہے' خلیفہ کی جانب سے اس کی تعظیم کا اس قدر مظاہرہ ہوا ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی کسی دوسرے کے لیے نہیں ہوا ہے' انہوں نے بغداد کی عمارتوں اور اس کے راستوں اور سڑکوں کی تعمیر و اصلاح میں پوری توجہ دی ہے' مسکینوں اور محتاجوں کے لیے وظیفے مقرر کیے' نہریں کھدوائیں' شفا

نے [illegible] البیمارستان العضدی کی تعمیر کرائی [illegible] کے لیے [illegible] کا [illegible] وقت [illegible] اس کی حکومت عراق پر قائم ہوئی تھی' جو صرف پانچ برس تک رہی' بڑی عقل اور فضیلت والے تھے' انتظامی صلاحیت بہت عمدہ تھی' لوگوں پر رعب بہت تھا' ارادے اور ہمت بہت زیادہ تھی' مگر یہ کہ شرعی امور میں سیاست میں حد سے بڑھ جاتے' ایک باندی سے اس کی بہت زیادہ محبت ہو گئی' جس کی وجہ سے حکومت کے انتظام میں کچھ غفلت آ گئی تھی' اس کا خیال آتے ہی اس باندی کو دریا میں ڈال دینے کا حکم دے دیا۔

اسی طرح اس کو یہ خبر ملی کہ اس کے ایک غلام نے کسی کا ایک خربوزہ لے لیا ہے' اس کو سزا اس طرح دی کہ اپنے ہاتھ سے تلوار مار کر اسے صاف دو ٹکڑے کر دیا۔ سزا کی یہ دونوں صورتیں مبالغہ آمیز ہوئیں' اس کی موت کا سبب مرگی کی بیماری ہوئی' یہ اپنے مرض موت میں اس آیت مبارک

ترجمہ: ''میرے مال نے مجھے بے پرواہ نہیں بنایا' ہماری حکومت ہم سے چھن گئی''۔[1]

کی تلاوت کے سوا دوسری کوئی گفتگو نہ تھی' بس یہی ایک تاسف قائم رہا' یہاں تک کہ موت آ گئی' ابن الجوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ علم وفضل سے بہت محبت رکھتے' اس کے پاس اقلیدس اور بوعلی فارسی کی کتاب النحو پڑھی جاتی' ابوعلی نے اس کے لیے جو کتاب لکھی تھی اس کی یہ کتاب تکملہ اور توضیح تھی۔

ایک مرتبہ اپنے باغ میں جا کر اس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ اس وقت بارش ہو جاتی' اتفاقاً بارش ہونے لگی' تو یہ اشعار کہے:[2]

۱۔ لیس شرب الراح الا فی المطر وغناءٌ من جوارٍ فی السحر

ترجمہ: شراب پینے کا مزہ نہیں آتا مگر بارش کے وقت' اور باندیوں سے گانا سننے کا مزہ تو صرف صبح کے وقت ہی آتا ہے۔

۲۔ غالیاتٌ سالباتٌ للنهیٰ ناعمات فی تضاعیف الوتر

ترجمہ: جبکہ وہ باندیاں ایسی گانے والیاں ہوں جو عقل مندوں کی عقل اڑا لینے والی ہوں اور وہ نرم ونازک ہوں' فاقوں کے بڑھانے کی صورت میں۔

۳۔ راقصات زاهرات نجل رافلات فی افانین الحبر

ترجمہ: ایسی ہوں جو ناچنے والی ہوں' چمکنے والی ہوں' خاندانی ہوں' ناز سے چلنے والی ہوں' یمنی چادروں کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہوئے۔

۴۔ مطربات غانجات لحنٌ رافضات الهم امال الفکر

ترجمہ: خوشی سے جھومنے والی ہوں' ناز کرنے والی ہوں' سمجھ دار ہوں' تفکرات کو چھوڑ دینے والی ہوں' تفکرات میں ڈھارس بندھانے والی ہوں۔

---

[1] پارہ ۲۹۔ [2] اصل کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کے کہنے والے نے جھوٹ کہا اور اپنے اشعار میں کلمات کفر ادا کیے ہیں۔

٥. [illegible] فاق النجم [illegible]

ترجمہ: [illegible] ہونے والی ہوں اس کی ابتداء [illegible] پا لینے والی ہوں اس شخص کو جو ساری مخلوق سے فوقیت لے گیا ہو۔

٦. [illegible] کتفنا مالك الاملاك غلاب القدر

ترجمہ: حکومت کو مضبوط کرو اور اس کے ستون کی بنیاد رکھو وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے تقدیر پر بھی بہت غالب آنے والا ہے۔

٧. سهل الله اليه نصرهٔ فی ملوك الارض ما دام القمر

ترجمہ: اللہ اس کی مدد کو اس کے لیے آسان کر دے پورے روئے زمین میں جب تک کہ چاند (دنیا) میں باقی ہے۔

٨. واراهُ الخير فی اولاده ولباس الملك فيهم بالغرر

ترجمہ: اور اس کی اولاد میں بھی خیر کو ظاہر کرے اور ان میں شاہی لباس شان وشوکت کے ساتھ قائم رہے۔

اللہ اس کا اس کے اشعار کا اور اس کی اولاد سب کا حال برا کرے کہ اس نے اپنے ان اشعار میں بہت دلیری سے کام لیا ہے اسی لیے وہ اس کے بعد فلاح نہ پا سکا لوگوں نے تو یہ بھی کہا ہے کہ جیسے ہی اس نے غلاب القدر کا شعر پڑھا اسی وقت اللہ نے اس کی گرفت کر لی اور اسے ہلاک کر دیا اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ اشعار اس کے سامنے پڑھ لیے گئے تھے اس کے بعد وہ ہلاک کیا گیا وہ سالِ رواں کے ماہِ شوال میں سینتالیس یا اڑتالیس برس کی عمر میں وفات پا گیا اور مشہد علی میں اسے لے جا کر دفن کر دیا گیا اس کے اندر رافضیت اور شیعیت کا غلبہ تھا اس کی قبر پر جو کہ مشہد علی کے قریب تھی یہ لکھا گیا یہ قبر عضد الدولہ تاج المملکت ابوشجاع بن رکن الدولہ کی ہے اس نے امام متقی کا پڑوسی رہنا اس دن نجات پانے کی امید میں پسند کیا ہے جبکہ ہر شخص اپنی جان بچانے کے لیے حتی الامکان کوشش کرے گا تمام حمد اللہ کے لیے ہے اور اس کی رحمتیں اس کے نبی اور ان کے پاک خاندان کے لیے ہوں اس کی موت کے وقت اس کا حالِ زار ان اشعار کے مناسب ہو گیا تھا جو قاسم بن عبید اللہ کے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

١. قتلت صناديد الرجال فلم أذَعْ عدوًّا ولم امهل على ظنّه خلقا

ترجمہ: میں نے بڑے بڑے پہلوانوں کو قتل کیا اس طرح کہ میں نے نہیں چھوڑا ایک دشمن کو بھی اور میں نے دشمن کے ہم خیال ایک کو مہلت نہیں دی۔

٢. و اخليت دارالملك من كان باذلًا فشردتهم غربًا و شردتُهم شرقًا

ترجمہ: اور میں نے شاہی محل کو ان تمام لوگوں سے خالی کرا لیا جو جان کی بازی لگانے والے تھے اور میں نے کچھ لوگوں کو مغرب کی طرف اور کچھ لوگوں کو مشرق کی جانب ہنکا دیا۔

٣. فلما بلغت النجم عزًا و رفعةً و صارت رقاب الخلق اجمع لی رِقا

ترجمہ: شدہ شدہ میں جب اپنی عزت اور مرتبہ کے ستارہ پر پہنچ گیا اور دنیا کی ساری مخلوق کی گردنیں میرے تابع ہو گئیں۔

٤. و مانی الروی سهمًا فاخمد جمرتی فها آنا ذافی حفرتی عاطلًا ملقی

ترجمہ: [illegible]

میں بالکل بیکار [illegible] ہوکر رہ گیا ہوں۔

[illegible]

ترجمہ: نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے اپنی بے وقوفی کی بنا پر اپنی دنیا اور اپنا دین سب برباد کر دیا۔ اب میرے مقابلہ میں اس اکھاڑے میں بد بخت ہو کر دوسرا کون بچھڑا ہوا ہے۔

وہ باحسرت ویاس ان اشعار کو اور اس آیت پاک **ما اغنی عنی مالیه هلک عنی سلطانیه** کو بار بار پڑھتا ہی رہا' یہاں تک کہ اسے موت آ گئی اور اپنے بیٹے صمصامہ کو بدن پر سیاہ کپڑے ڈالے ہوئے بلا کر زمین پر بٹھا دیا' خلیفہ خود بھی اس کی تعزیت کو آیا' اور عورتیں حسب دستور بازاروں میں ننگے سر چہرے کھول کر بہت دنوں تک نوحے کرتی رہیں' جب سوگ منانے کے دن گزر گئے' تو اس کا بیٹا صمصامہ دارالخلافہ پہنچ گیا تو خلیفہ اسے سات خلعت بخشے اور اسے ہار اور کنگن پہنا کر سر پر شاہی تاج رکھ دیا اور شمس الدولہ اس کا لقب پڑ گیا۔ پھر وہ سارے اختیارات اور ذمہ داریاں اس کے سپرد کر دیں جو کہ اس کے باپ کو حاصل تھیں۔ وہ ایک تماشا کا دن تھا۔

محمد بن جعفر بن احمد:

بن احمد بن جعفر بن الحسن بن وہب' ابوبکر الجریری یہ زوج الحرہ سے مشہور ہیں' ابن جریر البغوی' ابن ابی داؤد وغیرہم سے حدیثیں سنی ہیں' اور ان سے ابن رزقویہ' ابن شاہین اور البرقانی وغیرہم نے روایت کی ہے' عادل' ثقہ اور بڑے مرتبہ والے تھے۔ ابن الجوزی اور خطیب نے ان کو زوج الحرہ کہنے کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ یہ اپنے والد کے ساتھ ان کی مدد کے لیے ان کے باورچی خانہ میں آمد ورفت کیا کرتے تھے۔ اپنے والد کی مالکہ کے گھر سے جس کا نام قہرمانہ تھا' جو المقتدر باللہ کی بیوی تھی' مقتدر باللہ کی وفات کے بعد تمام تفکرات سے آزاد اور بہت دولتمند بھی تھی' اس وقت ان کی چڑھتی جوانی تھی' اسی حالت میں یہ دوسرے ملازمین کے ساتھ اپنے سر پر کچھ وزنی سامان بھی لے کر مطبخ میں جا کر اپنے والد کو دیا کرتے تھے' چہرے پر نزاکت' شرمیلا پن' اور بدن میں پھرتی بھی بہت تھی' اس طرح بار بار آمد ورفت سے اس مالکہ کے دل پر ایک اثر پڑا' یہاں تک کہ اس نے اس کو اس مطبخ کا منشی بنا دیا' پھر ترقی دے کر اپنی تمام جائیداد اور مال کا ان کو وکیل بنا دیا۔ یہ تمام سامان اور جائیداد کی نگہداشت کرنے لگے' پھر وہ خود ان سے پردہ کی آڑ سے باتیں کرنے لگی' ایک وقت وہ آ گیا جبکہ وہ ان کو روک کر ان سے چمٹ گئی' اور شادی کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اس کے مقابلہ میں خود کو معمولی سمجھنا اور فتنہ کھڑے ہونے سے یہ ڈر گئے تو اس نے ان کو دلاسا دیا اور کافی مقدار میں دولت دی' تا کہ یہ اپنے آپ کو اس حد تک لائق کر لیں کہ بظاہر اس کے لیے مناسب ہو جائیں' پھر اس نے اس مقصد کی تکمیل کے لیے قاضیوں اور بڑے بڑے عہدے داروں کو بھی بہت زیادہ تحفے تحائف دیئے' پھر ان سے شادی کے خیال کو پختہ کیا اور تمام لوگوں کی موجودگی میں اپنی رضامندی کا اظہار کیا' اس پر اس کے خاص رشتہ داروں اور ولیوں نے اعتراض کر کے رکاوٹ ڈالنی چاہی مگر اس نے ان سب کو بھی ہدایا اور تحائف دے کر خاموش کر دیا' پھر نکاح ہو گیا اور یہ اس کے ساتھ زندگی

گزارنے لگے اس طرح کافی عرصہ گزر گیا آخر [illegible] کو چھوڑ کر مر گئی [illegible] ان کا حق [illegible] میں وراثت کے تین لاکھ دینار ملے۔ ان کی وفات کے بعد بھی یہ بہت دنوں تک جیتے رہے یہاں تک کہ اس سال میں ان کی وفات ہوئی۔ واللہ اعلم

واقعات — ۳۷۳ھ

اس سال بھی بغداد میں غلوں کی بہت زیادہ گرانی ہوگئی' اس حد تک کہ ایک کر گیہوں چار ہزار آٹھ سو کے عوض فروخت ہونے لگا' بھوک سے مرنے والوں سے راستے بند ہوگئے' پھر ذی الحجہ کے مہینہ میں گرانی میں کمی آ گئی اور ان ہی دنوں مؤید الدولہ بن رکن الدولہ کی موت کی خبر آئی اور اس کے بھائی فخر الدولہ کے پاس اس کے وزیر ابو القاسم بن عباد کو بھیجا گیا تو اس کو اس نے مؤید الدولہ کی جگہ پر بحال کر کے اس وزیر کی جگہ پر ابن عباد کو حسب سابق وزیر بنا دیا گیا' اس وقت جب قرامطہ کو عضد الدولہ کی موت کی خبر ملی تو ان لوگوں نے بصرہ کا رُخ کیا تا کہ کوفہ سمیت اس پر بھی قبضہ کر لے' لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا' پھر بھی ان لوگوں کو قرامطہ سے بڑی رقم دے کر مصالحت کرنی پڑی' چنانچہ وہ اس مصالحت کے مطابق مال لے کر اپنی جگہ پر واپس چلے گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

بویہ مؤید الدولہ بن رکن الدولہ:

اسے بھی ان چند جگہوں کی بادشاہت حاصل ہوگئی تھی' جہاں اس کے والد کو حاصل تھی' اور ابو القاسم بن عباد اس کا وزیر تھا' اس مؤید الدولہ نے معز الدولہ کی بیٹی سے نکاح کر لیا تھا' اس کی شادی میں سات لاکھ دینار خرچ کیے گئے تھے' حالانکہ یہ انتہائی درجے کا بے جا خرچ تھا۔

بلکین بن زیری بن منادی:

الحمیری الصنہاجی' اس کا نام یوسف بھی تھا' جب وہ قاہرہ معز فاطمی کے بڑے امراء میں ہوتا تھا' جب وہ قاہرہ کی جانب گیا تو اس نے افریقہ کے شہروں پر اس کو اپنا قائم مقام بنایا تھا' اچھے اخلاق کا مالک تھا' اس کی چار سو باندیاں تھیں' ایک رات میں اسے ان باندیوں سے انیس اولاد کی پیدائش کی خوش خبری دی گئی تھی' بادیس المغربی کا یہی جد اعلیٰ ہے۔

سعید بن سلام:

ابو عثمان المغربی' قیروان کے شہروں کا اصل باشندہ تھا' ملک شام میں پہنچ کر ابو الخیر الاقطع کی صحبت اختیار کی' مکہ مکرمہ میں کئی برس تک مجاورت کی لیکن حج کے زمانوں میں ان پر نظر نہیں پڑتی تھی' ان کی کرامتیں بہت منقول ہیں' ابو سلیمان الخطابی وغیرہ نے ان کی بہت تعریفیں کی ہیں' ان کے کئی نیک اخلاق منقول ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

عبداللہ بن محمد:

بن عبداللہ بن عثمان بن محمد المری الواسطی' ابن السقاء کے نام سے مشہور ہیں' عبدان' ابویعلی الموصلی' ابن ابی داؤد اور البغوی سے روایتیں کی ہیں' بہت سمجھدار اور بڑے حافظے کے مالک تھے' بغداد میں آنے کے بعد مجالس میں زبانی حدیثیں سنایا کرتے تھے' ان کی خدمت میں دارقطنی وغیرہ بڑے حفاظ آیا کرتے تھے' لیکن کسی نے بھی ان کی کوئی برائی بیان نہیں کی' صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ انہوں نے ایک روایت ابویعلیٰ سے روایت کی تو کچھ حاضرین نے ان پر اعتراض کیا' لیکن بعد میں ان لوگوں نے خود ان کے اصل مواد میں ضمّی کی تحریر دیکھی جس میں روایت ویسی ہی تھی' جیسی کہ انہوں نے روایت کی تھی' لہٰذا یہ اس ذمہ داری سے بری ہو گئے تھے۔

واقعات ـــــ ۳۷۴ھ

اس سال صمصامہ اور اس کے چچا فخر الدولہ کے درمیان مصالحت ہوگئی' اس لیے خلیفہ نے فخر الدولہ کو خلعت کے ساتھ بہت سے تحفے بھیجے۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہِ رجب میں درب ریاح میں عرس کا کام رچایا جارہا تھا کہ وہ گھر گر پڑا جس سے اس کے اندر کے تمام انسان مر گئے' ان میں عورتوں کی اکثریت تھی' دیوار کے ملبہ سے کچھ لوگ ان مردوں کے سامان اور مال اٹھا اٹھا کر لے گئے' اس طرح مصیبت بہت بڑھ گئی تھی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں ان لوگوں نے وفات پائی:

الحافظ ابوالفتح محمد بن الحسن:

بن احمد بن الحسین الازدی الموصلی الجرح والتعدیل کے مصنف ابویعلیٰ اور ان کے مساوی لوگوں سے حدیثیں سنیں' اس زمانہ کے بہت سے حفاظ حدیث نے ان کی تضعیف کی ہے' اور بعضوں نے تو ان پر ایک حدیث گھڑنے کا بھی الزام لگایا ہے' جو ابن بویہ کے لیے گھڑی ہے' اس وقت جبکہ یہ بغداد میں اس کے پاس آئے' اس روایت کی سند رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی کہ اس امیر کی صورت میں حضرت جبریل علیہ السلام ان پر نازل ہوتے اور انہیں بہت سے درہم انعام میں دیتے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ بالفرض اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو معمولی سمجھ اور عقل والوں میں کس طرح مشہور ہوگئی' ابن الجوزی نے ان کی وفات کی تاریخ اسی سال میں لکھی ہے لیکن بعضوں نے سن انہتر بھی بیان کی ہے۔

الخطیب بن نباتة الحذاء:

قبیلہ قضاعۃ سے تعلق ہے اور کہا گیا ہے کہ ایاد الفاروقی جو کہ سیف الدولہ بن حمدان کی حکومت میں حلب کے خطیب تھے'

ان کے بہت سے دیوان ہیں جن میں خطبے ہیں جن ان کے اس دیوان کے مقابلہ میں دوسرا کوئی دیوان نہ پہلے کسی کا ہوا ہے اور نہ بعد میں ہوگا اس بات کا امکان رہ گیا ہے کہ اللہ کسی کو اس کی توفیق دے کیونکہ یہ بہت ہی فصیح و بلیغ' دیندار اور پرہیزگار بھی تھے' الشیخ تاج الدین الکندی نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے جمعہ کے دن خواب والا خطبہ پڑھا' پھر ہفتہ کی رات کو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے صحابہ کرام کے ساتھ قبروں کے درمیان دیکھا' جب یہ آپ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا' خوش آمدید! اے خطیبوں کے شہنشاہ! پھر ان کی قبروں کی طرف آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قبر والے اب ایسے ہیں گویا یہ کبھی بھی لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں تھے' اور ایک مرتبہ بھی یہ زندوں میں شمار نہیں کیے گئے' جس نے انہیں پیدا کیا تھا اسی نے ان کو ہلاک کیا ہے اور جس نے ان کو بولنے کی طاقت دی تھی اسی نے ان کو خاموش کیا ہے' اور جس طرح ابھی ان کو پرانا کر دیا ہے اسی طرح ان کو نیا کر دے گا' اور جس طرح ان کو متفرق کر دیا ہے اسی طرح ان کو جمع بھی کر دے گا' یہاں تک کہ ابن نباتہ کا کلام تھا۔ پھر آگے بڑھ کر جب وہ قولِ باری تعالیٰ پر پہنچے: لِتَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ. جس دن کہ تم لوگ دوسرے انسانوں کے خلاف گواہ بنو گے اور یہ کہتے ہوئے ان صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے ساتھ تھے' پھر اس قولِ باری تعالیٰ کو دہرایا: وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا. اور رسول تمہارے خلاف گواہ ہوں گے' اور یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا' یہ سن کر رسول اللہؐ نے فرمایا تم نے صحیح بات کہی ہے' تم نے اچھا کہا ہے' آؤ قریب آؤ! اس کے بعد آپؐ نے ان کے منہ کو چوما اور ان کے منہ میں تھتکارا اور فرمایا اللہ تم کو اور بھی توفیق دے' اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی اور خوشی کے مارے بے حال تھے' اور ان کے چہرہ پر رونق اور چمک تھی' اس کے بعد صرف سترہ دن زندہ رہے اس عرصہ میں کچھ بھی نہیں کھایا' اس خواب کے بعد سے وفات تک ان کے منہ سے مشک کی خوشبو برابر آتی رہی۔

ابن الازرق الفاروقی نے کہا ہے کہ ابن نباتہ کی پیدائش سن تین سو پینتیس ہجری میں اور وفات تین سو چوہتر ہجری میں ہوئی' یہ باتیں ابن خلکان نے بیان کی ہیں۔

واقعات ــــ ۳۷۵ھ

سالِ رواں میں خلیفہ نے صمصامۃ الدولہ کو خلعت دیا اور کنگن اور ہار پہنایا پھر ایسے گھوڑے پر سوار کیا جس کی کاٹھی سونے کی تھی، مگر اسے نمونیہ کی بیماری تھی' اسی برس یہ خبر ملی کہ قرامطی سرداروں کے دو شخص اسحاق اور جعفر بہت بڑے لشکر کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوئے' یہ خبر سن کر لوگوں کے دل دہل گئے' کیونکہ یہ لوگ بہادر اور دھن کے پکے تھے' اور اس لیے کہ عضد الدولہ اپنی بہادری کے باوجود ان کی مدارات کرتا تھا' اور علاقہ واسط میں کچھ زمینیں ان کے لیے خاص کر رکھی تھیں' اس سے پہلے عز الدولہ کا بھی ان لوگوں کے ساتھ اسی قسم کا سلوک تھا' لیکن اس وقت صمصامہ نے ان کے مقابلہ میں فوج بھیج دی' جس نے ان لوگوں کو اس علاقہ سے مار بھگایا' جہاں یہ فساد برپا کیے رہتے تھے' اس کے بعد ہی لوگوں کے دلوں سے ان کا رعب ختم ہو گیا' اسی سال صمصامۃ الدولہ نے ریشمی کپڑوں پر ٹیکس لگانے کا ارادہ کیا' اس وقت تمام لوگ جامع منصور میں جمع ہوئے اور جمعہ کے دن تعطیل کرنے پر اتفاق کیا جس سے فتنہ برپا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا' آخر کار ان لوگوں سے ٹیکس معاف کر دیا گیا' ماہِ ذی الحجہ میں مؤید الدولہ کی وفات کی خبر ہوئی تو صمصامہ اس کی تعزیت کے لیے بیٹھا' پھر خود خلیفہ بھی تعزیت کو آیا' اسے دیکھ کر صمصامہ کھڑا ہو گیا' پھر اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا' اور ایک نے دوسرے کو تعزیتی جملے بہتر طریقے سے کہے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی:

شیخ ابو علی بن ابی ہریرہ:

جن کا نام الحسن بن الحسین تھا' اور مشائخ شافعیہ میں سے تھے' اپنے مذہب میں ان کے اپنے مسائل بھی تھے۔ جو دوسروں سے مختلف تھے' طبقات الشافعیہ میں ہم نے ان کے بھی حالات بیان کیے ہیں۔

الحسین بن علی:

بن محمد بن یحییٰ ابو احمد النیشاپوری' جو حسنک کے نام سے مشہور ہیں' ان کی تربیت ابن خزیمہ کے پاس ہوئی اور ان کی شاگردی بھی کی' وہ انہیں اپنی اولاد سے زیادہ ترجیح دیتے' ان کی وہ رعایتیں کرتے جو دوسروں کی نہیں کرتے تھے۔ جب کبھی ابن خزیمہ بادشاہ کی مجلسوں میں شریک نہ ہو سکتے تھے تو ان حسنک ہی کو اپنی جگہ پر بھیج دیتے' ابن خزیمہ کی وفات کے وقت یہ تیئیس برس کے تھے' اس کے بعد انہوں نے طویل عمر پائی' تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے۔ سفر ہو یا حضر کبھی بھی تہجد کا ناغہ نہیں کرتے' بہت زیادہ صدقات اور عطیات دیتے رہتے' اکثر یہ اپنے استاذ ابن خزیمہ

کے مطابق نماز کی نقل کر کے لوگوں کو دکھاتے، بغداد والوں میں ان سے بڑھ کر کوئی نماز پڑھنے والا نہیں تھا، رحمہ اللہ۔ الحافظ ابو احمد نیشاپوری نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

ابوالقاسم الدارکی.

عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد ابوالقاسم الدارکی اپنے زمانہ میں شافعی مذہب کے امام تھے نیشاپور میں اقامت کرنے کے بعد بغداد کو اپنا مسکن بنالیا اور آخری عمر تک وہیں رہے۔ شیخ ابو حامد الاسفرائنی نے کہا ہے کہ میں نے ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں دیکھا ہے۔ الخطیب نے ان کا واقعہ بیان کیا ہے کہ ان سے کوئی فتویٰ دریافت کیے جانے پر یہ بہت غور کر کے جواب دیتے، گاہے ان کا وہ جواب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ دونوں کے مسلک کے خلاف ہوتا، تو ان کو یہ بات بتائی جاتی تو فرماتے تمہارا برا ہو کہ فلاں نے فلاں سے اور فلاں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی روایت کی ہے تو اس روایت کو قبول کر لینا ان دونوں حضرات کی مخالفت سے زیادہ بہتر ہے اور ان دونوں کی مخالفت حدیث کی مخالفت سے زیادہ آسان ہے، ابن خلکان نے کہا ہے کہ اپنے مسلک میں ان کے مخصوص مسائل اور دلائل ہوتے، جو ان کی علمی پختگی پر دلالت کرتے لیکن ان پر معتزلی ہونے کی تہمت بھی لگائی جاتی تھی، انہوں نے شیخ ابو اسحاق المروزی سے علم حاصل کیا ہے اور اپنے نانا حسن بن محمد الدارکی سے حدیث حاصل کی ہے، یہ ابو حامد الاسفرائینی کے مشائخ میں سے تھے، ان سے بغداد اور اس کے آس پاس کے علاقوں کے اکثر اساتذہ نے حدیث حاصل کی ہے، ان کی وفات ماہ شوال میں ہوئی، ویسے ماہ ذی القعدہ کا بھی قول ہے، ستر برس سے زیادہ عمر پائی ہے۔

محمد بن احمد بن محمد حسنویہ:

ابوسہل نیشاپوری اور حسنوی سے زیادہ مشہور تھے، مذہب شافعی کے فقیہ، ادیب اور محدث تھے، اپنے کام میں مشغول رہتے، غیر مفید باتوں سے دور رہتے۔

محمد بن عبداللہ بن محمد:

بن صالح ابوبکر الفقیہ المالکی ابن ابی عمرویہ، الباغندی اور ابوبکر بن داؤد وغیرہم سے حدیثیں سنیں اور ان سے البرقانی نے سنی ہے، شرح مذہب مالک میں ان کی کئی تصنیفیں ہیں، اپنے زمانہ میں امام مالک کے مسلک کے بھی بڑے مانے جاتے تھے، عہدۂ قضا ان کو پیش کیا گیا تو انہوں نے خود اس سے انکار کرتے ہوئے ابوبکر الرازی الحنفی کی طرف اشارہ کر دیا تو انہوں نے بھی انکار کیا، اس سال ماہِ شوال میں چھیاسی برس کی عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ــــ ۳۷۶ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہ محرم میں بغداد کے اندر سانپوں کو بہتات ہوگئی تھی' جس کی وجہ سے بہت سے آدمی مر گئے تھے' ساتویں ربیع الاوّل کے مطابق رومی مہینے تموز کی بیسویں تاریخ تھی' بجلی اور کڑک کے ساتھ زبردست موسلا دھار بارش ہوئی تھی' رجب کے مہینے میں چیزوں کی قیمت بہت بڑھ گئی' اور یہ اطلاع ملی کہ موصل شہر میں زوردار زلزلہ ہوا جس سے بہت سی عمارتیں گر پڑیں اور بہت سے انسان مر گئے۔

اسی زمانہ میں صمصام الدولہ اور اس کے بھائی شرف الدولہ کے درمیان قتال چھڑ گیا جس میں شرف الدولہ دوسرے پر غالب آ گیا اور بغداد کو مسخر کر لیا تو خلیفہ نے بھی اس کا استقبال کیا' اسے سلامتی پر مبارک باد دی' پھر شرف الدولہ نے فراش کو بلوایا تاکہ وہ صمصام الدولہ کو سرمہ لگا دے' اتفاقاً اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو مرنے کے بعد ہی اسے سرمہ لگایا گیا اور یہ ایک عجیب واقعہ درپیش ہوا تھا۔

ماہِ ذی الحجہ میں قاضی القضاۃ ابو محمد بن معروف نے قاضی حافظ ابوالحسن دارقطنی اور ابو محمد بن عقبہ کی گواہی قبول کی' تو بیان کیا گیا ہے کہ اس واقعہ سے دارقطنی کو اس بات پر شرمندگی ہوئی کہ تنہا میری بات بعض اوقات قول رسول ﷺ کے مقابلہ میں سنی جاتی تھی۔ لیکن اب تنہا میری روایت بھی قابل قبول اس وقت ہوئی جبکہ میرے ساتھ دوسرا بھی تائید کو آیا۔

واقعات ــــ ۳۷۷ھ

اس سال ماہِ صفر میں خلیفہ کی موجودگی میں ایک مجلس منعقد کی گئی جس میں تمام قاضی اور بڑے بڑے تمام حکام موجود ہوئے' اس وقت خلیفہ طائع اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کے درمیان بیعت کی تجدید کی گئی' وہ ایک تاریخی دن تھا' جسے شان و شوکت سے منایا گیا' ماہِ ربیع الاوّل میں شرف الدولہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے گھر سے محل خلافت میں گیا' پورا شہر سجایا گیا' بگل وغیرہ بجائے گئے' اور ڈھول نقارے بجائے گئے' اس موقع پر خلیفہ نے اسے خلعت دیا اور کنگن پہنایا اور دو جھنڈے بھی اسے دیئے' اور اپنے گھر کے باہر تمام علاقے اس کے حوالہ کر دیئے' اور ان علاقوں کا اسے خلیفہ بنا دیا' شرف الدولہ کے ساتھ جو بڑے لوگ آئے تھے ان میں قاضی ابو محمد عبیداللہ بن احمد بن معروف بھی تھے۔ انہیں دیکھ کر خلیفہ نے کہا ؎

مرحبا بالاحبته القادمینا   او حشونا وطال ما انسونا

ترجمہ: سامنے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں وحشت میں ڈال دیا اور زمانہ دراز تک ہم سے محبت نہیں رکھی۔

اس وقت انہوں نے خلیفہ کے ساتھ معاہدہ کرنے کا ارادہ کیا، اس کے بعد جب بیعت کا کام ختم ہوگیا تو شرف الدولہ اپنی بہن کے پاس گیا جو خلیفہ کی بیوی تھی، وہاں اس کے پاس اس عرصہ تک قیام کیا اور لوگ اس کا انتظار کرتے رہے، وہاں سے نکل کر اپنے گھر ان لوگوں کو مبارکباد دینے گیا، اس سال بھی غلہ کی سخت گرانی ہوگئی تھی اس کے بعد وہاں بکثرت موتیں ہوئیں۔

اس سال شرف الدولہ کی ماں کا انتقال ہوگیا، جو ام ولد اور ترکی تھیں، خلیفہ نے آکر اس کی تعزیت کی، اسی زمانہ میں شرف الدولہ کو جڑواں دولڑکے ہوئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن الحسین بن علی:

ابو حامد المروزی جو ابن الطبری کے نام سے مشہور ہیں، حدیث کے حافظ اور بہت زیادہ عبادت گزار تھے، پختہ خیال اور احادیث پر وہ بالغ نظر رکھتے، حنفی فقیہ ابو الحسین کرخی سے سبق لیا، فن فقہ اور تاریخ میں کتابیں تصنیف کیں، خراسان کے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے، پھر بغداد آئے، اس وقت عمر کافی ہو چکی تھی، وہاں لوگوں کو حدیثیں بیان کیں اور انہوں نے ان سے حدیثیں لکھ لیں، ان لوگوں میں دار قطنی بھی ہیں۔

اسحاق بن المقتدر باللہ:

انہوں نے ساٹھ برس کی عمر پا کر ماہِ ذی الحجہ کی سترھویں تاریخ جمعہ کی رات وفات پائی اور ان کے بیٹے القادر باللہ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی، وہ اس وقت امیر المومنین کے عہدے پر مامور تھے، اور اپنی دادی شغب جو مقتدر کی ماں تھیں، ان کی قبر کے پاس مدفون ہوئے، ان کے جنازے میں تمام امراء بڑے حکام، خلیفہ اور شرف الدولہ کی طرف سے حاضر ہوئے، شرف الدولہ نے اپنی طرف سے کسی کو نمائندہ بنا کر ان کی تعزیت کے لیے خلیفہ کے پاس بھیجا، اور اپنی بیماری کی وجہ سے خود حاضر نہ ہونے پر ان سے معذرت کی۔

جعفر بن المکتفی باللہ:

بڑے فاضل اور قابل تھے، اسی سال ان کی بھی وفات ہوئی۔

ابو علی فارسی النحوی:

الایضاح کے علاوہ اور بھی کئی کتابوں کے مصنف تھے، اپنے شہر میں پیدا ہوئے، پھر بغداد آئے، بادشاہوں کی خدمت گزاری کی، عضد الدولہ کے پاس بڑی عزت پائی، کیونکہ وہ کہا کرتے تھے، کہ فن نحو میں میں ابو علی کا غلام ہوں، اسی بنا پر ان کو بہت دولت حاصل ہوئی، کچھ لوگوں نے ان پر معتزلی ہونے کا الزام لگایا ہے، ایک جماعت نے ان کو المبرد نحوی پر بھی فضیلت دی ہے، ان سے علم حاصل کرنے والوں میں ابو عثمان بن جنی وغیرہ ہیں۔ سال رواں میں نوے برس سے کچھ زائد عمر پا کر وفات پائی ہے۔

ستیتہ:

جو کہ قاضی ابوعبداللہ الحسین بن اسماعیل المحاملی کی بیٹی تھیں ان کی کنیت ام عبدالواحد تھی' قرآن پڑھا اور فن فقہ' فرائض' حساب' صرف اور نحو وغیرہ وتمام علوم میں مہارت حاصل کی تھی' اپنے وقت میں مذہب شافعی کی بڑی عالمہ تھیں اس مسلک میں شیخ ابوعلی بن ابی ہریرہ کے ساتھ فتوے دیا کرتی تھیں' فی الحقیقت وہ فاضلہ تھیں' بہت زیادہ صدقے دیا کرتی' نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنے والی تھیں' حدیث کی بھی سماعت کی' نوے برس سے زیادہ عمر پا کر ماہِ رجب میں وفات پائی۔

واقعات ــــ ۳۷۸ھ

بغداد شہر کے اندر ماہِ محرم میں غلوں کی بہت گرانی ہوگئی' جس سے لوگوں کی موت بھی بہت ہوئی' یہ حالت ماہِ شعبان تک رہی' پھر آندھی اور طوفان بھی بہت زیادہ آئے' جس نے بہت سے مکانات ویران کر دیئے' اور بہت سی کشتیاں ڈبو دیں اور بہت سی کشتیوں کو دریا سے خشکی پر اس کنارہ سے لا کر رکھ دیا۔ جو ٹوٹ گیا تھا۔ اور بہت ہی پریشان کن بات اور خطرناک معاملہ تھا' ان ہی دنوں بصرہ والوں کو انتہائی گرمی کی تکلیف اٹھانی پڑی' اس حد تک کہ بہت سے انسان راستوں میں گر پڑے اور مر گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الحسن بن علی بن ثابت:

ابوعبداللہ المقری' پیدائشی نابینا تھے' یہ ابن الانباری کی مجلس میں جاتے' وہ جو کچھ کہتے اور جو کچھ لکھواتے ساری باتیں بالکل یاد کر لیتے' بہت ہنسنے ہنسانے والے اور اچھی صورت کے مالک تھے' فن قراءتِ سبعہ کے اندر شاطبی نے سب سے پہلے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب کو یہ بہت پسند کرتے تھے' اسی طرح اس زمانہ کے تمام شیوخ نے یہ کتاب پسند کی' اور اسے قبول کیا ہے۔

الخلیل بن احمد القاضی:

اپنے زمانہ میں حنفیہ کے شیخ تھے' فن فقہ اور حدیث میں سب سے بڑھے ہوئے تھے' ابن جریر بغوی اور ابن ساعد وغیرہم سے حدیثیں سنیں' اسی لیے یہ النحوی المتقدم کے نام سے مشہور تھے۔

زیاد بن محمد بن زیاد:

بن الہیثم ابوالعباس الخرخانی' دونوں خاء کو نقطہ ہے اور یہ قومس کے ایک دیہات کی طرف منسوب ہے' اور کچھ لوگ اسی کو دو جیم کے ساتھ الجرجانی بھی کہتے ہیں' اور کچھ لوگ الخرجانی' پہلا حرف خاء نقطہ کے ساتھ اور دوسرا جیم سے کہتے ہیں' یہ حصہ شیخ ابن الجوزی نے اپنی کتاب منتظم میں ذکر کیا ہے۔ اسی سے یہ منقول ہے۔

واقعات ــــ ۳۷۹ھ

اسی سال شرف الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ الدیلمی کی وفات ہوئی' وہ اس سے پہلے حکیموں کے مشورے سے تبدیلی آب و ہوا کی غرض سے معز الدولہ کے شاہی محل میں منتقل ہو چکے تھے' کیونکہ ان کی بیماری سے تکلیف بہت بڑھ گئی تھی' بالآخر جمادی الاولیٰ میں تکلیف اور بہت بڑھ گئی' اور اسی مہینے میں انتقال کر گئے۔

اپنا قائم مقام اپنے بیٹے ابونصر کو بنایا تھا' خلیفہ خود اپنی خاص سواری طیارہ کے ذریعہ ابونصر کے پاس ان کے والد کی تعزیت کو پہنچے' اس وقت ابونصر اور ان کے ساتھی ترکیوں اور دیلمی سب نے خلیفہ کا استقبال کیا اور خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا' دیکھا دیکھی بقیہ لشکر والوں نے بھی خلیفہ کے پاس کی زمین کا بوسہ دیا۔ خلیفہ اپنی سواری پر ہی سوار رہے' اس وقت رئیس ابوالحسین علی بن عبدالعزیز نے خلیفہ کی جانب سے ابونصر کے پاس پہنچ کر ان کے والد کے انتقال پر تعزیت کا پیغام پہنچایا۔ تو انہوں نے دوبارہ زمین کو بوسہ دیا' پھر ایک آدمی کو خلیفہ کے پاس بھیج کر تعزیت کی زحمت برداشت کرنے پر ان کی طرف سے شکریہ کا پیغام پہنچایا۔ پھر وہ شخص خلیفہ کی طرف سے ان کی رخصتی کا پیغام پہنچانے کو ان کے پاس پہنچا' اس وقت ابونصر نے تیسری بار زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ واپس لوٹ گیا' اس کے بعد اس مہینے کی دسویں تاریخ ہفتہ کے دن امیر ابونصر سواری پر سوار ہو کر خلیفہ طائع للہ کے دربار میں پہنچا' اس کے ساتھ معزز زین شہر' حکام وقت اور سارے قاضی بھی تھے' خلیفہ نے اپنا دربار ایک سائبان میں لگایا' جب امیر ابونصر وہاں پہنچے تو خلیفہ نے انہیں سات خلعت دے کر نوازا' اوپر کا سیاہ رنگ کا تھا اور عمامہ بھی سیاہ تھا' گردن میں ایک ہار اور ہاتھ میں دو کنگن پہنائے' ان کے سامنے پیادے اور دربان تلوار اور ٹیکے لٹکائے ہوئے چل رہے تھے' اب دوبارہ زمین کو بوسہ دیا' ایک کرسی ان کے لیے رکھی گئی' اس پر یہ بیٹھے تو رئیس ابوالحسن نے عہد نامہ پڑھا اور ایک جھنڈا خلیفہ کو دیا' تو خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے اسے ان کے ہاتھ میں باندھ دیا' اور ان کو بہاؤ الدولہ اور ضیاء الملت کا لقب دیا' پھر وہاں سے اپنے لشکر کو لیے ہوئے رخصت ہو کر شاہی محل میں پہنچے' وہاں وزیر ابومنصور بن صالح کو وزارت سونپی اور خلعت بھی بخشا' اسی سال بغداد کے مشرقی حصہ میں جامع قطیعہ اور قطیعہ ام جعفر کی بنیاد ڈالی' اس مسجد جامع کی بنیاد رکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ اسی جگہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہیں اور اپنا ہاتھ اس کی دیوار پر رکھے ہوئے ہیں' صبح کے وقت اس کو جب اپنا خواب یاد آیا تو اس نے اپنی دیوار پر اسی جگہ ہاتھ کا نشان پایا' اس لیے اسی جگہ مسجد کی بنیاد ڈال دی گئی' اتفاق کی بات ہے کہ وہ عورت اسی دن انتقال کر گئی۔

شریف ابواحمد الموسوی نے اس مسجد کو از سر نو بنوا کر جامع مسجد کی حیثیت دے دی' اور اسی سال لوگوں نے اس مسجد میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں۔

شرف الدولہ:

بن عضد الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ الدیلمی' اپنے والد کے بعد بغداد کے بادشاہ ہوئے' اچھائیوں کو پسند کرتے اور برائیوں کو ناپسند کرتے' جرمانوں کے معاف کرنے کا عام حکم کر دیا تھا' استسقاء کے مرض میں مبتلا ہوئے' پھر وہ مرض بہت بڑھ گیا' یہاں تک کہ اٹھائیس برس پانچ ماہ کی عمر میں دوسری جمادی الآخرہ میں جمعہ کی شب کو انتقال کر گئے' صرف دو برس آٹھ ماہ حکومت کی' ان کا جنازہ مشہد علی میں ان کے والد کے قریب لے جایا گیا' ان کے تمام کاموں میں شیعیت کو دخل تھا۔

محمد بن جعفر بن العباس:

ان کے یہ القاب تھے' ابوجعفر' ابوجعفر النجار اور غندر ابوبکر نیشاپوری اور ان جیسوں سے روایت حدیث کی' بہت ہی سمجھ دار اور بالخصوص قرآن پاک کی سمجھ بہت زیادہ تھی' ثقات میں سے تھے۔

عبدالکریم بن عبدالکریم:

بن بدیل ابوالفضل الخزاعی الجرجانی بغداد آئے اور وہاں حدیثیں بیان کیں' خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ ان کو فن قراءت سے خاص دلچسپی تھی' اور اس کی تمام سندوں کو کتابی شکل دی ہے' پھر یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ سندوں میں ایک کو دوسرے سے ملا دیا کرتے تھے' اسی طرح ان کی روایتیں بھی یقین کے قابل نہیں تھیں' انہوں نے حروف کے سلسلہ میں بھی ایک کتاب لکھی ہے اور اسے ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کیا ہے' لیکن دارقطنی اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی اس کی گرفت کرتے ہوئے' یہ بات مشہور کر دی کہ یہ کتاب موضوع ہے' اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے' اس بنا پر ان کو بہت زیادہ شرمندگی اٹھانی پڑی' آخر یہ بغداد سے نکل کر پہاڑی علاقوں میں چلے گئے' اور یہ بات عوام میں مشہور ہوگئی' جس سے ان کا مرتبہ بہت گھٹ گیا' یہ اپنا نام شروع میں جمیل بتاتے تھے' پھر نام بدل کر محمد رکھ لیا تھا۔

محمد بن المطرف:

بن موسیٰ ابن عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن سلمہ بن ایاس ابوالحسین البزار الحافظ۔ سن تین سو ہجری کے ماہِ محرم میں پیدائش ہوئی اور مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ ابن جریر اور بغوی اور دوسرے بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے اور ان سے بہت سے حافظوں نے روایت کی ہے' جن میں دارقطنی بھی ہے۔ انہوں نے سب سے زیادہ روایت کی ہے' ان کی بہت عزت اور احترام کرتے تھے' ان کی موجودگی میں دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے تھے' ثقہ اور ثبت تھے' ہمیشہ سے مشائخ پر تنقید کیا کرتے' سالِ رواں میں ان کی وفات ہوئی اور تیسری جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ کو ہفتہ کے دن دفن کیے گئے۔

واقعات ــــــ ۳۸۰ھ

اس سال الشریف ابواحمد الحسن بن موسیٰ الموسوی کو طالبین کے معززین کی نقابت کا اعزاز بخشا' ساتھ ہی مظالم کی دیکھ بھال اور حاجیوں کے معاملات کی ذمہ داریاں بھی سونپی گئیں اوران کے ان معاملات کو باضابطہ درج رجسٹر کرلیا۔اس کے علاوہ ان کے دونوں لڑکوں المرتضیٰ ابوالقاسم اور الرضی ابوالحسین علی کو بھی نقابت کا جانشین بنادیا اوران دونوں کوخلعت پہنایا۔

اسی سال بغداد کے اوباشوں کے حالات ابتر ہو گئے' اورلوگ ہر محلے میں جتھہ بندی کر کے بیٹھ گئے' لوگوں کوقتل کرنے اوران کے مالوں کولوٹنے' آپس کے ایک دوسرے پر بار بار حملوں اور بڑے لوگوں کے گھروں میں آگ لگانے کے واقعات بہت بڑھ گئے۔

نہر الدجاج میں دن کے وقت آگ لگ گئی' جس سے بہت سےلوگوں کا بہت مال وسامان جل گیا۔واللہ اعلم

مشہورلوگوں میں وفات پانے والے

یعقوب بن یوسف:

یعقوب بن یوسف' ابوالفتوح بن کلس جو شاہِ مصر عزیز کا وزیر تھا' اور یہ بہت ہوشیار' سمجھ دار' باہمت' مدبر' بڑوں میں بھی اس کا حکم چلتا تھا۔بادشاہِ وقت نے اپنے سارے ملک کے تمام معاملات میں اسے بااختیار بنادیا تھا' جب یہ بیمار پڑا تو شاہِ عزیز نے اس کی عیادت کی۔اوراس موقع پراس وزیر نے بادشاہ حکومت کے معاملات سے متعلق کچھ مشورے دیئے اوروصیتیں کیں' ان کے انتقال کے بعد اپنے خاص محل میں انہیں دفن کیا اورخود اپنے ہاتھ سے دفن کرنے کے کام انجام دیئے' اوران پر بہت زیادہ غم کا اظہار کیا اورانتہائے غم کی وجہ سے اپنا دربار کئی دنوں کے لیے بند رکھا۔

واقعات ــــــ ۳۸۱ھ

سالِ رواں میں خلیفہ الطائع للہ کولوگوں نے گرفتار کر کے قادر باللہ ابوالعباس احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر باللہ کواس کی جگہ پر خلیفہ بنالیا' یہ وقت سالِ رواں کے ماہِ شعبان کی انیسویں تاریخ ہفتہ کا دن تھا' صورت یہ ہوئی کہ خلیفہ حسب عادت اپنے برآمدہ میں بیٹھا اور بادشاہ بہاؤ الدولہ تخت پر بیٹھا تھا' اتنے میں کسی نے خلیفہ کواپنی تلوار کے پرتلے میں باندھ کرتخت سے نیچے اتار دیا اورکسی چادر میں لپیٹ کر حکومت کے خزانچی کے پاس لے گئے اور کچھ لوگوں نے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا لیکن اکثر کو یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ کیا واقعہ ہے اور کیا حقیقت ہے' یہاں تک کہ لوگوں نے یہ گمان کیا کہ حکومت کے سب سے بڑے ذمہ دار بہاؤ

الدولہ نے خود ہی اسے گرفتار کرلیا ہے' اسی بنا پر سارے خزانے مال و دولت اور دارالخلافہ کے سارے سامان کو لوگوں نے لوٹ لیا' حد یہ ہوئی کہ معززین شہر اور حکام بالا اور تمام قاضیوں' مصنفوں کے کپڑے تک لوٹ لیے گئے اور بہت بڑا حادثہ ہو گیا' آخر کار بہاؤ الدولہ نے اپنے گھر پر خلیفہ طائع کو اس کی خلافت سے دستبرداری کا پیغام دیا' اس بات پر معززین شہر کو گواہ بھی بنالیا کہ خلیفہ نے از خود خلافت سے دستبرداری کر کے خلافت قادر باللہ کو سونپ دی ہے اور تمام بازاروں میں اس کا اعلان کر دیا گیا' پھر تو تمام دیلمیوں اور ترکیوں نے مل کر فی الفور اسے مانتے ہوئے قادر باللہ سے بیعت لینے کا مطالبہ اور اس پر اصرار کرنا شروع کر دیا۔ اور بہاؤ الدولہ سے اس سلسلہ میں تعلقات کیے اور بات بہت بڑھی' جمعہ کے دن تک منبر پر کھل کر کسی کا نام نہیں لیا جا سکا بلکہ صرف یہ دُعا مانگی گئی کہ اے اللہ اپنے بندے اور اپنے خلیفہ القادر باللہ کی اصلاح فرما۔ پھر آہستہ آہستہ اپنے تمام لوگوں کو انہوں نے اس بات پر راضی کر لیا' آخر کار قادر باللہ کے نام پر بیعت لی جانے لگی اور سب اس بات پر متفق ہو گئے' پھر بہاؤ الدولہ نے دارالخلافہ کے اندر کی ساری چیزوں برتن سامان وغیرہ کو اپنے گھر میں منتقل کرنے کا حکم دیا اور تمام خاص و عام کے لیے دارالخلافہ کے بقیہ سامان کو لوٹ کر لے جانے کی عام اجازت دے دی' چنانچہ وہ لوگ ساری چیزیں کھول کر اور اکھیڑ کر شاہی عمارت کا نقشہ بگاڑ کر سب کچھ لے گئے' جس وقت طائع نے قادر کی تلاش شروع کی تھی اس وقت وہ بطیحہ کے علاقہ میں بھاگ گئے' اب جب وہ بغداد واپس آنے لگے' تو دیلمیوں نے وہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی' رکاوٹیں کھڑی کر دیں' جب تک کہ دستور کے مطابق وہ بیعت نہ کر لیں' کافی گفت و شنید کے بعد وہ لوگ راضی ہو گئے اور بغداد میں داخلہ کی انہیں اجازت دے دی جبکہ بطیحہ کے علاقہ میں تین برس تک غائب رہے' داخل ہونے کے بعد دوسرے دن جلسہ عام کیا' اس میں لوگوں نے انہیں مبارکبادیاں دیں' قصیدے اور مدح خوانیاں خوب ہوئیں۔ یہ معاملات ماہِ شوال کے آخری عشرہ میں ہوئے' پھر بہاؤ الدولہ کو خلعت پہنایا اور دروازے کے باہر کا علاقہ ان کے حوالہ کر دیا' یہ خلیفہ القادر باللہ پسندیدہ اور اچھے خلفاء اور اپنے زمانہ کے بڑے علماء میں سے تھے' داد و دہش بہت کرتے' اور اچھے عقیدے کے تھے' خاص ایک قصیدہ کہا ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کیے ہیں' اس کے علاوہ اور بھی قصیدے کہے ہیں' چنانچہ جامع المہدی میں جمعہ کے دن محدثین کی مجلس میں وہ قصیدے سنائے جاتے اور ان کی خلافت کے زمانہ میں لوگ ہمیشہ سننے کے لیے جمع ہوتے' چند اشعار جو سابق بربری کے ہیں ترنم کے ساتھ گائے جاتے' وہ یہ ہیں:

۱۔ سبق القضاء بكل ما هو كائن — والله يا هذا الرزقك ضامن

ترجمہ: جو کچھ بھی ہونے والا ہے تقدیر نے اس کا فیصلہ کر رکھا ہے' او فلاں! اللہ تو تمہارے رزق کا ضامن ہو چکا ہے۔

۲۔ تعنى بما تكفى و تترك ما به — تعنى كانك للحوادث امن

ترجمہ: تم صرف اس چیز کی فکر کرتے ہو جو تمہارے لیے کافی ہے' اور چھوڑ دیتے ہو اس کو جو اس کے ساتھ لگی ہوئی ہے' تم ایسا خیال کرتے ہو گویا کہ تم حوادثات میں مبتلا ہونے سے محفوظ ہو۔

۳۔ او ما ترى الدنيا و مصرعٌ اهلها — فاعمل ليوم فراقها يا خائن

ترجمہ: کیا تم دنیا اور اس کے باشندوں کے قبرستان کو نہیں دیکھتے ہو' اس لیے اپنی جدائی کے دن کی فکر کر لو' اے خیانت کرنے والو۔

۴۔ [illegible]

ترجمہ: [illegible]

۵۔ [illegible]

ترجمہ: اے دنیا کے آباد کرنے والے! کیا تم ایسا گھر بنا رہے ہو کہ موت کے ساتھ اس گھر میں کوئی بھی رہنے والا نہیں ہے۔

۶۔ الموت شیئ انت تعلم انہٗ　　　حق و انت بذکرہ متھاون

ترجمہ: موت کے متعلق تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ ایک حقیقت ہے لیکن تم اس کی یاد سے سستی کر رہے ہو۔

۷۔ ان المنیۃ لا تؤامر من اتت　　　فی نفسہ یومًا و لا تستأذن

ترجمہ: یقیناً موت اس بات کا مطلقاً خیال نہیں کرتی ہے کہ وہ کس کے اندر اپنا اثر کر رہی ہے اور نہ وہ اجازت چاہتی ہے۔

ماہ ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ جو غدیر خم کا دن ہے' اس میں شیعوں اور سنیوں کے درمیان بڑے ہنگامے ہوئے اور آپس میں قتل وقتال کرنے لگے' جس سے بے شمار انسان مارے گئے' آخر باب البصرہ والے غالب آ گئے' اور شاہی جھنڈوں کو جلا دیا' اس بنا پر جن پر آگ لگانے کی تہمت لگی ان میں سے بہت سے قتل کر دیئے گئے' اور علی الاعلان پلوں کے اوپر انہیں سولی دی گئی' تاکہ آئندہ ان جیسے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔

اسی سال ابوالفتوح بن جعفر العلوی نامی ایک شخص مکہ معظمہ میں ظاہر ہوا اور اپنے متعلق اس نے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنا نام راشد باللہ رکھا' مکہ والے بھی اس کی طرف مائل ہو گئے' ایک شخص نے اپنا مال اس کے نام وصیت کر کے اسے مالک بنا دیا' جس سے اس نے اپنے شہری انتظامات درست کیے' گردن میں ایک تلوار لٹکا کر یہ دعویٰ کرنے لگا کہ یہی ذوالفقار علی ہے' اور اپنے ہاتھ میں چھڑی لے کر یہ دعویٰ کیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی چھڑی ہے' پھر رملہ کی طرف رخ کیا' تاکہ شام کے عرب سے مدد حاصل کرے' چنانچہ ان لوگوں نے زبردست طریقہ سے اس کا استقبال کیا اور اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور امیر المؤمنین کہہ کر اسے سلام کیا اور اس نے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حدود کے قائم کرنے پر توجہ دی۔ پھر مصر کے حاکم نے جو اپنے والد العزیز کے بعد اسی سال ان کی جگہ پر تخت سنبھالا تھا' عرب شام میں کچھ ایسی جماعتیں بھیجیں' جنہوں نے وہاں پہنچ کر لوگوں کو اپنا ہم خیال بنایا اور انہیں سینکڑوں ہزاروں دینار دینے کا وعدہ کیا' اسی طرح حجاز کے عرب کے پاس بھی بھیجا اور مکہ پر ایک شخص کو امیر مقرر کر کے اسے پچاس ہزار دینار دیئے۔ اس طرح حاکم نے حالات پر قابو پا لیا اور اس راشد کی جماعت میں انتشار ہو گیا' اس کی قوت ختم ہو گئی' اور ایک ایک کر کے سب نے اس کا ساتھ دینا چھوڑ دیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں جن کا انتقال ہوا وہ یہ ہیں:

احمد بن الحسن بن المہران:

ابوبکر المقری‘ چھیاسی برس کی عمر پا کر ماہِ شوال میں وفات پائی۔ عجب اتفاق ہے کہ اسی دن ابوالحسین العامری فلسفی کا بھی انتقال ہوا۔ تو کسی بزرگ نے احمد بن الحسین بن مہران کو خواب میں دیکھ کر ان سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا‘ جواب دیا کہ اللہ نے ابوالحسن العامری کو میرے بغل میں کھڑا کر دیا اور کہا کہ ان کی بدولت تم کو جہنم سے رہائی مل گئی۔

عبداللہ بن احمد بن معروف:

ابومحمد بغداد کے قاضی القضاۃ تھے‘ ابن صاعد سے روایت کی ہے اور ان سے الخلال الازہری وغیرہما نے روایت کی ہے۔ ثقہ‘ عاقل اور ذہین علماء میں سے تھے۔ حسین صورت‘ عمدہ لباس استعمال کرتے‘ مالوں سے مستغنی‘ پچھتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابواحمد الموسوی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی‘ مگر اس میں پانچ تکبیریں کہیں‘ اپنے گھر میں دفن کیے گئے‘ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

جوہر بن عبداللہ القائد:

قاہرہ کی بنیاد رکھنے والے‘ اصلاً ارمنی تھے اور الکاتب سے مشہور تھے‘ کافور الاخشیدی کی موت کے بعد مصر پر قبضہ کیا تھا‘ سن تین سو اٹھاون ہجری میں اُن کے آقا العزیز الفاطمی نے انہیں اس طرف بھیجا تھا‘ چنانچہ یہ ایک لاکھ فوج لے کر ماہِ شعبان میں وہاں پہنچے اور قاہرہ کی تعمیر کے لیے دو سو صندوق بھیجے تھے‘ وہ لوگ ان کے مقابلہ کے لیے نکلے‘ مگر انہوں نے ان لوگوں کو شکست دے دی اور ان کے باشندوں کو از سرِ نو امان دیا۔ منگل کے دن ماہِ شعبان کی اٹھارہویں تاریخ وہاں داخل ہو گئے‘ اس طرح مصر پر پورا قبضہ کر لیا اور اسی سال القاہرہ میں سکونت اختیار کی۔ اس رات کو دونوں محلات کی بنیاد بھی رکھی‘ اس کے بعد کے جمعہ ہی سے آقا العزیز کا نام خطبہ میں لینا شروع کر دیا‘ اور بنی العباس کے خطبوں کو موقوف کر دیا‘ اپنے خطبہ میں بارہ اماموں کا نام لیتے‘ اسی طرح اذان دینے میں حی علی خیر العمل کے اضافہ کا حکم دیا‘ اس طرح لوگوں پر اپنے احسان کا اظہار کیا‘ اور ہر ہفتہ کے دن وزیر ابن الفرات اور قاضی کے ساتھ نشست ہوتی‘ قاہرہ کی تکمیل میں پوری کوشش کی‘ بہت جلد وہاں جامع الازہر کی تعمیر سے فراغت کر لی۔ ۳۶۱ھ میں وہاں خطبہ دیا‘ وہی جامع آج کل لوگوں کی زبان میں الجامع الازہر ہے‘ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر جعفر بن فلاح کو شام کی طرف روانہ کیا‘ اس نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۳۶۲ ہجری میں اپنے آقا المعز کو بھی مستقلاً وہیں بلا لیا‘ جیسا کہ گزر چکا ہے‘ انہوں نے وہاں پہنچ کر نئے دونوں قلعوں میں اپنی رہائش اختیار کی‘ ان کا مرتبہ ہمیشہ بلند ہوتا رہا‘ یہاں تک کہ سالِ رواں میں انتقال کر گئے اور ان کی جگہ اس حسین کو مقرر کیا گیا‘ جسے قائد القواد کہا جاتا ہے‘ اور یہی سب سے

رے حاکم تصور کیے گئے' لیکن سن چار سو ایک ہجری میں ان ہی کے ہاتھوں وہ قتل بھی ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے بہنوئی (بہن کے شوہر) قاضی عبدالعزیز بن نعمان بھی قتل کیے گئے' میرا گمان یہ ہے کہ یہی وہ قاضی ہیں جو البلاغ الاکبر اور الناموس الاعظم کے مصنف ہیں جن میں وہ کفریہ کلمات ہیں جہاں ابلیس بھی نہیں پہنچ سکا ہے' لیکن ابوبکر الباقلانی نے اس کتاب کا مکمل جواب دیا ہے۔

واقعات ـــــ ۳۸۲ھ

دسویں محرم کو وزیر ابوالحسن علی بن محمد الکوکبی نے جو کہ ابن المعلم سے مشہور اور بادشاہ پر حاوی تھے' کرخ اور باب الطاق کے شیعوں کو یہ حکم دیا کہ اس سے پہلے تک عاشوراء میں بدعت کے جتنے کام مثلاً ٹاٹوں اور بوروں کو بازار میں لٹکانا' بازاروں کو بند رکھنا' اور حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کرنا' سب موقوف کر دیئے جائیں۔ چنانچہ ان میں سے کوئی کام بھی نہیں کیا گیا۔ فالحمد للہ

یہ شخص اہل السنۃ میں سے تھا' البتہ یہ بہت لالچی بھی تھا اس لیے اس نے یہ قانون جاری کر دیا کہ ایسے کسی کی گواہی مقبول نہیں ہوگی جس کی عداوت ابن معروف کے بعد ثابت ہوئی ہو' چونکہ ان لوگوں میں اکثر نے اس سلسلہ میں پہلے کافی مال خرچ کر دیئے تھے۔ اس لیے ان تمام لوگوں نے مل کر چندہ کر کے اسے پیش کیا تو اس نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

ماہِ جمادی الآخرہ میں دیلمیوں اور ترکیوں نے اس ابن المعلم وزیر کے خلاف بہاؤ الدولہ کے پاس شکوے شکایات کیے' وہ اپنے خیموں سے نکل کر باب الشماسیہ کی طرف جا کر جمع ہو گئے' اور مسلسل اس سے رابطہ قائم کیے رہے کہ اسے ان لوگوں کے حوالہ کر دے' کیونکہ وزیر کا سلوک ان کے ساتھ اچھا نہ تھا' لیکن وہ وزیر ان کی مخالفت اور زبردست مقابلہ کرتا رہا۔ بالآخر موقع پا کر ان لوگوں نے رسی سے ان کا گلا گھونٹ دیا تو اسے موت آ گئی اور دفن کر دیئے گئے' یہ واقعہ ماہِ محرم کا ہے' ماہِ رجب میں خلیفہ طائع جس نے اپنی خلافت قادر باللہ کو سپرد کر دی تھی اس خلیفہ نے سابق خلیفہ کو دارالخلافہ کے ایک کمرہ میں رہنے کا انتظام کر دیا اور یہ حکم نافذ کر دیا کہ جو کچھ کھانے پینے' تحفے تحائف اور ہدایا' استعمالی کپڑے اور خوشبو وغیرہ باہر سے خلیفہ کے لیے آئیں ان میں سے سابق خلیفہ کو بھی دیئے جائیں' اور ایک شخص کو خلیفہ سابق کی حفاظت اور خدمت کے لیے مقرر کر دیا۔ لیکن وہ شخص انتہائی بخالت کے ساتھ ہر چیز کم مقدار میں خلیفہ کو دیتا' اس لیے کسی دوسرے شخص کو بدل دیا تا کہ ضرورت کی ساری چیزیں وافر مقدار میں ملتی رہیں' یہی معمول رہا یہاں تک کہ اسی قید خانہ میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔

سال رواں کے ماہِ شوال میں خلیفہ قادر کو ایک لڑکا ہوا' اس کا نام ابوالفضل محمد بن القادر باللہ رکھا گیا' اپنے بعد اسی بچہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے اس کا نام الغالب باللہ رکھ دیا' لیکن آئندہ اس کا ارادہ مکمل نہ ہو سکا' اسی زمانہ میں بغداد کے بازاروں میں ایک رطل روٹی چالیس درہم کو اور ایک گاجر ایک درہم کو بکتی۔

ماہِ ذی القعدہ میں الصفر اء الاعرابی کے حاکم نے حاجیوں کے آنے اور جانے کے وقت ان کی حفاظت کا انتظام کیا اور یہ کہ یمامہ اور بحرین سے کوفہ تک تمام جگہوں میں قادر باللہ کا نام خطبوں میں لیا جائے' چنانچہ اس پر عمل کیا گیا' اس خوشی میں اسے

خلعت کے علاوہ مال اور برتن وغیرہ بھی دیئے گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

محمد بن العباس:

بن محمد بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ ابو عمرو القزاز جو ابن حیوۃ کے نام سے مشہور ہیں' بغوی باغندی اور ابن صاعد کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں' دارقطنی نے ان کی تنقید کی ہے اور ان سے بہت سے مشہور لوگوں نے روایت کی ہے۔ ثقہ' دیندار' ہوشیار اور بہادر تھے۔ بہت سی بڑی بڑی کتابیں اپنے ہاتھ سے نقل کی ہیں' قریباً نوے برس کی عمر پا کر ماہ ربیع الآخر میں وفات پائی ہے۔

ابو احمد العسکری:

الحسن بن عبداللہ بن سعید' فن لغت' ادب' نحو اور نوادر کے بڑے اماموں میں سے تھے' ان مضامین میں ان کی مفید تصنیفیں ہیں' جن میں التصحیف وغیرہ بھی ہیں الصاحب بن عباد ان کی معیت کو پسند کرتے تھے' اس لیے ان کے پیچھے چل کر عسکر تک پہنچے' ان سے ملاقات کی تو انہوں نے ان کا اکرام کیا اور اشعار کا ان سے تبادلہ کیا' نوے برس کی عمر میں سالِ رواں میں وفات پائی' یہ باتیں ابن خلکان نے بیان کی ہیں' ابن الجوزی نے سن ستاسی میں وفات پانے والوں میں ان کا بھی ذکر کیا ہے' جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

واقعات ـــــ ۳۸۳ھ

سالِ رواں میں قادر باللہ نے مسجد الحربیہ کی تعمیر کرنے' پھر اس پر غلاف چڑھانے کا حکم دیا اور اس بات کا بھی حکم دیا کہ اس کے ساتھ خطبوں اور دوسرے معاملات میں جامع مسجدوں جیسا معاملہ کیا جائے' یہ حکم علماء سے اس کے جواز کا فتویٰ لے کر کیا تھا۔

خطیب بغدادی نے فرمایا ہے کہ جمعہ کی وہ نماز جو بغداد میں ادا کی جاتی تھی اسے مسجد المدینہ' مسجد الرصافہ' مسجد دارالخلافہ اور مسجد براثا' مسجد قطیعہ ام جعفر اور مسجد الحربیہ میں ادا ہوتے ہوئے پایا ہے' اور یہ بھی کہا ہے کہ یہی عمل سن چار سو اکاون ہجری تک جاری رہا' اس کے بعد مسجد براثا میں یہ عمل موقوف کر دیا گیا۔

بہاؤ الدولہ نے مشرعۃ القطانین میں جس پل کے بنانے کا افتتاح کیا تھا ماہ جمادی الاولیٰ میں اس کی تکمیل سے فراغت ہوئی' اور خود اس پر چل کر اس کا افتتاح کیا' اس سے پہلے اس جگہ کو خوب سجایا گیا تھا۔

[illegible] ہو گئی تھی' کیونکہ ان کی آمد [illegible] کی گئی
تھیں اور چیزوں کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں' انہوں نے بہاؤ الدولہ سے رابطہ قائم کیا تو ان کی ضروریات پوری کر دی گئیں' ماہ ذی القعدہ کی دوسری تاریخ جمعرات کے دن خلیفہ نے بہاؤ الدولہ کی بیٹی سکینہ سے ایک لاکھ دینار پر نکاح کیا' بہاؤ الدولہ کی وکالت شریف ابواحمد الموسوی نے کی' لیکن شب عروسی سے پہلے ہی وہ لڑکی مرگئی۔

سالِ رواں میں وزیر ابونصر سابور بن اردشیر نے کرخ میں ایک گھر خرید کر اس کی عمارت از سرِ نو درست کی' پھر بہت سی کتابیں خرید کر وہاں بھیج دیں اور فقہاء کے لیے اس گھر کو وقف کر دیا اور اس کا نام دار العلم رکھا' میرا خیال یہ ہے کہ فقہاء کے لیے وقف ہونے والے مدرسوں میں یہی گھر پہلا ہوگا' نظامیوں سے یہ بہت پہلے ہوا ہے۔

سالِ رواں میں چیزوں کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں' لوگوں کی حالت خراب ہوگئی اور گھر والے بھوکے رہنے لگے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

احمد بن ابراہیم:

بن الحسن بن شاذان بن حرب بن مہران' ابوبکر البزار' بغوی' ابن صاعد' ابن ابی داؤد اور ابن ابی درید سے انہوں نے روایتیں سنیں' اور ان سے دارقطنی' البرقانی اور الازہری وغیرہم نے روایت کی ہے' ثبت تھے اور بالکل صحیح سنتے تھے۔ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے' محقق اور پرہیز گار تھے' پچاسی برس کی عمر پا کر وفات پائی۔ رحمہ اللہ

واقعات ـــــ ۳۸۴ھ

سالِ رواں میں فتنہ پروروں کا زور بہت بڑھ گیا تھا' پورے بغداد میں فساد برپا کیے ہوئے پھر رہے تھے' شب و روز وہ لوگ زیادہ سے زیادہ مال وصول کرتے' حد سے زائد مزدوری مانگتے' بہت سے علاقوں کو ان لوگوں نے آگ لگا دی' بازاروں میں پڑی ہوئی چیزیں' مال اور جانور اٹھا کر لے بھاگتے' پولیس اور حکومت کے آدمی انہیں تلاش کرتے' مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہوتے اور نہ انہیں حکومت کی کوئی پرواہ تھی' بلکہ وہ دھندے میں مشغول تھے' یعنی سارے علاقوں میں لوگوں کے مال لوٹنا' مردوں کو قتل کرنا' عورتوں اور بچوں کو ڈرانا' جب یہ حد سے بڑھ گئے تو سلطان بہاؤ الدولہ نے خود ان کی تلاش شروع کی اور زیادہ سے زیادہ طریقے ان کو پکڑنے کے نکالے' اس وقت وہ وہاں سے بھاگ کر کہیں چلے گئے اور باشندگانِ شہر کو سکون میسر نہ آیا' میرا گمان یہ ہے کہ اس قسم کے قصے جو لوگوں نے بیان کیے ہیں وہ احمد الدلف نے ان سے ذکر کیے ہیں' یا یہ کہ یہ خود بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ واللہ اعلم

ماہِ ذوالقعدہ میں شریف موسوی اور اس کے دونوں لڑکے نقابت طالبین کے عہدے سے معزول کر دیئے گئے' اس سال عراق سے حج کو جانے والے درمیان راہ سے ہی بغیر حج کے لوٹ آئے' کیونکہ اصفر اعرابی' جس نے ان لوگوں کو بحفاظت

پہنچانے کا ذمہ لیا تھا' وہ ان لوگوں کے راستہ میں حائل ہو گیا اور ان سے کہا کہ دارالخلافہ کی جانب سے نہیں جتنے دینار ملے تھے وہ بعض تحفے ان پر [illegible] اور چاندی کا صرف پانی چڑھا دیا گیا تھا' اور اب ان [illegible] سے ان کا بدلہ لینے [illegible] ہمیں [illegible] ہونے کا پتا چلا تو وہ ان لوگوں [illegible] حج کا موسم ختم ہو گیا [illegible] اپنے شہروں کو واپس لوٹ آئے' ان کے علاوہ شام اور یمن والوں میں سے بھی کسی نے حج ادا نہیں کیا' صرف مصر اور مغرب کے کچھ لوگوں نے حج کر لیا۔

عرفہ کے دن شریف ابوالحسین الزینبی نے محمد بن علی بن ابی تمام الزینبی کو عباسیوں کی نقابت کا عہدہ دیا اور قاضیوں اور تمام بڑے عہدے داروں کی موجودگی میں خلیفہ کے سامنے تقرری نامہ پڑھا گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

ابراہیم بن ہلال:

ابن ابراہیم بن زھرون بن حبون ابواسحاق الحرانی جو کہ صابی اور بہت زیادہ تصنیفات کا مالک تھا' خلیفہ اور معز الدولہ بن بویہ کے خطوط لکھا کرتا' آخری سانس لینے تک وہ مذہب صابئیت پر قائم رہا' اس کے باوجود رمضان کے روزے رکھتا اور قرآن پاک کی زبانی تلاوت کرتا' عمدہ طریقے سے اس کے حصے یاد بھی کرتا اور اپنے رسائل میں اس کی آیتوں کو استعمال کرتا۔ اگرچہ اس کو اسلام لانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی' پھر بھی اسلام لانے کا اس نے اقرار نہیں کیا' اس کے اشعار بہت عمدہ ہوا کرتے' ستر برس سے زیادہ عمر پا کر ماہِ شوال میں وفات پائی' سید شریف رضی نے اس کا مرثیہ لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ اگرچہ میں نے اس کے کچھ فضائل کا مرثیہ لکھا ہے لیکن حقیقت میں اس میں کچھ فضائل نہ تھے اور نہ وہ ان کا مستحق تھا اور نہ اس میں کوئی کرامت تھی۔

عبداللہ بن محمد:

بن نافع بن مکرم ابوالعباس البستی الزاہد۔ والدین سے بطور وراثت انہیں بہت دولت ملی تھی جسے انہوں نے نیکیوں کی راہوں پر خرچ کر دیا تھا۔ بہت زیادہ عبادت گزار تھے' کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی ستر برس کی عمر میں کبھی بھی نہ دیوار نہ تکیہ نہ کسی اور چیز کی طرف ٹیک لگایا تھا' نیشاپور سے ننگے پیر پیدل چل کر حج ادا کیا' شام جا کر بیت المقدس میں کئی مہینے اقامت کرنے کے بعد مصر اور مغربی علاقوں میں گئے' اور وہاں سے حج کو گئے' پھر اپنے شہر بست لوٹ آئے' جہاں ان کا مال اور جتنی جائیداد تھی سب کو انہوں نے صدقہ کر دیا' وفات کے وقت بہت زیادہ تکلیف اور درد کا اظہار کرنے لگے' تو ان سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو جواب دیا میں اپنے سامنے بہت سی خوفناک چیزیں دیکھ رہا ہوں' اور میں نہیں جانتا کہ ان سے میں کس طرح نجات پاؤں گا۔

پچاس برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ محرم میں وفات پائی' ان کے انتقال کی رات انتقال کے بعد کسی عورت نے ان

کی والدہ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ ان کے بدن پر خوبصورت اور خوشنما کپڑے تھے' اس عورت نے انہیں دیکھ کر دریافت کیا اے محترمہ! آپ کے بدن پر اس وقت اتنے بھر کیلے کپڑے کیوں ہیں؟ جواب دیا کہ ہم بہت زیادہ خوشی کی حالت میں ہیں کیونکہ ہمارا لڑکا عبیداللہ بن محمد الزاہد الحق ہمارے پاس آیا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

علی بن عیسیٰ بن عبیداللہ:

ابوالحسن النحوی جو الرمانی کے نام سے مشہور ہیں' ابن درید سے روایت کی ہے' نحو' لغت' منطق اور کلام کے فنون میں انہیں بہت زیادہ مہارت حاصل تھی' ان کی لکھی ہوئی ایک تفسیر کبیر ہے' ابن معروف کو دیکھ کر انہیں بوسہ دیا۔ ان سے التنوخی اور الجوہری نے روایت کی ہے' ابن خلکان نے کہا ہے کہ انہیں الرمانی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ الرمان یعنی انار کا کاروبار کرتے تھے' یا اس محل کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے جو واسط میں قصر الرمان نام کا ہے' اٹھاسی برس کی عمر میں وفات پائی' شونیزیہ میں ابوعلی فارسی کے قریب مدفون ہوئے۔

محمد بن العباس بن احمد:

بن القزاز ابوالحسن الکاتب المحدث ثقہ اور مامون تھے' خطیبؒ نے فرمایا ہے کہ ثقہ تھے' بہت سی کتابیں لکھیں۔ اتنے علوم جمع کیے کہ ان کے زمانہ میں کسی نے بھی اتنے جمع نہیں کیے تھے' مجھے خبر ملی ہے کہ انہوں نے سو تفسیریں اور سو تاریخیں لکھی ہیں اور وفات کے بعد کتابوں سے بھرے ہوئے اٹھارہ بکس چھوڑے جن میں اکثر خود ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں' سوا ان کتابوں کے جو انہیں کسی طرح ادھر ادھر سے لا کر دی گئی تھیں' اس وقت تک ان کا حافظہ انتہائی درست تھا' اس کے باوجود ان کی ایک باندی ان کے لکھے ہوئے کو ان سے ملاتی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

محمد بن عمران بن موسیٰ:

بن عبیداللہ ابوعبداللہ الکاتب جو ابن المرزبان سے مشہور ہوئے' بغوی اور ابن درید وغیرہما سے روایت کی ہے' اچھی پسند اور آداب کے مالک تھے' اپنے پسندیدہ فنون میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں' ان کی لکھی ہوئی ایک کتاب کا نام "کتاب تفضیل الکلاب علیٰ کثیر ممن لبس الثیاب" (کتوں کی فضیلت بہت سے ایسے لوگوں پر جو کپڑے پہنتے ہیں)' (بظاہر شریف لوگوں پر)۔

ان کے اساتذہ وغیرہ اکثر ان کے پاس تشریف لاتے اور ان کے گھر میں رات کو قیام فرماتے' کھانے میں بھی شرکت کر لیتے تھے' عضدالدولہ بھی جب کبھی اس علاقہ سے گزرتے تو ان کو سلام کیے بغیر آگے نہیں بڑھتے تھے' اور ان کے گھر سے نہ نکلنے تک وہ ان کے دروازہ پر کھڑے رہتے' ابوعلی الفارسی ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ دنیا کی خوبصورتیوں میں سے ہیں۔ العقیقی نے کہا ہے کہ یہ ثقہ تھے' الازہری نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں تھے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ یہ جھوٹوں میں سے نہیں تھے' البتہ ان میں شیعیت اور اعتزال کا مادہ تھا' اور یہ سماع اور اجازت کے دونوں طریقوں کو ملا کر کہا کرتے تھے۔

واقعات ـــــ ۳۸۵ھ

سالِ رواں میں ابن رکن الدولہ بن بویہ نے ابوالعباس بن ابراہیم الضبی کو اپنا وزیر بنایا' اس کا لقب الکافی تھا' یہ معاملہ الصاحب السماعیل بن عباد کے انتقال کے بعد پیش آیا۔ یہ مشہور وزیر تھا۔ اسی سال بہاؤ الدولہ نے قاضی عبدالجبار کو گرفتار کر کے ان پر زبردست مالی جرمانہ کیا' جرمانے کے طور پر ان سے جو کچھ لیا گیا' ایک ہزار طیلسان (سبز رنگ کی مخصوص قیمتی چادریں) اور ایک ہزار معدنی کپڑے وصول کیے گئے تھے' سالِ رواں میں اور اس سے ایک سال پہلے حج ادا نہیں کیا' بعد کے سال میں عراق چلے گئے' حرمین شریفین میں فاطمیوں کے نام خطبہ میں لیے گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ ہیں:

الصاحب بن عباد:

اسماعیل بن عباد بن عباس بن عباد بن احمد بن ادریس الطالقانی' ابوالقاسم' وزیر جو کافی الکفاۃ سے مشہور ہوئے' مؤید الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ کے وزیر تھے' ان کو علم' فضیلت' براعت' شرافت اور علماء وفقراء پر احسان کرنے کا ملکہ تھا' یہ ہر سال بغداد میں اہل علم کی خدمت کے لیے پانچ لاکھ دینار دیا کرتے تھے۔ ادب میں بہت ملکہ تھا' مختلف فنون کی کتابیں لکھی ہیں او بہت سی کتابوں سے استفادہ کیا ہے' جو چار سو اونٹوں پر لادی جاتی تھیں' بنی بویہ کے وزراء میں ان جیسا اور ان کے قریب بھی دوسرا وزیر نہیں ہوا ہے' جو مجموعی طور پر ان کے صفات کا حامل ہو۔ بنو بویہ کی حکومت ایک سال بیس برس چند ماہ رہی' اپنے آقا مؤید الدولہ اور ان کے بیٹے فخر الدولہ کے لیے پچاس قلعے فتح کیے جو مخصوص اپنی ذاتی سمجھ' حسن تدبیر اور حاضر دماغی کی وجہ سے کیا۔ علوم شرعیہ کو پسند کرتے' فلسفہ' علم کلام' علم المناظرہ اور ان جیسے دوسرے علوم سے نفرت کرتے' ان کو ایک مرتبہ دست ہونے کی بیماری ہوئی تھی' اس وقت جب بھی یہ استنجا کر کے واپس آتے ان خدمت گاروں کے لیے دس دینار وہاں پر رکھ دیئے جاتے' تاکہ وہ تنگ دل نہ ہوں' لیکن اس فائدے کی بناء پر وہ لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگے کہ ان کی بیماری طویل ہو جائے' تاکہ زیادہ فائدے حاصل ہوں' اس مرض سے افاقہ کے بعد تمام فقراء کو اس بات کی اجازت دے دی تھی کہ ان کے گھر کو وہ لوٹ لیں' جو جتنا لے سکتا ہو لے لے' اس گھر میں صرف سونا ہی تقریباً پچاس ہزار درہم کا تھا' حدیثیں ایسے مشائخ سے سنی تھیں جو اعلیٰ طبقہ کے تھے' اور ان کی سندیں عالی مرتبہ کی تھیں۔ ایک وقت ان کے لیے حدیث لکھوانے کی مجلس (مجلس املاء) کا انتظام کیا گیا تھا' جس میں بہت بھیڑ ہو گئی تھی' اور بڑے بڑے اُمراء اور سر برآوردہ لوگ بھی شریک ہوئے تھے' جب یہ اس مجلس میں املاء

اس وزارت پر متمکن ہونے کے لیے آمادہ ہونے لگے تو فقہاء کو بلوایا اور ان سے بات چیت کی اور ان کے سامنے اپنے گناہوں سے اور سلطان میں لگے رہنے سے جو گناہ ان سے سرزد ہوئے سب سے توبہ کرنے پر گواہ بنایا اور لوگوں کو یہ بھی بتا دیا کہ اپنے ہوش میں آنے کے بعد سے آج تک اپنے آباؤ اجداد سے جو کچھ مال بطور وراثت ملا ہے اسی سے اپنی تمام ضروریات پوری کرتا ہوں اگرچہ سلطان ہمیں اپنے ساتھ شامل رکھتے ہیں' لیکن ان کے قصور اور گناہوں سے تائب ہوں' اپنے گھر میں خاص ایک جگہ مقرر کر لی تھی' اس کا نام بیت التوبہ رکھا تھا' اور اپنی توبہ کی درستگی کے لیے علماء کرام سے ان کے دستخط لیے' جب یہ حدیث لکھوانے لگے تو لوگوں تک آواز پہنچانے کے لیے ایک بڑی جماعت کا انتظام کیا گیا' کیونکہ حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی' چنانچہ اس دن جن لوگوں نے اس مجلس میں شرکت کی ان میں قاضی عبدالجبار ہمدانی اور ان جیسے بڑے بڑے فضلاء اور سادات فقہاء اور محدثین بھی شریک ہوئے' قزدین کے قاضی نے ان کے پاس بہت سی قیمتی کتابوں کا تحفہ بھیجا اور ان کے ساتھ یہ دو اشعار بھی لکھ کر بھیجے:

۱۔ العمیدی عبد کافی الکفاۃ و انہ　　　اعقل فی وجوہ القضاۃ

ترجمہ: یہ بندہ العمیدی کافی الکفاۃ کا غلام ہے' یقیناً یہ بزرگ' دوسرے تمام قاضیوں میں انتہائی عقلمند ہیں۔

۲۔ خدم المجلس الرفیع بکتب　　　منعمات من حسنها مترعاتٍ

ترجمہ: انہوں نے اونچی مجلسوں کی خدمت کی ہے' ایسی کتابوں سے جو بہت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں' اپنے حسن سے لبریز ہیں۔

وہ کتابیں جب ان کے پاس پہنچیں تو ان میں سے صرف ایک کتاب رکھ کر بقیہ لوٹا دیں' اور یہ اشعار بھی لکھ دیئے:

۱۔ قد قبلنا من الجمیع کتابًا　　　ورددنا لوقتها الباقیات

ترجمہ: ہم نے ساری کتابوں میں سے ایک قبول کر لی اور بقیہ کتابیں اسی وقت ہم نے واپس کر دیں۔

۲۔ لستُ استغنم الکثیر و طبعی　　　قول: خذ، لیس مذهبی قول هاتی

ترجمہ: میں زیادہ لینے کو غنیمت نہیں سمجھتا ہوں کہ میری طبیعت میں ''لو'' کہنا ہے' میرا مذہب ''کچھ دو'' کہنے کا نہیں ہے۔

ایک مرتبہ یہ شربت نوشی کی مجلس میں موجود تھے' پلانے والے نے ایک پیالہ ان کو بھی بڑھایا' انہوں نے اسے ہاتھ میں لے کر جیسے ہی پینے کا ارادہ کیا فوراً ایک خادم خاص نے آ کر یہ کہہ دیا کہ جو پیالہ آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں زہر ملا ہوا ہے' انہوں نے کہا اس کی کیا دلیل ہے؟ اس نے کہا' آزمائش' پھر انہوں نے کہا کس پر؟ اس خادم نے کہا پلانے والے پر' انہوں نے کہا تمہارا برا ہو میں ایسا کام جائز نہیں سمجھتا ہوں' اس خادم نے کہا اچھا تو کسی مرغی پر آزما کر دیکھ لو' انہوں نے کہا حیوان کے ساتھ یہ سلوک جائز نہیں ہے' یہ کہہ کر انہوں نے حکم دیا کہ وہ پورا شربت زمین پر پھینک دیا جائے' اور اس ساقی سے کہا آج کے بعد سے تم میرے گھر نہ آنا' لیکن اس شخص سے اس سلسلہ میں کوئی بات بھی دریافت نہ کی۔

وزیر ابوالفتح نے ابن ذی الکفایتین کو حاکم بنا دیا تھا' جس نے ایک وقت میں انہیں مؤیدالدولہ کی وزارت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ خود کام کرنے لگا' اس طرح کافی وقت گزار دیا' اسی زمانہ میں ایک رات وہ اپنے خاص لوگوں کی مجلس میں خوش گپیوں اور انتہائی خوشی کی حالت میں تھا' ہر قسم کی لذتوں اور سامان کا اس مجلس میں انتظام کیا گیا' اس وقت چند اشعار کہے'

[illegible] شعر یہ ہیں:

۱۔ دعوت المنى ودعوت العلا فلما اجابا دعوت القدح

ترجمہ: میں نے اپنے معشوق کو بلایا اور اپنی بلندی کو بھی آواز دی جب دونوں نے جواب دیا اس وقت میں نے پیالہ مانگا۔

۲۔ وقلت لايام شرخ الشباب الیّ فهذا اوان الفرح

ترجمہ: اور میں نے اپنی چڑھتی جوانی کو پکار کر کہا' آ و میرے پاس کہ یہی تو خوشی کا وقت ہے۔

۳۔ اذا بلغ امرء آماله فليس له بعدها منتزح

ترجمہ: انسان کی آرزوئیں جب اسے مل جاتی ہیں' پھر تو اس انسان کو ان آرزوؤں سے کنارہ کشی نہیں ہوتی ہے۔

پھر اپنے لوگوں سے کہا کل سویرے ہی مجھے صبح کی شراب پلاؤ' یہ کہہ کر وہ اپنے آرام کے کمرہ میں چلا گیا' اس کے بعد صبح بھی نہ ہونے پائی تھی کہ مؤید الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے گھر میں نقدی اور مال وسامان جو کچھ تھا سب ضبط کر لیا اور سارے انسانوں میں اسے نمونہ عذاب بنا دیا' اور اس کی جگہ پر صاحب ابن عباد کو دوبارہ وزیر بنا دیا۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اسی ابن عباد کی موت کا وقت جب قریب آیا تو اس کی عیادت کی غرض سے بادشاہ فخر الدولہ بن مؤید الدولہ آیا اور آئندہ کے لیے ملکی معاملات کے بارے میں اس کو کچھ وصیت کرنے کو کہا تو جواب دیا کہ میں آپ کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ معاملات اور قوانین جس طرح جاری ہیں اسی طرح سب جاری رہنے دیں' اور ان میں تغیر وتبدل مطلقاً نہ کریں' کیونکہ اگر آپ کے تمام معاملات پرانے دستور کے مطابق جاری رہے تو شروع سے آخر تک سارے معاملات آپ ہی کی طرف منسوب رہیں گے' اور اگر آپ نے ان میں تغیر وتبدل کیا تو اس سے پہلے کی ساری بھلائیاں اور نیکیاں میری طرف منسوب ہو جائیں گی' اور آپ کی طرف بالکل منسوب نہ ہوں گی' حالانکہ میری دلی خواہش ہے کہ ساری بھلائیاں آپ ہی کی طرف منسوب رہیں' اگرچہ ان کاموں میں در پردہ مشورہ میرا ہی رہتا تھا' بادشاہ کو اس کی یہ وصیت بہت پسند آئی اور اسی نیک مشورہ پر ہمیشہ وہ عمل پیرا رہا۔

اس کی وفات سالِ رواں کے ماہِ صفر کی چوبیسویں تاریخ جمعہ کے دن ہوئی۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ وزراء میں سب سے پہلے ان کا ہی نام الصاحب رکھا گیا' ان کے بعد دوسروں کو بھی کہا جانے لگا' اور ان کو الصاحب کہنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ اکثر و بیشتر وزیر ابو الفضل بن العمید کے ساتھ رہا کرتے تھے' اسی بنا پر اس کی وزارت کے زمانہ کو مطلقاً الصاحب کہہ کر پکارا جانے لگا' الصابی نے اپنی کتاب ''الناجی'' میں لکھا ہے کہ مؤید الدولہ نے ان کا نام الصاحب رکھا تھا' اس لیے کہ یہ بچپنے سے ہی اس کے ساتھی تھے' اس لیے اس نے ان کا نام ہی الصاحب رکھ دیا' جب وہ بادشاہ بن گیا اور ان کو اپنا وزیر بنا لیا جب بھی یہی نام رکھا' اور اسی پر قائم رہا' چنانچہ وہ اسی نام سے مشہور ہو گئے' ان کے بعد دوسرے وزراء کا بھی نام الصاحب رکھا جانے لگا۔

اس کے بعد ابن خلکان نے ایک مستقل قطعہ میں ان کے مکارم اخلاق' فضائل اور لوگوں نے جو ان کی تعریفیں بیان کی ہیں' تمام کو ذکر کیا ہے اور ان کی بہت سی تصنیفات کا بھی ذکر کیا ہے' ان میں سے ایک کتاب المحیط فی اللغت بھی ہے جو سات

جلدوں میں ہے جس میں لغت کے اکثر الفاظ آ جاتے ہیں اسی طرح ان کے چند اشعار بھی ذکر کیے گئے ہیں جو کہ انہوں نے شراب کے بارے میں کہے ہیں۔ چند یہ ہیں:

۱۔ رق الزجاج و راقت الخمر   وتشابها فتشاكل الأمر

ترجمہ: شیشہ بھی باریک ہے اور شراب بھی پتلی ہے' دونوں چیزیں ایک جیسی ہیں' اس لیے معاملہ بھی ایک جیسا ہو گیا۔

۲۔ فکانما خمرٌ ولا قدح   وکانما قدحٌ ولا خمر

ترجمہ: گویا صرف شراب ہے اور پیالہ نہیں' اور گویا صرف پیالہ ہے شراب نہیں ہے۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ سالِ رواں میں تقریباً ساٹھ برس کی عمر میں ''ری'' کے مقام میں انہوں نے وفات پائی' لیکن اصبہان کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔ رحمہ اللہ

الحسین بن حامد:

ابو محمد الاریب' جو شیلے شاعر اور عمدہ اخلاق والے تھے' علی بن محمد بن سعید الموصلی سے روایت کی اور ان سے الصوری سے روایت کی ہے۔ بہت سچے تھے' ان ہی نے متنبی شاعر کو بغداد میں اعلیٰ رتبہ تک اس وقت پہنچا دیا تھا' جب وہ بغداد آیا تھا' پھر اس کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک بھی کیا تھا' اس سے متاثر ہو کر اس نے کہا تھا کہ اگر میں کسی تاجر کی تعریف کرتا تو صرف آپ کی تعریف کرتا' یہ ابو محمد منجھے ہوئے شاعر تھے' ان کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ شربت المعالی غیر منتظر بها   کسادًا ولا سوقًا یقام لها احری

ترجمہ: میں نے بلندیوں کو پالیا ہے بغیر کسی انتظار کے' نہ مہنگائی میں اور نہ ہی ستاری کے دنوں میں اس کے لیے انتظار کرنا پڑا ہے۔

۲۔ وما انا من اهل المکاسب کلما   توفرت الاثمان کنتُ لها اشری

ترجمہ: میں اپنی ترقیوں کو اس طرح حاصل کرنے والا نہیں ہوں کہ جب کبھی ان کے حاصل کرنے کے لیے ان کی قیمتیں جمع ہو جاتی ہوں' اس وقت انہیں حاصل کرتا ہوں۔

ابن شاہین الواعظ:

عمر بن احمد بن عثمان بن محمد ایوب زذان' ابو حفص المشہور' بہت سی حدیثیں سنی ہیں' اور الباغندی' ابو بکر بن ابی داؤد' البغوی' ابن صاعد اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے روایت کی ہے' ثقہ اور امین تھے' بغداد کے مشرقی جانب رہتے تھے' انہوں نے بے حساب کتابیں تصنیف کی ہیں' ان کے متعلق یہ منقول ہے کہ انہوں نے تین سو تیس کتابیں تصنیف کیں' جن میں ایک ایسی ہے جو ایک ہزار جزو کی ہے' ایک مسند ہے جو پندرہ سو اجزاء پر مشتمل ہے' ایک تاریخ ڈیڑھ سو اجزاء کی مسئلہ زہد کو ایک سو اجزاء میں لکھا ہے' تقریباً نوے برس کی عمر پا کر سال رواں میں ماہِ ذی الحجہ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

الحافظ دار قطنی:

علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ الحافظ الکبیر آپ فن حدیث کے استاد تھے' اپنے زمانہ میں بھی'

اس سے پہلے بھی اور اپنے بعد کے زمانہ سے آج تک بھی' بے شمار روایتیں سنی ہیں انہیں جمع کیا ہے' انہیں کتابی شکل دی ہے' انہیں بہتر بنایا ہے اور ان سے دوسروں کو فائدہ پہنچایا ہے' ان میں گہری نظر ڈالی' ان کے عیوب کو تلاش کیا' انہیں پرکھا اور بہتر بنایا' اپنے زمانے میں یکتا تھے' یا ذھب تھا' اپنے زمانہ کے امام تھے' ان فنون میں اسماء الرجال' ان کی خرابیوں کی صورتوں جرح و تعدیل' بہتر تصنیف وتالیف' روایات کی زیادتی' حقیقت تک پوری پوری پہنچ اور اطلاع میں ان کی مشہور کتاب اپنے مخصوص باب کی تصنیفات میں سب سے بہترین ہے۔ نہ تو اس سے پہلے کسی نے اس جیسی لکھی اور نہ ہی اس جیسی بعد میں لکھی گئی ہے' مگر اسی شخص نے کچھ لکھا ہے' جس نے ان کے ہی سمندر سے کچھ حاصل کیا ہے اور ان ہی کی طرح کام کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب ہے ''کتاب العلل'' جس میں اصل اور نقل' متصل' مرسل' متصل اور معضل سب کو واضح کر دیا ہے اور ایک کتاب ''الافراد'' بھی ہے جس کو کوئی سمجھ بھی نہیں سکتا' اس جیسی لکھنا تو دور کی بات ہے' ہاں اسے وہی سمجھ سکتا ہے جو منفرد قسم کا حافظ حدیث' اور حدیثوں کو پرکھنے والے اماموں میں سے ہو' اور بہت ذہین اور دانا ہو' ان کے علاوہ اور بھی تصنیفات ہیں' جیسے ''العقود الاجیاد'' یہ بچپنے سے ہی بڑی ذہانت اور قوتِ حافظہ کے مالک' سرعت فہم اور اتھاہ سمندر سمجھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک محدث اسماعیل الصفار کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے' وہ استاد لوگوں کو احادیث لکھوا رہے تھے اور یہ ایک جزء میں احادیث لکھ رہے تھے' اسی مجلس میں کسی نے ان سے کہہ دیا کہ آپ تو صحیح طور پر سن بھی نہیں سکتے ہیں' پھر کیا لکھ رہے ہیں؟ تو ان دارقطنی نے فوراً انہیں جواب دیا کہ لکھنے کے معاملہ میں میری سمجھ آپ کی سمجھ سے زیادہ بہتر اور زیادہ حاضر بھی ہے' تب اس شخص نے ان سے کہا کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ محدث نے کتنی حدیثیں اب تک لکھوائی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اب تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائی ہیں' ان میں پہلی حدیث کی سند و متن یہ ہے' اسی طرح پوری حدیثوں کی تمام سندوں اور متنوں کو بلا کم و کاست حرف بحرف سنا دیا تو تمام لوگوں کو اس پر سخت تعجب ہوا۔ حاکم ابوعبداللہ النیشاپوری نے کہا ہے کہ دارقطنی جیسا محدث کوئی بھی نہیں پایا گیا ہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ یہ تمام علوم حدیث' قراءت' نحو' فقہ' شعر وغیرہ کے جامع تھے' امام فن' عادل تھے اور عقیدہ بھی درست تھا' ستتر برس اور دو دن کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ ذی القعدہ کی ساتویں تاریخ منگل کے دن وفات پائی' اور دوسرے دن اس مقبرہ میں مدفون ہوئے جو مقبرہ کرخی کے نام سے مشہور ہے۔ رحمہ اللہ

ابن خلکان نے کہا ہے کہ انہوں نے مصری علاقوں کا سفر کیا تو وزیر ابوالفضل بن خنزابہ نے ان کی بہت زیادہ تعظیم کی' یہ ابوالفضل کافور الاخشیدی کے وزیر تھے۔ ان کی مسند کی تکمیل میں حافظ عبدالغنی نے بھی ان کی کافی مدد کی' جس سے دارقطنی کو مال بھی کافی مل گیا تھا' اور یہ بھی کہا کہ انہیں دارقطنی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نسبت دارقطن کی طرف تھی جو بغداد کا ایک محلہ تھا۔

عبدالغنی بن سعید الضریر نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل لوگوں نے اپنے اپنے زمانہ میں فن حدیث میں جتنی بحثیں کی ہیں' ان کے زمانہ کے کسی دوسرے نے نہیں کی ہے' وہ ہیں علی بن المدینی موسیٰ بن ہارون' اور دارقطنی' خود دارقطنی سے جب یہ بات پوچھی گئی کہ اپنے جیسا کسی دوسرے کو پایا ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا کہ ایک ایک فن میں مجھ جیسے تو کئی گزرے ہیں' بلکہ مجھ سے بھی بڑھے ہوئے گزرے ہیں' لیکن کئی فنون کے جامع ہونے کی حیثیت سے میرے مقابلہ میں کسی دوسرے کا علم نہیں ہے۔

خطیب بغدادی نے ابوالنصر بن الشاہ [illegible] سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے خواب میں گویا کسی سے ابوالحسن دارقطنی کے احوال دریافت کر رہا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا کیا گیا؟ اور آخرت میں ان کو کیا کہا گیا؟ تو مجھے جواب دیا گیا کہ انہیں جنت میں بھی امام ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

عباد بن عباس بن عباد:

ابوالحسن الطالقانی جو وزیر اسماعیل بن عباد کے والد تھے' جن کا حال گزر چکا ہے' انہوں نے ابوخلیفہ الفضل بن الحباب وغیرہ بغدادیوں' اصفہانیوں اور رازیوں وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے اور ان سے ان کے بیٹے وزیر ابوالفضل القاسم ابوبکر بن مردویہ نے روایت کی ہے' ان عباد کی ایک تصنیف بھی احکام القرآن کے بارے میں ہے' اتفاق کی بات ہے کہ ان کی اور ان کے بیٹے دونوں کی وفات اسی سال ہوئی۔ رحمہما اللہ

عقیل بن محمد بن عبدالواحد:

ابوالحسن الاحنف العکبری جو مشہور شاعر بھی ہے' ان کا ایک مستقل دیوان ہے' ان کے کچھ عمدہ اشعار کا ابن الجوزی نے اپنی منتظم میں انتخاب کیا ہے' چند یہ ہیں:

۱۔ اقضی علیَّ من الاجل عذل العذول اذا عذل

ترجمہ: میں اپنے لیے موت کا فیصلہ کرتا ہوں' ملامت گر کی ملامت کو جبکہ وہ ملامت کرے۔

۲۔ و اشد من عذل العَذُول صدود الفِ قد وصل

ترجمہ: اور بہت ملامت کرنے والے کی ملامت سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے' کسی دوست کا ملاپ کے بعد منہ موڑ لینا۔

۳۔ واشد من ھذا وذا طلب النوال من السفل

ترجمہ: اس سے اور اس سے سب سے سخت تکلیف دہ ہے' کمینہ اور رذیل سے بخشش طلب کرنا۔

اور یہ اشعار بھی ہیں:

٤۔ من اراد العزَّ والراحة من همّ طويل فليكن فردًا في الناس و يرضى بالقليل

ترجمہ: جو شخص عزت اور طویل غم سے راحت پانے کا ارادہ کرتا ہو' اسے چاہیے کہ لوگوں میں تنہا رہے اور تھوڑے پر راضی رہے۔

۵۔ ویرئ ان سیری' کافیًا عما قلیل و یری بالحزم ان الحزم فی ترک الفضول

ترجمہ: اور دیکھے گا کہ عنقریب تھوڑے کو کافی سمجھے گا' اور ہوشیاری کی نظر سے دیکھے گا کہ فضول کاموں کو چھوڑنے میں ہی عقلمندی ہے۔

٦۔ و یداوی مرض الوحدة بالصبر الجمیل لایماری احدًا ما عاش فی قال و قیل

ترجمہ: اور تنہائی کے مرض کا علاج کرے گا صبر جمیل سے' کسی سے بھی جھگڑا نہ کرے' بات چیت اور گفتگو سے بھی جب تک کہ زندہ رہے۔

۷۔ يلزم الصمت فان الصمت تهذيب العقول   ويذر الكبر لاهل الكبر ويرضى بالخمول

ترجمہ: اور خاموشی کو اپنے لیے لازم کر لے کیونکہ خاموش رہنا عقلمندوں کی تہذیب ہے اور تکبر و متکبرین ان کے لیے چھوڑ دے اور گمنامی سے راضی رہے۔

۸۔ اي عيش لامرئ يصبح في حال ذليل   بين قصد من عدو و مداراة جهول

ترجمہ: انسان کی کونسی زندگی ذلیل حال ہو جاتی ہے وہ ہے جبکہ دشمن سے تعلقات میں میانہ روی اور پکے جاہل سے نرمی کے تعلقات ہوں۔

۹۔ واعتلال من صديق و تجنی من ملولٍ   واحتراسٍ من ظنون السوء مع عذل العذول

ترجمہ: دوست کی وجہ سے بیمار ہونا اور رنجش کو برداشت کرنا' اور بدظنی سے بچنا ملامت گری کی ملامت گری کے باوجود۔

۱۰۔ و مقاسات بغيض ، و مداناة ثقيل   ان من معرفةِ الناس على كل سبيلٍ

ترجمہ: اور سخت دشمنی رکھنے والے سے تکلیف برداشت کرنا اور بھاری چیز کے قریب ہونا' اُف کہنا لوگوں کے تعلق سے ہر جگہ پر۔

۱۱۔ وتمام الامر لا يعرف سمحًا من بخيل   فاذا اكمل هذا كان فی ظلٍّ ظليل

ترجمہ: اور آخر تک کسی بھی بخیل سے سخاوت کو نہیں پائے گا' جب یہ ساری باتیں پوری ہو جائیں تو وہ ٹھنڈے سائے میں رہے گا۔

محمد بن عبداللہ بن سکرہ:

ابوالحسین الہاشمی' علی بن المہدی کی اولاد میں سے تھا' شاعر مسخرہ اور دل لگی کرنے والا تھا' اور ہاشمیوں کی سرداری کرنے کے موقع میں قائم مقامی کر لیتا تھا' ایک موقع پر ایک معاملہ فیصلہ کے لیے اس کے سامنے پیش آیا' اس طرح پر کہ ایک مرد آیا جس کا نام علی تھا' اور ایک عورت آئی جس کا نام عائشہ تھا' ایک اونٹ کے جھگڑے میں تو اس نے کہا میں تم دونوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ تاکہ نتیجہ ایک دھوکہ کی شکل میں نہ ہو جائے۔

اس کے عمدہ اشعار اور عمدہ باتوں میں سے یہ چند اشعار ہیں:

۱۔ فی وجه انسانةٍ كلفت بها   اربعه ما اجتمعن فی احدٍ

ترجمہ: کسی انسان کے چہرے میں جن پر میں عاشق ہوں' چار چیزیں ہیں جو کسی میں جمع ہو جائیں۔

۲۔ الوجه بدرٌ ، والصدغ غاليةٌ   والريق خمرٌ والثغر من بردٍ

ترجمہ: چہرہ چاند ہو' رخسار پر گوشت ہو' تھوک شراب ہو' دانت اولے کے ہوں۔

اسی کے یہ چند اشعار بھی ہیں' اس وقت کے جبکہ وہ کسی غسل خانہ میں گیا تو اس کے جوتے چوری ہو گئے جس کی وجہ سے اسے اپنے گھر ننگے پیر واپس آنا پڑا تھا۔

۳. [illegible] حمام ابن موسیٰ [illegible] وان فاق المنى طيباً وحرّاً

ترجمہ: سنو! میں تمہارے سامنے ابن موسیٰ کے حمام کی برائی کرتا ہوں اگر چہ وہ خوشبوؤں میں اور گرم رہنے میں دوسرے غسل خانوں سے بڑھا ہوا ہے۔

۴. تكاثرت اللصوص عليه حتى ليحفى من يطيف به و يعرى

ترجمہ: وہاں اتنے زیادہ چور جمع رہتے ہیں کہ جو کوئی وہاں جاتا ہے اسے ننگے پیر اور ننگے بدن آنا پڑتا ہے۔

۵. ولم افقد به ثوبًا ولكن دخلتُ محمدًا و خرجت بشرًا

ترجمہ: اگر چہ وہاں میرے کپڑے تو گم نہیں ہوئے' پھر بھی میں وہاں اچھی اور پسندیدہ صورت میں داخل ہوا لیکن بری حالت میں وہاں سے نکلا ہوں۔

یوسف بن عمر بن مسرور:

ابو الفتح القواس' بغوی' ابن ابی داؤد اور ابن صاعد وغیرہم سے روایتیں سنیں اور ان سے الخلال' العشاری' البغدادی اور التنوخی وغیرہم نے سنی ہیں' ثقہ اور ثبت تھے' ابدال سے شمار کیے جاتے تھے' دارقطنی نے کہا ہے کہ ان کے بچپنے ہی میں ہم لوگ ان سے تبرک حاصل کرتے' پچاسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ ربیع الآخر کی ستائیسویں تاریخ وفات پائی اور باب حرب میں دفن کیے گئے۔

یوسف بن ابی سعید:

السیرافی ابو محمد النحوی' کتاب سیبویہ کی وہ شرح جو ان کے والد نے کی تھی' اسے آپ ہی نے مکمل کیا' علم اور دین کے ہر معاملہ میں لوگ ان کے پاس آتے' پچپن برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ ربیع الاوّل میں وفات پائی ہے۔

واقعات ــــ ۳۸۶ھ

ماہ محرم میں بصرہ والوں نے ایک پرانی قبر کسی وجہ سے کھودی تو اس سے ایک مردہ بالکل تازہ صورت میں پایا گیا' جس کے کپڑے بھی بالکل تازہ تھے اور ایک تلوار بھی اچھی حالت میں تھی' لوگوں نے یہ گمان کیا کہ یہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی نعش ہے' اس خیال سے انہیں نکال کر دوبارہ کفن پہنا کر دفن کر دیا' اور ان کی قبر کے قریب ایک مسجد بنا کر اس کے ساتھ بہت سی زمین اور جائیداد وقف کر دی۔ وہاں مجاور' محافظ' صفائی کنندے رہنے لگے' اور وہاں فرش اور روشنی کا پورا انتظام کر دیا گیا۔

اسی سال الحاکم العبیدی اپنے والد العزیز بن المعز الفاطمی کی جگہ پر مصری علاقوں کے بادشاہ ہوئے' اس وقت ان کی عمر صرف گیارہ برس چھ مہینے کی تھی' لیکن حکومت کی نگہداشت ارجوان الخادم اور امین الدولہ الحسن بن عمار کرتے رہے' کچھ دنوں کے بعد الحاکم نے جب حکومت پر پورا قبضہ پا لیا اس وقت ان دونوں کو قتل کر کے ان کی جگہ پر اور کسی کو مقرر کر دیا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دوسرے لوگوں کو قتل کر دیا' یہاں تک کہ حکومت پورے طور پر سنبھل گئی' جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے۔

اس سال اس شخص کو حج کا امیر بنایا گیا جو مصریوں کی طرف سے مقرر ہو چکا تھا اور خطبہ میں بھی ان ہی لوگوں کے نام لیے گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں

احمد بن ابراہیم:

بن محمد بن یحییٰ بن سختویہ ابوحامد بن اسحاق المزکی نیشاپوری' اصمّ اور ان کے ہم مرتبہ لوگوں سے روایتیں سنیں' اپنے بچپنے سے آخری دم تک بہت زیادہ عبادت گزار رہے' سالہا سال متواتر انتیس برس تک روزے رکھتے رہے' حاکم نے کہا ہے کہ میرے خیال میں کراماً کاتبین نے ان کے نامۂ اعمال میں کوئی برائی نہیں لکھی ہے' تریسٹھ برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ شعبان میں وفات پائی ہے۔

ابوطالب المکی:

قوت القلوب کے مصنف' محمد بن علی بن عطیہ ابوطالب المکی' الواعظ المذکر' بڑے زاہد اور عبادت گزار' مرد صالح' حدیثیں سنیں' اور ایک سے زائد محدثین سے روایت کی' عتیقی نے کہا ہے کہ یہ مرد صالح اور بہت زیادہ عبادت گزار تھے' انہوں نے ایک کتاب لکھ کر اس کا نام ''قوت القلوب'' رکھا ہے' اس میں بے اصل حدیثیں ذکر کی ہیں' جامع بغداد میں رہ کر یہ لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے رہتے۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ نسلی اعتبار سے یہ پہاڑی علاقہ کے تھے' مکہ میں جوان ہوئے' ابوالحسن بن سالم کی وفات کے بعد بصرہ میں داخل ہوئے تو ان کے مقالہ کی طرف منسوب ہوئے' پھر وہاں سے بغداد گئے تو لوگ ان کے اردگرد جمع ہونے لگے اور ان کے وعظ کی مجلس منعقد ہونے لگی' لیکن اس وعظ میں غلط باتیں بھی کہنے لگے' جن میں ان کا ایک مقولہ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ''خالق سے بڑھ کر مخلوق کے لیے کوئی زیادہ نقصان دہ نہیں ہے''۔ یہ جملہ سن کر لوگ ان سے بددل ہو کر ان سے کنارہ کش ہو گئے' اور لوگوں کے سامنے گفتگو کرنے سے بھی انہیں روک دیا گیا۔ یہ ابوطالب سماع اور گانے کو جائز کہتے تھے' اس بنا پر عبدالصمد بن علی نے انہیں بددعا دی اور ان کے پاس جا کر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا' تو ابوطالب نے یہ شعر پڑھا ؎

فیا لیل کم فیك من متعة ویا صبح لیتك لم تقرب

ترجمہ: اے رات' کتنے ہی ہیں جو تیرے وقت میں ہلاک ہوئے ہیں اور اے صبح! کاش تو قریب نہ ہوتی۔

تو عبدالصمد یہ سن کر غصہ سے نکل آئے' ابوالقاسم بن سرات نے کہا ہے کہ میں اپنے شیخ ابوطالب مکی کے پاس ان کی جان کنی کے وقت پہنچا' تو میں نے ان سے کچھ وصیت کرنے کی فرمائش کی' فرمانے لگے کہ اگر میرا خاتمہ بخیر ہو تو میرے جنازے پر بادام اور شکر نچھاور کرنا' میں نے کہا مجھے آپ کے خاتمہ بخیر ہونے کا علم کس طرح ہوگا؟ تو انہوں نے کہا آپ میرے بغل میں بیٹھے رہیں اور آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں رہے' اگر اسی حال میں میری روح قبض ہو جائے تو یہ سمجھ لیں کہ میرا خاتمہ بخیر ہو گیا ہے' وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کے حکم کی بجا آوری کی جب بالکل آخری وقت آیا تو انہوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ میرے ہاتھ

کو جلا لیا' اس کے بعد جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا' تو میں نے وصیت کے مطابق اس جنازہ پر بادام اور شکر لٹائے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ سال رواں کے ماہ جمادی الآخرہ میں ان کی وفات ہوئی اور جامع الرصافہ کے سامنے دفن کیے گئے۔

العزیز صاحب مصر:

نزار بن المعز معد ابی تمیم' نزار کی کنیت ابو منصور تھی' اور لقب العزیز تھا' بیالیس برس کی عمر میں وفات پائی' اپنے والد کے بعد اکیس برس پانچ مہینے اور دس دن تک حکومت کی اور ان کے بعد ان کے لڑکے الحاکم نے حکومت سنبھالی' اللہ اس کا حشر برا کرے' یہی وہ الحاکم ہے جس کی طرف گمراہ اور گمراہ کنندہ زندیقوں کا الحاکمیہ فرقہ منسوب ہے' اور اسی کی طرف وادی تمیم والے درزیہ منسوب ہیں' جو اسی حاکم کے اس غلام کے ماننے والوں میں سے ہیں' جسے حاکم نے ان کے پاس کفر محض کی دعوت دینے کے لیے بھیجا تھا' اور انہوں نے اسے مان لیا تھا۔ اس پر اور ان سب پر اللہ لعنت کرے' اس عزیز نے ایک نصرانی شخص جس کا نام عیسیٰ نسطورس تھا' اور دوسرا ایک یہودی جس کا نام میشا تھا' دونوں کو اپنا وزیر بنا لیا تھا' ان دونوں کی وجہ سے اس زمانے کے ان کے ماننے والوں کی مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادت عزت اور اہمیت تھی' یہاں تک کہ ایک موقع پر اس کے پاس ایک عورت نے اپنی ایک ضرورت پر اسے اس مضمون کا خط لکھا'' واسطہ ہے اس ذات کا جس نے نصاریٰ کو عیسیٰ بن نسطورس اور یہود کو میشا کے سبب عزت دی ہے' اور ان دونوں کے سبب مسلمانوں کو ذلیل کر رکھا ہے' کہ آج تک زور زبردستی سے میری چھینی ہوئی چیز کا فیصلہ نہیں ہو سکا ہے' اس درخواست کی بنا پر اس نے ان دونوں وزیروں کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا' اور نصاریٰ سے تین لاکھ دینار وصول کیے' اس سال عضد الدولہ کی بیٹی جو الطائع کی بیوی تھی' کا انتقال ہو گیا' تو اس کا ترکہ اس کے بھتیجے بہاؤ الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا' جس میں بہت زیادہ ہیرے تھے۔ واللہ اعلم

واقعات ــــــ ۳۸۷ھ

اس سال فخر الدولہ ابوالحسن علی بن رکن الدین بن بویہ کی وفات ہوئی اور اس کی جگہ پر اس کے بیٹے رستم کو بٹھایا گیا' جس کی عمر صرف چار برس تھی' اس لیے اس کے والد کے خاص لوگوں نے ملک اور رعایا کی نگہداشت کی۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

ابواحمد العسکری اللغوی:

الحسن بن عبیداللہ بن احمد العسکری اللغوی' اپنے فن کے بڑے عالم تھے' ان کی تصانیف میں فن لغت میں ایک کتاب ''المفید'' ہے' اس کے علاوہ بھی تصانیف ہیں' ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اعتزال کی طرف مائل تھے' جبکہ الصاحب بن عباد خود اور فخر الدولہ اس شہر میں پہنچے جہاں ابواحمد العسکری موجود تھے' اور عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے ان پر بڑھاپا طاری ہو چکا تھا' تو الصاحب بن عباد نے ان کے پاس اپنا ایک خط بھیجا جس میں یہ اشعار لکھ دیئے تھے۔

۱۔ ولما ابیتم ان تزوروا وقلتم ضعفنا فما نقوی علی الوجدان

ترجمہ: اور جب آپ نے اس بات سے انکار کر دیا کہ آپ ہم سے ملاقات کریں اور یہ کہہ دیا کہ ہم کمزور ہو چکے ہیں اور اب ملاقات کرنے کی قوت نہیں پاتے۔

۲۔ اتیناکم من بعد ارض نزورکم فکم من منزلٍ بکرٍ لنا دعوانِ

ترجمہ: تو ہم خود ہی آپ کے پاس دور دراز علاقہ سے آپ کی ملاقات کو پہنچ گئے' اب تو بہت سے جوان اور ادھیڑ ہمیں مہمان بنانے والے ہیں۔

۳۔ یناشدکم هل من قریً لنزیلکم بطول جوار لا یمل جفان

ترجمہ: اب ہم آپ کو قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ کیا آپ کے پاس آپ کے مہمان کے لیے دعوت کا سامان ہے' دیرینہ ہمنشینی کے طفیل ایسا سامان جو ہمارے پیالوں کو الٹ پلٹ نہ کر دے۔

٤۔ تضمنت بیت ابن الرشید کانما تضمن تشبیهی به و عنانی

ترجمہ: میں نے ضمانت دی ابن رشید کے شعر کی گویا کہ اس نے ضمانت دی اس کے ساتھ میری تشبیہ اور میری خوبی کی۔

۵۔ اهمُ بامر الحزم لا استطیعه وقد حیل بین العیر والنزوان

ترجمہ: کیا میں نے ارادہ ایسے غم کے معاملے کا جس کی میں طاقت نہیں رکھتا اور تحقیق وہ حائل ہو گیا ہے عیر اور نزوان کے درمیان۔

پھر بمشکل ان کو خچر پر سوار کر دیا گیا اور وہ خود الصاحب کے پاس پہنچ گئے تو انہیں وہاں اس حال میں پایا کہ وہ اپنے گھر میں وزارت کی آن بان کے ساتھ اپنے کاموں میں مشغول تھے' یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی آستین چڑھائی' پھر بلند آواز سے یہ اشعار پڑھنے لگے۔

۱۔ مالی اری القبة الفیحاء مقفلة دونی وقد طال ما استفتحت مقفلها

ترجمہ: مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اتنے لانبے چوڑے گنبد کو اپنے سامنے تالا لگا ہوا پاتا ہوں اور زمانہ دراز سے میں اسے نہیں کھلوا سکا ہوں۔

۲۔ کانها جنّة الفردوس معرضةٌ ولیس لی عمل ذاك فادخلها

ترجمہ: یہ تو گویا جنت الفردوس ہے جو سامنے ہے' اور میرے پاس کوئی عمدہ مال نہیں ہے کہ میں اس میں داخل ہو سکوں۔

صاحب نے جب ان کی آواز سنی تو انہوں نے بھی بلند آواز سے پکار کر کہا اے ابو احمد! آپ چلے آئیں کہ اس طرح پہل کر کے چلے آنے میں آپ کو فوقیت حاصل ہوگی' یہ جب ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے ساتھ بہت زیادہ حسن سلوک کا مظاہرہ کیا' سالِ رواں کے یوم الترویہ میں وفات پائی' ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کی ولادت سن دو سو ترانوے ہجری کے ماہِ شوال کی سولہویں تاریخ جمعرات کے دن ہوئی اور سن تین سو بیاسی ہجری کے ماہِ ذی الحجہ ساتویں تاریخ جمعہ کے دن وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ:

بن ابراہیم بن عبیداللہ بن زیاد بن مہران ابوالقاسم' الشاعر۔ یہ ابن الثلاج سے مشہور ہوئے کیونکہ ان کے دادا نے خلیفہ کو برف کا ہدیہ کیا تھا' اس سے خلیفہ کے دل میں اس کی اہمیت ہوگئی اور خلیفہ کی مجلس میں یہ ثلاج (برف والے) سے مشہور ہو گئے' ان ابوالقاسم نے بغوی' ابن صاعد اور ابوداؤد سے روایتیں سنیں' اور التنوخی' الازہری اور عتیقی وغیرہم حفاظ حدیث سے حدیث روایت کی۔ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ بعض محدثین میں جن میں دارقطنی بھی ہیں' ان پر تہمت لگائی ہے کہ یہ حدیث کی مختلف سندوں کو ایک کو دوسرے سے ملا دیا کرتے تھے اور کچھ محدثین کی طرف منسوب کر کے حدیثیں وضع کر لیتے تھے' ماہِ ربیع الاوّل میں اچانک وفات پائی ہے۔

ابن زولاق:

الحسن بن ابراہیم بن الحسین بن الحسن بن علی بن خالد بن راشد بن عبیداللہ بن سلیمان بن زولاق' ابومحمد المصری الحافظ' مصر کے قاضیوں کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اس کے آخر میں ابوعمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی کی کتاب کا بھی اضافہ کر دیا ہے جو سن دو سو چھیالیس تک کے احوال کی ہے' اور ابن زولاق نے قاضی بکار سے تین سو چھیاسی تک کے حالات کا اضافہ کیا ہے' اور یہی زمانہ محمد بن النعمان فاطمیوں کے قاضی کا ہے' جنہوں نے قاضی الباقلانی کے رد میں ایک کتاب البلاغ تصنیف کی ہے اور وہ عبدالعزیز بن النعمان کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ان کی وفات اکاسی برس کی عمر میں اسی سال ماہِ ذی القعدہ کے آخر میں ہوئی۔

ابن بطہ عبداللہ بن محمد :

ابن حمدان' ابوعبداللہ العکبری' ابن بطہ سے مشہور ہیں' ایک بڑے حنبلی عالم ہیں' بے شمار علوم پر ان کی بے شمار تصنیفیں ہیں' انہوں نے بغوی' ابوبکر النیشاپوری اور ابن صاعد کے علاوہ مختلف شہروں کے بہت سے محدثین سے حدیث کی سماعت کی ہے اور ان سے بہت سے حافظین حدیث نے بھی روایت کی ہے جن میں ابوالفتح بن ابی الفوارس' الازجی البرکمی بھی ہیں' بہت سے علماء نے ان کی تعریف کی ہے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والوں میں سے تھے' کسی عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر عرض کی کہ آپ کے فرمودات تو مختلف مذہبوں میں بٹ گئے ہیں' اس لیے کس پر عمل کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ابوعبداللہ بن بطہ کے مسلک پر عمل کرو' صبح ہوتے ہی یہ ان کے پاس خواب کی بشارت سنانے کو گئے' ابن بطہ ان کو دیکھتے ہی مسکرا دیا۔ اور ان کے کچھ کہنے سے پہلے تین بار فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا ہے۔ خطیب بغدادی نے اپنے شیخ عبدالواحد بن علی الاسدی جو ابن برہان اللغوی سے مشہور ہیں' ان سے ایک روایت میں ابن بطہ کی جرح وطعن پا کر ابن بطہ پر کلام کیا ہے' لیکن ابن الجوزی نے اپنے بعض مشائخ سے ابن بطہ کی تعریف سن کر خطیب بغداد کے کلام اور طعن کا پورے طور پر رد کیا ہے اور ان کی مدد کی ہے۔ چنانچہ ابوالوفا بن عقیل سے منقول ہے کہ ابن برہان مرجیۂ کے مذہب کے قائل تھے۔ اس طرح پر کہ کفار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے' اور دوام کے قائلین نے محض تشفی کے لیے ایسی بات کہی ہے اور آخرت میں تو اس تشفی کی بھی ضرورت نہیں رہے گی۔ علاوہ ازیں خدائے پاک نے اپنی صفت غفور الرحیم بھی بتائی ہے اور ارحم الراحمین بھی ہے' پھر ابن عسا کر نے علی نے برہان کا رد کرنا شروع کیا ہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ایسے لوگوں کا جرح کس طرح مقبول ہوسکتا ہے' پھر ابن الجوزی نے اپنی سند سے ابن بطہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بغوی سے المعجم سنی ہے' اس کے بعد یہ کہا ہے' دلیل مثبت دلیل منفی پر مقدم ہوا کرتی ہے' خطیب نے کہا ہے کہ مجھ سے عبدالواحد بن برہان نے کہا ہے کہ ہم سے محمد بن ابی الفوارس نے بیان کیا ہے کہ ابن بطہ سے منقول ہے' انہوں نے بغوی سے اور انہوں نے ابومصعب سے انہوں نے مالک سے انہوں نے زہری سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے' کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلم پر طلب علم فرض ہے' خطیب نے کہا ہے کہ حدیث مالک سے باطل ہے' اور یہ روایت ابن بطہ پر محمول ہے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس کے جواب کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ابن برہان کی تحریر میں یہ بات ملی ہے جو ابن بطہ کی برائی میں خطیب نے بیان کی ہے کہ وہ میرے شیخ ہیں اور میں نے بچپن میں ان سے علم حاصل کیا ہے' دوسرا جواب یہ ہے کہ ابن برہان نے ان کے بارے میں بڑھ کر برائی نکالی ہے' حالانکہ یہ بات اجماع محدثین کے خلاف ہے' لہٰذا کسی شخص کے بارے میں ایک شخص کی ایک بات کیونکر قابل قبول ہوسکتی ہے' جو کہ اجماع کے خلاف ہو' اس طور پر کہ تمام مشائخ علماء سے یہ بات منقول ہے کہ وہ نیک مرد اور مستجاب الدعوات تھے۔ خواہشات نفسانی کے اتباع سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔

علی بن عبدالعزیز بن مدرک :

ابوالحسن البردعی' ابوحاتم اور ان کے علاوہ دوسروں سے بھی روایت کی ہے' بہت مالدار ہو کر بھی دنیا چھوڑ رکھی تھی' اور فکر

آخرت کی طرف نکل گئے تھے اس میں معتکف ہو کر بیٹھ گئے تھے بہت زیادہ نماز پڑھنے والے اور عبادت گزار تھے۔

فخر الدولہ بن بویہ

علی بن رکن الدولہ ابوعلی الحسن بن بویہ الدیلمی رے اور اس کے اطراف میں بادشاہت کی اس وقت جبکہ ان کے بھائی مؤید الدولہ کا انتقال ہو گیا تھا اس وقت یہ اپنے شہر سے باہر تھے اس وقت کے وزیر ابن عباد نے انہیں اطلاع دی کہ فی الفور وہ یہاں پہنچ جائیں چنانچہ وہاں پہنچتے ہی انہیں بادشاہت سپرد کر دی گئی اس کے بعد انہوں نے دوبارہ ابن عباد کو عہدۂ وزارت پر بحال کر دیا چھیالیس برس کی عمر پا کر وفات پائی جن میں تیرہ برس دس مہینے سترہ دن بادشاہت کی بے شمار دولت ترکہ میں چھوڑی جن میں صرف سونا ہی تیس لاکھ دینار کا جواہر کے ٹکڑے پندرہ ہزار جن کی مجموعی قیمت تقریباً تیس لاکھ تھی ان کے علاوہ سونے کے برتن دس لاکھ دینار کے چاندی کے برتن تین لاکھ درہم کے یہ سب برتن کی شکل میں تھے کپڑے تین ہزار گٹھریاں اونٹوں کے بوجھ کی ہتھیاروں کا خزانہ ایک ہزار اونٹوں کے وزن کا فرش وغیرہ پندرہ ہزار اونٹوں کا بوجھ اور بادشاہوں کے مناسب دوسری متفرق چیزیں تو اتنی تھیں کہ ان کا حساب بھی ممکن نہیں تھا۔ اتنی دولت چھوڑنے کے باوجود ان کی موت کی شب ان کے پاس کچھ بھی سامان نہ تھا یہاں تک کہ کفن کے لیے بھی مسجد کے مجاورین کے دیئے ہوئے کپڑوں سے تکفین ہوئی اور جنازہ کو چھوڑ کر لوگ قائم مقام بادشاہ بنانے میں مشغول رہے بالآخر ان کے بیٹے رستم کو بادشاہت سونپی گئی اس عرصہ میں نعش اس قدر بدبودار ہو گئی تھی کہ وہاں تک لوگوں کا پہنچنا بھی ناممکن ہو گیا بمشکل تمام کسی طرح رسیوں سے باندھ کر کھینچ کر قلعہ کے کسی گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ ایسا کرنے سے اجزاء ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ یہ اللہ کی طرف سے عمل کا پورا پورا بدلہ تھا۔

ابن سمعون الواعظ:

محمد بن احمد بن اسماعیل ابوالحسین بن سمعون الواعظ ایک بڑے مرد صالح عالم تھے ان کو حکمت سے بھرپور گفتگو کرنے والا ''الناطق بالحکمۃ'' کہا جاتا ہے ابوبکر بن داؤد اور ان جیسے لوگوں سے حدیث کی روایت کی وعظ ونصیحت کرنے اور معاملات کے اندر باریکی نکالنے میں بہت مہارت تھی۔ ان کی کرامتیں اور ان کے مشکاشفات بھی بہت مشہور ہیں ایک مرتبہ منبر پر بیٹھ کر یہ وعظ کہہ رہے تھے ان کے نیچے ابوالفتح بن القواس بیٹھے ہوئے تھے جو نیکی میں بہت مشہور تھے کچھ دیر بعد ابن القواس کو اونگھ آ گئی انہیں اس حالت میں دیکھتے ہی اپنا وعظ روک کر بیٹھے رہے جب وہ بیدار ہوئے تو ابن سمعون واعظ نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے؟ جواب دیا جی ہاں فرمایا کہ اسی لیے تو میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا تھا تاکہ آپ کی اس کیفیت میں خلل نہ ڈالوں۔

اسی طرح ایک شخص کی ایک لڑکی مستقل مریضہ تھی اس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ابن سمعون کے گھر جا کر انہیں اپنے گھر بلاؤ وہ آ کر تمہاری لڑکی کی صحت کے لیے دعا کر دیں گے تو اللہ کے حکم سے تمہاری لڑکی تندرست ہو جائے گی صبح ہوتے ہی وہ شخص ان بزرگ کے پاس پہنچے یہ ابن سمعون بزرگ اس شخص کو دیکھتے ہی از خود اٹھے اور اپنے کپڑے بدل کر گھر سے نکل کر چلنے لگے اس شخص نے یہ گمان کیا کہ یہ شاید کسی وعظ کی مجلس میں تشریف لے جا رہے ہیں اس لیے

راستہ ہی میں اپنا مطلب عرض کر دوں گا' مگر وہ آگے بڑھتے گئے' یہاں تک کہ خود ہی اس شخص کے دروازے میں داخل ہو گئے' وہیں پر اس شخص کی لڑکی لائی گئی اور وہ اس کے لیے دعا کر کے لوٹ آئے' واقعتہً اللہ کے حکم سے وہ اسی وقت بالکل تندرست ہو گئی۔

اسی طرح خلیفہ الطائع للہ نے انتہائی غصہ کی حالت میں اپنے آدمی کو ان کے پاس بھیج کر بلوایا ایسی حالت میں لوگوں کو ان کی جان کا خطرہ محسوس ہونے لگا' لیکن ان کے سامنے بیٹھتے ہی انہوں نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور اپنے وعظ میں زیادہ تر حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے فرمودات ہی بیان کرتے رہے' ان کی باتیں سن کر خلیفہ رونے لگا یہاں تک کہ رونے کی آواز سنائی دینے لگی تھی' بالآخر یہ اس مجلس سے بہت ہی باعزت طور پر اُٹھ کر چلے آئے' اس وقت خلیفہ سے لوگوں نے کہا کہ آپ نے ان کو جس وقت اپنے پاس بلوایا تھا ہم نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار دیکھے تھے' تو خلیفہ نے جواب دیا کہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں بیان کرتے پھرتے ہیں' اس لیے میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ ان کو سزا دوں گا' لیکن یہاں آنے کے بعد وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے رہے' جس سے میں یہ سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی مدد کی جارہی ہے اور وہ بزرگوں میں سے ہیں' چنانچہ انہوں نے مجھے کافی نصیحت کی اور میری خاطر خواہ تشفی کی۔

ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے اور وہ فرما رہے تھے کہ کیا میری امت میں' احبار عیسائی علماء نہیں ہیں اور کیا میری امت میں گرجا گھروں والے نہیں ہیں۔ اتنے میں وہاں ابن سمعون پہنچ گئے' انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کہ کیا آپ کی امت میں ان جیسا بھی کوئی ہے؟ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے' ابن سمعون کی ولادت سن تین سو ہجری میں ہوئی اور سالِ رواں کے ماہ ذی الحجہ کی چودھویں تاریخ جمعرات کے دن وفات ہوئی' اپنے گھر میں دفن کیے گئے' ابن الجوزی نے کہا ہے کہ دفن کرنے کے دو سال بعد قبر سے انہیں نکال کر مقبرہ احمد بن حنبل میں دوبارہ دفن کر دیا گیا' اس وقت تک ان کا پہلا کفن پرانا نہیں ہوا تھا۔

سامانی بادشاہوں کے آخری شخص نوح بن منصور:

بن نوح بن نصر بن احمد بن اسماعیل' ابوالقاسم السامانی خراسان' غزنہ اور ماوراء النہر پر بادشاہت کی' صرف تیرہ برس کی عمر میں تخت نشینی ہوئی تھی' اکیس برس نو مہینے تک بادشاہت کی' پھر ان کے خواص نے انہیں گرفتار کر کے ان کی جگہ پر ان کے بھائی' عبدالملک کو بٹھا دیا' اس کے بعد محمود بن سبکتگین نے ان سے بھی بادشاہت چھین لی' مجموعی طور پر ان سامانیوں کی حکومت ایک سو ساٹھ برس تک قائم رہی' بالآخر سالِ رواں میں ان کی حکومت برباد ہو گئی' اب صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا' جیسا کہ پہلے بھی تھا۔

ابوالطیب سہل بن محمد:

بن سلیمان بن محمد بن سلیمان الصعلوکی' شافعی المسلک' فقیہ اور اہل نیشاپور کے امام اور اس اطراف وجوانب کے شیخ تھے' ان کی مجلسوں میں پندرہ سو دواتیں آیا کرتی تھیں' بہت سے علماء لکھنے کو حاضر ہوتے تھے' مشہور قول کے مطابق اسی سال ان کی وفات ہوئی ہے' لیکن حافظ ابویعلی الخلیلی نے الارشاد میں لکھا ہے کہ سن چار سو ساٹھ ہجری میں وفات ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

واقعات ــــ ۳۸۸ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس سال ماہ ذی الحجہ میں زبردست ٹھنڈک پڑی یہاں تک کہ حمام کا گرم پانی بھی جم گیا اور جانوروں کے پیشاب بھی راستوں میں جم گئے' سال رواں ہی میں ابوطالب بن فخر الدولہ کے سفیر خلیفہ کے پاس بیعت ہونے کو آئے' تو خلیفہ نے ان کی بیعت قبول کر لی اوران ابوطالب کو رَی شہر کی امارت سونپ دی' اوران کو مجدالدولہ' کہف الامہ کا لقب دیا گیا' پھر خاص خلعت اور جھنڈے ان کے پاس بھیجے' ایسا ہی بدر بن حسنو یہ کے ساتھ بھی کیا اور ناصر الدین والدولہ کا لقب دیا' یہ بہت زیادہ صدقات اور خیرات دینے والوں میں سے تھے۔

سالِ رواں میں ابوعبداللہ بن جعفر جو ابو بن الوثاب سے مشہور اور اپنے دادا الطائع کی طرف منسوب تھا' دارالخلافہ کے قید خانہ سے نکل کر بطیحہ کی طرف بھاگ گیا' تو وہاں کے حاکم مہذب الدولہ نے اسے پناہ دی' پھر القادر باللہ نے اس کے گرفتار کرنے کے لیے اپنے آدمی بھیجے' چنانچہ اسے گرفتار کر کے اس کے سامنے لایا گیا' تو اسے بیڑی پہنا دی' لیکن وہاں سے بھی نکل بھاگا اور کیلاں کے شہروں میں پہنچ کر اپنے متعلق خلیفہ الطائع للہ ہونے کا دعویٰ کیا' تو وہاں کے لوگوں نے اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی' اور عشر کے علاوہ دوسرے سارے حقوق اسے پہنچانے لگے' اتفاقاً ان میں کا ایک شخص کسی طرح بغداد پہنچ گیا اور اس شخص کی حقیقت دریافت کرنے پر اس کا بے حقیقت ہونا ثابت ہو گیا' سب لوگوں کو یہ بات معلوم ہو گئی تو سارے علاقے والے اس سے پھر گئے اور اس کا حال بہت برا ہو گیا' اس طرح وہاں سے بھی بے عزت ہو کر نکل بھاگا۔

اسی سال مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اور حاکم العبیدی کے نام کا حرمین شریفین میں خطبہ پڑھا گیا' اللہ اس کا حشر برا کرے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الخطابی ابوسلیمان حمد:

ان ہی کو احمد بھی کہا جاتا ہے' بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب البستی' یہ بہت زیادہ مشہور لوگوں میں اور بڑے فقہاء اور بہت زیادہ اجتہاد کرنے والوں میں سے تھے' ان کی تصنیفات میں معالم السنن اور شرح البخاری کے علاوہ اور بھی ہیں' ان کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ما دمت حیا فدار الناس کلہم   فانما انت فی دار المداراۃ

ترجمہ: جب تک تم زندہ ہو ہر انسان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ' کیونکہ تم دار المداراۃ میں رہتے ہو۔

۲۔ من یدر داری ومن لم یدر سوف یری   عما قلیل ندیما للندامات

ترجمہ: جو بھی میرے گھر کو جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ عنقریب دیکھ لے گا' بہت ہی تھوڑے دنوں میں بہت سی شرمندگیوں کے ساتھی کو۔

سالِ رواں کے ماہِ ربیع الاوّل کی چھٹی تاریخ مدینہ میں وفات پائی' یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں۔

الحسین بن احمد بن عبداللہ:

بن عبدالرحمٰن بن بکر بن عبداللہ الصیر فی' حافظ حدیث اور صاحب الرائے تھے' اسماعیل الصفار' ابن السماک النجاد' الخلدی اور ابوبکر الشاشی سے حدیثیں سنی ہیں' ان سے ابن شاہین الازہری اور التنوخی نے روایت کی ہے' الازہری نے ان کے متعلق بیان کیا ہے کہ یہ ان کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ ان کے سامنے کتب احادیث کے بہت سے اجزاء رکھے ہوئے تھے' اس وقت جب وہ ان اجزاء سے کوئی سند ذکر کرتے تو اس کے متن کو زبانی بیان کرتے اور جب کسی متن کو ان اجزاء سے ذکر کرتے تو ان کی سندوں کو زبانی ذکر کرتے' کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کے سامنے کئی مرتبہ ایسا ہی کیا تھا' لیکن وہ ہمیشہ ہی ان سندوں اور ان کے متنوں کو کتاب کے مطابق ذکر کرتے' اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ ثقہ تھے' لیکن لوگوں نے ان کی حسد کی بنا پر عیب جوئیاں کی ہیں' اور خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ ابن ابی الفوارس نے ان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے شیوخ کی سنی ہوئی حدیثوں میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے تھے' اور احادیث میں سندوں کا اضافہ کر دیتے اور مقطوع احادیث کو موصول کر دیا کرتے۔

اسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں اکہتر برس کی عمر میں وفات پائی ہے۔

صمصامۃ الدولہ:

جو عضد الدولہ کے بیٹے اور فارس کے علاقوں کے بادشاہ تھے' ان پر ان کے چچازاد بھائی ابونصر بن بختیار نے چڑھائی کی تھی اس لیے یہ وہاں سے نکل بھاگے' اور کردیوں کی جماعت میں جا کر پناہ لی' لیکن وہ لوگ جب ان کے علاقہ میں اچھی طرح داخل ہو گئے' تو ان کے خزانے میں جو کچھ نقدی اور سامان وغیرہ پایا' سب اُٹھا کر لے گئے' بالآخر ابن بختیار کے لوگوں نے انہیں گرفتار کر لیا' اور انہیں قتل کر کے ان کا سر اپنے ساتھ لے گئے' جب وہ سر ابن بختیار کے سامنے لا کر رکھا گیا' تو دیکھ کر سر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ سنت تمہارے باپ نے قائم کی ہے' یہ واقعہ سالِ رواں کے ماہِ ذی الحجہ کا ہے' پینتیس برس کی عمر میں یہ قتل کر دیئے گئے' نو برس چند برس تک حکومت کی۔

عبدالعزیز بن یوسف الحطان:

ابوالقاسم کے خطوط نویس تھے' پھر ان کے بیٹے بہاؤ الدولہ کے پانچ ماہ تک وزیر رہے' اکثر شعر پڑھتے رہتے۔ سالِ رواں کے ماہِ شعبان میں وفات پائی۔

محمد بن احمد:

بن ابراہیم ابوالفتح' المعروف ابن الشنبوذی سے مشہور تھے' قرآن پاک کی تمام قرأتوں اور ان کی تفسیروں کے عالم تھے' بتایا جاتا ہے کہ قرآن پاک کے شاہد کے طور پر انہوں نے پچاس ہزار اشعار حفظ کر لیے تھے' اس کے باوجود لوگوں نے ان کی ان روایتوں میں جو ابوالحسین بن شنبوذ سے منقول ہیں' اعتراض کیا ہے' دارقطنی نے ان کے بارے میں گفتگو کرنے کو برا جانا ہے' ماہِ صفر میں وفات پائی اور سن تین سو اکتیس ہجری میں وفات پائی ہے۔

واقعات ـــــ ۳۸۹ھ

سالِ رواں میں محمود بن سبکتگین نے خراسان کے علاقوں پر حملہ کر کے وہاں کی حکومت سامانیوں کے قبضے سے چھین لی' اور اس سال بھی اور اس کے پہلے بھی وہاں بارہا حملے کیے' یہاں تک کہ ان لوگوں کے تمام نام ونشان کو وہاں سے مٹا ڈالا اور ہمیشہ کے لیے ان کی حکومت وہاں سے ختم کر ڈالی۔ اس کے بعد ماوراء النہر کے ترکی بادشاہ سے قتل وقتال کا مصمم ارادہ کیا' یہ ارادہ بڑے خاقان کی موت کے بعد کیا' جسے فائق کہا جاتا تھا' بالآخر ان لوگوں سے مسلسل قتل وقتال ہوتا رہا۔

اسی سال بہاؤ الدولہ نے فارس اور خوزستان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا' اس سال شیعوں نے جب یہ چاہا کہ یوم غدیر خم کے موقع پر حسب معمول چراغاں اور جشن منائیں' جو ان کے عقیدے کے مطابق ماہِ ذی الحجہ کی اٹھارہویں تاریخ کا ہے' تو ان کے مقابلہ میں کچھ سنی عقیدے والوں نے ہنگامہ کھڑا کیا اور ان کی مخالفت کی یہ کہتے ہوئے کہ یہ دن تو ہمارے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غار میں بند رہنے کا ہے' لہٰذا وہ لوگ اپنے ارادہ سے باز آ گئے' لیکن حقیقت میں ان سنیوں کی جہالت کا نتیجہ تھا' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تو ہجرت کے سال اوّل میں ربیع الاوّل کے مہینہ میں اپنا سفر شروع کیا تھا' اور تین دن غار میں رہ کر مکہ معظّمہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں تقریباً آٹھویں تاریخ داخل ہوئے تھے' اس طرح یہ دونوں حضرات ماہِ ربیع الاوّل کی بارہویں تاریخ مدینہ میں داخل ہو گئے تھے' یہ تو ایک تاریخی حقیقت ہے جو تمام لوگوں میں مسلّم اور مقبول ہے' اسی طرح شیعہ جو دسویں محرم کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ماتم اور تعزیہ داری کرتے ہیں' ان کی دیکھا دیکھی سنیوں کی ایک جماعت نے بھی بارہویں محرم کو ماتم وغیرہ کا سلسلہ شروع کیا' یہ کہتے ہوئے کہ اس تاریخ مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے' اور جیسا کہ وہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں' وہ بھی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرنے لگے' لیکن یہ تو حقیقت میں ایک بدعت کا مقابلہ دوسری بدعت سے ہوا' حالانکہ بدعت کا مقابلہ صرف اسی صورت سے ہو سکتا ہے کہ کوئی صحیح سنت قائم کی جائے۔

سالِ رواں میں زبردست ژالہ باری ہوئی' گھٹا ٹوپ بادل چھایا رہا' زبردست ہوائیں چلتی رہیں' اتنی کہ بغداد کے بہت سے کھجوروں کے باغ کو برباد کر دیا' جنہیں درست کرنے میں دو سال لگ گئے' اس سال عراق کے حاجیوں کے قافلہ میں

الرضی اور المرتضی جیسے بڑے بڑے حضرات نے بھی سفر شروع کیا' لیکن اثنائے راہ بدوؤں کے امیر ابن الجراح نے ان لوگوں کو یرغمال بنا لیا' بالآخر دونوں اپنی جان کی رہائی کے لیے اسے نو ہزار دینار دینے کی پیشکش کی اور اس نے وہ لے کر ان دونوں کو چھوڑ دیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

زاہد بن عبداللہ:

ابن سلیمان بن مخلد بن ابراہیم بن مروز ابوالقاسم جو ابن حبابہ کے نام سے مشہور ہیں' بغوی' ابوبکر بن داؤد اور ان کے ہمعصروں سے روایت حدیث کی' یہ ثقہ' مامون اور مسند تھے' ولادت سن دو سو نناوے ہجری میں بغداد میں ہوئی اور نوے برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی' شوافع کے شیخ' شیخ ابو حامد الاسفرائینی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور جامع منصور کے مقبرہ میں دفن کیے گئے۔

واقعات ــــ ۳۹۰ھ

سالِ رواں میں سجستان کے علاقہ میں لوگ گہرے گڑھے کر رہے تھے کہ ان کو وہاں سونے کی کان مل گئی' جس سے وہ لوگ سرخ سونا نکالنے لگے' اسی سال فارس کے علاقہ میں بادشاہ ابونصر بن بختیار کو قتل کر کے اس کی جگہ پر بہاؤ الدولہ نے قبضہ کر لیا۔

اسی سال القادر باللہ نے واسط اور اس کے اطراف و جوانب کا ابو حازم محمد بن الحسن الواسطی کو قاضی کے عہدہ پر مقرر کیا اور ان کا عہد نامہ بغداد میں پڑھا گیا' اس کے بعد القادر نے ایک طویل وصیت نامہ لکھ کر ان کو دیا' جسے ابن الجوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں ذکر کیا ہے' جس میں عمدہ نصیحتیں اور انتہائی ضروری اوامر ونواہی ہیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن محمود:

بن ابی موسیٰ ابوبکر الہاشمی' مالکی مذہب کے فقیہ' مدائن وغیرہ کے قاضی' اور جامع منصور کے خطیب تھے' بہت سے لوگوں سے روایتیں سنی ہیں اور ان سے بھی بڑی جماعت نے روایت کی ہے' بالخصوص الدارقطنی الکبیر بھی ہیں' بڑے ہی نیک' پاکدامن' ثقہ اور دیندار تھے' پچھتر برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ محرم میں وفات پائی۔

عبید اللہ بن عثمان بن یحییٰ:

ابوالقاسم الدقاق' ابن حنیفا سے مشہور تھے' قاضی علامہ ابویعلی بن الفراء نے کہا ہے کہ یہ حنیفا ان کے دادا تھے' بعضوں نے اس نام کو بجائے نون کے لام سے حلیفا بھی کہا ہے' انہوں نے بہت سی صحیح احادیث کی سماعت کی ہے' ان سے الازہری نے روایت کی ہے' ثقہ مامون اور عمدہ اخلاق کے تھے' باطنی صورت میں ہم نے ان جیسا کسی کو نہیں پایا ہے۔

الحسین بن محمد بن خلف:

بن الفراء جو قاضی ابویعلی کے والد ہیں' حنفی مسلک کے فقیہ اور بہت نیک تھے' حدیثیں سنیں' اور ان سے ان کے بیٹے ابوحازم محمد بن الحسین نے روایت کی ہے۔

عبداللہ بن احمد:

بن علی بن ابی طالب البغدادی'' مصر میں مقیم رہے' وہیں حدیث حاصل کی' اور ان سے حافظ عبدالغنی بن سعید المصری نے سماعت کی ہے۔

عمر بن ابراہیم:

بن احمد ابونصر الکتانی اور المقری سے مشہور ہیں' سن تین سو ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ بغوی' ابن مجاہد اور ابن صاعد سے روایت کی ہے اور ان سے الازھری وغیرہ نے روایت کی ہے' ثقہ اور صالح تھے۔

محمد بن عبداللہ بن الحسین:

بن عبداللہ بن ہارون' ابوالحسین الدقاق یہ ابن اخی میمی سے مشہور ہیں' بغوی وغیرہ سے سماعت کی اور ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے' بالکل بوڑھے ہو جانے کے باوجود حدیث لکھتے رہے' یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی' اس وقت ان کی عمر نوے برس کی ہوئی تھی۔ ثقہ' مامون' دیندار اور مرد فاضل تھے اور اچھے اخلاق کے مالک تھے' سالِ رواں میں ماہِ شعبان کی اٹھائیسویں تاریخ جمعہ کے دن وفات پائی۔

محمد بن عمر بن یحییٰ:

بن الحسین زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الشریف ابوالحسین العلوی' کوفہ کے باشندے تھے' ابوالعباس بن عقدہ وغیرہ سے سماعت کی ہے' بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی' بہت زیادہ مالدار' بہت زیادہ جائیداد' بہت زیادہ آمدنی اور رعب داب کے مالک اور بلند ہمت تھے' اپنے وقت میں تمام علماء سے فائق تھے' ایک زمانہ میں عضدالدولہ نے ان پر جرمانے کیے اور ان کی ساری جائیداد پر قبضہ کر کے انہیں مقید کر رکھا تھا' بعد میں آزاد کر کے بغداد میں اپنا نائب مقرر کر دیا تھا' کہا جاتا ہے کہ ان کو اپنے غلہ سے سالانہ بیس لاکھ دینار کی آمدنی تھی' ان کا رعب وداب بہت زیادہ تھا اور ریاست وسیع تھی۔

استاذ ابوالفتح برجوان:

حاکمیہ حکومت میں مصری علاقوں میں انتظامی امور کے نگہبان تھے' قاہرہ میں ایک محلہ برجوان انہی کی طرف منسوب ہے' یہ پہلے العزیز بن المعز کے غلاموں میں سے تھے' بعد میں الحاکم کی حکومت میں سب سے بڑے فرماں روا بن گئے تھے' پھر شاہی محل میں ان کے قتل کا حکم دیا گیا تھا' چنانچہ امیر ریدان نے جن کی طرف باب الفتوح کے باہر کا علاقہ ریدانیہ مشہور ہے' ان کے پیٹ میں چھری مار کر انہیں قتل کر دیا' ترکہ میں انہوں نے بے شمار سامان اور کپڑے وغیرہ چھوڑے جن میں ایک ہزار پاجامے تھے' جن کی کمر بند بھی ایک ہزار ریشمی تھے' یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں' ان کے بعد الحاکم نے ان کے منصب پر امیر حسین بن القائد کو مقرر کر دیا تھا۔

الجریری المعروف بابن طرار:

المعافی بن زکریا بن یحییٰ بن حمید بن حماد بن داؤد ابوالفرج النہروانی القاضی' اس لیے کہ انہوں نے الحکم کی قائم مقامی کی تھی' جو ابن طرار الجریری سے مشہور تھے' اور الجریری کہنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ انہوں نے ابن جریر الطبری کی خدمت اختیار کی تھی اور ان کے ہی عقیدے پر کاربندے تھے اس لیے ان کی طرف منسوب ہو گئے تھے' البغوی اور ابن صاعد کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں سے حدیث کی سماعت کی تھی' اور ان سے بھی ایک جماعت نے روایت کی تھی' ثقہ' مامون اور عالم و فاضل تھے' اور بڑے آداب کے مالک تھے' بہت سے علوم میں ان کو مہارت حاصل تھی' ان کی تصنیفات بھی بے شمار تھیں' جن میں سے ایک کتاب کا نام الجلیس والانیس ہے' جس میں بہت سے فائدے اور کام کی باتیں جمع کی ہیں' الشیخ ابومحمد الباقلانی جو شافعی مسلک کے بڑے امام تھے' وہ کہا کرتے تھے' کہ ایک معافی کے آ جانے سے بہت سے علوم ایک ساتھ چلے آتے ہیں' اور بالفرض اگر کوئی شخص اپنے تہائی مال کی کسی بھی سب سے بڑے عالم کے لیے وصیت کر جائے تو لازم ہو جائے گا کہ وہ پورا مال ان کو ہی دیا جائے۔

کسی اور شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کسی رئیس کے گھر میں بہت سے بڑے بڑے علماء کا اجتماع ہوا جن میں یہ معافی بھی موجود تھے' لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم لوگ کسی علم پر بحث اور مذاکرہ کریں' اس وقت ان المعافی نے صاحب خانہ رئیس سے یہ کہا' جبکہ اس گھر میں اس رئیس کا بہت بڑا کتب خانہ تھا کہ آپ اپنے کسی بھی ملازم کو یہ حکم دیں کہ آپ کے کتب خانہ سے کوئی بھی کتاب اُٹھا کر لے آئے' اسی پر ہم گفتگو کریں گے' اس جواب سے تمام حاضرین کو ان کی خود اعتمادی اور تمام علوم پر حاوی ہونے کی وجہ سے بہت تعجب ہوا۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ المعافی بن زکریا نے ہم لوگوں کو اپنے یہ چند اشعار سنائے:

۱۔ الاقل لمن کان لِیْ حاسدًا   اتدری علی من اسأت الادب

ترجمہ: اے مخاطب! تم اس شخص سے کہہ دو جو میرا حاسد ہے' کہ تم یہ جانتے ہو کہ تم نے کس کی بے ادبی کی ہے۔

۲۔ اسأت علی اللّٰہ سبحانہٗ   لانك لا ترضی لِی ما وھبْ

ترجمہ: تو تم یہ سن لو کہ تم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بے ادبی کی ہے' کیونکہ اس نے از خود جو کچھ مجھے دیا ہے تم اس پر راضی نہ ہو۔

۳ [illegible]

ترجمہ: تب اللہ ہی نے میری طرف سے تم کو اس کا بدلہ اس طرح دیا ہے کہ میرا علم بڑھا دیا ہے اور تمہارے لیے طلبِ علم کے تمام دروازے بند کر دیے ہیں۔

پچاسی سال کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی ہے۔

ابن فارس:

الجمل کے مصنف ہیں' کہا گیا ہے کہ پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی ہے۔

ام السلامہ:

جو القاضی ابی بکر احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ' ام الفتح کی بیٹی تھیں۔ محمد بن اسماعیل البصلانی وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ہے' اور ان سے الازہری' ابویعلی بن الفراء وغیرہم نے روایت کی ہے' اس سے زائد آدمیوں نے ان کی دینداری فضیلت اور سیادت کی تعریف کی ہے' سن دوسو اٹھانوے ہجری کے ماہ رجب میں ان کی ولادت ہوئی اور بانوے برس کی عمر میں سالِ رواں کے ماہِ رجب میں وفات پائی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

واقعات ـــــ ۳۹۱ھ

اسی سال خلیفہ القادر باللہ نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابوالفضل کے لیے ولی عہدی کی بیعت لی' اور منبروں پر خطبوں کے درمیان یہ بات ظاہر کر دی گئی تھی اور اس کا لقب الغالب باللہ رکھا' اس وقت اس کی عمر تقریباً صرف آٹھ سال چند مہینے کی تھی' اس جلد بازی کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عثمان الواثقی نامی ایک شخص نے ترکی علاقوں میں جا کر لوگوں میں دعویٰ کیا کہ اسے قادر باللہ نے اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا ہے' چنانچہ خطبوں میں اس کا نام آنے لگا' جب القادر باللہ خلیفہ کو اس بات کی اطلاع ملی تو اس کی گرفتاری کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجا تو وہ وہاں سے کہیں اور بھاگ گیا' لیکن کسی بادشاہ نے اسے گرفتار کر کے قلعہ میں مقید کر دیا' بالآخر وہیں وہ مر گیا' اسی وجہ سے خلیفہ نے اس کی بیعت کے لیے عجلت بازی سے کام لیا۔

اسی سال ماہِ ذی القعدہ کی اٹھارہویں تاریخ الامیر ابو جعفر عبداللہ بن القادر باللہ کی ولادت ہوئی اور اس شخص کو خلافت سپرد کی گئی اور اس کا لقب القائم بامر اللہ رکھا گیا' اسی سال امیر حسام الدین نے المقلد بن المسیب العقیلی کو انبار کے علاقہ میں اچانک قتل کروا دیا' کیونکہ اس علاقہ میں اس کا اثر ورسوخ بہت بڑھ گیا تھا' اور سلطنت کا خواب دیکھنے لگا تھا' اس لیے کسی ترکی غلام نے اسے قتل کر دیا' پھر اس کا بیٹا قرواش اس کا قائم مقام ہوا' مصریوں نے لوگوں کو حج کروایا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

جعفر بن الفضل بن جعفر:

بن محمد بن الفرات ابوالفضل' یہ ابن حنزابہ وزیر سے مشہور ہوئے' سن تین سو آٹھ ہجری میں ان کی ولادت ہوئی' مصری علاقوں میں رہے اور امیر کافور الاخشیدی کی وزارت سنبھالی' ان کے والد المقتدر کے وزیر تھے' محمد بن ہارون الحضرمی اور ان جیسے بغدادی محدثین سے حدیث کی سماعت کی' البغوی کی مجلس میں بھی شرکت کر کے سماعت کی ہے' اگرچہ وہ ان کے معیار کے نہ تھے' پھر بھی ان کا کہنا تھا کہ جو بھی میرے پاس آ جائے' میں اسے غنیمت سمجھتا ہوں' مصر میں ان کی مجلس املاء بھی ہوا کرتی تھی' اسی وجہ سے دارقطنی نے مصر کا سفر کر کے ان کے پاس قیام کیا اور ان کی ایک مسند تیار کی جس سے انہیں بہت زیادہ مال حاصل ہوا' دارقطنی وغیرہ اکابر نے ان سے روایت کی ہے' ان کے یہ چند عمدہ اشعار ہیں:

۱۔ من احمل النفس احیاھا و روحھا ولـم یبت طاویًا منھا علی ضجر

ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو گم کر دیا اس نے اسے زندہ کر دیا اور اسے آرام پہنچایا' اور اس گمنامی کی وجہ سے وہ تنگدلی کے ساتھ رات نہیں گزارے گا۔

۲۔ ان الریـاح اذا اشتدت عواصفھا فلیس ترمی سوی العالی من الشجرِ

ترجمہ: یقیناً جب ہواؤں کے جھکڑ چلتے ہیں' تو وہ صرف اونچے ہی درخت کو گراتے ہیں۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کی وفات ماہِ صفر میں ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ ماہِ ربیع الاوّل میں ہوئی' اس وقت ان کی عمر بیاسی سال کی ہوئی تھی اور قرافہ میں یا ایک قول کے مطابق رہنے کے گھر ہی میں مدفون ہوئے' ایک اور قول یہ ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں ایک گھر خریدا تھا' اسی گھر میں ان کی قبر بنائی گئی' جب ان کی نعش وہاں لے جائی گئی' تو وہاں کے بڑے لوگوں اور اشرافِ قوم نے ان کے سابقہ احسانات کی بنا پر ان کا شاندار استقبال کیا' مکہ معظمہ لے جا کر ان کا گشت کرایا' حج کے مراسم ان سے ادا کرائے' میدان عرفات میں لے جا کر کچھ دیر رکھا' پھر مدینہ منورہ میں واپس لا کر ان کی قبر میں دفن کر دیا گیا۔

ابن الحجاج الشاعر:

الحسین بن احمد بن الحجاج ابوعبداللہ الشاعر' اس کی شاعری میں اس قدر بے حیائی اور بے ہودگی ہوتی کہ زبان اس کے تلفظ سے اور کان اس کے سننے سے گھناتے ہیں' ان کے والد بھی بڑے حاکموں میں سے تھے' اور یہ خود عزالدولہ کی حکومت میں بغداد کے اندر حساب وکتاب اور جانچ پڑتال کرنے کے عہدے پر مامور تھے' مگر اس نے اپنے لیے چھ نائبوں کو مقرر کر کے خود رکیک شاعری اور فضول گوئی میں لگ گیا۔ البتہ اس کے اشعار میں معنی سے قطع نظر ان کے الفاظ میں ایک خاص مرتبہ حاصل تھا' اس کے اندر ایک ایسا ملکہ تھا' جس سے انتہائی خراب معنی کی بھی بہت عمدگی اور سنجیدگی کے ساتھ فصیح الفاظ میں پیش کر سکتا تھا' ان

کے علاوہ اس کے عمدہ اشعار بھی ہوتے تھے' ایک مرتبہ اس نے شاہ مصر کی مدح کی تھی' تو اس نے خوش ہو کر اسے ایک ہزار دینار دیئے تھے' ابن خلکان کا اس بارے میں یہ کہنا کہ اسے ابو سعید الاصطخری کی وجہ سے بغداد کے سرکاری عہدے حساب و کتاب سے معزول کر دیا گیا تھا' ان کا یہ دعویٰ کرنا بالکل مبہم اور غلط معلوم ہوتا ہے' کیونکہ ابو سعید کی وفات تو ۳۲۸ ہجری میں ہو گئی تھی اس لیے اس کی وجہ سے اس ابن الحجاج کو کیونکر معزول کیا جا سکتا تھا' نیز یہ بات ممکن بھی نہ تھی' اس کے خالی عہدہ پر اس کے بعد ابو سعید الاصطخری کو مقرر کیے جانے کی امید ہوئی ہو' ابن خلکان نے اس شاعر کا سن وفات اسی سال کو بتایا ہے اور اصطخری کی وفات وہ بتائی ہے جو پہلے ذکر ہوئی ہے' الشریف الرضی نے اس کے عمدہ اشعار چھانٹ کر ایک مستقل علیحدہ دیوان میں جمع کر دیا۔ خود انہوں نے اور ان کے علاوہ دوسرے شعراء نے بھی اس کا مرثیہ کہا ہے۔

عبدالعزیز بن احمد:

بن الحسن الجزری' خاص حرم اور دارالخلافہ کے علاوہ اس کے اطراف و جوانب کے بھی قاضی مقرر کئے گئے تھے' یہ اصحاب ظواہر میں مذہب داؤد پر عامل تھے' سنجیدہ اور باریک باتیں پیدا کرنے والے تھے' چنانچہ ایک مرتبہ ایک معاملہ میں دو وکیل ان کے پاس معاملہ لے کر آئے اور ان میں سے ایک مقدمہ کے دوران رونے لگا تو اس سے انہوں نے کہا تم مجھے اپنا وکالت نامہ دکھاؤ' اس نے اپنا وکالت نامہ انہیں دے دیا' قاضی صاحب نے اسے لے کر اور پورا پڑھ کر کہا کہ تم کو تمہارے مؤکل نے یہاں رونے پر وکیل نہیں بنایا ہے' یہ سن کر تمام حاضرین ہنسنے لگے اور وکیل انتہائی شرمندہ ہو گیا۔

عیسیٰ بن الوزیر علی بن عیسیٰ:

بن داؤد بن الجراح' ابو القاسم البغدادی' ان کے والد بڑے وزیروں میں سے تھے' اور خود انہوں نے بھی الطائع کی ملازمت کی ہے' بہت سی حدیثیں سنی ہیں' بہت صحیح سننے والے اور بہت زیادہ علوم والے تھے' منطق اور اگلے علوم کو اچھی طرح جانتے تھے' اسی لیے ان کے ہمعصر اُن پر فلسفی مذہب ہونے کا الزام لگاتے تھے' ان کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ ربّ میتٍ قد صار بالعلم حیًّا و مبقًّی قدمات جهلا و غیًّا

ترجمہ: بہت سے مردے علم کی بنا پر زندہ ہو گئے ہیں' اور بہت سے زندے اپنی جہالت اور سرکشی کی وجہ سے مر چکے ہیں۔

۲۔ فاقتنلوا العلم کی تنالوا خلودًا لا تعدوا الحیاة فی الجهل شیئًا

ترجمہ: لہٰذا تم علم کا شکار کر لو تاکہ تم ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لو' اور اپنی زندگی کو ذرّہ برابر بھی جہالت میں نہ گنواؤ۔

سن تین سو دو ہجری میں ان کی ولادت ہوئی اور نواسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں میں وفات پائی' اور بغداد کے اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔

واقعات ـــــ ۳۹۲ھ

اسی سال ماہ محرم میں یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے ہندوستانی علاقہ پر حملہ کیا تو یہاں کے راجہ جے پال نے بہت بڑے لشکر سے ان لوگوں کا مقابلہ کیا' اور ان دونوں گروہوں میں زبردست لڑائی ہوئی' بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح اور ہندوؤں کو شکست دی اور ان کے مہاراجہ جے پال کو مقید کر لیا' اور اس کی گردن سے ہار اتار لیا جس کی قیمت اسی ہزار دینار تھی' اسی طرح عام مسلمانوں نے بھی اس سے بے شمار غنیمت کا مال حاصل کیا اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا' لیکن بعد میں سلطان محمود نے اس جیپال راجہ کو انتہائی ذلت اور حقارت کے ساتھ چھوڑ دیا تا کہ اس کی حکومت والے اسے دیکھ لیں کہ وہ کس قدر ذلیل ہوا ہے' جب وہ چھوٹ کر اپنے علاقہ میں پہنچا' وہاں اس نے خود کو اس آگ میں ڈال دیا جس کی وہ ہمیشہ پوجا کرتا آیا تھا' چنانچہ آگ نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔ لعنۃ اللہ علیہ

سالِ رواں کے ماہِ ربیع الاوّل میں بغداد کے عوام نے نصاریٰ سے ناراض ہو کر گرجا کو لوٹ لیا جو قطیعۃ الدقیق میں تھا' پھر اس میں آگ بھی لگا دی' آگ لگنے سے وہ گرجا آدمیوں پر اس طرح گر گیا کہ بہت سے دب کر مر گئے' جن میں مسلمانوں کے مرد عورتیں اور بچے بھی تھے۔

پھر ماہ رمضان میں لٹیرے اور شر پسند ابھر پڑے اور بغداد میں لوٹ مار مچا دی اور فتنہ بھڑکا دیا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ماہِ ذی قعدہ کی تیسری تاریخ سوموار کی رات کو ایک تارا ٹوٹ کر اس طرح گرا کہ اس کی روشنی چودھویں تاریخ کے رات کے چاند کی روشنی کے برابر تھی' پھر اس کی روشنی تو ختم ہوگئی' مگر اس کا ٹکڑا باقی رہ گیا' تقریباً دو ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا' پھر کچھ دیر بعد وہ بھی غائب ہوگیا۔

اسی مہینہ میں حجاج حجاز جانے کی نیت سے خراسان سے بغداد آئے' یہاں پہنچ کر لٹیروں کی لوٹ مار اور شر پسندی کی اطلاع کے ساتھ ہی یہ بات معلوم ہوئی کہ حاجیوں کی کہیں سے مدد بھی نہ ہوگی اور نہ کوئی دیکھ بھال کرنے والا ہوگا۔ مجبوراً وہ یہیں سے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے' الحاصل اس سال مشرقی شہروں سے ایک شخص بھی فریضہ حج ادا نہ کر سکا۔

اس سال یوم عرفہ میں بہاؤ الدولہ کو دو جڑواں بیٹے ہوئے' جن میں ایک سات برس کا ہو کر مر گیا اور دوسرے نے بڑے ہو کر اپنے والد کی گدی سنبھالی' اور اس کا لقب شرف الدولہ ہوا' مصریوں نے اسی سال لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں۔

ابن جنی:

ابوالفتح عثمان بن جنی الموصلی النحوی اللغوی فن نحو اور لغت کی مشہور اور متداول کتابوں کے مصنف ہیں' یہ جنی رومی سلیمان بن فہد بن احمد الازدی الموصلی کے غلام تھے' اسی سلسلہ کے ان کے یہ اشعار ہیں:

۱۔ فــان اصبح بــلا نســب فــعــلــمــی فی الــوری نسبی

ترجمہ: اگر میں بغیر نسب کے ہوگیا ہوں تو کوئی غم کی بات نہیں' کیونکہ میرا علم ہی تمام لوگوں میں میرا نسب ہے۔

۲۔ عــلــی انــی اؤول اونــیّ قــروم ســادةٍ نــجــب

ترجمہ: اس کے علاوہ میں تو اپنی نسبت رکھتا ہوں' ایسے لوگوں سے' جو عظیم ہیں سردار ہیں اور شریف ہیں۔

۳۔ قیــاصــرةٍ اذا نطــقــوا ارمّــو الــدهــر ذَا الــخــطــب

ترجمہ: لوگ ایسے شہنشاہ ہیں کہ جب وہ گفتگو پر آمادہ ہوتے ہیں' تو بڑے بڑے خطیبوں کو بھی خاموش کر دیتے ہیں۔

٤۔ اولاك دعــا الــنــبــی لهــم کــفــی شــرفًــا دعــاء النبی

ترجمہ: ان لوگوں کے لیے رسول اللہ ﷺ نے خاص دُعا فرمائی ہے' ان کی شرافت کے لیے نبی کی دُعا ہی بہت کافی ہے۔

یہ بغداد میں اقامت اختیار کر کے لوگوں میں علم پھیلانے کا کام کرتے رہے یہاں تک کہ ماہِ صفر کی دوسری تاریخ جمعہ کی رات کے وقت انتقال کر گئے' یہ باتیں ابن خلکان نے کہی ہیں' کہا جاتا ہے کہ ان کی ایک آنکھ عیب دار تھی' اسی سلسلہ کے ان کے یہ چند اشعار ہیں:

۱۔ صــدودك عــنــی ولا ذنــب لــی یــدل عــلــی نیة فــاسدةٍ

ترجمہ: میرے کسی قصور کے بغیر ہی تمہارا مجھ سے منہ موڑنا' تمہارے بدنیت ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

۲۔ فــقــد، وحیــاتك مــمــا بکیــتُ خشیــت عــلــی عینــی الــواحدة

ترجمہ: تمہاری زندگی کی قسم! میں جس قدر رویا ہوں اس سے مجھے اپنی ایک آنکھ پر خطرہ محسوس ہوگیا ہے۔

۳۔ ولا مــخــافة الا اریٰ ك لــمــا کــان فــی تــرکھــا فــائدة

ترجمہ: اور اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میں نہیں دیکھ سکوں گا تم کو' تو اس کے بھی چھوڑنے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔

لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اشعار کسی غیر شخص کے ہیں' جن کا کہنے والا اعور (بھینگا) تھا' اور ان کا اپنا شعر تو وہ ہے جو ایک ایسے غلام کے بارے میں ہے جو بھینگا تھا' وہ یہ ہے:

ــ لــهٗ عیــن اصــابــت کــلّ عیــنٍ وعیــنٍ قــد اصــابتهــا الــعیــون

ترجمہ: اس کی ایک آنکھ ایسی ہے جو ساری آنکھوں کو لگی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ ایسی ہے جس پر ساری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔

علی بن عبدالعزیز:

ابوالحسن الجرجانی الشاعر الماہر جو رَے کے قاضی تھے آپ نے حدیث کی سماعت کی اور علوم حاصل کرتے ہوئے اس قدر ترقی کی کہ تمام لوگوں نے ان کو اپنے وقت میں بے مثال تسلیم کر لیا تھا' ان کے اچھے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ یقولون لی فیك انقباض و انما رأوا رجلا عن موقف الذل احجما

ترجمہ: لوگ مجھ سے کہا کرتے ہیں کہ تمہاری طبیعت میں انقباض ہے' حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے تو ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے جو ذلت کے مقام سے دُور رہ گیا ہے۔

۲۔ اری الناس من و اناهم هان عندهم ومن اکرمته عزة النفس اکرما

ترجمہ: اور میں لوگوں کے بارے میں اپنی رائے یہ رکھتا ہوں کہ جو ان کے قریب ہوا وہ ان کے پاس ذلیل ہوا' اور جس کسی کی عزتِ نفس نے شریف بنایا ہو وہی شریف ہو سکا ہے۔

۳۔ ولم اقض حق العلم ان کان کلما بدا طمعٌ صیرته لی سلّما

ترجمہ: میں اس وقت علم کا حق ادا نہیں کر سکوں گا جب کبھی میری لالچ ابھرے' میں اس کو اپنے مطلب برآری کے لیے سیڑھی بنا لوں۔

٤۔ اذا قیل لی هٰذا مطمع قلت قد اریٰ ولکن نفس الحر تحتمل الظما

ترجمہ: جب مجھ سے یہ کہا گیا کہ یہ ہے مطلوبہ شئے' تو میں نے جواب دیا کہ میں اسے سمجھتا ہوں' لیکن ایک شریف انسان پیاس برداشت کر لیتا ہے۔

۵۔ ولم ابتذل فی خدمة العلم مهجتی لاخدم من لا قیت ولکن لا خدما

ترجمہ: میں نے علم کی خدمت میں اپنی عزت اس لیے نہیں گنوائی ہے کہ میں ہر کس و ناکس کی خدمت کرتا پھروں' لیکن میں نے تو اس لیے کی ہے کہ میری خدمت کی جائے۔

٦۔ أأشقی به غرسًا و اجنیه ذلةً اذا فاتباعُ الجهل قد کان احزما

ترجمہ: کیا ایسا مناسب ہے کہ میں عزتِ نفس دے کر ایک درخت لگاؤں اور اس کے نتیجہ میں ذلت حاصل کروں' ایسی صورت میں تو جاہل ہو کر رہنا ہی بہتر ہے۔

۷۔ ولو انّ اهل العلم صانوه صانهم ولو عظموه فی النفوس لعظما

ترجمہ: اگر اہل علم اس علم کی حفاظت کرتے تو یہ بھی ان کی حفاظت کرتا' اور اگر وہ لوگ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت بٹھاتے تو خود بھی عظمت پاتے۔

۸۔ ولکن اهانوه ، فهان و دنّسوا محیاهُ بالاطماعِ حتی تجهّما

ترجمہ: لیکن انہوں نے اسے بے عزت کر دیا ہے' اس لیے یہ بے عزت ہو گیا ہے اور انہوں نے لالچ میں پڑ کر اس علم کو گندہ کر

دیا ہے یہاں تک کہ وہ بھی ترش روئی سے پیش آیا ہے۔

اوران کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ بھی ہیں:

۱۔ ما تطعمت لذة العيش حتى   صرت لنبيت و الكتاب جليسا

ترجمہ: میں نے زندگی کی لذت کی لالچ مطلقاً نہیں کی' یہاں تک کہ میں اپنے گھر اور کتابوں کا ہمنشین ہو گیا ہوں۔

۲۔ ليس عندى شيئ شيئ الذمن العا   م فما ابتغى سواه انيسا

ترجمہ: میرے نزدیک علم سے زیادہ دوسری کوئی چیز لذیذ نہیں ہے اس لیے اس کے ماسوا میں کسی بھی دوسری چیز کو اپنے مونس نہیں سمجھتا ہوں۔

اوران کے یہ بھی عمدہ اشعار ہیں:

۱۔ اذا شئت ان تستقرض المال منفقا   على شهوات النفس فى زمن العسر

ترجمہ: وہ ارادہ کرتا ہے غمگین کاموں کا جس کی میں طاقت رکھتا ہوں اور وہ حائل ہو گیا ہے عیر اور زن وان کے درمیان۔

۲۔ فسل نفسك الانفاق من كنز صبرها   عليك و انظارًا الى زمن اليسر

ترجمہ: سوال کر اپنے نفس سے اس کے صبر کے خزانے کو خرچ کرنے سے روک لے اپنی نظر کو زمانے کی آسانی تک۔

۳۔ فان فعلت كنت الغنى و ان ابت   فكل منوع بعدها واسع العذر

ترجمہ: اگر نفس نے ایسا کر لیا تو تم مالدار ہو گئے' اور اگر اس نے انکار کر دیا' تو؟

سالِ رواں میں ان کی وفات ہوئی' اوران کا جنازہ جرجان منتقل کر دیا گیا اور وہیں دفن کیے گئے۔

واقعات ـــ ۳۹۳ھ

سالِ رواں میں الطائع للہ کی وفات ہوئی جس کی تفصیل ہم عنقریب بیان کریں گے۔

اس سال سالار لشکر نے تمام شیعوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر یوم عاشورا میں ماتم کرنے سے روک دیا' اسی طرح جاہل سنیوں کو بھی باب البصرہ اور باب الشعیر کے سامنے حضرت مصعب بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے نام پر آٹھ دنوں ماتم کرنے سے منع کر دیا۔ چنانچہ دونوں گروہ رک گئے۔ فللّٰه الحمد و المنة. اور ماہِ محرم کے آخری دنوں میں بہاؤالدولہ نے اپنے وزیر ابوغالب محمد بن خلف کو وزارت کے عہدہ سے نکال دیا' اور ایک لاکھ دینار کا جرمانہ کیا' اس زمانہ میں سالار لشکر نے سر من رای (سارہ) جا کر سید الدولہ ابوالحسن علی بن یزید کو بلا کر اس پر سالانہ چالیس ہزار ٹیکس عائد کر دیا اور اس نے اسے مان کر اپنے شہروں پر تقسیم کر دیا۔ اسی زمانہ میں ابوالعباس الضبی جو مجد الدولہ بن فخر الدولہ کا وزیر تھا ''ری'' سے بھاگ کر بدر بن حسنویہ کے پاس پہنچ گیا' جس نے اس کا بہت اعزاز واکرام کیا' پھر مجد الدولہ ابوعلی الخطیر کی جگہ پر وزیر بنا دیا۔

اس سال الحاکم نے ابومحمد الاسود کو دمشق اور شام کے لشکر پر اپنا نائب مقرر کیا' بعد میں اسے یہ خبر ملی کہ اس نے ایک ایسے

مغربی شخص کو سزا دی ہے' جس نے حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دی تھی' پھر اسے شہر میں گشت بھی کرایا تھا' اس لیے لڑائی چھڑ جانے کا خطرہ محسوس ہوا تو بہت ہی چالاکی اور دھوکہ سے اسے اس عہدے سے معزول کر دیا۔

اس سال بھی بدو ڈاکوؤں کے خطرہ کی وجہ سے عراق سے کوئی بھی حج کو نہیں جا سکا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابراہیم بن احمد بن محمد:

ابو اسحاق الطبری مالکی مسلک کے فقیہ ہیں اور بغداد کے سربرآوردہ لوگوں کے سردار تھے' اور فنون قرأت کے ماہر اور شیخ تھے' بہت سے محدثین سے روایتیں سنیں' دارقطنی نے ان سے پانچ سو اجزاء کی حدیثیں اخذ کی ہیں' بہت ہی شریف اور اہل علم پر فضل وعنایت رکھتے۔

الطائع للہ عبدالکریم بن المطیع:

ان کی معزولی اور دوسرے واقعات جو کچھ ان پر گزرے سب کا بیان پہلے ہی ہو چکا ہے' چھتر یا چھہتر برس کی عمر پا کر سالِ رواں کو عید الفطر کی رات وفات پائی' جن میں سترہ سال چھ مہینے پانچ دن خلافت کے گزارے' خلیفہ القادر نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس میں پانچ تکبیریں کہیں۔ ان کے جنازہ میں بڑے بڑے لوگ شریک ہوئے' رصافہ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن العباس:

بن زکریا ابو طاہر المخلص۔ بہت زیادہ روایت کرنے والے شیخ تھے' بغوی اور ابن صاعد کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگوں سے روایت حدیث کی ہے' ان سے البرقانی' الازہری' الخلال اور التنوخی نے روایت کی ہے' ثقہ اور صالحین میں سے تھے' اٹھاسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ رمضان میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

محمد بن عبداللہ:

ابو الحسن السلامی بڑے عمدہ شاعر تھے' ان کے اشعار اور عضد الدولہ وغیرہ کی شان میں ان کے قصیدے بھی بہت مشہور ہیں۔

میمونہ بنت شاقولہ الواعظہ:

پورے قرآن کی حافظہ تھیں' ایک دن انہوں نے اپنے وعظ کے دوران یہ کہہ دیا کہ وہ کپڑے جو ان کے بدن پر ہیں' ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ یہ انہیں مسلسل سینتالیس برس سے پہن رہی ہیں' اور ان میں کوئی فرق نہیں آیا ہے' اس کے سوت کو ان کی والدہ نے کاتا تھا اور یہ بھی کہا ہے' کہ جب آدمی خدا کی نافرمانی نہیں کرتا ہے یہ کپڑے جلدی نہیں پھٹتے ہیں' ان کے بیٹے عبدالصمد نے کہا ہے کہ ہمارے گھر کی ایک دیوار گرنے کے قریب ہوگئی تھی' اس لیے میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ کیوں نہ ہم

اپنے گھر کی بنیاد درست کر کے اس دیوار کو بھی ٹھیک کر دیں۔ تاکہ وہ گرنے سے بچ جائے۔ یہ سن کر انہوں نے کاغذ کا ایک ٹکڑا لے کر اس میں کچھ لکھا پھر مجھے حکم دیا کہ میں اسے دیوار میں کسی جگہ رکھ دوں۔ چنانچہ میں نے اسے دیوار میں لگا دیا' تو اس کی برکت سے وہ دیوار پورے بیس برس تک اسی حالت میں قائم رہی۔ اپنی والدہ کے انتقال کے بعد میں نے چاہا کہ یہ جان لوں کہ انہوں نے کیا لکھا ہے' اس خیال سے میں نے وہ پرچہ اس میں سے نکال لیا' نکالتے ہی وہ دیوار گر گئی' پھر جب میں نے اسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا ملا: اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا (الآیہ) اللھم ممسک السمٰوٰت والارض اَمْسِکْہُ۔ (اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو بے جگہ ہونے اور ٹوٹنے پھوٹنے سے روکے ہوئے ہے) پ۲۲/ ع ۱۷ (اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے تھامے رہنے والے! اس دیوار کو گرنے سے روک لے)۔

واقعات ـــ ۳۹۴ھ

سالِ رواں میں بہاؤ الدولہ نے ابواحمد الحسین بن احمد بن موسیٰ الموسوی کو قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز کرتے ہوئے موسم حج کی ذمہ داری' مظلوموں کی دادرسی اور طالبین کی نقابت کے عہدوں پر بھی مامور کر دیا۔ اور یہ بحالی سیراج کے اندر واقع ہوئی۔ لیکن جب یہ تقرری نامہ بغداد پہنچا تو خلیفہ القادر نے قاضی القضاۃ بنانے کو تسلیم نہیں کیا' اس بنا پر ان کا معاملہ موقوف ہو گیا۔

اسی سال ابوالعباس بن واصل بطیحہ کے شہروں کا بادشاہ ہو گیا اور وہاں سے مہذب الدولہ کو نکال باہر کیا' اس وقت سپہ سالار اس سے قبضہ واپس لینے کے لیے اس کے مقابلہ کو نکلا' لیکن ابن واصل نے اسے بھی شکست دے دی اور اس کی ساری دولت اور جائیداد چھین لی' اس کے خزانہ سے جو کچھ ملا اس میں تیس ہزار دینار اور پچاس ہزار درہم بھی تھے۔

اسی سال ایک عراقی جماعت بہت ہی شان وشوکت اور سج دھج کے ساتھ سفر حجاز کو نکلی' لیکن بدوؤں کا امیر الاصیفران کے مقابلہ میں آ گیا' تب اس جماعت نے اس کے پاس اپنے دو جوانوں کو بھیجا' جو قرآن پاک بہت ہی عمدہ پڑھتے تھے' اور ان کے ساتھ سفر میں آئے ہوئے تھے' ان میں سے ایک کا نام ابوالحسن بن الرفا اور دوسرے کا نام ابوعبداللہ بن الرجاجی تھا' یہ دونوں تمام لوگوں کے مقابلہ میں بہت بہتر قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے' یہ دونوں اس غرض سے اس کے پاس گئے تھے کہ اس سے گفتگو کر کے اس بات پر راضی کریں کہ وہ ان حاجیوں سے کچھ لے کر ان کو بر وقت حج ادا کر لینے کا موقع دے اور رکاوٹ نہ ڈالے' یہ دونوں اس کے سامنے پہنچ کر بہترین انداز اور دلکش آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے لگے' ان کی تلاوت نے اس کے دل پر بہت گہرا اثر ڈالا' اسے یہ قرأت بہت زیادہ پسند آئی' اس لیے ان دونوں سے کہا' تم دونوں کے بغداد میں گھریلو حالات کیسے ہیں' زندگی کیسی گزرتی ہے؟ ان دونوں نے جواب دیا خدا کا شکر ہے کہ لوگ ہماری بہت زیادہ عزت کرتے ہیں اور سونے چاندی اور تحفے تحائف بہت دیتے رہتے ہیں' اس نے پھر پوچھا آج تک تم کو کسی نے بھی ایک دن میں دس لاکھ دینار دیئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا نہیں' بلکہ ایک ہزار درہم بھی ایک دن میں نہیں دیئے ہیں' اس نے کہا میں تم دونوں کو ابھی ابھی دس لاکھ دینار دیتا ہوں اور تمہارے طفیل میں سارے حاجیوں کو ابھی چھوڑے دیتا ہوں' اگر تم دونوں نہ ہوتے تو میں ان لوگوں

[illegible] سب حج کو چلے گئے [illegible] ایک [illegible] نہیں [illegible]
وہ سب صحیح وسالم ان دونوں قاریوں کا شکر ادا کرتے ہوئے حج کو چلے گئے' دورانِ حج لوگ جب عرفات کے میدان میں جمع ہوئے تھے' ان دونوں نے جبل رحمت پر جا کر اس شاندار طریقہ سے قرأت اور تلاوت کی کہ سارے قافلے والوں اور سارے انسانوں پر گریہ طاری ہو گیا تھا' اور وہ سب عراق والوں کو کہنے لگے کہ تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ بیک وقت ان دونوں کو اپنے ساتھ واپس لے جاؤ' ایسا نہ ہو کہ درمیانِ سفر کوئی حادثہ پیش آ جائے تو دونوں ایک ساتھ ہی حادثہ کا شکار رہوں' اس لیے ایک کو چھوڑ کر جاؤ کہ حادثہ کی صورت میں دوسرا تو محفوظ رہ جائے۔

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی حج اور خطبہ کے انتظامات مصریوں کے ذمہ میں رہے۔ عراقیوں کے امیر نے یہ پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ حج کے بعد مدینہ منورہ گئے بغیر ہی وہ جلد از جلد بغداد واپس لوٹ جائیں' اسی راستہ سے جس سے وہ آئے تھے' کیونکہ انہیں لٹیرے بدوؤں کے حملہ کا خوف تھا' لیکن دوسرے مسلمانوں کو بغیر زیارت نبوی واپس جانا بہت شاق گزر رہا تھا۔ اس وقت وہ دونوں قاری اس بڑی سڑک پر جا کر کھڑے ہو گئے' جو مدینہ منورہ کی طرف جاتی ہے اور وہاں پر مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ. (مدینہ والوں اور اس کے آس پاس کے بدوؤں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات پاک سے منہ موڑتے ہوئے اپنی جانوں کی فکر میں لگ جائیں) کی چند آیتیں تلاوت کیں' یہ سن کر تمام لوگ گریہ وزاری کرنے لگے' اور ان کے اونٹوں کی گردنیں از خود ان دونوں کی طرف مڑ گئیں' اس طرح سارے عراقی اور ان کے امیر بھی مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے اور سب نے روضہ پاک کی زیارت کی' اور سب صحیح سالم اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ فللّٰه الحمد والمنة. جب وہ دونوں قاری واپس آ گئے تو وہاں کے گورنر نے ان دونوں کو ابوبکر بن بہلول کے ساتھ کر دیا کیونکہ خود وہ بھی بہت عمدہ قاری تھے' اور ان سب کو ماہِ رمضان میں تراویح کی نماز پڑھانے کے لیے مقرر کر دیا۔ ان لوگوں کی عمدہ تلاوت کی وجہ سے ان کے پیچھے نمازیوں کی جماعت بہت زیادہ ہونے لگی' یہ لوگ دیر تک تلاوت کرتے اور نمازیں طویل کرتے' باری باری سے امامت کرتے' ہر رکعت میں تقریباً تیس آیتیں پڑھتے' اس طرح تراویح سے فارغ ہو کر واپس ہونے میں ایک تہائی یا آدھی رات گزر جاتی' ایک مرتبہ ابن بہلول نے جامع منصور میں یہ آیت تلاوت کی: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ. (کیا مومنین کے لیے اب بھی یہ وقت نہیں آیا ہے کہ ذکر اللہ اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے سن کر ان کے دل میں ڈر پیدا ہو) یہ سن کر مجمع میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر لڑکھڑاتے ہوئے ان کے پاس آیا اور کہا آپ نے ابھی کون سی آیت تلاوت کی تھی' تو ابن بہلول نے وہی آیت پھر پڑھ کر سنا دی' یہ سن کر اس شخص نے کہا ہاں' اللہ کی قسم !! اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ رحمہ اللہ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ابوالحسن بن الخشاب کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا' وہ ابن الرفا کے شیخ اور ابوبکر بن الادمی کے شاگرد تھے' جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے کہ وہ بھی بہترین آواز سے بہترین قرأت کیا کرتے تھے' ابن الخشاب نے بھی جامع الرصافہ میں یہی آیت اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا تلاوت کی' یہ سن کر وہاں بھی ایک صوفی پر وجد طاری ہوا اور کہا ہاں ! اللہ کی قسم

وقت آ گیا ہے یہ کہہ کر وہ صوفی بیٹھ گئے اور بہت دیر تک ... پھر تھوڑی دیر تک خاموش رہے اتنے میں انہیں دیکھا گیا تو

کہ وہ مر چکے ہیں۔ رحمہ اللہ

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابو علی الاسکافی:

ان کا لقب الموفق تھا' ان کا مرتبہ بہاؤ الدولہ کے نزدیک سب سے بڑھا ہوا تھا' آخر بہاؤ الدولہ نے بغداد کا حاکم بنا دیا' تو انہوں نے وہاں یہودیوں سے بہت زیادہ مال وصول کیا' پھر وہاں سے بھاگ کر بطیحہ کے علاقہ میں پہنچ گئے' اور وہاں دو برس اقامت کی' وہاں سے پھر بغداد لوٹ آئے اور بہاؤ الدولہ نے انہیں اس مرتبہ وزارت کے عہدہ پر سرفراز کیا' یہ ذاتی طور پر بہت ہوشیار' اور لڑائیوں میں کامیاب رہتے تھے' پھر کسی وجہ سے ان سے ناراض ہو کر بہاؤ الدولہ نے انہیں سزا دی' اور سالِ رواں میں انہیں قتل بھی کر دیا' جب کہ ان کی عمر انچاس برس کی تھی۔

واقعات ـــ ۳۹۵ھ

سالِ رواں میں مہذب الدولہ بطیحہ کی طرف لوٹ آیا اور ابن واصل نے اس کی کوئی مخالفت نہ کی اور اپنے اوپر بہاؤ الدولہ کے لیے سالانہ پچاس ہزار دینار لازم کر لیے۔

اسی سال افریقہ میں غلہ کی سخت گرانی ہوگئی' اتنی زیادہ ہوئی کہ وہاں کے سارے مطبخ اور غسل خانے وغیرہ سب بند ہو گئے' بہت سی مخلوق موت کے گھاٹ اتر گئی' اور بہت سے لوگوں نے بھوک سے تڑپ تڑپ کر جان دے دی' ہم اللہ سے اپنے بہتر خاتمہ اور پیچھے انجام کی دعا کرتے ہیں۔ آمین

اسی سال بہت سے حاجی بھی دورانِ سفر راستہ میں پیاس کی زیادتی سے ہلاک ہو گئے۔ اس سال بھی حسب دستور مصریوں نے ہی خطبے پڑھے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات اپنے والوں کے نام یہ ہیں:

محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر:

ابو نصر البخاری جو الملاحمی کے نام سے مشہور اور حافظوں میں سے تھے' بغداد آئے' وہیں محمود بن اسحاق سے اور انہوں نے بخاری سے حدیث حاصل کی تھی' اسی طرح ہیثم بن کلیب وغیرہ سے بھی روایت کی ہے اور ان سے دار قطنی نے روایت کی ہے'

یہ نامور محدثین میں سے تھے' اسی برس سے زیادہ عمر پا کر سال رواں کے ماہ شعبان میں بخارا میں وفات پائی۔

محمد بن ابی اسماعیل:

علی بن الحسین بن القاسم ابی الحسن العلوی ہمدان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں جوان ہوئے' جعفر الخلدی وغیرہ سے حدیثیں لکھیں' نیشاپور میں الاصم وغیرہ سے بھی حدیثیں سنیں اور علی بن ابی ہریرہ سے فقہ شافعی کا سبق پڑھا' پھر شام گئے' اور وہاں صوفیہ کی خدمت میں رہے' یہاں تک کہ کبار صوفیاء میں سے یہ بھی شمار کیے جانے لگے' بار ہا حج ادا کیا' ماہِ محرم میں وفات پائی۔

ابوالحسین احمد بن الفارس:

بن زکریا بن محمد بن حبیب اللغوی' الرازی' فن لغت کی المجمل کے مصنف ہیں' ہمدان میں قیام تھا' ان کے کئی عمدہ رسالے ہیں' ان سے ''مقامات بدیع'' کے مصنف نے ادب سیکھا ہے' ان کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ مرت بنا هيفاءُ مجدولة تركية تمنى لتركى

ترجمہ: میرے قریب سے گزری پتلی کمر والی' گھٹے ہوئے بدن والی' ایک ترکیہ عورت' غمازی کر رہی تھی ایک ترکی مرد کی۔

۲۔ ترنو بطرفٍ فاترٍ فاتنٍ اضعف من حجةٍ نحوی

ترجمہ: میری طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی' ایسی آنکھ سے جو پتھرائی ہوئی' فتنہ میں ڈالنے والی اور دلیل سے عاجز ہو جانے والی تھی۔

اور ان کے ہی یہ چند اشعار بھی ہیں:

۱۔ اذا كنت فى حاجة مرسلا و انت بها كلفٌ مغرمٌ

ترجمہ: جب کہ تم اپنی ضرورت پر کسی کو نمائندہ بنا کر بھیجو اور تم اس ضرورت کے عاشق اور بہت خواہش مند ہو۔

۲۔ فارسل حكيما ولا توصه و ذاك الحكيم هو الدرهم

ترجمہ: تو کسی حکیم کو بھیجو اور اس کو کوئی وصیت نہ کرو' لیکن وہ حکیم درہم' سکہ رائج الوقت ہو۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ انہوں نے سن تین سو نوے اور ایک قول میں تین سو پچانوے ہجری میں وفات پائی ہے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔

واقعات ــــ ۳۹۶ھ

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ سال رواں کے پہلی شعبان کو جمعہ کی رات ایک ایسا تارہ نکلا جو اپنی بڑائی اور روشنی کی زیادتی کی بنا پر زہرہ ستارہ کے مشابہ تھا قبلہ کی داہنی جانب تیزی سے چمک رہا تھا' زمین پر چاندی کی طرح اس کی روشنی پڑ رہی تھی اور وہ تارہ وسط ذوالقعدہ تک باقی رہا' پھر غائب ہو گیا۔ اسی سال محمد بن الاکفانی کو پورے بغداد کا قاضی مقرر کر دیا گیا تھا۔ اسی سال القادر باللہ نے الامیر قرواش بن ابی حسان کے لیے ایک مجلس منعقد کی اور اسے کوفہ کی حکومت سونپ کر اس کا لقب معتمد الدولہ رکھا' اسی

سال الشریف نے الرضی کو الطالبین کی نقابت سونپی اور الرضی کو ذوالحسنین کا لقب دیا اور اس کے بھائی المرتضٰی کو ذوالمجدین کا لقب دیا اسی سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے ہندوستان کے شہروں پر حملہ کر کے بہت سے بڑے بڑے شہروں کو فتح کر لیا اور بے شمار مال حاصل کیا ان میں سے ایک راجہ وجو لہ کرائی کا تھا اس وقت گرفتار کر لیا جب کہ وہ بھاگ رہا تھا اور اس نے علاقہ کے بتوں کو توڑ دیا اور اپنا شاہی پٹکا اس کی کمر میں اس کے تخت تفرت کے باوجود باندھ دیا' پھر راجہ کے ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ کر اس کی توہین کے خیال سے اسے آزاد کر دیا' اس طرح اس کے خیال میں ایک حد تک اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کا اظہار بھی مقصود تھا۔ اس سال خطبہ میں الحاکم العبیدی کا نام لیا جاتا' اس نے ایک نئی بات یہ پیدا کی کہ خطیب جب خطبہ میں الحاکم کا نام لے تو سارے انسان اس کی عظمت کے تصور سے کھڑے ہو جایا کریں' اسی طرح اس نے مصری علاقوں میں بھی ایسے ہی احکام جاری کیے' اس میں اتنی اور بھی زیادتی کر دی تھی کہ سارے لوگ اسے سجدے بھی کریں' چنانچہ اس کا نام آتے ہی سب سجدے کرنے لگتے۔ حد تو یہ تھی کہ جو نماز میں ہوتے وہ بھی اور جو بازاروں میں ہوتے وہ بھی اسے سجدے کرتے۔ لعنۃ اللّٰہ و قبحہُ اللّٰہ.

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابوسعید الاسماعیلی:

ابراہیم بن اسماعیل ابوسعید الجرجانی' یہ الاسماعیلی سے مشہور ہیں' دارقطنی کے زمانہ میں بغداد آئے اور اپنے والد ابوبکر الاسماعیلی اور الاصم بن عدی سے حدیث کی روایت کی اور ان سے الخلال اور التنوخی نے روایت کی ہے' یہ ثقہ اور شافعی المسلک بہت بڑے فقیہ عربیت کے بڑے عالی سخی اور اہل علم پر بڑے مہربان رہتے تھے' بہت پرہیزگار بھی تھے ان کے اپنے شہر میں ان کو اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے کو بھی حکومت حاصل تھی۔

خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوالطیب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ ابوسعید الاسماعیلی بغداد تشریف لائے تو وہاں کے فقہا نے ان کے اعزاز میں دو مجلسیں منعقد کیں' ان میں سے ایک کی سرپرستی ابوحامد الاسفرائینی نے اور دوسرے کی ابومحمد الباجی نے کی' چنانچہ الباجی نے قاضی المعافی بن زکریا الجریری کے پاس اپنے صاحبزادے ابوالفضل کے ہاتھ یہ پیغام بھیجا کہ وہ ہی اس مجلس کی رونق بڑھانے کے لیے اس میں شرکت کریں اور ان کے ہاتھ پر یہ دو اشعار لکھ دیئے:

۱۔ اذا اکرم القاضی الجلیل ولیّہُ   وصاحبہ الفاہ للشکر موضعا

ترجمہ: اگر قابل صد احترام کرم فرمائیں اپنے دوست اور اپنے ساتھی پر تو وہ اسے اس کے لیے بہت زیادہ شکرگزار پائیں گے۔

۲۔ ولی حاجۃ یاتی بنی بذکرھا   ویسألہ فیھا التطول اجمعا

ترجمہ: اور مجھے ان سے ایک خاص ضرورت بھی ہے جسے ہمارے لڑکے بیان کر دیں گے جس میں ان پر احسان کرنے کی درخواست ہے۔

تو قاضی الجریری نے شیخ کے صاحبزادے کے ہاتھوں ان دو اشعار سے جواب دیا:

۱۔ دعا الشیخ مطواعا سمیعا لامرہ — لواتیہ طوعا حیث یرسم صنعا

ترجمہ: شیخ نے اپنے فرمانبردار اپنے حکم بجالانے والے کو بلایا ہے اگر میں ان فرمان کو بخوشی انجام دے سکتا ہوں تو گزروں گا۔

۲۔ وھا انا غاد فی غد نحو دارہ — ابادر ما قد حدہ لی مسرعا

ترجمہ: اب میں کل سویرے ہی ان کے درِدولت پر حاضر ہونے والا ہوں' جو وقت مجھے بتایا ہے اسی میں تیزی کے ساتھ کرنے کی کوشش کروں گا۔

یہ اسماعیلی جرجان میں ایک مرتبہ محراب میں کھڑے ہو کر مغرب کی نماز ادا کر رہے تھے' جیسے ہی انہوں نے ایاك نعبد و ایاك نستعین کی آیت تلاوت کی ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور ان پر موت طاری ہوگئی۔ رحمہ اللہ

محمد بن احمد:

بن محمد بن جعفر بن محمد بن محمد بن بجیر ابو عمرو المزکی۔ الحافظ نیشاپوری' الحیری سے مشہور ہیں طلب علم کے لیے دُور دراز علاقوں کا سفر کیا' حافظ حدیث تھے' گفتگو کا اندازہ بہت بہتر تھا ثقہ اور ثبت تھے بغداد اور ملحقہ شہروں میں حدیثیں بیان کیں' تہتر برس کی عمر میں ماہِ شعبان میں وفات پائی۔

ابو عبداللہ بن مندہ:

الحافظ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ ابو عبداللہ الاصفہانی الحافظ' حدیث اور حفظ میں پختہ تھے۔ بہت دور دراز علاقوں کا سفر کیا' بہت سے لوگوں سے حدیثیں سنیں۔ علم تاریخ اور الناسخ والمنسوخ کی کتابیں تصنیف کیں۔ ابو العباس جعفر بن محمد نے کہا ہے کہ میں نے ابن مندہ سے زیادہ حافظ کسی دوسرے کو نہیں پایا ہے۔ سالِ رواں کے ماہ صفر میں اصفہان میں وفات پائی۔

واقعات ـــ ۳۹۷ھ

سالِ رواں میں شاہِ مصر الحاکم عبیدی کے خلاف ابو رکوہ نے بغاوت کی تھی' اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی کے خاندان کا ایک شخص جس کا نام الولید اور اس کا لقب ابو رکوۃ تھا۔ ابو رکوہ اسے اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ صوفیوں کی عادت کے مطابق اپنے ساتھ ہمیشہ ایک چھاگل (پانی رکھنے کا برتن) ساتھ لیے پھرتا تھا۔ مصری شہروں میں جا کر حدیثیں بھی سنیں۔ مکہ میں جا کر اقامت کی' پھر یمن کی طرف سفر کیا پھر شام چلا گیا۔ ان پریشانیوں کے باوجود جو کوئی اس سے بیعت ہونا چاہتا ان میں سے جس کے اندر اس بات کا اندازہ لگا لیتا کہ وہ ہشام کے خاندان کی حکومت قائم کرنے میں مدد کرے گا' اسے بیعت کر لیتا اسی طرح وہ مصر کے شہروں میں سے کسی بھی عرب خاندان کے محلّہ میں اقامت کرتا پھرتا' بچوں کو تعلیم دیتا' دنیا سے کنارہ کشی کی اور اپنی عبادت میں مشغولیت اور پرہیز گاری کا اظہار کرتا پھرتا' پھر وہ کچھ غیب دانی کی باتیں کرتا اور لوگوں

کو کچھ پیشینگوئیاں سنا کر کے اپنی طرف مائل کرتا اس طرح لوگ اس کی بہت زیادہ عظمت کرنے لگے پھر لوگوں میں یہ بھی ظاہر کرنے لگا کہ یہ اموی خاندان اور ان کی حکومت کے احیاء کی کوشش کرنا چاہتا ہے یہ سن کر لوگ اس کی دعوت قبول کرتے ہوئے اسے امیر المومنین سے خطاب کرنے لگے اور اس کا لقب الثائر بامر اللہ المنتصر من اعداء اللہ رکھا' پھر ایک بہت بڑا لشکر لیے ہوئے یہ ''رقہ'' میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگوں نے اس کی مدد کے لیے دو لاکھ دینار جمع کر کے اسے دیئے پھر کسی یہودی پر کسی امانت میں خیانت کے الزام کے سلسلہ میں دو لاکھ دینار کا جرمانہ عائد کر کے اس سے بھی وصول کر لیا اور اس کے درہموں اور دیناروں پر اس کے لقب کی مہر لگا دی' جمعہ کے دن اس نے خود ہی خطبہ دیا اور اپنے خطبہ میں الحاکم پر لعنت بھی کی' اس طرح تقریباً سولہ ہزار آدمی اس کے لشکر میں جمع ہو گئے جب الحاکم کو اس کے موجودہ حالات کا پتہ چلا۔ اور جو ہونے والا ہے اس کا اندازہ لگا لیا تو اس نے پانچ لاکھ دینار اور پانچ ہزار کپڑے ابو رکوہ کے سپہ سالار فضل بن عبداللہ کے پاس بھیج دیئے تاکہ اسے اپنی طرف مائل کر لے اور ابو رکوہ سے اسے کنارہ کر دے چنانچہ جوں ہی یہ کپڑے اور نقد دینار اسے ملے' اس نے فوراً ابو رکوہ سے کنارہ کشی کر لی اور یہ اعلان کر دیا کہ الحاکم سے مقابلہ کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے اور جب تک تم ہمارے درمیان رہو گے' ہم قابل گرفت اور مورد عتاب رہیں گے' اس لیے تم جس جگہ رہنا پسند کرو' وہاں چلے جاؤ تو اس نے اس سے کہا کہ ہمارے ساتھ دو سوار کر دو جو ہمیں النوبہ تک پہنچا دیں' کیونکہ اس کے اور اس کی سلطنت میں اچھی دوستی اور اچھے تعلقات تھے۔ چنانچہ اس نے اسے روانہ کر دیا اور اس کے پیچھے پیچھے اس نے کچھ ایسے لوگوں کو بھی روانہ کر دیا جنہوں نے اسے درمیان راہ سے پکڑ کر الحاکم کے پاس پہنچا دیا۔ جب یہ ابو رکوہ حاکم کے پاس پہنچا اس نے اسے اونٹ پر بٹھا کر شہر میں گشت کرایا پھر دوسرے دن اسے قتل کر دیا' اس کے بعد اس حاکم نے اس فضل کا بہت اکرام کیا۔ اور اسے بہت سی جائیداد کا مالک بنا دیا اس کے بعد یہ فضل بیمار پڑ گیا تو الحاکم دوبارہ اس کی عیادت کو بھی آیا اور جب وہ اپنی بیماری سے اچھا ہو گیا تو اسے قتل کر کے اس کے دوست ابو رکوہ تک پہنچا دیا۔ یہ گھڑیال کی چالاکی اور اس کا بدلہ تھا۔ پھر الحاکم نے قرواش کو ماہِ رمضان میں اس کے تمام اختیارات سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر ابو الحسن علی بن یزید کو بٹھاتے ہوئے اسے سند الدولہ کا لقب دیا۔

اسی سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے ترکی بادشاہ کو خراسان سے نکال باہر کیا' اور بے شمار ترکیوں کو قتل کر دیا۔ اسی سال ابو العباس بن واصل کو قتل کر کے اس کا بر سر بہاؤ الدولہ کے پاس بھیج دیا جسے خراسان اور فارس پر جگہ گشت کرایا گیا' اسی سال حجاج کا قافلہ سفر حج میں جا رہا تھا کہ راستہ میں زبردست طریقہ سے سیاہ آندھی اٹھی جس نے انہیں پریشان کر دیا' پھر بدوؤں لٹیروں کا سردار ابن الجراح ان کی راہ میں حائل ہو گیا۔ اس طرح یہ لوگ حج کو نہ جا سکے اور عین ترویہ کے دن یہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے اس سال بھی مصریوں کے نام خطبہ میں لیے گئے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں۔

عبدالصمد بن عمر بن اسحاق:

ابو القاسم الدینوری الواعظ الزاہد انہوں نے ابو سعید الاصطخری سے قرآن مجید ختم کر کے شافعی المسلک کے مطابق ان

سے فقہ کی بھی تعلیم حاصل کی' پھر النجاد سے حدیث کی سماعت کی' ان سے الضمیری نے روایت کی۔ یہ ثقہ اور صالح تھے اور مجاہدہ نفس' بالکل سچ بات بولنے' پاک دامن رہنے اور دینی سمجھ اور خشک مزاجی' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' عمدہ طریقہ سے وعظ کرنے اور لوگوں کے دلوں میں اس کا اثر ڈالنے میں بے مثال اور ضرب المثال تھے' ایک دن ایک شخص نے ان کو سونا لاکر دیئے تو کہنے لگے کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے' اس نے کہا کہ آپ یہ لے کر اپنے لوگوں میں تقسیم فرما دیں تو انہوں نے کہا کہ تم انہیں زمین پر رکھ دو' تو اس نے رکھ دیئے' اس کے بعد انہوں نے حاضرین سے کہا کہ ضرورت مند حضرات ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں' چنانچہ حاضرین نے حسب ضرورت لے کر انہیں ختم کر دیا' تب ان کا لڑکا ان کے پاس آیا اور اپنی ضرورت کے لیے ان سے شکایت کرنے لگا' انہوں نے فرمایا کہ تم بنئے کے پاس جا کر میرا نام لے کر ایک چوتھائی رطل کھجور ادھار لے لو' اس سے پہلے لوگوں نے اسے دیکھا تھا کہ اس نے ایک مرغی اور کچھ شیرینی خریدی تھی' اس لیے لوگوں کو اس لڑکے کی حرکت پر تعجب ہوا' اس لیے کسی نے اس کا پیچھا لیا یہاں تک کہ وہ ایک ایسے گھر میں داخل ہوا جس میں ایک عورت تھی اور چند یتیم بچے تھے' اس لڑکے نے اپنا سارا مال ان کے حوالے کر دیا۔ ابتداء میں یہ سعد مزدوری پر دوا فروشوں کی دوائیں کوٹا کرتے تھے اسی اجرت سے اپنی تمام ضروریات پوری کرتے تھے' اپنی موت کے وقت کہا کرتے کہ اے میرے مالک! میں اس وقت کے لیے آپ سے چھپنے کی کوشش کرتا تھا۔ سال رواں کے ماہ ذوالحجہ کی تئیسویں تاریخ منگل کے دن وفات پائی' جامع منصوری میں ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی گئی' اور مقبرہ امام احمد میں دفن کیے گئے۔

ابوالعباس بن واصل:

سیراف اور بصرہ وغیرہما کے بادشاہ' ابتداءً یہ کرخ میں خدمت گزاری کرتے تھے۔ لیکن ان کا تصور یہ تھا کہ وہ عنقریب بادشاہ بن جائیں گے اس لیے ان کے احباب میں سے کچھ لوگ ان کا مذاق' اڑاتے ہوئے کہتے کہ بادشاہ بن جانے کے بعد تم مجھے کیا دو گے دوسرا کہتا مجھے کہیں کا گورنر بنا دینا کچھ اور کہتے کہ مجھے خلعت پہنانا' الحاصل تقدیر ان پر غالب آئی اور یہ سیراف اور بصرہ کے بادشاہ بن گئے' پھر بطیحہ کے علاقہ کو مہذب الدولہ سے چھین لیا اور وہاں سے اس طرح سے خالی ہاتھ نکال باہر کیا کہ وہ راستہ میں بیل کی پیٹھ پر سوار ہونے پر مجبور ہوا' وہاں کی ساری دولت اور جائیداد پر ابن واصل نے قبضہ کر لیا اس کے بعد اہواز جا کر وہاں بہاؤ الدولہ کو شکست دی' دوسرے موقع پر بہاؤ الدولہ کوس پر غالب آ گیا اور انہیں ماہ شعبان میں قتل کر دیا' پھر سر تن سے جدا کر کے پورے شہر میں گشت کرایا۔

واقعات ــــ ۳۹۸ھ

سال رواں میں یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے ہندوستانی شہروں پر جہاد کیا' اور بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا' جن سے بے شمار مال اور قیمتی جواہر ملے' جو کچھ ملا ان میں سے قابل ذکر ایک گھر ایسا ملا جس کی لمبائی تیس ہاتھ اور چوڑائی پندرہ ہاتھ تھی اور وہ چاندی سے بھرپور تھا وہ یہ سب لے کر غزنی پہنچا اور وہاں اپنا سارا مال اپنے گھر کے آنگن میں ڈال دیا اور بادشاہ کے آدمیوں

کوان کے دیکھنے کی اجازت دے دی انہوں نے جب دیکھا تو ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی اور متحیر ہو کر رہ گئیں۔

اس سال ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بدھ کے دن بغداد میں بکثرت اولے اور پتھر گرے یہاں تک کہ وہ زمین پر ڈیڑھ ہاتھ ہو کر جمع ہو گئے تھے اور کئی ہفتے تک وہ نہ پگھل سکے ان کے گرنے کا اثر تکریت کوفہ عبادان اور قمر وان تک ہوا۔

اسی مہینے میں چوروں اور اچکوں کا بہت زور ہو گیا تھا وہ تو مسجدوں اور بازاروں سے بھی چوری کرنے لگے تھے بالآخر پولیس ان پر غالب آ گئی اور ان کو پکڑ کر بہت سے لوگوں کے ہاتھ کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔

مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اُن کے جلانے کا قصہ:

جو شیخ ابوحامد الاسفرآئینی کے ایک فتویٰ کے سلسلہ میں پیش آیا جسے ابن الجوزی نے اپنی کتاب منتظم میں بیان کیا ہے اس کا مختصراً بیان یہ ہے کہ دسویں رجب کو سنیوں اور رافضیوں کے درمیان ایک فتنہ برپا ہوا جس کا سبب یہ ہوا کہ ہاشمیوں کی ایک جماعت شیعی فقیہ کے پاس گئی جس کا نام ابوعبداللہ محمد بن النعمان تھا اور ابن المعلم سے مشہور تھے وہ اس وقت اباح کی گلی کی مسجد میں تھے انہوں نے ان سے کچھ سخت کلامی کی اور بدکلامی سے ان سے پیش آیا یہ دیکھ کر ان کے وہاں کے ماننے والے ان کی طرف سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کرخ والے بھی بپھر گئے۔ پھر سب مل کر قاضی ابومحمد الاکفائی اور شیخ ابوحامد الاسفرائینی کے گھر گئے اور زبردست ہنگامہ کھڑا کیا۔ اس وقت ان شیعوں نے نسخہ قرآن پاک کا ان کے سامنے لا کر رکھا اور کہا کہ یہ نسخہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے جو سارے قرآن مجید سے بالکل مختلف ہے یہ سن کر تمام شرفاء قاضی اور فقہاء ماہِ رجب کی انتیسویں تاریخ جمعہ کی رات کو وہاں جمع ہو گئے اور وہ قرآن شریف سب کے سامنے پیش کیا گیا۔ آخر میں شیخ ابوحامد الاسفرائینی اور تمام فقہا نے اس کے جلا ڈالنے کا مشورہ دیا پھر سب کے سامنے وہ نسخہ جلا دیا گیا۔ یہ دیکھ کر سارے شیعہ غصے سے بھڑک اُٹھے ماہِ شعبان کے وسط میں وہ لوگ ایسے تمام لوگوں کو جنہوں نے اس نسخہ کو جلایا تھا ان کے لیے بددعائیں کرنے اور گالیاں دینے لگے اس کے بعد ان کے نوجوانوں کی ایک جماعت نے شیخ ابوحامد کے مکان کا رُخ کیا تاکہ ہر ممکن طریقہ سے انہیں تکلیفیں پہنچائیں لیکن وہ خبر پا کر وہاں سے دارقطن چلے گئے۔ پھر وہ لوگ یا حاکم اور یا منصور کہہ کر چیخ و پکار کرنے لگے خلیفہ کو جب شیعوں کی ان حرکتوں کی خبر ملی تو انہوں نے اہل سنت کی مدد کے لیے اپنے سپاہیوں اور فوجیوں کو بھیج دیا۔ چنانچہ ان شیعوں کے بہت سے گھر جلا دیئے گئے اور بہت زیادہ ان میں ہنگامہ آرائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد خلیفہ نے سالار لشکر کو شیعی فقیہ ابن المعلم کو وہاں سے نکال دینے کے لیے بھیج دیا۔ چنانچہ اس نے اس فقیہ کو وہاں سے نکال دیا مگر بعد میں خود ہی اس کے لیے سفارش بھی کر دی ساتھ ہی قصہ گو لوگوں کو اور مانگنے والوں کو حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے نام لے کر مانگنے سے منع بھی کر دیا اس کے بعد شیخ ابوحامد الاسفرائینی اپنے گھر لوٹ آئے۔

ماہِ شعبان میں الدینور میں زبردست زلزلہ آیا جس سے وہاں کے بہت سے مکانات گر گئے اور لوگوں کی بہت سی جائیدادوں اور سامانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ اسی طرح دقوقی تکریت اور شیراز میں سیاہ آندھی چلی جس نے لوگوں کے

بہت سے مکانوں کھجور اور زیتون کے باغوں کو ویران کر دیا۔ اور بہت سی مخلوق ماری گئی اور شیراز کا کچھ حصہ گر گیا اور کچھ حصے میں زبردست بھونچال آیا جس سے دریا کی بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں' نیز شہر واسط میں بہت زیادہ اولے پڑے جن میں سے ایک کا وزن ایک سو چھ درہم کے وزن کا بھی تھا اور بغداد کے اندر ماہِ رمضان مطابق ماہ ایار (رومی مہینہ) میں زبردست بارش ہوئی جس سے نالے پرنالے سب بہنے لگے۔

سالِ رواں میں قمامہ کے ویران کردینے کا حکم:

بیت المقدس میں نصاریٰ کے ایک گرجا گھر کا نام قمامہ تھا۔ الحاکم نے اس کے ڈھا دینے اور اس میں جو کچھ مال وسامان تھا' سب کا سب عوام کے لیے مباح کر کے لوٹ لینے کی اجازت دے دی' اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ نصاریٰ اپنے گرجا گھروں میں آگ سے نجات پانے کے سلسلہ میں یومِ نجات اور یومِ عید منا کر پوری خوشی مناتے ہیں' اس آگ کے متعلق ان کے جاہل عوام یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ آگ آسمان سے برستی ہے' حالانکہ وہ تو ان ہی لوگوں کی بنائی ہوئی' برسائی ہوئی اور مصنوعی ہوتی ہے جو ریشم کے دھاگوں اور پرانے پھٹے کپڑوں میں گندھک اور بلسان کے درخت کے تیل وغیرہ سے ملا کر خاص طریقہ سے وہاں کے کمینے لوگوں اور عوام رواج کے مطابق تیار کرتے تھے' اور آج تک اسے اسی جگہ پر اسی طرح استعمال بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح اس سال مصر میں بھی بہت سے گرجا گھر منہدم کر دیئے گئے اور نصاریٰ میں یہ عام اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص اسلام قبول کرنا چاہتا ہو وہ قبول کر لے اور جو اسلام قبول کرنا نہ چاہتا ہو اسے اس بات کی پوری اجازت ہے کہ اطمینان کے ساتھ یہاں سے نکل کر ملک روم میں چلا جائے۔ اس کے باوجود اگر کوئی اپنے دین پر رہتے ہوئے یہاں رہنا چاہتا ہے' اسے چاہیے کہ حاکم کے نئے احکام کو بجا لائے جو شہری علاقوں میں رہنے والوں کے لیے نافذ کیے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ لوگ اپنے سینوں پر چار رطل وزن کی لکڑی کی ایک تختی لٹکائے پھریں اور یہود اپنے سینوں پر چھ رطل وزن کا بچھڑے کا سر لٹکائے پھریں' حمام میں جاتے وقت ہر فرد کی گردن میں پانچ رطل وزن کی مشک ہو اور اس میں گھنٹیاں بندھی ہوئی ہوں' اور آخر میں یہ حکم بھی ہے کہ وہ کسی گھوڑے پر سوار نہ ہوں البتہ کچھ دنوں بعد جن گرجا گھروں کو ویران کر دیا گیا تھا وہ دوسرا بنا سکتے ہیں اور ان میں سے جو شخص اسلام لے آیا ہو اسے پھر اپنے مذہب میں لوٹ جانے کی اجازت ہے۔ وجہ یہ بتائی کہ میں اپنے سجدوں کو ایسے لوگوں سے پاک کر دینا چاہتا ہوں جن کی نیت صاف نہ ہو اور بد باطن ہوں' پہچانے بھی نہ جاتے ہوں' اللہ ایسے لوگوں کا انجام برا کرے۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے لوگ یہ ہیں۔

ابو محمد البافی:

ان کے حالات پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں۔ نام عبداللہ بن محمد البافی البخاری الخوارزمی ہے' فقہ شافعی کے اماموں میں سے تھے۔ ابو القاسم الدارکی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی' بعد میں ان کی ہی جگہ پر بیٹھ کر لوگوں کو درس دیا۔ علم ادب' فصاحت اور شعر میں

ان کو بڑا ملکہ حاصل تھا' یہ ایک مرتبہ اپنے کسی دوست کی ملاقات پر آئے اور ان سے ملاقات نہ ہو سکی کہ وہ گھر پر نہیں تھے۔ اس وقت یہ اشعار کہے۔

۱۔ قد حضرنا و ليس يقضي التلاقي نسأل الله خير هذا الفراق

ترجمہ: ہم حاضر تو ہوئے لیکن ملاقات نہ کر سکے' ہم اس جدائی پر بھی اللہ سے بہتری کی دعا مانگتے ہیں۔

۲۔ ان تغب لم اغب و ان لم تغب غبت كان افتراقنا باتفاق

ترجمہ: اگر آپ غائب ہو گئے مگر میں غائب نہ ہوا' اگرچہ آپ غائب نہیں ہوئے پھر بھی آپ غائب ہو گئے' گویا ہمارا یہ فراق اتفاقی ہے۔

سال رواں کے ماہِ محرم میں وفات پائی' ہم نے ان کے حالات طبقات الشافعیہ میں قلم بند کر دیے ہیں۔

عبداللہ بن احمد:

بن علی بن الحسین' ابو القاسم' الصیدلانی سے مشہور ہیں۔ ابن صاعد سے نقل کرنے والے ثقہ راویوں میں یہ آخری شخص ہیں۔ ان سے الازہری نے روایت کی ہے' ثقہ' مامون اور صالح بھی تھے' اسی سال ماہِ رجب میں نوے سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

الببغا الشاعر:

عبدالواحد بن نصر بن محمد' ابو الفرج المخزومی' لقب الببغا تھا۔ اسی سال ماہِ شعبان میں وفات پائی' ادیب' فاضل' نرم مزاج' فی البدیہہ شاعر تھے ان کے یہ چند اشعار ہیں۔

۱۔ يا من تشابه من الخَلقُ والخُلقُ فما تسافر الا نحوه الحدقُ

ترجمہ: اے وہ شخص جس کی صورت اور سیرت ایک جیسی ہے اس لیے تم جدھر بھی جاتے ہو میری آنکھوں کے ڈھیلے بھی اسی طرف جاتے ہیں۔

۲۔ فورد دمعي من خدّيكَ مختلسٌ وسقم جسمي من جفنيك مسترق

ترجمہ: میرے آنسو تمہارے رخساروں سے اُچکے ہوئے ہیں اور میرے جسم کی بیماری تمہارے دونوں پلکوں سے چوری کی ہوئی ہے۔

۳۔ لم يبق لي رمق اشكو هواك به وانما يشتكي من به رمقُ

ترجمہ: میرے بدن میں کوئی جان ہی باقی نہیں ہے جس سے میں تمہاری خواہش کی شکایت کروں۔ شکایت تو وہی کرتا ہے جس میں کچھ بھی جان ہو۔

محمد بن یحییٰ:

ابو عبداللہ الجرجانی۔ زاہد عابد علماء میں سے ہیں' ابو بکر الرازی کے ہم پلہ لوگوں میں سے تھے۔ قطیعۃ الربیع میں درس

رہے' ان کی آخری عمر میں ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ وفات کے بعد ابوحنیفہؒ کے برابر دفن کیے گئے۔

بدیع الزمان

المقامات کے مصنف' احمد بن الحسین بن یحییٰ بن سعد' ابوالفضل الہمدانی' الحافظ' بدیع الزمان سے مشہور ہیں۔ پسندیدہ رسالوں اور شہرت یافتہ مقامات کے مصنف ہیں' ان کے انداز پر الحریری نے بھی کتاب تصنیف کی ہے اور ان کے ہی نقش قدم پر چلے ہیں۔ ان کے پیشرو ہونے پر انہوں نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے اور ان کی افضلیت کا اقرار کیا ہے۔ علم لغت ابن فارس سے حاصل کیا ہے۔ پھر منظر عام پر آئے اور فضلاء اور فصحاء میں شمار ہونے لگے۔ بتایا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا تھا جس سے ان پر موت سا سکتہ طاری ہو گیا تھا' اس لیے عجلت کے ساتھ ان کو دفن کر دیا گیا۔ پھر قبر میں زندگی لوٹ آئی اور چیخ و پکار شروع کر دی جسے اوپر والوں نے بھی سن لیا' اس لیے ان کی قبر کھود کر انہیں نکال لیا گیا پھر جب ان کی موت آئی اس وقت قبر کے ہولناک منظر کا خیال کر کے اپنے ہاتھ سے اپنی داڑھی پکڑے ہوئے تھے' یہ واقعہ سالِ رواں کے جمادی الآخر کی گیارہویں تاریخ جمعہ کے دن پیش آیا۔ رحمہ اللہ

واقعات ــــ ۳۹۹ھ

سالِ رواں میں الحاکم العبیدی کی طرف سے رحبہ میں نائب مقرر کیے ہوئے علی بن ثمال قتل کر دیئے گئے۔ عیسیٰ بن الخلاط العقیلی ان کو قتل کر کے خود بادشاہ بن گیا تھا۔ لیکن عباس بن مرداس حلب کا بادشاہ اسے لے کر خود اس کی جگہ پر بادشاہ بن گیا۔

اسی سال عمرو بن الواحد کو بصرہ کے عہدہ قضاء سے معزول کر کے ابوالحسن بن ابی الشوارب کو اس جگہ پر فائز کر دیا گیا اس لیے لوگ ایک کو مبارک باد دینے اور دوسرے کی تعزیت کرتے پھرتے تھے۔ اسی موقع پر العصفری نے یہ اشعار کہے ہیں:

۱۔ عندی حدیث ظریفٌ ، بمثله یتغنی　　　مـن قاضیین یعزی ، هذا و هذا یهنّا

ترجمہ: میرے پاس ایک بہت عمدہ بات ہے' ایسی ہی بات کہی اور بتائی جاتی ہے۔ دو قاضیوں میں سے اس ایک کی تعزیت کی جاتی ہے تو اس دوسرے کو مبارکباد دی جاتی ہے۔

۲۔ فـذا یـقـول اکـرهـونـی' و ذایقول استرحنا　　　و یکذبان جمیعًا' و من یصدّق منّا

ترجمہ: اس لیے یہ تو کہتے ہیں کہ لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا' اور یہ دوسرے کہتے ہیں کہ ہم نے راحت حاصل کی۔ لیکن یہ دونوں ہی غلط کہتے ہیں اور ہم میں سے کون ہے جو سچ بولتا ہے۔

سالِ رواں میں بغداد میں زبردست آندھی چلی جس نے اس کے راستوں پر لال رنگ کی کیچڑ ڈال دی۔ اسی سال حاجیوں کے راستہ میں بالکل اندھیرا کر دینے والی تیز ہوا چلی۔ پھر لٹیرے بدو بھی ان کے راستہ میں آ گئے اور ان کا راستہ روک لیا اور اتنا پریشان کیا کہ اُن کے حج کا موسم ختم ہو گیا پھر وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔

بنو ہلال نے بصرہ کے حاجیوں کے چھ سو آدمیوں کے ایک قافلہ کو پکڑ کر ان سے دس لاکھ دینار وصول کر لیے۔ اس سال

بھی حج کے خطبوں میں مصریوں کے ہی نام لیے گئے

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں۔

عبداللہ بن بکر بن محمد:

بن الحسین ابواحمد الطبرانی۔ مکہ معظمہ' بغداد اور دوسرے شہروں میں حدیث کی سماعت کی' بہت زیادہ معظم ومکرم تھے۔ ان سے دارقطنی اور عبدالغنی بن سعید نے سماعت کی ہے۔ اس کے بعد شام میں ایک پہاڑ کے پاس اقامت کی اور اللہ کی عبادت میں دن رات مشغول رہے' یہاں تک کہ ماہِ ربیع الاوّل میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن الحسین:

ابومسلم' وزیر بن خنزابہ کے منشی تھے۔ بغوی' ابن صاعد' ابن درید' ابن ابی داؤد' ابن عرفہ اور ابن مجاہد وغیرہم سے روایت کی ہے' بغوی کے شاگردوں میں یہ آخری تھے۔ یہ علم' حدیث' معرفت اور فہم کے مالک تھے۔ بعضوں نے ان کی بغوی سے روایت میں عیب جوئی کی ہے کیونکہ اس کی غرض فاسد تھی اور الصوری نے کہا ہے کہ ان کی آخری عمر میں حافظہ میں کمی آ گئی تھی۔

ابوالحسن علی بن ابی سعید:

عبدالواحد بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی الصدفی المصری کتاب الزیج الحاکمی جو چار جلدوں میں ہے اس کے مصنف ہیں' ان کے والد بڑے محدثین اور حفاظ میں سے تھے۔ انہوں نے مصر کی ایک مفید تاریخ لکھی ہے' علماء اس کی طرف رجوع کرتے ہیں لیکن یہ خود علم النجوم میں مشغول ہو گئے اور اس میں ایک بڑا درجہ حاصل کیا۔ علم الرصد سے ان کو بڑی گہری دلچسپی تھی۔ اس کے باوجود یہ بڑے بے خبر اور بدحال لوگوں میں سے تھے۔ پرانے پھٹے کپڑے بدن پر ہوتے لمبے قد کی بہت لمبی نوکدار ٹوپی کے اوپر پگڑی باندھا کرتے تھے' اور اس پر سبز رنگ کی خاص قسم کی چادر بھی ڈال لیا کرتے تھے۔ گدھے پر سوار ہوتے ان کو دیکھنے والا ہنسے بغیر نہیں رہ سکتا تھا حاکم کے پاس جانے سے وہ ان کا بہت اکرام کرتے۔ ان کی یہ ظاہری صورت بتا دیتی تھی کہ اپنے کام اور فکر میں مدہوش ہیں' ان کی گواہی غیر معتبر تھی۔ ان کے اشعار عمدہ ہوتے' ابن خلکان نے چند یہ بیان کیے ہیں:

۱۔ احمل نشر الریح عند هبوبه رسالة مشتاق الی حبیبه

ترجمہ: اے ہوا! اپنے بہتے وقت لے جا ایک عاشق کا خط اس کے معشوق کے پاس۔

۲۔ بنفسی من تحیی النفوس بریقه ومن طابت الدنیا به و بطیبه

ترجمہ: میری جان قربان ہو اس شخص پر جس نے اپنے تھوک سے لوگوں کو زندگی بخشی اور اس شخص پر جس کی ذات سے اور اس کی خوشبو سے دنیا معطر ہو گئی۔

۳۔ یجاذبہ جاری طائف منہ فی الکری ‏ سری بمسہما فی جفنہ من رقیبہ

ترجمہ: اور یا مختلف ٹکڑوں کو اس سے کراسہ میں جو تباہ کرنے والا ہے اس کے رقیب سے اس کے گھر میں۔

۴۔ لعمری لقد عطلت کأسی بعدہ ‏ وغیبہا عنی لطول مغیبہ

ترجمہ: قسم ہے میری زندگی کی کہ اس کے بعد میری زندگی کا پیالہ بے مصرف ہو کر رہ گیا ہے اور زمانہ دراز سے اس سے ملاقات نہ ہونے کی بنا پر میں نے اسے خود سے دُور کر دیا ہے۔

امیر المؤمنین القادر باللہ کی ماں:

عبدالواحد بن المقتدر کی باندی بہت زیادہ عابدہ اور صالحہ تھیں' فضل اور دین کی مالکہ تھیں' سالِ رواں کے ماہِ شعبان کی بائیسویں تاریخ جمعرات کی رات کو انہوں نے وفات پائی' ان کے بیٹے القادر نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی' اور بعد عشاء ان کو رصافہ میں دفن کر دیا گیا۔

واقعات ـــــ ۴۰۰ھ

اس سال ماہِ ربیع الآخر میں دجلہ کا پانی بہت زیادہ کم ہو گیا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے جزیرے نظر آتے تھے اور اس کے بالائی حصوں میں کشتیوں کا چلنا بھی ناممکن ہو گیا تھا۔ اس لیے ان جگہوں کو کھود کر گہرا کرنے کا حکم دیا گیا۔

اسی سال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مشہد کی چار دیواری مکمل کر دی گئی جس کی تعمیر ابو اسحاق الا جانی نے کی تھی بات یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ ابو محمد بن سہلان سخت بیمار پڑے' تو انہوں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے تندرستی دے دی تو اسے مکمل کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ نے شفاء بھی دے دی تھی۔

ماہِ رمضان میں یہ غلط خبر اُڑا دی گئی تھی کہ خلیفہ القادر باللہ کی وفات ہو گئی ہے۔ اس غلط خبر کو باطل ثابت کرنے کے لیے جمعہ کے دن نماز کے بعد سب کے سامنے مجلس میں نظر آنے کا انتظام کیا گیا۔ اس وقت ان کے بدن پر ایک چادر تھی اور ہاتھ میں چھڑی تھی اس موقع پر شیخ ابو حامد الاسفرائینی آئے اور ان کے سامنے حد ادب بجا لائے' پھر یہ آیت پاک تلاوت کی:

ترجمہ: ''اگر باز نہ آئے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینے میں جھوٹی افواہیں اُڑایا کرتے تھے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کریں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہیں گے .... چند آیتوں تک''۔

یہ سن کر اور حالات کو دیکھ کر لوگ خوشی کے آنسو روتے ہوئے اور درازی عمر کی دعا کرتے ہوئے خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ اسی سال یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ الحاکم نے جعفر بن محمد الصادقؒ کے اس مکان کے بارے میں جو مدینہ میں ہے اس سے سامان وغیرہ کے نکال لینے کا فرمان نافذ کیا ہے چنانچہ اس میں سے قرآن پاک اور جو ہتھیار وہاں تھے سب نکال لیے گئے۔ یہ گھر صاحب خانہ کی وفات کے بعد سے اب تک نہیں کھولا گیا تھا' قرآن پاک کے علاوہ وہاں لکڑی کا ایک بڑا پیالہ بھی تھا جس

کہ کنویں میں لٹکا یا گیا ہوا تھا' اس کے علاوہ خیزرانی چمڑے کی ایک ڈھال ایک چھوٹا نیزہ اور ایک تخت بھی تھا۔ علوی یہ سارا سامان وہاں سے مصری شہروں میں لے گئے اس لیے الحاکم نے ان لوگوں کے لیے بڑے انعامات اور بہت سے اخراجات کے دینے کا بھی اعلان کیا اور تخت کو واپس کر کے بقیہ سامان اپنے پاس رکھ لیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں ان چیزوں کا زیادہ حقدار ہوں مجبوراً خلیفہ کو برا بھلا کہتے ہوئے بھی سارا سامان ان کو واپس کر دیا اسی سال الحاکم نے اہل علم کے لیے ایک گھر بنوا کر فقہاء کو اس میں بیٹھنے کا حکم دیا لیکن تین برسوں کے بعد ہی اس گھر کو ویران کر دیا اور اس وقت وہاں جتنے فقہاء' محدثین' علماء اور نیک لوگ موجود تھے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا' اسی سال اس جامع مسجد کی تعمیر کرائی جو خلیفہ کی طرف منسوب ہو کر جامع الحاکم سے مشہور ہوئی' اس کے بنانے میں بہت زیادہ دلچسپی سے کام لیا۔ پھر ماہِ ذوالحجہ میں المؤید ہشام بن الحکم بن عبدالرحمٰن العموی کو معزول کر کے اور حبس اور جیل خانہ کی طویل مدت کی سزا بھگتنے کے بعد دوبارہ بادشاہت دے دی گئی' اس سال حرمین کے خطبہ میں مصر اور شام کے خلیفہ کا نام لیا گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں انتقال کرنے والوں کے نام یہ ہیں۔

ابواحمد الموسوی النقیب:

الحسن بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الموسوی۔ الرضی اور المرتضٰی کے والد عہدہ نقابت الطالبین پر پانچ بار فائز ہوئے۔ معزول کیے جاتے پھر بحال کیے جاتے پھر آخری عمر میں بھی بحال کیے گئے' ستانوے برس کی عمر میں وفات پائی' ان کے بیٹے المرتضٰی نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مشہد الحسین میں دفن کیے گئے' ان کے لڑکے المرتضٰی نے اپنے بہترین مرثیہ میں ان کا اس طرح مرثیہ کہا ہے' چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ سلام اللّٰہ تنقلہ اللیالی وتہدیہ والغدوّ الی الرواح

ترجمہ: اللہ کا سلام' ایسا جسے راتیں لئے پھریں اور صبح کا وقت اس سلام کے تحفہ کو شام تک پیش کرے۔

۲۔ علی جدثٍ حسیبٍ من لؤی لینبوع العبادۃ والصلاح

ترجمہ: ایسی قبر پر نازل ہو جو قبیلہ لؤی کا خاندانی شخص سے جو عبادت اور بھلائی کا سرچشمہ ہے۔

۳۔ فتًی لم یروَ الّا من حلالٍ ولم یلک زادہٗ الا المباح

ترجمہ: جو ایسا شریف ہے کہ صرف حلال چیزوں سے ہی سیراب کیا گیا ہے' اور اس کا توشہ بھی صرف پاک اور مباح چیزوں کا تھا۔

٤۔ ولا دنست لہٗ أزر لزورٍ ولا علقت لہٗ راح براح

ترجمہ: اور ان کی پیٹھ کسی جھوٹ سے گندہ نہیں ہوئی ہے اور اس کے لیے کوئی شراب دوسری شراب سے نہیں ملائی گئی ہے۔

۵۔ خفیف الظہر من ثقل الخطایا وعریان الجوارح من جناح

ترجمہ: اس کی پیٹھ گناہوں کے بوجھ سے بالکل ہلکی ہے اور اس کے اعضاء بھی گناہوں سے تنگ اور خالی ہیں۔

۶۔ مشوق فی الامور الی علاھا ومدلول علی باب النجاح

ترجمہ: تمام کاموں میں اس کے اعلیٰ مرتبوں کا دلدادہ ہے اور کامیابی کا دروازہ اسے بتایا ہوا ہے

۷۔ من القوم الذین لھم قلوب بذکر اللّٰہ عامرۃ النواح

ترجمہ: یہ ایسی قوم سے ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے رونے دھونے سے آباد ہیں۔

۸۔ باجسامٍ من التقویٰ مراض لنصرتھا و ادیان صحاح

ترجمہ: ایسے بیمار جسم والے ہیں جو تقوی اللہ میں اس کی مدد کرتے رہنے سے کمزور اور بیمار ہیں' لیکن فرماں برداریوں میں بالکل تندرست ہیں۔

الحجاج بن ہرمز ابوجعفر:

عراق میں بہاؤ الدولہ کے نائب بدوؤں اور کردیوں سے لڑائی میں ہمیشہ کے شریک۔ عضد الدولہ کے زمانہ میں ان کے صف اوّل کے لوگوں میں تھے' لڑائی کے فن سے پورے پورے واقف' انتہائی ہوشیار' بڑے بہادر' بہت زیادہ بلند ہمت اور صحیح رائے اور مشورے کے مالک تھے۔ ۳۷۲ھ میں یہ جب بغداد سے نکلے تو وہاں مختلف قسم کے فتنے برپا تھے' ایک سو پانچ برس کی عمر پا کر اہواز میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ

ابوعبداللہ القمی:

المصری التاجر۔ بہت بڑے مالدار تھے' دس لاکھ دینار سے بھی زیادہ مال ترکہ میں چھوڑا اور ہر قسم کے مال کے مالک تھے۔ حجاز کے علاقہ میں وفات پائی اور مدینہ منورہ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

ابوالحسین بن الرفا المقری:

ان کا بیان اور ان کی تلاوتِ قرآن کا حال ۳۹۴ھ کے بیان میں گزر چکا ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت میں ان کی آواز بہت عمدہ اور بہت زیادہ شیریں تھی۔ رحمہ اللہ

واقعات — ۴۰۱ھ

سالِ رواں کے ماہِ محرم کے چوتھے جمعہ کو قرواش بن مقلد ابی منیع کے حکم سے موصل میں الحاکم العبیدی کا نام خطبہ میں لیا جانے لگا' کیونکہ اس نے اس کام کے لیے اپنی رعایا پر زبردست دباؤ ڈالا تھا۔ ابن الجوزی نے ان خطبوں کو حرفاً حرفاً ذکر کیا ہے۔ خطبہ کے آخری الفاظ یوں ہیں: ''ان کے آباء پر درود بھیجو اور پھر ان کے بیٹے القائم پر' پھر المنصور پر' پھر ان کے بیٹے المعز پر' پھر ان کے بیٹے العزیز پر' پھر ان کے بیٹے الحاکم پر جو موجودہ وقت کے بادشاہ ہیں اور سب کے حق میں زیادہ سے زیادہ دُعا کرو' بالخصوص الحاکم کے لیے''۔ اسی طرح انبار اور مدائن وغیرہما میں بھی ان کے عاملوں نے اس کام میں ان کی اتباع کی۔ ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ الحاکم قرواش اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اپنے خطوط' آدمی' ہدایا اور تحائف اس کی طرف بھیجتا رہا تھا۔ بالآخر قرواش نے الحاکم کے کہنے پر مطابق خطبوں میں ردو بدل کیا۔ جب القادر باللہ العباسی کو اس ردو بدل کی خبر ملی تو اس نے قرواش کو اس کی حرکت پر تحریری سرزنش کی اور بہاؤ الدولہ کو سالار لشکر کے پاس ایک لاکھ دینار لے کر بھیج دیا تاکہ قرواش سے قتال کرے' جب قرواش کو اس ارادہ کی اطلاع ملی تو اپنی حرکت سے باز آیا اور ندامت کا اظہار کیا' پھر فوراً ہی اپنے علاقوں سے خطبوں میں الحاکم کا نام لینا منع کر دیا اور حسب عادت سابق قادر کا نام خطبوں میں لینے لگا۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ماہِ رجب کی پچیسویں تاریخ دجلہ کا پانی بہت زیادہ بڑھ گیا' رمضان تک یہ زیادتی ہوتی ہی رہی' یہاں تک کہ اکیس ہاتھ سے بھی زیادہ پانی اُونچا ہو گیا' اس کے نتیجہ میں بغداد کے اکثر گھروں میں پانی داخل ہو گیا تھا۔

سالِ رواں میں وزیر ابوخلف بغداد واپس آیا تو اسے فخر الملک کا لقب دیا گیا۔

اسی زمانہ میں ابوالفتح الحسن بن جعفر العلوی نے بغاوت کی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کیا' ساتھ ہی اپنا لقب الراشد باللہ رکھا۔

عراقیوں میں سے اس سال ایک شخص نے بھی حج نہیں کیا۔ خطبہ میں الحاکم کا نام لیا گیا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

ابراہیم بن محمد بن عبید:

ابومسعود الدمشقی الحافظ الکبیر۔ کتاب الاطراف علی الصحیحین کے مصنف ہیں۔ بغداد' بصرہ' کوفہ' واسط' اصبہان اور خراسان جیسے بہت سے دُور دراز شہروں کا بھی دورہ کیا۔ حفاظ' صادقین اور زبردست امانت داروں میں سے تھے۔ مختصر سی

حدیثوں کی روایت کی ہے ان سے ابو القاسم ابوداؤد والہروی حمزہ السہمی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ماہِ رجب میں بغداد میں وفات پائی اپنے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لیے ابو حامد الاسفرائینی کو وصیت کی تھی۔ وصیت کے مطابق انہوں نے نماز پڑھائی اور مقبرہ جامع منصور میں السلک کے قریب مدفون ہوئے۔ ابن عساکر نے ان کے حالات قلمبند کئے ہیں اور ان کی بہت تعریف کی ہے۔

عمید الجیوش الوزیر:

ہرمز کے استاذ الحسن بن ابی جعفر' سن تین سو پچاسی ہجری میں ولادت ہوئی' ان کے والد عضد الدولہ کے حاجیوں میں سے تھے اور ۳۹۲ھ میں بہاؤ الدولہ نے ان کو اپنا وزیر منتخب کرلیا تھا۔ اس وقت شہر میں زبردست بدامنی اور شر وفساد تھا۔ چنانچہ پورے شہر کا انتظام درست کر دیا اور لٹیروں کو خوفزدہ کر دیا۔ جس سے شہر پرامن ہوگیا۔ آزمائشی طور پر اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ ایک کھلے ہوئے لگن میں بہت سے دراہم رکھ کر بغداد کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک چکر لگاؤ' اگر کوئی شخص راستہ میں بدنیتی سے حائل ہو جائے سب اُس کے حوالہ کر دو' صرف اس جگہ کی اچھی طرح شناخت کرلو' چنانچہ غلام نے حکم کے مطابق پورے شہر کا چکر لگایا مگر کوئی بھی سامنے نہ آیا' اس امن اور پائیداری حاصل ہونے پر اللہ کی حمد ادا کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ اسی طرح روافض کو یوم عاشوراء میں ماتم کرنے اور اٹھارہویں ذوالحجہ کو یوم غدیر خم کی خوشی منانے سے بالکل روک دیا۔ یہ بہت زیادہ عادل اور انصاف پسند تھے۔

خلف الواسطی:

اور اطراف کے بھی حاکم تھے۔ خلعت بن محمد بن علی بن حمدون' ابو محمد الواسطی۔ مختلف شہروں کا دورہ کیا بہت سے محدثین سے سماعت کی' پھر بغداد لوٹ آئے' پھر شام اور مصر گئے' بہت سے لوگوں نے ان کے انتخاب حدیث کو لکھا ہے۔ ایک کتاب اطراف علی الصحیحین کی تصنیف کی حدیث کی انہیں پوری معرفت تھی اور حافظہ بہت زبردست تھا۔ وہاں سے بغداد آ کر تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور علم میں غور وخوض کا سلسلہ ختم کر دیا۔ آخر اسی سال ان کا انتقال ہوگیا' اللہ ان کی غلطیوں سے درگزر فرمائے۔ الازہری نے ان سے روایت کی ہے۔

ابو عبید الہروی:

کتاب الغریبین کے مصنف ہیں۔ نام احمد بن محمد بن ابی عبید العبدی ہے۔ ابو عبید الہروی اللغوی البارع۔ فن ادب اور لغت کے بڑے علماء سے تھے۔ ان کی کتاب الغریبین جو قرآن مجید اور حدیث کے غریب الفاظ کو پہچاننے کے سلسلے میں ہے یہ ان کے وسیع اور تبحر علمی پر دلالت کرتی ہے' ابو منصور الازہری کے تلامذہ میں سے تھے۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کنارہ کشی کو پسند کرتے اور اپنی خلوت میں وہ ایسی چیزوں کا استعمال کرتے جن کا استعمال ناجائز ہے' لذت اور خوشی کی مجلس میں اہل ادب کے ساتھ رہتے۔ واللہ اعلم۔ اللہ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ ۴۰۱ھ کے ماہِ رجب میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان نے کہا ہے کہ اسی سال یا اس سے قبل البستی شاعر کی وفات ہوئی ہے۔ ان کا نام یہ ہے۔

علی بن محمد بن الحسین

بن یوسف الکاتب کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں چند یہ ہیں: الطریقة الأنيقة، التحمس الأبيس، المدبیع الجالیس، الحماقة والنظم والنثر ہم نے ان کا حال پہلے بیان کر دیا ہے۔ ابن خلکان نے ان سے جملے جتنے بیان کیے ہیں ان میں چند یہ ہیں جو اپنی غلطیوں کی اصلاح کر لیتا ہے وہ اپنے حاسد کو ذلیل کر دیتا ہے۔ جو اپنے غصہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اپنا ادب ضائع کرتا ہے۔ تمہاری خوش قسمتی میں سے ہے اپنی حد پر واقف ہو جانا۔ موت آرزوؤں پر ہنستی ہے۔ رشوت حاجتوں کی رسی ہے۔ پاکدامنی کی حد ضرورت کے لائق چیزوں پر راضی ہو جانا ہے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ ان هــز اقــلامــه يـومًـا ليعملها — انســاك كـل كـمـي هز عـامله

ترجمہ: اگر اس کے قلم اپنے عمل کے لیے حرکت کرنے لگیں تو ایسے سارے بہادر بھی تم کو بھول جائیں گے جن کو ان کے عاملوں نے متحرک بنایا ہے۔

۲۔ و ان امـرَ عـلـى رقٍ أنـامـلـهُ — اقـرَّ بـالـرق كتـاب الانـام لـهُ

ترجمہ: اگر وہ کسی کی غلامی کا حکم دے بیٹھیں تو تمام مخلوقات کے ناموں کی کتاب اس کی غلامی کا اقرار کر لیں۔ اور یہ بھی ہیں:

۳۔ اذا تـحـدثـتَ نـي قـومٍ لتؤنسهم — بـمـا تحدث من ماضٍ ومن اتٍ

ترجمہ: اور اگر تم کسی قوم میں ان سے مؤانست کے لیے باتیں کرنے لگو۔ ہر اس موضوع پر جو گزر گیا ہے یا جو آنے والا ہے۔

فـلا تـعـد لـحـديـثٍ ان طبعهم — مــؤكـل بـمـعـاداة المعادات

ترجمہ: تو تم کسی بھی بات کو دوبارہ نہ کہو کیونکہ ان کی طبیعت میں دشمنوں سے دشمنی رکھنا داخل ہے۔

واقعات ـــــ ۴۰۲ھ

ماہِ محرم میں فخر الملک وزیر نے روافض کو اس بات کی اجازت دے دی کہ وہ بری حرکتوں اور بدترین بدعتیں جو کیا کرتے تھے۔ مثلاً ماتم، سرکوبی، سینہ کوبی وغیرہ ٹاٹوں کو بازاروں میں لٹکانا صبح سے شام تک اور ان کی عورتیں کھلے چہرے ننگے سر ہو کر سارے بازاروں میں گشت کرنا، ان کا اپنے چہروں کو طمانچے مارتے رہنا، قدیم ترین زمانہ جاہلیت کے طریقوں کے مطابق حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا نام لیتے ہوئے وہ اب سب کچھ کر سکتے ہیں، اللہ ان جیسوں کے کاموں میں کسی کی بھلائی ملحوظ نہ رکھے اور قیامت کے دن ان سبھوں کے چہروں کو کالے کر کے اُٹھائے کہ وہی دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔

اور ماہِ ربیع الآخر میں القادر نے قطیعۃ الدقیق میں مسجد الکلف کی تعمیر کا حکم دیا، ان الفاظ میں کہ پہلے جس طرح شاندار تھی اس طرح شاندار بنائی جائے۔ چنانچہ اسی طرح بہت سج دھج کے ساتھ بنائی گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فاطمیوں کے نسب کے سلسلہ میں بغداد کے اماموں اور علماء کا طعن:

سالِ رواں کے ماہِ ربیع الآخر میں ان محترم حضرات نے بغداد میں ایک مجلس منعقد کی جس میں فاطمیوں یعنی شاہانِ مصر

کے نسب پر عیب اور طعن اور تشنیع کا فیصلہ کیا' اس لیے کہ حقیقت میں وہ لوگ فاطمین نہیں تھے۔ اس کا فیصلہ ایک بہت بڑی جماعت علماء' قضاۃ' معزز شہری' دیندار' نیکوکار' فقہاء اور محدثین سب کا مشترکہ تھا' ان تمام حضرات نے اس بات پر متفق طور پر گواہی دی کہ مصر کا الحاکم جس کا نام منصور بن نزار اور لقب الحاکم ہے (اللہ اس کی ہلاکت رسوائی بربادی کا فیصلہ نافذ کردے) یہ نزار ابن سعد بن اسماعیل بن عبداللہ بن سعید ہے (اللہ اسے خوش قسمت نہ بنائے) کہ یہ الحاکم جب مغربی ممالک گیا تو اس نے وہاں اپنا نام عبیداللہ اور لقب المہدی اختیار کیا ہے اور یہ کہ اس کے تمام سلف خوارج کے دعویداروں میں سے ہیں' ان کا نسب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نسب سے کوئی تعلق نہیں رکھتا ہے' وہ تو ان کے باطل عقیدوں سے بالکل بری تھے اور یہ کہ اس شخص نے جن عقیدوں کی دعوت دی ہے وہ سب لغو اور باطل ہیں۔ اور یہ محترم حضرات ان میں سے کسی کو بھی حضرت علی بن ابی طالب کے خاندان والوں سے نہیں جانتے ہیں' اس لیے انہیں جھوٹے خارجی کہنے سے توقف کرتے ہیں اور ان کے باطل عقیدوں کا غیر معروف ہونا حرمین شریفین میں مشہور ہو چکا تھا' ابتداءً ان جنوبی شہروں میں مختلف جگہوں میں ان کی خبریں اس طرح مشہور ہو چکی تھیں کہ کوئی بھی ان کے دھوکہ میں نہیں آ سکتا تھا' یا ان کے دعوؤں کی تصدیق کر سکتا۔

مصر کا یہ بادشاہ الحاکم خود اور اس کے تمام اگلے سربراہان کافر' فاجر' فاسق' ملحد' زندیق' فرقہ' معطلہ سے تعلق رکھنے والے اسلام کے منکر اور مذہب' مجوسیت اور ثنویت کے معتقد تھے۔ ان تمام لوگوں نے حدود شرعیہ کو بے کار کر دیا تھا۔ حرام کاریوں کو مباح کر دیا تھا۔ مسلمانوں کا خون بے دردی سے بہایا۔ انبیاء کرام کو گالیاں دیں' اسلاف پر لعنتیں بھیجیں۔ خدائی کے دعوے کیے' یہ ساری باتیں ۴۰۲ھ میں ہر طبقہ کے بے شمار آدمیوں کی موجودگی میں لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ علویوں میں سے المرتضیٰ' الرضی' ابن الازرق الموسوی' ابوطاہر بن ابی الطیب محمد بن محمد بن عمرو بن ابی یعلی ہیں اور قاضیوں میں ابومحمد بن الاکفانی' ابوالقاسم الجزری' ابو العباس بن الشیوری ہیں اور فقہاء میں ابوحامد الاسفرائینی ابومحمد الکسفلی' ابوالحسن القدوری' ابوعبداللہ الضمیری' ابوعبداللہ البیضاوی ابوعلی بن حمکان ہیں اور گواہوں میں ابوالقاسم التنوخی اپنی بڑی جمعیت کے ساتھ اور بہت سے لوگوں نے اس میں دستخط کیے ہیں' یہ عبارت ابوالفرج بن الجوزی کی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے جھوٹے اور مدعی ہونے کے ثبوت میں وہ عبارتیں ہیں جو گزشتہ عبارات بالا حضرات آئمہ کرام اور فقہاء عظام کی گزر چکی ہیں' ان کے علاوہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ بھی نسبی تعلق ہونے پر ان کے دعوے کے غلط ہونے کے لیے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ مشورہ جو انہوں نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو عراق کے سفر کا قصد کرنے پر دیا تھا۔ جب کہ کوفہ کے عوام نے ان کو بیعت کرنے کے لیے مسلسل خط لکھے تھے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو لکھا تھا کہ آپ ان کے پاس کسی قیمت پر نہ جائیں۔ کیونکہ مجھے اس بات کا سخت خطرہ ہو رہا ہے کہ وہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ کے نانا جان کو دنیا اور آخرت میں سے کسی ایک کے قبول کر لینے کا اللہ پاک کی طرف سے اختیار دیا گیا تھا' تو انہوں نے دنیا پر آخرت کو اختیار کر لیا اور آپ بھی ان کے گوشہ جگر ہیں اس لیے اللہ کی قسم نہ آپ اور نہ آپ کے بعد آپ کے خاندان یا اہل بیت کا کوئی شخص اس دنیا کو پا سکتا ہے تو جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کلام اور مشورہ سو فیصد صحیح اور قابل قبول ثابت ہوا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل بیت میں سے سوائے

محمد بن عبداللہ المہدی جو آخری زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت ہوں گے' کسی اور کو دنیاوی خلافت مکمل طور پر حاصل نہ ہوگی کیونکہ وہ دنیا سے متنفر رہیں گے اس سے اپنے دامن کو بھرنے نہ دیں گے۔ اب جب کہ یہ بات متحقق ہو چکی کہ یہ الحاکم اور ان کے آباء نے مصریوں پر زمانہ دراز تک حکومت کر لی ہے تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہ لوگ اہل بیت میں سے نہیں ہیں جیسا کہ فقہاء کرام کی مذکورہ بالا عبارتوں سے وضاحت ہوتی ہے۔

قاضی الباقلانی نے ان مدعیوں کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''کشف الاسرار وہتک الاستار'' رکھا ہے' جس میں ان کی برائیوں اور رسوائیوں کو واضح کر دیا ہے' ہر ایک کے سامنے ان سبھوں کی حقیقت واضح کر دی ہے اور ان کی حد پر وہ سارے حالات اور اقوال کی اچھی طرح وضاحت کر دی ہے۔ قاضی الباقلانی اپنی عبارت میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ وہ ظاہر میں تو رافضی تھے مگر باطن میں کافر محض تھے۔ واللہ سبحانہ اعلم

ماہِ رجب' شعبان اور رمضان میں وزیر فخر الملک نے فقراء' مساکین' اسی طرح مساجد اور عام مقامات میں رہنے والوں کے علاوہ دوسروں کو بھی بہت زیادہ صدقات اور عطیات دیئے' از خود تمام مساجد اور عام مقامات میں جا کر ان کا معائنہ کیا' بے شمار قیدیوں کو جیل خانہ سے رہائی دی اور بہت سے زاہدوں اور عابدوں کو منظر عام پر لائے' سوق الدقیق کے پاس ایک بہت بڑا مکان بنوایا۔

ماہِ شوال میں طوفانی ہوا چلی جس نے کھجوروں کے باغات کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ جن میں تقریباً دس ہزار کھجور کے درخت تھے۔

غزنی کے بادشاہ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے ایک خط لکھا کہ وہ اپنے لشکر کو لے کر دشمنوں کے علاقہ میں جا رہے تھے کہ ایک بڑے چٹیل میدان سے ان کو گزرنا پڑا جہاں ان کے ساتھ کا پانی بالکل ختم ہو گیا' اس حد تک کہ عنقریب ان کا ایک ایک فرد پیاس کی شدت سے ختم ہو جاتا' اچانک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان پر ابر بھیجا اور بارش برسا دی اتنی کہ سبھوں نے خود پیا' لوگوں اور جانوروں کو سیراب کیا' اس کے بعد دشمنوں سے ان کا آمنا سامنا ہوا' دشمنوں کے ساتھ چھ سو ہاتھی تھے۔ اس کے باوجود دشمن ان سے شکست کھا گئے اور اللہ نے مسلمانوں کو ان دشمنوں کے بے شمار مالِ غنیمت سے مالا مال کیا۔ فللّٰہ الحمد.

اس سال بھی شیعوں نے حسب دستور سابق عید غدیر خم بہت ہی شان وشوکت سے منائی' جو ماہِ ذوالحجہ کی اٹھارہویں تاریخ تھی' اور اپنی دکانوں اور بازاروں کو سجایا' یہ سہولتیں ان کو اسی وزیر اور دوسرے بہت سے ترکیوں سے حاصل ہوئیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

الحسن بن الحسن بن علی:

بن العباس' بن نوبخت' ابو محمد النوبختی۔ ۳۲۰ھ میں ولادت ہوئی۔ محاملی وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے

البرقانی نے روایت کی ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ یہ شیعی معتزلی تھے' البتہ ہمیں تجربے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ وہ سچے تھے۔ ان سے الازہری نے بھی روایت کی ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ رافضی بدترین مذہب والے تھے۔ عتیقی نے کہا ہے کہ یہ علم وحدیث میں فقیر تھے اور اعتزال کی طرف مائل تھے۔ واللہ اعلم

عثمان بن عیسیٰ ابوعمر والباقلانی:

مشہور زاہدوں میں سے تھے۔ ان کے پاس کھجور کے باغ تھے جن سے یہ اپنی خوراک کی ضرورت پوری کرتے اور دیہاتوں میں جا کر مزدوری پر کام کرتے۔ انتہائی زاہد مزاج تھے۔ ہر وقت عبادت میں لگے رہتے۔ اپنی مسجد سے جمعہ کی نماز کے لیے نکلتے' پھر اپنی مسجد میں پڑھتے رہتے' اپنی مسجد میں روشنی کے لیے کوئی چیز نہ پاتے جس سے مسجد روشن کرتے اس لیے ان سے کسی مالدار شخص نے تیل وغیرہ مسجد کو روشن کرنے کے لیے ان سے قبول کر لینے کی درخواست کی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ اسی جیسے ان کے اور بھی واقعات ہیں۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے پڑوسیوں میں سے کسی نے ان کے ایسے پڑوسی کو خواب میں دیکھا جس کا انتقال ہو چکا تھا تو اس سے ان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ کیسے اور کہاں ہیں تو اس نے جواب دیا پوچھتے ہو کہ وہ کہاں اور کیسے ہیں۔ ان کا جب انتقال ہوا اور قبر میں ان کو دفن کیا گیا اسی وقت ہم لوگوں نے ایک آواز سنی تھی۔ فردوس اعلیٰ کی طرف' فردوس اعلیٰ کی طرف۔ چھیاسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ رجب میں وفات پائی۔

محمد بن جعفر بن محمد:

بن ہارون بن فروہ بن ناجیہ' ابوالحسن النحوی ابن النجار التمیمی الکوفی سے مشہور ہیں۔ بغداد آئے اور ابن درید' صولی اور نفطویہ وغیرہم سے روایت حدیث کی ہے۔ ستتر برس کی عمر پا کر سالِ رواں کے ماہِ جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔

ابوالطیب سہل بن محمد:

الصعلوکی' نیشاپوری۔ ابو یعلی الخلیلی نے کہا ہے کہ اسی سال انہوں نے وفات پائی ہے۔ ہم نے ان کے حالات ۳۸۷ھ میں قلمبند کر دیئے ہیں۔

واقعات — ۴۰۳ھ

سالِ رواں کے ماہِ محرم کی سولہویں تاریخ الشریف الرضی ابوالحسن الموسوی کو طالبین کو نقابت کے عہدہ پر سارے ملک میں فائز کیا گیا۔ اور وزیر فخر الملک کے گھر میں اس کے عہدنامہ کی قراءت کی گئی۔ تمام معزز شہری اور بڑے بڑے عہدیداروں نے اس مجلس میں شرکت کی۔ اسے سیاہ جوڑے کا خلعت دیا گیا۔ یہ طالبیوں میں پہلا وہ شخص ہے جسے سیاہ خلعت دیا گیا ہو۔

اسی سال بنوخفاجہ کے امیر ابوقلنبہ (اللہ اس کا حلیہ بگاڑ کر ہی رکھے) اور اس کی قوم میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے سالِ گزشتہ میں حاجیوں کو ان کی واپسی پر' ثناء کے راہ میں رکاوٹ ڈالی تھی' وہاں پانی کے جن چشموں پر یہ ٹھہر سکتے تھے انہیں ناکارہ گندہ بنا کر ان میں ایلوا گھول کر پانی پینے کے لائق بالکل نہ چھوڑا تھا' جس کی وجہ سے

پندرہ ہزار حاجیوں نے پیاسے تڑپ تڑپ کر جان دے دی تھی اور بقیہ کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے' انہیں اپنے اونٹوں اور جانوروں کا چرواہا بنا کر بدترین حال میں رکھا' ان سبھوں کے پاس جو کچھ مال وسامان تھا سب چھین لیا تھا۔ یہ لوگ جب گرفتار کر کے وزیر کے گھر میں لائے گئے' انہیں قید خانوں میں ڈال دیا گیا اور پانی کا ایک ایک قطرہ بھی ان پر حرام کر دیا۔ پھر ٹھنڈا صاف پانی ان کے سامنے رکھ کر انہیں دکھا دکھا کر سولی دے دی گئی' انہوں نے بھی تڑپ تڑپ کر پانی پانی کہتے ہوئے جان دی۔ ان کے ساتھ پورا پورا بدلہ کا عمل ہوا۔ صحیحین (بخاری ومسلم شریف) میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی روشنی میں یہ بہتر عمل تھا۔ اس کے بعد بنوخفاجہ میں جتنے حاجی قیدی تھے سبھوں کو وہاں سے واپس منگوایا گیا۔ اس عرصہ میں ان کی بیویوں نے دوسری شادیاں کر لی تھیں اور ان کے مالوں کی تقسیم بھی ہو چکی تھی۔ اب ان کو ان کی بیویاں واپس کی گئیں اور ان کے مال انہیں لوٹا دیئے گئے۔

ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ماہِ رمضان میں مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہوئے ایک تارہ ٹوٹ کر گرا تھا' چاند کی پوری روشنی اس میں پائی جا رہی تھی' گر کر وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور طویل مدت تک باقی بھی رہا۔

ماہِ شوال میں کسی نصرانی سردار کی بیوی مر گئی تھی' اس موقع پر صلیب لیے ہوئے کھلم کھلا نوحہ زاری کرتے ہوئے ان کی عورتیں نکلیں تو کچھ ہاشمیوں نے انہیں علی الاعلان اس طرح کرنے سے روکا۔ اس پر اس نصرانی کے لوگوں نے آہنی گرز ان کے سر پر مارا تو ان کے سر پھٹ گئے اور خون کا فوارہ بہہ گیا۔ مسلمانوں نے مل کر ان کا مقابلہ کیا' بالآخر وہ شکست کھا گئے' یہاں تک کہ وہ اپنے گرجا گھروں میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے' اس موقع پر عام افراد نے ان گرجا گھروں میں گھس کر لوٹ مار مچا دی اور جو کچھ وہاں اور ان کے پاس کے دوسرے گھروں میں پایا' لوٹ لیا اور شہر میں نصاریٰ کا پیچھا کیا۔ اور الناصح اور ابن ابی اسرائیل کا بھی پیچھا کیا' تو ان کے غلاموں نے ان مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ اس طرح پورے بغداد میں فتنہ پھیل گیا اور بازاروں میں مسلمانوں نے قرآن پاک بلند کئے۔ کچھ جمعہ کی جماعتیں نہ ہو سکیں۔ بالآخر سبھوں نے خلیفہ سے مدد چاہی۔ فی الفور خلیفہ نے ابن ابی اسرائیل کو اپنے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس وقت خلیفہ نے بغداد سے نکل کر ان پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا۔ فتنہ بہت پھیل گیا۔ ان نصاریٰ کے بہت سے گھر لوٹ لیے گئے۔ آخر کار ابن اسرائیل حاضر کیا گیا اور اس نے بہت زیادہ مال دے کر معافی چاہی تو اسے معاف کر دیا گیا' تب فتنہ ختم ہو گیا۔

ماہِ ذوالقعدہ میں یمین الدولہ کا ایک خط خلیفہ کے پاس آیا جس میں یہ لکھا تھا کہ شاہِ مصر الحاکم کا ایک آدمی اس کے پاس آیا ہے اس کے پاس ایک خط ہے' اس کے ذریعہ وہ ہمیں اپنی فرمانبرداری کی دعوت دیتا ہے خط لے کر خلیفہ نے اس میں تھوک دیا' پھر اس کے جلا دینے کا حکم دیا اور لانے والے کو بہت سخت باتیں کہیں۔ اس سال ابونصر بن مروان الکردی کو آمد' میافارقین اور دیار بکر کا حاکم بنا دیا گیا اور اسے خلعت کے علاوہ گلے کا ایک ہار اور دو کنگن دیئے گئے' اور ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔

اس سال عراق اور خراسان کے لوگوں کو راستہ کی خرابی اور بے اطمینانی کی وجہ سے حج کے لیے جانا ناممکن ہو گیا کیونکہ ملک کی اصلاح کے لیے وزیر فخر الملک باہر تھا۔ اس سال امویوں کو اندلس کے علاقوں میں حکومت قائم کرنا ممکن ہو گیا چنانچہ

سلیمان بن الحکم بن سلیمان بن عبدالرحمٰن الناصر الاموی کی حکومت قائم ہوگئی اور المستعین باللہ لقب ہوا۔ قرطبہ میں ان کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی اور شاہ بغداد بہاؤ الدولہ بن بویہ الدیلمی کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد ملک کا انتظام اس کے بیٹے سلطان الدولہ ابوشجاع نے سنبھالا۔ اس سال ترک کے بادشاہ الاعظم کا جس کا نام ایلک الخان تھا۔ انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی طغان خان نے حکومت سنبھالی۔ اس سال شمس المعالی قابوس بن دشمکیر کی ہلاکت ہوگئی کیونکہ جاڑے کے دن میں وہ ایک دن بغیر کپڑے کے ایک ٹھنڈے گھر میں داخل ہوگئے اور دیر تک اسی میں رہے یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے اوران کی نیابت منوچہر نے کی اور فلک المعالی لقب اختیار کیا۔

شمس المعالی قابوس، عالم فاضل اور بڑے ادیب وشاعر بھی تھے۔ چنانچہ ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ قل للذی بصروف الدهر عیّرنا   هل عاند الدهر الا من لهٗ خطر

ترجمہ: تم اس سے کہہ دو جس نے ہمیں ہمارے ناموافق حالات ہونے کی بناء پر عار دلائی ہے، کہ زمانہ ناموافق نہیں ہوا ہے مگر اس سے اس نے خطرہ محسوس کیا ہو۔

۲۔ اما تری البحر یطفوا فوقهٗ جیف   و یستقر باقصی قعرهٖ الدرر

ترجمہ: کیا تم سمندر کو نہیں دیکھتے ہو کہ اس کے اُوپر تو مردے بہتے رہتے ہیں، لیکن اس کے اندرونی تہ میں موتی بھرے پڑے ہیں۔

۳۔ فان تکن نشبت ایدی الخطوب بنا   و مَسَّنا من توالی صرفها ضُرَرٌ

ترجمہ: اگر مصائب زمانہ نے اپنے پنجوں کو ہم میں گڑا دیا ہے اور ہمیں نقصان پہنچ چکا ہے، اس کے متواتر حملوں سے تو یہ ہمارے لیے عیب کی بات نہیں ہے۔

٤۔ ففی السماء نجوم غیر ذی عدد   ولیس یکسف الا الشمس والقمر

ترجمہ: کیونکہ اگرچہ آسمان میں بے شمار ستارے ہیں، لیکن سورج اور چاند کے سوا کوئی بھی گہنا تا نہیں ہے، اور یہ بھی ان کے عمدہ اشعار میں سے ہیں۔

۵۔ خطرات ذکرك تستثیر مؤدّتی   فاحسّ منها فی الفؤاد دبیبا

ترجمہ: تمہاری یاد کے خیالات ہی ہماری محبت کو برانگیختہ کر دیتے ہیں کہ اس محبت کی دل میں حرکت محسوس کی ہے۔

٦۔ لا عضو لی الّا وفیه صبابة   و کأنّ اعضائی خُلِقْنَ قلوبا

ترجمہ: میرے بدن کے ہر حصہ میں عشق کا مادہ بھرا ہوا ہے گویا میرے تمام اعضاء فطری طور پر قلب کی صفت سے متصف ہیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

احمد بن علی ابوالحسن اللیثی:

یہ بطیحہ قادر کے منشی تھے۔ پھر محکمہ خراج اور ڈاک کے خاص منشی کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ انہیں قرآن بہت عمدہ یاد تھا۔

آواز اور تلاوت دونوں ہی شیریں تھیں۔ ہم نشینی ان کی پسندیدہ تھی۔ مزاج میں ظرافت تھی۔ بہت ہنسی مذاق کرنے والے تھے‘ ایک دن وہ خود اور دونوں شریف الرضی اور المرتضٰی اور اعلیٰ عہدہ داروں کی ایک بڑی جماعت بھی ان کے ساتھ کسی بادشاہ کی ملاقات کو نکلی۔ درمیان راہ میں کچھ چور ان کے سامنے آ کر ان کو کشتیوں پر سے ڈھیلوں سے مارنے لگے اور یہ کہنے لگے اے بدکار عورتوں کے شوہر۔ یہ سن کر اللیثی نے کہا یقیناً یہ لوگ شہری ہیں۔ بقیہ لوگوں نے ان سے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا۔ کہنے لگے کہ ہم بدکار عورتوں کے شوہر ہیں۔

الحسن بن حامد بن علی:

بن مروان الوراق الحنبلی۔ یہ اپنے زمانہ کے حنبلی طلبہ کے مدرس اور ان کے فقیہ تھے۔ ان کی تصنیفات مشہور ہیں‘ چند یہ ہیں: الجامع فی اختلاف العلماء چار سو حصوں میں۔ ایک اور کتاب ہے اصول الفقہ والدین۔ ابویعلیٰ بن الفراء ان کی خدمت میں رہتے۔ تمام لوگوں کے دلوں میں گھر کیے ہوئے تھے۔ بادشاہ کے مقبول بارگاہ تھے‘ اپنے ہاتھ سے کپڑے بن کر صرف اسی کی آمدنی سے اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ ابوبکر الشافعی ابن مالک القطیعی وغیرہما سے حدیث کی روایت کی ہے۔

سالِ رواں میں یہ حج کو نکلے۔ راستہ میں تمام حاجیوں کو پیاس کی شدت محسوس ہوئی‘ اسی حالت میں یہ ایک پتھر پر ٹیک لگا کر سخت گرمی میں بیٹھ گئے‘ اتنے میں ایک شخص تھوڑا سا پانی لے کر آیا اور انہیں پینے کو دیا تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کہاں سے لائے۔ اس نے کہا آپ اسے پی لیں یہ وقت آپ کے لیے سوال و جواب کا نہیں ہے۔ کہنے لگے ضرور ہے کہ یہی تو اللہ کے دیدار کا وقت آ گیا ہے‘ چنانچہ ایک قطرہ بھی نہیں پیا اور فوراً روح پرواز کر گئی۔ رحمہ اللہ

الحسین بن الحسن:

بن محمد بن حلیم‘ ابوعبداللہ الحلیمی‘ المنحاج فی اصول الدیانۃ کے مصنف ہیں۔ شافعی مشائخ میں سے ہیں۔ جرجان میں ان کی ولادت ہوئی اور بخاری میں رہنے لگے۔ بہت سی حدیثیں محدثین کرام سے سنیں‘ یہاں تک کہ یہ اپنے زمانہ میں محدثین کے مشائخ میں سے ہو گئے۔ بخاری میں قاضی مقرر کیے گئے‘ ابن خلکان نے کہا ہے کہ ماوراء النہر میں یہی سب کے لیے سند ہو گئے تھے۔ مذہب کی تحقیق میں ان کو عبور تھا۔ ان سے الحاکم ابوعبداللہ نے روایت کی ہے۔

فیروز ابونصر:

ان کا لقب بہاؤ الدولہ بن عضد الدولہ الدیلمی تھا۔ بغداد وغیرہ کے حاکم تھے۔ یہی وہ ہیں‘ جنہوں نے الطائع کو قابو میں لا کر القادر کو شاہی کرسی پر بٹھا دیا تھا۔ ان کو لوگوں پر جرمانے کرنا پسند تھے‘ اس طرح انہوں نے اتنا مال جمع کر لیا تھا جتنا بنی بویہ میں اس سے پہلے کسی اور نے جمع نہیں کیا تھا‘ اور انتہائی بخیل بھی تھے‘ بیالیس برس تین ماہ کی عمر پا کر اس سال ماہ جمادی الآخرۃ میں اُرجان میں وفات پائی۔ ان کی بیماری مرگی طاری ہونے کی تھی۔ مشہد میں اپنے والد کے بغل میں دفن کیے گئے۔

قابوس بن دشمگیر:

اس کے ارکانِ دولت اس سے ناراض ہو گئے تھے‘ اس لیے ان لوگوں نے اس کے بیٹے منوجہر کو اس کے تخت پر بٹھا دیا

اور بعد میں اسے قتل بھی کرا دیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اس نے علم نجوم کے ذریعہ جب ستاروں پر نظر دوڑائی تو اس نے دیکھا کہ اس کا لڑکا اسے قتل کر دے گا' اس لیے اسے یہ گمان ہوا کہ اس کا بیٹا دارا ایسا کرے گا کیونکہ اس کی طبیعت میں باپ کی مخالفت تھی' لیکن اسے دوسرے بیٹے منوچہر کے متعلق ذرہ برابر بدگمانی نہ تھی' کیونکہ اس میں ہمیشہ وفاداری پائی گئی تھی۔ بالآخر اسی کے ہاتھوں وہ قتل کیا گیا۔ ہم نے اس سے پہلے اس کے کچھ اشعار ذکر کر دیئے ہیں۔

القاضی ابوبکر الباقلانی:

محمد الطیب ابوبکر الباقلانی مسلک شافعیؒ میں متکلمین کے سردار تھے' فن کلام میں بہت سے لوگوں کے مقابلہ میں ان کی تصنیف زیادہ ہے' ان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اپنی زندگی میں برسہا برس رات کے وقت بغیر بیس ورق لکھے ہوئے نہیں سوتے تھے۔ اس لیے ان کی تصنیفیں بہت زیادہ ہوگئی تھیں اور عوام میں مشہور بھی ہوگئی تھیں۔ چند یہ ہیں: التبصرہ' دقائق الحقائق' التمہید فی اصول الفقہ' شرح الابانہ اور مجمع کبیر و مجمع صغیر وغیرہ۔ ان تمام میں بہترین کتاب وہ ہے جو فرقہ باطنیہ کے رد میں ہے۔ جس کا نام انہوں نے کشف الاسرار اور ہتک الاستار رکھا ہے۔ لوگوں نے ان کے مسلک فروعیہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے اس لیے کسی نے کہا ہے کہ یہ شافعی المسلک تھے۔ اور کسی نے کہا ہے کہ یہ مالکی تھے۔ یہ باتیں ان کے بارے میں ابوذر الہروی نے بیان کی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے فتاویٰ کے بارے میں بھی کچھ لکھا ہے۔ یہ بات محمد بن الطیب الحنبلی نے لکھی ہے اور بالکل نادر معلوم ہوتی ہے' یہ بہت زیادہ سمجھدار اور ذہین تھے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ عضد الدولہ نے انہیں اپنا سفیر بنا کر شاہ روم کے پاس بھیجا تھا' یہ جب اس کے پاس پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ آگے بڑھنے کے لیے ایک راستہ ان کے لیے ایسا بنا کر رکھا گیا تھا کہ اس سے رکوع کی حالت میں گزرے بغیر آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔ یہ دیکھ کر یہ فوراً سمجھ گئے کہ شاہ روم ہمیں اپنے سامنے اس طرح جھکنے پر مجبور کرنا چاہتا ہے جس طرح خدا کے سامنے جھکا جاتا ہے' اس لیے یہ فوراً گھوم گئے' اپنی پیٹھ بادشاہ کے سامنے کر دی اور پیٹھ کی طرف سے اس میں داخل ہو کر الٹی طرف سے چل کر شاہِ روم کے پاس پہنچ گئے' اس کے قریب پہنچ کر یہ فوراً مڑ گئے اور اس کے سامنے ہو کر اسے سلام کیا' بادشاہ نے یہ حالات دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ بہت زیادہ سمجھدار اور بڑے ہی علم و فضل کے مالک ہیں' اس لیے ان کی بہت زیادہ عظمت کی' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہیں پر بادشاہ کے سامنے بجانے کا ایک آلہ جسے الأرغل کہا جاتا تھا' لا کر رکھ دیا گیا' تاکہ اس کی وجہ سے یہ بے وقوف بن جائیں' اسے دیکھ کر اپنے اوپر انہوں نے خطرہ محسوس کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کی موجودگی میں ان سے کوئی نامناسب حرکت سرزد ہو جائے۔ اس لیے اس کی طرف سے خود کو قابو میں رکھنے کی کوشش کرنے لگے' اسی دوران ان سے کسی طرح ان کا پیر زخمی ہو گیا اور بہت زیادہ خون بہہ گیا' اب بجائے خوشی کے تکلیف محسوس کرنے لگے اور اس کے سامنے اپنی کوتاہی یا خفت کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ تو اس بات سے بھی بادشاہ کو بہت تعجب ہوا' اس کے بعد بادشاہ نے حقیقت معلوم کی تو پتہ چلا کہ اس باجے کی خوشی میں پھنسنے سے بچنے کے لیے خود کو اس طرح چوٹ لگا کر تکلیف میں مبتلا ہوئے ہیں' اس طرح بادشاہ کو ان کی بلند ہمتی اور اولوالعزمی کا یقین آ گیا'

کیونکہ یہ آنہ پچھا اس قسم کا تھا کہ اس کی آواز سننے والا چاہے یا نہ چاہے اس پر بے خودی طاری ہو ہی جاتی ہے وہیں پر بادشاہ کے سامنے کسی پادری نے ان سے سوال کرلیا کہ آپ کے نبی کی بیوی نے کیا کیا اور ان پر تہمت لگنے کی حقیقت کیا تھی' تو الباقلانی نے فی الجور جواب دیا کہ ہمارے سامنے دو عورتوں پر برائی کا الزام لگایا گیا ہے' یعنی حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' لیکن اللہ تعالیٰ نے ازخود ان دونوں کی براءت کردی ہے۔ ان میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو شوہر والی تھیں اور انہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی' لیکن دوسری حضرت مریم علیہا السلام تو غیر شادی شدہ بھی تھیں اور انہیں اولاد بھی ہوئی تھی' مگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی تصریحاً براءت کردی ہے' پھر بھی بالفرض اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے کسی کے ذہن فاسد میں بدگمانی آتی ہے تو اس سے بڑھ کر حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں چاہیے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی سے خاص وحی کے ذریعہ دونوں کو بری ظاہر کردیا گیا ہے۔

الباقلانی نے حدیث ابوبکر بن مالک القطیعی اور ابومحمد بن ماسی وغیرہما سے سنی ہے۔ ایک دن دارقطنی نے انہیں بوسہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ اہل ہوا کے باطل عقیدوں کا بھرپور جواب دیتے ہیں' پھر ان کے لیے دعا خیر کی' ان کی وفات ماہِ ذی القعدہ کی تیئیسویں تاریخ ہفتہ کے دن ہوئی' اپنے گھر ہی میں دفن کردیئے گئے' پھر بابِ حرب کے مقبرہ میں منتقل کردیئے گئے۔

محمد بن موسیٰ بن محمد:

ابوبکر الخوارزمی حنیفہ کے شیخ اور ان کے فقیہ ہیں' احمد بن علی الرازی سے علم حاصل کیا' بغداد میں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم مانے گئے' بادشاہوں اور حکام میں ان کی عظمت بہت زیادہ تھی' ان کے شاگردوں میں الرضی اور الضمیری بھی ہیں' ابوبکر شافعی وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی ہے' ثقہ اور دیندار تھے' اسلاف کی طرح نمازیں پڑھتے' اعتقاد کے بارے میں کہا کرتے' ہمارا دین بوڑھیوں کے دین کی طرح پختہ ہے' فن کلام میں ہم دلچسپی نہیں رکھتے' بڑے فصیح الکلام تھے' پڑھانے کا انداز بہت عمدہ تھا' انہیں بارہا عہدۂ قضاء قبول کرنے کی دعوت دی' مگر اسے قبول نہیں کیا' سالِ رواں کے ماہِ جمادی الاوّل کی اٹھارہویں تاریخ جمعہ کی رات وفات پائی' درب عبدہ میں اپنے گھر میں مدفون ہوئے۔

الحافظ ابوالحسن علی بن محمد:

بن خلف العامری القابسی جو تلخیص کے مصنف بھی ہیں' خاندانی اعتبار سے قزوینی ہی القابسی اس لیے کہا جانے لگا کہ ان کے چچا قابسیہ عمامہ سر پر رکھتے تھے' اس لیے ان کے خاندان والوں کو ہی القابسی کہا جانے لگا' یہ حافظ تھے اور فن حدیث میں بہت نام پیدا کیے ہوئے تھے' سالِ رواں کے ماہِ ربیع الآخر میں جب ان کا انتقال ہوا تو متواتر کئی راتوں تک لوگ ان کی قبر پر قرآن پاک کا ختم کرکے ان کے لیے دعاءِ خیر کرتے رہے اور اطراف وجوانب کے شعراء نے وہاں پہنچ کر ان کے مرثیہ خوانی کی اور دعا گو رہے' ایک مرتبہ مناظرہ کی مجلس میں انہوں نے یہ اشعار کہے تھے:

۱۔ لعمر ابیك ما نسب المعلی الی کرم و فی الدنیا کریم

۲۔ ولکن البلاد اذا اقشعرت وصوح نبتها رعی الهشیم

پھر خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی رلایا' پھر کہنے لگے ہشیم میں ہی ہوں۔ رحمہ اللہ

الحافظ بن الفرضی:

ابو الولید عبد اللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی الفرضی کنیسہ کے قاضی بہت سی حدیثوں کی سماعت کی اور حدیثوں کو جمع کیا' تاریخ میں مؤتلف اور مختلف میں اور مشتبہ النسبۃ وغیرہ مضامین میں کتابیں تصنیف کیں' یہ علامۃ الزمان تھے' بربریوں کے ہاتھوں قتل ہو کر درجہ شہادت پایا' اس وقت جبکہ زخمی پڑے ہوئے تھے' لوگوں نے ان کو وہ حدیث پڑھتے ہوئے سنا جو صحاح میں ہے: مَا یُکْلِمُ احد فی سبیل اللّٰه و اللّٰه اعلم بمن یکلم فی سبیلهٖ الاجاء یوم القیٰمَةِ و کلمهٗ یدمی اللون لون الدَّم و الریحُ ریح المسك. (جو کوئی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے' مگر یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کون زخمی ہو رہا ہے' وہ بروز قیامت اس طرح آئے گا کہ اس کے زخم سے خون اس قسم کا بہہ رہا ہوگا کہ اس خون کا رنگ تو خون کا ہی ہوگا' مگر اس کی خوشبو مشک کی ہوگی)۔

ایک بار انہوں نے خانہ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اپنے لیے شہادت کی دُعا مانگی تھی' جو اللہ کے ہاں قبول ہوگئی' ان کے چند اشعار یہ ہیں:

۱۔ اسیر الخطایا عند بابك واقفٌ علی وَجلٍ ممّا به انت عارفٌ

ترجمہ: گناہوں کا قیدی آپ کے دروازے پر کھڑا ہے' اس گھبراہٹ کے ساتھ جس سے آپ واقف ہیں۔

۲۔ یخاف ذنوبًا لم یغب عنها غیّها و یرجوك فیها و هوارجٍ و خائفٍ

ترجمہ: ان گناہوں سے ڈرتے ہوئے جن کی نافرمانیوں میں سے کوئی چھپ نہیں سکی ہے ان کے بارے میں امید رکھتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے بھی۔

۳۔ ومن ذا الذی یرجی سواك و یتّقی و مالك فی فصل القضاءِ مخالف

ترجمہ: اور وہ کون ہے جس سے آپ کے سوا امید رکھی جائے اور ڈرا جائے' اور وہ کون ہے جو آپ کے فیصلوں میں دم مارے۔

٤۔ فیاسیدی لا تحزنی فی صحیفتی اذا نشرت یوم الحساب الصحائف

ترجمہ: اے میرے آقا! میرے نامہ اعمال کی بنا پر مجھے رسوا نہ کریں' اس دن جبکہ قیامت کے دن یہ اعمال نامے کھول کر دکھائے جائیں گے۔

۵۔ وکُن مونسی فی ظلمة القبر عندما یصد ذوالقربی و یجوفوا المؤالف

ترجمہ: اور آپ میری قید کی تاریکی میں میرے غم خوار رہیں جبکہ تمام رشتہ دار کنارے ہو جائیں گے' اور تعلق رکھنے والے دور ہو جائیں گے۔

۶. لئن ضاق عن عفوك الواسع الذی ارتجی لا سرافی فانی تالف

ترجمہ: اگر آپ کا وہ وسیع عفو ودرگزر مجھ سے کم ہو جائے جس کا میں اپنے گناہ کرنے کی وجہ سے امیدوار ہوں تو یقیناً میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

واقعات ـــــ ۴۰۴ھ

سالِ رواں کے ماہ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ جمعرات کے دن خلیفہ قادر اپنی کرسی خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ان کے سامنے ایک وقت سلطان الدولہ اور تمام محافظین موجود کیے گئے' اور انہیں دستور کے مطابق سات خلعت فاخرہ دیا گیا اور سیاہ عمامہ سر پر لپیٹا گیا اور تلوار گردن میں لٹکائی گئی' سر پر منقش تاج رکھا گیا' دو کنگن اور ہار پہنایا گیا' ہاتھ میں دو جھنڈے دیئے گئے پھر ایک ننگی تلوار دی گئی' اور خادم سے کہا گیا کہ اسے ان کے گلے میں ڈال دو کہ یہ ان کے اور بعد والوں کے لیے اعزاز کا سبب ہوگا' جس سے یہ مشرق ومغرب کے سارے علاقے فتح کریں گے' یہ دن بہت ہی شان وشوکت سے منایا گیا جس میں شہر کے تمام قاضی' حکامِ وقت اور وزراء سب موجود تھے۔

اسی سال محمود بن سبکتگین نے ہندوستان کے علاقوں پر حملے کر کے انہیں فتح کیا' لوگوں کو قتل کیا' قیدی بنایا' غنیمت کا مال حاصل کیا اور صحیح وسالم لوٹ آئے' پھر خلیفہ کو لکھا کہ وہ تمام علاقے جو میرے پاس ابھی ہیں' شہر خراسان وغیرہ' ان پر ہماری حکومت تسلیم کر لی جائے' چنانچہ ان کی خواہش پوری کر دی گئی۔

اسی سال کوفہ کے علاقہ میں بنو خفاجہ نے ہنگامے بپا کیے' تب وہاں کے نائب گورنر ابوالحسن بن مزید ان کے مقابلے کو نکلے۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور محمد بن یمان اور ان کی جماعت کے مزید کچھ افراد گرفتار کر لیے گئے اور بقیہ نے شکست قبول کر لی' اس موقع پر اللہ نے ان پر گرم ہواؤں کا جھونکا چلایا جس سے ان کے پانچ سو آدمی مارے گئے۔

اس سال ابوالحسن محمد بن الحسن الافساسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں ان حضرات نے وفات پائی:

الحسن بن احمد:

بن جعفر بن عبداللہ جو ابن البغدادی کے نام سے مشہور تھے' حدیث کی سماعت کی۔ وہ زاہد' عابد اور بہت زیادہ مجاہدہ والے تھے' جب نیند کا بہت زیادہ غلبہ ہوتا تبھی وہ سوتے۔

الحسین بن عثمان بن علی ابو عبداللہ المقری الضریری المجاہدی نے ان سے ملاقات کی' آپ نے بہت ہی بچپنے میں ابن مجاہد سے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی' ان کے شاگردوں میں یہ سب سے چھوٹے اور آخری تھے' سالِ رواں کے ماہِ جمادی الاوّل

سو برس سے زائد عمر پاکر وفات پائی' [illegible] کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

علی بن سعید الاصطخری:

معتزلیوں کے شیخ تھے باطنیہ فرقوں کے خلاف القادر باللہ کے لیے رسالہ تصنیف کر کے دیا تھا' اس سلسلے میں ان کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیا تھا' رباح کی گلی میں رہائش تھی' اسی برس سے زائد عمر پا کر ماہِ شوال میں وفات پائی۔

واقعات ـــــ ۴۰۵ھ

سالِ رواں میں شاہِ مصر الحاکم نے عورتوں کو ان کے گھروں سے نکلنے سے' چھتوں اور برآمدوں سے جھانکنے سے منع کر دیا' چرمی موزوں کے کاریگروں کو عورتوں کے لیے موزے بنانے سے روک دیا۔ اسی طرح ان کو حماموں میں بھی جانے پر پابندی عائد کر دی۔ ان احکام کی مخالفت کرنے پر بہت سی عورتوں کو قتل بھی کر دیا' بہت سے حمام ڈھا دیئے' پھر بہت سی بوڑھی عورتوں کو اس خبر پر مقرر کر دیا جو ان مسلمان عورتوں کی خبریں لایا کرتیں' جو وہ خود کسی سے عشق کرتی ہوں یا ان سے کوئی عشق کرتا ہو' ایسا ہونے سے ان کے نام اور جن سے ان کا تعلق ہوتا ان کے نام اور پتے لا کر دیتیں تو انہیں پکڑ کر ہلاک و برباد کر دیا جاتا' پھر انہوں نے خود بھی شہروں میں ایسے لوگوں کی تلاش میں گشت کرنے کا سلسلہ دن رات بڑھا دیا' اور ایسے بہت سے مردوں' عورتوں اور بچیوں کو بھی پانی میں غرق کرا دیا جن کے فسق و فجور کا حال ظاہر ہو جاتا۔ اس طرح سختیاں بہت بڑھ گئیں' عورتوں' فاسقوں اور فاجروں کی حالت دگرگوں ہوگئی' اور ان لوگوں کے لیے یہ ناممکن ہوگیا کہ اپنی مطلب برآری کے لیے گھر سے نکلیں' اتفاقیہ دو ایک واقعات ہو جاتے' یہاں تک کہ ایک عورت کسی مرد کے عشق میں گرفتار ہوگئی تھی اور اس کے پاس پہنچنا اس کے لیے ناممکن ہوگیا' اور ملاقات کی راہ بند ہو جانے کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کے قریب ہوگئی' تو وہ گرفتار کر کے قاضی القضاۃ مالک بن سعد الفاروقی کے پاس لائی گئی' انہوں نے اس کی ساری باتیں سن لیں' تو اس عورت نے الحاکم کا واسطہ دے کر قسم کھائی تو قاضی کو اس پر کچھ رحم آیا' اس وقت مکاری اور چالاکی سے چلا چلا کر رونے لگی' پھر کہنے لگی اے محترم قاضی! میرا صرف ایک ہی بھائی ہے' جو بازاروں میں رہتا ہے' میں اس الحاکم کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھے اس کے ہاں پہنچنے کی اجازت دیں تاکہ دنیا چھوڑنے سے پہلے آخری بار اسے اپنی نظروں سے دیکھ لوں' خدا آپ کو جزائے خیر دے گا' یہ باتیں سن کر قاضی صاحب کا دل پسیج گیا' اور دو آدمیوں کو مقرر کر دیا' تاکہ وہ اسے اس کے بھائی کے پاس پہنچا ئیں' اور ملاقات کے بعد لے آئیں' اس نے ایک گھر میں پہنچ کر اس کے دروازہ میں باہر سے تالہ لگا دیا' اور چابی اپنی پڑوسن کو دے دی' پھر ان دونوں کے ساتھ اپنے معشوق کے گھر پہنچی' اندر جا کر اس نے دروازہ بند کر دیا اور ان سے کہا آپ دونوں چلے جائیں یہی میرے بھائی کا گھر ہے' اسی گھر میں اس کا معشوق موجود تھا' جس کے فراق میں اس کا یہ حال ہوگیا تھا' اس نے انتہائی حیرانی کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ تجھے مجھ تک پہنچنا کیونکر ممکن ہوگیا' تو اس نے قاضی صاحب کے سامنے اپنی کی ہوئی مکاریاں اسے بتا دیں' شام کے قریب

جب اس کا شوہر اپنے گھر پہنچا اور اس میں تالا لگا ہوا اس طرح دیکھا کہ اندر ایک شخص کا بھی پتہ نہیں ہے تو وہ اپنی پڑوسن کے پاس گیا اس نے سارے واقعات اس شخص کو بتا دیئے' وہ فوراً قاضی صاحب کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ میں آپ سے ابھی فوراً بیوی کی واپسی کا مطالبہ کرتا ہوں' ورنہ بادشاہ کے پاس جا کر آپ کی شکایت کرتا ہوں' کیونکہ میری بیوی کا مطلقاً کوئی بھائی نہیں ہے' وہ تو فقط اپنے معشوق کے ہاں گئی ہے۔ قاضی صاحب اس معاملہ کے خراب نتیجہ سے سخت گھبرا گئے' وہ فوراً الحاکم کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے رونے لگے' انہوں نے وجہ دریافت کی اور حقیقت حاصل معلوم کی' تو قاضی صاحب نے اس عورت سے متعلق ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں' انہوں نے ان دونوں آدمیوں کو فوراً اس عورت کے گھر بھیجا کہ جس حال میں وہ عورت اور مرد ہوں دونوں کو گرفتار کر کے لے آئیں' وہاں وہ دونوں جب پہنچے تو دیکھا کہ وہ جوڑا بدمستی کے ساتھ ایک ساتھ ہیں' ان دونوں کو پکڑ کر شاہِ مصر کے پاس لے گئے' ان دونوں سے حقیقت دریافت کرنے پر انہوں نے اپنی غیر اختیاری حالت پر معذرت خواہی کی' لیکن بادشاہ نے اس عورت کو جنگل میں لے جا کر جلا دینے اور اس مرد کو مار مار کر ختم کر دینے کا حکم دیا' اس واقعہ کے بعد سے عورتوں کے ساتھ بہت زیادہ احتیاط کرنے کا حکم دیا اور ان پر بہت زیادہ سختی کر دی گئی' بادشاہ کی آخری زندگی تک سختی پر عمل ہوتا رہا۔ یہ باتیں ابن الجوزی نے بیان کی ہیں۔

سال رواں کے ماہ رجب میں ابومحمد الاکفانی کے انتقال کے بعد ان کی جگہ پر ابوالحسن احمد بن ابی الشوارب کو عہدۂ قضا پر مامور کیا گیا۔

اسی سال فخر الدولہ نے مسجد الشرقیہ کی تعمیر کرائی اور اس میں لوہے کی کھڑکیاں لگائی گئیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے

اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والوں کے نام یہ ہیں:

بکر بن شاذان بن بکر:

ابوالقاسم المقری الواعظ' ابوبکر الشافعی اور جعفر الخلدی سے حدیث کی سماعت کی ہے اور ان سے الازہری اور الخلال نے سماعت کی ہے' یہ ثقہ' امین' صالح اور عابد و زاہد بھی تھے' ہمیشہ رات بھر عبادت میں مشغول رہتے۔ اخلاق ان کے بہت عمدہ تھے' اسی برس سے زائد عمر پا کر سالِ رواں میں وفات پائی' اور باب حرب میں مدفون ہوئے۔

بدر بن حسنو یہ بن الحسین:

ابوالنجم الکردی' دینور اور ہمدان کے علاقوں کے اچھے اور پسندیدہ بادشاہوں میں ہیں' ان میں سیاست کی صلاحیت اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرنے کی عادت تھی' خلیفہ قادر نے ان کی کنیت ابوالنجم رکھی تھی' اور ان کا لقب ناصر الدولہ تھا' انہیں ایک خاص جھنڈا دیا گیا تھا' ان کا اندازِ حکومت بہت بہتر تھا اور شہری علاقہ بہت مامون تھا' اس قدر امن واطمینان تھا کہ مسافروں کے اونٹ یا ان کے گھوڑے بوجھ لادے ہوئے راستہ میں تھک جاتے تو ان کے پورے سامان اور بوجھ کو اسی جگہ چھوڑ کر وہ چلے

جاتے' پھر جب بھی وہ وہاں جاتے اس سامان میں ذرہ برابر کمی نہ پاتے' ایک موقعہ پر ان کے کچھ حکام نے علاقہ میں شر وفساد پھیلایا' خبر پا کر سب کی شاندار دعوت کا انتظام کر کے انہیں شرکت کی دعوت دی' کھانا ان کے سامنے لایا گیا' مگر روٹی نہیں لائی گئی اور وہ منتظر رہے' کافی دیر گزرنے کے بعد سوال کرنے کے بعد بادشاہ نے جواب دیا کہ جب تم کھیتیاں برباد کر دو گے' اور کاشتکاروں پر تم ظلم کرو گے تو یہ روٹیاں تمہیں کہاں سے ملیں گی' پھر ان سے کہا کہ آئندہ میں یہ سننے نہ پاؤں کہ تم میں سے کسی نے کاشتکاروں پر ظلم کیا ہے' ایسا ہونے سے اس کی گردن اڑا دی جائے گی' ایک موقع پر وہ اپنے حالت سفر میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس کے سر پر لکڑی کی ایک بڑی گٹھری تھی' اور وہ رو رہا تھا' اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میرے پاس دو روٹیاں تھیں میں اپنی فرصت میں انہیں کھانا چاہتا تھا کہ آپ کا کوئی سپاہی آیا اور مجھ سے انہیں چھین کر لے گیا' بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تم اسے دیکھ کر پہچان سکو گے؟ اس نے کہا ضرور پہچان لوں گا' اس کے بعد بادشاہ اس لکڑ ہارے کے ساتھ ایک تنگ گھاٹی پر جا کر ٹھہر گیا اور اپنے تمام سپاہیوں کو اسی جگہ سے گزرنے کا حکم دیا' آخر وہی شخص سامنے سے گزرنے لگا تو لکڑ ہارے نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا وہ یہی شخص ہے۔ بادشاہ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے گھوڑے سے اتر کر اس کی گٹھری اپنے سر پر رکھ کر اس کے گھر پہنچا دے' اس فیصلہ کی بنا پر اس شخص نے بہت کوشش کی کہ وہ لکڑ ہارا بڑی سے بڑی رقم لے کر اسے معاف کر دے' مگر وہ نہ مانا' اس واقعہ سے پورے لشکر کو زبردست سبق ملا۔

اس بادشاہ کی عادت تھی کہ وہ جمعہ کو بیس ہزار درہم فقیروں اور یتیموں پر خرچ کرتے اور ہر ماہ بیس ہزار درہم مردوں کی تجہیز و تکفین میں اور سالانہ ایک ہزار دینار بیس آدمیوں پر خرچ کرتے کہ وہ بادشاہ کی والدہ اور خلیفہ عضد الدولہ کی طرف سے حج کر کے آئیں' کیونکہ عضد الدولہ ہی کی وجہ سے اسے بادشاہی ملی تھی' اور سالانہ تین ہزار دینار لوہاروں اور جوتے بنانے والے موچیوں میں خرچ کرتے' تاکہ ہمذان اور بغداد سے آنے والے بھولے بھٹکے مسافروں کے جوتوں کی مرمت اور ان کے گھوڑوں کے پیروں میں نعل بندی کرتے رہیں۔

اسی طرح ہر سال ایک لاکھ دینار حرمین شریفین بھیجتے' تاکہ ان دیناروں سے وہاں کے مجاوروں کی ضروریات' عمارتوں کی تعمیر اور مرمت اور حجاز کے راستوں میں پانی کا بہتر انتظام کنوئیں کھودنے کے اخراجات میں کام آئیں' ان کے علاوہ جہاں کہیں بھی پانی کا انتظام کیا گیا' وہیں آبادی بسا دی' نیز اپنے زمانہ حکومت میں انہوں نے تقریباً دو ہزار مسجدیں' اسی طرح سرائے خانے بھی بنوا دیئے' یہ اخراجات ان کے علاوہ تھے' جو باضابطہ رجسٹروں میں' فقیہوں' قاضیوں' مؤذنوں' شریف لوگوں' گواہوں' فقیروں' مسکینوں' یتیموں اور لاوارثوں کے لیے مقرر تھے' علاوہ بریں وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والے اور ورد و وظائف کرنے والے بھی تھے' اور اللہ کی راہ میں جہاد کی نیت سے بیس ہزار سے بھی زائد گھوڑے پالے ہوئے تھے۔

اسی برس سے زائد عمر پا کر سالِ رواں میں وفات پائی اور مشہد علی کرم اللہ وجہہ میں مدفون ہوئے' اور چودہ ہزار بدرہ سے زائد کا مال اور نقد چالیس بدرہ سے بھی زائد ترکہ چھوڑا' جبکہ ایک بدرہ دس ہزار دینار کی ایک تھیلی ہوتی ہے۔ رحمہ اللہ

الحسن بن الحسین بن حمکان:

ابوعلی الہمدانی بغداد کے شافعی المسلک فقیہ تھے' حدیث کی تعلیم اولاً حاصل کی' ابوحامد المروزی نے ان سے ساعت کی اور الازہری نے ان سے روایت کی ہے' ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ حدیث میں ان کا کوئی مقام نہیں تھا۔

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ:

بن ابراہیم ابومحمد الاسدی ابن الکفائی سے مشہور ہیں' بغداد کے قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز تھے' سن تین سو سولہ ہجری میں ان کی وفات ہوگئی' قاضی محاملی' محمد بن خلف' اور ابن عقدہ وغیرہم سے روایت کی ہے اور ان سے البرقانی اور التنوخی نے روایت کی' کہا جاتا ہے کہ انہوں نے طلب علم کے سلسلہ میں ایک لاکھ دینار خرچ کیے' بہت ہی کنارہ کش اور پاکدامن تھے' عزتِ نفس کا بہت زیادہ خیال رکھتے' پچاسی برس کی عمر پا کر اسی سال وفات پائی' ان میں چالیس برس حکومت کی کچھ نیابت میں اور زیادہ تر مستقلاً۔ رحمہ اللہ

عبدالرحمٰن بن محمد:

بن محمد بن عبداللہ بن ادریس بن سعد الحافظ الاستراباذی' الادریسی سے مشہور ہیں' علم اور حدیث کے طلب میں دُور دُور تک سفر کیا ہے اور اس سے دلچسپی رکھی ہے' الاصم وغیرہ سے ان کی ساعت کی ہے' سمرقندی میں سکونت اختیار کر کے وہاں تاریخ لکھ کر الدارقطنی کے سامنے پیش کی' تو انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔ اور بغداد میں بیٹھ کر حدیثیں بیان کیں' اس موقع پر الازہری اور التنوخی نے ان سے ساعت کی تھی' ثقہ اور حافظ تھے۔

ابونصر عبدالعزیز بن عمر:

بن احمد بن نباتہ' بہت مشہور شاعر تھے' سیف الدولہ بن حمدان کی بہت تعریف کی' میرا گمان ہے کہ یہ الخطیب بن نباتہ یا کسی اور کے بھائی ہیں' یہی اس مشہور شعر کے قائل ہیں' جو یہ ہے:

ومن لم یمت بالسیف مات بغیرہ تنوعت الاسباب والموت واحدٌ

ترجمہ: جو شخص تلوار سے نہیں مرا وہ کسی اور ذریعہ سے مرا' اسباب مختلف ہوں گے لیکن موت تو ایک ہی ہے۔

عبدالعزیز بن عمر بن محمد:

بن نباتہ ابونصر السعدی الشاعر' ان کے یہ اشعار بھی مشہور ہوئے۔ چند یہ ہیں:

۱۔ و اذا عجزت عن العدوِّ فدارہٖ و امزج لہٗ ان المزاج وفاق

ترجمہ: جب تم دشمن کے مقابلہ میں عاجز ہو جاؤ تو اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو اور اس سے گھل ملنے کی کوشش کرو' کیونکہ مزاج میں موافقت ہو جاتی ہے۔

۲. کالماء بالنار الذی هو ضدها لمعطی النضاج وطبعها الاحراق

ترجمہ: جیسے کہ پانی آگ سے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں' یہ دوسرے کو گلانے کا مادہ پیدا کر دیتا ہے' حالانکہ اس کی طبیعت میں جلانا ہے۔

عبدالغفار بن عبدالرحمٰن:

ابوبکر الدینوری' سفیان ثوریؒ کے مسلک کے فقیہ تھے' جامع منصور بغداد میں ان کے مذہب پر فتوے دینے والوں میں یہی آخری مفتی تھے' اس جامع کی طرف دیکھ بھال اور اس کے انتظامات میں ان ہی کو پورا دخل تھا۔ وہیں ان کی وفات ہوئی اور الحاکم کے قریب مدفون ہوئے۔

الحاکم نیشا پوری:

مستدرک کے مصنف' محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن الحکم ابوعبداللہ الحاکم الضبی الحافظ ابن البیع سے مشہور ہیں۔ نیشاپور کے رہنے والوں میں سے ہیں۔ علم' حفظ اور حدیث والوں میں سے تھے۔ سن تین سو اکیس ہجری میں ان کی ولادت ہوئی۔ سن تین سو تیس ہجری سے ہی یعنی صرف نو برس کی عمر سے ہی حدیث کی سماعت شروع کر دی تھی' بہت سے محدثین سے سماعت اور دُور دراز علاقوں کا سفر کیا۔ بڑی اور چھوٹی بہت سی کتابیں تصنیف کیں' جن میں چند یہ ہیں: المستدرك على الصحيحين، علوم الحدیث، ''الاکلیل''، تاریخ نیشاپور' بہت سے محدثین سے روایت کی ہے' ان کے مشائخ میں دارقطنی' ابن ابی الفوارس وغیرہما ہیں' ان کے اندر دینداری' امانت' حفاظت اچھی طرح یاد رکھنا' کنارہ کشی اور پرہیزگاری کا بڑا مادہ تھا' لیکن خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ ابن البیع شیعیت کی طرف مائل تھے' کیونکہ مجھ سے ابواسحاق ابراہیم بن محمد الأرموی نے بیان کیا ہے' کہا ہے کہ الحاکم ابوعبداللہ نے بہت سی حدیثیں جمع کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ سب صحیح ہیں اور بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی شرطوں کے موافق ہیں' ان دونوں نے ان احادیث کو اپنی کتابوں' صحیحین میں لانے کا التزام کیا ہے' جن میں حدیث الطیر اور من كنت مولاه فعلی مولاه بھی ہیں' لیکن اصحابِ حدیث نے ان دونوں کو منکر کہا ہے اور ان کے کہنے پر مطلق توجہ نہیں دی ہے بلکہ ایسا کرنے پر محدثین نے ان کی ملامت کی ہے' اور محمد بن طاہر المقدسی نے کہا ہے کہ الحاکم نے کہا ہے' حدیث الطیر اگرچہ صحیحین میں مذکور نہیں ہے' لیکن وہ صحیح ہے' اور ابن طاہر نے کہا ہے بلکہ یہ تو موضوع ہے' اس کی روایت اہل کوفہ کے جاہلوں اور غیر معتبر لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ اس بنا پر اگر یہ حاکم اس بات کو نہیں جانتے ہیں تو وہ بھی جاہل ہوئے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو یہ دشمن اور جھوٹے ہوئے' اور ابوعبدالرحمٰن السلمی نے کہا ہے کہ میں حاکم کے پاس گیا تو انہیں دیکھ کر وہ فرقہ کرامیہ میں غرق ہو گئے ہیں' ان سے نکلنے کی صورت نہیں پاتے ہیں' اس لیے میں نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ اپنی کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں بھی کچھ لکھ دیں تو آپ اس کشمکش سے نجات پا جائیں گے' کہنے لگے مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا' مجھ سے ایسا نہیں ہو سکتا' چوراسی برس کی عمر پا کر سالِ رواں میں وفات پائی۔

ابن کبج:

یوسف بن احمد بن کبج ابوالقاسم القاضی شافعی اماموں میں سے ہیں‘ یہ اپنے مذہب میں مختلف الخیال ہیں‘ ان کے لیے یہ بات بڑی نعمت کی تھی‘ بدر بن حسنو یہ کی قائم مقامی میں وہ دینور کے قاضی رہے‘ لیکن بدر کے انتقال کے بعد شہر کے حالات خراب ہو جانے پر بدمعاشوں اور مکاروں کی ایک جماعت نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ جو سال رواں کے ماہِ رمضان کی ستائیسویں تاریخ تھی۔

بفضلہٖ تعالیٰ اب البدایہ والنہایہ کا گیارہواں حصہ ختم ہوا‘ اس کے بعد ہی بارہواں حصہ بھی شروع ہو جائے گا‘
جس کی ابتداء سن چار سو چھ ہجری کی تاریخ سے ہوگی۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ

۲] علامہ مجلسیؒ

۳] علامہ ساظہر حسین

۴] علامہ سید علی نقیؒ

۵] بیگم و سید عابد علی رضوی

۶) بیگم و سید احمد علی رضوی

۷) بیگم و سید رضا امجد

۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی

۹) بیگم و سید سبط حسن

۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری

۱۱) بیگم و سید جبار حسین

۱۲) بیگم و مرزا توحید علی

۱۳) سید حسین عباس فرحت

۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی

۱۵) سید غلام حسین زیدی

۱۶) سیدہ ناز زہرہ

۱۷) سیدہ رضویہ خاتون

۱۸) سید نجم الحسن

۱۹) سید مبارک رضا

۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی

۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم

۲۲) سید باقر علی رضوی

۲۳) بیگم و سید باسط حسین

۲۴) سید عرفان حیدر رضوی

۲۵) بیگم و اخلاق حسین

۲۶) سید ممتاز حسین

۲۷) بیگم و سید اختر عباس

۲۸) سید محمد علی

۲۹) سیدہ رضیہ سلطان

۳۰) سید مظفر حسنین

۳۱) سید باسط حسین نقوی

۳۲) غلام محی الدین

۳۳) سید ناصر علی زیدی

۳۴) سید وزیر حیدر زیدی

۳۵) ریاض الحق

۳۶) خورشید بیگم

۳۷) محمد علی

۳۸) غلام سجاد بخش

۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین